

دفتر اول

پیشوی و التام

رحمۃ اللہ علیہ

Dr. R. A. Bhat

بشنو از نے چوں حکایت می کند
در جہدائی با شکایت می کند

Call - \$1001 pizza - disney

1-800-893-2639

news Max. com

Tolson - Ann Coulter

Jan. - 24/7/03 1ST

~~97~~

740

73 954 - full.

74 145 full - 9.5 (293)

— ۱۴۲. آدم کا لفظش ایسی طرف مشروب کرنا اور شیطان کا خدا کی طرف کہہ دینا
۱۴۳. عقیل - بہر و اختیار سے باز ہیں۔

و قراؤں

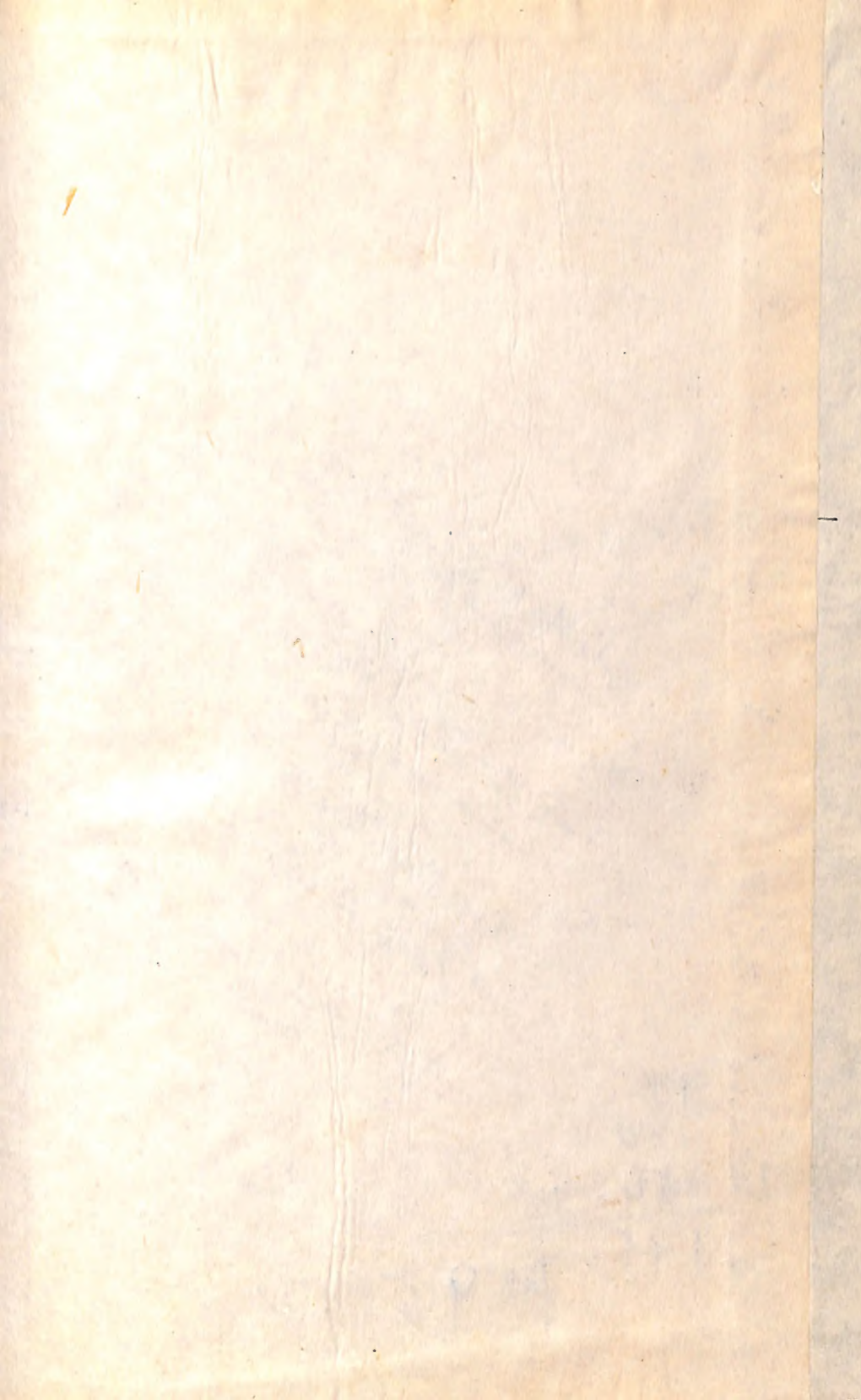
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہستہ آں زبان پہلوئی

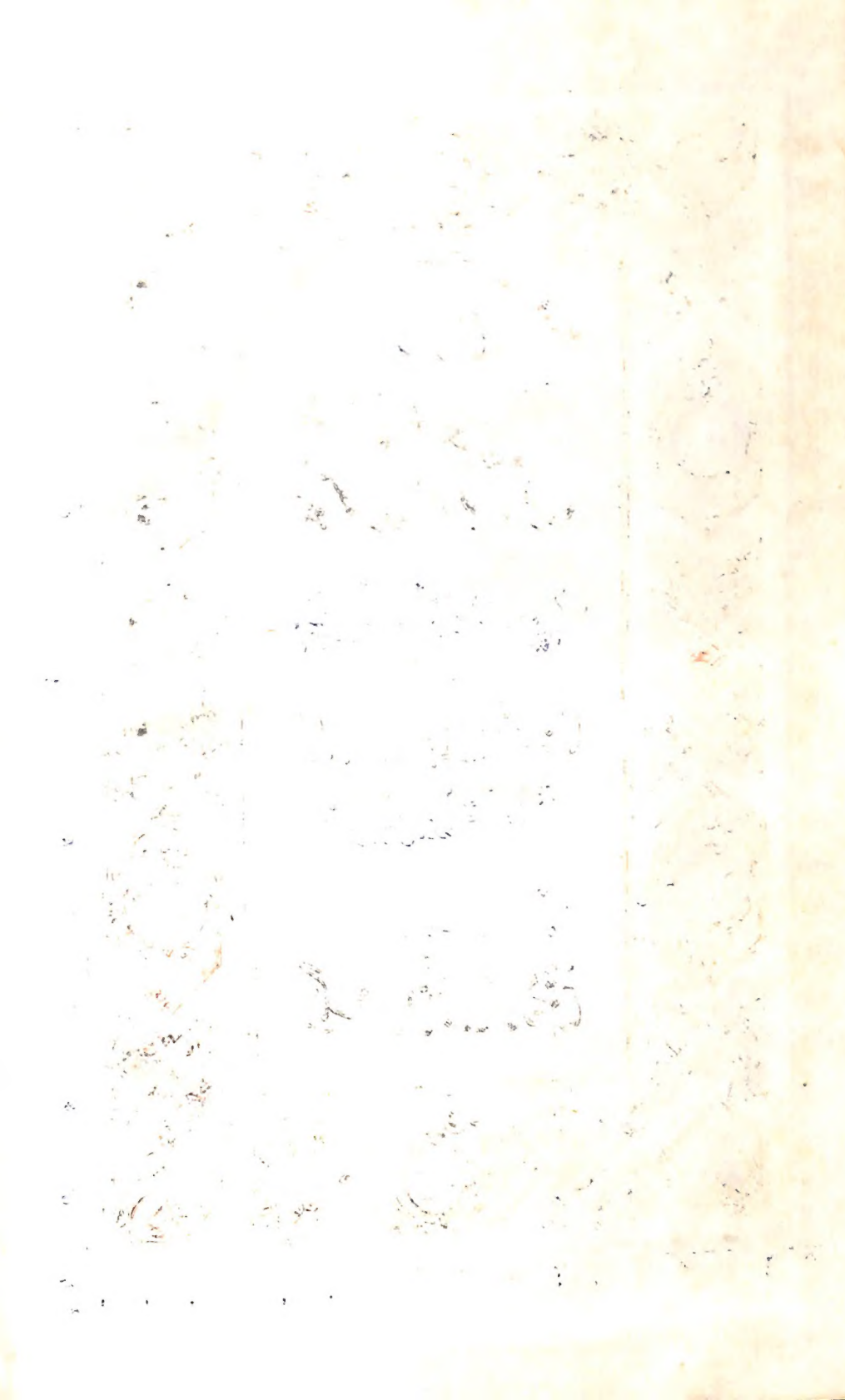
ترجمہ
مولانا قاضی حسین حسنا
مدد مدرسہ اعلیٰ تہوہی بی

ناشر

ریگٹ کتا گھبر دہلی







مقدمہ

عجب اتفاق ہے کہ نہ فارسی پرہی نہ فارسی آئی لیکن ہندوستان میں مروج فارسی کی کتابوں کی اشاعت کا کام قدرت نے اس پیچیدہ سے لے لیا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد جبکہ فارسی کے رسم و رواج کے تابوت میں آخری کیل ٹھک رہی تھی خیال آیا کہ گلستانِ سعدی کو سہل انھصول بنا کر شائع کیا جائے، اُس پر اردو میں کچھ خوشی لکھے اور اُس کو شائع کر دیا۔ اُس کی اشاعت اور قبولیت نے ہمت بندھائی تو ہندوستانِ سعدی برہی طبع آزمائی شروع کر دی اور اردو کے حاشیہ کے ساتھ اُس کو بھی شائع کر دیا۔ پھر مطالعہ شروع ہوا کہ ہر دو کتب کو مستقل ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیا جائے چنانچہ یہ بھی ہوا، ان چاروں کتابوں کی ہیہم اشاعت نے کام کے مزید اسباب و مسائل جمع کر دیئے اور عزم پیدا ہو گیا کہ ہندوستان کے مکاتیب میں مروج فارسی کتب آسمانِ حاشی لکھ کر بہترین انداز سے شائع کر دیا جائے، الا بئذ شائع کی، اخلاقی مجموعہ شائع کی اور پھر گلزارِ پستان کریم، احمد باری اور پند نامہ بھی شائع کر دیا۔ رب العزت کا کرم ہے کہ اب ان کتابوں کی ہندوستان کے طول و عرض میں پہلے ہوئے مکاتیب اور مدارس میں مانگ اور صرف انہی کی مانگ ہے گزشتہ سالوں میں دیوانِ حافظ کو ترجمہ اور شئی کیا اور اُس کو بھی شائع کر دیا۔ اُس کی مقبولیت و دم خیال سے بھی زیادہ ہوئی اور ہندوستان کے اہل علم اور تعلیمی حلقوں سے اُس کی اس قدر داد ملی کہ شعی مولانا روم پر کام کرنے اور اُس کو شائع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ شعی کی فحامت کے پیش نظر فیصلہ کیا کہ ابتداءً صرف پہلے دفتر کو شائع کیا جائے۔ اگر زندگی نے وفا کی اور توفیق خداوندی شامل حال رہی تو لقیۃً دفتر بھی ایک ایک کے شائع کر دیئے جائینگے تقریباً سال بھر گذرنا ہے کہیں اس دفتر کو لے کر ترجمہ اور خواشی لکھ فارغ ہو گیا لیکن کتابت کی دشواریاں اشاعت کی تاخیر کا سبب بنیں۔ اب جبکہ کتابت کی سحرانی اور فصیح کی مصروفیت سے کچھ وقت بچنے لگا تو یہ چیز سطر و بطور مقدمہ کے پیش خدمت کر رہا ہوں۔ کتاب کی اہیت اور

مولانا کی شخصیت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مقدمہ میں میر حاصل بخشیں کی جائیں لیکن اپنی

مصلاحت کی قلت اور وقت کی اشاعت کی کثرت شاید یہ تپا پوری کرنے

دے پھر بھی خدائی مدد کے بھروسہ پر کچھ لکھ رہا ہوں۔

مثنوی مولانا رام

مثنوی مولانا رام
۱۹ ۶ ۶۹

دورۂ تہران و ترکی، مصر و بغداد و عرب

ہو مبارک صاحبِ عز و شرف فیضِ رب

مثنوی کے شائع و فاضل مترجم مرحبا

مولوی سجاد علی محمد رشک عرب

۱۳ ۹۶

پیش کنندہ ایضاً خلیق ٹوکی

۱۹ ۶ ۶۹

واقعہ جس قدر اہم ہے اسی قدر یہ واقعہ عرض خفا

میں ہے۔ جو ہر فیض کے بیان کے مطابق تو واقعہ کی صورت یہ ہے کہ مولانا ایک روز اپنے شاگردوں کے حلقہ میں رونق افروز تھے۔ چاروں طرف کتابوں کے ڈھیر تھے کہ اچانک شمس تبریز قلندرانہ انداز سے آہنچے اور کتابوں

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیسا ہے مولانا نے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو مولانا کا یہ فرمانا تھا کہ اچانک کتابوں میں آگ لگ گئی۔ مولانا نے شمس تبریز سے کہا کہ یہ کیسا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو اور یہ کہہ کر مجلس سے روانہ ہو گئے۔ اس واقعہ سے مولانا کی حالت دگرگوں ہو گئی، تمام کار بار اور شان و شوکت کو خیر باد کہا اور محض انوردی شروع کر دی ملک کے گوشوں میں شمس تبریز کو تلاش کرتے پھرے لیکن ان کا کہیں پتہ نہ ملا۔ مولانا کے مرید چونکہ مولانا کی اس کیفیت سے سخت پریشان تھے کہتے ہیں کہ مولانا کے کسی مرید نے شمس تبریز کو مار ڈالا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شمس تبریز کو ان کے پیر بابا کمال الدین جندی نے یہ کہہ کر مولانا کے پاس بھیجا تھا کہ روم جاؤ وہاں ایک سوختہ دل ہے اس کو گمراہ آؤ شمس تبریز قویہ پیچھے شکر فرودشوں کی سرپرستی میں قیام ہوئے اور ایک دن جبکہ مولانا نہایت ترک و اختتام سے ایک راستہ سے گزر رہے تھے شمس تبریز نے مولانا سے سہراہ دریافت کیا کہ مجاہدہ اور ریاضت کا کیا مقصد ہے؟ مولانا نے فرمایا اتباع شریعت۔ شمس تبریز نے کہا۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں لیکن اصل مقصد علم و مجاہدہ ہے کا یہ ہے کہ وہ انسان کو منزل تک پہنچا دے اور پھر صحیح سنانی کا یہ شعر پڑھا

علم کز تو ترانہ بستاند جہل زان علم بہ بود بسیار
جو علم تجھے تجھ سے نہ لے لے اس علم سے جہل بہت بہتر ہے

ان جملوں سے مولانا اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مولانا کسی حوض کے کنارے کُتب بینی میں مصروف تھے وہاں شمس تبریز آگئے اور مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا کتابیں ہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ تمہیں ان کتابوں سے کیا غرض۔ اس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں حوض میں پھینک دیں مولانا کو سخت رنج ہوا اور فرمایا کہ میان درویش تم نے ایسی چیزیں ضائع کر دیں جن میں نادر نکتے تھے اور اب ان کا بلنا محال ہے۔ اس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں خاک حالت میں حوض سے نکال کر مولانا کے سامنے رکھ دیں مولانا حیران ہوئے تو شمس تبریز نے کہا یہ حال کی باتیں ہیں تم صاحبِ قبال ان کو کیا جانو۔ اس کے بعد مولانا، شمس تبریز کے ارادہ مندوں میں داخل ہو گئے۔

ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ ایک ملوہ فروش مولانا کی درگاہ میں آیا مولانا نے بھی اس سے ملوہ کی ایک تاش خرید کر کھائی جس سے مولانا کے احوال یکسر بدل گئے۔ بے اختیار اٹھے اور گہرا بچہ پڑھنے لگے ایک عرصہ تک گم رہے۔ واپس آئے

محمد زمام جلال الدین لقب اور شہرت

نام و نسب

مولانا کے روم کے عنوان سے ہے نسب کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ محمد معروف مولانا ہی کا نام نہیں ہے بلکہ مولانا کے والد اور دادا بھی مولانا کے بہن نام ہیں۔ مولانا کے والد کا لقب

بہاؤ الدین اور وطن بلخ ہے۔ شیخ بہاؤ الدین بڑے صاحب علم و فضل بزرگ تھے اور پورے خراسان میں مرجع خلافت تھے۔ محمد خوارزم شاہ کا دور سلطنت تھا وہ خود شیخ بہاؤ الدین کے حلقہ گوش میں تھا اور امام فخر الدین رازی کی محبت میں شیخ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا شیخ کی مقبولیت عامہ جب حد سے بڑھی تو اُمیر اور امام فخر الدین رازی کی طبیعتوں پر وہ بار بن گئی شیخ نے اس کو محسوس کیا اور سلسلہ میں شیخ وطن ترک کر کے نیشاپور چلے گئے خواجہ فرید الدین عطار شیخ بہاؤ الدین سے نیشاپور میں ملے اُس وقت مولانا کے روم کی تقریباً ۱۰ سال کی عمر تھی مولانا پر یونین ہی سے سدا و تمدنی کے آثار نمایاں تھے۔ خواجہ صاحب نے مولانا کو دیکھ کر شیخ بہاؤ الدین سے فرمایا: ان صاحبزادے کے جوہر قابل سے غفلت نہ رہنیئے گا، اور اپنی شنوی ہنر نادر مولانا کو پڑھنے کیلئے عنایت کی شیخ نیشاپور سے بغداد پہنچے وہاں کچھ دن قیام کر کے حجاز اور شام ہوتے ہوئے زرخان پہنچے اور وہاں سے لارندہ کا رخ کیا لارندہ کے دوران قیام میں شیخ نے جبکہ مولانا کی عمر ۱۰ برس کی تھی مولانا کی شادی کر دی اور یہیں مولانا کے فرزند رشید سلطان ولد پیدا ہوئے۔ بغداد کے دوران قیام میں مولانا کی شہرت شاہ روم علاؤ الدین کی قیادت تک پہنچ گئی تھی۔ لارندہ کے قیام کے دوران میں علاؤ الدین کی قیادت نے درخواست کی توشیح، توفیر میں اُس کے پاس تشریف لے آئے اور اپنی بقیتہ زندگی توفیر ہی میں گزار کر جمعہ کے دن ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۷ھ میں واصل بحق ہو گئے۔ مولانا کے روم کی ولادت ۷۲۷ھ میں بلخ میں ہوئی تھی تعلیم کے ابتدائی مراحل شیخ بہاؤ الدین نے طے کرادیئے تھے اور پھر اپنے مُرید سید برہان الدین محقق کو جو اپنے زمانے کے بہت بڑے افاضل علمائیں سے تھے مولانا کا معلم اور تالیق بنا دیا تھا۔ مولانا نے اکثر علوم و فنون انہی سے حاصل کئے اور اپنے والد کی حیات تک اپنے والد ہی کی خدمت میں حاضر رہے۔ والد کے انتقال کے بعد ۷۳۹ھ میں شام کا قصد کیا۔ ابتداً حلب کے مدرسہ حلاویہ میں رہ کر مولانا کمال الدین مصنف تاریخ حلبی سے تلمیذ کیا۔

مولانا کے روم اپنے دور کے اکابر علمائیں سے تھے فقہ اور مذاہب کے بہت بڑے عالم تھے۔ دیگر علوم میں بھی مولانا کو کپوری دستگاہ حاصل تھی۔ دورانِ طالب علمی ہی میں پیچیدہ مسائل میں علماء وقت مولانا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اپنے والد صاحب کے وصال کے بعد مولانا نے اپنا روحانی تعلق سید برہان الدین سے قائم کر لیا تھا چنانچہ شنوی میں مولانا نے اُن کا تذکرہ اپنے پیری کی حیثیت سے کیا ہے۔ مولانا کا یہ وہ دور ہے جس میں مولانا پر ظاہری علوم ہی کا غلبہ تھا سماع سے احتراز کرتے تھے۔ درس و تدیس اور فتویٰ نویسی میں مشغول رہتے تھے۔

مولانا کی زندگی کا دوسرا دور شمس تبریزی مولانا اور شمس تبریزی ملاقات کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ مولانا کی زندگی میں شمس تبریزی ملاقات کا

خدمت میں پیش کیا شمس تبریز متاخر ہوئے اور
قافار کے ساتھ قزاق واپس آ گئے اور تقریباً دو سال قزاق میں رہے
اس کے بعد شمس تبریز کا انجام کیا ہوا؟ اس میں مختلف روایات ہیں

کچھ صاحبان کہتے ہیں کہ مولانا کے صاحبزادے علاؤ الدین چلیے سے آزرہ غلط ہو کر
غائب ہو گئے اور کچھ کہتے ہیں کہ مولانا کا بیان ہے کہ علاؤ الدین کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

ایک مغالطہ اور اسکا ازالہ ہیں۔ ان کا انجام کیا ہوا، خود وفات پائی یا شہید کئے گئے اس بارے میں ہم
مختلف باتیں تحریر کر چکے ہیں۔ ان کی قبر کے بارے میں مختلف روایات ہیں لیکن یہ طے ہے کہ ہندوستان سے ان
کی قبر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک مشہور قبر شمس تبریز کے نام سے ملتان کے علاقہ میں موجود ہے وہ **قدیساں شمس**
تبریز کی نہیں ہے جو مولانا کے روم کے پیر تھے (اسلئے کہ یہ بزرگ ساتویں صدی کے تھے اور ہندوستان میں جو
صاحب مدفون ہیں یہ دسویں گیارھویں صدی کے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم خواجہ حسن نظامی دہلوی مرحوم کی وہ
عبارت نقل کرتے ہیں جو مفتی محمد الدین فوق نے "حالات شمس تبریز" نامی کتاب میں نظام المشاخ کے حوالے
سے نقل کی ہے:-

"حضرت شمس (مولانا کے روم کے پیر) کے والد کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق
رکھتے تھے اور حضرت شمس نے یہ مذہب ترک کر دیا تھا مجھ کو اس دعوے کے قبول کرنے میں تامل ہے کیونکہ اسماعیلی
فرقہ سے تعلق رکھنے والے شمس دوسرے گزرے ہیں جن کا مزار ملتان میں ہے۔ علامہ ملانی شمس تبریز کی کو ہی
حضرت مولانا کے روم کا مرشد سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ یورپین مؤرخین کو غالباً اسی روایت کی وجہ سے
غلط فہمی ہوئی ہے۔

ملتان شمس تبریز کو تین تو برسر کا عرصہ گزرا ہے۔ یہ اسماعیلی فرقہ کے داعی بنکر ہندوستان میں آئے تھے۔
ان کے ہمراہ دو شخص اور تھے۔ ایک کا نام پیر صدر الدین اور دوسرے کا نام پیر امام الدین تھا۔ صدر الدین نے
اضلاع سندھ و بمبئی میں دعوت شروع کی اور امام الدین نے گجرات کا ڈھیاوار میں۔ شمس الدین سیدھے پنجاب چلے
آئے اور یہاں اپنا ارشاد جاری کیا سندھ اور بمبئی میں جس قدر آفاغانی خوبے ہیں وہ سب صدر الدین کی کوشش سے
مسلمان ہو کر آفاغانی (اسماعیلی) جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ امام الدین نے اول اول تو بیعت اسماعیلی داعی
کے کام کیا مگر چند روز کے بعد خود متنازع ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ شای جاری کر دیا۔ امام شامی طریقہ کے اصول بھی
قریب قریب اسماعیلی تھے لیکن وہ خود اپنے تئیں نائب امام اور منظر ذات مولیٰ علی بیان کرتے تھے۔ امام الدین
کا مزار مقام پیرانہ میں ہے جو احمد آباد گجرات کے قریب ایک قصبہ ہے۔ آج امام شامی جماعت میں کم از کم پندرہ
ہزار لاکھ آدمی ہوں گے جن میں کچھ تو ظاہری طور پر مسلمان ہو گئے ہیں جن کا لقب مؤمن ہے باقی گپتی

یعنی پوشیدہ ہیں اور ان کو اپنے عقائد ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے یہاں
تک کہ اگر ایک گھر میں چار ہندو رہتے ہیں اور ان میں سے تین امام شامی
ہیں تو چوتھے کو خبر نہ ہوگی پیرانہ میں ان کی خانقاہیں بنی ہوئی
ہیں اور گندی ہندو مہنت کے اختیار میں ہے۔

تو بالکل خاموش تھے۔ جذبہ میں کسی وقت بولتے تو

زبان پر اشعار جاری ہو جاتے یہی اشعار ہیں جو بصورتِ مثنوی آج ہمارے

سامنے موجود ہیں۔ ان تمام واقعات سے وہ واقعہ قرینِ نقل ہے۔ جو

سید سالار نے قلمبند کیا ہے۔ سید سالار مولانا کے خاص مرید ہیں اور تقریباً پالیس سال

تک مولانا کے فیضِ صحبت سے مستفیض ہوتے رہے ہیں لکھتے ہیں۔ شمس تبریز ولد علاء الدین کیا بزرگ

کے خاندان سے تھے جو کہ اسماعیلیہ فرقہ کا امام تھا لیکن انھوں نے آباؤی مذہب ترک کر دیا تھا۔ علومِ ظاہری حاصل

کرنے کے بعد بابائے اہل الدین کے مرید ہو گئے تھے۔ تاہم حقیقت سے زندگی بسر کرتے تھے، مگر نبدن کر اپنا

گزارہ کرتے تھے۔ ایک روز انھوں نے دعا کی کہ خدا کوئی ایسا شخص عطا فرمائے جو میری صحبت کا تحمل ہو سکے شبی

اشارہ ہوا کہ روم جاؤ وہاں ایک شخص مل جائیگا، شمس تبریز قونیہ پہنچ کر مرغ فرشتوں کی سرسے میں مقیم ہو گئے

وہاں ایک اونچا چوتھرہ تھا جہاں شہر کے خاندان اور امراء کا مجمع ہوا یا کرتا تھا۔ شمس تبریز بھی اس مجمع میں

جا بیٹھے تھے۔ مولانا کو شمس تبریز کی آمد کا حال معلوم ہوا تو ملاقات کے لئے پہنچے، شمس تبریز نے انھیں چار

ہونیں تو ایک دوسرے کو سمجھا۔ شمس تبریز نے پوچھا کہ مولانا، بایزید بسلطانی کے بارے میں مشہور ہے کہ تمام

عمر انھوں نے خر بوزہ نہیں کھایا کیونکہ ان کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خر بوزہ کس طریقہ

سے کھا ہے۔ یہ تو تھا ان کا اتباعِ سنت کا جذبہ، دوسری طرف مشہور ہے کہ بایزید فرماتے تھے سُبْحَانِیْ اَنْطَلَمُ

ثَنَانِیْ، اللہ اکبر میری شان کس قدر بڑی ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اپنی جلالتِ شان کے

فرماتے ہیں میں ہر دن میں ستر مرتبہ اپنی منفردت کی دُعا مانگتا ہوں۔ اب ان دونوں باتوں کو کس طرح منطبق کیا

جاسکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ بایزید بسلطانی اگرچہ بہت بڑے بزرگ تھے لیکن وہ منازلِ تقرب میں ایک

مقام پر پہنچ گئے تھے اور اس مرتبہ کی عظمت کے اثر سے ان کی زبان سے اس طرح کے الفاظ نکل جاتے تھے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر منازل طے کرتے جاتے تھے اور جب اونچی منزل پر پہنچتے تھے تو نیچے کی منزل

اس قدر پس نظر آتی تھی کہ اس پر براہِ منتفخار کرتے تھے۔

سید سالار کے بیان کے مطابق اس کے بعد مولانا اور شمس تبریز دونوں، صلاح الدین زرکوب کے

حجرے میں پالیس روز تک چلہ کش رہے۔ اس عرصہ میں کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور صلاح الدین زرکوب

کے علاوہ حجرے میں کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد مولانا کے احوال بالکل بدل گئے۔ پہلے سماع سے

محترز تھے اب اس کے بغیر ان کو چین نہ آتا تھا۔ مندرجہ میں اور فتویٰ نویسی بالکل ترک کر دی اور ایک لمحہ کے

لئے بھی شمس تبریز سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ اس سے اہل شہر میں شمس تبریز کے خلاف فحش بیابانی اور

شمس تبریز قونیہ چھوڑ کر دمشق کو چل دیئے۔ مولانا، شمس تبریز کی جدائی سے بے چین ہو گئے اور مولانا نے

اس جہاں میں نہایت رقت آمیز اشعار کہنے شروع کر دیئے اس پر اہل شہر اور

مولانا کے مریدوں کو ندامت ہوئی اور طے کیا گیا کہ شمس تبریز

کو واپس لایا جائے چنانچہ مولانا کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد

کی قیادت میں ایک قافلہٴ دمشق کو روانہ ہوا اور سلطان ولد نے

مولانا کا ایک منظوم خط شمس تبریز کی

باکر وضو کر کے آتے تھے۔ یہی حسام الدین ہیں
جو مولانا کے شوقی لکھنے کا باعث ہوئے ہیں اور مولانا نے ہر
دفت میں کہیں مطلع میں کہیں دوسری جگہ نہایت عزت و احترام
سے ان کا ذکر کیا ہے۔ سلسلہ میں قونیہ میں بہت خدمت کا کر لیا۔ آیا تقریباً

چالیس روز تک اس کے ہتھکے محسوس ہوتے رہے۔ اہل شہر نے مولانا سے اس پریشانی کا ذکر کیا تو مولانا نے
فرمایا زمین بھوکی ہے کوئی تر ترقہ چاہتی ہے اور انشا اللہ کامیاب ہوگی۔ چند روز بعد مولانا کا مزاج ناساز
ہوا۔ ہر چیز ابطار نے معاہدہ کی تدبیریں کیں لیکن کوئی سود مند نہ ہوئی۔ مولانا مرض کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوتے
تھے۔ بیماری کی شہرت عام ہوئی تو شیخ صدر الدین جو شیخ محی الدین ابن عربی کے ترمیم یافتہ تھے اور
روم و شام میں مرجع امام تھے، مزاج پیری کے لئے تشریف لائے مولانا کے مرض کی کیفیت دیکھ کر متعجب
ہو گئے اور مولانا کی شفا کے لئے دعا کرنے لگے مولانا نے سنا تو فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو۔ محب
اور محبوب میں صرف ایک پیر بن کا پردہ رہ گیا ہے کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ اٹھ جائے اور فوراً
میں مل جائے۔ اس پر شیخ روتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے اور سمجھ گئے کہ اب مولانا کا دم واپس ہے چنانچہ
یکشنبہ کے دن درجہ اثنی عشر کو مغرب کے وقت مولانا ہر مغرب و ملت کے لاکھوں انسانوں
کو رقتا ہوا چھوڑ کر عالم آخرت کی طرف روانہ ہو گئے اور قونیہ کی پاک سرزمین میں ہمیشہ کے لئے رُو پوش ہو گئے۔
مولانا اپنی زندگی میں بکثرت مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے۔ دین و دنیا اور دنیا
مولانا اور فرقہ مولویہ بین دن روزہ رکھتے تھے اور مطلقاً کچھ نہ کھاتے تھے، نماز کا وقت آتا تو
فوراً قبلہ رخ ہو جاتے اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ نمازیں اس درجہ استغراق ہوتا تھا کہ بقول سیر سالار
اکثر عشا کے بعد دو رکعت نفل کی نیت باندھتے تھے اور ان ہی دو رکعتوں میں صبح کر دیتے تھے خود مولانا
نے اپنی ایک غزل کے مطلع میں اپنی نماز کی استغراقی کیفیت کو بیان کیا ہے۔

سخا خیر ندام چو نماز می گلام کہ تمام شد رکوعی کہ امام شد فلا نے

جب میں نماز پڑھتا ہوں خدا کی قسم مجھے یہ نہیں معلوم رہتا کہ رکوع پورا ہو گیا ہے امام کو

ایک روز نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور سرائی خدمت کی
وجہ سے آنسو جم کر تنگ ہو گئے۔ بسا اوقات مولانا پیرنگ کی کیفیت طاری ہوتی تھی تو اس حالت میں شریعت
کے ظاہری احکام کا ہوش نہ رہتا تھا، بیٹھ بیٹھ کبارگی اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور قرض کرنے لگتے تھے، کبھی
خاموشی سے کسی دیر لے کر طرف منہ کھڑے ہوتے تھے اور ہفتوں کی تلاش کے بعد مڑیدوں کو ملتے تھے سماع
کی مجلس میں کسی کئی دن مدہوش کی حالت میں گزر جاتے تھے۔ راستہ چلتے کوئی آواز کان میں پڑتی تھی تو بسا
اوقات وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی سماع کی مجلسوں میں اکثر اپنے کپڑے اتار کر تالوں کی نذر
کر دیتے تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کی مسکری حالت کے افعال مام

مڑیدوں کے لئے شمع راہ نہیں بنتے ہیں اور نہ وہ قابل اتباع ہوتے

ہیں لیکن آج مولانا کے نام پر جو فرقہ مولویہ

جولہا ہر ہندو ہے اور باطن امام شاہی۔ اس

مہنت کے سینکڑوں داعی ہندوؤں لباس میں اپنے مشن کو پھیلانے اور جماعت سے عشر اور نذر نیاز وصول کرنے کیلئے دورے کرتے رہتے

ہیں، مہنت، پیر امام الدین کی اولاد میں اس عشر اور نذر نیاز میں سے معقول

حصہ تقسیم کر کے باقی خانقاہ کے اخراجات میں صرف کر دیتا ہے۔ اسی خانقاہ میں جینئوں کی درگاہ بنی ہوئی ہے یعنی جو گیتی ظاہری طریق سے مسلمان ہونا چاہتے ہیں وہ اپنا جینئو اس درگاہ میں چڑھا کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور پھر ان کو مومن کا لقب مل جاتا ہے۔

شمس الدین تبریزی نے جن کا نزار ملتان میں ہے پنجاب کے کہاروں اور ساروں میں اپنا طریقہ رائج کیا اور لوگوں کو شمس ہندو کا لقب دیا۔ شمس ہندو براہ راست آغا خاں کے متعقد بنائے گئے ہیں اور سالانہ نذر نیاز اب تک آغا خاں ہی کو دیتے ہیں۔ ان کی تعداد تیس لاکھ کے قریب صوبہ پنجاب میں ہے۔ مٹانی شمس تبریزی نے کن کے طریقوں سے اپنا عقیدہ پھیلا یا اور کیسے کیسے عجیب و غریب واقعات عوام کی زبانوں پر ان کی نسبت مشہور ہیں ان کے کہنے کو ایک علیحدہ ضمون کی ضرورت ہے۔ بالفضل یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت شمس تبریزی (مولانا روم کے پیر) کو اسماعیلی گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اسماعیلی شمس تبریز ملتان میں اور مولانا والے شمس تبریز سے سینکڑوں برس بعد ہوئے ہیں۔

صلاح الدین زرکوب شمس تبریزی کی جدائی کے بعد مولانا پر مسکر کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اس کے سامنے سے گذر رہے تھے اور وہ چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ مولانا پر ان کے ہتھوڑے کی آواز نے سماع کا اثر پیدا کر دیا وہیں کھڑے ہو گئے اور وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین بھی زرکوبی کا شغل چھوڑ کر مولانا سے بے فکر ہو گئے۔ مولانا پر شعر پڑھ رہے تھے کہ

یہ مجھے پیدا آمد ازین دکان زرکوبی زہے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی
اس زرکوبی کی دکان سے ایک خوان مل گیا عجب صورت عجب معنی عجب خوبی عجب خوبی

دونوں بزرگ جوش و ہوش کی حالت میں گھر سے غصہ تک اسی وجدی کیفیت میں مبتلا رہے۔ اسکے بعد صلاح الدین نے اپنی ساری دکان ٹٹا دی اور مولانا کے ساتھ ہو گئے۔ صلاح الدین پہلے بھی صاحب حال بزرگ تھے۔ سید برہان الدین محقق سے بیعت تھے اور اس طرح پر مولانا کے ہم آستا تھے۔ اب مولانا کو صلاح الدین کی صحبت میں سکون میسر آنے لگا اور مولانا کی اور صلاح الدین کی صحبتیں گرم ہونے لگیں۔ نو برس تک ان صحبتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۶۶۷ھ میں جب صلاح الدین کا انتقال ہو گیا تو مولانا نے اپنے مرید خاص حضرت حسام الدین حلپبی کو اپنا مہدم اور ہماز بنالیا اور مولانا کو ان سے اس درجہ تعلقی خاطر پیدا ہوا کہ ان کا ذکر ایسے الفاظ سے کرنے لگے میسا کہ کوئی اپنے مرشد و پیر

کا کرتا ہے پھر بھی حسام الدین مولانا کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ مولانا کے وضو خانہ میں وضو کرنا بھی گستاخی تصور کرتے تھے

اور برف باری کے وقت بھی اپنے گھر

ایں جزا بہ غزل مرشد روم ست کہ گفت
من بگوئے تو خوششم نافہ تا تا ریگر
دوسرا مصرع مولانا کا ہے پورا شعر اس دیوان میں موجود ہے۔
من بگوئے تو خوششم خانہ من ویراں کن
من بگوئے تو خوششم نافہ تا تا ریگر

مثنوی مولانا کی اسی کتاب نے مولانا کو حیاتِ بادشاہ عطا کی ہے۔ اس کتاب کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی
اس قدر بڑھی کہ تمام ایرانی تصانیف اس کے مقابلہ میں بیچ ہو کر رہ گئیں۔ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد ۲۶۶۶
ہے مشہور یہ ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر ناقص چھوڑ دیا تھا اور فرما دیا تھا۔

باقی اس گفت آید بے زباں در دل ہر کس کہ دارد نورِ مایاں
جس شخص کی جان میں نور ہوگا اس مثنوی کا ہیچہ اگلے دل میں خود بخود آجگا

چنانچہ اس پیشین گوئی کا مصداق بننے کے لئے ہندوستان کے آربابِ علم و فضل نے بھی مثنوی کے طرز پر دفتر
ہفتم لکھا ہے۔ ہمارے علم میں مفتی الہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم اور مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
کا دفتر ہفتم ہے جو اس بحرِ اوسطِ زمیں منظوم کیا گیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ خود مولانا ہی نے کچھ عرصہ بعد دفتر ششم
مکمل کر کے دفتر ہفتم تحریر فرمایا ہے۔

مثنوی کے لغوی معنی تو دُور والا ہیں، اصطلاح میں اس نظم کو مثنوی کہا جاتا ہے جس کے ہر شعر میں دو تالیف
ہوں ایک پہلے مصرع میں ایک دوسرے مصرع میں۔ مولانا کی اس مثنوی کو مثنوی معنوی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ
اس میں عالم معنی اور احوالِ باطن کے اسرار و معارف کا تذکرہ ہے مسائلِ تصوف اور اسرار و معارف کے
بیان میں سلطان ابوسعید ابوالخیر کی رباعیات بھی مشہور ہیں حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے حدائقِ لکھا کہ تصوف
کی پہلی منظوم کتاب ہے خواجہ فرید الدین عطار نے تصوف کے موضوع پر مختلف مثنویاں تحریر فرمائیں جن میں
منطقِ الطیر کو زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی لیکن اب اس موضوع پر سب سے زیادہ اہمیت مولانا روم کی
مثنوی ہی کو حاصل ہے۔ اس مثنوی کی تصنیف کا سبب مولانا کے مرید حسام الدین چلی بنے ہیں۔ چنانچہ مولانا
نے دفترِ اول کے علاوہ ہر دفتر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دفترِ اول ختم ہوا تو حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اس
حادثہ سے حسام الدین اس درجہ متاثر ہوئے کہ دو برس تک افسردہ خاطر اور پریشان رہے۔ مولانا بھی اس غم
میں خاموش رہے اور مثنوی کا کام ترک کیا پھر جب خود حسام الدین نے استدعا کی تو مولانا نے مثنوی کے دوسرے
دفتر کی ابتدا کی اور فرمایا۔

مذرتے اس مثنوی تاخیر شد ملتے بالیت تاخول شیر شد
ایک مدت تک مثنوی لکھنے میں تاخیر ہو گئی کچھ وقت چاہئے تا کہ غم سے دور رہے
چوں ضیاء الحق حسام الدین غل باز گردانید ز اوج آسمان
جب ضیاء الحق حسام الدین نے آسمان کی بلندی سے باگ مٹری

چوں بمعراج خلائق رفتہ بود
بے بہار شمعِ غمخوار باش گفتہ بود

یاجلایہ کہلاتا ہے اور شام، مصر اور قسطنطنیہ وغیرہ
میں اُن کی غافا ہیں ہیں۔ مولانا کی صرف منکری حالت کا اتباع
کرتے ہیں، خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں اور خاص قسم کا رقص اُن

کے حلقوں میں ہوتا ہے شریعت اور اُس کے احکام سے دور واران سے نا بلند
رہتے ہیں۔ شاہ ابو علی قلندر بانی تہذیب رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عرصہ دراز تک مولانا کی صحبت میں رہے
اور ہندوستان کا فرقہ قلندریہ بھی ایک درجہ میں مولانا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

مولانا کی تصنیف فیہ مافیہ۔ یہ مولانا کے اُن خطوط کا مجموعہ ہے جو مولانا نے دمشق و قسطنطنیہ میں لکھیں
پروانہ کو لکھے ہیں۔ مبین الدین پروانہ، رکن الدین تلحج ارسلان شاہ تونیہ کے صاحب

تھے اور دربار کے سیاہ سیکڑے لکھے تھے۔ اُن کو مولانا سے بہت عقیدت تھی اور اکثر و بیشتر مولانا کی خدمت میں نیاز و نذر
حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک بار چند اُمراء کے ساتھ مولانا کے یہاں پہنچے تو اُمراء سے طبعی نفرت کی بنا پر مولانا چھپ
گئے۔ مبین الدین کے دل میں خیال آیا کہ اُمراء اسلام تو اولوالامر ہیں اور قرآن مجید کے حکم کے اعتبار سے اُن
کی اطاعت فرض ہے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا باہر تشریف لے آئے اور گفتگو کے اختتام میں فرما دیے گئے۔ ایک دفعہ
سلطان محمود غزنوی، شیخ ابوالحسن غفاری کی ملاقات کو گیا۔ درباریوں نے بڑھکے کر شیخ کو سلطان کی آمد کی خبر دی
لیکن شیخ متوجہ نہ ہوئے حسن میندی جو سلطان کا وزیر تھا۔ اُس نے شیخ سے کہا کہ حضرت قرآن مجید میں اَطِيعُوا اللَّهَ وَ
اَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ آیا ہے اور سلطان تو اولوالامر ہونے کے ساتھ عادل اور نیک بھی ہے شیخ نے فرمایا
کہ مجھے تو ابھی اَطِيعُوا اللَّهَ سے ہی فرصت نہیں ملی کہ اَطِيعُوا الرَّسُولَ میں مشغول ہوں اور اولوالامر کا تو ذکر ہی
کیا ہے۔ بیشک مبین الدین اور تمام اُمراء روتے ہوئے اُٹھ کر چلے گئے۔

مولانا کی یہ کتاب بالکل نایاب تھی لیکن گذشتہ سالوں میں مولانا عبدالماجد دریابادی مدظلہ نے اُس کو
دریافت کیا اور اُس کی ترتیب و تہذیب کر کے ۱۹۲۵ء میں شائع کر دیا ہے مولانا نے اس کتاب کے دیباچہ میں تحریر
فرمایا ہے کہ رضا لا یرسی را پیوستہ میں ۱۹۲۳ء میں اُن کی نظر سے اس کتاب کا ایک بوسیدہ اور کمر خوردہ نسخہ گذرا پھر
۱۹۲۳ء میں حیدرآباد دکن میں انھیں دو نسخے ملے جن میں سے ایک کتب خانہ آصفیہ کا تھا مقابلہ کرنے پر کتب خانہ
آصفیہ کا نسخہ زیادہ صحیح ثابت ہوا۔ پھر انھوں نے پروفیسر نکلسن کی طرف رجوع کیا۔ نکلسن صاحب نے یہ نسخہ قسطنطنیہ
بھیجا وہاں اُس پر تحقیق ہوئی اور ۱۹۲۴ء میں ایک صاف نقل مولانا دریابادی کو ملگئی جسکی انھوں نے اشاعت کی۔ اس کے
بعد یہ اس کتاب کا ایرانی اڈیشن بھی منظر عام پر آیا۔

دیوان عوام اُس کو شمس تبریز کا دیوان سمجھتے ہیں حقی کہ لوح پر دیوان شمس تبریز لکھ دیتے ہیں مغناطی کی
بنیاد یہ ہے کہ مولانا نے اکثر غزلوں کے مقطع میں شمس تبریز کا نام ڈال دیا ہے لیکن دراصل یہ خود مولانا کا دیوان
ہے اس میں پچاس ہزار اشعار ہیں محققین نے تصریح کی ہے کہ مولانا نے یہ دیوان خود شمس تبریز کے نام

سے لکھا ہے چنانچہ اکثر شعراء نے اس دیوان کی غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں
اور قطع میں تصریح کی ہے کہ یہ غزل مولانا کی غزل کے جواب میں ہے
علی حزیں کہتے ہیں :-

کلیں شنی کے نام سے حضرت مولانا شرف علی
تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کئی دفتروں کی شرح شائع ہو چکی ہے۔ نیز
مرآۃ الثنوی از جناب نذیر حسین صاحب اور تشبیہات رومی اور
ملکب رومی از ڈاکٹر خلیفہ عبدالکیم بھی قابل قدر کتابیں شائع ہوئیں۔

(۱) موسیقی سے متعلق بعض اہل دل اس نظر پر پہنچے
شنوی پڑھنے والوں کیلئے چند مفید باتیں ہیں کہ ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعہ روحانی باتیں
اور باہیت حیات و کائنات میں غور و زن ہوتی ہے اور موسیقی انسان کو ایسی جسمانی واسطہ سے روحانی عالم
میں پہنچا دیتی ہے۔ روحانی موسیقی بعض مذاہب میں جزو عبادت تک شمار ہوتی ہے اور اس کو غزلے روح
قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں سماع کے مسئلہ پر اکابر صوفیاء اور علمائے بہت بحثیں کی ہیں اور جواز و
عدم جواز کو ثابت کیا ہے۔ جہاں تک مولانا کا تعلق ہے وہ سماعِ راست کو جائز اور سماعِ ناراست کو ناجائز
قرار دیتے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست طعمہ ہر مرنکے انجیر نیست
میں سماعِ پیر شخص قادر نہیں ہے۔ انجیر پیر پرندہ کی خوراک نہیں ہے

سماعِ راست کی شرائط اکابر صوفیاء کے ملفوظات میں مذکور ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سنے والا عالی جذبات کا
حامل اور سافل جذبات سے عاری ہو اور عالی جذبات کی نشوونما کے لئے روحانی غذا کا طالب ہو، موسیقی اس
قسم کی ہو جو حیوانی جذبات کو نہ ابھارے اور روح کو اسفل سے اعلیٰ کی طرف لیٹائے۔ مولانا نے شنوی بال سری
کے بیان سے شروع کی ہے اور بال سری کے ذریعہ اسرار و معارف کے جو مضامین پیدا کئے ہیں وہ کسی اور ساز
سے پیدا نہ ہو سکتے تھے۔ بال سری کا تعلق روحانیت اور اکوہیت سے ہندوؤں کے یہاں بھی مسلم ہے ،
چنانچہ کرشن جی کے ساتھ بال سری کا تصور اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ مولانا نے بھی بال سری کی تشبیہ
سے روح کی باہیت اور اس کے جذبات کو دلنشیں اور دلسوز طریقہ پر پیش فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ
جس طرح بال سری کے دلسوز نغمے اس بنا پر ہیں کہ وہ اپنی اصل سے جدا ہو گئی ہے اور اس کے نمونوں کا
سوز و گداز نیستاں سے جدا ہو جانے کی بنیاد پر ہے۔ اسی طرح روحِ انسانی چونکہ روحِ الارواح، ہستی مطلق
سے جدا ہو کر اس عالم شہود میں آئی ہے لہذا اس کا اضطراب اور بے چینی بھی اسی بنیاد پر ہے اور جب تک
وہ اپنی اصل کی طرف واپس نہ ہو جائے گی اس کو سکون حاصل نہ ہوگا وہ یَا اَیُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعْ
إِلَى رَبِّکَ رَاضِیَةً تَرْضَیْتَهُ کی منتظر ہے اور جب تک اس کو یہ پیغام نہ مل جائے گا اس کو سکون اور چین
نصیب نہ ہوگا اور وہ بال سری کی طرح اپنے درد و فراق کا اظہار کرتی رہے گی۔ یہی مضمون جو مولانا نے
نے شروع کیا ہے، مولانا کی پوری تنوی میں پھیلا ہوا ہے۔

(۲) وَحَدَّثَ الْوَجُوهَ وَحَدَّثَ الشَّهَادَاتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی اہل
ظاہر کے یہاں تو یہ ہیں

کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پرستش اور عبادت
صرف اسی کی ہونی چاہئے۔ اس

چونکہ وہ حقائق کی معراج میں گئے ہوتے تھے
اُن کی بہار کے بغیر بیغشہ نہ کھلتا

تیسرے دفتر کے شروع میں فرمایا۔

ایں سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
کیونکہ تین مرتبہ (دو مرتبہ) اعضاء دعا کرتے

اے ضیاء الحق حسام الدین بیار
اے ضیاء الحق حسام الدین تیسرا دفتر لا

جو تھے دفتر کا آغاز فرمایا تو کہا۔

گذشت از وہ بنورت مشنوی
جسکے نور کی وجہ سے مشنوی چاند سے بھی زیادہ چمکی

اے ضیاء الحق حسام الدین تونی
اے ضیاء الحق حسام الدین قہری ہے

پانچواں دفتر اس طرح سے شروع کیا۔

طالب آغاز سفر پنجم ست
پانچویں کتاب کی ابتداء کے طالب ہیں

ش حسام الدین کہ نور پنجم ست
حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں

چھٹے دفتر کی ابتدا ہے۔

میل میجو شد بقسم ساوے
چھٹی قسم کی طرف دل کا بہت میلان ہو گیا

اے حیات دل حسام الدین بے
اے دل کی زندگی حسام الدین

جیسا کہ اوپر گذر تحقیق میں ہے کہ چھٹا دفتر مولانا نے خود مکمل فرمایا اور اس کے بعد ساتواں دفتر بھی تحریر فرمایا ہے۔
شیخ اسماعیل قیسری کو یہ ساتواں دفتر سنہ ۸۷۰ھ میں دستیاب ہوا اور انھوں نے تحقیق سے ثابت کیا۔ یہ خود مولانا کا
ہی تحریر کردہ ہے اور شام و روم کے اہل علم نے اس کو تسلیم کیا ہے جس کی ابتدا حسب ذیل شعروں سے کی ہے۔

دو لنت پائیدہ فقرت بر فرید
تیری دولت ہمیشہ ہے تیرے فقر کی فضا دہو

اے ضیاء الحق حسام الدین فرید
اے یکتا ضیاء الحق حسام الدین

برتر از چرخ مشتمل کن سفر
ساتویں آسمان کی بلندی کا سفر کر

چونکہ از چرخ مشتمل کردی گذر
جبکہ تو چھٹے آسمان سے آگے بڑھ گیا ہے

مشنوی کی شہرت اور مقبولیت ایران کی چار کتابوں کو جس قدر شہرت حاصل ہوئی وہ ایرانی کتب
میں سے کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ شاہ نامہ فردوسی، گلستان سعدی،

دیوان حافظ، مشنوی مولانا روم۔ ان میں سے بھی مشنوی کو جو قبول عام حاصل ہوا بقیہ تین کتابوں کو حاصل نہ
ہو سکا۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ افاضل علماء نے جس قدر مشنوی کی طرف توجہ کی اور کسی کتاب کی طرف نہ
کی۔ اس مشنوی کی بڑی بڑی ضخیم شرحیں لکھی گئیں کشف الظنون میں جن کا ذکر ہے۔ اُن کے علاوہ مولانا شبلی
نے اپنی کتاب سوانح مولانا روم میں محمد افضل الدہلوی، ولی محمد، مولانا عبدالعلی بھڑالہ اور محمد رضا کی

شرحوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ۱۲۷۴ھ میں مرزا محمد نذیر صاحب

عرشی نے مفتاح العلوم کے نام سے ایک ضخیم شرح سترہ جلدوں میں

تحریر فرمائی اور اس سے پہلے مولانا احمد حسین کانپوری

کی شرح بصوت حواشی شائع ہوئی اور

کو حرام، بعض کو پاک، بعض کو ناپاک

قرار دیتی ہے، کوتاہ میں سمجھتا ہے کہ یہ ذات کے اختلاف کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ قطعاً نہیں ہے بلکہ شعوں اور اعتبارات کا اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی چند آیاتوں سے بھی اس مسئلہ کی صحت کے اشارات ملتے ہیں۔

مُسْتَشْرِیْہُمْ اَنْیَاتُنَا فِی الْاَکَاثِ وَفِی الْاَنْفِیْہِمْ حَتّٰی یَسْتَبِیْنُوْا اَنْہُ اَنْہُ الْحَیْ اَوْ لَیْکَ یَرْتَبُکَ اَنْہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ اَلَا اَنْفُسُ فِیْ رُءُوسِہُمْ لِقَاءُ رَبِّہُمْ اَلَا اَنْہُ یَخْلُقُ شَیْءً وَیَخْتَصِفُ ۝ خُفْرِیْبٌ ہُمْ اُنْ لَّوْکُلُوْا کُیْ نَشَآئِیْنَ اُطْرَافِ عَالَمٍ مِّیْنِ لِّکَہَآئِیْنَ گے۔ اُن کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ قرآن حق ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ تہا پروردگار ہر چیز کا شاہد ہے یا رکھو یہ لوگ تو اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی طرف سے شک میں ہیں سنو! خدا ہر چیز پر حاوی ہے۔ نیز آیت ھُوَ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الْظَّہِرُ الْبَاطِنُ دہی شروع سے ہے وہی آخر تک رہے گا وہی ظاہر ہے وہی پوشیدہ ہے۔ صوفیہا کا ایک گروہ ہے جو وحدت الوجود کے فائلوں کی باتوں کو مسکرا اور استغراق کی حالت پر محمول کرتا ہے اور وحدت الوجود کی واقعیت سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بسا اوقات سالک کو وحدت الوجود کا احساس ہوتا ہے لیکن وہ نفس الامری نہیں ہے جیسا کہ سورج کی روشنی میں تمام ستارے چھپ جاتے ہیں تو دیکھنے والا صرف سورج کا وجود سمجھتا ہے اور ستاروں کو مدغم سمجھتا ہے حالانکہ وہ نفس الامری میں موجود اور متحرک ہوتے ہیں تو یہ لوگ جس کو وحدت الوجود سمجھتے ہیں وہ وحدت الشہود ہے۔ اِن دونوں نظریوں میں فرق یہ ہے کہ وحدت الوجود کے فائل تو دراصل وجود کی حقیقی تقسیم وجود واجب اور وجود ممکن کے فائل نہیں ہیں اور وحدت الشہود کے فائل وجود ممکنات کے بھی فائل ہیں اور کہتے ہیں کہ واجب الوجود کے مشاہدہ کے وقت ممکنات کے وجودات مخفی ہو جاتے ہیں۔ وحدت الوجود کے متزعی، وجود حقیقی اور ممکنات کی تشبیہ دریا اور اُوس کی موجوں اور بلبلوں سے یا رسی اور اُوس کی گرہوں سے دیتے ہیں۔

گفتم از وحدت و کثرت سخن گوئی بر رمز
گفت موج و کف و گرداب ہما نار دیانت
میں نے کہا وحدت اور کثرت کی بات اشارہ میں کہئے
اُس نے کہا موجیں اور جھاگ اور کھنور، دریا ہی ہیں

اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں
ہے مشتمل نمود و صورت پر وجود بحر
حیراں ہوں پھر پھر شاہد ہے کس حساب میں
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و جباب میں (غالب)
اور وحدت الشہود کے فائل وجود حقیقی اور ممکنات کے وجود کے تشبہ اصل اور اُوس کے سایہ سے دیتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وحدت الشہود کو چند در چند اشاروں کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔ بادشاہ کے دربار میں گانوں کے چودھری کا فتنہ نقل کر کے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور پٹ بیچنے کی حکایت میں بھی اسی حقیقت کو روشناس کرایا ہے۔

ایک مقام پر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں مسلوں کی تطبیق بھی کی ہے اور فرمایا ہے کہ وحدت وجودی مرتبہ ذات میں درست ہے اور وحدت الشہود تعینات کے درجہ میں واجب القبول اور صحیح ہے لہذا دونوں باتیں لینی جگہ صحیح ہیں۔

اب ہم اس مسئلہ پر آپ کو "رد کوثر"

یہ منطقی بات تھی اور پابندوں کو غلط جاننے ہیں۔ پابندوں کے دماغی انہیں ایک
یا دوسری تاویل مشدداً حکم سے داپس لے آئے ہیں۔ یہ وحدت الوجودی نفی ہے!

ذات واحد کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش

شرک ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی لَا مَعْرُوفَ

إِلَّا اللَّهُ کے ہیں، یعنی عالم وجود میں صرف ذات واحد موجود ہے

اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے، کسی دوسری چیز کو حقیقی وجود سے منصف

بجز شرک اور کفر ہے، اب اس کے بعد یہ بحث پیدا ہو جاتی ہے کہ ممکنات اور وجود کائنات کی وجود مطلق

وجود باری سے کیا نسبت ہے؟ جو صوفیاء وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ وجود مطلق ایک ہی ہے

وجود جب، امکان، قدیم، حادث، مجزؤ، جسمانی، مومن، کافر، طاہر، نجس مختلف مظاہر میں ظاہر ہے

لیکن ہر مظاہر کا حکم جداگانہ ہے۔ مظاہر میں فرق کرنا لازمی امر ہے اور ہر مظاہر پر ایک جداگانہ حکم لگانا ضروری ہے۔

ظاہر پر ظہارت کا حکم ہے تو نجس پر نجاست کا، کافر کے کفر احکام ہیں تو مومن کے لئے دوسرے احکام ہیں۔

ہر مرتبہ از وجود نکلے دارد

وجود کے ہر مرتبہ کا ایک حکم ہے

اگر قلوب کافر کی نظر گویا تو زینت ہے

مولانا بجز العلوم نے وحدت الوجود کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: تمام موجودات عین ذات حق ہیں، ممکنات کے

تعیینات اور تہتصات محض ایک پردہ ہیں، اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو مولائے ذات حق کے کوئی وجود نہیں ہے اور

یہ عالم امکان نیست و نابود ہو جائے۔

قاضی شہار اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید توضیح کرتے ہوئے فرمایا: صوفیاء کے نزدیک وجود

سے مراد مصدری معنی نہیں ہیں کیونکہ وہ خارج میں موجود نہیں ہیں، مقولات تائید میں سے ہیں جس کا وجود صرف

ذہن میں ہوتا ہے بلکہ وجود سے اُن کی مراد باب الوجودیت ہے، حضرت حق جل مجدہ اپنے وجود اور ممکنات کے

وجود میں غیر کا امتزاج نہیں ہے۔ اُس کی ذات ہی خود اس کے وجود کی مقتضی ہے اور اسی طرح ممکنات کے وجود

کی بھی اُس کی ذات ہی مقتضی ہے، ممکنات کا مابہ الوجودیت کیا ہے؟ اُن کے وجود سے ارادۃ الہی کا تعلق ہے

اور یہ ارادہ اللہ کی صفت ذاتی ہے جس کا مقتضی صرف اُس کی ذات ہے لہذا ممکنات کا مابہ الوجودیت ذات

حق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اب حضرت حق تعالیٰ کو ممکنات کا وجود بمعنی مابہ الوجودیت کہنا بالکل حق اور

درست ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عربی میں وحدت الوجود کی تشریح کی ہے فرمایا

کہ پہلے وحدت الوجود کے معنی سمجھ لو پھر حقیقت حال سمجھنا۔ وحدت الوجود کے معنی یہ ہیں کہ وجود حقیقی (معنی

مابہ الوجودیت نہ کہ معنی مصدری) ایک چیز ہے جو واجب میں واجب اور ممکن میں ممکن اور جوہر میں جوہر عرض

میں عرض ہے اور اُس کے یہ اختلافات ذات کے اختلافات نہیں ہیں جیسا کہ سورج کی شعاعیں پاک اور ناپاک

پر پڑتی ہیں اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہیں، ناپاک نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ حق ہے اور کسی طرح

بسی شرع کے مخالف نہیں ہے اس لئے کہ اس وجود حقیقی میں سے ہر مرتبہ کا

ایک جداگانہ حکم ہے اور شرع شریف ہر مرتبہ کا حکم بیان کرتی ہے بعض

کو ہادی، بعض گمراہ کنندہ، بعض کو واجب الاطاعت، بعض

کو واجب العصیان، بعض کو حلال، بعض

کو حرام۔

حکم شریعت میں کیوں؟ حرام شے میں کیوں؟ (ار حکم ہی تو بننا پڑتا ہے۔)

مسائل کو نصیص پر محمول کر کے خارج از بحث

قرار دیا ہے۔ اس بحث میں مولانا روی کا کیا رجحان ہے اور وہ کون سے
گروہ کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں؟ مولانا کے پڑھنے والوں کو اس کا فیصلہ
کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

می شناسد سر کہ اُور از منتظرِ سرست
صاحبِ نظر جانتا ہے کہ اس جانب کی آہ و زاری اس جانب ہی ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں۔
جلا معشوقِ مست و عاشقِ پرودہ
سب کچھ معشوق ہی ہے عاشقِ ایک پرودہ

کسی مقام پر واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ صرف ذات واحد ہی موجود ہے اور تعدد یا کثرت محض ایک
اعتباری چیز ہے۔

جز خیالاتِ عدد و اندیشِ نیست
کثرت اور تعدد محض خیالی ہے

گر ہزاراں اندیک کس بیشِ نیست
اگر ہزاروں بھی ہیں ایک کے علاوہ کچھ نہیں ہے

گو سر و ماہیتش غیر موجِ نیست
اس کی حقیقت اور ماہیت موج سے جدا نہیں ہے

بحر وحدانیتِ محض ز روحِ نیست
صرف واحدیت کا سمندر ہے محض اور جزا کچھ نہیں

ایک با حولِ چہ گویم ایچِ بیچ
لیکن بیچنے سے میں کیسے کہوں؟

نیست اندر بحرِ شرکِ بیچِ بیچ
سمندر میں کسی چیز کی شرکت نہیں ہے

یعنی غیر محدود کثرت کے اندر وجود حقیقی ایک ہی ہے، کثرت کو حقیقی سمجھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ جھینگا ایک
کو دو دیکھنا ہے۔ انسان کی اس بینشگی آنکھ نے ہی اس کو شرک بنایا ہے۔ اگر صحیح بینائی ہو تو وحدت کے علاوہ
کچھ نظر نہ آئے۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے اَشعار پڑھنے والے کو بتاتے ہیں کہ مولانا وحدت الوجود کے
داعی ہیں لیکن دوسری طرف اگر غور کیا جائے تو حقیقت اس کے خلاف واضح ہوتی ہے۔

جو لوگ وحدت الوجود کے نظریہ کے قائل ہیں وہ جبر و اختیار کی بحثوں میں تیر کو ترجیح دیتے ہیں اور
جبر یہ فرقہ ہی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں۔

نبی فرمود کو مانندِ گبرِ سرست
نبی نے فرما دیا ہے وہ جو جبر ہے

ہر اکس را کہ مذہبِ غیرِ جبرست
جس شخص کا مذہب جبر کے علاوہ ہے

لیکن مولانا اختیار کے قائل ہیں اور جابجا جبر کے عقیدے کی تردید کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔
جبر تو انکارِ آں نعمتِ بود
جبر میں نعمت کا کفر ہے

سعی، شکر، نعمتِ قدرتِ بود
کوشش، قدرت کی نعمت کا شکر ہے

کفرِ نعمت از کفایتِ کفر
کفر، نعمت سے محروم کر دیتا ہے

شکرِ نعمت افزوں کند
نعمت کا شکر نعمت کو بڑھاتا ہے

کے حوالے سے شیخ محمد اکرم کی زبانی کچھ باتیں
سناتے ہیں تاکہ مسئلہ کی پوری تیقین اور توفیق ہو جائے وہ فرماتے ہیں۔

حضرت محمد دوسرے ہندی سے پہلے تمام صوفیاء ہند میں ایک ہی فلسفہ رائج
تھا اور وہ تھا ابن العربی کا فلسفہ وحدت الوجود، بیشک اُس کے امداد قبول

میں مختلف منازل اور درجے تھے بعض انتہائی صوفی تو وحدت الوجود میں اس قدر غلو کرتے تھے کہ وہ قریب
قریب دائرۃ الاسلام سے باہر جاتے تھے اور کسی دوسرے اُسے فقط اسی حد تک اختیار کرتے تھے جس حد تک اسلام
مانع نہ ہو۔ اب پہلی مرتبہ ایک مجدد کا فلسفہ مدون ہوا جو فلسفہ وحدت الوجود کے مقابل ہوا اور یہ فلسفہ وحدت الوجود
تھا جو معنوی اعتبار سے وحدت الوجود کی ضد یعنی تنبیذ الوجود کا فلسفہ کہلا سکتا ہے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود دونوں فلسفے ذات باری اور مخلوقات و ممکنات کے تعلقات کو بیان
کرتے ہیں اور ان دونوں فلسفوں کو توحید یعنی اور توحیدِ ناطق سے بھی تعبیر کی جاسکتے ہیں۔ تذکرہ غوثیہ میں دونوں
فلسفوں کے فرق کو ان الفاظ سے سمجھا گیا ہے۔ وجود یعنی حقیقی ہستی واحد ہے لیکن ایک ظاہر وجود ہے اور
ایک باطن، باطن وجود ایک نور ہے جو تمام عالم کے لئے بمنزل جان کے ہے اس نور باطن کا پرتو ظاہر وجود
ہے جو ممکنات کی صورت میں رونما ہے۔ ہر لہر، وصف، فعل جو عالم ظاہر میں ہے۔ اُن سب کی اصل وہی
وصف باطن ہے اور اس کثرت کی حقیقت وہی وحدت صرف ہے جیسے امواج کی حقیقت میں ذاتِ دریا
ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کائنات کے جملہ افراد تجلیاتِ حق ہیں۔ شُبْحَانَ الَّذِي يَخْلَقُ الْأَشْيَاءَ وَهُوَ عِنْدَ كُلِّ
أُورٍ اس اعتبار کی کثرت کا وجود اسی حقیقی وحدت سے ہے۔ الْحَقُّ عَسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُولٌ۔ یہ وحدت الوجود
کے فلسفہ کا خلاصہ ہے۔ وحدت الشہود کی تفصیل یہ ہے کہ کائنات کا وجود اور مختلف صفات اور آثار کا
ظہور واحد مطلق کی ذات و صفات کا نفل و عکس ہے جو عدم میں منعکس ہو رہا ہے اور یہ نفل و عکس واحد
مطلق کا عین نہیں ہے بلکہ محض ایک مثال ہے۔ نواب سر احمد حسین نظام جنگ بہادر نے اپنی کتاب
فلسفہ فخر میں ان دونوں نظریوں کے فرق کو حسب ذیل نقشہ کی مدد سے نمایاں کیا ہے :-

وحدت الوجود (ہُوَ الْكُلُّ)

نظریہ ہمد اوست سکون کی طرف مائل

رجحانِ تصوف (میں) اور وہ جلال نہیں وہ دریا
تو میں قطرہ ہوں)

وصل

اعتقاد۔

میں کون؟ اَنَا الْحَقُّ

حقیقت تو یہ ہے کہ اس طرح کے مباحث محض ذوقی اور وجدانی ہیں

ان کو دلائل سے ثابت کرنا اور ان کی تشریحات کرنا انتہائی وقت

طلب ہیں اسی لئے شریعت نے ان مباحث میں پڑنے

سے روکا ہے اور ذات و صفات کے

اعتقاد۔ میں کون؟ اَنَا عَبْدُكَ (عاشق)

نظریہ ہمد ازوست رجحانِ تصوف

جوش کی طرف مائل

میں اس کے ساتھ اور وہ میرے

ساتھ ہے۔

عشق

رمز الکا سب جیب اللہ شہ از توکل در سبب کاہل مشہ

”کلمۃ والا اللہ کا درست ہے“ کا اشارہ من توکل کی وجہ سے آسباب اختیار کرنے میں ہستی نہ کر

در توکل کسب جہد اولیٰ ترست تا جیب حق شوی ایں بہتر
کمانا اور کوشش کرنا توکل کے معاملہ میں بہتر ہے تاکہ تو اللہ کا سہارا بن جائے یہ اچھا ہے

ایک جگہ فرمایا اسباب کا اختیار کرنا اور زندگی کی جدوجہد میں صبر و استقلال کے ساتھ زندگی کے نشیب و فراز سے دوچار ہونا ہمیشہ سے خاصانِ خدا کا خاصہ رہا ہے۔

سعی ابرار و جہادِ مومنان تا بدیں ساعت ز آغازِ جہاں
نیکیوں کی کوشش اور مومنوں کا جہاد دنیا کی ابتداء سے اب تک
حق تعالیٰ جہدِ شان را راستی
اللہ نے ان کی کوشش اور تمام

جہد و عمل کے سلسلہ میں مولانا کا وہ شعر بھی مشہور ہے جس پر غالب جیسا شاعر مضمناً ہے۔

بزمِ بیکنگرہ کبر پاش مردانند فرشتہ صید و پیمبر شکار و یزدواں گبر
اُس کی کبریا کی کنگرہ کے زیر سایہ وہ انسان بھی ہیں فرشتہ اور پیمبر جن کا شکار اور وہ خدا کو تاپوس کر لینے والے ہیں
اور اقبال نے اسی شعر کو اپنے الفاظ میں اس طرح کہا ہے۔

در دشتِ جنوں من جبرئیل زبوں صید میرے جنوں کے میدان میں جبرئیل مولیٰ شکار ہیں
لے بہت مردانِ خوب را کو تاپوس کر لے

ان حالات میں کسی طرح یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مولانا وحدت الوجود کے اُس مفہوم کے قائل تھے جو دوسرے صوفیاء نے اختیار کیا ہے۔

جبر و قدر انسان جو کام کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے یا بصورتِ جبر اس سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اُن مسائل میں سے ہے جن کا فیصلہ کرنا دشوار ترین امر ہے۔ اِس مسئلہ کی بنیاد و راصل اِس مسئلہ پر ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے یا انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے، سکھاء کا ایک گروہ اِس بات کا قائل ہے کہ انسانی جملہ افعال بھی اللہ کی تخلیق ہیں انسان کو اُنکے صادر کرنے میں کوئی اختیار اور دخل نہیں ہے۔ وَمَا تَشَاءُونَ لَا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ تَعَالَى جَمِيعًا اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى مَا تَشَاءُ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا لَمْ يَشَاءَ لَمْ يَكُنْ جَاءَ اَنْدَلِ جَاءَ اِذْ هُوَ اَوْ جَاءَ مَا نَحْنُ بِالْاَلَاءِ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خَلَقَ اور اَمْر صرف اللہ کا ہے۔ جَعَلَ الْقَلَمَ بِمَاهُوً كَاتِبًا ہونے والی باتوں پر قلمِ تقدیر (لکھ کر) خشک ہو چکا ہے۔ الْقَلْبُ بَيْنَ اَصْبَعِي الرَّخْمِمْ يَقْلُمُهَا كَيْفَ يَشَاءُ اِنْسَانِي قَلْب

اللہ کے قبضہ میں ہے جس طرف چاہتا ہے (برائی یا بھلائی) اُس کو اِس طرف مائل کر دیتا ہے۔ اب ان دلائل کے پیش نظر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انسان مجبور مرض ہے تو ظاہر ہے کہ اِس صورت میں انسان کے افعال کے حسن و قبح کا کوئی سوال ہی

جبر تو خفتن بود در رہ مخسپ تاناہ بینی آل درو در گہ مخسپ

تیرا جبر سو جانا ہے، راستہ میں نہ سو
جبر خفتن در میان رہناں
مُرخ بے ہنگام کے یاد ماں
بے وقت کا مُرقاب بچا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفیاء کی وہ اکثریت جو وحدت الوجود کی قائل ہے وہ جبر کی بھی قائل ہے اور جبر کا نتیجہ جدوجہد کا ترک اور گوشہ نشینی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسی بنا پر تصوف پر الزام لگانے والے تصوف کا یہ نتیجہ سمجھنے لگے کہ تصوف کا نتیجہ قتل اور بیکاری اور دنیوی جدوجہد سے دست برداری کے سوا کچھ نہیں ہے اور تصوف مسائل زندگی سے ایک راہ قرار ہے۔

لیکن مولانا جدوجہد اور سعی و عمل کے بہت بڑے داعی ہیں۔

اوڑھ کو کشش، یہودہ بہ از خفتگی

سو جانے سے، سی لاماصل بہتر ہے

تک کے قائل ہیں۔

ایک جگہ مشیر کی زبانی فرمایا ہے۔

ہست جبری بودن ایں جا طمع خام
پایہ یار رفت باید سوسے بام
اس جگہ جبری ہست، بیکار لاچ ہے
ایک ایک پڑی کوٹھے کی طرف پڑھنا چاہیے

اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں دے کر کوشش اور سعی کی تلقین کی ہے اگر وہ اُن کو بروئے کار نہیں لاتا ہے تو کفرانِ نعمت ہے۔

پائے داری چوں کئی خود را تو لنگ
تیرے پیر ہیں اپنے آپ کو مت لگایوں بنانا ہے؟
دست داری چوں کئی پنہاں قہچنگ
تیرے ہاتھ ہیں پیچہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجہ چوں بیلے بدست بندہ داد
آتے جب بیلچہ ہاتھ میں دے دیا
بے زباں معلوم شد او را مراد
اس کا مقصد بغیر کبے معلوم ہو گیا

توکل کا ایک غیر شرعی مفہوم عقیدہ جبر کا لازمی نتیجہ ہے۔ مولانا اسکے بارے میں فرماتے ہیں۔

گر توکل می کنی در کار کن
اگر توکل کرتا ہے، کام میں کر
کار کن پس تکیہ بر جبر رکن
کام کر پھر اللہ پر توکل کر

گفت آے از توکل رہ بہرست
اس نے کہا ہاں اگر توکل راہنا ہے
ایں سبب ہم سنت پیغمبرست
سبب کو اختیار کرنا بھی پیغمبر کی سنت ہے

گفت پیغمبر یا آواز بلند

بر توکل زانوے اشتر بہ بند

پیغمبر نے بلند آواز سے فرمایا توکل کیسا تھادٹ کا پیرا بندھ

جَعْلَ الْقَلَمِ بَيِّنًا هُوَ كَاتِبٌ كَيْفَ يَفْعَلُ

ہیں یہ بالکل سچ ہے لیکن اسکے یہ معنی کہ جو کچھ ہونا ہے وہ پہلے ہی دن لوحِ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے صحیح نہیں ہیں یہ عوام کی غلطی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ طے ہو چکا ہے کہ ہر کام کا خاص نتیجہ ہے، یہ طے ہو چکا ہے کہ ہر چیز کا ایک سبب ہے، یہ طے ہو چکا ہے کہ نیکی و بدی یکساں نہیں ہیں، یہ طے ہو چکا ہے کہ نیکی کا نتیجہ نیک اور بدی کا بد ہوگا۔

مولانا نے انسان کے اختیار کے ثبوت کے لئے جو دلائل قائم کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) ہر شخص کے دل میں اختیار کا یقین ہے گو ذیاتی اس کا انکار کرے اگر اسی شخص کے سر پر چھت ٹوٹ پڑے تو کبھی چھت پر غصہ نہ کرے گا اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے سر پر پتھر مار دے تو اس پر اس کو سخت غصہ آئے گا اور یہ اسی بنیاد پر ہے کہ چھت کو اس نے غیر مختار سمجھا ہے اور اس شخص کو اس نے صاحب اختیار مانا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کتابھی اس بات کو سمجھتا ہے کتابت پر کو نہیں کاٹتا ہے جو پتھر پھینک کر اس کے اریگا اس کو کاٹے گا۔

(۲) خود انسان کے تمام اقوال و افعال سے اختیار کا ثبوت ہوتا ہے ہم کسی شخص کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں، کسی کو کسی کام کے کرنے کی ممانعت کرتے ہیں اپنے کسی فعل پر خود ادا م ہوتے ہیں اور کسی فعل پر خوش، یہ اس کی دلیل ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اور دوسرے کو صاحب اختیار سمجھتے ہیں۔

(۳) جبر کے ثبوت میں سب بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اگر خدا ہمارے افعال پر قادر نہیں ہے تو مجبور ہے اور اگر قادر ہے اور بندہ کو بھی قادر مانا جائے تو ایک فعل کے دو قائل قرار پاتے ہیں جو باطل ہے۔ مولانا نے اس شبہ کا جواب دیا جو شبہ کا جواب بھی ہے اور بجائے خود بندہ کے اختیار کے لئے دلیل بھی ہے۔ فرمایا جو چیز کسی چیز کی ذات میں سے ہے وہ سلب نہیں ہوتی ہے۔ لوہار کے بسولے میں جبر ہے لوہار کا کہ بننے کی وجہ سے۔ اس کا جبر سلب نہیں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اختیار انسان کی ذاتیات میں سے ہے۔ اگر اللہ کو قائل مانا جائے اور انسان اس کے لئے بمنزلہ آکر کے ہوتے ہیں اس کا اختیار باقی رہے گا، انسانی اختیار سلب نہ ہوگا اور نہ جبر سے تبدیل ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسان کا کفر کرنا اللہ کی مرضی سے ہے تو بھی خود یہ ثابت ہو رہا ہے کہ کفر کا فعل اختیار ہی ہے ورنہ کافر، کافر نہیں ہے۔

(۴) انسان کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اُن کا صدور انسان سے ہوتا ہے اللہ کے خالق ہونے کی وجہ سے بسا اوقات افعالِ عباد کی نسبت اللہ کی طرف کر دی جاتی ہے ورنہ دراصل وہ بندہ کا فعل ہے۔ مولانا بحوالہ السلام نے ایک مقام پر فرمایا ہے ایک فرق بعد جمع کا مقام ہے جب سالک کی سیر عروج کی طرف ختم ہو جاتی ہے اور اس کا وجود مقامِ فنا میں پہنچ جاتا ہے تو وہ پھر بشریت کی طرف نزول کرتا ہے اور اپنی ذات کا جلوہ آئینہ حق میں دیکھتا ہے اور اپنے تمام افعال و صفات کو منسوب بسوئے حق دیکھتا ہے اور یہ عرفان کا سبب بلند مقام ہے۔

مولانا کا مقصد شنوی
شنوی اور فلسفی مسائل میں اگرچہ فلسفی

نہیں پیدا ہوتا ہے اور افعال پر جزا و سزا کا ترتیب بھی بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اگر زید کے ہاتھیں رعشہ کی اضطرابی حرکت ہے تو زید کو اس حرکت کی بنا پر اپنا یا بڑا کہنا بالکل غیر معقول ہے، انسان کے سر پر پھول برسیں یا پتھر انسان نہ پھولوں کی ستائش کرتا ہے نہ پتھر کی شکایت۔ حکماء کے اس گروہ کو جبر یہ کہا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ قدریہ ہے جو تقدیر رازی کا منکر ہے اور تمام انسانی افعال کا صدور انسان سے بطور کلی اختیار کے تسلیم کرتا ہے۔ اور بندوں کے افعال کا خالق بندوں ہی کو قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں عالم میں دو خالق تسلیم کرنے پڑیں گے۔ ایک خدا اور ایک غیر خدا اور اس ثنویت کو اسلام کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔ یزداں اور ابہرہن کے تصور کو اسلام نے مٹایا ہے اور خاص توحید کی طرف رہنمائی کی ہے۔ اسی بنا پر اس قدر فرق کو جو بس ہنہ الازتہ قرار دیا گیا ہے۔

عقلی اعتبار سے غور کیا جائے تو یہ عقیدہ بھی خلاف واقعہ نظر آتا ہے، اسلئے کہ انسان کا کسی کام کو کرنا یا کسی کام سے باز رہنا خواہش و ارادہ یا نفرت و اجتناب کی بنیاد پر ہوتا ہے اور انسان کو اپنی قوت ارادی یا قوت اجتنابی کی تحریک پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ اب ان دونوں قوتوں کی تخریک کا جو نتیجہ بھی ہے وہ غیر اختیاری ہو جاتا ہے۔ اشاعرہ نے ایک درمیان صورت نکالی یعنی انسان کے افعال کا خالق تو اللہ کو قرار دیا اور کسب کو انسان کا اپنا فعل قرار دیا اور یہ عقیدہ ٹھہرایا کہ افعال خواہ خداوندی ہوں یا بندوں کے سب کا خالق اللہ ہی ہے۔ اب بندوں کے افعال کی بڑائی، بھلائی یا بجزا و سزا اس بنیاد پر ہے کہ انسان نے اس کا کسب کیا ہے۔ مولانا روم نے اس مسئلہ پر بہت سے مقامات پر بحث کی ہے۔ ایک جگہ تو جبر یہ اور قدریہ دونوں کو غلط کہا ہے اور فرمایا کہ اگر دیکھا جائے تو انسان کا جبر مطلق، اختیار مطلق کی نسبت بالکل بجاہت کے خلاف ہے۔ بجاہت نظر آتا ہے کہ انسان اپنے افعال میں صاحب اختیار ہے۔ وہی بات کہ یہ اختیار خدا کا عطا کردہ ہے یہ ایک نظری مسئلہ ہے اور فرمایا قدری کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو دھوئیں کو موجود مانتا ہے اور اس جواں کی علت ہے اس کا انکار کرتا ہے اور جبری کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دھوئیں کے ہوتے ہوئے اس دھوئیں کے وجود ہی سے انکار کرتا ہے۔ فیصلہ کیا جائے کہ کونسا شخص زیادہ حماقت میں مبتلا ہے مولانا کے زمانہ میں اکثر صوفیاء و علماء جبر کے قائل تھے۔ امام رازی جیسے فاضل نے اپنی تفسیر میں متعدد جگہ جبر پر دلائل قائم کئے ہیں اور پھر مستقل کتاب لکھ کر جبر کے اثبات کے لئے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں لیکن مولانا روم کا ترجمان جبر کے بالکل خلاف ہے۔ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَ مَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ کے بارے میں مولانا نے فرمایا۔ یہ حدیث جہد و جہد کی ترغیب کے لئے ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی شاہی ملازم سے یہ کہے "جو وزیر چاہتا ہے وہی ہوتا ہے" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وزیر کو خوش رکھنے کی جہد و جہد کرنی چاہئے کیونکہ مقصد کا حصول وزیر کی خوشی پر موقوف ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مقصد کا حصول ہمارے ہاتھ میں ہے لہذا وہ بغیر جہد و جہد کے ہمیں حاصل ہو جائیگا۔ اسی طرح اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نجات اور حصول مقاصد تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جب چاہو حاصل ہو جائے بلکہ اس کے لئے انتہائی جہد و جہد کی ضرورت ہے۔

کی تصدیق کرتی ہیں مولانا نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

پس تراہر لحظہ مرگ در جنت است
مصطفیٰ فرمود دنیا ساغتے ست

ہر لحظہ تیری موت اور واپسی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا ایک سٹاک ہے

ہر نفس نو سے شود دنیا و ما ہر سانس میں دنیا نئی بن رہی ہے
ہم اس کے نئے بننے سے بے خبر ہیں

عمر بچو جوئے نو نو می رسد زندگی نہر کے پانی کی طرح نئی آتی رہتی ہے
مستمعے می نماید در جسد بدن میں مسلسل نظر آتی ہے

شلاخ آتش را بہ جنبانی بساز جلتی لکڑی کو تیسری سے گھٹاؤ
در نظر آتش نباید بس دراز تو دیکھنے میں ایک لمبی آگ نظر آئے گی

انسان کی زندگی کی بھی یہی صورت ہے۔ ہر لحظہ فنا اور بقا ہے۔ لیکن یہ تبدیلی اس سرعت کے ساتھ ہے کہ زندگی مستقل اور متحرک محسوس ہوتی ہے اور اس کی مثال میں فرمایا کہ نہر کے پانی کی سطح مستقل نظر آتی ہے حالانکہ وہ سطح برابر بدل رہی ہے یا شعلہ کو اگر تیزی سے گھماؤ تو وہ ایک دائرے کی شکل میں نظر آنے لگتا ہے۔ حالانکہ ہر آن وہ شعلہ دائرے میں اپنی جگہ بدل رہا ہے لیکن تم اسے محسوس نہیں کر رہے ہو۔

مسئلہ ارتقار اب ان میں یہ بحث ہے کہ آیا یہ چاروں قسمیں ابتداء و تخلیق سے اسی طرح سے مخلوق ہوئی ہیں یا ابتداء و تخلیق میں صرف ایک چیز پیدا کی گئی تھی پھر اس نے ترقی اور ارتقار کیا ہے۔ وہ چیز جماد تھی پھر ترقی کر کے نبات، پھر ترقی کر کے حیوان، پھر ترقی کر کے انسان بنی۔ یہ آخری نظریہ ڈارون کی طرف منسوب ہے۔ مولانا شبلی کا خیال ہے کہ مولانا بھی ڈارون سے بہت پہلے اسی ارتقار کے قائل تھے اور اس کے ثبوت کے لئے حسب ذیل اشعار پیش کئے ہیں:-

آمدہ اول بہ اقلیم جماد انسان شروع میں جماد تھا

وز جمادی در نباتی درخت جماد سے نبات بنا

ساہا اندر نباتی عمر کرد سبوں نبات رہا

وز نباتی چون بہ حیوانی قتاد نبات سے جب حیوان بنا

جز بہماں میلے کہ دار و سکو آں ہاں سوائے اس سیلان کے جو ممکنات کی طرف

بہم میل کو دکاں با مداراں بہم میل خود نہ اندر لباں

خاصہ در وقت بہار ضمیراں خصوصاً موسم بہار میں ضمیران کے کھلنے کو

چرخ کا چرک اڑوں کی طرف سیلان ہوتا ہے۔ یہ خوراک کے لئے نہیں ہے بلکہ

راز نہیں جانتا

راز نہیں جانتا

راز نہیں جانتا

راز نہیں جانتا

راز نہیں جانتا

راز نہیں جانتا

راز نہیں جانتا

یہ اس سب سے متعلق نبیوں کی کشش کی کوئی داستان نہیں۔ یہ تو ایک اور داستان ہے۔
موجودہ ہی بیگن عاشق و شوق کی عشق و محبت کی داستان ہے!

مسائل کو بیان کرنا نہیں ہے ضمناً جو مسائل

بیان فرادیے ہیں وہ حسب ذیل ہیں :-

کائنات کے تمام اجسام ایک دوسرے کو اپنی
طرف کھینچ رہے ہیں اور اسی تجاذب اور کشش پر

نظام کائنات قائم ہے۔ یہی وہ سلسلہ ہے جس کی تفصیل تھیون نے کیس اور فی نظر یہ اُس کی طرف منسوب کیا گیا
جیکہ مولانا نے سینکڑوں برس قبل یہ نظریہ بیان فرما دیا تھا :-

جفت جفت عاشقان جفت خوش
جملہ اجزا رجاں زان محکم پیش

اور ہر ایک اپنے چوڑے کا عاشق ہے

دنیا کے تمام اجزاء چوڑ چوڑ ہیں

آسمان گوید زمین را مہربا
باتوام چوں آہن و آہن ربا

کومیری تیری مثال ہوے اور قنائیس کی سی ہے

آسمان، زمین کو خوش آمدید کہت ہے

فرمایا کہ اجرام فلکی کی کشش کی بنیاد پر زمین بیچ میں معلق ہے اور اُس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے قنائیس کا ایک
گنبد بنایا جائے اور لوہے کا ایک ٹکڑا بیچ میں کر دیا جائے تو وہ معلق ہو کر رہ جائے گا۔

آں حکیمش گفت کز جذب سما
از جہات شش بماند اندر ہوا

اُس حکیم نے اُس سے کہا کہ آسمان کی وجہ

شش جہات کی کشش کی وجہ سے زمین فضائیں معلق ہر

چوں زم قنائیس قتبہ ریختہ
در میاں ماند آہنہ آونختہ

جس طرح کہ قنائیس کا گنبد ہو

اور اُس کے درمیان لوہے کا ٹکڑا رکھا ہو

تجاذب ذرات
اب یہ بات مسلمات میں سمجھ لی گئی ہے کہ اجسام کی ترکیب ذرات سے ہے اور ان
ذرات میں باہمی کشش اور تجاذب ہے اور تمام اجسام کے ذرات میں کشش اور تجاذب
کیساں نہیں ہے بعض اجسام کے ذرات میں باہمی کشش بہت بڑھی ہوئی ہے اور بعض میں کم جیسا کہ لوہا اور
لکڑی۔ اس سلسلہ کو سینکڑوں سال قبل مولانا نے بیان فرمایا :-

میل ہر جزئی بر جزئی می نہد
ز اتحاد ہر دو تولید سے جہد

ہر جزئی کا ایک جزئی کی طرف میلان ہے

دونوں کے اتحاد سے پیدائش ہوتی ہے

ان اشعار میں مولانا نے تجاذب کی کیفیت کو عشق سے تعبیر کیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ نباتات کے جواجزار ہیں
وہ جمادی ہیں لیکن ان میں اور نباتی اجزاء میں کیونکہ کشش ہے لہذا وہ جمادی اجزاء نباتیت اختیار کر لیتے ہیں۔
اسی طرح نباتی اجزاء حیوانی اجزاء بن جاتے ہیں۔ اگر یہ کشش نہ ہو تو عالم میں مرکبات کا فقدان ہو جائے۔

مولانا بجزر العلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تجدد و امثال یہ ہے کہ کائنات کی صورتیں ہر
آن تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایک صورت زائل ہوتی ہے اور دوسری صورت اُس کی جگہ

لے لیتی ہے اور ذات اسی طرح باقی رہتی ہے، چونکہ مٹنے والی صورت

آنے والی صورت جیسی ہے۔ اس وجہ سے اس تبدیلی کا احساس نہیں ہوتا

ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلی صورت علیٰ حالہا

باقی ہے۔ جدید تحقیقات اس سلسلہ

الہامات نیز اس بصیرت کے لئے بھی جو عقل جس سے ماوراء ہے وحی کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ انسان کے حواس ظاہری کے علاوہ انسان میں حواس باطنی بھی ہیں جن سے اُن باتوں کا انکشاف ہوتا ہے جو حواس ظاہری کے ادراک سے باہر ہیں۔

پنج حسے ہست جزایں پنج حس
ان حواس خمسہ کے علاوہ اور حواس خمسہ ہیں
آئینہ دل چوں شود صافی و پاک
دل کا آئینہ جب پاک و صاف ہو جائے
پس محل وحی گردد گوش جان
پھر مان کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے
آں جو ز تر سرخ و ایں حسہا پچوس
سونا پیسے ہیں اور یہ تانبہ ہیں
نقشہا بینی بروں از آب و خاک
آب و خاک کے علاوہ وہ اور نقش دیکھتا ہے
وحی چہ بود گفتن از حس نہاں
وحی کیا ہے؟ اسی پوشیدہ جس کی گفتگو

اس ادراک کو وحی کہتے یا الہام، یہ عقل سے بالاتر حس باطن کا انکشاف ہوتا ہے۔ چونکہ عوام وحی کو انبیاء کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں۔ لہذا صوفیاء اس قسم کے انکشافات کو وحی دل کہہ دیتے ہیں۔

از پئے روی پوش عامہ در جہاں
دنیا میں عوام سے بچانے کے لئے
نبی کا لفظ بھی عام طور پر ایک خاص معنی میں بولا جاتا ہے لیکن مولانا اونچے درجہ کے مصالحین کے لئے بھی لفظ نبی بولتے ہیں۔

فکر کن در راہ نیکو خدمتے
بھلائی کے راستہ میں خدمت کی فکر کر
تاناہوت یا بی تواز اُمتے
ناکار اُمت میں رہتے ہوئے توفیق پالے

مولانا کی اصطلاح میں نبی اور وحی کے ایسے عام معنی ہیں جو اصطلاحی نبی اور وحی سے وسیع تر ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایں نجوم و طب وحی انبیاء است
یہ طب اور نجوم نبیوں کی وحی ہے
قابل تعلیم فہم ست این خرد
اس عقل میں فہم و تعلیم کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے
اول عقل او را بر فرد
پھر عقل نے ان میں اضافہ کیا ہے
یقیناً تمام ہنر و تہذیب و تمدن کے ذریعہ معلوم ہوئے

مولانا کا یہ بھی خیال ہے کہ جب دل عقل وحی ہوتا ہے تو وہ اپنی ملکوتی قوت کو متشکل کر کے پیش کرتا ہے۔

کوئی دوسری شخصیت پیغام رساں نہیں ہوتی ہے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ جبرئیل کچھ کہہ رہے ہیں حالانکہ خود نبی کی قوت ملکوتی یہ تشکل اختیار کر لیتی ہے جیسا کہ خواب میں انسان دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے ہم کلام ہے حالانکہ خود اس کا قلب

باز از حیوان سوانسائش
پھر حیوان سے انسان کی جانب
ہمچیں اقلیم تا اقلیم رفت
اسی طرح وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف جلتا رہا
میکش آں خالقے کردائش
انکوہ خدا نے جاتا ہے جو ملک جاتا ہے
تا شد اکنوں عاقل ودانا وزفت
یہاں تک وہ عاقل ودانا اور فربہ بن گیا

مولانا کے یہ اشعار صاف فطرتوں میں بتا رہے ہیں کہ مولانا انسان کی ابتدائی خلقت جمادی مانتے ہیں اس سے ترقی کر کے اس نے جسم نباتی اختیار کیا پھر عالم نباتات سے وجہ حیوانی بنا اور جسم حیوانی سے اس نے جسم انسانی اختیار کیا اور موسوم بہار میں گل و گلزار کی طرف اس کے میلان کو اسکے عالم نباتات سے عالم حیوانات کی طرف منتقل ہونے کی دلیل بتا رہے ہیں۔

وجود کے مراتب
وجود صرف مادی ہے یا اس کے مراتب ہیں اور اولیٰ درجہ مادی وجود کا ہے نیز ہر علم کے حصول کا ذریعہ صرف حواس ہیں یا اس کے ماوراء بھی کچھ علم کے اسباب ہیں۔ ان دونوں مسئلوں میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔ مآثر کے قائل تو یہ کہتے ہیں کہ وجود کا مدار صرف مآثر پر ہے اور مادی وجود کے علاوہ اور کوئی وجود نہیں ہے، حصول علم کے بارے میں بھی لامحالہ ان کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف عقل اور حواس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ گروہ نہ نفس یا روح کی مستقل حیثیت تسلیم کر سکتا ہے اور نہ خدا کا قائل ہو سکتا ہے اور نہ حیات بعد الموت کا۔ ان کے نزدیک روح کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے بلکہ وہ عناصر کی خاص ترکیب کی پیداوار ہے جس طرح ساز کے تاروں کے ایک خاص نظم و ضبط سے ایک نغمہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح وجود کے ذرات کی خاص ترتیب عقل و شعور پیدا کرتی ہے جب ساز ٹوٹ جائے تو نغمہ بھی بنایا نہیں ہو جائیگا۔ اہل شرح اس نظریہ کو اتحاد قرار دیتے ہیں مولانا اور ہم نے یہی فتویٰ میں جا بجا اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا ہے اور بتایا ہے کہ وجود کے مختلف مراتب ہیں اور وجود کا ہر مرتبہ اپنی مخصوص عقل اور اسباب و علل کا مخصوص نظام رکھتا ہے جیسے جیسے وجود کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے ویسے ہی علم اور اسکے ذرائع میں بھی ارتقاء ہوتا ہے۔ نباتی وجود اور عقل جمادی وجود و عقل سے بالاتر ہے اور نباتات کا شعور جمادات کے شعور سے بڑھا ہوا ہے۔ اسی طرح حیوانات کا شعور نباتات کے شعور سے زیادہ بہتر اور وسیع ہے اور پھر حیوانات میں بھی عقل و شعور کے مراتب میں تفاوت ہے۔ انسان تمام حیوانات میں بالاتر ہے اور اس کی نوع کے افراد میں بھی عقل و شعور میں بحد تفاوت ہے۔ ایک طرف جنگلی سانپوں کا شعور ہے دوسری طرف حکماء کے شعور کی بلند پروازی ہے مولانا نے فرمایا۔ انسان کے وجود کا ارتقاء اور اس کی عقل کا ارتقاء اس مرحلہ پر پہنچ کر بھی نہیں رکھتا ہے بلکہ حکماء کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کا ایک طبقہ ہے جو حکماء کے مقابل میں زیادہ کا شیف اسرار ہے فرماتے ہیں۔

باز غیر از عقل و جان آدمی
عام آں نب جان اور عقل کے علاوہ
ہست جانے در نبی در ولی
نبی اور ولی میں ایک اور جان ہے

وحی والہام و نبی
مولانا وحی والہام میں فرق
نہیں کرتے ہیں۔ اور

خوارق اُس سے ظاہر ہو جائیں اور احکام ظاہری کی مخالفت کر بیٹھے۔ ابن الوقت ہی کو ٹلندر اور رند بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ ابن الوقت اُس صوفی کو بھی کہا جاتا ہے جو مقصدِ فنا کے وقت پر عمل کرے۔ یہ معنی پہلے معنی سے عام ہیں۔ جو اصطلاحی ابن الوقت اور ابوالوقت دونوں کو شامل ہیں۔

ابوالوقت۔ وہ صاحب مقام صوفی کہلاتا ہے جو آدابِ شریعت کا پورا پاس کرے۔ حالات اور واردات میں نفس اور روح پر قابو رکھے۔ خداوندی حکمت کے منتقنی کو سمجھتے ہوئے کرامات اور خواہش پر قابو رکھے۔ ابوالوقت کا مقام ابن الوقت سے بہت اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔

ابدال۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت ہے جو کسی دوسری شخصیت کو اپنی شکل و صورت میں تبدیل کر سکتی ہو ان کی تعداد سات ہوتی ہے۔ دنیا کی ساتوں اقلیموں میں سے ہر اقلیم کا اُن میں ایک قطب ہوتا ہے۔ نقبار۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت کہلاتی ہے جن میں سے ہر ایک آسمان کے بارہ برجوں میں سے ہر برج سے متعلق ہوتا ہے اور اُس برج کے نجوم و کواکب کی تاثیرات سے اُس کا تعلق ہوتا ہے۔ ان نقبار کو بھی ابدال کہہ دیا جاتا ہے۔

رجمیتوں۔ اولیاء کی وہ جماعت کہلاتی ہے جو برج کے مہینہ میں اپنی جگہ فقہِ حق ہے باقی پورے سال عالم میں گشت کرتی رہتی ہے جب کے پہلے دن پیرس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی عضو کو حرکت تک نہیں دے سکتے ہیں دوسرے دن یہ بوجھ کم ہو جاتا ہے اور تیسرے دن بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ اُن کو پورے سال گشت رہنا ہے۔ اُن کی تعداد چالیس ہوتی ہے۔

عالمِ خلق یا عالمِ شہور۔ یہ دنیا کہلاتی ہے جہاں اشیاء اپنے مادے اور مقدار کے ساتھ موجود ہیں۔ عالمِ مثال۔ وہ عالم ہے جو عالمِ خلق سے بالا ہے وہاں اشیاء میں مقدار تو ہے مادہ نہیں ہے۔ عالمِ امر یا عالمِ روح۔ وہ عالم ہے جو عالمِ مثال سے بھی بالا ہے اور وہاں اشیاء بغیر مادہ اور مقدار کے موجود ہیں۔

واصل بخن۔ وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں جو مادی خواص سے پاک و صاف ہو کر سرِ پار روح بن جاتے ہیں اور اُن کا اضطرابِ عشق، وصل کے سکون سے بدل جاتا ہے۔ ان کو سالکِ واصل بھی کہا جاتا ہے اور سالکِ طالب وہ ہے جو ابھی اِس درجہ تک نہ پہنچا ہو۔

ولی۔ وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات و صفات کو پہچانے، ہمیشہ طاعات بجالائے، محرمات سے بچے، لذتوں اور شہوتوں میں مہلکت ہو، منجاستوں سے بچتا ہو، فرائض کا تمارک نہ ہو، مجنون اور پاگل نہ ہو، شرمگاہ اور بدن کو برہنہ نہ رکھتا ہو۔

اہلِ ارشاد۔ وہ اولیاء اللہ ہیں جن کے سیر و مخلوق کی ہدایت، قلوب کی اصلاح و تربیت اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کی تعلیم ہوتی ہے ان اولیاء میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے۔

دوسرے کو پیش کر کے پیش کر دیتا ہے۔

مولانا بحر العلوم نے مولانا کے اشعار کی شرح کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا
جبرئیل جو رسولوں کے سامنے آتے ہیں اور اللہ کی جانب سے دی لاتے

ہیں وہ ایک جبرئیلیہ حقیقت ہے جو رسولوں کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے

اور یہ قوت وہ صورت اختیار کر لیتی ہے جو عالم مثال میں اُس کے لئے پوشیدہ تھی۔ وہ رسولوں کے پاس مانع
ہوتی ہے اور اللہ کا یہ غلام پہنچاتی ہے تو رسول خود اپنے آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں نہ کہ کسی دوسرے سے
تو کچھ رسول دیکھتے ہیں وہ انہیں کے خزانہ کی پوشیدہ چیز ہے۔ مولانا کے نزدیک روح انسانی کے عروج کے
منازل ہیں۔ ایک وہ مقام آتا ہے جہاں روح انسانی کا روح الہی سے غایت درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے

انصا لے لئے تکلیف لے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

اللہ تعالیٰ کا انہوں سے اتصال ہے جو تیس ادریان سے باہر ہے

اس مقام پر پہنچ کر حکمت کا طالب خود حکمت کا منبع بن جاتا ہے اور اس مقام پر پہنچ کر خود انسانی قلب
روح محفوظ بن جاتا ہے۔

روح حافظ روح محفوظ نہیں شود روح اواز روح محفوظ نہیں شود

حافظ کا دل روح محفوظ بن جاتا ہے اس کی روح خدا سے محفوظ ہوتی ہے

اس حالت میں انہی کلام اور فرمان خود اس کے دل سے ابھرتا ہے اور یہ أَحْسَنُ التَّقْوِيمِ والا انسان جب
روحانی بلندیوں پر پہنچتا ہے تو خود اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔

پس محل وحی گردد گوش جاں وحی چہ بود گفتن از حس نہاں

روح کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے وحی کی ہے، پوشیدہ جس کی گفتگو

گوش جان وحشیم جاں جزاں حس مست گوش عقل وحشیم ظن راں مفلس مست

روح کے کان اور آنکھ ان حواس کے علاوہ ہیں عقل کا کان، اور ظن کی آنکھ اُن سے محروم ہے

پنبہ و سواس بیرون کن ز گوش تا بگوش آمد از گرد و دل و خروش

دوسروں کی روئی کان سے نکال تاکہ تیرے کان میں آسمانی آوازیں آئیں

وحی، نبی، جبرئیل اور روح محفوظ کے بارے میں مولانا کے خیالات اجمالی طور پر ہم نے عرض کر دیے
ہیں تاکہ مولانا کا کلام سمجھنے میں سہولت ہو لیکن ظاہر ہے کہ یہ مولانا کے اپنے خیالات ہیں اور ارباب شرع کو
ان میں رد و قبول کا حق ہے ان میں سے جو چیزیں ظاہر خصوص سے ٹکرائیں وہ یقیناً دوسروں کیلئے لائق قبول
نہ ہوں گی بزرگوں کے مکاشفات اُسی وقت تک جتہ ہیں جب تک کہ وہ اصول شرع کے موافق ہوں۔

بعض اصطلحا میں صوفی وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی شیطانی

خطرہ نہ آنے دے عبادت و ریاضت میں اصول شرع اور

سنت رسول پر قائم رہے۔

ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے جو اسرار اور واردات سے

مغلوب الحال ہو جائے، اسرار کا اظہار کر دے

حضرت قاضی شتارا شہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ فقیر یہود کا من گھڑت ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امر واقعہ صرف اس قدر ہے جس کو قرآن نے ذکر کیا ہے کہ ہاروت و ماروت کو سحر کی تعلیم دینے کے لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا جس سے نیک و بد کی آزمائش مقصود تھی۔

اصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ - سورہ بروج میں ہے۔ قَتِلَ اصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ الَّذِيْنَ اٰتٰتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهِمْ قُعُوْدٌ وَهُمْ عَلٰی مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شٰهُوُوْنَ۔ خنذقوں والے ہلاک ہوئے، چراگ کی تختیں، جن میں ایندھن تھا جبکہ وہ خنذقوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو بدسلوکی مومنوں کے ساتھ کر رہے تھے اُس کو دیکھتے تھے۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکا ایک جادوگر کے پاس جادو سیکھنے جاتا تھا، اُس کے راستہ میں ایک غدار سیدہ راہب کا گرجا گھر تھا۔ یہ لڑکا اُس راہب کے مانوس ہو گیا اور اُس سے فیض حاصل کرنے لگا۔ ایک روز یہ لڑکا جا رہا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ لوگ ڈرے ہوئے راستہ پر کھڑے ہیں۔ آگے جانے کی ہمت نہیں کر رہے ہیں اُس نے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ ایک خوفناک شے نے راستہ روک رکھا ہے۔ یہ لڑکا آگے بڑھا اور اُس نے خدا کا نام لے کر ایک پتھر شیر کے مارا تو شیر ہلاک ہو گیا۔ اُس واقعہ سے اُس لڑکے کی شہرت ہوئی اور لوگ اُس کے گرد جمع ہونے لگے اور مومن بننے لگے۔ اِن واقعات کا بادشاہ کو علم ہوا تو وہ بہت برہم ہوا اُس نے کہ وہ خود خدائی کا دعویٰ تھا اور اُس نے لڑکے کو ہلاک کرنے کا حکم دیدیا۔ اُس لڑکے کو پہاڑ پر سے پھینکا گیا لیکن وہ ہلاک نہ ہوا، اُس کو دریا میں غرق کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ غرق نہ ہوا تب اُس لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تو مجھے ہلاک ہی کرنا چاہتا ہے تو صرف ایک تدبیر ہے کہ تو بنیم اللہ ربّٰی هٰذَا الْفَلَامُ کہہ کر میری طرف تیر چلا تو میری موت واقع ہو جائے گی چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور لڑکا شہید ہو گیا۔ اِس پر جو مجمع تھا وہ سب کا سب مومن ہو گیا۔ بادشاہ نے اُن کو ہلاک کرنے کیلئے خنذقین کھدوائیں اور اُن میں آگ جلائی اور اُن مومنوں کو آگ میں جلوا دیا

لَيْلَةُ الْاَتْعْرِيسِ - آخری شب کے پڑاؤ والی رات۔ سترہ ہجری میں غزوہ خیبر سے واپسی پر آپ نے وادی القریٰ اور تیمار کا رخ کیا وہاں سے واپسی پر آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ رات بھر مشغول سفر رہے۔ صبح کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ وہ نہ سونیں اور فجر کی نماز کے وقت سب کو جگا دیں لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر بھی نیند کا غلبہ ہو گیا اور سب کی آنکھ جب کھلی جبکہ سورج نکل آیا تھا اور فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہاں سے فوراً کوچ کرو، اور کچھ آگے جا کر پڑاؤ کیا اور نماز پڑھی۔ ملا ناٹنے اپنے اشعار میں اِس نیند کو استغفرانی کیفیت سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت سلیمانؑ اور انگوٹھی مشہور ہے کہ حضرت سلیمانؑ علیہ السلام نے ایک عورت سے نکاح کر لیا اور پوری

طور پر تربت پڑت تھی۔ اسکی بادشاہی میں یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ کی وہ انگوٹھی

جس کے اثر سے اُن کی حکومت جن و انس پر قائم تھی وہ ایک مغز ناری یا سیدو

نامی جن نے چوڑی اور وہ اُس انگوٹھی کے اثر سے حضرت سلیمانؑ

کے تخت پر قابض ہو گیا اور حضرت سلیمانؑ

اہل تکوین۔ وہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جن کے سپرد مخلوق کے معاش کی اصلاح، دنیا کا اختتام، مصائب کا دفع کرنا ہوتا ہے۔ ان میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔

لغائب ستر۔ روح، نفس، قلب، سر، خفی، اخفی۔ سالک اپنے جسم کے ان مقامات کو ذاکر و غافل بناتا ہے۔

صحو۔ وہ حالت ہے جس میں ظاہری و باطنی احکام میں فرق باقی رہتا ہے۔
شکر۔ وہ کیفیت ہے جس میں سالک کے لئے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز اٹھ جائے۔
انباطاعی۔ وہ کیفیت ہے جس میں مسلسل واردات فیض کی وجہ سے روح میں نشاط رہتا ہے۔
اقباط، قبض۔ وہ کیفیت ہے جس میں واردات فیض کے انقطاع کی وجہ سے روح کو ایک تنگی اور گرفتگی محسوس ہوتی ہے۔

محو اور فنا۔ وہ کیفیت ہے جس میں سالک اپنی ہستی کو مٹا دے اس لئے مقابل اثبات ہے۔
ہشت بہشت۔ غلہ، دارالسلام، دارالقرار، جنت عدن، جنت المادوی، جنت النعیم، جنتین، فردوس، بہشت و دوزخ، مقرر، معبر، نقلی، معاملہ، محیم، جہنم، ہادیہ۔
من و سلوی۔ یعنی اسرائیل کو تیر کے میدان میں خدا کی جانب سے من جو کہ ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلوی جی ٹیروں جیسے پرندے تھے، کھانے کے لئے عطا ہوئے۔
علم احکام۔ وہ علم ہے جو قانون کلی کی صورت میں انبیاء اور مرسلین کو دیا جاتا ہے۔
علم لدنی۔ وہ علم بھی کہلاتا ہے جو خاص جزئی معاملہ میں کسی کلکے سے استثنائی طور پر عنایت ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت محمد کو پچھلے قتل کے سلسلہ میں حاصل ہوا۔

عبدالست۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ازل میں حضرت آدمؑ کی ذریت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔
”الست بربک“ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب میں کہا تھا۔ ”ہی“ کیوں نہیں۔ اس قول و قرار کو یشاقی الست اور عہد الست کہا جاتا ہے۔

قصص اصحاب کہف۔ ان بزرگوں کی جماعت ہے جو دنیا و ناس کے زمانہ میں پیغمبر وقت پر ایمان لائے تھے اور بادشاہ کے ظلم سے بچنے کیلئے ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ خدا کی قدرت سے ان کو ایسی نیند آئی کہ ہزاروں برس گزر گئے اور وہ اسی خواب امتراحت میں پڑے ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں نہ جلتے ہیں، انہیں کھلی ہوئی ہیں اور بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہیں۔

باروت و ابروت۔ مشہور ہے کہ زہرہ ایک حسین عورت تھی، باروت و ابروت جو دو فرشتے تھے وہ اس سے زنا کر بیٹھے جس کی پاداش میں ان دونوں کو بائ کے ایک کنویں میں آٹا شکا دیا گیا ہے اور زہرہ اس آسم عظمت کے ذریعہ جو اس نے ان فرشتوں سے سیکھا تھا آسمان پر چڑھ گئی ہے جس کو وہاں مسیح کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا ہے۔

اور التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے بھی دعائے خیر
سے فراموش نہ فرماویں۔

جن کتابوں سے میں نے استفادہ کیا وہ حسب ذیل ہیں :-

کلیدِ مثنوی از مولانا اشرف علی	منقح العلوم از مولانا ذریعہ قاسمی
مثنوی مطبوعہ مطبع نامی کانپور	ملفوظاتِ دوی از عبدالرشید صاحب تبسم
حکمتِ رومی و تشبیہاتِ رومی از خلیفہ عبدالحکیم	نقدِ اقبال از میکش اکبر آبادی
سوانح مولانا روم از مولانا شبلی	درۃ المثنوی از تلمذ حسین صاحب
رسالہ از سپہ سالار	
رد و کوثر از شیخ اکرام	

بڑی ناسپاس گذاری ہوگی اگر میں اُن بزرگوں اور دوستوں کا ذکر نہ کروں جنہوں نے دورانِ کار
میں طرح طرح سے میری مدد کی ہے حضرت مولانا ابوالحسن صاحب زید نقشبندی مجددی زادِ لطف نے پورا
مقتدرہ حرقاً و فاعلاً ملاحظہ فرما کر اُس میں مذکور بحثوں پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ اور مثنوی کے اُستار کے
مطالبِ غہبی میں جگہ جگہ مجھے مدد دی۔ عزیزم مولانا مکرم احمد امام مسجدِ قتیوری بھی شکریہ کے مستحق ہیں انہوں
نے کتابت کی تفصیح میں میرا ہاتھ بٹایا۔ نیز سید نظام الدین صاحب رامپوری نے میرے پورے کام پر
نظر ڈالی اور بھرپور تعاون کیا۔ فَلَہُمُ الشُّکْرُ۔

سجاد حسین
۹ ستمبر ۱۹۷۳ء

رُو پوش ہو گئے۔ اپنی رُو پوشی کی حالت میں وہ

ایک چھیرے کے گھر کام پر لگ گئے۔ چھیرے نے اپنی لڑکی کی شادی اُن سے کر دی۔ کچھ عرصہ بعد وہ انگوٹھی اُس جن کے ہاتھ سے دریا میں گری اور اُس کو پھیلنے لگی۔ وہ پھیل نکار ہو کر اُس چھیرے کے گھر آگئی، پھیل کے پیٹ سے

انگوٹھی برآمد ہوئی تو حضرت سلیمان نے اپنی انگوٹھی کو پہچان لیا اور اُس کی تاخیر سے دوبارہ اپنے تخت سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اِس روایت کی حیثیت افسانہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ نئی پر کسی شیطان یا جن کا اِس طرح کا غلبہ ممکن نہیں ہے۔ بعض ایک اسرائیلی روایت ہے جو عصمتِ انبیاء کے شرعی اصول کے بالکل منافی ہے لہذا یہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلیدِ شنوئی میں فرمایا ہے

شنوئی کی احادیث اور تفسیر کہ صوفیاء اور بزرگوں کے کلام میں ایسی احادیث پائی جاتی ہیں جو احادیث کی کتابوں میں نہیں ہیں اور محدثین کے نزدیک اُن کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے تو اِن بزرگوں کے اِس فعل کی دو توجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح محدثین نے خواب کی احادیث پر حدیث کا اطلاق کر دیا ہے اِسی طرح اِن بزرگوں نے اپنے کشف وغیرہ کی بنا پر اُن کو احادیث کہہ دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اِن احادیث سے جو مقصد ہے وہ دوسرے شرعی دلائل سے ثابت ہو جاتا ہے۔ لہذا اِن احادیث کا غیر واقعی ہونا مقصد کے ثبوت کے لئے مضر نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ غیر حدیث کو حدیث کیوں کہہ دیتے ہیں تو اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِن بزرگوں پر حُسن ظن غالب رہتا ہے جو کچھ سن لیتے ہیں یا لکھا ہوا دیکھ لیتے ہیں اُس پر یقین کر لیتے ہیں۔ اُن کو زیادہ چھان بین کی عادت ہوتی ہے نہ ہمت۔ یہ وہ تبصرہ تھا جو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بہر حال شنوئی میں بہت سی احادیث وہ ہیں جو محدثین کی اصطلاح میں کسی طرح بھی حدیث کہلانے کی مستحق نہیں اور ایسی احادیث کو حدیث کہہ کر بیان کر دینے کے معاملہ میں محدثین کا طرز عمل بہت سخت ہے۔ اِسی طرح مولانا نے شنوئی میں صحابہ سے منقول بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر صحابہ کے حالات پر مشتمل کتابوں میں کہیں نہیں ملتا ہے۔ نیز مولانا نے شنوئی میں بعض آیات کی وہ تفسیر کی ہے جو متبرقہ تفسیرین کے نزدیک کسی طرح درست نہیں ہے۔ لہذا شنوئی کا مطالعہ کرنے والوں کو اِن امور کا لحاظ رکھنا چاہیے اور شنوئی کا مطالعہ محض تصوف کی کتاب سمجھ کر کرنا چاہیے اور تصوف کے مسائل ہی میں اُس کو شمعِ راہ بنانا چاہیے۔ مولانا کی بیان کردہ اُمتداد و تفسیر پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے۔

گزارش ارادہ نہ تھا کہ مقدمہ اِس قدر طویل لکھا جائے لیکن حالات نے مجبور کر دیا اور مقدمہ نے کافی طوالت اختیار کر لی اور کچھ بھی بعض بحثیں تشکیک رکھتی رہ گئیں۔

آخر میں میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں اُن متنفذین اور کتابوں کا ذکر کروں جن سے میں نے اپنے اِس

مقدمہ یا اصل کتاب میں استفادہ کیا ہے دعا کرتا ہوں کہ جو متنفذین بقید

حیات ہیں خدا اُن کو دنیا اور آخرت کی بھلائوں سے نوازے اور جو

اِس جہانِ فانی سے چلے گئے ہیں خدا اُن کی مغفرت فرمائے اور

اپنی اِس کتاب کے ناظرین سے استغناء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وز جرات بہا شکایت می کند
داوید ایتوں کی رکبا شکایت کرتی ہے؛

از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
بہرے نالہ سے مرد و عورت (سب) روتے ہیں

تا بگویم شرح درداشتیاق
تا کہ میں عشق کے درد کی تفصیل سناؤں

باز جوید روزگار وصل خوش
وہ اپنے وصل کا زمانہ پھر تلاش کرتا ہے

جفت خوشحالان مبدع حالان شرم
خوش اوقات اور بد احوال لوگوں کے ساتھ ہی

وز دروین من نہ جُست اسرار من
اور میرے اندر سے میرے رازوں کی جستجو نہ کی

لیک چشم و گوش را آن نو نیست
لیکن آنکھ اور کان کے لئے وہ نور نہیں ہے

بشنواز نے چوں حکایت می کند
بانہری سے اس کی بیان کرتی ہے

کز نیتاں تا مرا بریدہ اند
کہ جب سے مجھے بٹلی سے کاٹا ہے

سینہ خواہم شرمہ شرمہ از فراق
میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو جلائی سے پارہ پارہ ہو

ہر کسے کو دور ماند از وصل خویش
جو کوئی اپنی اصل سے دور ہو جاتا ہے

من بہر جمعیتے نالان شرم
میں ہر جمع میں رونی

ہر کسے از ظن خود شریار من
ہر شخص اپنے خیال کے مطابق میرا یار بنا

سیر من از نالہ من نو نیست
میرا راز میرے نالہ سے دور نہیں ہے

لہ تے۔ بانہری۔ کز کرا،
یہ شعر اور بعد کے پانچ شعر

بانہری کا بیان ہیں۔
نیتاں۔ بانس کا جھل

نفر۔ آہ و زاری، فریاد۔
شرمہ شرمہ۔ پارہ پارہ۔

شرح۔ تفصیل۔ اشتیاق۔
شوق، عشق۔

صل۔ وصل، میلش۔ روح،
عالم ارواح میں بانہری

بٹلی میں ٹوٹنے کی مشتاق
ہے۔ خوشحالان۔ جو لوگ

اپنی حالت سدھارے
ہوتے ہیں۔ بد حالان۔

وہ لوگ جنہوں نے دنیا سے
لوٹائی ہے۔

نالہ۔ آواز۔ سر کی جمع بمعنی
راز۔ راز۔ من یعنی میرے نالہ

کو سن کر چھپے ہوئے غم کو سمجھ
سکتا ہے۔ آن۔ لفظہ نور یا غنی

جس سے میل راز دیکھ اور
سُن سکے۔

قطرہ تارخ

انا جناب قمر سنبھلی
 سنہ ۱۳۰۰ شمس
 پتہ سجاد حسین اے عالم شمس
 آپ کے زور قلم سے زندہ ہیں کچھ مرنے
 اس زمانے میں کہ ہے اپنی زباں بے دست و پا
 قند پار سے ہیں لذت یاب اربابِ وطن
 یوں تو ہے یہ زباں کے لفظ و معنی کی ایں
 فارسی سے ہے مگر اُردو چمن اندر چمن
 مجاہد صفیاتِ سعدی کے تراجم حاشیے
 اک نئی تخلیق کا ہے اے قمر یہ سالِ طبع
 مشنویِ روم کا ہے خوب اُردو پیران
 ۶۱۹۴

روز با گرفت کو دو پاک نیست
دن اگر گزریں تو کبریا کدیں، پر دانهیں ہے

ہر کہ جز ما ہی ز آتش سیر شد
جو پھلی کے علاوہ ہے اُس کے پانی سے سیر ہوا

در نیاید حال نجات هیچ خام
کوئی ناقص، کامل کا حال نہیں معلوم کر سکتا

بادہ در جوشش گدائے خوش مات
شراب جوش میں ہمارے جوش کی محتاج ہے

بادہ از ماست شد نے مازو
شراب ہم سے مست ہوئی نہ کر ہم اس سے

بر سماع راست ہر کس حیر نیست
سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے

بند گسل باش آزاد اے لیسر
اے بیٹا! قید کو توڑ، آزاد ہو جا

گر بریزی بحرادر کوزہ
اگر تو دریا کو ایک پیالے میں ڈالے

کوزہ چشم حریصاں پرنہ شد
حریصوں کی آنکھ کا پیالہ نہ بھرا

ہر کہ جامہ ز عشقے چاک شد
جس کا جامہ عشق کی وجہ سے چاک ہوا

شاد باش اے عشق خوش سودا
خوش رہ، ہمارے اچھے جنوں والے عشق!

اے دوائے سخت و ناموس ما
اے بہا سے تکیہ اور عزت طلبی کی دوا!

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
خاک کی جسم عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہنچا

تو ہماں اے آنکہ خیر تو پاک نیست
اے وہ کہ تجھ جیسا کوئی پاک نہیں ہے، تو رہے!

ہر کہ بے روزی ست روش پر شد
جو بے روزی ہے اُس کا وقت ضائع ہوا

پس سخن کو ناہ باید و استلام
پس بات محقر چاہئے، و استلام

چرخ در گردش اسیر ہوش مات
آسمان گردش میں ہمارے ہوش کا قیدی ہے

قالب از ماست شد نے مازو
جسم، ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے دکھ ہم کی وجہ

طعمہ ہر مرغے انجیر نیست
انجیر، ہر حقیر پر ندکی خوراک نہیں ہے

چند باشی بند جسم و بند زر
سوئے، چاندی کا قیدی کب تک رہیگا؟

چند گنجی قسمت یک روزہ
کتنسا آئے گا؟ ایک دن کا حصہ

تا صدف قانع نہ شد رُدر نہ شد
جب تک سیب نے قناعت نہ کی تو قی نہ بھرا

اوز حرص عیب گلی پاک شد
وہ حرص اور عیب سے بالکل پاک ہوا

اے طبیب جملہ علمتہاتے ما
اے! ہماری ہمتاں بیمار یوں کے طبیب

اے تو افلاطون و جالینوس ما
اے کہ تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے!

کوہ در قص آمد و چالاک شد
پہاڑ ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا

لہ روز با محبوب اگر باقی ہے
قویا ہم فراق کی بربادی کی

کوئی پروا نہیں مانتی ہے
جھپٹ، مراد عاشق ہے جو دریا

عشق سے کبھی سیر نہیں ہوتا
ہے۔ دیر شدن۔ منافع نہ ہوا

در نیاید کامل عاشق کا حال
ناقص نہیں سمجھ سکتا،

کمال عشق کی باتیں عام
لوگوں کو سنانا بیکار ہے۔

ملہ بادہ۔ شراب میں جوش
کہاں جو عشق صادق میں ہے۔

آسان کی سیر و گردش مشہور
ہے لیکن عاشق صادق کی

سیر اس سے بدتر جہاں بادہ ہے
برستاع۔ عاشق اپنے منازل

کی سیر کی باتیں عوام کو سنا
تو وہ اُن کے متحمل نہیں

ہو سکتے ہیں۔ بند گسل۔
عشق میں کمال کی لہ ہے

کہ انسان ماسوا اللہ کی قید
بند سے آزاد ہو جائے۔

گر بریزی۔ دنیا کی حرص و
ہوس کی لغویت کو ظاہر کیا گیا

ہے۔ صدف۔ سیب،
بارش کا ایک قطرہ لیکر منہ

بند کر لیتا ہے تب اس میں
موتی بنتا ہے۔

ملہ ہرگز۔ جذبہ عشق سے ہی
نفسانی رذائل دور ہوتے ہیں۔

شاد باش۔ جنوں عشق سے
بہتر کوئی چیز نہیں وہی تمام

نفسانی رذائل کا معالج ہے،
تکڑا و رُپ جاہ کی بیماری اسی

سے جاتی ہے، وہی ان امراض
کا افلاطون اور جالینوس ہے۔

افلاطون۔ حکمت و فلسفہ کے
مہر و نیکار۔

مقام ازاد کو مستعمل ہوتا ہے۔ مثنوی میں خیریلار بزرگتر کچھ نتیجہ شکر یعنی عشق کی شمع اس قدر گرم۔ غم زبان کا راز بیکار ازاد ہے اور سوائے سوز و غم کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

لہ دستور نیست۔ بدن، روح کا شاد بہ نہیں رکھتا۔ نیست باو، ہے عشق تان کی موت بہتر ہے۔ آتش۔ بانسری میں سوز عشق ہے اور شراب میں جوش عشق۔ حریف۔ ہمیشہ دوست دشمن دونوں معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ پردہ راگ، حجابِ حجب۔ بانسری میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی۔ تریاق۔ تریاک، وہ دوا جو زہر کو زایل کر دیتی ہے۔ حدیث۔ قصہ بات۔ راوی پر خونِ غمنا راستہ۔ محبتوں قلعہ ماری عرب کے مشہور عاشق ہوا لقب ہے۔ دو دو۔ بانسری کا ایک نہ بانسری بجائے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہوتا ہے اس کے دوسرے منہ سے جو آواز برآمد ہوتی ہے اصل وہ بانسری بجائے والے ہی کی ہے اسی طرح جاس کے جلا کام شیت ایہودی کی وجہ سے ہیں۔ تلہ این فغان۔ بانسری کے ظاہری سوراخ سے جو فریاد برآمد ہوتی ہے وہ نفس سوراخ کی آواز ہے جو بانسری بجانے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہے۔ خندہ، نقادہ کی کلمہ دم۔ پھونک۔ ہاتے۔ دود۔ شور و غل۔ ہتیا۔ ہے کی جین سے جو تینہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ غم۔ راز داں۔ جوش۔ راز داں۔

ش ز جان جان تن مستور نیست
بدن، روح سے اور روح، بدن سے چھپی ہوئی نہیں
آتش ست ایس باگائے نیست یا
بانسری کی یہ آواز آگ ہے، جو انہیں ہے
آتش عشق ست کا ندرے فقاد
عشق کی آگ ہے جو بانسری میں لگی ہے
بمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید
بانسری جیسا زہر اور تریاق کس لئے دیکھا ہے؟
نہ حدیث راہ نیرخوں می کند
بانسری بظہر تانگ راستہ کی بات کرتی ہے
دود ہاں دار کیم گویا بمچو نے
بانسری کی طرح گویا ہم دود منہ نہ تھکتے ہیں
یک ہاں نالاں شدہ سوئے شتا
ایک منہ روتا ہوا تمہاری جانب ہے
لیکے داند ہر کہ اور انتظار ست
لیکن جسے آنکھ میسر ہے وہ جانتا ہے
دمدمہ اس ناتے از دماے اوست
اس بانسری کی آواز اسی کی بھونکوں کی وجہ ہے
محرّم ایں ہوش جز بہوش نیست
اس ہوش کا راز داں بہوش کے علاوہ کوئی نہیں ہے
گر نبودے نالہ نے راختر
بانسری کی فریاد کا اگر کوئی نتیجہ نہ ہوتا
در غم ماروز با بیک گاہ شد
ہمارے غم میں بہت سے دن ضائع ہوتے

لیکے کس را دید جان مستور نیست
لیکن کسی کے لئے روح کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے
ہر کہ ایں آتش نذر نیست باد
جس میں یہ آگ نہ ہو، وہ نیست (و نالہ) ہو
جوش عشق ست کا ندرے فقاد
عشق کا جوش ہے جو شراب میں آیا ہے
پر در پایش پردہ ماتے مادرید
اُس کے رازوں نے ہمارے دل کے پردے پھاڑنے
بمچو نے دمساز و مشاقے کہ دید
بانسری جیسا سا سخی اور عاشق کس لئے دیکھا ہے؟
قصہ ہائے عشق مجنوں می کند
مجنوں کے عشق کے قصے بیان کرتی ہے
یک ہاں نہایت در لبہا وے
ایک منہ اُس کے لبوں میں چھپا ہوا ہے
ہائے و ہوتے در فکندہ در سما
آسمان میں شور و غل مچاتے ہوتے ہے
کایں فغان ایں سر ہم زان تر
کہ اس سرے کی آہ و فریاد اُس ہی جانب کی ہے
ہائے و ہوتے روح از ہتیا اوست
روح کا شور و غل اسکی تنہیات کی وجہ سے ہے
فرزباں را مثنوی جوں گوش نیست
زبان کا خیریدار کان جیسا کوئی نہیں ہے
تے جہاں را میر نہ کرے از شکر
بانسری دنیا کو شکر سے نہ بھرتی
روز با یا سوز با ہمراہ شد
بہت سے دن سوز و غم کے ساتھ ختم ہوتے

زانکہ رنگارنگ از رخسار ممتاز نیست

اس لئے کہ رنگ اس کے چہرے سے علیحدہ نہیں ہے

پُر شعاع نور خورشید خداست

وہ خدا کے نور کے آفتاب کی شعاعوں کے برابر ہے

بعد ازاں اس نور اور ادراک کن

اس کے بعد اس نور کو حاصل کر

تا بروں آتی بکلی ز آب و گل

تاکہ تو پانی اور مٹی سے بالکل نکل آئے

بعد ازاں از شوق پاد رہ نہید

اس کے بعد شوق سے راستہ پر چلو

آئینہ ات دانی چراغ غماز نیست

تو جانتا ہے تیرا آئینہ غماز کیوں نہیں ہے؟

آئینہ کنز رنگ و الیش جداست

وہ آئینہ جو رنگ اور میل سے دور ہے

رَو، تو زنگار از رخ او پاک کن

جا، اس کے رخ سے زنگ کو صاف کر

اس حقیقت را شنو از گوش دل

اس حقیقت کو دل کے کان سے سن

فہم گر دارید جاں را رہ دہید

اگر سمجھ رکھتے ہو تو روح کو راستہ دو

حکایت عاشق شدن بادشاہ بر کینک و خریدن او

حکایت - بادشاہ کا لونڈی پر عاشق ہونا اور اس کا اس لونڈی کو

آں کینک را و بیمار شدن کینک و درمان بیماری او

خریدنا اور لونڈی کا بیمار ہونا اور اس کی بیماری کا علاج

خود حقیقت نقہ حال تا آن

وہ خود ہمارے موجودہ حال کی حقیقت ہے

ہم ز دنیا ہم ز عقبی بر خوریم

ہم دنیا سے بھی اور عقبی سے بھی پہل کھائیں

ملکت دنیا بودش و ہم ملکے یں

(جس کی حکومت) ملک دنیا پر بھی تھی اور ملکے یں بھی

با خواص خویش از بہر شکار

اپنے خواص کے ساتھ شکار کے لئے

ناگہاں در ام عشق اوصی گشت

اچانک وہ عشق کے حال میں شکار ہو گیا

شہ غلام آں کینک جان شاہ

بادشاہ کی جان اس لونڈی کی غلام بن گئی

اے دوستو! اس نقہ کو سنو

نقہ حال خویش را گرے بریم

اگر ہم اپنی موجودہ حالت کا سراغ لگائیں

بود شاہ در زمانے پیش از یں

اب سے پہلے زمانے میں، ایک بادشاہ تھا

اتفاقا شاہ رونے شد سوار

اتفاقاً! ایک دن بادشاہ سوار ہوا

بہر صید می شد او بہر وہود شد

پہاڑ اور جنگل میں وہ شکار کیلئے پھر رہا تھا

یک کینک دید او بر شاہ راہ

اس نے راستہ پر ایک لونڈی دیکھی

لہ آئینہ کنز رنگ : معنی

قلب پر تجلیات رب کا

ظہور ہوتا ہے۔ آئینہ و گل۔

یعنی مادی جسم۔ فہم گردا فہم

انسان کو پہلے روح کی

ترسیت کرنی چاہئے اگلے بعد

راہ عشق پر گامزن ہو۔

لہ نقہ حال - فی الحال،

یعنی ہمیں روح کے امراض

کے ازالہ کے لئے ایک

ایسے ہی طبیب کی ضرورت

ہے جیسا کہ لونڈی کا

معالجہ تھا۔ بہر خوریم۔ بڑ

سچل یعنی اگر ہم اپنی اصلاح

کریں گے تو دنیا اور آخرت

کے فائدے سے بہرہ اندوز

ہو سکیں گے۔

لہ ملک دنیا۔ یعنی وہ

دنیا کی دولت کا مالک تھا

اور نیک اعمال بھی تھا۔

خواص خاصہ کی جمع،

خوشگوار، نوکر جاکر۔ قیدی

شکار۔ صید شدن - عاشق

ہو جانا۔ شاہ راہ - عام راستہ

لے زیر و بم - نیچا، اونچا سُر
 بانسری کے سروں میں وحدۂ
 الوجود کا راز پوشیدہ ہے۔
 اگر اس مسئلہ کو واضح کیا
 جائے گا تو عوام نہ سمجھیں گے
 اور گڑبڑ پھیلے گی۔ دو آب
 یعنی زیر و بم - دمساز یا ر
 دوست - جفتے - جفت ہونے
 نوا - ساز و سامان -
 تلے سرگزشت - بلبل،
 موسم بہار میں اپنے چھوٹوں
 میں اپنے عشق کی داستان
 سناتی ہے، موسم خزاں
 موسمِ فراق ہے اُس میں
 خاموش ہو جاتی ہے۔ آرز
 غلاب - فراق میں ہوتے
 یا رہی تلی کا سبب ہوتی
 ہے۔ جلد - فلا کا ایک ہی
 وجود ہے جو تمام کائنات
 میں موجود ہے، ممکن کا
 وجود اس کا محض ایک۔
 پردہ ہے۔ چوں نہ باشد
 رحمتِ خلدندی جبکہ بندہ
 کے شامل حال نہ ہو تو وہ بندہ
 بے بال و پر کا پرندہ ہے۔
 تلے کندہ وہ رستی جس سے
 شکار بچا سنا جاتا ہے یعنی
 اُس کا عشق ہمارے لئے
 کنہ کا کام کرتا ہے۔ من تپہ۔
 جب تک نور خداوندی
 شامل حال نہ ہو انسان پر نور
 ہے۔ عشق خواہد عشق
 خداوندی کا اتقا صناعہ کہ
 ہر قلب پر اس کی تجلی ہوگی
 رنگ آلود دل کو تجلی کو قبول
 نہیں کرتا۔ غماز - وہ آئینہ
 جہیں عکس پڑتا ہو۔

عشق جان طور آمد عاشقا

اے عاشق! عشقِ طور کی جان بنا

سیرِ نہیانِ ست اندر زیر و بم

زیر و بم میں راز چھپا ہوا ہے

آنچہ نے می گوید اندر این دیاب

ان دونوں معاملوں میں بانسری جو کچھ کہتی ہے

بالب دمساز خود گر حفتے

اگر میں اپنے یار کے ہونٹ سے تلا ہوا ہوتا

سہر کہ آواز ہم زبانی شد جدا

جو شخص دوست سے جدا ہوا

چونکہ گل رفت و گلستان گشت

جب بھول ختم ہوا اور باغِ جانا تار ہوا

چونکہ گل رفت و گلستان شخراب

جب بھول ختم ہوا اور باغِ ویران ہو گیا

جملہ معشوقِ ست عاشقِ پردہ

تمام کائنات معشوق ہے اور عاشقِ پردہ ہے

چوں نہ باشد عشقِ ایروائے او

جب عشق کو اُس کی پروا نہ ہو

پیر و بال ماکند عشقِ اوست

ہمارے بال و پر اُس کے عشق کی کندہ ہیں

من چہ گویم ہوش دارم پیش و پس

میں کیا کہوں کہ میں آگے پیچھے کا ہوش رکھتا ہوں

نور او در بین و بیرون و تحت و فوق

اُس کا نور دائیں بائیں - نیچے، اوپر ہے

عشق خواہد کایں سخنِ ہر وں رود

عشق چاہتا ہے کہ یہ بات ظاہر ہو

طور مست و خرموسی ضعیفا

طور مست بنا اور موسیٰ ہمیشہ ہموگرے

فاش اگر گویم جہاں بر ہم زخم

صاف صاف بیان کروں تو دنیا کو دہم بر ہم زخم

گر گویم من جہاں گرد و خراب

اگر میں بیان کروں دنیا تباہ ہو جائے

ہمچو نے من گفتیہا گفتے

بانسری کی طرح کہنے کی باتیں کہتا

بے نوا شد گر میر دار و صد نوا

بے سہارا بنا، خواہ شہسبازے رکے

نشوی زیں پس ز بلبل سرگشت

اس کے بعد تو بلبل کی سرگزشت نہ نیچا

بے گل را از کہ جویم از گل آب

بھول کی خوشبو کس میں تلاش کروں رقیق گل آب

زندہ معشوقِ ست عاشقِ مردہ

معشوقِ زندہ ہے اور عاشقِ مردہ ہے

او چو مرغی ماند بے پروائے او

وہ بے پروا کے پرندے کی طرح ہے اُس پر افسوس ہے

مؤکشانش می کشد اکوئے دست

اُس کے بال کھینچتی ہوتی اس کو دوست کے ہونٹ لگا دیتی ہے

چو ش باشد نور ایم ہم نفس

جب کہ میرے دوست کا نور ساقی ہو

بر سر و برگِ درختمِ جوں تاج و طوق

تاج، او طوق کی طرح میرے سر اور گردن میں ہے

آئینہ غماز نبود جوں بود

نیرا آئینہ غماز نہ ہو تو کیوں کہ جو - ۹

آں کنیزک از مرض چوں گموشد
وہ لوندی مرض کی وجہ سے بال جیسی ہو گئی
چوں فضا آید طبیب ابلہ شود
جب موت آتی ہے طبیب بیوقوف ہو جاتا ہے
از قضا سرنگیں صفا افزود
تقدیر سے سنجین لے صفا بڑھایا
از علیہ قبض شد اطلاق رفت
ہیٹے قبض ہو گیا، دست ختم ہوئے
سستی دل شد افزون و خواب کم
دل کی سستی بڑھ گئی، نیند کم ہو گئی
شربت وادوبہ و اسباب او
شربت اور دواؤں اور اس کے اسباب نے

چشم شاہ از اشک خوں چوں گموشد
بادشاہ کی آنکھ خون کے آنسو سے نہر کی طرح ہو گئی
آں در واد نفع خود گمہ شود
وہ دوا اپنا نفع پہنچانے میں گمراہ ہو جاتی ہے
روغن بادام خشکی مے نمود
روغن بادام خشکی بڑھاتا تھا
آب آنش را مدد شد بھو نفست
پانی، برہٹے کے تیل کی طرح آگ کی مدد بن گیا
سوزش چشم دل پر درد و غم
آنکھوں میں جلن اور دل درد و غم سے بھر گیا
از طبیبان بُرد یکسر آب رو
طبیعوں کی آبرو بالکل ختم کر دی

عاجز شدن طبیبان از معالجات کنیزک ظاہر شدن

طبیعوں کا علاج سے عاجز آ جانا اور بادشاہ کو معلوم ہو جانا
بر بادشاہ ورو آوردن او بر گاہ بادشاہ حقیقی
اور حقیقی بادشاہ کی طرف اس کا رخ کرنا

شہ چوں عجز آں طبیبان را بدید
بادشاہ نے جب طبیعوں کی لیے بی بھی
رفت در مسجد سے تے محراب شد
مسجد میں گیا، محراب کی جانب ہوا
چوں بخویش آمد ز غراب فنا
جب وہ فنا کی گہرائی سے ٹکرا آپے میں آیا
کاے کمینہ بخشش ملک جهان
ایہ! وہ کہ دنیا کی سلطنت تیری ہوئی بخشش
حال ما و اس طبیبان سر بسیر
ہمارا اور ان طبیعوں کا حال سب سب

پا برہنہ جانب مسجد دوید
ٹنگے پاؤں مسجد کی جانب بھاگا
سہیہ گاہ از اشک شاہ ہر آب شد
بادشاہ کے آنسوؤں سے سجڑے کی جگہ نہر ہو گئی
خوش زباں بکشا در مدح و ثنا
مدح و ثنا میں خوب زبان کھولی
من چگویم چوں تو می دانی نہاں
میں کیا کہوں؟ تو خود پوشیدہ بات جانتا ہے
پیش لطف عام تو باشد ہر
تیری عام مہربانی کے سامنے بیکار ہے

لہ موتے۔ بال۔ جوئے۔
نہر۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گمہ۔
منزل مقصود کے خلاف
چلنے والا یعنی روانے اپنا
فائدہ نہ دیا۔ سرنگیں برک
اور انکبیں بمعنی شہر سے
ملکہ بنتا ہے اسی کو سنجین
سبھی کہتے ہیں۔ صقرا۔
بدن کی ایک خلط ہے،
سنجین کا خاصہ صفا کو
کم کرنا ہے لیکن اس نے
اور بڑھا دیا، روغن بادام
تری پیدا کرتا ہے لیکن
اس نے خشکی پیدا کر دی۔
لہ علیہ۔ ہیٹے، یہ قبض کشا
ہے لیکن اس نے قبض
پیدا کر دیا اور سہولت
قضا۔ حاجت ہونی بند
ہو گئی۔ نفست۔ ہٹی کے
تیل کی طرح کا ایک مادہ
ہے جو بہت جلد آگ

پکڑ لیتا ہے۔
لہ سستی دل یعنی طبیعوں
کے علاج سے امراض میں
اور اضنا نہ ہو گا۔ اسباب۔
یعنی مرض کی تشخیص۔
جویش آمدن۔ پیش پہل نا۔
غراق۔ پانی کی گہرائی۔ فنا۔
محویت، بے خودی۔
کینہ۔ ادنیٰ۔ ہر۔ بیکار۔

لے بر خور دار شدن غناء
استحسانا۔ پالانہ درہ گزاجو
گردھے کی کر پر بیٹھنے کے
لئے کسا جاتا ہے۔ ربودن۔

اچک لینا یعنی اس دنیا
میں پوری کامیابی حاصل
نہیں ہوتی، بادشاہ نے
لوٹری خرید لیکن اسکی
بیماری کو دیکھ کر اسے
لطف اندوز نہ ہو سکا۔

ہرود۔ معشوق کی موت
عاشق کی موت ہے۔

سہل۔ آسان، ناچیز، دران
علاج۔ در۔ موتی۔ مرجان
موزک۔

لے گزاد اور دن۔ جمع کرنا
آئنازی۔ شرکت یعنی باہمی
مشورے سے علاج کریں گے
میخ۔ حضرت عیسیٰ کا میخ
ستھا کڈان کے پھونکا۔

مارنے سے مرض اچھا
ہو جاتا تھا۔ عالم۔ جہان
آلم۔ درد۔ خدا خواہ۔

انشاء اللہ کا ترجمہ ہے۔
بظہر تکبر مخیر۔ کمزوری،
بے بسی۔

لے۔ استثناء انشاء اللہ کہنا،
یعنی محض زبان سے انشاء اللہ
کہنا کوئی خاص معنی انہیں

دکھتا دل میں یقین ہونا
چاہئے کہ ہر کام اللہ کی
مشیت سے ہے۔ اگر دل کا

یہ عقیدہ چلتا ہے تو زبان
سے نہ کہتے ہیں کبھی کوئی مضامین
نہیں ہے۔ ریح۔ مرض،

تکلیف۔ ناروا۔ یعنی مقصد
پورا نہ ہوا۔

مُرخ جانش در نفس چون سلطین
اُس کی جان کا پرندہ جب پچرے میں تڑپا

چوں خرید اور اور بر خور دار شد
جب اُس نے اُس کو خرید لیا اور کامیاب ہو گیا

آں یکے خرداشت پالانش نہ بود
ایک شخص کے پاس گدھا تھا اُس کا پالانہ تھا

کوزہ بودش آب می نامد بہرست
اُس کے پاس پیالہ تھا، پانی ہاتھ نہ آیا

شہ طیبیان جمع کرد از چپے راست
دائیں، بائیں سے بادشاہ نے طیبیوں کو جمع کیا

جان من سہل ست و جان جاگم او
میری جان معمولی ہے، میری جان کی جان وہ ہے

ہر کہ در ماں کرد مر جان مرا
جس نے میری جان کا علاج کر دیا

جملہ گفتندش کہ جان بازی کنیم
سب نے کہا، ہم جان لڑا دیں گے

ہر یکے از ما بسج عالم ست
ہم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے

گر خدا خواہ نہ گفتند از کبطر
تکبر کی وجہ سے، انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا

نترگ استنامردم قسوتے ست
انشاء اللہ نہ کہنے سے میری مراد، سیدہ دلی ہے

اے بساں اور وہ استنا بگفت
بہت سے لوگوں نے انشاء اللہ کہے بغیر بات کہی ہے

ہر چہ کردند از علاج و از دوا
جس قدر کبھی انھوں نے علاج اور دوا کی

داد مال و آں کنیزک را خرید
مال دیا اور اُس لوٹری کو خرید لیا

آں کنیزک از قضا بیمار شد
وہ لوٹری تقدیر سے بیمار ہو گئی

یافت پالان گرگ خردار در ربود
اُس نے پالانہ پایا تو، گدھے کو بیٹھنے لے گیا

آب را چوں یافت خود کوزہ شکست
جب پانی پایا خود پیالہ ٹوٹ گیا

گفت جان ہر دو در دست شما
کہا، دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے

در منڈختہ ام در مانم او ست
میں دیکھی اور زخمی ہوں میرا علاج وہ ہے

بر د گنج در و مر جان مرا
وہ میرے موتی اور موتی کے کاغزانے لے گیا

فہم کردار کیم و آئنازی کنیم
خوب غور کریں گے اور بے فکر کریں گے

ہر اہم را در کف ما مرجم ست
ہمارے پاس ہر درد کا مرجم ہے

پس خدا بنمود شاں عجز بشر
تو خدا نے انسان کی مجبوری اُن پر واضح کر دی

نہیں گفتند کہ عارض حالتے ست
یہ بھی نہیں کہنا چاہئے کہ نہ تکہ ایک عارضی حالت ہے

جان او با جان استناست حقیقت
لیکن اُن کی جان، انشاء اللہ کی طرح کے ساتھ ہے

گشت رنج افزون حاجت ناوا
مرض بڑھا اور مقصد لا حاصل رہا

برخیائے صلح شان جنگِ شان
اُن کی صلح اور لڑائی خیال کے مطابق ہوتی ہے

اُس خیالات کے دامِ اولیا بست
وہ خیالات، جو اولیاء کے لئے مجال ہیں

اُس خیالے راشہ در خواب دید
وہ خیال جو بادشاہ نے خواب میں دیکھا

نورِ حق ظاہر لود اندر ولی
ولی میں اللہ کا نور ظاہر ہو نہا ہے

اُس ولی حق جو بیدار شد در دور
وہ اللہ کا ولی جب دور سے نظر آیا

شہ سجاء جاباں در پیش رفت
بادشاہ، درباروں کی بجائے آگے بڑھا

ضیف غیبی را چو استقبال کرد
غیبی مہمان کا جب استقبال کیا

ہر دو بحرِ آشنا آموختہ
دونوں سمندری، تیرنا سیکھ ہوئے

اُس یکے لب تشہ وان دیگر جواب
ایک پیاسا اور دوسرا پانی جیسا

گفت معشوقم تو بودستی نہ اُس
اُس نے کہا، میرا معشوق تو تھکانہ وہ

اے قمر! تو مصطفیٰ امین چوں عثر
اے نور! تو مصطفیٰ امین، میں عنقریب طرح ہوں

وزخیالے فخر شان و ننگِ شان
اُن کا فخر اور ذلت خیال ہی سے ہے

عکس مہ و یان بستان خداست
خدا کے باغ کے حسینوں کا عکس ہیں

در سنج مہاں ہمی آمد پدید
مہمان کے چہرے پر ظاہر ہوا

نیک ہیں باشی اگر اہل دلی
اگر تو صاحبِ دل ہے، اچھی طرح دیکھ لگا

از سرِ پائش ہمی می سخت لور
اُس کے سراپا سے نور برستا تھا

پیش آں مہمان غیم خویش رفت
اپنے غیبی مہمان کے سامنے آیا

چوں شکر گوئی کی سوست او بُور
گویا شکر، گلاب کی پتی سے پیوست ہوئی

ہر دو جاباں بید و خن بر دوختہ
دونوں جانیں بلائے، بسی ہوئی

اُس یکے مخمور و ان دیگر شراب
ایک مست، دوسرا شراب

لیک کاراز کار خیز در جہاں
لیکن اس دنیا میں کام سے کام نکلتا ہے

از برائے خدمت بندِ مہم کمر
تیری خدمتگاری کے لئے میں کمر بستہ ہوں

درخواستن توفیق رعایتِ ادب و خامتِ ادبی
رعایتِ ادب کی خواہش اور بے ادبی کی خواہش

بے ادب محروم ماند از فضلِ تو
بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہا۔

از خدا جو توفیقِ ادب
ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں

لہ ننگ۔ ذلت۔ خیالاتیکہ
اولیاء اللہ کے خیالات

علوم باری کا پر تو ہیں
لہذا وہ قائم اور ثابت

ہیں۔ نور حق۔ اللہ کے
ولی کو نور سے پہچاننا

ہے۔ اہل دلی۔ بادشاہ
بھی اہل دل تھا لہذا

اُس نے پہچان لیا۔
لہ حاجبان۔ حاجب

کی جمع، دربان۔ ضیف
مہمان۔ دور۔ گلاب کا

سپہوں۔ بحر۔ سمندری
آشنا۔ تیرا۔ ہر دو۔

بہنی دونوں ایک خیال
دو قالب ہو گئے۔ اُس کے

دونوں کے استخوانِ بیان
ہے۔ کاراز کار۔ نو بڑی کا

عشق اس غیبی مہمان کی
ملاقات کا سبب بنا۔

لہ اے مہمان یعنی میں تیرا
ایسا ہی خدمت گزار ہوں

جس طرح حضرت عمر رضی اللہ
عنا عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے تھے۔ توفیقِ ادب۔
مشہور ہے بآداب باغیب

بے ادب بے نصیب۔
دخاست۔ نحوست۔

بے ادب، گنہگار، عالم
کی تباہی کا سبب ہوتا

ہے۔

ملہ بکرہ گیر پہلی غلطی یہ
 جونی کہ طینوں پر بکھروسہ
 کیا دوسری یہ ہے کہ تجھ
 غلام الغیوب کو حال سنار
 ہوں۔ بکت۔ خدائے فرمایا
 دواؤ عونیٰ تیرے کچھ
 مجھ سے دعا مانگو میں پوری
 کروں گا۔ روئے نمودن۔ ظاہر
 ہونا۔ مژدہ۔ خوشخبری۔
 حاجات کی جمع۔
 غریب۔ اجنبی، مسافر۔
 زماست۔ یعنی رہ ہمارا
 بھیجا ہوا ہے۔ حاذق۔
 ماہر، تجربہ کار۔ کوکہ او۔
 سچ مطلق۔ مکمل حادو۔
 گشتہ مملوک۔ لوندی کے
 غم میں غلاموں کی طرح مجبور
 شخص تھا اب یہ خوشخبری
 سکر شاہوں کی طرح غم سے
 آزاد ہو گیا۔ وعدہ گاہ۔
 وعدہ کا وقت۔ آخر سوز
 سورج کے نکلنے سے تارے
 روپوش ہو جاتے ہیں۔
 منظر۔ درجہ جھروکہ
 منتظر۔ انتظار کرتے والا۔
 ستر۔ راز، مجید۔ مایہ۔
 پوچھی۔ پرمایہ یعنی معرفت
 علوم سے بھر ہوا۔ ہمال
 چونکہ وہ شخص عبادت اور
 ریاضت کی وجہ سے نحیف
 ولاغ تھا یا وہ عید کے چاند
 کی طرح تھا۔ خیال۔ کبھی
 موجود ہوتا ہے کبھی معوم۔
 وٹش۔ مانند۔ جہاں۔ دنیا کا
 وجود کبھی محض خیالی ہے۔

اے ہمیشہ حاجت مارا پناہ
 اے! وہ کہ ہمیشہ ہماری حاجت کی پناہ ہے
 ایک گفتی گری می دانم ہر ت
 لیکن تو نے کہا ہے، اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں
 چوں براورد از میان جان خروش
 جب اس نے تیرے دل سے فریاد کی
 در میان گریہ خواہش در ر بود
 روتے روتے اس کو نیت نہ گئی
 گفت اے شہ مژدہ حاجات رواست
 بولے، اے بادشاہ! اشارت ہے تیری حاجتیں پوری
 چونکہ آید او حکیم حاذق ست
 جب وہ آئے تو ماہر طبیب ہے
 در علاجش سحر مطلق را بین
 اس کے علاج میں پورا حباد دیکھنا
 خفنه بود ایں خواب پیدا گاہ شد
 وہ سویا ہوا تھا، یہ خواب دیکھا جاگ اٹھا
 چوں رسید آں وعدہ گاہ و ر شد
 جب وعدہ کا وقت آگیا اور دن ہو گیا
 بود اندر منظر شہ منتظر
 بادشاہ جھروکہ میں منتظر تھا
 دید شخصے کا ملے پرمایہ
 اس نے ایک شخص، کامل، پرمہر دیکھا
 می رسید از دور مانند ریلال
 دور سے، چاند جیسا آ رہا تھا
 نیست وٹش باشد خیال اندر
 دنیا میں خیال، معروم کی طرح ہوتا ہے

بار دیگر ما غلط کردیم راہ
 راستہ سے ہم پھر بھٹک گئے
 زود ہم پیدا کنش بر ظاہر ت
 تو بھی جلد اس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق جان
 اندر آمد بحر بخشایش بجوش
 اس کی بخشش کا دریا جوش میں آگیا
 دید در خواب او کہ پرے رونمود
 اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ظاہر ہو
 گر غریبے آمدت فردا زماست
 اگر کل کو کوئی اجنبی شخص آئے تو وہ ہماری طرف ہے
 صادقش دل کو ایں صادق ست
 اس کو سچا ماننا، وہ سچا اور اماندار ہے
 در مزاجش قدرت حق را بین
 اس کے مزاج میں خدا کی قدرت دیکھنا
 گشتہ مملوک کینزک شاہ شد
 لوندی کا غلام، بادشاہ بن گیا
 آفتاب از شرق اختر سوز شد
 سورج مشرق سے، ستاروں کو ختم کرینا ہو گیا
 تا بہ بیند آنچه نمودند سر
 تاکہ اس بھیہ کو دیکھ لے جو اس پر ظاہر کیا ہے
 آفتابے در میان سایہ
 جو اندھیرے میں سورج تھا
 نیست بود و ہست شکل خیال
 معدوم اور موجود تھا خیال کی طرح
 تو جہانے بر خیالے میں واں
 تو دنیا کو بھی خیال کی طرح چلتی پھرتی چیز سمجھ

ہر گز بے باکی کُن در راہ دوست
جو شخص دوست کے راستہ میں بے باکی کرتا ہے
از ادب پر نو گشت است این فلک
یہ آسمان ادب سے پُر نور بننا
بدر گستاخی کسوف آفتاب
سورج گرہن گستاخی کی وجہ سے مٹتا
ہر گز گستاخی کُن اندر طریق
(ساوک کے) راستہ میں جو گستاخی کرتا ہے
حال شاہ و میہماں بر گوتہام
بادشاہ اور مہمان کا پورا حال کہہ

رہزن مرداں شد و نامرداؤست
مردوں کا رہزن بنا اور وہ نامرد ہے
وز ادب معصوم و پاک مہر ملک
ادب اور ادب ہی سے فرشتے معصوم اور پاک ہوئے
شد غراز لیے ز جرات رد باب
شیطان گستاخی کی وجہ سے مردود یا گناہ ہوا
گرداندر وادی حیرت غریق
حیرت کی وادی میں ڈوب جاتا ہے
زانکہ پایا نے نذر ایں کلام
اس لئے کہ اُس کلام کی انتہا نہیں ہے

ملاقات بادشاہ باطیب الہی کہ درخواست
اُس خدائی طبیب سے بادشاہ کی ملاقات جس کو اُس نے خواب میں دیکھا تھا
دیدہ بود و بشارت بقدر و اودادہ شد
اور اُس کی تشریف آوری کی اُس کو خبر دیجی سہی

شہ چو پیش میہماں خوش رفت
بادشاہ جب اپنے مہمان کے سامنے گیا
دست بکشاد و کنالانش گرفت
ہاتھ پھیلائے، اور اُس سے معاف کیا
دست میہمائیش بوسیدن گرفت
اُس کے ہاتھ اور پیشانی چومنا شروع کی
پُرس پرساں میکشیش تا بصر
پوچھنے پوچھتے اُس کو صدر تک لجا باقتا
صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت
صبر، کڑوا ہوتا ہے لیکن بالآخر
گفت اے لوح حق و دفع حرج
اُسے کہا، اے اللہ کے نواز و رنگی کو دور کر دیا

شاہ بود و لیک بس روش رفت
بادشاہ تھا لیکن مکمل فقیر بن کے گیا
ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت
عشق کی طرح اُس کو دل اور جان میں لیا
وز مقام و راہ پُرسیدن گرفت
مقام اور راستہ کا حال پوچھنا شروع کیا
گفت گنجے یافتہ اما بہ صبر
بولاء مجھے خزانہ مل گیا، لیکن صبر سے
میوۃ شیریں دہد پر منفعت
میٹھا، اور مفید کھیل دیتا ہے
معنی الصبر مفتاح الفرج
”صبر کشادگی کی کنجی ہے“ کے مصدر!

لے ہو کہ۔ احکام خداوندی
میں بے باکی دوسروں کی
تباہی کا سبب بنتی ہے۔
ابن فلک۔ آسمان نے
اطاعت کی، چاند اور
سورج سے منور ہوا۔
فرشتوں نے آدم کے
خلیفہ بنائے جانے پر
اطاعت کی، معصوم اور
پاک قرار دئے گئے۔
گستاخی۔ بدکاروں کو
ڈرانے کے لئے سورج
گرہن ہوتا ہے۔ عزازیل۔
شیطان نے آدم کو سجدہ
نہ کر کے نافرمانی کی، مردود
ہو گیا۔

لے طریق۔ مدارج تصوف
طے کر لیا راستہ۔ ایں کلام
یعنی ادب کی فضیلتیں اور
بے ادبی کی برائیاں۔ کنالانش۔
کنار کی جمع بمعنی بغل آتش ہے
دونوں مصرعوں میں مہمان
مراد ہے۔ مقام۔ مہمان سے
وطن اور راستہ کے حالات
معلوم کئے جاتے ہیں۔ گنج۔
یعنی طبیب الہی۔
لے عاقبت۔ انجام کار۔
منفعت۔ فائدہ۔ سعادت
نے کہا ہے صبر تلخ است و گین
بر شیرین دارد۔ دفع۔
سمجھنی دفع حرج۔ تنگی۔
مفتاح۔ کنجی۔ فوج۔ کشادگی۔

آفتاب افق کی جمع ہے، آسمان
سکانِ نادرِ مرامِ تمام عالم ہے۔
مائدہ۔ دستِ خوان۔ میزِ راز۔
خدیجہ یارِ بیخِ فوخت۔ پیتر
لہسن۔ مجلسِ مسودِ حضرت
موسیٰ علی قوم بنی اسرائیل
کے پاس قادی طریقہ پر
منہ جو ترخین کی طرح کی
ایک چیز تھی اور سلوی
جو بیڑی کی طرح کا پرندہ تھا
سپر پنا تھا لیکن انہوں
نے بے ادبی سے لہسن اور
مسور کی خواہش کرنی
شروع کر دی۔

عشقِ قطع۔ بندہ زرع۔
کھیتی۔ بیل۔ کچا وڑا،
گردل۔ واسماں۔ دلہنٹی۔
شفاعت۔ سفارش۔
غنیمت۔ یعنی من و سلوی۔
طبق۔ طباق، بعض حضرات
نے طبق بمعنی مطابقت
کر کے ترجمہ کیا ہے کہ اللہ
نے خوان اور مال غنیمت
بھیجا حضرت عیسیٰ کی
سفارش کے مطابق،
طبق زمین کے معنی میں
بھی آتا ہے اگر یہ معنی
ملاوے تو ترجمہ ہو گا خوان
اور مال غنیمت زمین پر
بھیجا۔ انزل علیک حضرت
عیسیٰ کی دعا ہے۔ رُک۔
بجا ہوا گھانا۔

سلا لایہ۔ خوشامد۔ دائم
ہمیشہ باقی رہنے والا۔
درِ رحمت۔ یعنی مائدہ کا ارتقا
فراز۔ کھانا، بندہ ہونا۔ ایزناہ
انسانی لٹائوں سے خدا کی
رحمتیں منقطع ہو جاتی ہیں اور

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بے ادب نے صرف اپنے آپ کو خواب کیا

مائدہ از آسماں در می رسید

خوان، آسمان سے پہونچتا تھا

در میان قوم موسیٰ چند کس

موسیٰ کی قوم میں سے چند اشخاص

منقطع شد خوان و ناں از آسماں

آسمان سے خوان اور روٹی بند ہو گئی

باز عیسیٰ جوں شفاعت کرد حق

سپر عیسیٰ نے جب سفارش کی، اللہ نے

مائدہ از آسماں شد عائدہ

خوان آسمان سے لوٹنے والا ہوا

باز گستاخاں ادب بگذاشتند

پھر گستاخوں نے ادب چھوڑا

کرد عیسیٰ لایہ ایشاں را کہ اس

عیسیٰ نے اُن کی خوشامدی کہ یہ

بدگمانی کردن و حرص آوری

بدگمانی اور لالچ کرنا

ز اس گرد و بان نادرہ زاز

اُن فیر صورت، لالچ کے نڈیوں کی وجہ سے

نان و خوان از آسماں شد منقطع

آسمان سے من و سلوی بند ہو گیا

ایر نایار پیئے منع ز کات

رکوة زدینے کی وجہ سے ایر نہیں آتا ہے

ہر چه آید بر تواز ظلمات غم

ہر چه جو غم کی اندھیریاں آتی ہیں

بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

بلکہ اُس نے تمام اطراف میں آگ لگا دی

بے شراو مع و بے گفت و شنید

بفر خریدے اور بیچے، اور لیکے

بے ادب گفتند کہ سیر و عُدس

بے ادب نے کہا لہسن اور مسور کہاں ہے؟

ماند بچ زر رع و بیل و داسماں

کھیتی اور گردل اور درختی کا کھدائی و گیا

خوان فرستاد و غنیمت بر طبق

خوان اور طباق میں مال غنیمت بھیجا

چونکہ گفت انزل علیک مائدہ

چونکہ اُس نے "اتار ہم پر خوان" کہا

جوں گدایاں رُکے با بر داشتند

فیروں کی طرح سہ بچا کھیا اٹھا رکھا

دائم ست و کم نہ کرد از میں

مستقل ہے، اور زمین سے غائب نہ ہو گا

کفر باشد پیش خوان رہتری

شاہی دستِ خوان پر ناخگی ہوتی ہے

آں در رحمت بر ایشاں شد فراز

وہ رحمت کا دروازہ اُن پر بند ہو گیا

بعد از ان اس خوان نشکست منتفع

اُس کے بعد اس دستِ خوان سے کوئی فائدہ نہ ہوا

وز زنا افتد و باندر حرات

اور زنا کاری سے اطراف میں وبا پھیلی ہے

آں نے بے باکی و گستاخی ست ہم

وہ بے باکی اور گستاخی کی وجہ سے بھی ہیں

عاشقی پیدا است از زاری دل

دل کی بیماری سے عاشقی ظاہر ہے

علت عاشق ز علت ہا جا است

عاشق کی بیماری، بیمار یوں سے جیسا ہے

عاشقی گریز سر و گریز است

عاشقی خواہ ادھر کی خواہ ادھر کی ہے

ہر چہ گویم عشق ر شرح و بیان

میں عشق کی تشریح اور بیان جو کچھ کرتا ہوں

گر چہ تفسیر ز باں روشن گشت

اگرچہ زبان کی تشریح روشنی ڈالنے والی ہے

چون قلم اندر نوشتن می شست

جب قلم لکھنے میں مصروف سنتھا

چون سخن در وصف اہل کسبید

جب اس حالت کے بیان کی بات آئی

عقل در شمش چو در درکن محفت

عقل، اُس کی شرح میں جتنی نہیں چھنے کہ کھ کی طرح ہو

آفتاب آمد دلیل آفتاب

آفتاب کی دلیل، خود آفتاب بنا

از مے ار سایہ نشانے می دہد

سایہ، اگر اُس کا پتہ دیتا ہے

سایہ جواب آرد تیرا بچوں سمر

سایہ، قصہ گوئی کی طرح مجھے سلانا ہے

خود غریبہ در جہاں چوں شمسیت

دنیا میں سورج جیسا کوئی مسافر نہیں ہے

شمس رخاں اگر چہ بہت فرد

سورج، اگرچہ خارج میں ایک ہی ہے

نیست بیماری چو بیماری دل

دل کی بیماری جیسی کوئی بیماری نہیں ہے

عشق اصطرلاب اسرار خدا

عشق، خدا کے مجیدوں کا اصطرلاب ہے

عاقبت مارا بدن شمع بہت

بالآخر، اُس شاہ تک ہماری راہ سنا ہے

چون بعشق آیم خجل باشم از ان

جب عشق میں پڑتا ہوں اُس سے شرمزد ہوتا ہوں

لیک عشق بے زبان روشن گشت

لیکن بے زبان عشق، زیادہ روشن ہے

چون بعشق آیم قلم بر خود شکست

جب عشق پر پہنچتا ہوں خود شکست

ہم قلم لشکست و ہم کاغذ درید

قلم ٹوٹ گیا، اور کاغذ بھی پھٹ گیا

شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت

عشق اور عاشقی کی شرح بھی عشق نے ہی کی ہے

گردلیلت باید از مے و متاب

اگر تجھے دلیل درکار ہے تو اُس مے نہ موڑ

شمس ہر دم نور جانے می دہد

سورج، ہر وقت جان کو نور دیتا ہے

چون بر آید شمس الشفق القم

سورج جب سکھتا ہے چاند شفق ہو جاتا ہے

شمس جاں باقیست کو را نیست

سورج کا سورج باقی ہے جس کے لیے کمال گذشتہ نہیں ہے

مثل او ہم میتواں تصویر کرد

اُس جیسا بھی تصویر کیا جاسکتا ہے

لہ زاری دل۔ دل کی بیماری

عشق کی علامت ہے یعنی طیب

سبحیہ گیکر لونیڈی مرض عشق

میں مبتلا ہے۔ علت۔ مرض

اصطرلاب۔ ایک آلہ ہے

جس سے ستاروں کی گردش

آفتاب کی بلندی معلوم

کیجاتی ہے۔ متر۔ جانب۔

اتن سر۔ یعنی عشق مجازی

اٹن سر۔ یعنی عشق حقیقی،

عشق مجازی، عشق حقیقی

کا درجہ بتاتا ہے۔ مولانا

جامی نے فرمایا ہے۔ شعر

مثاب از عشق روگرہ مجازی

کہ اُس بہر حقیقت کا سراسر

ہرچہ۔ عشق کی حقیقت بیان

سے کیا ہے۔ گرچہ۔ اقبال نے

کہا ہے۔ شعر

نہیں منت کش تاں شیدائے دل

غوی تفکر ہے بے زبانی ہے زبان

لہ چون قلم عشق ایک ذوق

چیز ہے اس کا بیان زبان سے

مکن ہے نہ قلم سے۔ عشق گفت

عشق و عاشقی کا بیان زبان و

قلم سے ممکن نہیں خود عشق میں

بتلا ہو تو اس کی کیفیت سمجھ

سکتا ہے۔ آفتاب آمد کہ کچھ

چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے

وجود کی دلیل خود ان کا وجود

ہی ہوتا ہے عشق اور آفتاب

ابھی چیزوں میں سے ہیں۔

آر۔ اگر شمس یعنی ذات

حق۔ دنیاوی سورج کی پہچان

سایہ سے ہوتی ہے اس لئے

کہ دنیاوی چیزوں میں ہرچہ

کی ضرورت اُس کی پہچان ہوتی

ہے۔ ذات حق کی پہچان اس

مولانا روم نے فرمایا ہے۔ عشق جان۔ ذات حق کے لئے لازم و ملزوم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مولانا روم نے فرمایا ہے۔

مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

میشک تجھ سے مشکل حل ہوتی ہے

دستگیر ہر چہ پایش در گل ست

جس کا پیر دلہل میں پھنسا ہے تو اس کا مددگار ہے

ان تعجّل الفضا

اگر تو غائب ہوا، موت آجائی، رخصتا نک ہو جائیگی

قد ردی کلا لئن لم یکتہ

وہ بیشک بلاک ہوا، یقیناً نہ ہرگز نہ ہوگا

دست او بگرفت و بر اندر حرم

اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حرم سرا میں لے گیا

بر درن بادشاہ طبیب غیبی را بر سر بیمار

بادشاہ کا غیبی طبیب کو بیمار کے پاس لے جانا

بعد از این پیش رخسار نشاندا

اس کے بعد اُس کو بیمار کے سامنے بٹھایا

ہم علامتہ ہم اسباب شنید

اُس کی علامتیں اور اسباب بھی سنے

آں عمارت نیست یوں کردند

وہ تعمیر نہیں ہے، انہوں نے ویں کر دیا ہے

استعین اللہ عما یفترون

جو انہوں نے غلطیائی کی ہے اُس سے خدا کی پناہ چاہنا

لیک پنہاں کرد و با سلطان

لیکن اُسے چھپایا اور بادشاہ سے نہ کہا

بوتے ہر ہیزم پدید آید ز دود

لکڑی کی بو، دھوئیں سے ظاہر ہو جاتی ہے

تن خوش ست و اگر قیادل ست

بدن ٹھیک ہے اور وہ دل کی بیماری میں گرفتار ہے

اے نقار تو جواب ہر سوال

اے بیری ملاقات کا جواب ہے

ترجمان ہر چہ بال در دل ست

جو کچھ ہمارے دل میں ہے، تو اُس کا ترجمان ہے

مرحبا یا مجتبیٰ یا مہر تنصی

خوش آمدید اے پسندیدہ اے برگزیدہ

انت مولا القوم لا یشتی

تو قوم کا آقا ہے، جو تجھے نہیں چاہتا

چوں گزشت آں مجلس و خان کرم

جب وہ مجلس اور خان کرم ختم ہوا

قصہ زنجور و زنجوری بخواند

بیمار، اور مرض کا حال سنایا

رنگے و نبض و قار و رہ بید

اُس نے چہرہ کا رنگ اور نبض اور زار و رہ دیکھا

گفت ہر داور کہ ایشان کردند

اُس نے کہا، جو دوا انہوں نے کی ہے

بے خبر بودند از حال درون

وہ، اندرون کی حالت سے لاعلم تھے

دید رخ و کشف شد بر منہفت

اُس نے رخ دیکھا اور راز اُس پر کھل گیا

رنجش از صفرا و از سودا نہ بود

اُس کا مرض صفرا اور سودا کی وجہ سے نہ تھا

دید از ارش کوزا دل ست

اُس کی بیماری سے وہ سمجھ گیا کہ وہ دل کی بیمار ہے

لہ نقار - ملاقات - بے قیل

وقال - بلا گفتگو - لاکلام،

بیشک - ترجمان - مطلب

بیان کرنے والا - یاد رکھو -

عاجز، بے بس - ورجا -

خوش آمدید کے معنی میں ہے -

اُس نے دل مہان کے لئے

بولاجاتا ہے - مجتبیٰ - منتخب

مہر تنصی - پسندیدہ - نصنام

کا ہر شخص دوست ہے، معنی

کھلا میلان - مولا - آقا -

کلا - یہ نکرین پاک ہیں اور پہل

کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ

اگر وہ نالی الفت سے باز نہ آیا

تو ہم اُس کو پشانی سے پکڑ کر

گھسیٹیں اور جہنم میں داخل

کر دیں گے، اولیاء اللہ کی

مخالفت کا انجام بے حد

خطرناک ہے -

لہ خوان کرم - بھائی کا کھانا

حرم - محاسرائے، زنانہ

رنجور - مریض - رنجوری -

مرض - قصہ بخواند - حال

سنایا - قار و رہ - یعنی وہ

شیشی جس میں پیشاب

جمع کر کے طبیب کو دکھایا

جاتا ہے تاکہ وہ اُس کے ذریعہ

مرض کی تشخیص کر سکے -

عمارت - آباد کرنا اور دل کرنا

آغاٹا - یعنی طبیبوں کے

علاج سے مریض کی بریادی

ہوئی ہے - مولا گفترون - یعنی

غلط بیانی یہی تھی کہ وہ غیر مرض

کو مرض بتا رہے تھے کشف

شدن - ظاہر ہو جانا -

لہ نہفت - پوشیدہ - نہفت

جو کہہ طبیب کو ابھی پورا الہیمان

۴ ہونا تھا - قصہ و شور و آواز انسان کی آواز کا غلطوں میں سے وہ بھی جسے انسانی بدن بنا ہے جسے

پیار -

چوں کہ رخا رخا پالش خلد

جب کسی کے پیر میں کانٹا چھتتا ہے

از سر سوزن بھی جو بدیش

اُس کا سرا سوتی کی نوک سے تلاش کرتا ہے

خار در پاشد چینش دشار یاب

پیر کا کاٹنا پانا جب اس قدر دشوار ہے

خار دل را اگر بدیدے ہر خے

دل کا کاٹنا اگر ہر شخص دیکھ سکتا

کس بزمِ رزمِ خر خالے نہد

کوئی گھر کے کسی دُشمن کے نیچے کاٹنا رکھ دیتا ہے

خر ز بہر دفع خار از سوز و درد

سوزش اور درد کی وجہ سے گھر کے نیچے کاٹ کر دیتا ہے

اں لکد کے دفع خار اُوکند

وہ دولتی اُس کا کاٹنا کہاں نکال سکتی ہے؟

بر چہرہ و اں خار محکم نہ کند

وہ گھر کا کاٹنا ہے اور اُس کاٹنے کو اور مضبوط کر دیتا ہے

اں حکیم خار چین اُستاد بود

وہ کاٹنا نکالنے والا طبیب اُستاد تھا

زاں کینزک بر طریق رانساں

اُس کو بڑی سے بچوں کی طرح

با حکیم اور از نامی گفت فاش

طبیب سے وہ راز کی باتیں کھل کر کہتی تھی

سوئے قصہ گفتش میداد گوش

وہ اُس کی قصہ کوئی ہر کان لگاتے تھا

یا کہ نبض از نام کہ گرد در جہاں

تا کہ یہ جان لے کہ کس نام پر اُسکی نبض پھرتی ہے

پائے خود را بر سب زانو نہد

اپنا پیر ران پر رکھ لیتا ہے

ور نیایدی کند بالب ترش

اور اگر نہیں ملت تو اُسے لے کر ترش کرتا ہے

خار در دل چوں بود کوئی جواب

دل کے کانٹے کا کیا حال ہوگا؟ جواب دے

کے غمان را دست بونے بر کے

تو غموں کو کسی پر کب متا بو ہوتا؟

خر ناند دفع آں بر می جہد

گھر کا اُس کو نکالنا نہیں جانتا، کوڑتا ہے

جُفتہ می انداخت صد جا ز خم کرد

دولتیاں پھینکیں اور شو جگہ زخم کر لے

حافظے باید کہ بر مرکز فتد

ایک ماہر چاہئے جو کانٹے کی جگہ کو سمجھے

عاقلے باید کہ خارے بر کند

کوئی عقلمند چاہئے جو کانٹے کو نکالے

دست میزد جا بجای می از مود

جا بجایا تھ مارتا تھا اور آزماتا تھا

باز می پُرسید حال یا ستاں

گزشتہ حالات کے بارے میں پوچھتا تھا

از مقام و خواجگان و شہزاد

مقام، اور آقاؤں اور سبکی والوں کے متعلق

سوئے نبض و جنبش می داهوش

نبض اور اُسکی حرکات پر پوری طرح متوجہ تھا

او بود مقصود جانش در جہاں

دنیا میں اُس کا جانی محبوب ہی ہوگا

لہ ترش کاٹنے کا سارا

وادہ جواب۔ صاف جواب

یہی ہے کہ مرضِ عشق کو

سمجھ لینا آسان کام نہیں ہے

خس بکینہ ادنیٰ غمان۔

خلاف قیاس غم کی جمع ہے۔

چہین کو دنا، اچھلتا۔

تجفہ انداختن۔ دولتیاں

پھینکنا۔ لکد۔ لات۔ حافظ

ماہر تجربہ کار مرکز نشا

تندک۔ منت، وارد کر دینا

سے بر چہرہ اس مصرع میں

بعض شارحین نے کند کو

بفتح کاف کنن بمعنی

کھودنا کا مضارع قرار دیا ہے

اس صورت میں بر چہرہ

کا فاعل حکیم کو قرار دیا ہے

جو ہمیں مناسب نہیں

معلوم ہوا ہم نے دوسرے

شارحین کی طرح کن کو

کاف کے پیش کے ساتھ

کر دینا کا مضارع قرار دیکر

ترجمہ کیا ہے، اس صورت

میں بر چہرہ کا فاعل گھر کا

ہوگا۔ اں حکیم۔ ان اشعار کا

مقصود یہ ہے کہ دل کی

بیاریوں کا علاج رہ کر کامل

ہی کر سکتا ہے۔ فاش

کھل کر۔ خواجگان۔ خواجہ

کی جمع بمعنی ملک، آقا۔

شہزاد۔ شہزادہ۔ شہر یعنی

ایک شہر کے رہنے والے

آپس میں شہزادہ کہلاتے

جسٹن۔ جیم کے فقیر سے،

کو دنا جہاں جیم کے زیرے

ساتھ، کو دنا۔ دلا۔ جہاں۔

دنیا، جیم کے فقیر سے۔

(بقیہ صفحہ ۱۷ سے آگے)
تمام اختیار لے لالہ الہ الکی
تعلیم دی ہے۔ جس سے اس
امر کی طرف اشارہ ہے کہ
صفحات کمال سے وقفہ
صرف ایک وجہ رہا ہے
ہے۔ بہت کم یعنی دو مرقوں
کی حکایتوں کے ضمن میں
نہیں۔ یا قصہ۔ محبوب کا
پرہیز بھی تحقیقی وصال سے
بائے ہے گفتار۔ یعنی میں نے
روح سے کہا کہ اگر اس راز
کو بالکل کھولا گیا تو درہم
بہرہ ہو جائیگی۔ برہنہ
برداشت نہیں کر سکتا۔

آفتاب کے کڑے اس عالم فروخت
وہ سوچ جس سے یہ سارا عالم روشن ہے
تا نگردنوں دل جان جہاں
تا گردنیا کی جان کا دل تباہ نہ ہو
فتنہ و آشوب خونریزی مجو
فتنہ و فساد اور تباہی کی کوشش نہ کر
ایں نذر دآخر از آغاز کو
اس بات کا اہتمام نہیں ہے شروع سے بات کہہ

اند کے گریٹش آید جملہ سوخت
اگر تھوڑا سا آگے آجائے تو سب کو جلادے
لب باز و دیدہ بر بند اس ماں
اب ہونٹ سی لے اور آنکھیں بند کر لے
بیش ازین از شمس تبریزی مجو
اور اس سے زیادہ شمس تبریز کے بارے میں جو نکر
رو تمام اس حکایت باز کو
جا، اس تمام فتنے کو بھربھان کر

خلو طلبیدن طیبہ بادشاہ باں کینزک جہت دریا مرض کینزک
لنڈی کا مرض معکوس کرنے کے لئے طیبہ کا بادشاہ سے لنڈی کے ساتھ تہائی جا ہنسا

وز دروں بہارستان شاہ شد
امراں دے بادشاہ کا راز دار ہو گیا
دور کن ہم خوش و ہم بیگانہ را
اپنے اور غیر کو ہٹا دے
تا بہر سم از کینزک چیز با
تاکہ میں کینز سے کچھ باتیں پوچھوں
تا بخواند بر کینزک اوفسوں
تاکہ وہ کینز پر منتظر پڑھے
جز طیب و جز ہماں بہار نے
سوائے طیب، اور سوائے بہار کے کوئی نہ رہا
کہ علاج اہل شہر ہے جلاست
کیونکہ ہر شہر والے کا علاج جلا گاہ ہے
خوشی و پیوستگی با چہیست
اپنائیت اور تعلق کس سے ہے؟
باز می پرسید از جور فلک
آسمان کے ظلم کا حال پوچھ رہا تھا

چون حکیم از این سخن آگاہ شد
طیب، جب اس بات سے باخبر ہو گیا
گفت اے شہ خلوئی کن خاندرا
بولہ، اے بادشاہ! گھر کو خالی کر دے
کس نذر گوش در دہلہ با
دلہیزوں میں کوئی کان نہ لگائے
خانہ خالی کرد شاہ و شد بروں
بادشاہ نے گھر خالی کر دیا اور باہر چلا گیا
خانہ خالی کرد و یک دیار نے
گھر خالی کر دیا، اور کوئی گھر والا نہ رہا
نرم نرمک گفت شہر تو کجاست
آہنگی و نرمی سے (طیب نے کہا) تیرا شہر کہاں ہے؟
وندراں شہر از قرابت کبستت
اور اس شہر میں تیرا رشتہ دار کون ہے؟
دست بر بخش نہاد و یک بیک
ہاتھ اس کی بخش پر رکھا اور ایک ایک

لے آفتابے۔ یعنی درود سے
بڑھ کر وصال و مال بچا ہے
الکرا لہ آبادی لے کہا ہے شعر
پروانے نے شمع سے پشچا پایا
پہلے پختہ نوریں اور اب ناوین
فتنہ یعنی جب ظاہری شمس
کے افوار کی تاب نہیں تو
معنوی شمس کی کیا تاب
ہوگی۔ درود۔ باطن۔
بہارستان۔ ہمراز۔ ہکلام
خلوئی۔ جس میں تنہائی ہو۔
اے کس نامرد۔ راز عشق تنہائی
میں ہی پوچھا جا سکتا تھا۔
فسوں۔ منتظر یعنی عشق کا
جادو۔ تو تیرا گھر میں رہنے والا۔
اے نرمک یہاں تصغیر کا ہے
علاج۔ مختلف ممالک کے
رہنے والوں کے مختلف
مزاج ہوتے ہیں، اسی لئے
علاج بھی جدا گانہ ہونا ہے
جور۔ ظلم۔

چونکہ دانستم کہ رنجت چیست زمر
چونکہ میں سمجھ گیا ہوں تیرا مرض کیا ہے جلد
شاد باش و امین و فارغ من
خوش اور مطمئن اور فارغ البال رہ کہ میں
من غم تو میخورم تو غم مخور
میں تیرا غمخوار ہوں تو غم نہ کر
ہاں وہاں ایسا زار باکس گوی
خبردار، خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا
تا تو انی پیش کس کشائے راز
حتی الامکان کسی پر راز نہ کھولنا
چونکہ اسرار تہاں دل شود
جب تیرا راز دل میں چھپا ہوگا
گفت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنا راز
دانہ چوں اندرز میں نہاں شود
دانہ جب زمین میں چھپتا ہے
زر و نقرہ گرنے بودندے نہاں
سونا اور چاندی اگر چھپے ہوتے
وعدہ با و لطفائے آں حکیم
اس طبیب کے وعدہ مان اور مہربانیوں نے
وعدہ با باشد حقیقی دلپذیر
سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں
وعدہ اہل کرم سخن رواں
اہل کرم کا وعدہ جاری خزانہ ہے
وعدہ با باید وفا کردن تمام
وعدوں کو پورا کرنا چاہئے

در علاج ت سحر با خواہم نمود
تیرے علاج میں سجاد و دکھاؤں گا
آں کنم با تو کہ باران باچمن
تیرے ساتھ وہ کچھ کروں گا جو بارش چمن سے کرتی ہے
بر تو من مشفق ترم از صد پر
ستون پاؤں سے بڑھ کر میں تجھ پر مہربان ہوں
گرچہ شاہ از تو کند بس سختی
اگرچہ بادشاہ بھی تجھ سے دریافت کرے
بر کسے ایس درکن زہار باز
ہرگز کسی پر یہ دردازہ نہ کھولنا
آں مرادت زودتر حاصل شود
تیری وہ مراد بہت جلد تجھ کو حاصل ہو جائیگی
زود کرد با مراد خویش جفت
بہت جلد اپنی مراد سے وابستہ ہوا
بعد از اس سرسبزی بُتال شود
اُس کے بعد باغ کی سرسبزی کا سہیا ہوتا ہے
پرورش کے یافتہ زیریں کاں
توکان میں پرورش کیے پائے
کرد آں رنجور را امین ز بیم
اُس بیمار کو خوف سے مطمئن کر دیا
وعدہ با باشد مجازی تا سہ گیر
ادامہ چھوٹے وعدے پریشان کرتے ہیں
وعدہ نا اہل شرح رواں
ادامہ نا اہل کا وعدہ عذاب جان ہے
ورنخواہی کرد باشی سرد و خام
اور اگر تو پورا نہ کرے گا تو سرد و خام بنے گا

۱۶ باران باچمن جس طرح
بارش چمن کو شاداب اور
پُر رونق بنا دیتی ہے اسی
طرح میں تجھے ہر لمحہ اکردنگا
ہاں۔ حوت تینہ ہے۔ چونکہ
راز ظاہر ہو جائے پرخانوں
کو مخالفت کا موقع مل جاتا
ہے اور کامیابی دشوار
ہو جاتی ہے۔
۱۷ دانہ۔ زمین میں بیج
پوشیدہ ہوتا ہے تب سبز
و شاداب ہو کر اُبھرتا ہے۔
۱۸ زر۔ اس شعر اور پہلے شعر
سے یہ سمجھایا ہے کہ راز کا
پوشیدہ رہنا ہی مفید ہے۔
۱۹ تا۔ اندیشہ، بے قراری۔
۲۰ تلہ گنج رواں۔ قارون کے
خزانوں میں سے ایک خزانہ کا
نام بھی ہے۔ سرد و خام
چھوٹے وعدے کرنے والا
سرد دل اور خام کار ہوتا ہے۔

بعد از ان شهر دگر را نام بُرد
اُس کے بعد دوسرے شہر کا نام لیا

در کد امیں شهر بودستی تو بیش
زیادہ کس شہر میں رہی تھی

رنگِ رُوفِ نبضِ او دیکر گشت
چہرہ کا رنگ اور اُس کی نبض نہ بدلی

باز گفت از جای و از ان مُنک
ناک تیا پھر مقام اور رکھانے پینے کا ذکر کیا

نے کش مجنید و نے سُخ گشت رد
اُس کی نبض پھڑکی، نہ چہرہ زرد پڑا

تا پیر سید از سمرقند چو قند
یہا تک کہ طبیب نے شکر جیسے سمرقند کا حال پوچھا

آب از چشمش رواں شد و محو جو
نہر کی طرح اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

خواجه زرگر در ان شهر ہم خرید
اُس شہر میں ایک الدار سنار نے مجھے خرید لیا

چوں بگفت امیں را تشِ عمِ ز فرود
جب اُس نے یہ کہا تو رنج کی آگ سے جل اُٹھی

کز سمرقند می زرگر فرد شد
اُس لئے کہ سمرقندی سنار سے جدا ہو گئی

اصل آں درد و بلا را باز یافت
اُس درد اور مصیبت کی جڑ معلوم کر لی

او سر بل گفت و کوئے غافل
اُس (لوٹتی) نے کہا راستہ سر بل اور کوئے غافل ہے

آں کینزک را کہ رستی از غراب
اُس لوٹتی سے کہ تو تکلیف سے نجات پاگئی

دوستانِ شهر خود را بر شمرد
رہیلے اُس نے اپنے شہر کے دوستوں کو گنا

گفت چوں بیرون شدی از شہر خوش
طبیب نے کہا جب تو اپنے شہر سے نکلے گی

نامِ شہر کے گفت و زان ہم دگر شد
اُس نے ایک شہر کا نام لیا اور آگے بڑھی

خواجگان و شہر بار ایک بیک
آقاؤں اور شہر کا ایک ایک کر کے

شہر و خانہ خانہ قصہ کرد
ایک ایک شہر اور ایک ایک گھر کا ذکر کیا

نبضِ او بر حالِ خود بے گزند
اُس کی نبض بلا تکلف اپنی حالت پر تھی

آہِ سرِ بے بر کشید او ماہر و
اُس چاند سے لکھنے والی نے ٹھنڈی آہ بھری

گفت باز ز کاظم آسجا اورید
بولی، مجھے ایک تاجر دہاں لایا

در بر خود داشت شمشاہ و فروغ
اُس نے چوہینے اپنے پہلو میں رکھا اور بیچ دیا

نبضِ حُست و رُوفِ نعرش زرد شد
نبض چھڑکی اور اُس کا لال چہرہ زرد ہو گیا

چوں زرخور آن حکیم امیں از یافت
اُس طبیب نے جب بیمار سے یہ راز پیا

گفت کوئے او کلام است و گداز
اُس طبیب نے کہا اُس کا جوہر اور راستہ کونسا ہے؟

گفت آنکہ آں حکیم با صواب
تنب اُس راستہ باز، حکیم نے کہا

تنب اُس راستہ باز، حکیم نے کہا

لے بیش۔ زیادہ بعض
سنوں میں لفظ پیش ہے
جو مناسب نہیں معلوم
ہوتا۔ دیگر کشتن سے تغیر
ہوتا۔ بُر۔ بود کہ مخفف
ہے۔ سمرقند ترکستان
کا شہر، ہر تاریخی شہر ہے۔
شہ بازرگان۔ سوداگر
فروغ۔ الیلا ہو جانا۔
یافت۔ طبیب، نبض او
چہرے سے فوراً سمجھ گیا
کہ کوئی اُس سنا کر کے
عشق میں مبتلا ہے۔
باز یافتن۔ حاصل کرنا۔
سہ گداز۔ گداز گاہ، راستہ
غافل۔ سمرقند کے ایک
ملا کا نام ہے با صواب۔
صائب الہائے۔ رستہ
راہ کے فتح سے، چھوٹا،
نجات پانا۔

چونکہ سلطان از حکیم آواز شنید
جب بادشاہ نے طبیب کے وہ بات سنی

گفت فرمان ترا فرماں کنم
اُس ر بادشاہ نے کہا تیرے فیصلہ کے مطابق حکم

پس فرستاد اُس طرف یک در رسول
پس فرستاد اُس طرف ایک در رسول

تا سمعند آمدند اُس دو امیر
وہ دونوں سردار سرقند میں آئے

کایے لطیف استاد کامل معرفت
کہ لے نازک کام کرنوالے استاد پوری شناخت

نیک فلاں شد از سرائے زرگری
اب فلاں بادشاہ نے زیور گھر لے لے

اینک ایں خلعت بکیر و زر و سیم
اب یہ جوڑا اور سونا، چاندی لے

مرد مال و خلعت بسیار دید
مرد نے جب بہت سامان اور جوڑا خلعت دیکھا

اندر آمد شاد مال در راہ مرد
مرد، خوشی خوشی راستے پر بڑگ

اسبت نازی بر شست شادتا
عربی گھوڑے پر بیٹھا، اور خوشی خوشی دوڑا

اُسے شد اندر سفر با صدر رضا
انفوس کہ ہنسی خوشی سفر کرنے والا

در خیالش ملک و عزت و سروری
اُس کے خیال میں حکومت عزت اور سروری تھی

چوں رسید از راہ اُس مرد غریب
جب وہ مسافر راستہ طے کر کے پہنچا

پند اور از دل و جان برگزید
دل و جان سے اُسکی نصیحت کو قبول کیا

ہر چہ گوئی آسجناں کن آں کنم
جو تو کہیگا کہ ایسا کریں ویسا ہی کروں گا

حاذقان و کافیان پس عدول
جو باہر، کار گزار اور بہت نیک تھے

پیش اُس زرگزراں شاہنشاہ بشیر
اُس شہر کے پاس بادشاہ کی طرف خوشبو لے کر

فاش اندر شہر از تو صفت
شہروں میں تیری خوبی بھیلی ہوتی ہے

اختیار ت کرد ز سیرا مہتری
تجھے چنا ہے کیونکہ تو زرگری میں (سردار ہے)

چوں بیائی خاص باشی و ندیم
(اور) جب تو آئیگا، خاص اور ہم نشین ہوگا

غرہ شاد از شہر و فرزنداں برید
تو فرشتہ ہو گیا (اور) شہر اور اولاد لے جا ہو گیا

بہر کمال شاہ قصد جانش کرد
(اُس نے) بے خبر کہ بادشاہ نے اُسکی جان کا ارادہ کیا

خون بہا خویش اخلعت شناخت
(اور) اپنے خون کے عوض کو شاہی جوڑا سمجھا

خود دیا تے خویش تا سوار القضا
اپنے پانچوں سے بڑی موت کی طرف روانہ ہوا

گفت عزرا ئیل رو، اے بری
ملک الموت نے کہا کہ جاہاں یہ سب چیزیں حاصل کر

اندر آؤرش یہ شہ طیب
نوطیب اُس کو بادشاہ مٹنے سامنے لایا

لہ حاذق۔ ماہر کا قتی۔ بہا
میں کفایت کرنے والا، کار گزار
عدول۔ وہ شخص جس کی
گواہی معتبر ہو۔

لہ نطیف۔ مہربان، باریک
کام کرنے والا۔ فاش
مشہور۔ صفت۔ توفیق
نیک۔ ایک کا موقف

ہے، اکنون اب۔ زیر۔
ازیں را کہ۔ بہتر، بڑا،
سردار۔ خلعت۔ شاہی
جوڑا۔ ندیم۔ ہم نشین،
مُصاحب۔ غنیم کے

فخہ اور کسرہ کے ساتھ،
فریقہ ہونا اسب۔ نازی۔
عربی گھوڑا جو عمدہ اور
قیمتی ہوتا ہے، خوشنما۔

دیت، وہ مال جو مقتول
کے بدلے میں مقتول کے
وارثوں کو دیا جاتا ہے۔

سکہ اسے۔ بعض شاحین
لے منادی، مخاطب کو
بنایا ہے لیکن ہم نے ترجمہ
میں منادی زرگر کو قرار

دیگر ترجمہ کیا ہے۔ رضا۔
رضامندی۔

سوار القضا۔ بڑی موت

ملک۔ بادشاہی۔ عزت۔

عزت۔ اس کے۔ حُریت

ایجاب ہے یعنی ملک الموت

نے استہزاء کیا یہ

چیزیں تجھے ضرر ملینگی۔

عزیم۔ مسافر۔ اہنبی۔

وعدہ کردن را وفا باشد بجای
تتا بہ بنی در قیامت فیض آں

وعدہ کو جان (دول) سے پورا کرنا ضروری ہے

در یافتن آں طبیب الہی رنج کینزک اور بہ شاہ و نمودن
آں طبیب الہی کا لونڈی کے مرض کو معلوم کر لینا اور بادشاہ پر ظاہر کرنا

صورت رنج کینزک بازیافت
راور لونڈی کے مرض کی صورت کو جان گیا

شاہ رازاں شتمہ آگاہ کرد
بادشاہ کو اُس سے تھوڑا سا آگاہ کر دیا

در جنس غم موجب تاخیر حسیست
اس طرح کے غم میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

حاضر اکرم از پے ایں درد را
اس درد کے علاج کے لئے ہم بلائیں

طالب ایں فضل و ایشارش کند
لاور اُس کو اس انعام اور بخشش کا طلب کیا رہتا

باز رو خلعت بدہ اورا غور
نقد اور خلعت سے اُس کو لالچ دے

گرد آساں اینہم مشکل بدو
اور اُس کے ذلیہ یہ سب مشکل آسان ہو جا

بہر زر گرد دزد خان و ماں جدا
تو سونے کی خاطر گھر بار سے جدا ہو جائیگا

خاصہ مفلس را کہ خوش سو کند
خصوصاً مفلس کو کہ خوب ذلیل کرتا ہے

مرد عاقل باید اورانیک نیک
اُس کے لئے عقلمند اور بہت نیک آدمی درکار ہے

آں حکیم مہرباں چوں بازیافت
اُس مہربان طبیب نے جب راز معلوم کر لیا

بعد از اں بر فراست عزم شاہ کرد
اُس کے بعد وہ اٹھا اور بادشاہ کا قصد کیا

شاہ گفت اکنون بگو تدبیر حسیست
بادشاہ نے کہا، بتا اب کیا تدبیر ہے؟

گفت تدبیر آں بود کاں مرد را
اُس (طبیب) نے کہا، تدبیر یہ ہے کہ اس مرد کو

قاصد بفرست کاخبارش کند
ایک قاصد بھیج جو اُس کو بتائے

مرد زر گر را بخواں زان شہر دور
سنا کہ اُس دور شہر سے بلائے

تا شود محبوب تو خوشدل بدو
تا کہ تیری محبوب اُس کی بدولت خوش ہو جائے

چوں بہ بندہ سیم وزر آں بے نوا
جب وہ تنگ دست چاندی اور سونا دیکھیگا

زر خرد را والہ و شید اکند
سونا، عقل کو دیوانہ بنا دیتا ہے

زر اگر چہ عقل می آرد ولیک
سونا اگر چہ عقل پیدا کرتا ہے لیکن

فرستادن بادشاہ رسولان سمرقند در طلب آں زر گر
بادشاہ کا ایجنٹوں کو سمرقند روانہ کرنا، اُس سناہ کی تلاش میں

سنتہ۔ بفتح مشین، تھوڑا سا
حصہ، طبیب الہی نے
لونڈی کے عشق کا پورا
قصہ نہیں سنا یا تاکہ
بادشاہ کو غیرت نہ آجائے۔
نکاح اختیار۔ مصدر ہے،
خبر دینا۔ فضل۔ بزرگ
بخشش۔ ایشار۔ اپنے
کو چھوڑ کر دوسرے کو
فائدہ پہنچانا۔ خلعت
فار کے کسو کے ساتھ،
وہ پوشاک جو بادشاہ کسی کو
بطور انعام دے۔ غور
غبن کے ضد کے ساتھ،
دھوکا بے نوا۔ تنگ دست۔
نکاح خان و ماں۔ گھر بار۔
والہ۔ عاشق، فریفتہ۔
شیدا۔ عاشق۔ خاصہ۔
خصوصاً۔ خوش۔ بہت،
خوب۔

کاشکے آں ننگ بو دے یکسری
کاش وہ عار عشق حسن ظاہری (پائیدار ہوتا
خون ویداز چشم بچوں جئے او
اُس کی نہر جیسی آنکھوں سے خون بہنے لگا
دشمن طاؤس آمد پیر او
مور کے دشمن اُس کے پر ہوئے
چونکہ زرگر از مرض بد حال شد
جب شمار مرض سے بد حال ہو گیا
گفت من آں آہوم کز ناف من
اُس نے کہا، میں وہ ہرن ہوں کہ میری ناف سے
اے من آں رو باہ صحرایہ کہیں
اے (مخاطب) میں جیل کی وہ لوطی ہوں کہ گھاس چھپر
اے من آں پیلے کہ حم پیلیاں
میں وہ ہاتھی ہوں کہ پیلیاں کے زخم نے
انکہ گشتستہ تے مادون من
جس نے مجھے جھٹکا کہ تڑکی خاطر مار ڈالا
بر من ست امروز فردا ہے ست
(مصیبت) آج مجھ پر اور کل اُس پر ہے
گرچہ دیوار افکند سایہ دراز
اگرچہ دیوار لمبا سایہ ڈالتی ہے
ایں جہاں کوہ ست فعل ماند
یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز
ایں بگفت و رفت درم زبر کھا
یہ کہا اور فوراً زیر زمین چلا گیا
زانکہ عشق مُردگان پایندہ نیست
اسلئے کہ مُردوں سے عشق پائیدار نہیں ہے

تا نرفے بردے آں بد داوری
تاکہ اُس پر یہ ظلم نہ ہوتا
دشمن جان مے آمد مے او
(اور) اُس کا چہرہ اُس کی جان کا دشمن بنا
اے بسا شہ را بکشتہ فر او
(اور) بہت سے شاہوں کو اپنی شان و شوکت کا
درگدازش شخص او چوں ل شد
(اور) اُس کا جسم بچل کر ظلم کے ریشہ کی طرح ہو گیا
ریخت آں صیاد خون صفا من
اس صیاد نے میرا صاف خون بہا دیا
سر سر بیدم برائے پوستین
پوستین کے لئے آنہوں نے میرا سر کاٹ لیا
ریخت خونم از برائے استخوان
ہڈیوں کی خاطر میرا خون بہا دیا
می نداند کہ خنید خون من
اُس کو معلوم نہیں کہ میرا خون رائیگاں نہ جائیگا
خون چوں من کہ جن صنائع کے ست
مجھ جیسے آدمی کا خون یوں رائگاں کیسے ہو سکتا ہے
باز گرد سوئے او آں سایہ یاز
لیکن وہ سایہ پھر اُس کی طرف لوٹتا ہے
سوئے مایندہ ما را صدا
آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے
اں کینزک شد در دوش پاک
وہ لونڈی درد و غم سے نجات پا گئی
چونکہ مُردہ سوئے ما آئینہ نیست
اس لئے کہ مُردہ ہماری طرف واپس نہ آلا نہیں ہے

لہ کاشکے حرف متنا ہے۔
یکسری۔ پائیدار۔ داوری۔
حکومت، انصاف۔
بد داوری۔ نا انصافی،
ظلم۔ یعنی عشق مجازی
میں بھی اگر پائیداری ہوتی
تو وہ ننگ نہ شمار ہوتا۔
رہے او۔ یعنی اُس
زرگر کی خوبصورتی کی
پلاکت کا سبب بنی۔
گدازش حاصل مصدر
گدازش کا، بھٹکانا، لاغز،
ہونا۔ نال۔ ظلم کے بیج
سارائشہ۔ گفت۔ اگلے چار
شعور زرگر کا مقولہ ہیں۔
کز ناف من صحت کے
ہرن اس لئے مارے
جاتے ہیں کہ اُن کے نافہ
میں سے مشک نکلتا ہے
کین کسی کی گھات میں
بٹھنا۔
غلہ پوستین۔ لوطی کی
کھال سے پوستین بنایا
جاتا ہے۔ استخوان۔ ہاتھی
دانت کی طرح ہاتھی کی ٹہنی
بھی قیمتی ہوتی ہے۔ مادون۔
کنز زرگر نے بادشاہ کو کینز
اس لئے کہا کہ وہ کینز کا
معتوق تھا اور بادشاہ
نا کام عاشق۔ خنید۔
یعنی میرے خون کا بدلہ
لیا جائیگا خون رائگاں نہ
جائیگا۔
غلہ گرچہ دیوار۔ مولانا نے
جزائر علی کو دو مثالوں سے
سمجھایا ہے کہ گناہ نگار کا
عمل بصورت جزائر اس کی

طرف لٹتا ہے۔ تہا پکارنا آواز دینا۔ صفا۔ گونج جو پہاڑ یا کوئی ایسا مکان کہ آواز کے بعد صفا ہی

لے شمع - موم تہی بہاں
مرا دلونڈی ہے - طراز -
مکاب چین کا ایک حسن غیر
شہر ہے - خزن - خزانہ -
بدو - باؤتکیم - سپر کرنا
سوار - سین کے کسرو کے
ساتھ - ہاتھ کا لنگن -
طوق - گئے کا زہر - غلیاں
پاؤں زیب - کمر - چمکا
کر کیٹی - آواز - لڑکی
جمع - قسم آؤنی - آنیہ کی
جمع - برتن - تہہ ہا کر کی
صند - خواہ - یعنی شہار
لے آتش - تار پر کسرو
اور فو دونوں درست
ہیں - محبت کر دن - نکاح
کر دینا - صحبت جوئے -

وصل چاہئے والا - کام مقصد
بساخت - یعنی طبیب
لے زرگر کے لئے ایک
زر آلود شربت نیارکب
جس کو بی کر وہ کھڑے رکا -
گداختن - گھٹنا - گچھلنا -
رجوری - مرض - وبال -
مصیبت مراد عشق ہے -
لے سردست - پیغمبر
نہ تھا محض صورت
پرستی تھی - صورت
نکولنے سے عشق زایل
ہو گیا -
نکت - شرم - عار -

پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز

اُس کو بادشاہ کے سامنے بڑے ناز کے ساتھ لے گیا

شاہ دید اور اوس تعظیم کرد

بادشاہ نے اُس کو دیکھا اور بہت تعظیم کی

پس بفرمودش کہ بر ساز دزر

پھر اُس کو حکم دیا کہ سرنے سے بنائے

ہم ز انواع اولانی بیعد

نہز بر تنوں کی قسمیں ، اُن تخت

زر گرفت آں مردوش مشغول کار

اُس مرد نے سونا لیا اور کام پر لگ گیا

پس حکمیش گفت کایے سلطان

پھر طبیب نے اُس سے کہا اے بڑے بادشاہ !

تا کینزکے روصالش خوش شود

تا کہ دلونڈی اُس کے وصل سے خوش ہو جائے

شہ بد و بخشد آں مہ روئے را

بادشاہ نے وہ چاند سے کھڑے والی اسکو بخش دی

مدت ششماہ میر اندند کام

چھ مہینہ مدت تک انہوں نے مقصد بکری کی

بعد ازاں از بہر او شربت بست

اس کے بعد اس (طبیب) کے لئے اُس نے شربت بنایا

چوں زرخوری جمال او نہاند

جب مرض کی وجہ سے اُس کا حسن نہ رہا

چونکہ زشت و ناخوش و رخ زرد شد

چونکہ بصورت اور ناگوار اور زرد و دھو گیا

عشقہائے کز پئے رنگے بود

وہ عشق مجبور رنگ کی خاطر ہوتا ہے

تا بسوز دبر سر شمع طراز

تا کہ اُس کو طراز کی شمع کے سر پر جلادے

مخزن زر را بد و تسلیم کرد

(اور) سونے کا خزانہ اس کے سپرد کر دیا۔

از سوار و طوق و خلخال و کمر

کنگن اور طوق اور پاؤں زیب اور پٹکا

کا پنچناں در بزم شاہنشاہ نزد

جو بادشاہ کی مجلس کے لائق ہوں

بے خبر از حالت ایں کارزار

وہ اس خراب کام کی حالت سے بے خبر تھا

آں کینزک را بایں خواہ بدہ

وہ دلونڈی اُس سردار رشتہ دار کو دیدے

آب و صلش دفع ایں آتش شود

اور اُس کے وصل کا پانی اُس آگ کا دافع ہو

جفت کرد آں ہر دو صحبت را

اُن دونوں وصل چاہنے والوں کا نکاح کر دیا

تا بصحت آمد آں دختر تمام

یہاں تک کہ اُس لڑکی کو پوری صحت ہو گئی

تا بخورد و پیش دختر می گداخت

جس کو وہ پیتا اور لڑکی کے سامنے کھانا تھا

جان دختر در وبال او نہاند

تو لڑکی کی جان اُس کے وبال میں نہ رہی

اندک نہ کہ دل او سرد شد

آہستہ آہستہ اُس کے دل میں (عشق) ٹھنڈا ہو گیا

عشق نبود عاقبت ننگے بود

عشق نہیں ہوتا ، انجام کار دلت دوستی ہوتی ہے

شاہ آں خوں از تپے شہوت نکرد
وہ خون بادشاہ نے شہوت کی خاطر نہیں کیا
تو گماں کردی کہ در آلودگی
تو نے یہ گمان کیا کہ وہ خواہش نفسانی سے لوث تھا
سہر آنست این ریاویں جفا
یہ محنت اور مشقت تو اس لئے ہے
سہر آنست امتحان نیک بد
کھڑے اور کھولے کا امتحان اس لئے ہے
بگذر از ظن خطائے بدگماں
اے بدگمان! غلط گمان چھوڑ دے
گر نمودش کار ز الہام الہ
اگر اس کا کام خدا کے الہام سے ہوتا
پاک بود از شہوت حرص مہوا
وہ شہوت اور حرص وہوس سے پاک تھا
گر خضر در کج رشتی راشکست
اگر خضر نے سمندر میں کشتی توڑ دی
وسیم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر
یاد جو رہتا م نور و ہنر کے موسیٰ کا خیال
آں گل مرغ است تو خوش خواں
وہ مرغ بھول ہے تو اس کو خون نہ کہہ
گر بے خون مسلمان کلام او
اگر مسلمان کا خون بہا تو اس کا مقصد ہوتا
می بلرز در عرش از مرغ شقی
بہجت اور سنگدل کی توفیق سے عرش لرزتا ہے
شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود
وہ بادشاہ تھا اور بہت یا خبر بادشاہ تھا

تور با کن بدگمانی و نیزد
تو اس معاملہ میں بدگمانی اور جھگڑے کو نہیں کرتے
در صفا غش کے ہلد یا لودگی
(لیکن) صاف میں صفائی کھوٹ کو کب چھوڑتی ہے
تا بر آرد کورہ از لقرہ جفا
کہ جھٹی چاندی سے میں کو نکال دے
تا بجوشد بر سر آرد ز ر ز بد
تا کہ وہ جوش میں آئے اور زنا یا نیل میں او پلے آئے
اِنَّ لَبْعُضِ الظَّنِّ اَثْمٌ رَا نَحْوَال
”بے شک بعض گمان گناہ ہیں“ کو پھر
اوسکے بو دے در اندہ نہ شاہ
تو وہ بھڑکھانے والا نہ ہوتا، بادشاہ ہوتا
نیک کرد او لیک نیک بد نما
اُس نے اچھا کیا لیکن اچھا بظاہر ہوا
صدر دستی در شکست خضر مست
(لیکن) خضر کے توڑنے میں بتو درستیاں تھیں
شد از ان محبوب لوبے پر میر
اُس تک نہ پہنچا، تو بھی بے پر ہی نہ اڑا
مست عقل است او تو جنبوش بدال
وہ عقل سے مست ہے تو اس کو دیوانہ نہ سمجھ
کافر مگر دے من نام او
تو کافر نہ ہوتا اگر اس کا نام بھی لیتا
بدگماں گرد ز حش متقی
اور اُسکی توفیق سے پرہیزگار بدگماں ہو جاتا ہے
خاص بود و خاصہ اللہ بود
وہ خاص تھا اور اللہ تعالیٰ کا مخصوص تھا

لہ شاہ۔ بادشاہ کا زرگر کو
قتل کرنا اشارۃ خداوندی
سے بھلا غش۔ کھوٹ۔
ہلد۔ حاصل مصدر ہے
بلیدن سے چھوڑنا۔
یا لودگی۔ صفائی۔ جفا۔
جیم کے ضمیر کے ساتھ ہونے
اور چاندی کا میل۔ گورہ۔
جھٹی، جس میں چیزوں کو
چھلایا اور تیا جاتا ہے۔
لقرہ۔ جھگڑا، یعنی جس
طرح سونا جھٹی میں جا کر
نکرتا ہے اسی طرح انسان
کے نفسانی زخاں ریاضت
سے دور ہوتے ہیں۔
ظن خطا۔ بدگمانی۔ اثم
گناہ۔ در اندہ۔ پھاڑنے
والا۔ نیک بد نما۔ باطن
نیک اور بظاہر ہونا۔
خضر۔ خضر کے کشتی توڑنے
کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے
جو بظاہر ہری بات تھی
لیکن اس میں مصائب ہیں
پوشیدہ تھیں سہ عجوب
پردے میں آیا ہوا یعنی
حضرت موسیٰ با این ہمہ
نور و ہنر اس مصیبت تک
نہ پہنچ سکے جو حضرت خضر
کے پیش نظر تھی۔ اں گل
اشارہ بادشاہ کی طرف ہے۔
بدے۔ بودے کا مخفف ہے۔
ساکم۔ مقصد و غرض۔
شقی۔ بدبخت۔ سنگدل۔
متقی۔ پرہیزگار۔
آگاہ۔ یعنی عارف باللہ۔

جست از صدر دکان بہر گنجیت
بھاگئے کے لئے دکان کی بیچ میں کودی
از سوئے خانہ بیا بد خواہ اش
اُس کا مالک گھر سے (واپس) آیا

دید بر روغن دکان و جامہ حرب
(لیکن) دکان کو تیل سے پُر اور کپڑوں کو چٹا دیکر
روز کے چندے سخن کوتاہ کرد
چند دن تک (طوطی) نے بات کرنی چھوڑ دی
ریش برمی کند می گفت آو رفیع
(وہ اپنی) داڑھی کو نوٹا اور کہتا ہائے افیس
دست من بشکستہ کو د آں
اُس وقت میرے ہاتھ لٹک گئے چوتے

ہدیہ ہامی داد ہر درویش را
وہ ہر فقیر کو تحفے تقسیم کر رہا تھا
بعد سر روز و شب حیران زار
تین دن اور تین رات کے بعد حیران و دل

باہر اراں غصہ و غم گشتہ جفت
ہزاروں رنج اور غم میں مبتلا
می نمود آں مرغ را ہر کون شکفت
ہر قسم کی انوکھی چیزیں اُس پر بندہ کو دکھاتا تھا

و مبدی می گفت با او ہر سخن
ہر وقت اُس سے طرح طرح کی باتیں کرتا تھا
بر امید آنکہ مرغ آید بگفت
اِس امید پر کہ پرندہ بول پڑے

ناگہانی جو لقی می گذشت
اتفاقاً ایک گڑی پوش اُدھر سے گزر رہا تھا

شیشہ ہائے روغن گل بر سحیت
داور روغن گل کی شیشیاں بہا دیں
بر دکان نبشست فارغ شاد و خوش
داور خوش خوش اطمینان سے دکان پر بیٹھ گیا

بر سرش زد گشت طوطی گل نضرب
اُس کے سر پر ایسی مار گئی کہ طوطی بھی چو گئی
مرد و نفال از ندامت آہ کرد
بیتنے نے ندامت و افسوس سے آہ کی

کافاب نعمتم شد ز بر میغ
میری نعمت کا سوچ ابدی میں آ گیا
کہ زوم من بر سر اک خوش رہاں
جب میں نے اُس خوش زبان (طوطی) کے سر پر زبانی کی تھی

تا بیا بد نطق مرغ خویش را
تاکہ اپنی طوطی کی گویائی کو پالے
بر دکان نبشستہ بد نومید وار
ما بوسی کی حالت میں دکان پر بیٹھا تھا

کلے عجیل میں مرغ کے آید بگفت
ہائے تعجب! یہ طوطی کب بولے گی؟
وز تعجب لب بدندان می گرفت
اور کچھ تعجب سے اپنے ہونٹ کاٹتا تھا

تا کہ باشد کاندرا یید در سخن
کہ شاید وہ باتیں کرنے لگے
چشم او را با صورتی کرد و جفت
(مختلف قسم کی) تصویریں اُسے دکھاتا

با سربے موعولیت طاس و شست
جس کا سر زات اور شست کی پشت کی طرح زبالوں سے
صاف تھا۔

سلہ فارغ۔ یعنی بے فکر
گل گنجیا جس کے سر پر بال
منہوں۔ قریب۔ چوٹ،
مارنا۔ رز زکے۔ صاف
زائد ہے۔ ریش۔ داڑھی
کندن۔ اکھاڑنا، کھودنا،
نوجنا۔ میغ۔ ایر۔
سہ درویش۔ وال کے
فتح کے ساتھ، مہجہ فقیر،
کھارائی اور دال کے ضمیر
کے ساتھ، اولیاء اللہ کیلئے
بول جاتا ہے۔ نطق۔ گویائی
مرغ۔ پرند، مراد طوطی ہے
زار۔ عاجز و غوار، ذلیل
نومید وار۔ یائوس،
غمگین۔ شکفت۔ عجیب
اور انوکھی، شاید وہ اپنی
چیز کو دیکھ کر بول پڑے۔
سہ وز تعجب۔ اور جب وہ
اس پر بھی زبانی تھی تو
تعجب سے ہونٹ کاٹتا
تھا۔ گفت۔ گفتگو۔
صورت کی جمع،
یعنی شاید تصویریں دیکھ کر
بول پڑے۔
جوقفی۔ گل پوش فقیر۔
طاس۔ بڑا تھال۔
طشت۔ تھال۔

کتاب تفسیر کے بارے میں کثرت اشعار ہے جس میں مولیٰ خدا کی تعریف ہے
 یہاں ہر اشعار کی تفسیر کی گئی ہے

دفتر اول 17

مثنوی مولانا رومؒ

آں کسے را کش چہیں شاہ کُشد

وہ آدمی جس کو ایسا بادشاہ قتل کرتا ہے

نیم جاں بستاند و صد جاں بد

وہ آدمی جان بیٹا ہے تو ستر جانیں دیتا ہے

قہر خاصے از برائے لطف عام

عام مہربانی کے لئے کسی خاص پر قہر

گر ندیدے سوداؤ در قہر او

اگر اللہ تعالیٰ اس کا فائدہ قہر میں نہ دیکھتا

طفل می لرزد ز بیش احتیاج

بچے لگنے کی تکلیف سے بچ تو لڑتا ہے

توقیاس ان خویش می گیری و لیک

وڑاپنے اوپر قیاس کرتا ہے، لیکن

بیشتر آتا بگو تم قصہ

میرے قریب آنا تاکہ مجھے ایک قصہ سناؤں

لے کش۔ کش کا مخفف ہے
 قہر خاصے۔ یعنی اس زرگر کا
 قتل ظلم نہ تھا اور اگر ظلم
 مان بھی لیا جاتے تو عام
 مصالحت اور مفاد کے
 پیش نظر کسی ایک پر ظلم
 جائز ہے۔ مگر نہ رہے۔
 یعنی زرگر کے قتل ہی میں
 زرگر کا فائدہ نہ تھا۔

شہ احتیاج مجھے لگوانا یعنی
 خون فاسد سمیٹنے کا لئے
 کے لئے عل بول چالی کرانا۔
 مُشفق۔ مہرور، مہربان
 توقیاس الخ۔ یعنی اللہ کے
 کاموں کو اپنے کاموں پر
 قیاس نہ کر۔ بگو کہ۔ یعنی
 شاید کو ممکن ہے۔

شہ لبقال۔ سبزی فروش
 کو کہتے تھے، پھر بیٹے کے
 معنی میں مستعمل ہوئے لگا۔
 ناطق۔ قوت گویائی رکھنے
 والا۔ حاذق۔ ماہر، نیک
 و چالاک۔ جہتسن۔ جہیم
 کے فتح کے ساتھ کو ذرا۔
 طوطیک۔ کاف تصنیف کا
 ہے۔

سوئے تخت و بہترس جاہ کُشد

اُس کو تخت اور بہترین مرتبہ عطا کرتا ہے

آنجہ در وہمت نیاید دل بد

(بلکہ) اعتمادیتا ہے کہ جو ترے خیال میں بھی نہیں سکتا

شرع می دارد در و البکد از کام

شریعت جائز رکھتی ہے منہج ام کے بڑھاپا

کے شدے آں لطف مطلق قہر جو

تو وہ سراپا لطف و کرم، قہریوں کرتا

مادر مشفق در غم شاد کام

(لیکن) اُس کی مہربان ماں اس تکلیف خوش ہوتی

دور دور افقادی بنگر تو نیک

تو غور کر (حقیقت سے) بہت دور جا پڑا ہے

بوگ یابی از بیاسم حصہ

ہو سکتا ہے کہ تو میرے بیان سے کچھ حصہ حاصل کرے

حکایت مرد بقال و طوطی و مرغین ریختن طوطی در دکان

ایک بیٹے اور طوطی کا قصہ اور طوطی کا دکان کے اندر تھیل بھانا

خوشنوا و سبز و گویا طوطیے

جو خوش آواز، سبز رنگ اور بولنے والی طوطی تھی

مکتہ گفتے با ہمہ سودا گراں

اور تمام سودا گروں سے دلچسپ باتیں کرتی تھی

در نوائے طوطیاں ماذق بیے

اور طوطیوں کے ساتھ نوا جی میں ماہر تھی

در دکان طوطی نگہبانی نمود

طوطی دکان کی حفاظت کرتی رہی تھی

بہر موشے، طوطیک از بیم جاں

ایک چوہے کیلئے، اور بیچاری طوطی اپنی جان کے خوف سے

بو دبقالے مر اور اوطوطیے

ایک بنیا تھا اور اُس کی ایک طوطی تھی

بر دکان بونے نگہبان دکان

(یہ طوطی) دکان پر دکان کی حفاظت کرتی تھی

در خطاب آدمی ناطق بیے

وہ آدمیوں سے خطاب کرتے ہیں اُن جیسی باتیں کرتی

خواہر رونے سوئے خانہ رفتہ بود

مالک ایک دن اپنے گھر کو گیا تھا

گر بہر حبست ناگہ در دکان

اچانک ایک بٹی دکان میں کودی

صدر ہزاراں اس جنیراں شاہیں

اس طرح کی لاکھوں مثالیں تیرے سامنے ہیں

ایں خور و گرد و پلیدی و جہا

یہ کھانا ہے تو نجاست اس سے نکلتی ہے

ابن خور و زاید ہمہ تجل و خمد

یہ کھانا ہے تو سرا سرجل اور جہ پید ہوتا ہے

ایں زمین پاک آں دوست و بد

یہ پاک زمین کے آئندہ شر اور خراب

ہر دو صورت گزیم ماند و است

دونوں صورتیں اگر ایک جیسی ہیں ٹھیک ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد یہا

سوا صاحب ذوق کے کوئی نہیں پہچان سکتا ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد طعم

صاحب ذوق کے سوا ذائقہ کو کوئی نہیں پہچان سکتا

سحر ایا معجزہ کردہ قیاس

جادو کو معجزہ پر قیاس کر کے

ساحراں باموسی از استیہ را

جادو گروں نے موسیٰ سے لڑائی کے لئے

زین عصا آں عصا فقیست

لیکن اس لاسٹھی اور اس لاسٹھی میں کب لائق ہے

لعنت اللہ ایں عمل را در قفا

اس کام کے پیچھے اللہ کی لعنت ہے

کافراں اندر مرے بوزنیہ طبع

کافروں کو جھکا کر لئے میں بندہ کی فصلت کچھ ہیں

ہر چہ مردمی کند بوزنیہ ہم

جو کچھ انسان کرتا ہے بندہ رہی کرتا ہے

فرق شاں مفاد سالہ راہیں

لیکن آئیں شتر سالہ راہ کافرق دکھائی دیتا ہے

واں خور و گرد و ہمہ نور خدا

اور وہ جو کچھ کھانا ہے، سب خدا کا نور بن جاتا ہے

واں خور و زاید ہمہ نور احد

اور وہ کھانا ہے تو سب خدا کا نور بن جاتا ہے

ایں فرشتہ پاک آں دوست و بد

یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ کھوت اور درندہ

آب تلخ و آب شیریں اصفا است

نمکین اور شیریں پانی میں صفائی موجود ہے

اوشناسد آغوش از شورہ آب

کدہبی میٹھے اور کھاری پانی کو پہچانتا ہے

شہر رانا خوردہ کے داند ز مردم

جس نے شہر چکھا وہ شہر و مردم میں امتیاز کب کر سکتا ہے

ہر دور ابر بکر نیا در اساس

دونوں کی بنیاد مکرو فریب پر سمجھتا ہے

بر گرفتہ چون عصاے او عصا

ان کی لاسٹھی جیسی لاسٹھی اٹھائی

زین عمل تا آن عمل را بے شکوف

اس کام میں اور اس کام میں بڑا فاصلہ ہے

رحمتہ اللہ ایں عمل را در وفا

اس کام میں اللہ کی رحمت شامل حال ہے

آفتہ آمد درون سینیہ طبع

(اور ان کی خصلت) سینیہ میں بھی ہوتی ایک دفعہ

آں کند کز مردم بنید و مبدم

جو انسان سے بے درپے دیکھتا ہے وہ کرتا ہے

۱۰ ایں خوردہ بہ حال بزرگوں

کو اپنے او پر قیاس نہ کرنا

چاہئے بہت سی چیزوں کے

سکام یکساں ہیں نمکین

تساج جلا کا نہ ہیں۔ دیو۔

کھوت، شیطان۔ دور۔ درندہ

صفاء۔ میٹھا اور کھاری پانی

دونوں صاف ہوتے ہیں۔

بیاب۔ یافتن سے امر کا

صیغہ ہے۔ صاحب ذوق۔

جو جگہ کرنا انقوں میں فرق

کر سکے۔ تاخیر۔ جس

شخص نے کبھی شہر نہ کھایا

ہو وہ مردم اور شہر میں کیا

فرق کر سکتا ہے۔

۱۱ اساس۔ بنیاد ساحراں۔

جادوگر۔ استیہ۔ جھگڑا۔

از۔ زیادہ ہے دوسرے

نہیں از استیہ را ہے۔

اس میں از زیادہ ہو گا۔

ترت۔ گہرا۔ شکرت۔

حیرتناک۔ عجیب۔

۱۲ عصا۔ لاسٹھی۔ قفا۔

کدہبی، پیچھے قفا۔ وعدہ پورا کرنا،

دوستی کرنے مراد کا انا ہے،

جھکا کرنا۔ بوزنیہ۔ بندہ طبع

طبیعت۔ دم۔ مردم۔ بندہ انسان

کے مسلسل حرکات کو دیکھ کر کسی

نقل اتارنا ہے۔

طوطی اندر گفت آمد آں زماں

طوطی (اُس کو دیکھ کر) فوراً بول پڑی

کہ زچہ اے کل باکلاں آمیختی

اے گنجے، تو گجوں میں کیوں شامل ہوا؟

از قیاسش خندہ آمد خلق را

اُس کے اس قیاس سے لوگ ہنس پڑے

کار باکلاں را قیاس از خود مگیر

پاک لوگوں کے کام تو اپنے پر قیاس کر

شیر آں باشد کہ مر داورا خورد

شیر تو وہ ہے جس کو آدمی پیتا ہے

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد

اس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہو گیا

اشقیار را دیدہ بینانہ بود

بد بختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ سمجھی

ہمسری با انبیاء برداشتد

(انہوں نے) انبیوں کیساتھ برابری کا دعویٰ کھرا کر دیا

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر

یہ کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہیں

ایں نہ دانستد ایشاں از علمای

انہوں نے یہ نہ سمجھا

ہر دو گوں ز نور خور داز یک محل

دونوں قسم کی بھڑوں نے ایک ہی جگہ کھایا

ہر دو گوں آہو گیا خورد و آب

دونوں قسم کے بہنوں نے گھاس اور پانی کھایا

ہر دو نے خورد نہ از یک آب بخور

دونوں نہ سلون نے ایک گھاٹ سے پانی پیا

بانگ بر روش زردہ چون عاقلان

اُس کو بکار اور عقلمندوں کی طرح (رسول کیا)

تو مگر از شیشہ روغن ریختی

شاید لوتنے بھی شیشی سے تیل گرایا ہے

گو خود دینداشت صد اقل را

کہ اُس نے گدڑی والے کو اپنا جیسا سمجھا

گر چہ باشد در نوشتن شیر شیر

اگر چہ لکھنے میں شیر (دندہ) اور شیر (دودھ) کیلئے

شیر آں باشد کہ مر دم را درد

اور شیر وہ ہے جو آدمیوں کو کھاتا ہے

کم کے ز ابدال حق آنگاہ شد

بہت کم کوئی خدا کے ابدال سے واقف ہوا

نیک باد در دیدہ شاں کیمیا نمود

اچھا، اور بُرا ان کی آنکھ میں یکساں نظر آیا

اولیاء را پمچو خود دینداشتند

اور اولیاء کو اپنا جیسا سمجھ لیا

ما و ایشاں بستہ خواہیم و خور

ہم اور وہ سونے اور کھانے کے وہاں ہیں

ہست فرقے در میاں بے منتہی

کہ ان دونوں میں بے انتہار فرق ہے

لیکن یں شدنش وراں دیکر غفل

لیکن اس سے غفلت اور اُس سے شہد بنا

زین یکے سر کس شد وراں مشکناں

اُس ایک کا کوہ بنا اور دوسرے کا خالص مشک

آں یکے خالی وَاں پیر از شکر

لیکن ایک گھو کھلی اور دوسری شکر سے بھری ہوئی

سلہ دلق - گدڑی -
 سلہ زین سبب - غلطی کی وجہ سے -
 آبلان - اولیاء
 اللہ کی ایک خاص جماعت کو کہتے ہیں -
 اشقیار -
 شقی کی جمع بمعنی بد بخت -
 گفتہ - یعنی برابری کے دعوے میں یہ کہتے ہیں -
 اینک - اس اسم اشارہ کا کاف تصغیر کا ہے -
 علق علی - اندھا بن - کفر -
 گراہی - منتہی - انتہار -
 گوں - گونہ، قسم، رتبہ -
 بھو، شہد کی نکتہ -
 محل - جگہ -
 غفل - غفلت -
 غفلت - غفلت -
 گوبر - میگنی، تاب، خالص

لفظ فرق۔ اصل اور نقل کے
 فرق کو وہ نہیں سمجھتا۔ اس متناقض
 متناقض مومن کی نماز میں رب
 ہوتا ہے لیکن اس کا مقصد
 عبادت نہیں بلکہ فساد ہے۔
 برزخ حیات۔ مات۔ بار۔
 مقام۔ جائے قیام و توقف۔
 مطابق۔ مطابق۔

سے مومن۔ مومن کو مومن
 کہو تو وہ خوش ہوتا ہے،
 متناقض کو متناقض کہو تو وہ
 چڑتا ہے۔ نام۔ آن۔ لفظ
 مومن میں مومن کی ذات کی
 شرافت سے شرافت آئی
 متناقض کے برے حرکات
 کی وجہ سے یہ لفظ مومن
 بنا۔ مرقزی۔ مروکار ہے
 والا۔ رازی۔ رے کا

باشندہ۔ مرقز خراسان
 میں ہے اور رے عراق
 میں، ان دونوں ملکوں میں
 بہت فاصلہ ہے۔ مہتمم۔
 یعنی مومن کے لفظ میں جس قدر
 حروف ہیں ان میں کوئی ذاتی
 شرافت نہیں ہے، دوسرے
 اسرار جملہ حروف کی شناخت
 اور پہچان کے لئے ہوتے

ہیں، یہ بھی ہے اب اس میں
 شرافت، مومن کے اوصاف
 کی وجہ سے آئی ہے جو اس کے
 معنی ہیں۔

سے متناقض۔ اس کے الفاظ
 میں جو ناگواری ہے وہ بھی معنی
 کی وجہ سے ہے۔ دوزخ۔
 متناقض کے معنی میں وہ
 اوصاف ملحوظ ہیں جو
 اس کو دوزخ میں لجا رہے ہیں۔

م۔ فرق۔ کسی باطنی کا تصور ہونا برکت کی وجہ سے نہیں ہونا اسی طرح لفظ معنی کا کارکن ہے۔

اُوگماں بُردہ کہ من کردم جاو
 اُس نے گمان کیا کہ میں نے اس کی طرح کیا
 ایں کنڈاز امر و آں بہرستیز
 یہ مومن حکیم خلدی سے گرتا ہے اور وہ کفر و تکبر کیلئے

آں متناقض با موافق در نماز
 وہ متناقض مومن کے ساتھ، نماز میں
 در نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ
 نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ میں

مومن ایں را بُرد باشد عاقبت
 انجام کار مومنوں کی حیات ہوگی
 گر چہ ہر دوسرے ربیک بازی اند
 اگرچہ دونوں ایک بازی لگائے ہوئے ہیں

ہر یکے سوتے مقام خود رود
 ہر ایک اپنے مقام کی طرف جاتا ہے
 مومنش خوانیش جانش خوش شود
 تو اس کو مومن کہے تو اس کی روح خوش ہوتی ہے

نام ایں محبوب از ذات نیست
 اس کا نام اس کی ذات کی وجہ سے پیارا ہے
 میم و او و میم و او شریف نیست
 میم اور او و او و میم کی شرافت نہیں ہے

گر متناقض خوانیش ایں ناموں
 اگر اس کو متناقض کہے تو یہ ذلیل نام
 گر نہ ایں نام اشتقاق دوزخ ست
 اگر وہ نام دوزخ سے نہیں بننا ہے

زشتی ایں نام ہذا حرف نیست
 جسے نام کی بڑائی حروف کی وجہ سے نہیں ہے

فرق را کہ بیند آں استیزہ جو
 وہ لڑا کا فرق کو تکب دیکھتا ہے؟

بر سر استیزہ ویاں خاک ریز
 جھگڑا کرنے والوں کے سر پر خاک ڈال

از پئے استیزہ آید نے نیاز
 مقابلہ کے لئے آتا ہے نہ نیاز مندی کیلئے

با متناقض مومن ایں مرد و مات
 مومن، متناقض کے ساتھ حیات اور ہلاکت ہیں

بر متناقض مات اندر آخرت
 آخرت میں متناقض کو ہار ہوگی

لیک با ہم مرقزی رازی اند
 لیکن یہ دونوں خرد اور سب کے ہاں دینی طرح (با ہم مختلف)

ہر یکے بروفق نام خود رود
 ہر ایک اپنے نام کے مطابق کام کرتا ہے

در متناقض ہند و بر آتش شود
 اور اگر متناقض کہے تو مشتعل اور آگ سے پڑھ جاتا ہے

نام ایں مبغوض آفات نیست
 اور اس کا نام اس کی آفتوں کی وجہ سے مبغوض ہوتا ہے

لفظ مومن جزئی تعریف نیست
 لفظ مومن پہچان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے

ہمچو کثر دم می خلد در اندرون
 جھگڑو کے ڈنک کی طرح اُس کے دل میں جھپٹتا ہے

پس چار دے ملق دوزخ ست
 پھر اس میں دوزخ کا ذائقہ کیوں ہے؟

تلخی آں آب بحر از طرف نیست
 اور اس سمندری پانی کی لڑا و طہارت کی وجہ سے نہیں ہے

زانکہ صیادا آورد بانگ صغیر
شکاری پرندے جیسی آواز اس نے نکالتا ہے
بشنوداں مرغ بانگ جنس خویش
وہ پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سنتا ہے

حرف درویشاں بزد در دروول
کینہ آدمی فقراء کے کلمات پر اعلیتا ہے

کار مرداں روشنی گرمی ست
سودوں کا کام روشنی اور گرمی (پیشیا) ہے

شیر پشیں از برائے کد کنند
گداگری کے لئے اون کا شیر بناتے ہیں

بو مسلم القب کذاب ماند
مسلم کا لقب "کذاب" رہا

آں شراب حق خماش مشکاب
وہ حق کی شراب ہے جسکی خمر خالص شکر کی ہے

تا فرید مرغ راں مرغ گیر
تا کہ وہ پکڑنے والا، پرندے کو دھوکا دے

از ہوا آید بیا بدام ویش
(اور) فضائے آترتا ہے تو جاں اور دنگ پاتا ہے

تا بخواند بر سلیم زان فسول
تا کہ کسی بھولے بھالے پر وہ منور ہو

کار دوناں جیلہ ویشری ست
(اور) کینوں کا کام دھوکا (دینا) اور بے شرمی ہے

بو مسلم القب احما کند
مسلم رکذاب کو احما کا لقب دیتے ہیں

مر محمد را اولوالایاب ماند
(اور) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب عقل رہا

بادہ را ختمش بود گند و عذاب
(اور) شراب کی خمر گندگی اور عذاب ہے

داستان آں بادشاہ جوہر کہ نصرانیان امیکشت تعصب
آں یہودی بادشاہ کا قصہ جو عیسائیوں کو تعصب کی وجہ سے قتل کرتا تھا

دشمن عیسیٰ و نصرانی کداز
حضرت عیسیٰ کا دشمن اور عیسائیوں کو تباہ کرنے والا

جان موسیٰ او و موسیٰ جان او
(لیکن) وہ حضرت موسیٰ کی جان اور حضرت موسیٰ اسکی جان

آں دود مساز خدائی را جدا
اُن دونوں (حضرت عیسیٰ اور موسیٰ) کو خدا کی دوستوں کو جدا کرنا

رو بروں آرا زوق آں شیشہ را
جاگھر میں سے وہ بوتل کے آ

شیشہ مش چشم او دومی نمود
ایک بوتل اسکی نگاہ میں دوسری نظر آئی

بود شاہ در جہوداں ظلم ساز
یہودیوں میں ایک ظالم بادشاہ تھا

عہد عیسیٰ بود و نسبت آں او
حضرت عیسیٰ کا زمانہ تھا اور اُس (بادشاہ) کی حکومت

شاہ احوں کرد در راہ خدا
بھینگے بادشاہ نے خدا کے راستے میں

گفت استاد احوں را کاندرا
ایک استاد نے بھینگے سے کہا اندر آ

چوں رون خان احوں رفت نمود
جب بھینگا فوراً مکان میں گیا

لہ بشنود۔ مکار درویشوں
کا روپ بھر کر خلق اللہ کو

بچا لیتے ہیں۔ مردوں۔
یعنی مسکار پر۔ مردوں۔

یعنی کامل بزرگ۔ روشنی
نور۔ گرمی۔ یعنی عشق کی

گرمی۔ شیر پشیں۔ گداگر
اُن کا مصنوعی شیر بنا کر

اپنی کلری پر آویزاں کرتے
تھے۔ گداگری کی توہین

بوزیادہ ہے۔ اصل مسلم
ہے یا کوئی زور شری کی

وجہ سے خدوت کر دیا ہے۔
اُس نے کامد کے علاقہ میں

جھوٹی بیوت کا دعویٰ کیا
تھا اور اپنے مریدوں کی

طاقت سے حکومت قائم
کر لی تھی، حضرت خالد بن

ولید نے حضرت ابو بکر سے
دور خلافت میں شکست

دیکر اُس کا خاتمہ کیا۔
لہ لذاب۔ بہت چھوٹا۔

اولو۔ ذکی جمع بمعنی اصحاب
الایاب۔ کتب کی جمع بمعنی

عقل۔ اں۔ یعنی اخصوڑ
ختم۔ شراب کا ڈھکنا

جس کو سر پر کر دیتے تھے۔
مشکاب۔ خالص شکر

بادہ۔ شراب، مسلمانہ مارے
گند۔ بدبو۔ جہود۔ یہود۔

گدا۔ گدا۔ ختم سے بنا ہے
بمعنی جلا دینا، فنا کر دینا۔

سلہ نوبت۔ باری یعنی حکومت
اُس بادشاہ کی تھی۔ آں۔

وقت، زمانہ۔ احوں۔ بھینگا،
ایک کو دوسرے دیکھنے والا۔ وقان

گھر۔ شیشہ۔ بوتل۔ دومی۔ دوسری

کے گنج زر یعنی روحانی کیفیات حاصل کرنے کے لئے جسم کو لاغر کیا جاتا ہے۔ آب بریدن پانی بند کرنا۔ آنسو بند کرنا۔ پانی۔ سندان۔ لونا۔ سہہ دوارا فصیل، قلعہ کو فتح کرتے ہی ویران کر دیا جاتا ہے، پھر فاتح اس کی تعمیر کرتا ہے اسی طرح جسم کو شیطان کے قبضہ سے نکالنے میں ویران کرنا پڑتا ہے، پھر روح کے ذریعہ اس کی تعمیر کی جاتی ہے۔ کاربے چوں۔ خدائے کیا سے تقرب حاصل کر دینا بقدر ضرورت بیان کیا گیا ہے ورنہ اس کی پوری کیفیات بیان سے باہر ہیں۔

لکھ گچیں۔ تھکلیات رب کو ناگوں ہیں سالک ان میں ویران رہتا ہے سالک۔ جو راز حقیقت سے آگاہ ہیں وہ ہر معاملہ میں قدرت و حکمت کو دیکھ کر حیران اور مست رہتے ہیں حیران۔ حیرانی وہ قسمی ہے ایک تودہ ہے جو شکر و شبہات پر ناکر رہتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو محبت پر ناکر رہتی ہے۔

لکھ آں کے چرائی کی محبت کو طرح کی ہے ایک میں طالب اور مطلوب ممتاز ہوتے ہیں دوسری میں طالب و مطلوب میں امتیاز نہیں رہتا۔ روتے رہے۔ دونوں قسم کے حیران مقررین یا گمراہ الہی ہیں جنکی خدمت یا عشق عرفان الہی ہے۔ دین۔ شریعت نے عالم کے دیکھنے کو عبادت م

مقرر کیا ہے اس سے ایسے ہی بزرگوں کی زیارت مراد ہے جو عبادت مساوت ہے۔ چوں۔ محبت کے لئے گنج کا ملکی دستور کی چاہیئے، نگار و نادر فرقانوں سے پہچانا چاہیئے۔

کرد ویراں خانہ بہر گنج زر
سونے کے خزانہ کیلئے اس نے اپنے گھر کو ویران کیا
آب را بمیرید و جو را یک کرد
اُس نے پانی کو بند کر دیا اور نہروں کو پاس کیا
پوست را بشکافت پرکار کشید
تھکال میں شکافت کیا، تیر کو کھینچا
قلعہ ویراں کرد واز کافر ستد
اُس نے قلعہ کو ویران کیا اور کافر سے چھینا ہے
کار بیچوں کہ کیفیت نہد
کھانا کے کام کی کیفیت کون بیان کرے؟
کہ چنین نماید و گہ ضایاں
کبھی یوں جاوہ آراہنہ ہے اور کبھی اس کے برعکس
کا ملاں کز بہر تحقیق آگہند
اہل کمال جو حقیقت کے راز سے آگاہ ہیں
نہ چنین حیراں کہ لپیش سواست
نہ ایسے حیران کہ ان کی پشت اس کی طرف ہو
آں کے راز و اوشد سو دست
اُس میں ایک کا رخ دوست کی جانب ہوا
رو بہ یک می نگر میرا ریاس
ہر ایک کے رخ کو دیکھ اور ادب کر
دیدن دانا، عبادت ایں بود
عالم کو دیکھنا کبھی ایک عبادت ہوتی ہے

وز ہماں گنجش کند معمور تر
اور اسی خزانہ سے پھر اس کو بہت زیادہ آباد کرتا ہے
بعد از اں در جو راں کرد آنچورد
پھر اُس نے نہروں میں پینے کا پانی بھونچ دیا ہے
پوست نو بعد از انش بر مید
اُس کے بعد نئی کھال اُس سے بدل ہو گئی
بعد از اں ساختن صبر ج و سہ
اُس کے بعد صبر کی سلاسل بڑھانے اور فصیلیں بنانے ہیں
اینکہ گفتم از ضرورت می جہد
یہہ جو کچھ میں نے کہا ہے بغیر ضرورت کہا ہے
جز کہ حیرانی نباشد کار دین
دین کا کام حیرت کے بغیر نہیں ہے
بہ خود حیران مست و والہ اند
بے خود، حیران اور مست اور سرگرداں ہیں
بل چنین حیراں کہ و در رو است
بلکہ ایسے حیران کہ ان کا چہرہ اُس کے سامنے ہے
وہ یکے راز و اوشد سو دست
اور اسی ایک کا رخ خود دوست کا رخ ہے
بو کہ گردی تو ز خد بو شناس
ہو سکتا ہے کہ تو خدا کے صاحب معرفت بن جا
فتح ابواب سعادت ایں بود
اُس سے نیک بختی کے دروازے کھل جائے ہیں

فرق در میان محقق و مدعی و محقق و مبطل
صاحب تحقیق اور دیکھیں مار نیوالے اور حق گو، در بھولنے کے درمیان فرق

چوں بسے ابلیس آدم رو بہت
چونکہ بہت سے شیطان انسانی چہرے کے ہیں
پس بہر دستے نشاید داد دست
اس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ بٹھانا چاہئے

بالمک گفت کشتہ اسرار جو
بادشاہ سے کہا، اے طالب اسرار بادشاہ!

کم کش ایشانرا کشتن بود نیست
ان کو قتل نہ کر کیونکہ قتل کرنا مفید نہیں ہے

بہر نہاں ست اندر صد غلاف
وہ تنہا مٹلاخوں میں چھپا ہوا راز ہے

شاہ گفتش پس بگو تو بد چیست
بادشاہ نے اُس سے کہا، تو بتا کیا بد ہے؟

تا نماند در جہاں نصر اینے
(ہیں چاہتا ہوں) کہ دنیا میں کوئی عیسائی نہ بچے

گفت اے شہ گوش و ستم را بمر
اس نے کہا اے بادشاہ! میرے کان اور ہاتھ کاٹنے

بعد از آن در زیر دار آور مرا
اس کے بعد مجھے شوئی کے نیچے آ

بر منادی گاہ کن این کار تو
تو یہ کام اعلان گاہ پر کر

آنگہم از خود بران تا شہر دور
اس وقت اچھے اپنے پاس سے کسی دور شہر تک لے

چوں شوند آن قوم از من بدتر
جب وہ قوم مجھ سے دین قبول کرنے لگی

در میان شان فتنہ و مشور اکنم
ان میں ایسا فتنہ اور شورش پیدا کروں گا

آنچہ خواہم کرد بالنص انیاں
جو (برتاؤ) میں عیسائیوں سے کروں گا

چوں شمارندم امین راز داں
جب وہ مجھے بلند راز دار و راز رسچس لیں گے (تو میں)

کم کش ایشانرا دوست از خوں بشو
ان کو قتل نہ کر اور ان کی خونریزی چھوڑے

دین اردوئے مشک و عود نیست
مذہب میں خوشبو نہیں ہوتی وہ مشک اور عود نہیں ہے

ظاہرش باست و باطن خلاف
اُس کا ظاہر ترے ساتھ ہے اور باطن برخلاف

چارۂ ایں مکر و این تزویر چیست
اور اِس مکر و فریب کا کیا علاج ہے؟

نہ ہوید ایں دین و نہ پیمانے
نہ کھلے دین کا اور نہ چھپے دین کا

بینیم کاف لب از حکیم مر
اور کو دے حکم سے میری ناک اور ہونٹ چیر دے

تا بخواید یک شفاعت کر مرا
یہاں تک کہ ایک سفارشی مجھے مانگ لے

بر سر رانے کہ باشد چار سو
(اور) اُس راستہ پر کہ جو چور یا جو

تا در اندازم در ایشان صد قور
تاکہ میں ان میں سنو قور ڈال دوں

کار ایشان سر بسر شوریدہ گیر
تو ان کا کام بالکل اتیر ہو جائے گا

کاہر من حیراں بماند در فتنم
کہ شیطان بھی میرے فتن کو دیکھ کر حیران ہو جائیگا

آن نمی آید کنوں اندریاں
اس وقت وہ بیان (کبھی) نہیں ہوسکتا

وام دیکہ گوں ہم در پیش شان
انکے آگے ایک اور قسم کا جال پھیلاؤں گا

لہ کہ کبھی کی کے معنی میں
آتا ہے کبھی نفی کے معنی میں
ہے، یہاں نفی کے معنی
میں ہے۔ دست از چیز
شستن کسی چیز کو
چھوڑ دینا۔ خوشک میم
کے کسر اور صفت سے پڑھا
جاتا ہے، مطلب یہ ہے
کہ ان کو بچانا مشکل ہے۔
تزویر۔ حیلہ۔ مکر و فریب۔
ہوید۔ ظاہر نہ نہاں۔
پوشیدہ۔ مرقہ۔ کڑوا۔
دار۔ سولی۔ شفاعت۔ گد
سفارشی۔

لہ منادی گاہ۔ وہ جگہ
جہاں اعلان عام کیا جاتا
ہے۔ چار سو۔ چوک،
چوراہہ۔ بران۔ راندن
سے امر کا صیغہ ہے۔
دین پذیر۔ دین کی بات
قبول کرنے والا۔
لہ شوریدہ۔ پریشان
و خراب۔ اسیر۔ ایرانوں
کے عقیدہ کے مطابق وہ
خدا جو خالق شر ہے ہم اس کا
ترجمہ شیطان کرتے ہیں۔
ایمن۔ امانتدار۔ راز داں۔
بھیدی۔ دگر گوئی۔
دوسری طرح۔

پیش تو ارم بکن شرمش تمام
مہارے پاس لاؤں، خوب کھو کر بتاؤں

آہولی بگزار و افزوں میں مشو
بھینکا بن چھوڑا در زیادہ دیکھنے والا بن

گفت اُستا، زان ویک اشکن
اُستاد نے کہا تو دلوں میں سے ایک کو توڑا

مردا حول گرد و از میلان خشم
انسان محبت اور غصے سے (بھی) بھینکا بن جاتا ہے

چوں شکست اوشیشہ اردگیر شود
جب اس نے بوس کو ٹوڑی تو دوسری موجود تھی

زاستقامت روح رامدل کند
(اور) روح کو راست روی سے پھر دیتے ہیں

صد حجاب ز دل بسوگیدہ شد
اور دل کے سینکڑوں پرے آنکھ پر لگے

کے شناس ظالم از مظلوم زار
تو وہ ظالم اور عاجز مظلوم میں کب فرق کرے

گشت آہول کا لاماں یار و مال
بھینکا بن گیا کہ الا نان و انا نحفظ

کہ پناہم دین موسیٰ را و لیت
کہ میں موسیٰ کے دین کی پشت دینا ہوں

گفت آہول زان دوشیشہ تاکلام
بھینکے نے کہا اُن دونوں میں سے کونسی

گفت اُستاد اُن دوشیشہ نیست
اُستاد نے کہا دونوں میں نہیں ہیں چل

گفت اے اُستاد اطمعن مزین
اُس نے کہا اے اُستاد مجھے طعن نہ دیکھئے

چوں یکے شکست ہر دوش در چشم
جب اُس نے ایک کو ٹوڑی لگا دی تو دوسری غالب ہو گئی

شیشہ یک دوش و یک شمش دو نمود
بوسل ایک بھی لیکن اس کو دو نظر آئیں

خشم و شہوت مرد را حول کند
غصہ اور شہوت انسان کو بھینکا بنا دیتے ہیں

چوں غرض آمد نہر لوشیدہ شد
جب غرض آئی تو نہر بوسیدہ ہوا

چوں ہد قاضی بدل رشوت قرار
جب قاضی دل میں رشوت طے کرے

شاہ از حقد جہودانہ چنان
بادشاہ، یہودیت کے گینہ سے آپا

صد ہزاراں مومن مظلوم گشت
لاکھوں مومن مظلوم مار ڈالے

لے شرح، تفصیل۔ آہولی۔
بھینکا بن۔ افزوں۔ زیادہ
اُستاد۔ اُستاد کو مقف ہے۔
پیشکن۔ بر زیادہ ہے۔

میلان۔ محبت، طرفداری
خشم۔ غصہ، ناراضگی۔
یعنی محبت اور غصہ میں
کبھی اصل حقیقت نظر
نہیں آتی ہے۔

شد شہوت۔ خواہش۔
قرار۔ یعنی جب تاضی
رشوت، لینے کی کھان لے
تو اس کے ذہن میں ظالم
اور مظلوم کا فرق نہیں
رہتا۔ حقد۔ کینہ۔

شاہ۔ کہ۔ میں کات بیان ہے
اُس کی ہا کالفظ نہیں کیا
جاتا ہے۔ بہرزن۔ واکو،
یہاں عیار اور جالاک مراد
ہے۔ عشوہ۔ دھوکہ۔ تو۔
کہ اوتر سایاں۔ ترسائی جن

جو عیسائی اور آتش پرست
کے لئے بولا جاتا ہے، یہاں
عیسائی کے معنی میں ہے۔

حکایت وزیر بادشاہ و مکر اور تفریق ترسایاں
بادشاہ کے وزیر کا قصہ اور عیسائیوں میں تفریق بھیلانے کے لئے مکر و فریب

کوہر آب از مکر بر بستہ گرہ
جو مکاری سے پانی میں گرہ لگاتا تھا

دین خود را از تلک پناہاں کند
کہ بادشاہ سے اپنے دین کو چھپا لے

شہ وزیر کا اشت بہن عشوہ
اُس بادشاہ کا ایک مکر اور بہن وزیر کا

گفت ترسایاں پناہاں کنند
اُس نے کہا ہندو اپنی جان کی (اس طرح) حفاظت کریں

شکر یزداں را و عیسیٰ را کہ ما
اللہ اور عیسیٰ کا شکر ہے کہ ہم

از جہودی و ز جہوداں رستہ اکیم
یہودیت، اور یہودیوں سے ہم جھوٹ گئے ہیں

دور دور عیسیٰ است اک مرد ما
اے لوگو! یہ عہد تو حضرت عیسیٰ ہی کا عہد ہے

کایں شہبیری ظالم لب و لبت
یہ بادشاہ بے دین اور ظالم بہت بڑا دشمن ہے

ایں نسق می گفت بانصرانیان
وہ عیسائیوں سے اس طرح کی باتیں کہتا تھا

گفت شہ را کہ شہنشاہ صبر کن
بادشاہ سے کہا جہاں پناہ افرا صبر کریں

چوں شمارندم ایمن و مقتدا
جب وہ مجھے امانت دار اور پیشوا سمجھ لیں گے

چوں زیر اس مکر ابر شہ شہر
جب وزیر نے بادشاہ کے سامنے یہ فریب بیان کیا

کرد باوے شاہ آں کار یک گفت
بادشاہ نے اس کے ساتھ وہی کار کہا جو اس نے کیا

کرد رسوایش میان انجمن
بادشاہ نے اس کو بھری انجمن میں رسوا کیا

را ند اور اجانب انبیاں
اُس کو عیسائیوں کی جانب بھجوا دیا

چوں خیال یزد تر سیا نش زار
عیسائیوں نے جب اس کو ایسا عاجز و بال ہیکھا

حال عالم این چنینست اے لیسر
اے لوگو! دنیا کا حال یہی ہے

گشتہ اکیم ایں دین حق را رہنما
اس سچے دین کے راہنما بن گئے ہیں

بزنار یہ میاں رابستہ اکیم
جب سے کہ ہم نے زنار سے اپنی کرکس لی ہے

بشنوید اسرار کیش او سجاں
اُن کے مذہب کے اسرار دل و جان سے سنو

می نہ دانید پیچ دشمن را زدوست
دوست اور دشمن میں نہ فرق نہیں کرتا

لیک بودش دل بسوشتہ کشاں
لیکن اُس کا دل بادشاہ کا گر ویدہ تھا

تاسم ایثاں اکتم از یخ و برف
تاکہ میں اُن کی جڑ اور بنیاد اُتھ اُڑوں

سرمہندم جملہ جویند را ہستدا
میرے سامنے سب سر جھکا دیں گے اور ہٹ جائیں گے

از دلش اندیشہ را انگلی ببرد
اُس کے دل سے فکر کو با انگلی دور کر دیا

خلق حیراں ماند زان را نہفت
وہ لوگ اس چپے ہوئے سجدے لوگ بے خبر رہے

تا کہ واقف شد ز حالش مردوزان
تہاں تک کہ مرد و اور غورت اُس کے حال واقف ہو گئے

کرد در دعوت شروع او بعد از ان
اس کے بعد اُس نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا

می شدند از غم او آشکبار
تو وہ اُس کی حالت آزار پر رو پڑے

از حسد میخزدانیہا سربس
اور یہ سب باتیں حسد سے پیدا ہوئی ہیں

قبول کرد ان نصاریٰ کو کہ یزداں

*
لہ جہودی۔ یہودیت۔ جہوداں
بادشاہ کے متعلقین یہودی
زنار۔ جنبو، وہ درگا جاہیں
عیسائی اپنی گردن میں صلیب
ڈالتے ہیں۔ دور۔ عہد،
زمانہ یعنی اس وقت لوگ
حضرت عیسیٰ کی شریعت
کے محکف ہیں سکیش۔
دین، مذہب۔ می نہ دانید
دشمن میں، اندھا ہے۔ نسق
طرز، اسلوب یعنی جو باتیں
عیسائیوں سے کہیں وہ بادشاہ
کو سنائیں یکساں۔ اہل۔
سلاہ کتم۔ کاف کے فقرے،
کندران اٹھا کر۔ برف۔ جڑ،
بنیاد۔ مقتدا۔ جس کی پیروی
کی جائے۔ راہنما۔ ہدایت
حاصل کرنا۔ شہر۔ اس نے
گناہ شائع کیا۔ انگلی۔ بالکل۔
گفت۔ یعنی بادشاہ نے
اس کے ہاتھ، پیر، ناک،
کان کاٹ کر عیسائیوں کے
علامہ میں بھلوادیا۔
تھ دعوت یعنی دین کی تبلیغ
زنار۔ عاجز، بد حال۔ اشکبار۔
آنسو بہانے والا۔ حال۔
یعنی حسد سے سب کراتا ہے جو
وزیر عیسائیوں کے ساتھ
کر رہا تھا۔

از جیلِ بفریمِ ایشاں راہمہ

اُن سب کو جیلوں سے فریب دوں گا

تا بدستِ خویشِ خونِ خویشتن

بہلے تک کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنا خون

واندر ایشاں افگنم صد مذمہ

اور اُن میں سبیلوں کے دروازے پھیلانوں گا

برز میں ریزند کو تہ شد سخن

زمین پر بہائیں گے، باتِ مخفی ہوئی

تلبیس اندیشیدن وزیرِ بانصاری و مکر او

وزیر کا عیسائیوں کو دھوکہ دینے کی فکر کرنا اور اُس کا مکر

اے خدائے راز داں میدانیم

اے راز داں خداتو مجھے جانتا ہے

وز تعصب کہ قصد جان من

را دُر اُس نے تعصب کی وجہ پیری جان لینے کا ہے

آسچہ دین اوست ظاہر اُن کم

اور خواہش کا مذہب ہے وہی اپنا مذہب ظاہر کروں

مستم شمشش شہ گفزار من

را دُر میری بات بادشاہ کے سامنے جھوٹی ہوئی

از دل من تادل تو وزن ست

اور میرے دل سے تیرے دل تک سوراخ ہے

حال دیدم کے نیو شتم قال تو

جب میں نے حال دیکھ لیا تو تیری بات کیوں سکوں؟

او جہودانہ بکر دے پارہ ام

تو وہ یہودیوں کی طرح میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا

صد ہزار اُن شمش بر خود نیم

اُن کے لاکھوں، احسان، جان پر ہاتھوں

واقفم بر علم و نیش نیک نیک

میں اُنکے دین سے، خوب، خوب واقف ہوں

در میان جاہلاں گرد در پاک

جاہلوں میں پہنچ کر تباہ و در باد ہو

پس بگویم من لیس نضر انیم

پچھوں کہوں گا، میں پوشیدہ طور پر عیسائی ہوں

شاہ واقف گشت از ایمان من

بادشاہ میرے ایمان سے واقف ہو گیا

خواستم تادیں ز شہ نہاں انم

میں نے جاہل بادشاہ سے اپنا دین چھپاؤں

شاہ بگوئے یرواز اسرار من

بادشاہ نے میرے رازوں کی بو پالی

گفت گفت تو جو در نال سو ست

اُس نے کہا، تیری گفتگو دلی میں سونیں کی ہے

من از اُن وزن بدیم حال تو

میں نے اُس سوراخ سے تیرا حال دیکھ لیا ہے

گر نو دے جان عیسیٰ چارہ ام

اگر حضرت عیسیٰ اُن کی روح میری مدد کار نہ ہوتی

بہر عیسیٰ مہربانم جان دہم

حضرت عیسیٰ کے لئے میں جان اور سر دوں

جان لرغیم نیست از عیسیٰ ولیک

حضرت عیسیٰ کے لئے جان دینے میں مجھے تامل نہیں ہے

حیف می آید مرا کاں دین پاک

مجھے اس پرافسوس آتا ہے کہ یہ پاک دین

لے دے مذمہ۔ مکر و فریب۔

جیل۔ جیل کی جمع ہے۔ جیلست

نضر انیم۔ یعنی بظاہر یہودی

پوشیدہ عیسائی ہوں۔

اے خدائے۔ یعنی خدا کی قسم

کہا کر کہوں گا۔ تعصّب۔

اپنے کی بیجا حمایت۔ دین۔

یعنی عیسائیت۔ دینِ آواز

یعنی یہودیت۔

مستم شمشش۔ ہمت زدہ۔

گفت۔ پہلا گفت فعل

ماضی۔ دوسرا گفت ماضی

مصدر ہے۔ تروڑن۔

کھڑکی روشن دان یعنی میں

تیرے دل کی بات سے

واقف ہوں۔ نیو شمشش۔

سننا تھا۔ بات، گفتگو۔

جہودانہ۔ یعنی وہ تعصّب

جو یہودیوں میں ہے۔ پارہ۔

ٹکڑا۔

صد ہر عیسیٰ حضرت عیسیٰ

کے لئے جان اور سر دینے کی

ستائے، اگر یہ سعادت

مجھے مل جائے تو ہزار احسان

مازوں۔ حیف۔ یعنی جیسے کی

متاسا اُس لئے کہ دین عیسیٰ کی

حفاظت اور تبلیغ کروں۔

اُو بستر دجال یک چشم لعین
وہ خفیہ طور پر ملعون کہاں دجال ہے

صد ہزار سال دام و دانہ استیخدا
لے خدا لاکھوں، جال اور دانے ہیں

دُمبدم پابستہ دام نوایم
ہم ہر وقت ایک نئے جال میں گرفتار ہیں

می رہانی ہر دمے مارا و باز
تو ہمیں ہر وقت چھڑاتا ہے اور پھر

مادرین انبان گندم می کنیم
ہم اس پورے میں گہوں بھرتے ہیں

می بیندیشیم آخر ماہوش
جب ہم عقل سے سوچتے ہیں

موش تا انبان ماخوہ زدہ
چو ہے نہ ہمارے بوکے میں سوراخ کر لیا ہے

اول ایجاں دفع شر موش کن
اے عزیز! پہلے چو ہے کسی شرارت کو دفع کر

بشنواز اخبار آں صد اصدور
صدروں کے صدر کی یہ حدیث سن لے

گر نہ موشے دزد در انبان مات
اگر کوئی چور یا ہمارے پورے میں چور نہیں ہے

ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا
ہر روز کا ذرا ذرا سا صدق کیوں

لبس ستارہ آتش از آہن حمید
آگ کی بہت سی چنگاریاں لوہے سے نکلیں

لیکے ظلمت یکے دزد نہاں
لیکن ایک چھپا ہوا چور اندھیرے میں

ایں افریاد رس نعم المعین
اے خدا، اچھے مددگار ہمارے فریاد رس

ماچو مرغان حریص بے نوا
اور ہم لالچی بھوکے پرندوں کی طرح ہیں

ہر یکے گری باز و سیم غے شویم
اگرچہ ہم سب باز اور سیرغ سبجائیں

سوئے دام می رویم اے بے نیاز
ہم کسی جال کی طرف چلتے ہیں، اے بے نیاز

گندم جمع آمدہ گم می کنیم
جمع شدہ گہوں کو گم کر دیتے ہیں

کایں خلل در گندمستان ز کموش
تو گہوڑوں میں یہ کی چو ہے کی نکالی سے ہے

از فتنش انبار ما ویراں شد
اس کے کمرے ہمارا ذخیرہ برباد ہو گیا ہے

وانکہ اندر جمع گندم جوش کن
پھر گہوں جمع کرنے کی کوشش کر

اَصَلَوۡۃٌ (تَمَّ) اِلَّا بِالْحِضْوٰی
کہ کوئی نماز بغیر حضورِ قلب کے مکمل نہیں ہوتی

گندم اعمال چل سالہ کجاست
تو چالیس سالہ اعمال کے گہوں کہاں ہیں؟

جمع می نماید دریں انبار ما
ہمارے اس انبار میں جمع نہیں چوتاب ہے؟

وین دل شوریدہ بذر کشید
اور اس دیوانہ دل نے ان کو بیل اور بذر کیا

مے نہ انگشت براستار گال
چنگار یوں پرانگی دھرتیا ہے

لے یک چشم۔ کانا، دجال
کانا ہوگا۔ لعین۔ ملعون
نعم المعین۔ اچھا مددگار
سیرغ۔ کہا جاتا ہے کوئی
نادرا الوجود پر نہ ہے جو
کوفات میں رہتا ہے۔
اُس کے پروں میں تین
رنگ ہوتے ہیں۔ انبان
سقطلا، پورا۔ مخفہ۔ گڑھا،
سوراخ۔

لے اول۔ یعنی انسان کو
پہلے شیطانی وساوس
سے نجات حاصل کرنی
چاہئے اُس کے بعد عبادت
کا ذخیرہ کرے۔ لا خلوۃ
یعنی نماز جب ہی ممکن
ہوگی جب لی شیطانی وساوس
کا دخل نہ رہے۔ چل سالہ
عموماً چالیس سالہ عمر جو انبی
کی ہوتی ہے جس میں انسان
باطن کی اصلاح کی طرف
متوجہ نہیں ہوتا ہے۔
لے ستارہ آتش۔ آگ کی
چنگاری۔ چھینک۔ کلنا۔
شوریدہ۔ دیوانہ۔ بذر نہاں
یعنی شیطانی اُن شراروں کو
بجھا دیتا ہے جو عبادت سے
پیدا ہوتے ہیں۔

جمع آمدن نصاریٰ با وزیر و راز گفتن اوباشان

دربار کے پاس عیسائیوں کا جمع ہونا اور اُس کا اُن سے راز کہنا

اندک اندک جمع شد در کوئے او

تھوڑے تھوڑے اُنکے کچھ میں جمع ہو گئے

بہتر انگلیوں و زنار و نماز

انجیل اور شیعہ صلیب اور نماز کے آسرا

دائماً اقوال و افعال مسج

ہمیشہ حضرت مسیح کے اقوال اور افعال

لیکے در باطن صغیر و دام بود

لیکن باطن بیٹی اور چال (دولامعاد) تھا

ملتفت بودند مگر نفس غول

نفسانی بھوت کے کھکے بالے میں سوال کیا کرتے تھے

در عبادتہا و در اخلاص جاں

عبادتوں اور دل کے اخلاص میں

عیب باطن را بختندے کہ گو

(بلکہ) باطنی عیب کی جستجو کرتے کہ فرمائیے

میشاسند چوں گل از کفن

وہ پہچان لیتے جس طرح پھول کو کفن (جلد پہچان لیتا)

تا بآں شد و عطر و نذر کش حسن

جس سے اُنکا وعظ اور بیان خوب ہو گیا

خیرہ گشتندے در آن عطر و باں

اُس وعظ اور بیان سے حیران و جاے تھے۔

خود چہ باشد قوت تقلید عام

عام تقلیدی قوت (رہی) کیا ہوتی ہے

ناتعیش می بنداشتند

وہ اُسکو حضرت عیسیٰ کا نائب سمجھ رہے تھے

صد ہزاراں مرد تر شا سوئے او

لاکھوں عیسائی اُس کی حمایت میں

اُوبیاں می کرد با ایشان برار

وہ اُن سے راز داری کے ساتھ بیان کرتا تھا

اُوبیاں می کرد با ایشان فصیح

وہ اُن سے فصاحت کے ساتھ بیان کرتا تھا

اُوبطاہر و اعطأ احکام بود

وہ بظاہر دین کے محکموں کا واعظ تھا

بہر اُن معنی صحابہ از رسول

اسی سبب سے صحابہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے

کو چہ آمیزد ز اغراض نہاں

کہ وہ کیا پوشیدہ طور پر غرضیاں لا دیتا ہے

فضل کارانجستندے ازو

اُن سے عبادت کی فضیلتیں نہ لاپرواہ کرتے

موجب و ذرہ ذرہ مگر نفس

نفس کی رستاری کا بال بال اور ذرہ ذرہ

گفت اُن فصلے خلیفہ حسن

اسی کا کہ حصہ حضرت خلیفہ نے حضرت حسن کو بتایا

موشگافان صحابہ جملہ شاں

تمام نکتہ شناس صحابہ

دل بد و داند تر سیااں تمام

تمام عیسائیوں نے اُس کو دل دیدیا

در درون سینہ ہر ش کا شتند

انہوں نے اپنے سینوں میں اس کی جستجو کی ہوئی

لے تر شا۔ عیسائی۔ انجیل

انجیل کو کہتے ہیں۔ مزار یعنی

اُس صلیب کا دھاگا جو

عیسائی نگلیں اٹکاتے

ہیں۔ آحکام۔ عیسوی

مذہب کے احکام۔ صغیر

وہ آواز جو رستکاری جانوروں

کو کہنا شے کے لئے نکالتا ہے۔

معنی شیطانی

مگر و فرب۔ غول۔ شیطانی

جھلاوہ۔ گوہر۔ آفرین

نفسانی خواہشیں۔ کفن۔

ایک تیرہ بود رکھاس

ہے۔ خلیفہ ابن الیمان

مشہور صحابی ہیں، جنگو

دین کے آسرا حضور سے

سہت حاصل ہوئے تھے۔

حسن۔ حسن بھری مراد

ہیں۔ اگر یہ حضرت خلیفہ

کی وفات کے بعد پیدا

ہوئے ہیں انکو بالواسطہ

حضرت خلیفہ کے علوم

پہنچے ہیں۔ امام غزالی

نے فرمایا ہے کہ حسن بھری کا

کلام انبیاء کے کلام سے

مشابہ ہوتا ہے۔

نکتہ شناس۔ نکتہ شناس

محقق حقیر حیران۔ دل کے ذراں

عاشق ہونا، نقد ہونا۔

تقلید۔ بلا دلیل کسی کی پیروی

کرنا۔ ذوال۔ ایک بھرتے

کا نام ہے جو قیام کے قریب

رو نما ہو گا بہتے لوگ کسی

شعبہ بازی سے متفقہ ہو کر اس

پر ترجیح دیتے ہیں۔

فارغاں از حرص و کلبا و حصص

دیر و گھم اور خفا کا دور پشانی سے فارغ ہوتے ہیں

ترک روز آخر جو باز پس سپر

آخر جب دن کے سپاہی نے شہزی کے احوال لگا کر

میل ہر جانے بسوئے تن بود

ہر جان کا جسم کی طرف میلان ہوتا ہے

از صفرے باز دام اندر کشی

سیٹی کے ذریعہ کو پھر جال بچھا دیتا ہے

چونکہ نور صبح دم سر بر زند

جب صبح کے وقت کا نور نمودار ہوتا ہے

فالق الاصابح اسرافیل وار

صبح کو پیدا کرنے والا اسرافیل کی طرح

روحانے منبسط راتن کند

منتشر روجوں کو جسم میں لے آتا ہے

اسب جاں رامی کن عاری زی

روح سے گھوڑے کو زین سے نچکا کر دیتا ہے

لیک بہر آنکہ روز آیند باز

لیکن اس لئے کہ وہ دن میں واپس آئیں

تا کہ روزش واکش زان مرغزار

تا کہ اس سبز زار سے دن میں واپس لے گئے

کاش چو اوصحاب کبف آل روح را

کاش اوصحاب کبف کی طرح اس روح کو

تا از پس طوفان بیداری ہوش

تا کہ بیداری اور ہوش کے اس طوفان سے

اے بسا اوصحاب کف اندر چل

اے مخاطب! جیسے اوصحاب کبف دنیا کے اندر

مُرخ و از دام جستہ وز قفص

اُس پرندہ کی طرح جو دام اور جبر سے آزاد ہو گیا ہو

ہند فتنے شب را تیغ افگند تر

رات کے چور کا تلوار سے سر کاٹ گرا یا

ہر تنے از روح آبستن بود

ہر بدن روح سے باردار ہو جاتا ہے

جملہ را در دام درد آور کشی

سب کو مصیبت کے فال میں بچاؤں دیتا ہے

گر گس ز زین گردوں پیر زند

اور آسمان کا شہزی گدھ اڑنے لگتا ہے

جملہ را در صورت آرزواں دیار

اُن جگہوں سے سب کو صورت میں لاتا ہے

ہر تنے را باز آبستن کند

ہر جسم کو پھر باردار کر دیتا ہے

بیر النوم آخ الموت سنن

نیند موت کی بہن ہے گھا مطلب یہی ہے

بر نہد بر پائے شاں بند دراز

اُن کے پیر میں لمبی رستی باندھ دیتا ہے

وز چراگاہ آردش در زیر بار

اور چراگاہ سے اُسکو بوجھ کے نیچے لاتا ہے

حفظ کرے یا خوشی نوح را

محفوظ کر دیتا یا اس طرح جسے کسی نے نوح کی نجات

وار بیلے ایں ضمیر و حشیم و گوش

چوٹ والے میں دل اور سم اور کان

پہلوئے تو پیش تو ہست ایں ماں

تیرے پہلو میں، تیرے سامنے اب بھی موجود ہیں

لہذا کتاب کسی چیز پر اوندھا

گرا بخت سے بقیہ میں، دوزخ

شر کے بالوں کا کم ہونا جو فکر

اور پریشانی سے ہوتا ہے۔

شرک۔ شرک تان کا رہنے والا

سپاہی۔ ہندو۔ چور۔ غلام۔

ہندوستان کا رہنے والا۔

آبستن۔ جالہ ہونا، پھیل

ہونا۔ صیقل۔ شکاری کی کشتی

جس سے شکار راست ہو جاتا

ہے۔ دام درد آور۔ بیلہ

میں طرح طرح کے دردوں

سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

سر زردن۔ ظاہر ہونا۔

کر گس۔ گدھ۔ پیر زدن۔

اڑنا۔

لہذا فالق الاصابح صبح کو

رات کی تاریکی سے کھلنے والا

اسرافیل۔ آس فرشتہ کا نام

ہے جو قیامت کے قریب

صور بھونکے گا۔ منبسط۔

آزاد۔ عاری۔ خالی، بے

زین۔ کاکھی۔ تیر۔ صیقل

لوم۔ نیند۔ آخ۔ بھائی۔

بر نہد۔ بر نہاؤ۔ واکش۔

زور۔ یا جیلہ کے ذریعہ

کھینچنا۔

لہذا مرغزار۔ چراگاہ۔ دَر

واز۔ زیر بار۔ جانوروں

کو چراگاہ سے واپس لانے

بعد لا داجا ہے۔ کشتی۔

حضرت نوح کی کشتی نے چند

روز حفاظت کی۔ طوفان

بیداری میں انسان طرح

طرح کے مصائب اور افکار

سے دوچار ہوتا ہے۔ نسا۔

اصحاب کبف کی طرح کے

نیشہ میں جو جہیز میں لکھا تھا اس میں بھی صحت حاصل نہیں کر سکتا تھا

لے مقیم قائم و شامل مال
یامانی تو ہمارے ساتھ ہے۔
آلواح لوح کی جمع معنی تختہ
یعنی جس طرح خلد و حوں کو
آزاد کر دیتا ہے اسی طرح
ہمیں شیطانی دوسوے سے

آزاد کر دے۔ فارغان۔
یہ طرح کی تکالیف سے آزاد
عارف جس کو خدا کی معرفت
حاصل ہو گئی ہو۔

لے ہم تو خود وہ سوئے
ہوئے ہیں یہ قرآن پاک میں
اصحاب کہف کے بارے میں
فرمایا گیا ہے۔ اصحاب کہف
بزرگوں کی ایک جماعت
تھی جو دنیا و نوس بادشاہ کے
زمانہ میں پیغمبر وقت پر ایمان
لے آئے تھے۔ بادشاہ کے

ظلم کے خوف سے ایک غار
میں جا چھپے تھے۔ مرتبہ یعنی
اصحاب کہف کے بارے میں
اس عقیدے سے گریز نہ کر۔

چون قلم اصل کاتب کا پیچہ
وہ جس طرح چاہتا ہے قلم
جاتا ہے شوق سے تصور اس امدت
عارف۔ وہ شخص جس کو خدا
کی معرفت حاصل ہو گئی ہو۔
سے متوجہ ہے چون اس سے مراد

عالم مثال ہے جس کو عالم
برزخ بھی کہتے ہیں۔ یہ عالم
جو ہماری آنکھوں کے سامنے
ہے اس کو عالم اجسام یا عالم
شہادت کہا جاتا ہے۔ جو کچھ
عالم شہادت میں ہے وہ بلا کسی
مادہ کے عالم مثال میں بھی ہے
یہی عالم مثال مرئیہ کہلاتا
قیامت انسان کا مقام ہے۔

میشد استارگان از یک بیک

چنگاریوں کو ذرا بجا دیتا ہے
چوں عنایات شود بامام مقیم
جب تیری عنایتیں ہمارے ساتھ ہو جائیں گی

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم
اگر ہر قدم پر ہزاروں حبال ہوں

ہر شبے از دام تن اولوح را
موجوں کو بدن کے جال سے ہر شب

می رہند از دوح ہر شبے میں قفس
روحیں ہر شب اس پنجرے (جسم) سے بچوت جاتی ہیں

شب ز زندان بے خبر زندانیان
(جس طرح) لڑت کو قیدی، قید خانہ سے بے خبر ہوتے ہیں

نہ غم و اندلشتہ سودوزیاں
نہ کسی کو فائدہ اور نقصان کا غم اور فتنہ

حال عارف ایں بود و خواب ہم
خاشاک کی یہ حالت بغیر نیند کے بھی ہوتی ہے

خفتہ از احوال دنیا و روز و شب
وہ دن رات دنیا کے احوال سے غافل ہوتا ہے

آنکہ او نیچہ نہ بیند در رفقہ
(وہ شخص) جو نیچے میں ہاتھ کو نہیں دیکھتا

تمثیل عارف تفسیر "اللہ یَتَوَقَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا"
مر مر عارف کی مثال اور اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے، کی تفسیر

شمہ زین حال عارف و انمود
عارف کے حال کا کچھ قصہ (کہنے) واضح کر دیتا ہے

رفته در صحرائے بے چوں جان شاں
ان کی جان ایک بے مثال بیابان میں چلی جاتی ہے

تا کہ نفروز در چراغے بر فلک

تا کہ آسمان پر کوئی چراغ روشن نہ ہو
کے بود بے ازاں دُرد لیتم

تو اُس کینہ چرخ کا ڈر کب ہو سکتا ہے؟
چوں تو بامانی بنا شد بیچ غم

جب تو ہمارے ساتھ ہے تو کچھ غم نہیں
می رہانی می کنی اولوح را

تو رہا کر دیتا ہے، تختیاں اکھاڑ دیتا ہے
فارغان بے حاکم و محکوم کس

فارغ اقبال بغیر افسری اور ماتحتی کے
شبے دولت بے خبر سلطانیاں

(اور) لڑت کو کارکنان، سلطنت سے بے خبر ہوتے ہیں
نہ خیال ایں فلان آں فلاں

نہ اس فلاں اور اس فلاں کے خیال
گفت یزداں ہم تو دُرد پس مرم

خدا نے فرمایا ہے وہ سوئے ہیں اُس سے نبی کا
چوں قلم در نیچہ تقلیب

خدا کے دست، تقریب میں قلم کی طرح ہے
فعل پندار دیر جنبش از قلم

وہ قلم کی حرکت کو اسی کا فعل سمجھتا ہے

خلق را ہم خواب حسی در بود
کوگوں کو حسی نیند بھی بے خود کر دیتی ہے

روح شاں آسودہ و ابدان شاں
ان کی روح اور ان کے بدن آرام میں ہوتے ہیں

م۔ خواب میں بھی عالم مثال نظر آتا ہے اس کے علاوہ ایک عالم ارواح ہے جو مادہ اور کیفیت و دولت سے منزوع ہے۔

نے چنانکہ از خیال آید بجال

وہ ایسا نہیں ہے کہ خیال سے وجد میں آئے

دیور اچوں حور بند و خواب

وہ خواب میں شیطان کو خورد پچھتا ہے

چونکہ تخم نسل در شورہ برنجیت

جیسے ہی نسل کا بیج اس نے شور زمین میں ڈالا

ضعف بر بین از ان تن پلید

اس کی وجہ سے سر کی گرد زری محسوس کرتا ہے اور جسم پلید

مرغ بر بالا پران سایہ اش

پرنده او پر اُٹھ رہا ہے اور اس کا سایہ

ایلمے صیاد اس سایہ شود

بیوقوف اس سایہ کا شکاری بنتا ہے

بے خبر کاں عکس اس مرغ ہواست

اس سے غافل ہے کہ وہ ہوا کے پرنده کا عکس ہے

تیر انداز دلبستے سایاؤ

وہ سایہ کی طرف تیر اندازی کرتا ہے

ترکش غمش تہی شد عمر رفت

اس کی عمر کا ترکش غامی ہوا عمر (بر باد) گئی

سایہ بیزواں جو باشد دایہ اش

جب اللہ کا سایہ اس کی دایہ ہو

اس خیالش گرد اور اصدال

دیکھ، اس کا وہ خیال اس کے لئے تلو دال ہے

پس ز شہوت ریز داؤ بادلو آب

پھر شہوت سے اس سے ہم بستری کرتا ہے

اوبخویش آمد خیال از مے گرخت

وہ بیدار ہوا اور خیال اس سے روانہ ہوا

آہ از ان نقش پدید نا پدید

اس ظاہری اور معدوم نقش پر افسوس ہے

مید و دیر خاک پیران مرغ و ش

پرنده کی طرح زمین پر آرائان کر رہا ہے

مید و دیر چندانکہ بے مایہ شود

اتنا دوڑتا ہے کہ بے طاقت ہو جاتا ہے

بے خبر کہ اصل اس سایہ کیماست

اور اس سے بے خبر ہے کہ اس سایہ کی اصل کہاں ہے

ترکشش خالی شود در جستجو

اور جستجو ہی میں اس کا ترکش خالی ہو جاتا ہے

از دویدن در شکار سایہ تفت

سایہ کے شکار میں دوڑنے سے جل تیج گیا

وارباند از خیال سایہ اش

تو اس کو سایہ کے خیال سے نجات دیدے گا

در تخریض متابعت ولی مرشد

رہنما ولی کی تابعداری کی ترغیب

مردہ ایں عالم وزندہ خدا

وہ اس دنیا کا مردہ اور خدا کا زندہ ہوتا ہے

تاری از آفت آخر زماں

تاکہ آخرت کی مصیبت سے توجھوٹ جائے

سایہ بیزواں بو د بندہ خدا

خدا کا بندہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے

دامن او گیر زو تر بے گماں

اس کا دامن شک و شبہ کے بغیر جلد تھام لے

لہ حال۔ و جاہ کی رو کیفیت

جو سالکوں پر طاری ہوتی

ہے۔ دلو۔ شیطان۔ آب

یعنی لطفہ، مٹی، تخم نسل۔

لطفہ، مٹی، محض سر۔

بدخوابی سے دماغ گزرد

ہو جاتا ہے۔ پدید نا پدید

خواب میں جو ظاہر ہوا

حقیقت میں وہ کچھ نہیں ہے۔

لہ مرغ۔ واپسی خیالات

کے پیچھے بھاگنے والوں

کی دوسری مثال ہے۔

اصل۔ یعنی پرنده ترکش۔

تیروں کا تھیلا۔ تفت، فعلی

ماضی تفتن بمعنی اسبقتن۔

لہ سایہ بیزواں یعنی اولیاء

اللہ۔ دایہ۔ آنا، مراد مرشد

کامل ہے۔ سایہ۔ یعنی

خیالاتی دنیا۔ تخریض

برائیکہ کرنا۔ بندہ خدا۔

یعنی خدا کا خاص بندہ

زودتر۔ زودتر کا مخفف

ہے، بہت جلد۔

یار باد، غار با او ہم سرود

یار اور غار (دووں) آں کے ہمسار ہیں

باز اداں کر چیت اس پر پوشہا

اب سمجھ لے کہ یہ محابات کس لئے ہیں؟

مہر چشم ست و برگشت چرود

لیکن تیری آنکھ اور کان پر تو مہر ہے کیا ناز؟

ختم حق بر چشم ہا و گوش ہا

آنکھوں اور کانوں پر خدا کی خبر کس وجہ سے ہے؟

سوال کر دن خلیفہ از لیلیٰ و جواب او

خلیفہ کا لیلیٰ سے سوال کرنا اور اس کا جواب

گفت تو مجنوں شد پریشان مثنوی

کہ تیری وجہ سے مجنوں پریشان اور دیوانہ ہوا

گفت خامش چون تو مجنوں مستی

اُس نے کہا خاموش رہ چو کہ تو مجنوں نہیں ہے

ہر دو عالم بے خطر ہوئے ترا

(تو) تیرے لئے دونوں جہاں بے خطر ہوئے

در طریق عشق بیداری بہت

عشق کی راہ میں بیداری بری ہے

بہست بیداریش از خوابش تر

اُس کی بیداری، نیند سے دتر ہے

مست غفلت عین ہشیاریش بہ

غفلت کے مدہوش کا عین ہوشیار ہونا بہتر ہے

بہست بیداری چو در بندان ما

تو ہماری بیداری قید خانہ کی بیداری کی طرح ہے

وز زبان سود و از خوف نوال

اور نقصان و نفع اور ذوال کے خوف سے

نے بسوئے آسماں راہ سفر

نہ آسمان کی طرف سفر کا راستہ

دار و امید و کند با و مقال

امید و انتہا کرے اور اُس کے متعلق گفتگو کرے

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی

خلیفہ نے لیلیٰ سے کہا کیا تو وہی ہے

از در خواباں تو افزوں نیستی

تو دوسرے حینوں سے بڑھ کر تو نہیں ہے

دیدیہ مجنوں اگر ہو دے ترا

اگر تیرے پاس مجنوں کی آنکھ ہوتی

با خودی تو لیک مجنوں بخودست

تو ہوش میں ہے لیکن مجنوں بے ہوش ہے

ہر کہ بیدارست او در خواب تر

جو بیدار ہے، وہ زیادہ نیند (غفلت) میں ہے

ہر کہ در خوابست بیداریش بہ

جو خواب (غفلت) میں ہے اُس کا بیدار ہونا بہتر ہے

چوں بحق بیدار نبود جان ما

جب ہماری جان خدا کے معاملہ میں بیدار نہ ہو

جان ہمہ روز از لکد کو بخیال

پورے دن جان خیالات کی پائمال

نے صفا میمانش نے لطف فر

نہ اُس میں صفائی رہتی ہے نہ پاکیزگی اور قوت

خفته آن باشد کہ آواز نہ خیال

سویا ہوا وہ ہے جو ہر خیال سے

لے باز داناں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ

بے بصیرتی ہماری مصیبت

کاری کی وجہ سے ہے۔ یہاں۔

کہ آں۔ غوی۔ دیوانہ، گمراہ

مجنوں نیستی۔ سوئی نے

فرمایا ہے لیلیٰ را از در کج

چشم مجنوں بایستہ نگریست

خطہ۔ قدر و منزلت۔ یا خود

ہوشیار۔ بے خود، ہوش

مجنوب۔

نہ ہر کہ۔ جو شخص دنیوی

سار و بار میں پھنسا ہے اور

جاگ رہا ہے اُس کی بیداری

نیند سے بدتر ہے۔ بدتر بزر

خواب۔ خواب غفلت میں

مثلاً لوگوں کا بیدار ہونا مانا

سہجہ ہے۔ بجتی۔ افسر کے

معاملہ میں بیدار رہنا

چاہئے۔

نہ جان دنیاوی و دھندل

میں روح کمزور ہوجاتی ہے

اور اُس کو عالم بالائی سے

راستہ نہیں ملتا۔ ہر خیال

خیالوں کی دنیا میں آباد

بیدار غفلت کی نیند میں ہے

مقال۔ گفتگو۔

خاک شومردان حق رازیر یا خاک بر سر کن حسد را بچو ما
فصلان خدا کے پیر کے نیچے خاک بجنا ہماری طرح حسد پر مٹی ڈال

در بیان حسد کردن وزیر جهود

سہودی وزیر کے حسد کے بیان میں

اے وزیر یک از حسد بوش نژاد وہ کہینہ وزیر، حسد سے بنا تھا
تا باطل گوش و بینی باد داد اسی لئے اس نے ناحق کان اور ناک برباد کئے
بر امید آنکہ از بیش حسد اس امید پر کہ حسد کے ڈنک کے ذریعہ
ہر کسے کو از حسد بینی کند جو شخص حسد کی وجہ سے اپنی ناک کاٹتا ہے
بنی اے باشد کہ او بویے بُرد بنی اے تو وہ ہے جو بو سونگھے
ہر کہ بولیش نیست بے بینی بُرد ہر کہ بولیش نہیں بولے بلکہ گڑباز
چونکہ بویے بُرد و شکر اے نہ کرد اور جب بو سونگھی اور اُس کا شکر نہ کیا
شکر کن مر شا کر اے رنبد باش شکر کر اور شکر گزاروں کا غلام بن
چوں وزیر از رہنی جامہ ساز چوں وزیر، رہنی کا سامان نہ کر

فہم کردن حاذقان نصاریٰ مکر وزیر یا

ماہر عیسائیوں کا وزیر کے مکر کو سمجھ جانا

ناصح دس گشتہ آں کافر وزیر ناصح دس گشتہ آں کافر وزیر
وہ کافر وزیر، دین کا واعظ بن گیا اُس نے مکر سے بادام کے حلوہ میں بہن ملا دیا
ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او لذتے میدید تلخی جفت او لذتے میدید تلخی جفت او
جو صاحب ذوق تھا وہ اُس کی گفتگو سے لذت محسوس کرتا اور اُس کے ساتھ کڑواہٹ بھی محسوس کرتا تھا۔

لہ مراد حق اولیا اللہ خاک شو۔ فرما ہر دار بجا خاک بر سر کن۔ دفع کر۔ وزیر یک بہاقی تصنیف کا ہے نثر اور اصل باطل و ناحق باد داد۔ باد داد۔ تلہ مسکیناں۔ یعنی عیسائی۔ بینی کند۔ انکار کرنا۔ بے گوشت۔ یعنی اپنے آپ کو سہا رہنا ہے۔ کوئے یعنی راہ خدا۔ بویے بُرد۔ بچاؤ، سراغ رکھ لینا۔ کفر نعمت۔ احسان فراموشی یعنی ولی کامل کو بھی ان کفر قائم نہ اٹھانا کفران نعمت سے ملے۔ وہ شو۔ مرید کو شیخ کے سامنے ایسا بچھا دیا جیسے جیسا کہ مردہ غسل دینے والے کے لئے۔ از ناز۔ یعنی خدا کی یاد۔ صاحب ذوق۔ یعنی صاحب ذوق لوگ بیان کی لذت بھی محسوس کرتے تھے اور رستگاری کی تلخی بھی محسوس کرتے تھے۔

اس کا کف نہ رانقل۔ یہ تو آئی آیت
کا کوا ہے اس میں فرمایا گیا ہے
لے جو کیا ترانے رب کی طرف
منہیں دیکھنے کا اس نے کس طرح
سایہ کو دراز کیا ہے، مولانا
فرماتے ہیں کہ اس سایہ سے
اویلا بلائد کے وجود کی طرف
اشارہ ہے۔ دلیل یہی ترشید
کا مل۔ **اَلَا حُبُّ اَللّٰهِ فَلَیْھِمْ**۔
حضرت ابراہیمؑ نے مناسبت کی
اگر حبت سے الگا کر کے ہوئے
فرمایا تھا میں چپ جائیوں لوں
کو پسند نہیں کرتا مگر دنیائے
نابا پر کے تعلقات ہیں۔
شمس تبریزی۔ مولانا رومی
کے شعر میں تفصیلی حالات
مقدمہ میں لافظ کریں۔ **سُورِ**
سین کے غختہ سے۔ **وَمِنْ اَشْیَاءِ**
جشن۔ **ضیاء الحق** **خدا** **الذین**۔
شمس تبریزی سے یہی سنت تھے
پھر مولانا سے متفیض ہوئے۔
تفصیلی حالات مقدمہ میں
لا فظ کریں۔
ملہ درخند۔ تو اس خند کو
شیطان و موسیٰ سمجھ لے لے
کہ شیطان کو خند پیدا کرنے
میں غلو ہے۔ کہہ کر اؤ،
شیطان نے حضرت آدمؑ کی
قد و منزلت دیکھ کر خند کیا
اور یہ کہہ کر وہ ہوئی سے
بنائے اور میں آگ سے اس
خند کا اظہار کیا تو ہمیشہ کیلئے
سعادت سے محروم ہو گیا۔
غقبہ۔ عین اور فاقہ کے
زیر کے ساتھ پہاڑ کی دشوار
گزار گھاٹی صعب۔ دشوار
سخت۔ خند جسم۔ خانان

کیف مَدَانِطِلْ نقش اولیاست

”کیف مَدَانِطِلْ“ اولیا کا وجود ہے

اندیس وادی مرفیے اس دلیل

اس وادی میں بغیر رہنا کے نہ چل

روز سایہ آفتابے رابیاب

جا، سایہ کے ذریعہ آفتاب کو حاصل کر لے

رہنمائی جانب اس شور و عرس

اس جشن اور شادی کا اگر تجھے راستہ معلوم نہیں

ورخند گید ترادر رہ گلو

اگر راستہ میں خند تیرا گلا دباے

کو ز آدم ننگ دارد از خند

اس لئے کہ وہ خند کی وجہ سے آدم سے ننگ محسوس کرتا ہے

عقبہ زری صعب تر در راہ نیست

راستہ میں اس سے سخت گھاٹی نہیں ہے

ایں خند خانہ خند آمد بیاں

یہ جسم خند کا گھر ہے، سمجھ لے

خانما نہا از خند گرد و خراب

خند سے گھرا لے تباہ ہو جاتے ہیں

گر خند خانہ خند باشد ولیک

اگرچہ جسم خند کا گھر ہو سکتا ہے، لیکن

یافت پاکی از جناب کبریا

اللہ تعالیٰ کی جناب سے پاکی پالی ہے

”طہر از بیتی“ بیان پاکی ست

”تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو“ پائی کا بیان ہے

چوں گنی بالے خند مکر و خند

جب تو کسی صاف دل کے ساتھ مکر اور خند کر گیا

کو دلیل نور خورشید خداست

جوانہ کے آفتاب کے نور کے رہنا ہیں

اَلَا حُبُّ اَللّٰهِ فَلَیْھِمْ کو حویں خلیل

خلیل اللہ کی طرح کہہ گئے ہیں شوب جانوران کی بندگی

دامن شمس تبریزی بتاب

اور شاد شمس تبریزی کا دامن تمام لے

از ضیاء الحق حُسام الذی ہیں

توضیاء الحق حُسام الذین سے بوجھ لے

در خند ابلیس را با شد غلو

خند میں شیطان کو غلو ہے

باسعادت جنگ دارد از خند

اور خند کی وجہ سے نیک جنگ کرتا ہے

اے خنک آتش خند علم نیست

وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جسے سایہ خند میں ہے

کو خند لودہ گرد ز خانداں

خند میں پورا خانداں مبتلا ہو جاتا ہے

باز شاہی از خند گرد و خراب

خند کی وجہ سے شاہی باز دروں کو آجنا ہے

آں خند را پاک کرد اللہ نیک

جسم کو اللہ نے خوب پاک کر دیا ہے

جسم بیزان کبر و پر خند و ریا

اس جسم نے جو کبر اور کیا اور ریاکاری سے بھر لیا ہے

کنج نورست از طلسمش خاک ست

نور کا خزانہ ہے اگرچہ اس کا نقش بیتی کا ہے

ز ان خند دل اسیا پیار سد

تو اس خند سے دل میں ایسا پیار پیدا ہوں گی

دین و دل را کل بد و بسیر خلق
پیش امر و نہی اومی مرد خلق

لوگوں نے دین اور دل بالکل اُس کے سپرد کر دیا
اُس کے حکم اور ممانعت پر لوگ جان دیتے تھے

پیغام شاہ پنہانی بسوئے وزیر پرتیزویر

بادشاہ کا خفیہ پیغام
دستار وزیر کے نام

در میان شاہ و او پیغام با
اُس کے اور بادشاہ کے درمیان پینا جا رہی تھی

آخر الامر از برائے اَل مراد
بالآخر اُس مقصد کے لئے

پیش او نوشت شہ کاے مقبلکم
اُس کو بادشاہ نے لکھا کہ میرے اقبال کا

زانتظارم دیدہ دل برہست
انتظار میں میرے دیدہ دل رستہ پر لگے ہیں

گفت اینک اندراں کارم شہا
اُس نے کہا کہ اے بادشاہ میں اچھی کامیں کرتا ہوں

قوم عیسیٰ را بد اندر دارویر
عیسائیوں کے انتظام میں

ہر فریقے مرا میرے راسخ
ہر فریقے ایک امیر کے ماتحت تھا

ایں دہ و ویر دوامیر قوم شہا
یہ بارہ حاکم اور ان کی قوم

اعتماد جملہ بر گفتار او
سب کو اُس کی بات پر سہمہ دے تھا

پیش او در وقت ساعت ہر امیر
فوراً ہر امیر اُس کے آگے

چوں زبوں کرد آں جھوٹک جملہ
جب اُس کینہ پہر دی نے سب کو تاپا دیا

شاہ را پنہاں بد و آرام با
بادشاہ کو خفیہ طور پر اُن سے آرام و اطمینان حاصل تھا

تا دہ چوں خاک ایشاں را باد
کہ اُن کو خاک کی طرح بر باد کر دے

وقت آمد زود فارغ کن دلم
وقت آگیا، جلد میرے دل کو فارغ کر

زین غم آزاد کن گر وقت ہست
اس غم سے اچھے نجات دے اگر موقع ہے

کافتم در دین عیسیٰ فتنہا
کہ حضرت عیسیٰ کے دین میں فتنے ڈال دوں

حاکم شاں ذہ امیر و دوامیر
اُن کے بارہ امیر لگے ہوئے تھے

بندہ گشتہ میر خود را از طمع
جو لالچ سے اپنے امیر کا غلام بنا ہوا تھا

گشتہ بندہ آں وزیر بد نشان
اُس بد نشان وزیر کے غلام بن گئے

اقتدائے جملہ بر رفتار او
سب اُس کی چال کے مقتدی تھے

جاں بد دے کر بدو گفتے کہ میر
جان دیدیتا اگر وہ اُس سے کہتا کہ میر

فتنہ انگیزت از مکر و دہا
مکر اور چالاک سے فتنہ برپا کر دیا

لہ می مرقطین یعنی اُس کے
احکام پر جان دینے لگے۔
آخر الامر بالآخر مقبل
اقبال مندر۔ ہند۔ بود۔
دار و گر۔ انتظام۔ شیخ۔
تابع۔ ذہ امیر و دوامیر
یعنی دواڑہ سبط نصارت
سلاہ اعتماد۔ بھروسہ۔ اقتدار
پیروی۔ در وقت وساعت
فورا۔ میر۔ مردان کام رہے۔
زبوں۔ عاجز، بے چارہ۔
سلاہ جھوٹک۔ کینہ پہر دی
دہا۔ چالاک۔

بیان دواڑہ امیر*

لہ ہاں حرف تنبیہ ہے۔
مغزور۔ دھوکے میں مبتلا۔
زینت۔ یعنی برے کی بات
بھی بُری ہوتی ہے۔ نقل
قول، بات۔ مزابل۔ مزابلہ
کی جمع، کوڑی۔ کوڑا ڈالنے
کی جگہ۔

لہ حرث۔ ناپاکی۔ عیبت۔
باطل۔ ظاہر۔ اظہار
اگرچہ نصیحت کرتا تھا
لیکن تاثیر لگتی تھی۔
ظاہر لفظ۔ یہ تینوں شعر
اس مضمون کو واضح کر کے
لئے ہیں کہ ظاہر کی خوبی
باطن کی خوبی کی دلیل

نہیں ہے۔
لہ قید ایک قسم کا سیاہ
مدغم، تارکوں۔ طوق
نوع کا حلقہ جو قید یوں
کے نکلے میں ڈالا جاتا تھا۔
نکالے کا زور۔ بچاں۔ جہانی
آفتاب۔ تاب کی جمع۔ چڑی
کرنے والے۔ تابعدار۔

نکتہ بامیگفت او آمیختہ
وہ لے نکتہ بیان کرتا تھا
ہاں مشہور زراں گفت نکو
خبردار اس سبلی بات سے دھوکے میں نہ پڑنا

ہر کہ باشد زشت گفتش زشت
جو شخص بُرا ہو، اُس کی گفتگو بُری سمجھ

گفت انساں پادۂ انساں بود
انسان کی گفتگو انسان کا ٹکڑا ہوتی ہے

زاں علیٰ فرمود نقل جاہلاں
اسی لئے حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کجاہلوں کی بات

برجیاں سبزہ ہر آنکو زشت
ایسے سبزہ پر جو شخص بیٹھا

بایدش خود را بشستن از حرث
اُس کو اپنے آپ کو ناپاکی سے پاک کرنا چاہئے

ظاہر ش میگفت درہ چست شو
اُس کا ظاہر کہت تھا معرفت کی لڑائی چست ہو جا

ظاہر لفظ سپید ست و منیر
چاندنی کا ظاہر اگرچہ سفید اور روش ہے

آتش ارچہ شمر و است از شرر
اگ اگرچہ چمکائیوں کی وجہ سے شمر رہے

برق اگرچہ نور آید در نظر
بجلی اگرچہ منجھ کو نور دکھائی دیتی ہے

ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بود
صاحب ذوق اور خبر آگاہی کے علاوہ جو بھی تھا

مدت شش سال در بچان شاہ
باد شاہ سے چھ سالہ دوری میں

در جلاب و قدر زہرے رختہ
گلاب اور شکر میں زہر ملا تھا

زانکہ باشد صد بدی در زیر او
اس لئے کہ اُس کی تہ میں تو فزائیاں ہوتی ہیں

ہر ہم گوید مردہ آنرا نیست جاں
جوات مردہ کے اُس میں جان نہیں ہے

پادۂ از ناں یقیں ہم ناں بود
رہی کا ٹکڑا یقیناً رہی ہوتا ہے

بر مزابل ہم سبزہ است افلاں
اے فلاں بوڑھوں، ہر سبزہ کی طرح ہے

بر سنجاست بشکے نہ شست
وہ بے شک سنجاست پر بیٹھا ہے

تا نماز فرض او نبود عبث
تاکہ اُس کی فرض نماز میرا نہ ہو جائے

وازار ش میگفت جاں اسست
اور ازار کے اعتبار سے جان کو کہتا تھا اسست ہوا

دست و جامہ زان سبہ گرد و قویر
ہاتھ اور کپڑے اُس سے سیاہ ہو جاتے ہیں کاروں کی گھٹنے

توز فعل او سبہ کاری نگر
لیکن تو اُس کے کام کی سیاہ کاری کو دیکھ

لیک بہست از خاصیت ز در لب
لیکن خاصیت میں بینائی کو چہ انمول ہے

گفت او در گردن اولوق بود
اُس روز میرا کی گفتگو اُس کی گردن کا طوق تھی

شد وزیر اتباع عیسیٰ را پناہ
وزیر، عیسائیوں کی پناہ ہو گئی

در یکے گفتہ کہ عجز و قدرت

ایک میں کہا کہ تیرا عجز اور قدرت

از ہوائے خویش در ہر ملتے

ہر مذہب میں اپنی خواہش نفسانی سے

در یکے گفتہ مکش این شمع را

ایک میں کہا کہ عقل کی اس شمع کو نہ بجھا

از نظروں بگذری و از خیال

خیال اور غور و فکر کو جب تو چھوڑ دے گا

در یکے گفتہ مکش با کے مدار

ایک میں کہا، بجھا دے پروانہ کر

کہ ز کشش شمع جاں افزوں شود

اس لئے کہ شمع کے بجھانے سے روح بڑھتی

ترک دنیا ہر کہ کرد از زہ خویش

جس نے اپنے زہ کی وجہ سے دنیا کو چھوڑ دیا

در یکے گفتہ کہ آنخت داد حق

ایک میں کہا، جو کچھ اللہ نے بخش دیا ہے

بر تو آسان کرد و خوش آنز آگیر

تیرے لئے آسان اور خوشگوار کر دیا ہے اسکو لینے

در یکے گفتہ کہ بگذر از ان خود

ایک میں کہا، اپنی ملکیت سے دست کش ہو جا

راہ ہائے مختلف آسان شدت

مختلف راستے آسان ہو گئے ہیں

گر میسر کردن حق رہ بدے

اگر اللہ کا آسان کر دینا ہی کوئی راستہ ہوتا

در یکے گفتہ میسر آن بود

ایک میں کہا، کہ آسان چیز وہ ہوتی ہے

بگذر دوزیر چہ اندر فکرت

اور جو کچھ ترے فکر میں ہے (خود بخود) گذر جائیگا

گشتہ ہر قومے اسیر زلتے

ہر قوم ذلت میں گرفتار ہوتی ہے

کایں نظروں شمع آمد جمع را

اس لئے کہ یہ غور و فکر شمع محفل ہے

گشتہ باشی نیم شب شمع صال

تو گویا تو نے صال کی شمع کو ادھی رات میں بجھا دیا

تا عوض بینی کیے با صد ہزار

تاکہ ایک کے بدلے میں لاکھ پائے

لبلیت از صبر تو مجنوں شود

تیرے صبر کی وجہ سے تیری لبلی مجنوں کی طرح ہو جائیگی

بیش آمدیش او دنیا ز پیش

اُس کے سامنے دنیا پہلے سے زیادہ آئی ہے

بر تو شیریں کرد را بجا د حق

وہ آفرینش کے وقت اللہ نے تیرے لئے شیریں کر دیا

خویشتر را در میفگن در زحیر

اپنے آپ کو پیچش میں مبتلا نہ کر

کاں قبول طبع تو ز دست و بد

اس لئے کہ تیری مرغوب طبع چیز مردود اور بری ہے

ہر یکے را ملتے چوں جاں شد دست

ہر ایک کیلئے ایک مذہب جان کی طرح بلیا ہے

ہر جمہود و گہرا زوا کہ بدے

ہر جمہودی اور گہرا کش پرست اُس سے واقف ہوتا

کہ حیات دل غذائے جاں بود

جود کی زندگی اور جان کی غذا ہوتی ہے

ملہ بگذر یعنی جو قدرت

کی بخشش اور جو کچھ انسانی

انکار میں خود بخود ختم

ہو جائیں گے اہل ان کو

ترک کر دینے اہتمام کی ضرورت

نہیں۔ ہوا۔ نفسانی خواہش

یعنی ان بکثرت کا ترک بھی

نفسانی خواہش ہے جو

گمراہی کا سبب ہے، اس شخص

شمع سے مراد عقل اور

غور و فکر ہے، یعنی غمہ بھی حکما

اور عقائد عقلی ہیں انسان کو

اپنی عقل سے کام لینا

چاہئے۔ بلکہ یعنی دینی معاملہ

میں عقل کو دخل نہ دے اور

دلوائی اختیار کرے۔

بلکہ کہ زکشت شمع یعنی دلوائی

اختیار کرنے سے تو خدا کا محبوب

بن جائیگا۔ ترک دنیا عقل

کو بالائے طاقت رکھ کر جو

دنیا کو چھوڑ کر گد دنیا اور

زیادہ اسکو ملتی۔ داؤد حق

خلائے زل میں جو کچھ تیرے

لئے مقدر کر دیا ہے وہ ملے

رہے گا اس کے لئے کیوں سعی

کرتا ہے اور کیوں حلال و

حرام کی باتیں کرتا ہے۔

آنحضرت۔ مخفف ہے اپنے تئیں کا

ایجاد کسی چیز کو پسند کرنا۔

خوش۔ پسندیدہ۔ زحیر

پیچش۔ پیچ و تاب۔ آن

ملکیت۔

سہ قبول۔ مقبول۔ زور

نامنظر۔ مردود۔ بد۔ یعنی

جس چیز کی طرف دل رغبت

ہو وہ بری اور مردود ہے،

اُس کو اختیار نہ کرے۔ راہ تہا

اپنی پسند کی چیز اختیار کرے

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکر اس

انجیل کے حکموں میں وزیر کا گڑ بڑ کرنا اور اس کی چالاک

نقش ہر طومار دیگر مسکے

اور ہر تحریر کی عبارت دوسرے مسکے تھی

ایں خلاف آں زبایاں ستر ستر

یہ اقل سے آخر تک اس کے باکل خلاف

رکن تو بہ کردہ و شطر طر جوع

تو بہ کار کن بنایا اور لٹکے طرف جزو غلط

اندریں وہ مخلصی جو جو نیست

اور اس راستہ میں سخاوت کے علاوہ چاہ نہیں

شرک باشد از تو تا معبود تو

تیرے اور تیرے معبود کے درمیان شرک

در غم و راحت ہمہ یکہ دست و دم

غم اور راحت میں سب چالاک اور چال ہے

ورنہ اندیشہ تو کل تہمت ست

ورنہ تو کل کا خیال تہمت ہے

بہر کردن نیست شرح عجز ما

کرتیکے لئے نہیں ہیں، چارے عجز کی تفصیل میں

قدرت حق را بد انیم آں ماں

اُس وقت خدا کی قدرت کو سمجھا نہیں

کفر نعمت کردن ست آں عجز ہاں

خبردار! وہ عجز احسان ناموشی ہے

قدرت خود نعمت اداں کہ ہوت

اپنی قدرت کو اس کا انعام سمجھ کر دینا ہے

بیت بود ہر صے بگنجد در نظر

بیت ہوگا جو نظر میں سامنے لگا (ان دونوں میں)

ساخت طومارے بنام ہر یکے

اس نے ہر ایک کے نام پر ایک تحریر بنائی

حکم ہائے ہر یکے نوع دیگر

ہر ایک کے احکام دوسری قسم کے

در یکے راہ ریاضت را وجوع

ایک میں ریاضت اور صبر کا رہنے کو

در یکے گفتہ ریاضت سو نیست

ایک میں کہا کہ ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں

در یکے گفتا کہ جوع و وجود تو

ایک میں کہا کہ تیری فاقہ کشی اور سخاوت

جز تو کل جز کہ تسلیم تمام

تو کل اور رضا کے علاوہ

در یکے گفتہ کہ واجب خدمت ست

ایک میں کہا کہ اطاعت ضروری ہے

در یکے گفتہ کہ امر و نہی با ست

ایک میں کہا کہ کرنے نہ کرنے کے جو حکم ہیں

تا کہ عجز خود بہ بنیم اندراں

تا کہ ہم ان میں عجز دیکھ لیں

در یکے گفتا کہ عجز خود میں

ایک میں کہا کہ اپنے عجز کو نہ دیکھ

قدرت خود میں کہ اس قدرت از دست

اپنی قدرت کو دیکھ کہ قدرت اس کی دی ہوئی ہے

در یکے گفتہ کہ زں دو در گذر

ایک میں کہا ان دونوں سے گذر جا

لے طومارے بلجی چڑی تحریر

نقش تحریر پر ریاضت

یعنی عبارت میں محنت

کرنا۔ جوع۔ صبر کا رہنا

فاقہ کشی۔ رنج۔ لڑنا۔

در یکے یعنی ریاضت سے

کوئی فائدہ نہیں، سخاوت

کرنا کافی ہے۔ شرک باشد

یعنی سچات و دہنا و خرابہ

فاقہ کشی اور سخاوت کو

فردیہ سچات بنانا شرک

ہے

تسلیم۔ یعنی عبادت

و ریاضت ضروری ہے۔

تو کل۔ یعنی خدا پر اعتماد کی

ضرورت ہے اور اپنے آپ کو

خدا کے سپرد کر دینا ذریعہ

سچات ہے۔ خدمت یعنی

عبادت و اطاعت۔ نعمت

است۔ یعنی محض توکل کو

ذریعہ سچات سمجھنا بھی پست

کے مترادف ہے کیونکہ نبی نے

عبادت کو ضروری قرار دیا ہے۔

امر و نہی۔ یعنی حشر و خلق

احکام میں وہ کرتیکے لئے نہیں

بلکہ نہ کو اس پر تسلیم کرانے

کے لئے ہیں ان پر عمل ناممکن

ہے لہذا اپنے آپ کو عاجز

تسلیم کر دینا۔ یہ جبر کی قطع ہے

عجز خود میں۔ اپنے آپ کو

مجبور محض نہ سمجھو در خدا

عطا کردہ نعمت قدرت کا

کفر ہوگا انسان کی قدرت

خدا کا عطیہ ہے، لہذا انسان

قادر ہے اور اپنے افعال کا خود

خالق ہے۔ دور یعنی جوارہ

اختیار کی بحث میں بڑا اندام

در معانی اختلاف در صورت

معنوں اور صورتوں میں اختلاف

تا زہر و از شر در نگذری

جب تک تو زہر اور شر سے نہ گزرے گا

و خدا در وحدت است این مثنوی

پیش مثنوی وحدت در وحدت ہے

روز و شب بنی غا و کل سنگ کو

دن اور رات، گناہے اور بچوں، پتھر اور مٹی (و ساکت اور متحرک)

کے توازن گلزار وحدت کو بری

وحدت کے چین کی خوشبو کب سونگھے سگا؟

از سنگ روتا بساک آ معنوی

اے معنی کے طالب پھیلے ہوئے سنگ چلا جا

در بیان آنکہ اختلاف در صورت روش است در حقیقت

اس بیان میں کہ رفتاری صورت میں اختلاف ہے نہ کہ راستہ کی حقیقت میں

بر نوشت آن دین عیسیٰ را خود

اُس حضرت عیسیٰ کے دین کے دشمن نے لکھے

وز مزاج خم عیسیٰ خود داشت

اور نہ حضرت عیسیٰ کے مزاج کی علت لکھا تھا

سادہ و یک رنگ گشتے چوں ضیا

نور کی طرح سادہ اور یک رنگ ہو جاتے تھے

بل مثال ناپی و آب لال

بلکہ اس کی مثال، پھیلی اور صاف پانی کی ہے

ماہیان ابامیوست جنگہا است

لیکن مچھلیوں کو خشکی سے بڑی مخالفت ہے

تا بادل ماند خدا عز و جل

کہ اُس سے خدا سے عز و جل مشابہ ہو

سہی آر دیش آں دریائے جود

اُس بحر سخاوت کے سامنے سب سرسبز رہیں

تا بادل آں بحر در افتاں شدہ

سہا تک کہ اُن سے وہ سمندر مٹی بنائے والا بنا

تا کہ ابر و بحر جود آموختہ

تب بادل اور سمندر نے سخاوت سیکھی

لہ و معانی۔ یعنی اُن طواری

کے الفاظ و معانی میں سے

زیادہ اختلاف تھا۔ تا زہر

یعنی جب تک مختلف مظاہر

سے گذر کر ذات واحد تک نہ

پہنچے گا تکمیل نہ ہوگی۔

سنگ۔ مچھلی۔ ایک فرضی

عقیدہ ہے کہ ایک مچھلی ہے

اُس مچھلی کی پشت پر ایک

بیل ہے اُس بیل کے سینوں

پر زمین ٹکی ہوئی ہے۔

سماں درو ستارے ہیں جو

انتہائی بلندی پر ہیں ایک کو

سماں اعلیٰ دوسرے کو

سماں راجح کہتے ہیں وحدت

یعنی اس مثنوی میں وحدت

الوجود کی کایاں ہے جس کے

ذریعہ زمین سے آسمان تک

کی سب کچھا سکتی ہے۔ غلط۔

لہ و فوج۔ قسم۔ عدد۔

یعنی مکار و وزیر کی طرح۔ ایک

رنگ کا ہونا۔ جو۔ سراغ،

علامت۔ خم عیسیٰ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا ہونا ہے کہ

حضرت عیسیٰ نے زکریا کا کام

کرتے تھے زک کا ایک ٹکڑا

نٹھا جس میں سے ہر رنگ کا

پیکر رنگ نکال دیتے تھے۔

جامہ صدر رنگ۔ یعنی مذہبی

اختلاف، تو موصفا یعنی حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات۔ ضیاء نور

نیز۔ بیدار شود۔ مال۔ آلت

جانا۔ آب زلال۔ صاف پانی

یعنی وہ بحر علی ایسی نہ تھی جس

انسان آگے بلکہ اُس کی

مثال دریا کی یک رنگی کی سی

ہے جس سے مچھلی بھی نہیں م

یعنی سمندر کی طرف اشارہ ہے۔ نیز بحر و ابرا و سمندر کی مخالفت اس کی ہر پانی ہے۔

مثنوی مولانا رومؒ کے مثنویوں میں ایک اور مقام ہے جہاں اس نے اپنے مثنویوں کی حقیقت بیان کی ہے۔

ملہ ذوق طبع۔ آسان اور
مزار کے موافق چیزیں اختیار
کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے
عاقبت۔ انجام کار۔ فیتر
آسان۔ معتدل۔ دشوار گزار
عاقبت۔ یعنی آسان کام
شروع میں آسان ہے لیکن
انجام کے اعتبار سے دشوار
ہے۔ ریح۔ کھیتی کا محصول
پیداوار۔ تو معتدل۔ روح
اور عقل جس کام کو آسان
سمجھے وہ عین دین ہے۔
عاقبت۔ انجام۔ بنی۔ حسب
حار اور سین کے فوج سے،
ذاتی خیال، شخصی کلامات
سلاستار۔ یعنی شیخ طریقت
ہر گز۔ ہر نوع۔ لاجرم۔
ضرور۔ زلفت۔ لغزش،
خطا۔ دست۔ ہاتھ۔ ہاتھ
کا کام، آسان کام۔ آسان۔
آسان کا مخفف ہے۔ یعنی تو
خود استاد ہے کسی شیخ کی کیا
ضرورت ہے اسلئے کہ جو شیخ
کو شناخت کر سکتا ہے وہ خود
آخرت کو بھی سمجھ سکتا ہے۔
سلاستار۔ پیٹکاری۔ ہر خود
اپنی فکر کر۔ سرگرداں۔ حیان
میر۔ باطن، ذاتی راستے۔
ایلات۔ اجتماع وصال
ایں جملہ۔ وجود صرف واحد
جو تمام کائنات میں جاری
اور ساری ہے۔ وحدہ۔
یعنی کڑوں کائنات
ایک جود یک ہو سکتے ہیں۔
زہر زنگار۔ یعنی ان باتوں میں
ایسا ہی اختلاف تھا جیسے
زہر اور زنگار ہیں۔

ہر چہ ذوق طبع باشد چوں گزشت
جو چیز طبیعت کے ذوق کے مطابق ہوتی ہوگی کبھی گزشت جاتی ہے
جز پیشانی نباشد ریح او
اُس کی پیداوار سرشت منگی کے سوا نہیں ہوتی
اں میسر نہ بود اندر عاقبت
انجام کار وہ آسان نہیں ہوتی
تو معتزل از میسر باز داں
تو دشوار اور آسان کے فراق کو سمجھ
در یکے گفتہ کہ استادے طلب
ایک میں کہا کسی استاد کی طلب کر
عاقبت دیدند ہر گزوں ملتے
اپنے استاد جس قوم نے انجام کو معلوم کیا
عاقبت دیدن نباشد دست
آخرت کو سمجھنا (اپنے) ہاتھ کا کام نہیں ہے
در یکے گفتہ کہ استاد ہم توئی
ایک میں کہا استاد بھی تو ہی ہے
مرد باش و شجرہ مرداں مشو
مرد بن اور لوگوں کا پیٹکاری نہ بن
چشم بر سرت بدار از خلافت
اپنی ذاتی رائے قائم کر اور خلافت سے
در یکے گفتہ کہ ایں جملہ یکے ست
ایک میں کہا یہ سب کائنات (ایک ذات) ہے
در یکے گفتہ کہ صد یکے چل بود
ایک میں کہا کہ تلو ایک کتے ہو سکتے ہیں
ہر یکے قولے ست ضد یکدگر
ہر ایک قول دوسرے کی ضد ہے

بر نیار بچو شود ریح و کشت
تو سر زمین کی طرح پیداوار اور فصل نہیں دیتی
جز خسارت بیش ناردیج او
اور اُس کی بیج کا حاصل نقصان کے سوا کچھ نہیں ہے
نام او باشد معتزل عاقبت
اور آخر میں اُس کا نام دشوار ہوتا ہے
عاقبت بنگر جمال این آں
اس اور اُس کے محسن کے نتیجہ پر نظر رکھ
عاقبت بینی نیابی در حسب
(محض) ذاتی شرافت سے تجھے عاقبت اندیشی حاصل ہو سکتی ہے
لاجرم گشتند اسیر زلتے
لا محالہ لغزش میں گرفتار ہوتی
ورنہ کہ بوئے زدنہا اختلاف
ورنہ مذہبوں میں اختلاف ہوتا
زانکہ اُستار اشنا سا ہم توئی
اس لئے کہ استاد کو پہچاننے والا تو ہی ہے
روئے خود گیر و سرگرداں مشو
جا، خود اپنی فکر کر اور پریشان نہ ہو
دور شو تا یابی از حق ایلات
بھاگ، تاکہ تو اللہ کا وصال پا لے
ہر کہ او دیند اول مردے ست
جو دے سمجھے وہ کینہ، بھیٹکا ہے
انیکہ اندیشہ مگر مجنوں بود
جو یہ سوچے وہ شاید پاگل ہو
چوں یکے باشد بگوزر و شکہ
تو زہر اور زنگار ایک کتے ہو سکتے ہیں

پیش ہست اویا نیست بود
اُس کے وجود کے سامنے نیست ہو جانا چاہئے
گر نبوے کو راز و بگداختہ
اگر اندھی نہ ہوتی اُس سے بگھل جاتی
ورنہ جوے او کبود از تعزیت
اگر وہ ہستی تعزیت کی وجہ سے سیاہ پوش ہوتی

چہست ہستی پیش او کو رکو بود
ہستی کیا ہوتی ہے؟ اُس کے سامنے اللہ کی ادھیاد پڑے
گر می خورشید را بشناختہ
آفتاب کی گرمی کو پہچانتی
کے فسر دے ہمچو بخ این حیت
تو اس جانب (دنیا) رفت کی طرح تیرا بگھل جاتی

بیان خسارت وزیر دریں خدعہ و مکر

اِس مکر و فریب میں وزیر کے خسارہ اٹھانے کا بیان

ہمچو شہ نادان فغان فل وزیر
وزیر، بادشاہ کی طرح نادان اور غافل تھا
ناگزیر جملہ گناہی قذیر
جو سب کے لئے ضروری ہے زندہ، قادر ہے
باچناں قادر خدائے کز عدم
ایسے قادر خدا سے کہ جو عدم سے
صد جو عالم در نظر پیدا کند
اِس عالم جیسے تنوع عالم ایک نظر میں پیدا کر دے
گر جہاں ہشت بزرگ و یک نیست
اگرچہ عالم تیرے نزدیک بڑا دور وسیع ہے
اِس جہاں جو جس جا نہائے شامت
یہ عالم تنہا ہی جانوں کا قید خانہ ہے
اِس جہاں محو و اداں خود ہی است
یہ عالم محو و دود اور غیر محو و رہے
صد ہزاراں نیزہ فرعون را
فرعون کے لاکھوں نیزے
صد ہزاراں طب جالینوس بو
جالینوس کی لاکھوں طبیں تھیں

پنچہ میز دبا قدیم و ناگزیر
جو واجب کو جو اور قدیم سے بچھڑانا تھا
لا ینزال و لم ینزل فرد بصیر
ہمیشہ رہیگا، اور ہمیشہ رہا، اکیلا اور تنہا ہے
صد جو عالم ہست گردانیدم
اِس عالم جیسے تنوع عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے
چونکہ حشمت را بخود دنیا کند
جب تیری آنکھوں کو اپنے معاملے میں دنیا کو دے
پیش قدرت ذرہ میاں کہ نیست
سمجھ لے، قدرت کے آگے ایک ذرہ بھی نہیں ہے
میں دوید آئسو کہ صحرائے خدا
خبردار! اُس جانب دود و جو خدا کا میدان ہے
نقش و صورت پیش آں معنی است
نقش اور صورت اُس معنی کے سامنے آکر ہیں
در شکست آں موسیٰ ایک عصا
موسیٰ نے ایک لاثقی سے توڑ دئے
پیش عیسیٰ و دش افسوس بود
حضرت عیسیٰ اور عیسیٰ کے سامنے بیجا تھیں

لہ ہست اور حضرت حق کی
ذات کے سامنے ممکن ہونے
کے باوجود عدم ہے، اپنے
وجود کا احساس شاہد کا
حجاب ہے جس نے آنکھوں
کو اندھا اور محرومی کی وجہ
سے سیاہ پوش بنا رکھا
ہے۔ خورشید۔ آفتاب حق
کا مشاہدہ فنا کر ڈالتا ہے۔
تو بہت۔ ماتم ٹریس۔
فسرون ٹٹھٹھ نا بچ برفت
نا حشمت۔ طرف، گناہ۔
سے ناگزیر ضروری،
واجب الوجود۔ جہان۔
جلکہ جمع۔ جی۔ زندہ۔
لا ینزال۔ جو ہمیشہ رہیگا۔
لم ینزال۔ جو ہمیشہ ہے۔
بصیر۔ بینا، اللہ کے
ناموں میں سے ایک نام
ہے۔ باچناں۔ وہ وزیر
اُس خدا سے جو شمشیر کر رہا
تھا جو قادر مطلق ہے۔
ہست۔ موجود۔ بخود دنیا
کند۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی
معرفت عطا فرما دے۔
سہ بے تن۔ وسیع و کشادہ۔
مقنس۔ قید خانہ۔ جس۔
سکہ تپہ ہے۔ صحر۔ جنگل
مراد عالم بالا ہے۔ سد۔
دیوار۔ آئسو یعنی عالم بالا۔
نقش و صورت۔ یعنی عالم
سفلی عالم علی کے لئے
سدرا ہے۔ جالینوس۔ یونانی
کا مشہور حکیم جو حضرت عیسیٰ
کا مکر تھا۔ افسوس بیکمل۔ تعلق۔



سے دانہ پیرندہ - پانی اور
 دھجی پرائس کا کرم ہی زمین
 کی صلاحیت کا سبب ہے
 پرتو - روشنی - تاری پانی
 طہین - مٹی - خاک - انصاف
 نشان - فرمان - حکم - برتر
 سجدہ - چھپی ہوئی چیز -
 جواد - سخی - حماد - پتھر وغیرہ
 سدا - سین کے کسرہ سے
 درستی - سچائی - راستی -
 تلاء آں حماد - جلالیات
 اگرچہ بے جان ہیں لیکن
 عنایت خداوندی سے
 جان داروں کا سا کام
 کرنے لگتے ہیں - زہریرہ
 سخت جاڑا - ظریف
 خوش طبع - فضل کرم
 مہربانی - خیر - باخبر و آگاہ
 قمر غضب - جلال - ضریرہ
 نابینا - اس جو خوش - قدرت
 کے کمالات بیان کرتے
 ہوتے دل میں جو جوش
 پیدا ہوتا ہے اس کی
 تاب نہیں ہے -
 سہہ برکت - اس جوش سے
 شنیدہ - دیدہ ہو گیا -
 سنگ دل بھی نور سے
 معمور ہو کر سنگ لیش
 بن گیا - لیشم - ایک قسم کا قیمتی
 لوزی پتھر ہے اسی کو سنگ
 لیش کہتے ہیں - کیا - وہ
 فن جس سے قلعی بنائے
 وغیرہ کو جاندی، سونا
 بنا دیا جائے - سیما -
 وہ علم ہے جس کے ذریعہ
 انسان مختلف شکلیں اختیار
 کر سکتا ہے -

چند خورشید کرم تاباں شدہ

کرم کے بہت سے سورج روشن ہوئے

پرتو زائش زدہ بر مار و طہین

بہجی اور پانی پرائس کی ذات کی روشنی پڑی

خاک آیین و ہرچہ دروے کا شتی

زمین امانتدار (بہجی) اور جو کچھ تو نے اس میں بویا

اس امانت زان عنایت یافتہ

(زمین نے) یہ امانتداری اُسی مہربانی سے پائی ہے

تا نشان حق نیاید نو بہار

جب تک موسم بہار اُٹھ نہ سکے کہیں آتا

آں جوائے کو حمادے را بداد

وہ سخی جس نے جمادات کو دے

آں حماد از لطف چوں جاں میشود

وہ حماد مہربانی سے جان کی طرح ہو جاتا ہے

آں حمادے گشت از فضائل لطیف

وہ جمادات اُس کی مہربانی سے لطیف ہو گئی

ہر حمادے را کند فضائلش خمیر

اُس کا کرم ہر حماد کو باخبر بنا دیتا ہے

جان دل راقاقتِ اس جوش نیست

جان اور دل میں اس جوش کی طاقت نہیں ہے

ہر کجا گوشے بڈاز وے چشم گشت

جہاں کہیں کان تھا اس جوش کی وجہ سے اُنکے بنگیا

کیسیا سارے ست چہ بود کیسیا

دیکھ کیا سارے ہے، کیا کیا ہوئی ہے؟

اس شکارِ گفتن ز من کشناست

میرا غلو ف کرنا، تعریف نہ کرنا ہے

تاباں آں ذرّہ سرگرداں شدہ

تب اُن سے وہ ذرّہ چکر کاٹنے والا جتا

تا شدہ دانہ پیرندہ ز میں

تب زمین دالے کو قبول کر نیوالی بنی

لے خیانت جنس آں برداشتی

لیز کسی خیانت کے اُس کی جنس کو اٹھایا

کافاب عدل بر کوتاقتست

کیونکہ اُس پر انصاف کا سورج چمکا ہے

خاک سبزہ را سازد آشکار

مٹی سبزے کو ظاہر نہیں کرتی

ایں خبرا، وین امانت میں سدا

یہ پیغامات اور یہ امانت اور یہ راہ رومی

ز مہریر از قہر پہناں میشود

سخت جاڑا خوف سے چھپ جاتا ہے

کل شی من ظریف ہو ظریف

جو چیز خوب کی طرف سے ہوتی ہے خوب ہوتی ہے

عاقلاں را کردہ قہر او ضریر

اور اُس کا قہر عقلمندوں کو اندھا کر دیتا ہے

باکہ گویم در جہاں یک گوش نیست

کس سے کہوں؟ دنیا میں کوئی کان نہیں ہے

ہر کجا سنگے بڈاز وے لیش گشت

اور جہاں کہیں پتھر تھا وہ لیش بن گیا

معجزہ بخشے ست چہ بود سیما

معجزہ عنایت کرنے والا ہے، کیا کیا ہوئی ہے

کایں لیل مستی و مستی خطا

اسلئے کہ یہ راتیں (و گجرو کی دلیل ہے اور وجود کا

احساس) غلطی ہے۔

پس تیز مسخ کردن چوں بود
اِس سے بدتر مسخ کرنا کیا ہوگا ؟

اسب بہت سوتے اختراختی
تو نے بہت کا گھڑا ستروں کی طرف تو دوڑایا

آخر آدم زادے ناخلف
اِسے ناخلف ! آخر تو آدم کی اولاد ہے

چند گوئی من بگیم عالمے
کب تک کہیگا ؟ من تمام دنیا کو فتح کر دوں گا

گر جہاں برف گرد ستر بستر
اگر پوری دنیا بالکل برف سے بھر جائے

وزر او وزر چوں او صد ہزار
اُس روز یہ کہے ہو جیاد و اُس جیسے لاکھوں کہے ہو جو

عین آں تخیل احکمت کند
بعینہ اُن خیالات کو دانا فی بنادے

در خرابی گنجہا پنہاں کند
ویران میں خزانوں کو محفوظ رکھتا ہے

آں گماں انگیزا سازد تھیں
وہ گمان پیدا کرنے والی بات کو یقین بنا دیتا ہے

پرورد در آتش ابراہیم را
حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پال دیتا ہے

از سبب سازش من سودا یم
اُس کی علت آفرینی سے میں دیوانہ ہوں

در سبب سازش سرگرداں شرم
اُس کی سبب سازی سے میں سرگرداں ہوں

پیش آں مسخ ایں بغایت دل بود
بلکہ اُس مسخ کے بالمقابل یہ مسخ گرا ہوا ہے

آدم مسجد را شناختی
لیکن مسجد آدم کو تو نہ پہچانا

چند پنداری تو پستی را شرف
ذلت کو شرافت کہتے تھے سمجھتا ؟

ایں جہاں را یم نیم از خود ہے
اور اُس دنیا کو اپنے سے بھر دوں گا

تاب خور بگذازش از یک نظر
سورج کی گرمی ایک نظر میں اسکو بگھلا دے

نیست گردان خدا از یک شرار
خدا ایک چنگاری سے نیست دنا بود کر دے

عین آں زہاب را شربت کند
اور اُس زہرے پانی کو شربت بنا دے

خار را گل جسمہا را جاں کند
کائے کو سچول اور صبول کو جان بنا دیتا ہے

مہر بار و یاندازا سباب کیں
اور کینہ کے اسباب سے، محبتیں اکا دیتا ہے

ایمنی روح سازد بیم را
اور خوف کو روح کے اطمینان کا ذریعہ بنا دیتا ہے

وز سبب سوزش سوفطائی ہوں
اور اُس کی سبب سوزی سے میں سوفطائی ہوں

در سبب سوزش ہم حیران شرم
اُس کی سبب سوزی سے بھی میں حیران ہوں

ملک کردن وزیر و خلوت نشستن و شور افگدن در قوم
وزیر کا ملکر کرنا اور تنہائی میں بیٹھنا اور قوم میں شور شرش پیدا کر دینا

لہ بتر بدتر اِس مسخ۔
صوری مسخ۔ اِس مسخ۔

مثنوی مسخ۔ دول۔ کرتبہ
خراب۔ اختر ستارہ۔ مسجد

جس کو سجدہ کیا جاتے۔
آدم زادہ۔ زادہ آدم۔

خلف۔ نیک فرزند۔
ناخلف۔ بد فرزند۔

شرف۔ بزرگی، بلندی
تاب۔ تیش۔ خور سورج

شہ و تر۔ بوجھ، گناہ۔
نیست۔ معدوم یعنی

خدا کی بخشش سے ناامید
نہو ناچتے۔ تخیل۔

خیالی بات، و سبب علوم
چمکت۔ دانا فی بات۔

زہر آب۔ زہر بلائی۔
خراب۔ ویران۔ در آتش

حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے
آگ میں ڈلوایا لیکن وہ آگ

باغ بنی۔
سبب سازی۔ سبب بنا،

علت و معلول کا سلسلہ قائم
کرنا یعنی ایک وجود کو کسی

دوسرے وجود پر موقوف
رکھنا۔ سبب سوزی۔ بلاغت

کوئی کارنا۔ سوفطائی۔
حکام کا ایک گروہ ہے جو کسی

حقیقت کو موجود نہیں مانتا،
ہر شے کے وجود کو دیکھتی اور

خیالی مانتا ہے۔

لے حرف یعنی کلام اللہ آتی۔
اتم یعنی ماں کی طرف منسوب
ہے وہ بیچ جو سایہ پیری سے
محروم ہو کر صفت ماں کے
زیر سایہ پلا ہوا معلوم
موجود نہ حاصل کر سکا ہو
آنحضرت کو بھی اُنہی کہا جاتا ہے
چون نمبر۔ اپنے آپ کو فانی
نہ سمجھے۔ مرتع زیرک۔

چالاک پرندہ، مراد فلسفی ہے۔
نمبر خاطر یعنی غماز اور
حکما بعض عقل کے زور پر
معرفت حاصل کر لیں لیکن
نہیں ہے، واللہ خبر و نیاز
ہے ہی و سنگیری فرما ہے
گنج آگنان۔ خزانہ بھرتوالے
گنج کا تو مشہور خزانہ جوشید
کے زمانہ کا تھا، بہارم کے
زمانہ میں ایک کا شکار کے
بانتھ کا تھا اس میں گائے
بیل کے ملائی بت بھی تھے
اس لئے اس کا نام گنج گاؤ
پر لگیا تھا خیال اندیش۔
فلسفی۔

سہارن پور کا جیل کی ڈاڑھی،
اس سے احمق، بہر قوت مراد
ہوتا ہے۔ خشیش۔ گھاس
مفتون۔ قریفندہ۔ مجنون۔
دیوانہ، عاشق۔ سراو باغ۔
دنیا و دنیاوی، راہ طریقت
کی رکاوٹیں ہیں۔ کاروبار۔ بڑا
سامان، زائد بہرہ۔ ایک سارے
کا نام ہے عوام میں مشہور ہے
کہ تہہ و ایک عورت تھی ہاروت
و ماروت و فرشتوں نے اس
زنا کر لیا اس بنا پر وہ دونوں
فرشتے چاہا بل میں اُلٹے اُلٹا کام

صد ہزاراں دفتر اشعار بود

اشعار کے لاکھوں دیوان تھے

باچناں غالب اوندرے کے

ایسے غالب خدا نے آگے کوئی

بس دل چوں کوہ را نکلیخت او

بہار عجیب بہت سے دلوں کو اس نے کھا دیا

فہم و خاطر تیز کردن نیست او

عقل اور سر طبیعت کو تیز کر لینا راہ نہیں ہے

اے بسا گنج آگنان گنج گاؤ

اے (مخاطب) بہت سے گنج کا ویسے خزانے بچ کرنے والے

گاؤ کہ بود تا وریش او شوی

بیل کا جو ہے کہ تو اس کی داڑھی بچے

ز روفرہ چیست تا مفتول شوی

سلاخ جلانی کیا ہے کہ تو اس کا عاشق بنے

ایں تر او باغ تو زندانِ نست

یہ محل اور باغ، تیرا قید خانہ ہے

آں جماعت را کہ ایزد مسخ کرد

جس گروہ کو اللہ نے مسخ کیا

چوں نے از کار بند شدی زرد

جب عدوت بدکاری کی وجہ سے زرد ہوئی

عورتے را زہرہ کردن مسخ بود

عورت کو زہرہ بنا دینا تو مسخ تھا

روح می برد سوتے عرش بریں

روح تو مجھے عرش بریں کی طرف لے جاتی لیکن،

خوش را تو مسخ کردی زیں سفول

تو نے اپنے آپ کو اس پستی کی وجہ سے مسخ کر لیا

پیش حرف اُمیش اس عار بود

جو اس کے اُمی و خد کے کلام کے سامنے موجب عار تھے

چوں نمبر دگر نباشد او خے

کچھ نہ مرے اگر وہ کینہ نہیں ہے!

مُخ زیرک باد ویا او بخت او

چالاک ہر بندے کو دیکھو یوں کہ ہوتے ہوئے بولیں،

خُز شکستہ می تکر فضل شاہ

شاہ کا فضل، عاجز کے سوا کسی کا حق نہ ہوگی

کاں خیال اندیش را شدرش کاؤ

عقہ مندوں کے لئے سامانِ تسخیر ہیں گئے

خاک کہ بود تا حشیش او شوی

خاک کیا ہے کہ تو اس کی کھاسی بنے

چبست صورت بنا چیں محفل شوی

صورت کیا ہے کہ تو ایسا پاگل بنے

ملکے مال تو بلاتے جانِ نست

تیرا ملک اور مال تیری جان کیلئے مصیبت ہے

آیت تصویرِ شاں را نسخ کرد

اُن کی صورت کی پہچان کو مٹا دیا

مسخ کرد او را خد او زہرہ کرد

اُس کو خدائے مسخ کر دیا اور زہرہ بنا دیا

آب گل گشتن نہ مسخ است اے غوث

کیا پانی اور مٹی ہو جانا مسخ نہیں ہے۔ اے کرشن!

سوتے آب و گل شری درابیں

تو پانی اور گلی کی طرح تلخ درجوں میں آگیا

باوجودے کہ بِلَاک شک عقول

حالانکہ وہ جو عقول عشرہ کیلئے باعثِ سنا تھا

اللہ اللہ اس جفا باماکن
خدا کے لئے یہ ظلم مجھ پر نہ کر
می دہد دل شمرنزا کین بیدار
کیا تیرا دل اسکی اجازت دیتا ہے کہ بیدار
جملہ درخشکی چو ماہی می طہند
سب ایسے تڑپ رہے ہیں جیسے مچھلی خشکی میں
ایک جو متور زمانہ نیست کس
اسے وہ چکر دنیا میں بچھ جیسا کوئی نہیں ہے!

لطف کن اموز را فردا کن
مہربانی کر، اور آج کو کھل پر نہ ڈال
بے تو گردنہ آخر از بے حاصل
تیرے بغیر محمدیوں میں شامل ہو جائیں؟
آب را یکشاز جو بردار بند
پانی کھول دے اور نہر سے بند کٹھا دے
اللہ اللہ خلق را فریاد رس
خدا کے لئے لوگوں کی فریاد رس لے

دفع کردن وزیر مریدان و اتباع خود را
وزیر کا اپنے مریدوں اور متبعین کو دفع کرنا

وعظ و گفتار و زبان و گوش جو
وعظ اور کان، گفتار اور زبان کے تلاش کو نالو
بند جس از شمیم خود سیرول کنید
اپنی آنکھ سے پیرا ظاہری روضہ در کرد
تا نگردد ایں کراں باطن کست
جب تک یہ پیرا نہ ہو باطن بہر اسے
تا خطاب از جوی را بشنوید
تاکہ از جوی کے خطاب کو سنو
تو ز گفت خواب کے لئے بے بری
تو خواب کی گفتگو سے کب خوشبو حاصل کر سکتا ہے؟

سیر باطن مہست بالائے سما
باطنی سیر آسمانوں پر ہے
موسی جان پائے بردارینہاد
جان کے موسیٰ نے دریا پر قدم دھر دیا
سیر جاں پاد دل دریا نہاد
جان کی سیر نے دریا کے دل پر پیر دھرایا ہے

گفت ہاں لے سخن کان گفتگو
اُس نے کہا خبردار! اے گفتگو کے پابندو!
پنہ اندر گوش جس دوں کنید
جس کان کے اندر روئی چٹھوس لو
پنہ آں گوش ستر گوش سترست
باطنی کان کی زوئی، ستر کان کا ہے
بے جس و بے گوش و بے فکر شوید
بے جس اور بغیر کان کے اور بے فکر ہو جاؤ
تا بگفت و گوئے بیداری و می
جب تک تو بیداری کی گفتگو میں ہے
سیر برونی ست فعل و قول ما
ہمارا فعل اور قول سیر برونی سیر ہے
جس خشکی دید کہ خشکی نژاد
جس نے خشکی دیکھی ہے چونکہ وہ خشکی سے پیدا ہوئی
سیر جسم خشک و خشکی فتاد
خشک جسم کی سیر خشکی پر ہوئی ہے

لہ دل و دل آلودہ کرنا۔
بیدل۔ عاشق۔ بے حاصل
مخوم۔ طہیدل۔ تہیدل،
تڑپنا، جلنا۔ پان۔ جملہ
تہیدل ہے۔ سخن کان۔ گوش
کی جمع ہے تابع۔ پنہ۔
روئی۔ گوش جس ظاہری
کان۔ دوق۔ کنید۔ بخشید۔
یعنی قلبی بنائی۔ گوش ستر
باطنی کان گوش ستر۔
ظاہری کان، یعنی جب تک
ظاہری کان کھلے ہوئے
ہیں، باطنی کان کام نہیں
کرتے ہیں۔
عظ اور جہتی۔ تولوٹ آ،
قرآن پاک میں فرمایا کہ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ
الْمُطَهَّرِينَ ارْجِعِي إِلَى
رَبِّكِ وَارْجِعِي مَرْضِيَّةً
یعنی اے مطمئن جان
اپنے پروردگار کی طرف
خود خوش ہوتی اور اسکو
خوش کرتی تولوٹ جا جس
یعنی جس ظاہری، چونکہ
مٹی سے بنا ہے لہذا اُس کی
سیر گاہ یہی عالم آب و
سکھ ہے۔ روح۔ ملاہ
اعلیٰ کی چیز ہے، اسکی
سیر بھی ملاہ اعلیٰ میں
ہوتی ہے، حضرت
موسیٰ پیدا اللہ کے لہر
دریا سے نیل میں بہا
دئے گئے تھے۔ دریا۔
یعنی عالم آخرت۔

چوں وزیر باکر بد اعتقاد

جب رنکار، بد اعتقاد وزیر نے

مکر دیگر آں وزیر از خود بہت

دوسرا مکر اُس وزیر نے اختیار کیا

در مریاں در فکند از شوق سوز

مُریدوں میں شوق کی سوزش ڈال دی

خلق دیوانہ شدند از شوق او

اُس کے شوق سے لوگ دیوانے ہو گئے

لابہ وزاری سہمی کردند او

لوگ خوشامد اور عاجزی کرتے تھے اور وہ

گفتہ ایشان بے تو مار نیست نو

انہوں نے کہا میرے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے

از سر اکرام و از بہر خدا

از راہ مہربانی اور خدا کے لئے

ما چو طفلانیم و ما را دایہ تو

ہم بچوں کی طرح ہیں اور تو ہماری دایہ ہے

گفت جانم از محال دوست نیست

اُس نے کہا میری جان دوستوں سے دور نہیں ہے

آں امیراں در شفاعت آمدند

وہ امیر سفارش کے لئے آئے

کانچہ بد بختی ست مارا لے کریم

کراسے بزرگ! یہ ہماری کیسی بد بختی ہے

تو بہانہ می کنی و ما ز درد

تو تو بہانہ کر رہا ہے اور ہم درد سے

ما بگفتار خوشست محو کردہ اکیم

ہمیں تیری شہمی باتوں کی عادت ہو گئی ہے

دین عیسیٰ را بدل کرد از فساد

حضرت عیسیٰ کے دین کو فساد ڈالنے کے لئے بدل ڈالا

و عطر را بگذاشت در خلوت

و عطر کہنا چھوڑا، تنہائی میں بیٹھ گیا

بود در خلوت چہل پنجاہ روز

چالیس پچاس روز تک تنہائی میں رہا

از فراق حال قال ذوق او

حال اور گفتار اور اُس کے ذوق کی جاتی سے

از ریاخت گشتہ در خلوت و تو

مجاہدہ کی وجہ سے تنہائی میں کڑا سہاگ تھا

بے عصاکش چوں بود احوال

لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر نامتنا کا حال کیا ہو گا؟

بیش ازین از خود مکن ماراجدا

اس سے زیادہ ہم کو اپنے سے جدا نہ کر

بر سر ماگستراں آں سایہ تو

وہی سایہ تو ہمارے اسی پر والدے

لیک بیرون مدن دستور نیست

لیکن باہر کے لئے حکم نہیں ہے

واں مریاں مضراعت آمدند

اور وہ مُرید عاجزی کرنے لگے

از دل و دین ماندہ ما لے تو یتیم

ہم دل اور دین سے تیرے بغیر خورک نہ تھے

میزنیم از سوز دل و مہاسرد

دل کی جلن سے ٹھنڈی آہیں بھر رہے ہیں

ما ز شیر حکمت تو خورده ایم

ہم نے تیری دانائی کا دورہہ پیا ہے

لے مارے مکر مکر نیوالا حال
حالت مستی۔ قال گفتگو
ذوق۔ روحان، روحانی
احساس۔ لایہ۔ خوشامد
زاری۔ عاجزی۔ ذوق۔
کڑا، مخمخی، دوہرا۔
عصاکش۔ یعنی اندھے
کی لاسٹھی پکڑ کر چلنے والا۔
بے کور۔ نامینا۔ دایہ۔ دورہہ
پلا نیوالی عورت، انا۔
ستہ دستور۔ حکم، اجازت،
طریقہ۔ امیراں۔ بارہ سردار
مراعت۔ عاجزی، خوشامد
کریم۔ بزرگ۔ یتیم۔ بے باپ
کایچہ۔ محروم۔ ذوق۔
سرد۔ ٹھنڈے سانس۔
مخو۔ عادت۔ شیر۔ دورہہ
حکمت۔ دانائی۔ خورده
نوشیدہ۔

چونکہ دنیا سہا برآرد بعد از ان
جب وہ دانست نکال لے گا
مغ پر نہا رستہ چوں تیراں شود
جس پر نہ لے کے پر نہ بکھے ہوں جب وہ اڑے گا

چوں برآرد پر بہر آؤ بخود
جب پر نکال لے گا وہ خود بخود اڑ لے گا
دیور انطق تو خامش می کند
تیری گفتگو، شیطان کو چسپ کر دیتی ہے

گوش ما ہوش ست چوں گویا توئی
جب تو گویا ہوتا ہے ہمارے کان (بہر ہوش
باتو مارا خاک بہتر از فلک
تیرے ساتھ، ہمارے لئے زمین آسمان بہتر ہے

لے تو مارا بر فلک تار کی ست
تیرے بغیر ہمارے لئے آسمان پرانہ جہاں ہے

بامہ روئے توش تباری کے ست
تیرے چہرہ کے چاند کے ہونے ہوئے لک تباریکہ

باتو بر خاک از فلک بر دم ست
تیرے ذریعہ زمین پر رہتے ہوئے ہم آسمان پر بسفتے

صورتِ رفعت بود افلاک را
آسمانوں کو ظاہری بلندی حاصل ہے

صورتِ رفعت بر جسمہا
جسموں کی، ظاہری بلندی حاصل ہے

اللہ اللہ یک نظر بر ما فلک
اللہ ہم پر ایک نظر ڈالے

خود بخود گرد در دلش جو یائیں
تو اس کا دل خود بخود در دلش گریگا
لقمہ ہر گریبہ در آں شود
ہر درندہ بلی کا لقمہ بجائے گا

بے تکلف بے صفر نیک بد
اچھی، اچھی سیٹی کے بغیر، بلا تکلف

گوش مارا گفت تو ہوش می کند
تیری گفتگو ہمارے کان کو ہوشمند کر دیتی ہے

خُشک ما بحر ست چوں گویا توئی
چونکہ تو دیریا ہے، ہمارا خشک بھی سمندر ہے

اے سماک از تو منور تا سماک
اے وہ ذات کو تجھ جیسے سماک تک روشن ہے

باتو اے مہاں زمین تار کی ست
اے چاند تیرے ہوتے ہوئے زمین کیلاندی ہے

روز رابے نور تو تار کی ست
دن، تیرے نور کے بغیر تاریک ہے

بر سما بے تو جو خاکیم ست
تیرے بغیر ہم آسمان پر بھی، زمین کی طرح پست ہیں

معنی رفعت روان پاک را
پاک، روح کو معنی بلندی حاصل ہے

جسمہا در پیش معنی اسمہا
جسم ہمارے کے سامنے معنی نام ہیں

لا تقنطنا فقد طال الحزن
ہمیں مایوس نہ کر، غم دراز ہو گیا ہے

لے مرغ۔ تو ہمارے لئے بمنزل
بر دل کے ہے، تیرے بغیر
ہماری ہلاکت ہے۔ دیو۔
شیطان۔ نطق۔ گویا۔
ہوش۔ ہوش کا محقق ہے
یعنی ہمارا شیطان سے بچاؤ
اور ہمارا ہوش تیری محبت
اور گفتگو پر موقوف ہے۔
سماک۔ ستارہ کا نام
ہے۔ سماک۔ پھلی۔ تاریکی۔
اندھیرا۔ تاری۔ اندھیرا۔
بر دم دست۔ دست برون
غالب آنا، سبقت لیجانا۔
سما۔ آسمان۔ صورتِ رفعت
ظاہری بلندی۔ معنی رفعت
حقیقی بلندی۔

جواب گفتن وزیر کہ خلوت را نمی شکنم

وزیر کا جواب دینا کہ میں تنہائی نہ چھوڑوں گا

چونکہ اندر رفتنی گذشت
چونکہ غم رفتنی کے راستے میں کٹی ہے
آب حیاں را کی خواہی تو یافت
تو آب حیات کو کب پا سکیگا؟
موج خاکی فہم و وہم و فکر است
غما کی موج، ہماری سمجھ، ہمارا فہم اور ہماری سوچ ہے
تا دریں سکری ازاں سکری تو دور
جہنگ تو اس سکریں ہے اس سکری دور ہے
گفتگوتے ظاہر آمد چوں غبار
ظاہری گفتگو، غبار کی مانند ہے

گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ دشت
کبھی پہاڑ، کبھی جنگل، اور کبھی میدان میں
موج دریا کی خواہی شکافت
دریا کی موج کو کب چیر سکیگا؟
موج آبی محو و سکرست فنا
آبی موج محویت اور سُکر اور فنا ہے
تا ازین مستی ازاں جامہ نفور
جب تک تو اس سے مست ہے اُس جا سے نفور ہے
تا تے خاموش خوگن ہوشدار
کچھ مدت چپ رہنے کی عادت ڈال ہوش میں آ

مکرر عرض کردن مریاں کہ خلوت را بشکن
مکرر عرض کرنا کہ خلوت کو چھوڑ دے

ایں فریب ایں جفا با ماگو
یہ فریب اور یہ ظلم، ہمیں نہ سنا
بیدل و جانیم تا کہ ایں غیب
ہم بے دل اور بے جان ہیں، یہ غیب کب تک؟
مرحمت کن ہمچنین تا انتہا
اسی طرح آخر تک ہم پر رحم کر
در و مارا ہم دوادانتہ
ہمارے درد کی دوا بھی تو نے جان لی ہے
برضعیفال قدر قوت کار نہ
کمزوروں پر بقدر قوت کما ڈال
طعمہ ہر مرغ انجیر کے ست
ہر پرندہ کی خوراک انجیر کب تک ہے؟
طفل مسکین از اناں مردہ گیر
مسکین بچہ کو اُس روٹی سے مردہ سمجھ

جملہ گفتگوتے حکیم رخنہ جو
سب لے کہا، اے حکیم، خلل انداز
ما اسیر انیم تا کہ ایں فریب
ہم قیدی ہیں، یہ فریب کب تک؟
چوں پذیرفتی تو مارا زابتدا
تو نے جب ہمیں ابتداء سے قبول کر لیا ہے
ضعف و عجز و فقر ما دانستہ
تو نے ہماری کمزوری، عاجزی اور احتیاج جان لی ہے
چار بار اقدر طاقت بارہ
چار بار طاقت کے مطابق پوچھ لاؤ
دانہ ہر مرغ اندازہ و لیسیت
ہر پرندہ کا اندازہ اس کے اندازے کے مطابق ہے
طفل از اناں ہی بر جائے بشیر
تو اگر بچہ کو دودھ کی بجائے روٹی دے

لہ تجو مشا و بنا، تصوف کی اصطلاح میں فنا فی اللہ کو کہتے ہیں جس کے مقابل اثبات ہے۔ سکڑ مستی تصوف میں وہ کیفیت مراد ہے، جس میں انوارِ غیبی کے غلبے سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے اس کے بالمتقابل کیفیت صحیحہ ہے۔

لہ سکڑ یعنی انوارِ غیبی کے غلبے کی کیفیت۔ جام۔ یعنی جام معرفت۔ نفور۔ متنفر۔ غبار۔ یعنی غبارِ قلب، حدیث شریف میں ہے، کثرتِ کلام دل میں تساوت پیدا کرتا ہے۔ رخنہ۔ چوڑکے۔ جاری بننا ہی کو پندرہ ہے۔ اسیر۔ محبت کا قیدی۔

لہ غلبہ۔ غلبہ کا اہمال ہے۔ غصہ، ناراضی۔ چوٹ۔ وضع داری یہی ہے کہ جب ہمیں خادم بننا ہے تو خادم بننے رکھ۔ دانستہ۔ یعنی جانتے۔ معلوم ہے کہ ہماری دلائل فریب، چار بار یعنی ہمارے ساتھ اب وہ بننا تو نہ کر جو ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ دانہ۔ ہر پرندہ کا دانہ اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔

ماہمہ شیراں وے شیرِ عالم
ہم بہ شیر ہیں لیکن جھنڈے کے شیر

حملہ شاں پیرا و ناپا بست باد
اُن کا حملہ نظروں میں ظاہر ہے اور ہوا نظر سے غائب ہے

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تست
ہماری ہوا اور ہمارا وجود تیری عطا ہے

لذتِ ہستی نمودی نیست ا
تو نے معدوم کو وجود کی لذت دکھائی

لذتِ انعام خود را واکیر
اپنے انعام کی لذت کو واپس نہ لے

ور بگیری کیست جہت جو کند
اور اگر تو نے لے کوں ہے جو جہت جو کر سکے

منگر اندر ما کن در ما نظر
ہمیں نہ دیکھ، ہم پر نظر نہ کر

ما نبودیم و تقاضا ماں نبود
نہ ہم تھے نہ ہمارا تقاضا تھا

نقشِ باشد پیش نقاشِ قلم
نقش، نقاش اور قلم کے سامنے ہوتا ہے

پیشِ قدرتِ خلقِ جملہ بارگہ
قدرت کے سامنے، عالم کی تمام مخلوقات

گاہِ نقشِ دیو و گاہِ آدم کند
کبھی شیطان کا کبھی آدم کا نقش بناتا ہے

درستِ تا دستِ جنبا بدفع
کوئی ہاتھ نہیں، جو روکنے کو ہاتھ ہلانے

تو قرآن باز خواں تفسیر بیت
تو قرآن سے (اس) شعر کی تفسیر پڑھ لے

حملہ شاں از بادِ باشد و مبدا
جس کا مسلسل حملہ ہوا کی وجہ سے ہوتا ہے

آنکہ ناپا بست ہرگز کم مباد
وہ ذات جو کہ نظروں سے غائب ہے کبھی (دل سے) کم نہ ہو

ہستی ما جملہ از اسیا و تست
ہم سب کی ہستی تیری ایجاد سے ہے

عاشق خود کردہ بودی نیست ا
تو نے معدوم کو اپنا عاشق بنا یا تھا

نقلِ خم و جام خود را واکیر
شراب کے نقل اور اپنے جام کو واپس نہ لے

نقشِ بانقاشِ جوں نہ کو کند
نقش، نقاش کے ساتھ نہیں زور آسانی کرے

اندر اکرام و سخاوت کو دیکھ
اپنے اکرام اور سخاوت کو دیکھ

لطف تو نا لطفہ ما می شنود
تیری ہرمانی ہماری اُن کی ہستی تھی

عاجز و لبستہ جو کو دک در شکم
عاجز اور مجبور جس طرح بچہ پیٹ میں

عاجزاں جوں پیشِ سوزن کارگہ
عاجز ہیں، جس طرح سوزنی کے سامنے کڑھائی کارگاہ

گاہِ نقشِ شادی و گاہِ غم کند
کبھی خوشی کا اور کبھی غم کا نقش دکھاتا ہے

نطق نے تا دمِ زندا ضر و نفع
گویائی نہیں، جو نفع اور نقصان پر دم مارے

گفت ایزد ما مہیتِ اذر مہیت
اللہ نے فرمایا تو نے نہیں چھینکا جو تیرے چھینکا

لہ حملہ شاں - جھنڈا ہوا ہے
ہماری ہوا اور ہمارا وجود تیری عطا ہے
یہ شیر حملہ آور ہے - لذت
سبقتی - ہم معدوم تھے
تو نے وجود کا مزا چکھا یا
ازل میں ہم سے عطا کی لذت
لے کر ہم کو شہید بنا دیا -
وآ - باز، واپس، نقل
وہ میوہ یا انگین وغیرہ
جو شراب کے ساتھ کھایا
جاتا ہے - نقش - ممکنات
واجب کا نقش و نگار ہیں -
سکھانا بودیم - ہمارا وجود
کبھی نعمت ہے جو بلا مانگے
ملی اور ہمیں انشرفنا ملنا ہوتا
بنایا - عاجز و لبستہ - اگر
خلا ہی نعمتیں ہم سے چھین لے
تو ہم کیا کر سکتے ہیں - بارگہ
عالیہ دنیا - سوزن - سوزنی
سہ کارگہ - وہ کارگاہ جس پر
نقاش بیل بولے کار چھتا
ہے - دست - ہاتھ، طاقت
رفع - روکنا، دھکیلنا -
نطق - قوتِ گویائی - فقر -
نقصان - بیت - یعنی ان
اشعار کی تفسیر - ماریت -
غزوہ بدر میں انھوں نے
ایک کھنکریاں کھانسی
طرف پھینکیں جس سے وہ
بدرجاس ہو کر شکست کھا گئے۔

پندرہ رادر جان در دل رہ کنید
جان اور دل میں نصیحت کو راستہ دو
گر بگویم آسمان را من میں
خواہ میں آسمان کو زمین کہوں
وزنیم اس زحمت از ارحسیت
اور اگر نہیں ہوں تو یہ زحمت از تکلیف کیوں ہے؟
زانکہ مشغولم باحوالِ دروں
اس لئے کہ میں باطنی احوال میں مشغول ہوں

لابہ کردن مریداں در خلوت وزیر بار در گمر
وزیر کی خلوت کے متعلق مریدوں کا دربار و خوش آمد کرنا

گفت ما چوں گفتہ آغیا نیست
ہماری بات غیروں کی سی بات نہیں ہے
آہ آہ ست از میانِ جاں جاں
جان سے آہ آہ نکلی رہی ہے
گریدا و گریہ نہ بداند نہ نیک
وہ روزنا ہے اگرچہ اچھا نہیں جانتا ہے
زاری از مانے تو زاری میکنی
رونا ہمارا نہیں ہے تو رونا ہے
ماچو کو ہم و صدا در ماز تست
ہم پہاڑ کی طرح ہیں اور ہم میں گونج تجھ سے
بُرد و ماز تست آخوش صفا
لے خوش صفات! ہماری بارحیت تیری طرف ہے
تا کہ ما با شیم با تو در میاں
تیرے ہوتے ہوئے، درمیان میں ہم کون ہوتے ہیں؟
تو وجودِ مطلق فانی نما
تو فانی نما، وجودِ مطلق ہے

گفت مجتہباتے خود کو نہ کنید
اُس نے کہا اپنی مجتہدوں کو مقرر کرو
گر امینم متہم بنو د ا میں
اگر میں امانتدار ہوں تو میں متہم نہیں ہوتا
گر کالم با کمال انکا حصیت
اگر میں کامل ہوں، تو کمال کے ہوتے چو انکا کیا؟
من نخواہم شذائیں خلوت جوں
میں خلوت سے باہر نہ نکلوں گا

جملہ گفتند اے وزیر انکا نیست
سب نے کہا اے وزیر! انکا نہیں ہے
اشک دیدہ است از فراق تو ووا
تیری جدائی سے آنکھوں کے آنسو بہ رہے ہیں
طفل بادا یہ نہ استیزد ولیک
بچہ دل سے نہیں لڑتا لیکن
ماچو حکیم و تو زخمه میزنی
ہم سارنگی کی طرح ہیں اور تو غراب مارتا ہے
ماچو ناہیم و نوادر ماز تست
ہم بائیسری کی طرح ہیں اور ہم میں آواز تجھ سے ہے
ماچو شطر نجیم اندر بُرد و مات
بارحیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں
ماکہ ما شیم اے تو ما را جان جاں
اے وہ کہ تو ہماری جان کی جان! ہم کیا ہوتے ہیں؟
ماکہ ما شیم و ہستی ہاتے ما
ہم اور ہماری ہستیاں معدوم ہیں

لے پندرہ یعنی نصیحت کو
دل و جان سے قبول کر لو
مستحکم نہایت تر دہ گفت
گفتگو گفتہ کہا ہوا۔ آغیار
غیر کی جمع یعنی ہماری یہ
باتیں اپنوں کی باتیں ہیں
جو آپ کے کمال کے انکار
کی وجہ سے نہیں ہیں۔
اشک۔ اگر کمال کا انکار
ہو تا تو ہماری یہ حالت
کیوں ہوتی۔
لے طفل یعنی بچہ اپنی اندر مثنوی
تکلیف دہتا ہے ماں کو ستانا
مقصود نہیں ہوتا اس لئے
ہم جو کچھ کہتے ہیں اس
مقصود سے کہ ستانا نہیں
ہے۔ ماچو حکیم۔ یہاں سے
مولانا کا چنانچہ شروع
ہو گیا ہے، اس کا تعلق
وزیر کے مریدوں سے نہیں
ہے۔ ناے۔ بائیسری۔ لٹوا۔
آواز۔ صدا۔ گونج، آواز
بارحیت۔
لے شطر۔ مشہور کھیل ہے۔
مرد و مات۔ بارحیت۔
ماکہ با شیم۔ تیرے وجود کے
بالقابل ہمارا وجود معدوم
ہے۔ فانی نما۔ یعنی ممکن
کا وجود حقیقت میں کچھ
نہیں، صرف نظر آتا ہے
لہذا وہ ہستی منعدم ہے
اور ہا جب کا وجود حقیقی
ہے جو نظر نہیں آتا لہذا
وہ وجودِ مطلق فانی
نما ہے۔

ہر کہ او بیدار تر پُر درد تر
جز زیادہ ہوشمند ہے وہی زیادہ پُر درد ہے
گر ز جبرش آہی زاریت کو
اگر تو اس کے جبر کا معتقد ہے تو تیری عاجزی کہاں ہے؟

بستہ در زنجیر رادی چوں کند
زنجیر سے جکڑا ہوا، سفادت کیسے کر سکتا ہے؟
کے اسیر جس آزادی کند
قید خانہ کا قیدی، آزادی کب مناسکتا ہے؟

ور تو می بینی کہ یات بستہ اند
اگر تو دیکھتا ہے تو تیرے پیر باندہ دے ہیں
پس تو سر ہنکی مکن با عاجزاں
لہذا تو کمزوروں پر سپاہی نہ بن

چوں تو جبر او نمی بینی مگو
جب تو اس کا جبر نہیں دیکھتا ہے، تو قائل نہ ہو
اندر اں کار یکہ میل سنت بل
جس کام میں تیرا میلان ہوتا ہے اس میں

اندر اں کار یکہ میل نیست خواست
جس کام میں تیری خواہش اور میلان نہیں ہے
انبیاء در کار دنیا جبری اند
انبیاء دنیا کے کام میں جبری ہیں

انبیاء را کار عقبی اختیار
انبیاء کے لئے آخرت کے کام اختیار ہی ہیں
زانکہ ہر مرغے بسوئے جنس خویش
کیونکہ ہر پرندہ اپنی جنس کی طرف

کافراں چوں جنس سچین آمدند
کافروں چونکہ سچین کی جنس کے ہیں

ہر کہ او آگاہ تر بُخ زرد تر
جو زیادہ باخبر ہے اُس کا چہرہ زیادہ زرد ہے
جنش زنجیر جباریت کو
تیری مجبوری کی زنجیر کی جھٹکار کہاں ہے؟

چوب اشکستہ عمادی چوں کند
ٹوٹی ہوئی ٹکڑی سون کب بن سکتی ہے؟
کے گرفتار بلا شادی کند
مصیبت میں گرفتار، خوشی کب مناسکتا ہے؟

بر تو سر ہنگان شہ نمشستہ اند
بچہ پر بادشاہ کے سپاہی مسلط ہیں
زانکہ نبود طبع و خوی عاجزاں
اس لئے کہ یہ عاجزوں کی طبیعت اور عادت نہیں ہوتی؟

ور بھی بینی نشان دید کو
اور اگر تو دیکھتا ہے، تو دیکھنے کی دلیل کہاں ہے؟
قدرت خود را بھی بینی عیاں
تو اپنی قدرت کو کھلا دیکھتا ہے

اندر اں جبری شوی کیں از خواست
اُس میں تو جبری بنتا ہے کہ یہ خدا کی جانب ہے
کافراں را کار عقبی جبری اند
کافروں، آخرت کے کام میں جبری ہیں

کافراں را کار دنیا اختیار
کافروں کے لئے دنیا کے کام اختیار ہی ہیں
میر و او دلس جاں بش مش
پہچھے پہچھے جانا ہے اور جان کے مار مار ہے

سچن دنیا را خوش آئین آمدند
دنیا کے قید خانہ کے قوانین خوب سمجھتے ہیں

لہرُخ زرد۔ چہرے کی
زردی خوف کی علامت
ہے۔ گر اگر اللہ کی طرف سے
جبر ہو تو انسان کو ہر کام سے
عاجز ہونا چاہئے۔ حالانکہ
ایسا نہیں ہے اور کہیں تو
جبر کی آواز ہوتی چاہئے۔
راہی۔ سخاوت، راہ۔
سخی۔ آسیر۔ قیدی۔

ٹکھ خفت۔ قید خانہ۔
شہر ہنگ۔ سپاہی۔ جرنیل
سپاہیانہ جبر و تشدد۔
زانکہ۔ مجبور دوسروں پر
جبر نہیں کر سکتا اور انسان
دوسروں پر جبر و ظلم کرنا
ہے۔ خواست۔ خواہش
جبری۔ مجبور کیل۔ کلاں
از خواست۔ یہ انسان کی
عادت ہے کہ حسبِ مشا

کاموں میں اپنا اختیار
سمجھتا ہے اور جو کام
نہ کرتا چاہئے اُس میں اپنے
آپ کو مجبور ظاہر کرتا ہے۔
ٹکھ انبیاء۔ دنیاوی کاموں
میں شریک اسباب کرتے
ہیں اور کافر آخرت کے
کاموں میں۔ اختیار۔
انبیاء آخرت کے کاموں کو
اختیاری سمجھتے ہیں اور
کافروں کے کاموں کو۔

ہر مرغے۔ پرند۔ اسقدر
خوشی سے جانا ہے کہ خود کو پیچھے
ہو جاتا ہے اور اس کی جان
اُس سے بھی آگے ہوتی ہے۔
سچین۔ وہ جگہ جہاں کفار
کے نام محفوظ ہیں، جہنم کی
ایک وادی کا بھی نام ہے۔

لہذا مالکان ہم شخص ایک
 آگاہی اصل فاعل خدا کی
 ذات ہے۔ تجربہ زبردستی
 قریب جبر کا عقیدہ ہے کہ
 انسان اپنے افعال میں
 مجبور محض ہے، اسے
 بالکل اختیار نہیں ہے،
 اہل سنت کے نزدیک
 انسان کو اختیار ہے لیکن
 یہ اختیار خدا کے اختیار کے
 تابع ہے۔ جباری۔ زبردستی
 دباؤ۔ زاری۔ ضعف،
 ناتوانی۔ برائے۔ یعنی اللہ
 کی جباری سے انسان کا
 مجبور محض ہونا لازم نہیں
 آتا۔
 غلط اضطراب۔ مجبوری۔
 خجالت۔ شرمندگی۔ یعنی
 انسان میں جو اور اختیار
 ملا جلا ہے، لہذا وہ مضطر
 بھی ہے اور محتاج بھی۔
 دروغ۔ افسوس۔ آرزو
 صلح ہوئی۔ شرم حشیت
 اگر انسان مجبور محض ہوتا
 تو اپنے گناہوں پر کیوں
 شرماتا۔ زجر۔ جھڑکی غلو
 طبیعت، دل۔ گرداں۔
 پریشان۔ چراست۔
 یعنی اگر خدا کو مجبور محض ہوتا
 تو اس کا اس کو کیوں جھڑکتا
 گرداں۔ مدبروں کا تدبیریں
 کرنا بھی جبر کے منافی ہے۔
 ورنہ یعنی اگر اعتراض ہو کہ
 تدبیروں کی سرگردانی اور
 استاذ کا جھڑکانا اس بنا پر
 ہے کہ ان کو جبر کا احساس نہیں
 سب خوش جواب۔ اسکا بہت

گر پراں نیم تیراں کے زماست
 اگر ہم تیراں میں تو وہ ہماری وجہ سے کب ہے؟
 ایں نہ جبر ایں معنی جباریست
 یہ جبر نہیں ہے، یہ جباری کے معنی ہیں
 زاری ما شد دلیل اضطراب
 بہار عجز، اضطراب کی دلیل ہے
 گرنہ بودے اختیار ایں شرم حشیت
 اگر اختیار نہ ہوتا تو یہ شرم کیا ہے؟
 زجر استادان بشاگرداں چراست
 استادوں کی جھڑکی، شاگردوں کو کیوں ہے؟
 ورتو کوئی غافل ست از جبر او
 اگر تو کہے، وہ جبر سے غافل ہے
 ہست ایں را خوش جواب از شنوی
 اگر تو نے تو اس کا (جی) اچھا جواب ہے
 حسرت وزاری کہ در بیماریست
 حسرت اور عاجزی جو بیماری میں ہے
 آں زماں کہ میشوی بیمار تو
 جس وقت تو بیمار ہوتا ہے
 می نماید بر تو زشتی گندہ
 تیرے اوپر گندہ کی برائی لگ جاتی ہے
 عہد و سیاں میکنی کہ بعد از بس
 تو عہد اور پیمان کرتا ہے کہ اس کے بعد
 پس یقین گشت آنکہ بیماری ترا
 لہذا یقین ہو گیا کہ تیری بیماری وہ
 پس ہاں ایں اصل الے اصل جو
 اے راز کے طالب اس حقیقت کو سمجھ لے

مالکان و تیراں از ش خداست
 ہم تو کمان میں، اور تیر جلائی والا خدا ہے
 ذکر جباری بے زاریست
 جباری کا ذکر انسان کا عجز ظاہر کرنے کیلئے ہے
 خجالت ما شد دلیل اختیار
 ہماری شرمندگی، اختیار کی دلیل ہے
 ویں دریغ و خجالت از شرم حشیت
 اور یہ افسوس اور شرمندگی اور صلح جوئی کیا ہے؟
 خاطر از تدبیر اگر داں چراست
 تدبیروں میں طبیعتیں سرگرداں کیوں ہیں؟
 ماہ حق نہیں کند در او
 اللہ کا چاند اس کو اپنے آپ میں چھپا دیتا ہے
 بگدیزی از کفر و برد بس بگروی
 تو کفر سے بچ جائیگا اور دین پر پاں ہو جائیگا
 وقت بیماری ہمہ بیداریست
 بیماری کا وقت پوری بیداری ہے
 میکنی از جرم استغفار تو
 تو گناہ سے توبہ کرتا ہے
 میکنی نیت کہ باز آیم برہ
 تو ارادہ کرتا ہے کہ راہ راست پر لوٹ آؤں گا
 جز کہ طاعت نبودم کارگزین
 عبارت کے علاوہ کوئی کام نہ کروں گا
 می بہ بخشد ہوش و بیداری ترا
 تجھے ہوش اور بیداری بخشتی ہے
 ہر کہ اور دست او بردست لبو
 جس میں درد ہے اس کو پھل گیا ہے

گفت ہر ایک را بدین عیسوی
ہر ایک سے کہا کہ عیسوی دین میں
واں امیران دگر اتباع تو
اور دوسرے امیر، پیروے تابع ہیں
ہر امیر کے کو گشت گردن بکیر
جو امیر سرکشی کرے اُس کو گرفتار کر لے
لیکنا من زندہ ام اس را کو
لیکن جب تک میں زندہ ہوں یہ بات نہ کہنا
تا نیم م من تو اس پیدائش
جب تک میں نہ مروں یہ ظاہر نہ کرنا
اینک اس طومار احکام مسیح
اب یہ دفتر اور حضرت مسیح کے احکام
ہر امیرے را چنین گفت اوجہا
ہر امیر سے علیہ علیہ ایسا ہی کہنا
ہر یکے را کرد او یک یک عزیز
ہر ایک کو اُس نے ایک ایک کر کے معزز بنایا
ہر یکے را او یکے طومار داد
ہر ایک کو اُس نے ایک دفتر دیدیا
متن اس طومار باد مختلف
اُن دفتروں کی عبارتیں باہم مختلف تھیں
حکم اس طومار ضد حکم اس
اس دفتر کا حکم اُس دفتر کے خلاف تھا
ضد ہم دیگر زبایاں تا بسر
سرسے ہر ایک ایک دوسرے کی ضد

نائب حق و خلیفہ من توئی
اللہ کا نائب اور میرا خلیفہ تو ہی ہے
کرد عیسیٰ جملہ را اشیاع تو
حضرت عیسیٰ نے سب کو تیرا پیرو بنا دیا ہے
یا بکش یا خود ہمیدارش اسیر
یا مار ڈال یا اُس کو اپنا قیدی بنا لے
تا نیم م اس ریاست را مخ
جب تک میں مر نہ جاؤں اس شہزادی کی کوٹھن نہ کرنا
دعوی شاہی و استیلا بر مکن
بادشاہی اور غلبہ کا دعویٰ نہ کرنا
یک بیک خواں تو را ملت فصیح
ایک ایک کے صاف طور پر قوم کے سامنے پڑھ دینا
نیست نائب مجز تو در دین خدا
کہ خدا کے دین میں تیرے سوا کوئی نائب نہیں ہے
ہر چہ اور گفت اس گفت نیز
جو اُس سے کہا اُس سے بھی کہا
ہر یکے ضد دگر بد المراد
اور ہر ایک کا مقصد دوسرے کے خلاف تھا
ہمچو شکل حرفہا با تا الف
جیسا کہ الف، باء، تا کے حروف
پیش از اس کردیم اس ضد را بیاں
اور اس اختلاف کو ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں
شرح داو ستیم اس را لے سپر
لے صاحبزادے اہم اس کی تفصیل بتا چکے ہیں

گشتن وزیر خود را در خلوت از مریداں
مریدوں سے تنہائی میں وزیر کا اپنے آپ کو مار ڈالنا

لہ نائب۔ قائم مقام۔
خلیفہ۔ جانشین۔ اتباع
تابع کی جمع، پیرو۔ اشیاع
شیعہ کی جمع، طغمار۔
کشت گردن۔ سرکشی کرے۔
اسیر۔ قیدی۔ ریاست۔
حکومت۔ پیکار۔ ظاہر
استیلا۔ غلبہ۔
دعویٰ۔ مغرور، باعوت
الف۔ حروف، بچی میں
ہر ایک کی شکل جدا ہے۔
اُسے پس گردشتہ مضامین
میں اس کی تشریح کر دی
گئی ہے۔

سوئے علییں بجان دل شدہ

اس لئے وہ دل و جان سے علیین کی طرف بوجھ

کاندروبے حرف میر وید کلام

جہاں بلا حروف کے کلام بنتا ہے

باز گویم آں تمامی قصہ را

پھر اس باقی قصہ کو سناتے ہیں

نومید کردن وزیر مریاں را در نقص خلوت

وزیر کا مریوں کو تنہائی چھوڑنے سے نا امید کرنا

کے مریاں از من اس معلوم باد

اے مرید! میری جانب سے معلوم رہے

کہ ہمہ یاران و خوشیاں باشند

کہ تمام دوستوں اور انہوں سے ایسے رہو

وز وجود خویش ہم خلوت گزین

اپنے وجود سے بھی تنہائی اختیار کر

بعد از اس بافتو کیم کار نیست

اس کے بعد بات حجت سے میرا کوئی واسطہ نہیں

رخت بر حیا م فلک نہ بردہ ام

سامان چوتھے آسمان پر لے جا چکا ہوں

می نسوزم در عناد و عطف

مشقت اور محنت میں نہ جاؤں

بر فراز آسمان چار میں

چوتھے آسمان کی پہلے ہی پر

انبیاء چون جنس علییں بند

انبیاء، چونکہ علیین کی جنس کے تھے

ایخدا بنما تو جاں را آں مقام

اے خدا! تو جان کو وہ مقام دکھا دے!

ایں سخن پایاں نذر دلیک ما

اس بات کی تو کوئی انتہاء نہیں ہے لیکن ہم

آں وزیر از اند دل آواز داد

اُس وزیر نے اندر سے آواز دی

کہ مرا عیسیٰ چنین پیغام کرد

کہ مجھے حضرت عیسیٰ نے ایسا پیغام دیا ہے

روئے در دیوار کن تنہا نشین

گوشہ نشین بن، اکیلا بیٹھ

بعد از اس دستوری گفتار نیست

اس کے بعد بات حجت کا حکم نہیں ہے

الوداع اے دوستان من مردہ ام

اے دوستو! رخصت، میں مردہ ہوں

تا بنیز چرخ ناری جوں خطب

تا کہ میں آگ تھے کرہ کے نیچے، آئندہ من کی طرح

پہلوئے عیسیٰ انشم بعد از اس

اس کے بعد حضرت عیسیٰ کے پہلو میں بیٹھوں گا

ولی عہد ساختن وزیر ہر یک میرا جدا جدا

ولی عہد بنانا وزیر کا ہر ایک میرا علیحدہ علیحدہ

وانکہاے آں امیراں را بخواند

تب اُن امیروں کو بلا یا

لہ علییں۔ نیکوں کا جیرو

جنت کا ایک مقام۔ جان

یعنی شیخ کو وہ مقام عنایت

فرمادے جہاں بلا قال پھر

قیل مٹکا شفق سے مسائل

حل ہو جاتے ہیں۔ چارم

چہارم، حضرت عیسیٰ

چوتھے آسمان پر زندہ

دسلامت ہیں۔

لہ چرخ ناری۔ آگ کا

کرہ جو ہوا کے کرہ سے

اوپر ہے۔ خطب۔ اندھ

غنا۔ مشقت۔ عطف

پلاکت۔ عیسیٰ حضرت

عیسیٰ چرخ چہارم پر ہیں

فراز۔ وسعت۔ حرف زدن

بات کرنا۔

چونکہ گلِ گندشت و گلشنِ شہِ خراب
جب فصلِ گلِ ختم ہوگئی اور چمنِ تباہ ہو گیا
حق تعالیٰ اچوں نیلاید دریاں
چونکہ خدا مشاہدہ میں نہیں آتا ہے

نے غلط گفتہ کہ نایب یا منوب
نہیں میں نے نایب غلط کہا بلکہ وہ اصل ہیں
نے دوا بشہ تاتو فی صورتِ پرست
نہیں، وہ دلو ہیں جب تک تو ظاہر پرست ہے
چوں بصورتِ بنگری حشمتِ دوست
جب تو بظاہر دیکھے گا تو تیری دوا نکلیں ہیں

لاجرم چوں بریکے افتد بصر
لاحالہ جب ایک چیز پر نظر پڑتی ہے
نورِ ہر دو چشمِ تنواں فرق کرد
دونوں آنکھوں کی روشنی میں فرق نہیں کیا جاسکتا

ہوئے گلِ راز کہ جو نیم از گلاب
تو بھول کی خوشبو کس سے طلب کرے گلاب سے
نایب حقند ایں پیغمبر ایں
یہ پیغمبر اللہ کے قاسم مقام ہیں

گرد و نیناری قبیح آید نہ خوب
اور اگر اُن کو دلو سمجھو گے تو بڑا ہوگا، اچھا ہوگا
پیش او یک گشت کہ صورتِ پرست
جو ظاہر بینی سے گذرا اُس کے لئے ایک ہیں
تو بنور شہ درنگر کاں یک تو است
تو اُن کے اُس نور کو دیکھ کہ وہ ایک ہی ہے

آں یکے بینی دوناید در نظر
تو اُسکو تو ایک ہی دیکھے گا، دلو نظر نہ آئیں گی
چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد
جب انسان اُن کے نور پر نظر ڈالے

در بیان آنکہ حبلہ پیغمبر ایں حق اند کہ لا تفرق بین اہل بیت
اس کا بیان کہ تمام پیغمبر برحق ہیں اس لئے کہ ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی میں تفرق نہیں کرتے اور اہل بیت

دہ چراغِ ارحاض آری درمکان
اگر تو دس چراغ ایک جگہ لے آئے
فرقِ نتواں کرد نورِ ہر یکے
ہر ایک کے نور میں فرق نہیں کیا جاسکے گا
اُظْلَمَ الْمَعْنٰی مِنَ الْفَقْرِ وَقُلْ
اس کا مطلب قرآن میں تلاش کر اور کہہ

گر تو صد سیبِ صد آبی شمری
اگر تو ستو سیب اور ستو بھی سمجھے
در معانی قسمت و اعدا نیست
معانی میں تقسیم اور عدد نہیں ہے

ہر یکے باشد بصورتِ غیر آں
تو ہر ایک چراغ صورت میں دوسرے سے جدا ہوگا
چوں بنورش ہوئے آری بیشکے
بیشک جب تو اُس کے نور کی طرف رخ کرے گا
لا تفرق بین احادِ الرُّسُلِ
کہ ہم رسولوں کی شخصیتوں میں فرق نہیں کرتے ہیں

صد سنا بدیکشہ و حوٰں بفسری
تو ستو نظر آئیں گے لیکن جب کہ کو جو جوئے گا تو ایک ہو جائیں گے
در معانی تجزیہ و افرا نیست
تجزیہ اور اکائیاں بھی معانی میں نہیں ہیں

لے آئے۔ پہلی بات صحیح نہیں ہے
کہ میں نے پیغمبر کو نایب کہا
ہے۔ آئے۔ نہیں یعنی دونوں
جدا گنا بھی ہیں۔ صورت
پرست۔ ظاہر پرست۔
صورت پرست جو ظاہر
بینی سے نکلا۔ چشمیت۔
یعنی آنکھیں دلو ہیں لیکن
اُنکی روشنی میں وحدت
ہے۔ لاجرم۔ یقیناً، دونوں
آنکھیں جب کسی چیز کو
دیکھتی ہیں تو وہ ایک نظر
آتی ہے۔

ملہ وہ چراغ۔ دس چراغ
بظاہر دس ہیں لیکن سب کی
روشنی میں وحدت ہے۔
وَقُلْ۔ قرآن پاک میں فرمایا
کیا۔ لا تفرق بین احادِ الرُّسُلِ
وَقُلْ۔ ہم اُس کے رسولوں
میں سے کسی میں تفرق نہیں
کرتے ہیں، درمعانی۔ تعداد
انقطاع میں ہے اور معنی میں
وحدت ہے اور اصل چیز
معنی ہیں۔

خوش راکشت از وجود خود برست

اور اپنے آپ کو قتل کر کے اپنے وجود پر چٹکا لایا

بر سر گوروش قیامت گاہ شد

تو اُس کی قبر پر قیامت کا میدان بن گیا

مُکناں جامہ درازِ رشور او

بال نو چتے ہوئے کپڑے پھاڑتے ہوئے اسکے غم میں

از عرب ز ترک ز رومی و کرد

عرب اور ترک اور رومی اور کرد سب ہی اُنہیں شام میں

در او دیدند رمانہا خوش

اور اپنا علاج اُس کے درد کو سمجھا

کردہ خوں را از دو چشم خود ہے

اپنی دونوں آنکھوں سے خون بہایا

ہم شہاں و ہم کہاں ہم کہاں

بادشاہ بھی، چھوٹے بھی اور بڑے بھی

طلب کردن امت علی کہ ولی بعد از شاکد است

حضرت علیؑ کی امت کا معلوم کرنا کہ تم میں سے کونلی عہد کون ہے ؟

از امیراں کسیت بر جانش نشاں

سر داروں میں سے اُس کا قائم مقام کون ہے

تا کہ کار ما از و گرد تمام

تاکہ ہمارا کام اُس کے ذریعہ مکمل ہو

دست بردارمان دست اُزنم

اور اُس کے دامن اور ہاتھ کو کھینچ لیں

چارہ نبود بر مقامش از چراغ

تو اُس کی جگہ چراغ ضروری ہو گیا ہے

نائبے باید از و ماں مادر کار

(تو) ہمیں اُس کا قائم مقام انکی یادگار چاہیے

بعد از اں چل روز دیگر در بست

اُس کے بعد کچھ عرصے کے روز دروازہ بند رکھا

چونکہ خلق از مرگ او آگاہ شد

جب لوگ اُس کی موت سے آگاہ ہوئے

خلق چندان جمع شد بر گور او

اُس کی قبر پر بے شمار لوگ جمع ہو گئے

کال عدرا ہم خدا دادند شمر د

اُن کی تعداد کو خدا ہی گنتا جانتا ہے

خاک او کردند بر سر بانی خوش

اُس کی مٹی اپنے سروں پر ڈالی

اں خلائق بر سر گوروش ہے

اُن لوگوں نے ایک مہینہ تک اُسکی قبر پر

جملہ از درد فراقش در فغاں

اُس کی جدائی کے درد سے سب آہ و زاری میں تھے

بعد اے خلق گفتند اے کہاں

ایک مہینہ کے بعد لوگوں نے کہا اے بڑا گواہ

تا بجائے او شناسیمش امام

تاکہ اُس کی جگہ ہم اسکو امام سمجھیں

سر ہمہ براختیار او نہیم

ہم سب اُس کے حکم کی اطاعت کریں

چونکہ شد خورشید مارا کرد داغ

جبکہ سورج غروب ہو گیا اور ہمیں داغ دکھایا

چونکہ شد از پیش دیو روتے یار

جب دوست کا چہرہ آنکھوں سے غائب ہو گیا

لے قیامت گاہ۔ میدان

حشر۔ مٹو۔ بال۔ کستان۔

کندن۔ کھودنا، اکھاڑنا

دران۔ درمیں، بکھاڑنا

گرد۔ کاف کے منہ کے

ساتھ، ایک قوم ہے۔

درد۔ تکلیف۔ درماں

علاج۔ مئے۔ ایک مہینہ

لے راہ کردن۔ جاری کرنا

کہاں۔ کہ کی جمع، کم رتبہ

چھوٹا۔ کہاں۔ ہر کی جمع،

بزرگ، بڑا۔ ولی عہد۔

کسی حاکم کے بعد حاکم

ہونے والا۔

لے دست بردارمان زدن۔

سہارا پکڑنا۔ دست پرست

زدن۔ بیعت کرنا۔ خورشید

یعنی وزیر۔ چارہ۔ علاج،

تدبیر۔ چراغ۔ سورج کے

دوسرے پر چراغ جلائے پڑتا ہے

ماں۔ مارا۔

پیش ایس الماس بے اسپر مہیا
اس تیز تلوار کے سامنے سہرے بغیر مت آ
زین سبب من تیغ کرم درغلا
اسی وجہ سے میں نے تلوار، غلاف میں کر لی ہے

کز بُردن تیغ را نبود حیا
اس لئے کہ تلوار کاٹنے سے نہیں شرماتی
تاکہ کز خوالے نخواند برخلاف
تاکہ کوئی اٹھا پڑھنے والا، اٹھا نہ پڑھے

آمدیم اندر تمامی داستان
ہم قصہ کے اختتام پر آ گئے
کز پس ایس پیشوا برخاستند
کہ وہ جو اس پیشوا کے بعد آئے

از وفاداری جمع دوستان
دوستوں کے جمع کی وفاداری کی وجہ سے
بر مقامش نائبی میخواستند
اس کی جگہ کوئی قائم مقام چاہتے تھے

منازعت کردن امرار با یک دیگر
سرداروں کا، ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا

یک امیرے زان امیراں پیش رفت
ان سرداروں میں سے ایک سردار آگے بڑھا

پیش آں قوم وفاندیش رفت
اور اس وفاندیش قوم کے سامنے گیا

گفت اینک نائب آفر من
بولاء اب اس مرد کا میں قائم مقام ہوں

نائب عیسیٰ منم اندر من
اور امانہ میں حضرت عیسیٰ کا نائب ہیں ہوں

اینک ایس طومار بر بان مست
اب! یہ دفتر میری دلیل ہے

کایں نیابت بعد از وان مست
کہ یہ قائم مقامی اس کے بعد میری ملکیت ہے

آں امیر دیگر آمد از کمین
دوسرا سردار اپنی جگہ سے آیا

دعوی او در خلافت بدھیں
اور تمام مقام میں اس کا بھی یہی دعویٰ تھا

از بغل او نیز طومارے نمود
اس نے بھی بغل میں سے دفتر دکھایا

تا برآمد ہر دورا خشم و جود
یہاں تک کہ دونوں کو غصہ اور ضد آ گئی

آں امیران دگر یک یک قطار
دوسرے سرداروں نے بھی صف بستہ ہو کر

بر کشیدہ تیغ ہاتے آبدار
تیز تلواریں ہسنت لیں

ہر یکے رات تیغ و طومارے بدست
ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار اور دفتر تھا

در ہم افتادند چوں پیلان مست
اور ہر سبب مست ہاتھوں کی طرح باہم گتھے گئے

ہر امیرے داشت خیل بکیاں
ہر امیر کے پاس ان گنت لشکر تھا

تیغ ہارا بر کشیدند از میاں
اور آہنہوں نے تلواریں نیام سے نکال لیں

لہ اسپر و حال۔
کز تھواں۔ کچ تھواں، جو غلط
مطلب سمجھے۔
لہ پس ایس پیشوا۔ وزیر
کے مرنے کے بعد۔
وفاندیش۔ وفادار۔ بر بان
دلیل۔ آن من۔ میری
ملکیت۔ ججور۔ یعنی ایک
دوسرے کی بات کا انکار۔
بیکال۔ لاتعداد۔

پاتے معنی گیر صورت سرکش ست
منشی کا اتباع کر، ظاہر تو سرکش ہے
تا بہ بینی زیریں و حاشیہ
تا کہ تو اس کے نیچے خزانہ کی طرح وحدت کو دیکھے
ہم گداز دے دلم مولائے او
بھی بچلا دیگا اے (مخاطب) میرا دل مسکے غلام
اوبد و زخرقہ درویش را
اور وہ درویش کی گدڑی سی دیتا ہے
بے سرو بے پایہ یکم آل سر ہم
ہم بے سرو پائے اور وہ ہم سب کا سر زانو مرنے لگا
بے گدڑ بودیم وصافی، جواب
ہم میں گدڑ لاپن نہ تھا اور پانی کی ٹوکری نہ تھی
شد عدو چوں سایہ پاک کنگرہ
تو وہ کنگرہ کے سایوں کی طرح متغیر بن گیا
تار و دفرق از میان اس فرق
تا کہ اس فرتی سے فرق مٹ جائے

اتحاد یار یا یار خوش ست
یار کا یاروں سے اتحاد بہت ہے
صورت سرکش گدازاں کن برج
سرکش ظاہر کو ریاضت سے بچلا دے
ور تو نگدازی عنایت پائے او
اور اگر تو نہ بچلا سکے تو اس کی مہربانیاں
اونا میدیم بد لیا خویش را
وہ اپنے آپ کو دلوں میں بھی ظاہر کر دیتا ہے
منبسط بودیم و یک گوہر ہم
ہم بسط اور با شکل ایک جوہر تھے
یک گوہر بودیم، پچھوں آفتاب
ہم سورج کی طرح ایک جوہر تھے
چوں بصورت آمد آں نور سرہ
جب اس خالص نور نے صورت اخستیا کی
کنگرہ ویراں کنید از منجھنق
گو چھین کے ذریعہ کنگرہ کو ڈھادو

در میان آنکہ انبیاء علیہم السلام گفتہ کہموا الناس علی قدر
اس بیان میں کہ انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے "لوگوں سے اعلیٰ عقائد کے مطابق بات کرو"
عقوٰلہم زیر کہ انجی نہ اندانکا کسند وایشان از یار داد
اس لئے کہ جس کو وہ نہ سمجھیں تھے، انکار کر دینگے اور ان کا نقصان ہوگا
قال علیہ السلام "امرونا ان نزل الناس منازلہم
آنحضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبوں پر بھیجیں"

شرح اس را کہتے من از مے
اس را کی تفصیل میں زور شور سے بیان کرتا
نکتہا چوں تیغ الماس ست تیز
نکتے، تیز تلوار کی طرح تیز ہیں
لیکن میں دوزخا ہوں کہ کہیں کوئی دل لغزش نہ لگتا
گرنداری تو سپر واپس گریز
اگر تیرے پاس ڈھال نہیں ہے، واپس ہجرت کر جا

لے صورت سرکش یعنی
ظاہر پرستی، محنت اور
ریاضت کے ذریعہ ختم
کر دے وحدت نظر لائے
نگہیں۔ ذریعہ اگر تیری ریاضت
بھی کام نہ کرے تو اللہ
کی مہربانیاں اس منزل
پر پہنچا دینگی۔ آؤ۔ قلب
مومن، منظم ذات خلد نہ
ہے، اپنے جہاں سے درویش
کے لئے دل کو چھوڑ دیتا ہے۔
تو اس طرح عالم پر رواج ہیں
سب ایک بسط جوہر تھے
اعضا، بھی نہ تھے۔ چوں
بصورت۔ جب اس خالص
نور کا مظہر کائنات بنی تو
اس میں تعدد پیدا ہو گیا۔
جیسا کہ سورج کی بسط
روشنی مختلف کنگروں پر
پڑ کر تعدد کو قبول کر لیتی
ہے۔

کنگرہ۔ ریاضت کے
ذریعہ مختلف مظاہر سے
قطع نظر کر لینے کی طاقت
پیدا کر دتا کہ یہ تعدد اور
فرق مٹ جائے۔ جیسے۔
میرزا کا مالک ہے۔ لڑنا چاہتا ہے۔
تیغ الماس۔ تیز تلوار۔

گر بُود چو بیس بُرو دگر طلب
اگر وہ کٹری کی ہے، جادو سری لے

تینج در زراو خانہ اولیاست
تلوار، اولیاء کے اسلحہ خانہ میں ہے

جملہ دانایاں ہمیں گفتہ ہمیں
تمام سمجھا دیوں نے یہی کہا ہے

گر انا لے میخری خداں بخر
اگر تو انا خریدے، کھلا ہوا خرچ

اے مبارک خندہ اش کو از دہا
اُس شخص کی مسکراہٹ بڑی مبارک ہے

نامبارک خندہ آں لالہ بُود
منہ پر مسکراہٹ اُس شخص لالہ کی تھی

نار خداں باغ را خداں کند
مسکراتا انا، باغ کو مسکراتا بنا دیتا ہے

یک زمانے صحبتے با اولیاء
تھوڑی سی دیر، اولیاء کی ہمشینی

گر تو سنگ خارہ و مرموشوی
اگر تو سنگ خارہ اور سنگ مرمر ہو

مہر پاکاں در میان جان نشان
پاک سونگوں کی محبت، جان میں بٹھالے

کوئے نومیدی مروت کا امید ہا
مالوسی کے کوچہ میں نہ جا، کیونکہ امید میں ہیں

دل ترا در کوئے اہل دل کشد
دل تجھے اہل دل کے کوچہ کی طرف کھینچا ہے

میں غنائے دل بد از مہلے
ہاں اسی دل والے سے دیکھا دل کو خوراک دے

ور بُود الماس بیش آبا طرب
اور اگر تیز تلوار ہے تو خوشی سے سانس

دیدن ایشاں شمار الکیماست
اُن کا دیدار تمہارے لئے الکیما ہے

ہست دانا رحمتہ للعالمین
کہ عقل مند دونوں جہاں کے لئے رحمت ہے

تا دہ خندہ ز دانه او خبر
تا کہ کھلا ہونا اُس کے داد کی بابت بتا دے

مینماید دل چو دراز رُج جاں
جو مرقی جیسا صاف اور باریک دل جان کی ڈوبیہ دکھاتا ہے

کز دہان او سواد دل نمود
جس کے منہ سے اُس کے دل کی سیاہی ظاہر ہو گئی

صحبت مروت از مرداں کند
مردوں کی صحبت تجھے مردوں میں سے بنا دیگی

بہتر از صد سالہ طاعتے ریا
تو سالہ، بے ریا عبادت سے بہتر ہے

چوں بصاحب دل سی گو ہر شوی
جب صاحب دل کے پاس پہنچے گا تو موتی بن جائے گا

دل مدہ الّا بہم دل خوشاں
خوش دل لوگوں کی محبت کے علاوہ دل نہ دے

سوئے تاریکی مروت خورشید ہا
اندھیرے کی طرف نہ جا، سورج میں

تن ترا در حبس آہ گل کشد
اور جسم تجھے پانی، مٹی کے قید خانہ کی طرف کھینچا ہے

رُج بجا اقبال را از مقلے
جا کسی نصیب دالے سے نصیب تلاش کر

لے تیغ۔ اگر اپنی رُج کو
آباد تلواری کی طرح قیمتی

بنانا ہے تو اولیاء اللہ کی
صحبت اختیار کر و دہ

اکیس رہے۔ زراو خانہ۔
اسلحہ خانہ۔ اُنارے۔ یعنی

شیخ طریقت اُسکو بناؤ
جس میں اُنارے نبوت نمایاں

ہوں اور اُن کا دل موتی کی
طرح مصطفیٰ ہو۔

تلہ ناز۔ اُنار کا محف ہے۔
مردان یعنی اولیاء اللہ۔

یک زمانے بعض شخص میں
دوسرا مصرعہ بہتر از صد

سال بودن در تقا ہے
جس کا ترجمہ ہے تو سالانہ

تقوے میں گزارنے سے
بہتر ہے، سنگ خارہ۔

ایک قسم کا سخت پتھر ہے۔
مروت۔ ایک قسم کا سفید

پتھر ہے۔ دل مدہ۔ انسان
کو اولیاء اللہ کی محبت کا

شیدائی ہونا چاہئے۔
سواد کوئے ناامیدی۔ یعنی

شیخ کامل کے وجود سے
انسان کو مالوس نہ ہونا

چاہئے۔ خورشید ہا۔ یعنی
اولیاء اللہ۔ اہل دل۔

اہل باطن، اولیاء اللہ۔
آہ گل۔ یعنی مادی

لذتیں۔ کشد۔ یعنی انسان
کی طبیعت کے مختلف

تقاضے ہیں۔ ہیں۔ بکلمہ
تنبیہ ہے۔ چہل۔ وہ شخص

جس سے دل لگے۔ مقبل
اقبال مند۔

صد ہزاراں مرد ترسا گشتہ شد

لاکھوں عیسائی مارے گئے

خوں اس شہر چو سیل زریں راست

روائیں، باتیں سے سیلاب کی طرح خون بہ نکلا

تخم ہائے فتنہ اکو گشتہ بود

قتلوں کے بیج جو اُس نے بوئے تھے

جوزر باشکست و آنکو مغزداشت

واغروٹ ٹوٹے، اور جس میں گری تھی

کشتن و مردن کہ بر نقش تن بست

مارنا اور مرنا جو جسم سے متعلق ہے

آنچہ شیرین ست اس شہر یاد انگ

جو میٹھا ہے وہ قیمتی بسا

آنچہ پر مغز چوں مشک است پاک

جو گری سے بھرا ہے، مشک کی طرح پاک ہے

آنچہ بامعنی ست خوش پیار شود

جو پر حقیقت ہے وہ اچھا ہو جاتا ہے

رو بمعنی کوشاک صورت پرست

اے صورت کے بچاری اجماعی کی کوشش کر

ہمنشین اہل معنی باشش تا

اہل باطن کا ہم نشین بن تاکہ

جان بے معنی دریں تن بیلا

اس بدن میں بے معنی جان، یقیناً

تا غلاف اندر بود باقیمت ست

جب تک وہ غلاف میں ہو قیمتی ہے

تیغ چو میں رامبر در کارزار

میدان جنگ میں لکڑی کی تلوار نہ لے جا

تاز سر ہائے بریدہ پُشتہ شد

یہاں تک کہ اُن کے کٹے ہوئے سروں سے پشتیں گیا

کودہ اندر ہوا زس گرد خا

سپاہ در سپاہ ہوا میں غبار اڑا

آفت سر کا ایشاں گشتہ بود

وہ اُن کے لئے آفت سر بن گئے

بع کشتن روح پاک و لغزداشت

مرنے کے بعد وہ ایک پاکیزہ اور غور و فح رکھتا تھا

چوں انار و جوزر باشکست ست

انار اور اغروٹ ٹوٹنے کی طرح ہے

وآنچہ لوسیدہ ست ہو دگر غم رنگ

اور جو گلا، سڑا ہے وہ آواز کے علاوہ کچھ نہیں ہے

وآنچہ لوسیدہ ست ہو دگر غم خاک

جو گلا، سڑا ہے وہ دھارے خاک کے کچھ نہیں ہے

وآنچہ بمعنی ست خود مر سوا شود

اور جو بے حقیقت ہے وہ خود مر سوا ہو جاتا ہے

زانکہ معنی بر تن صورت پرست

اس لئے کہ معنی ظاہر کے جسم کے لئے پرست ہیں

ہم عطا یابی و ہم باشی فتی

انعام بھی پائے اور مر بھی ہے

ہست، سمجھوں تیغ چو میں غلاف

غلاف میں لکڑی کی تلوار کی طرح ہے

چوں برو شد خون را کست

جب باہر نکلی، جلانے کی چیز ہے

بنگر اول تا نگد در کارزار

پہلے دیکھ لے تاکہ کام خراب نہ ہو

لے نہ رسا۔ عیسائی کوہ کوہ۔

یعنی غبار کے سپاہ ہوا میں

اڑنے لگے۔ جوزر۔ اغروٹ۔

نغز۔ نادر، عمدہ، عجیب۔

باگت۔ آواز یعنی خراب

اغروٹ میں ٹوٹنے کی آواز

کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

بے معنی، حقیقت، باطنی

خوبیاں۔ پیر۔ جسم کی پرل

باطنی خوبوں کے درلب

ہوتی ہے۔ اہل معنی۔

یعنی اولیاء اللہ۔ فتنی۔

نوجوان، عاریف باللہ۔

جان بے معنی۔ وہ درج

جس میں کوئی بزرگی نہ ہو۔

لے تا غلاف۔ زندگی میں

کچھ قدر رو قیمت ہو سکتی

ہے۔ مرنے کے بعد جہنم کا

ایندھن ہے۔ کارزار۔

میدان جنگ، خراب کام

یعنی میدانِ حشر ہیں وہی

روح کام کی ثابت ہوگی

جو فضائل سے پر ہوگی۔

ہم مجباً دین شان و حکم شان
اُن کا مذہب اور اُن کا قانون بھی تو بالا ہو گیا

نام احمد حویں خپس یاری کند
احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جب جس طرح ذکر کرتا

نام احمد حویں حصارے شخیص
احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جب مضبوط قلم سے

از پتے طومار ہائے کثربیاں
کچ بیابان دفتروں کی وجہ سے

تا کہ نورش چوں مذکاری کند
تو اُن کا نور کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

تا جب باشد ذات آں روح الایس
تو اُس روح الایس کی ذات کس درجہ کی ہو گی؟

حکایت بادشاہ جہود دیگر کہ در بلا کے بن عیسیٰ جہمی کرد
ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو حضرت عیسیٰ مائے دین کی تباہی کی کوشش کر رہا تھا

بعد از اس خونریز دریاں ناپذیر
اس ناقابل علاج خونریزی کے بعد

یک شہ دیگر ز نسل آں جہود
اُس یہودی کی نسل سے ایک دوسرا بادشاہ

گر خبر خواہی از اس دیگر خرج
اگر تو اس دوسری بغاوت کی خبر چاہتا ہے

مستبک بذر شہ اول بنزاد
میرا طریقہ جو پہلے بادشاہ سے پیدا ہوا

ہر کہ او نہاد ناخوش سنتے
جس کسی نے کوئی بُرا طریقہ ایجاد کیا

زانکہ ہر صہ اس کند زانکول ستم
اس لئے کہ جو کچھ یہ اس طرح کاظم کر گیا

نیکو اس رفتند و مستہا بماند
نیک لوگ گزر گئے اور اُن کے طریقے رہ گئے

تا قیامت ہر کہ جس آں بدل
قیامت تک اُن بدول کی جس سے جو

رگ گسارے یں بشیریں آشوب
یہ میٹھا پانی اور کھاری پانی رگ رگ میں ہے

کاندر افکار از بلائے آں وزیر
جو اُس وزیر کی مصیبت کی وجہ سے واقع ہوئی تھی

در بلاک قوم عیسیٰ عروم نمود
حضرت عیسیٰ کی قوم کی ہلاکت کی طرف دھڑکتے ہوئے

سورہ برخواں و السّار ذات البروج
تو سورہ و السّار ذات البروج کو پڑھ لے

ایں شہ دیگر قدم بر مے نہاد
اِس دوسرے بادشاہ نے اُس پر قدم رکھا

سوئے اول نفیس رو دہر ساعے
اُس کی جانب ہر وقت لغت جاتی ہے

زاو لیس جوید خرابے پیش و کم
بغیر کمی بیشی کے خدا پہلوں سے باز پرس کر گیا

وز لستماں ظلم و لعنتہا بماند
اور کمینوں سے ظلم و لعنتیں واپس نہ گئیں

در وجود اید بود روش بدل
وجود میں آتا ہے اُس کا رخ آگے طرف ہوتا ہے

در خلاق میر و تالغ صور
جو لوگوں میں صور چھوٹے جانے تک جا رہا ہے

لحظہ - اُلٹ پلٹ،
تدو بالا - کڑھ - کچ - حصار -
قلعہ حصن - مضبوط - روج
الایس - حضور صلی اللہ
علیہ وسلم چونکہ آپ امت کے
مہرے اور امانتدار ہیں، حضرت
عیسیٰ حضرت جبریل - جہاد
کوشش - خروج، بغاوت،
فتنہ و فساد -

سورہ البروج - سورہ ہر روج کی
آیت قیل اَصْحَابُ الْاُفُقِ

میں ایک واقعہ کی طرف
اشارہ ہے جس کی تفصیل

مقدمہ میں ملاحظہ کریں -
سورہ سنت بد - جو کوئی بڑی

رسم جاری کرتا ہے تو قیامت
تک جو لوگ اُس پر عمل کریں گے

مکھی اُن کی بُرائی میں شریک
سمجھا جائیگا اور نیک طریقہ

ایجاد کرنے والے کو قیامت
تک عمل کرنے والی نیکوں

میں شریک سمجھا جائیگا -
آبِ شہیریں - یعنی خوبیاں -
آبِ شور - یعنی بُرائیاں - بفع

صور - یعنی اسرائیل فرشتہ کا
بوق بجانا جو قیامت کے

قریب ہو گا -

تا از افشاش بیانی رفعت

تا کہ اُس کی بزرگی سے تو بلندی چلے

صحبت طالع تراطالع کند

بہر صحبت کی صحبت تجھے بہت بنا لگی

دستِ زنِ ذلیلِ صاحبِ دولت

کسی دولت والے کا دامنِ بختام لے

صحبت صالح تراصلح کند

نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی

نعتِ تعظیمِ مصطفیٰ کہ در انجیل بود

آصفیہ کی تعظیم کی تعریف جو انجیل میں تھی

آن سرِ پیغمبرِ بکر صفا

جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں

بود ذکرِ غزو و وصوم و اکل او

اُن کے جہاد اور روزے اور کھانا پکانا ذکر تھا

چوں سیدِ بے بدایِ ناک و خطا

جب اُس نام اور خطاب پر پہنچتے

رو نہا ندے بدایِ صفِ لطیف

اُس پاک تعریف پر منہ رکھ دیتے

ایمن از فتنہ بُند و از شکوہ

وہ خوف و خطر سے بے خوف تھا

در پناہ نامِ احمد مستحیر

اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی پناہ میں مستحیر

نور احمد ناصر آمد بار شد

اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور سنا پڑا اور بدکار بن گیا

نام احمد داشتے مستہاں

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی بے حیا تھی

از وزیرِ شوم رائے شوم فن

بد رائے اور بدکار وزیر کے

گشتہ محروم از خود و شرطِ طریق

اپنے سے بھی محروم ہوا اور نہ ہو کہ آداب سے بھی

بود در انجیل نامِ مصطفیٰ

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام انجیل میں تھا

بود ذکرِ حلیہ و شکل او

اُن کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا

طائفہ نصرانیان بہر ثواب

عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے

بوسہ داندے براں نامِ شریف

اُس مبارک نام کو بوسہ دیتے

اندریں قصہ کہ گفتم آں گروہ

اُس قصبہ میں جس گروہ کا میں ذکر کیا ہے

ایمن از شرِ امیران و وزیر

سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن

نسلِ ایشان نیز ہم بسیار شد

اُن کی نسل بھی زیادہ ہو گئی

واں گروہ دیگر از نصرانیان

لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ

مستہان و خواگشتہ از فتن

وہ فتنوں کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو گئے

مستہان و خواگشتہ آں فریق

وہ فریق ذلیل اور خوار ہو گیا

لہ دستِ زدن - پکڑ لینا

ذیل - دامن - انڈال -

ہزوکے کسر کے ساتھ -

بزرگی، فضل و کرم -

رفعت - راز کے کسر کے

ساتھ ملندی - صانع -

نیک - طالع - بہرست -

لہ علیہ - حار کے صفت ہے -

صورت، خلقت - غزوہ -

جنگ، وہ جنگ جس میں

آصفیہ نے شرکت کی -

صوم - روزہ - اکل - کھانا

طائفہ - جماعت، گروہ -

نام شریف - آصفیہ کا

نام نامی - ایمن - باموں

مطمئن - شکوہ - خوف،

دیر -

لہ مستحیر - پناہ پکڑنے

والا - ناصر - مددگار -

مستہان - ذلیل، بے قدر

فتن - فتنہ کی جمع - فتنہ -

مخوس - فتن - ہنر و پیشہ -

از خود - یعنی فتنوں میں

مارے گئے - شرط طریق -

یعنی دین اور مذہب

کے آداب -

حق فتانداں نور را بر جانہا
 اللہ تعالیٰ نے اُس نور کو روجوں پر بچھا دیا
 واں نثار نور ہر کو یافتہ
 جس نے اُس نور کا بچھا اور پالیا
 ہر کرادمان عشقے نابدہ
 جس کے پاس عشق کا دامن نہ تھا
 جزو پار او رہا سوئے گلست
 اجزار کے رخ، گل کی طرف ہیں
 گاوار رنگ از بروں مردرا
 بیل کا رنگ باہر سے اور انسان کا
 رنگہائے نیک از حمہ صفاست
 نیک لوگوں کے رنگ صفا کے نکلے سے ہیں
 صبغة اللہ نام آں رنگ لطیف
 صبغة اللہ اُس پاک رنگ کا نام ہے
 آنچه از دریا بدریا می رود
 جو پانی دریا سے آتا ہے، دریا میں جاتا ہے
 از سر کہ سیلہائے تیز رو
 پہاڑ کی چوٹی سے تیز رو سیلاب

مقبلاں برداشته دامنہا
 جس سے نصیب ورنے دامن بھرے ہوئے ہیں
 روتے از غیر خدا بر تافتہ
 اُس نے مٹے خدا کے غیر سے موڑ لیا
 زان نثار نور بے بہرہ شدہ
 وہ اُس نور کے بچھا دے سے بے حصہ رہا
 جلبلاں را عشق بار و گلست
 جلبلوں کو پھول کے چہرہ سے عشق ہے
 از دروں جو رنگ سرخ و زرد را
 اندر سے ڈھونڈ، سرخ اور زرد رنگ
 رنگے شتاں از سیاہ آرجفاست
 اور بروں کے رنگ، میل کچیل کے سیاہ پانی سے ہیں
 لعنة اللہ یلئے اس رنگ کشف
 لعنة اللہ اس گندے رنگ کی بدبو ہے
 از مہاں جا کا بد آسجای رود
 جس جگہ سے آتا ہے اسی جگہ جاتا ہے
 وز تن ما جان عشق آمیزو
 اور ہمارے جسم سے عشق میں ڈوبی ہوئی جان دریاں

آتش افروختن بادشاہ و مبت نہادن پہلوئی آتش کہ
 بادشاہ کا، آگ جلانا اور آگ کے پاس مبت نہاد رکھنا کہ
 ہر کہ ایں مبت را سجود کند از آتش ربانی یابد
 جو مبت کو سجدہ کرے گا وہ آگ سے نجات پائے گا

آں جہود سگ بہیں چہرا کرد
 دیکھو! اُس جہودی کتے نے کیا تدبیر کی؟
 کانکہ ایں مبت را سجود آرد برست
 کہ جو اُس مبت کو سجدہ کرے گا چھوٹ جائیگا

(بیت صفحہ ۱۰ سے آگے)
 اپنی بے حجب شیطاں غیبی
 باتیں اُچھلنے کے لئے آسمان
 کی طرف جاتے ہیں تو ستارے
 اپنے کھینک کر رہ جاتے
 ہیں جس کے وہ لگتے ہیں
 جل بھون جاتا ہے اولیا اللہ
 کبھی نفس اماہ اور کافروں
 کیلئے جوم ہیں۔ غالب یعنی
 اللہ کی مدد سے وہ غالب
 ہیں لیکن منکر الزاجی کی
 وجہ سے مغلوب نظر آتے
 ہیں۔ کشف۔ ستارہ
 کا بے نور ہو جانا، کہن۔
 غسق۔ رات کی تاریکی۔
 اصبع کا ستہ
 ہے، اٹھکی۔

لے نثار رو بہی پسہ جو کسی پر
 صدقہ کر کے بچھا کر دیا جائے۔
 زرد و سرخ۔ جانوروں کا
 رنگ کمال سے دیکھا جاتا ہے
 انسانی رنگ سے مراد باطنی
 اوصاف ہیں۔ حم۔ مٹکا۔
 سہ سیاہ آہ۔ کالا پانی۔
 جفا۔ جیم کے ضد سے، میل
 کچیل، جیم کے فقر سے ظلم
 و زیادتی۔

صبغة اللہ۔ اللہ کا رنگ
 قرآن پاک میں صبغة اللہ
 مہ احسن من اللہ صبغة
 ”اللہ کا رنگ، اور کون ہے
 اللہ سے زیادہ اچھا اور نئے
 رنگ کے“ اور دریا میں نہر کا
 پانی بخارات بن کر بادل میں
 تبدیل ہوتا ہے اور پھر
 برس کر اسی سمندر میں واپس
 ہو جاتا ہے۔ برسا کر دھڑا
 کر دیا۔

۳۴
اولیاء اللہ کی صفات بیان فرمائی ہیں۔
نیکوئی، نیکی، جمع، خوشی،
میٹھا پانی، الکتاب، قرآن
پاک میں مذکور ہے کہ اور شہ
الکتاب، اللہ، اللہ، اللہ، اللہ
عبادہ، پھر ہم نے اپنے بزرگوں
میں سے ان لوگوں کو اس
کتاب کا وارث بنوایا جو
ہم نے انتخاب کیا، تو اس
آیت میں جس میں میراث کا ذکر
ہے یہی اخلاق حسنہ اور عبادت
صالحہ اور میں شعلہ، یعنی
انوارِ نبوت۔ گوہر، یعنی
اولیاء اللہ کا نور۔ جہاں
اولیاء اللہ ہوں گے وہاں
ہی انوارِ نبوت ہونگے۔
نورِ روزن، ازل سے افتاء
نبوت مختلف انبیاء پر
صوفیوں ہوتا رہا اور انبیاء کو
روحانی ایک ہی علیہ سے حاصل
ہوئی، اسی لئے اصول دین
میں سب متحد ہیں۔ پیوستگی
وایستگی۔ ہم کی، مل کر دوڑنا۔
لے زمین، ستارہ کا نام ہے
اُس سے جس کو مناسبت
ہوتی ہے، اُس آدمی کا عشق
و محبت کی طرف میلان ہوتا
ہے۔ برج، ستارہ کا نام ہے
جس کے اثرات جنگ جوتی
اور غریزی ہانے لگے ہیں،
ستاروں کے لامحالہ اثرات
پڑتے ہیں، اگر ستاروں کی تاثیر
بقضاء اللہ مافی السماء نہیں تو کوئی
مضاافہ نہیں، ہاں اُن کو
مؤثر حقیقی ماننا کفر ہے۔
انتران، یعنی اولیاء اللہ ایسے
ستارے ہیں جنکی تاثیر میں خیر
ہی خیر ہے۔ سائران، اولیاء اللہ
کی سائرانوں سے اساتذہ و راہروں
سے۔

(۳۴) بقیہ صفحہ ۳۵

۱۷
نیکوئی، اہمست میراث انوشاہ
نیکوں کا ورثہ میٹھا پانی ہے
شد نیاز طالباں آرنگری
اگر تو غور کرے تو طالبوں کی نیاز مندی
شعلہ بابا گوہر اں گرواں بود
شعلہ، جوہر کے ساتھ گردش کرتے ہیں
نور روزن کردخانہ می دود
روشنی کی روشنی گھر کے چاروں طرف دیتی ہے
ہر کرا با اخترے پیوستگیست
جس کو کسی ستارے سے وابستگی ہے
طالعش گزہرہ باشد در طرب
اگر اُس کا چہرہ زہرہ ہوگا تو عیش و طرب
ور بود مرغی خوں ریز خو
اور اگر وہ مرغ جیسی خونریز عادت والا ہے
انتران از ورانے اختران
ستاروں کے پیچھے اور ستارے ہیں
سائران در آسمانہائے دگر
جو دوسرے آسمانوں میں گردش کر رہے ہیں
راسخاں در تاب انوار خدا
روہ ستارے، خدا کے انوار کی گرمی میں ثابت قدم
ہر کہ باشد طالع اوزان نجوم
جس شخص کا چہرہ ان ستاروں سے ہوگا
خشم مرغی نباشد خشم او
اُس کا غصہ مرغی جیسی غصہ نہیں ہوگا
نور غالب ابمن اگر سفت و غشق
وہ غالب بنو لا نور ہے، کہن اور اندھیرے سے محفوظ

۱۷
انچ میراث ست اور شہ الکتاب
جو اور شہ الکتاب کی میراث ہے
شعلہ از گوہر پیغمبری
پیغمبری جوہر کے شعلہ ہیں
شعلہ آں جانب موم کاں د
انوار اُس جانب جالتے ہیں جہاں دھوپ ہے
زانکہ خورشید بر برج می دود
اسلئے کہ سورج ایک برج سے دوسرے برج میں جاتا ہے
مرو را با اختر خود ہم تنی ست
اُس کی اپنے ستارے کے ساتھ دوڑ رہے
میل مکی دارد و عشق و طلب
اور عشق و طلب میں اپرا میلان رکھے گا
جنگ و بہتان خصوص جویاؤ
تو وہ لڑائی، بہتان اور جھگڑے کی جستجو کرے گا
کا حراق و خس نبود اندراں
اُن میں جلانے کا میلان اور خواست نہیں ہے
غیر ایں ہفت آسمان مشہر
ان مشہور سات آسمانوں کے علاوہ
نے ہم پیوستہ نے از ہم جدا
بہا ہی جڑے ہوتے ہیں دایک سرے سے جڑیں
نفس او کفار سوز در رجوم
اُس کا نفس کفار کو روم کے وقت جلا دے گا
منقلب و غالب مغلوب خو
وہ سر جھکا کر چلے والا، غالب اور مغلوب دت والا
در میان اصبعین نور حق
اللہ کے نور کی دو انگلیوں کے درمیان

صورت نفس آرزو جوتی اے سپر

اے بیٹا! اگر تجھے نفس کی تصویر کی تجب تو ہے

ہر نفس مکرے و درہر مکرزاں

(اس نفس کے ہر سانس میں ایک مکر ہے اور اس پر

در خدائے موسیٰ و موسیٰ اگر نریز

موسیٰ کے خدائے اور موسیٰ کی طرف بھاگ

دست را نذر احد و احمد زن

احد اور احمد سے تعلقی پسداگر

قصہ دوزخ بخواں باہفت در

توسات دروازے والی دوزخ کا قصہ پڑھ لے

غرق صدر غرق با فرعونیاں

تسوف غرق، فرعونوں کے ساتھ غرق ہیں

آب ایمان راز فرعون مرز

فرعونیت سے ایمان کی آبروریزی نہ کر

اے برادر وارہ از بوہل تن

اے بھائی! جسم کے ابوہل سے چھٹکارا حاصل کر

آوردن بادشاہ جہودی نے را با طفل و انداختن او

جہودی بادشاہ کا ایک عورت کو مع بچے کے لانا اور اس کا

طفل را در آتش و سخن آمدن طفل در میان آتش

بچے کو آگ میں ڈالنا اور آگ میں سے بچہ کا بولنا

پیش آں بت و آتش اند شعلہ

بت کے سامنے، اور آگ شعلہ زن تھی

ورنہ در آتش بسوزی بے سخن

ورنہ لاکلام تو آگ میں جلے گی بت

سجدہ آں بت نہ کرد آں موقوفہ

اس یقین والی نے بت کو سجدہ نہ کیا

زن بترسید دل از ایمان بکند

عورت ڈری اور دل کو ایمان سے ہٹا دیا

بانگے آں طفل کہ انی لم امت

بچہ چیخا کہ میں مرانا نہیں

گر چہ در صورت میان آتش

اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں

رحمتست ایں سر بر آردہ عجیب

(ورنہ) یہ ایک رحمت ہے جو رہتا ہے

یک نے با طفل آورد آں جہود

وہ جہودی ایک عورت کو مع بچے کے لایا

گفت اے زن پیش بت سخن

بول، اے عورت! اس بت کے سامنے بھوک

بود آں زن پاک دین و مومنہ

وہ عورت پاک دین والی، اور مومنہ تھی

طفل ازو بستید را آتش فکند

اس نے اس سے بچے کو چھینا اور آگ میں ڈال دیا

خواست تا اویں آد پیش بت

اس نے چاہا کہ وہ بت کے سامنے سجدہ کرے

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم

اماں! اندر آجا میں اس جگہ اچھا ہوں

چشم بندرست آتش از بہر عجیب

آگ نظر بند ہی کے لئے ایک پردہ ہے

۱۔ قصہ دوزخ - دوزخ کے

جس قدر عذاب ہیں وہ دراصل

نفس غیبت ہی کے اعمال ہیں

تو گویا نفس کی مکمل تصویر

دوزخ ہے۔ ہر نفس - نفس

بر سانس میں ایک مکر کرتا

ہے جس میں سینکڑوں فرعون

شخصیتیں غرق رہتی ہیں۔

۲۔ موسیٰ - فرعون کی مناسبت

سے حضرت موسیٰ کا ذکر ہے۔

۳۔ خدا اور رسول کا اتباع

ہی ذریعہ نجات ہے، ابوہل

کا راستہ ہلاکت کا ہے۔

۴۔ شعلہ زن - پٹیس مانیوالی

بے سخن - لاکلام، لاکلام -

سک موقوفہ - مومنہ - سقیہ

یعنی ہے شہید کا، لینا -

فکند - آگ میں ڈال دیا۔

دل از چیز سے بے کن - کسی

چیز کو چھوڑ دینا - چشم بند -

نظر بند ہی، نظر فریبی -

عجیب - حجاب کا مال ہے،

پردہ - زنجبیل سر بر آرد -

ظاہر ہونا۔

از بُتِ نفسِ مُتے دیگر نژاد

اِسکے نفس کے بُت سے ایک دوسرے بُت پیدا ہو گیا

زانکہ اُس بُتِ ماورائے اُردا

کیونکہ وہ بُتِ سانپ اور بہت اُردا ہے

اُس شرارِ از آبِ می گیر دقرار

ق چنگاری، پانی سے بچھ جاتی ہے

آدمی با ایں دو کے ایمن شود

آدمی ان دونوں کے ہوتے ہوئے کہ مطمئن ہو سکتا ہے

آب را بر نازِ شاں بنو دگار

پانی کا اُن کی آگ پر گذر نہیں ہے

در درونِ سنگِ آہن کے رود

(رود پانی) پتھر اور لوہے کے اندر نہ جاسکے گا

قطرہ ہاشاں کفو تر سا وجود

کفو اور عیساویت اور بہت اُسکے قطرے ہیں

نفسِ مرآب سیرِ چشمہ داں

نفس کو اس سیاح پانی کا چشمہ سمجھو

نفسِ حُتِ گر چشمہ بر شاہراہ

حُت، سارے نفس شارخِ عام پر چشمہ ہے

نفسِ شومستِ چشمہ آں اُکھڑ

تیرا بد بخت نفس اُسکا چشمہ ہے، لے لے ج بخت

وابِ چشمہ میزبانِ بے درنگ

اور چشمہ کا پانی فوراً اسکو اچھا لیتا ہے

آبِ چشمہ تازہ و باقی بُود

چشمہ کا پانی تازہ اور باقی رہے گا

چوں سزائے اُس بُتِ نفسِ اُفزا

چونکہ اُس نے اپنے نفس کے بُت کو سزا دی تھی

مادرِ تنہا بُتِ نفسِ شماس

تنہا اِس نفس تمام کمینوں کی ماں ہے

آہنِ سنگِ ستِ نفسِ بُتِ شمر

نفسِ لوہا اور پتھر ہے اور بُتِ چنگاری

سنگِ آہنِ زاب کے ساکن شود

(لیکن) پتھر اور لوہا پانی سے کب ساکن ہو سکتے ہیں

سنگِ آہنِ در درونِ نازِ نار

پتھر اور لوہا (اپنے) اندر آگ رکھتے ہیں

ز اب چوں نازِ بولِ کشہ شود

پانی سے باہر کی آگ بچھ جاتی ہے

سنگِ آہنِ چشمہ نازِ رود

لوہا اور پتھر آگ اور دھوئیں کے چشمے ہیں

بُتِ سبِ آبِ ستِ کوزہ نہال

بُت، کوزہ میں چھپا، کالا پانی ہے

اُس بُتِ مغوتِ چوں سیلِ سیاہ

وہ نازِ شاہِ بخت، کالاسیلاب ہے

بُتِ درونِ کوزہ چوں آبِ کد

بُت، کوزہ میں، گدلا پانی ہے

صدِ سُبُورِ اشکندیکِ بارہ سنگ

پتھر کا ایک ٹکڑا اسکو گھڑے توڑ دیتا ہے

آبِ حُم و کوزہ گِرفانی شود

ٹپکنے اور پیالے کا پانی اگر ختم ہو جائے

ملہ نفس۔ اصل بُتِ انسان کا نفس ہے جو سینکڑوں بُتوں کو جنم دیتا ہے۔ آہن۔ لوہے سے لوہا، پتھر سے پتھر، چنگاری سے چنگاری، چنگاری کو بچھا دینا ممکن ہے لیکن پتھر کے اندر جو چنگاری پیدا کرنا مادہ ہے اُس کو نہیں بچھا یا جاسکتا اسی طرح نفس کے پیدا کردہ بُت فنا کئے جاسکتے ہیں لیکن نفس کی وہ قوت جو بُت پیدا کرتی ہے اُس کا ازالہ بہت دشوار ہے اس سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔ موعیت کی مثال اُس سیاہ پانی کی ہے جس کا سر چشمہ نفسِ انسانی ہے۔ صدی۔ گندے پانی کے سو گھڑے ایک پتھر سے توڑے جاسکتے ہیں لیکن چشمہ بند نہیں کیا جاسکتا۔

اندرا تید اے ہمہ پروانہ وار
اے لوگو! سب پر دانوں کی طرح اندر آ جاؤ
اندرا تید اے مسلماناں ہمہ
اے مسلمانو! سب اندر چلے آؤ

اندرا تید وہ بینید ایں جنیں
اندرا آ جاؤ اور دیکھو کہ کس طرح
اندرا تید اے ہمہ مست و خراب
اے مست اور تباہ لوگو! اندر آ جاؤ

اندرا تید اندر ایں بحر عمیق
اِس گہرے سمندر میں، اندر آ جاؤ
مادرش انداخت خود را نزد او
اُس کی ماں نے اپنے آپ کو اُس کے پاس چھینک دیا

اندرا تید مادر اُس طفل خورد
اُس چھوٹے بچے کی ماں اندر آ گئی
مادرش ہم زان نسق گفت گرفت
اُس کی ماں نے بھی اسی طرح کہنا شروع کر دیا

بانگ میزد در میان اُس گروہ
اُنں جماعت میں وہ پکار رہی تھی
نعرہ میزد خلق را کہ مر دماں
اُس نے لوگوں کو پکارا، اے لوگو!

اندرا ایں آتش کہ دارد صد بہار
اِس آگ میں جس میں سینکڑوں بہاریں ہیں
غیر غزلہ دے ایں غلاب آں ہمہ
دین کے بیٹھے پانی کے علاوہ سب غلاب ہے

سمر گذشته آتش گرم ہمیں
یہ دہکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے؟
اندرا تید اے ہمہ عین عتاب
اے مجسم عتاب، اندر آ جاؤ

تا کہ گرد در صافی و رقیق
تا کہ گرد، صاف اور لطیف بن جائے
دست او گرفت طفل مہر جو
محبت کے جو یاں بچے نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا

اندرا آتش کوئے دولت را برد
آگ میں اُس نے دولت کی بازی جیت لی
در وصف طفل حق سفتن گرفت
اللہ کی مہربانی کے مٹیوں کو پر دنا شروع کر دیا

پیر می شد جان خلقاں از شکوہ
لوگوں کی جان عظمت سے پُر ہو رہی تھی
اندرا آتش بنگرید ایں بوستان
آگ کے اندر اِس باغ کو دیکھو

لے غلاب شیریں پانی۔
ہتین۔ میم اور ہار کے کسرہ
کے ساتھ، بزرگ تر۔
سست و خراب۔ جو دنیا کی
لذتوں میں سست اور زیادہ
ہیں۔ عین عتاب۔ سخت
معتوب۔ بحر۔ سمندر۔
لے عمیق۔ گہرا۔ رقیق۔
باریک، لطیف۔ گوئے
بڑوں۔ گندہ لیانا، بازی
جیت لینا۔ شوق۔ طرز،
ترتیب۔
سہ در۔ موقی۔ سفتن۔
پر ونا۔ جان پرستان۔
جوش میں آنا، مہاروی
پیدا ہو جانا۔ خلقاں۔
خلق کی جمع، مخلوق۔ شکوہ۔
عظمت، دیدہ۔ بوستان۔
باغ۔ بے خویشتن۔ از خود
رفتہ۔ موقوف۔ وہ شخص
جس کو کوئی کام سپرد کیا گیا
ہو۔

انداختن مردماں خود را در آتش از سمر ذوق

ذوق کی وجہ سے لوگوں کا اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا

میفکنند اندر آتش مردوزن

مرد و عورت، آگ میں ڈال رہے تھے

زانکہ شیریں کردن ترخان از دست

اِس لئے کہ ہر تلخ کا شیریں کر دینا اُس کی ہی جانتی ہے

خلق خود را بعد از آن بخت

اِس کے بعد اُسے خود کو پکار لوگ اپنے آپ کو

بے موقوف کے کشش از عشق دست

دوست کے عشق کی وجہ سے ہی کے بلائے اور

لے آتش آتش مال طاعات و
نظارہ زانو رہیں لیکن اُن کا
نتیجہ بہت اچھا ہے، گناہ
نظارہ پر مٹتا ہے درحقیقت
بہت تلخ ہے۔ ورنہ گلاب کا
بھول۔ یا سبب۔ چنبلی
کا بھول۔ زادِ زنو۔
رحم مادر کی زندگی پسند تھی
پیدا ہونے سے خوف نکلتا
تھا۔

ملہ چور بزدل۔ پیدا ہونے
کے بعد دنیا اچھی لگنے لگی۔
ابن جہاں۔ جیسا کہ پہلے
رحم مادر کو اچھا سمجھتا
تھا اور دنیا کو برا لیکن پھر
دنیا اچھی لگنے لگی اسی
طرح دنیا کو چھوڑ کر اگ میں
آئے کو برا سمجھا لیکن
آگ میں آنے کے بعد دنیا
بُری لگنے لگی۔ دُستے۔
آگ کو ٹھنک سمجھتا تھا
لیکن معلوم ہوا کہ اُس کے
ذِرّہ ذِرّہ میں دُشمنائی ہے
نک۔ ایک۔ اب۔

سلسلہ نیست شکل صورتاً
معدوم۔ ہست۔ خات۔
حقیقتہً موجود۔ بے ثبات
بے قیام۔ آذر۔ آگ
آذری۔ آگ کی تاثیر۔
اقبال۔ سعادت۔ پائے تو۔
دنیا کے بچے سے باہر نکال
رہا ہوں۔ کرب۔ خوشی
مستی۔ شاہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

اندر آ مادر میں برہان حق
ماں! اندر آ سچائی کی دلیل دیکھ
اندر آ آب میں آتش مثال
اندر آ اور آگ کی صورت سما، پانی دیکھ
اندر آ سرارِ ابراہیم میں
اندر آ حضرت ابراہیم کے راز دیکھ
مرگ می دیدم کہے زادِ زنو
مجھ سے پیدا ہونے کے وقت مجھے موت نظر آ رہی تھی

چول بزدل استم از زندان تنگ
جب میں پیدا ہوا تنگ قید خانہ سے چھوٹا
ابن جہاں را چوں رحم دیدم کنوں
اب میں ابن جہاں کو رحم کی طرح سمجھتا ہوں
اندر آ آتش بدیدم عالے
میں نے اس آگ میں وہ دنیا دیکھی
نک جہا نیست شکلے ہست
اب ایک دنیا ہے نظارہ معدوم، دراصل موجود

اندر آ مادر بحق مادری
ماں! اندر آ مادری حقوق کا واسطہ
اندر آ مادر کہ اقبال آمدست
ماں! اندر آ کہ خوش قسمتی آگئی ہے
قدرت آں سنگ بدیدی اندر آ
تو نے اُس کتے کی طاقت دیکھ لی، اندر آ
من ز رحمت میکشایم پائے تو
میں رحمت کی وجہ سے تیرا پیر کھول رہا ہوں
اندر آ و دیگر اں را ہم بخوان
اندر آ آجا، اور دوسروں کو بھی بلا لے

تا بہ بینی عشرت خاصان حق
تاکہ تو خاصانِ خدا کے عیش کو دیکھے
از جہا نے کاتش ست آتش مثال
اُس زمین سے جتنا پانی بھی آگ جیسا ہے
کو در آتش یافت و درو یاسمیں
جس نے آگ میں گلاب اور چنبلی کے بھول پائے
سخت خفم بود افادِ زنو
مجھ میں سے کل پٹنیکا مجھے بہت ڈر تھا
در جہا نے خوش سے خوب نگ
اچھے مقام اور اچھے رنگ کی دنیا میں را گیا،
چوں ریس آتش بدیدم ایں سکوں
جب میں نے اس آگ میں یہ سکون دیکھا
ذِرّہ ذِرّہ اندر و عیسیٰ دے
جس میں ایک ایک ذِرّہ عیسیٰ کے دم کی طرح
واں جہا نیست شکلے ہست
اور وہ دنیا کی موجودہ شکل ناپائیدار ہے
ہیں کہ ایں آذر نادر آذری
دیکھ یہ آگ، آگ کی تاثیر نہیں کھتی ہے
اندر آ مادر ماہ دولت ز دست
ماں! اندر آ دولت کو ہاتھ سے نہ دے
تا بہ بینی قدرت و لطف خدا
تاکہ تو اللہ کی قدرت اور مہربانی دیکھ لے
کز ظرب خود نیستیم بر وائے تو
در نہ خوشی کی وجہ سے مجھے تیرا پیر ہوا نہیں ہے
کاندر آتش شاہ بہادست
کیونکہ آگ میں شاہ نے دستخوان بچا دیا ہے

اے خنک چشمیکہ اوگر یاں اُست
بڑی مبارک ہے وہ آنکھ جو اس کے لئے روتی ہے

از پتے ہر گریہ آخر خندہ الیت
ہر روز کے بعد بالآخر ہنسی ہے

ہر کجا آب رواں سبزہ بود
جہاں کہیں آب رواں ہو، سبزہ ہوتا ہے

باش چوں ولاب لاں چشم تیر
رہٹ کی طرح نالوں اور گریاں رہ

مرحمت فرمود سید عفو کرد
سیدالکونین نے رحم فرمایا، معاف کر دیا

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار
تو رحم چاہتا ہے تو آنسو بہانے والے پر رحم کر

غتاب کردن جہود آتش را کہ چرامنی سوزد و جواب و
یہودی (بادشاہ) کا آگ پر غصہ کرنا کہ کیوں نہیں جلاتی اور اس کا جواب

رو آتش کرد شہ کائے تند خو
بادشاہ آگ کی طرف متوجہ ہوا کہ آہ مزاج

چوں نمیسوزی چہ شد خاصیت
تو جلاتی کیوں نہیں تیری خاصیت کہاں گئی؟

می نہ بخشائی تو بر آتش سیرت
تو آگ کے پوچھنے والے کو بھی نہیں بخشتی ہے

ہر گز اے آتش تو صابر نیستی
اے آگ! تو صبر کرنیوالی ہرگز نہیں ہے

چشم بند بست اعجاز پوش بند
ہائے نقیب! یہ نظر بندی ہے یا حواس بندی

جادوئے کردت کسے یا سیمات
کسی نے سچھ پر جادو کیا ہے یا طلسم

وے ہمالیوں دل کہ او بر یاں اُست
اور وہ دل بہت مبارک ہے جو اس کے لئے دل نہیں ہے

مرد آخر میں مبارک بندہ الیت
انجام پر نظر رکھنے والا مبارک انسان ہے

ہر کجا اشکے اوں رحمت شود
جہاں کہیں اشک رواں ہو، رحمت ہوتی ہے

تا ز صحن جانن بر رویہ خضر
تاکہ تیری روح کے صحن سے سبزہ آگے

چوں ز جرات تو بر کرداں وزر
جب اس شرمندہ نے ہمت کر کے تیرہ کی

رحم خواہی بر ضعیفاں رحم آر
تو رحم چاہتا ہے تو کمزوروں پر رحم کر

غتاب کردن جہود آتش را کہ چرامنی سوزد و جواب و
یہودی (بادشاہ) کا آگ پر غصہ کرنا کہ کیوں نہیں جلاتی اور اس کا جواب

آں جہاں سوز طبعی خوت کو
تیری دنیا کو جلاتی فطری عادت کہاں ہے؟

یا ز بخت ما در شد نیت
یا ہمارے نصیب تیری نیت بدل گئی

آنکہ نیرست ترا حوٰل و برست
جو تجھے نہیں پوچھتا وہ کیوں نہ گیا

چوں نسوزی چیست قادر نیستی
کیوں نہیں جلاتی ہے؟ کیا ہے جو تو قادر نہیں ہے؟

چوں نسوزاند چیں شعلہ بلند
ایسا بلند شعلہ جلاتا کیوں نہیں ہے؟

یا خلاف طبع تو از بخت ماست
یا تیرا طبیعت کے خلاف (کلام) تھا کہ نصیب کی وجہ سے؟

لہ گریاں۔ یعنی اللہ کے خوف
سے۔ گریاں۔ یعنی اللہ کی
محبت میں۔ آخر خندہ ہوتی
کے لیے راحت ہوتی ہے۔
آخر میں۔ جو شخص انجام
پر نظر رکھتا ہے وہ قابل
مبارک باد ہے۔

لہ رحمت۔ اللہ کے خوف
سے تنہائی میں رو پڑنا اللہ کو

بہت زیادہ محبوب ہے۔
خضر۔ سبزہ۔ نسید۔ یعنی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

روئے زرد۔ شرمندہ، ناؤ
خوت۔ خستہ۔ تو۔ کو۔ کجا

می نہ بخشائی۔ تو اپنے
پیاروں کو بھی نہیں بخشتی
تو نے ان کو جو کہ تجھے پوچھتے

نہیں کیوں نہیں جلاتا۔
چشم بند۔ نظر بندی۔

لہ ہوش بند۔ جس سے
انسان کے حواس گم ہو جاتے

سیمیا۔ وہ علم ہے جس کے
ذریعہ انسان اپنی شکل

بیل لیتا ہے، موموم
چیزوں کو موجود کر کے دکھا

دیتا ہے۔



تا چنان شد کائنات خلق را

یہاں تک ہوا کہ وہ سپاہی، لوگوں کو

آل یہودی شد سبب وی و خجل

وہ یہودی سبب زد اور شرمندہ ہو گیا

کاندر آتش خلق عاشق تر شدند

کہ لوگ آگ میں گرنے کے اور زیادہ عاشق ہو گئے

نکر شیطان ہم در پیچہ شکر

شکر ہے، شیطان کا نکر اُسی کو بھٹ گیا

آنچہ میاں لید بر روی کساں

(رو سیاہی) جو وہ لوگوں کے منہ پر ملتا تھا

آنکہ می درید جامہ خلق چیست

جو تیزی سے لوگوں کی جامہ درمی کرتا تھا

کثر ماندن دہان آں شخص کہ نام پیغمبر را بہ تسخیر برد

اُس شخص کا منہ قید ہوا رہ جانا جس نے آنحضرت کا نام تسخیر کے ساتھ لیا تھا

آں دہن کثر کرد و از تسخیر بخواند

جس نے منہ ٹیڑھا کیا اور تسخیر سے لیا

باز آمد کاے محمد عفو کن

واپس آیا کہ اسے محمد معاف کر دیجئے

من ترا افسوس می کرد از جہل

میں نے جہالت کی وجہ سے آپ کا مذاق اڑایا

چوں خدا خواہد کرد کس در د

جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کی پردہ درمی کرے

ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس

اور اگر خدا چاہتا ہے کہ کسی کی عیب پوشی کرے

چوں خدا خواہد کہ یاری کند

جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کی مدد کرنا چاہتا ہے

چوں خدا خواہد کہ یاری کند

جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کی مدد کرنا چاہتا ہے

لے حقان - عین کا فتح، دائر

کی تشدید، سخت گیر

مکر شیطان، مولانا فرماتے

ہیں خدا کا شکر ہے شیطان

خود اپنے جال میں پھنس

گیا۔

لے ناکس - بے وجود کہینہ

کثر ماندن - ٹیڑھا ہو جانا۔

جس طرح یہودی بادشاہ

اپنے کام سے خود ذلیل ہوا

اُسی طرح آنحضرت کا مذاق

اڑا انبیاء ذلیل ہوا تسخیر

تسخیر علم کہنی - وہ علم جو

براز راست خدا سے بدرون

کسی استاد کے واسطہ کے

حاصل ہوا ہو۔

سٹہ افسوس - استہزار،

تسخیر - اہل - قابل، صاحب

نفس زدن - سانس لینا،

بانت کرنا - پارچی - مدد۔

منع میکردند کاتش در میا

منع کرتے تھے کہ آگ میں نہ آئے

شد پشیمان پس سبب بیمار دل

دل کا بیمار، اس وجہ سے پشیمان ہو گیا

در فتنے جسم صادق تر شدند

جسم کو فتنہ کرنے میں اور سچے ہو گئے

دیو خود را ہم سیر و دید شکر

شکر ہے، شیطان نے اپنے آپ کو بھی کالا کر دیا

جمع شد در حیرت آں ناکاں

اُن کینوں کے چہروں پر اکھٹی ہو گئی

شد در دیدہ آن اوز نشان دست

اُس کا جامہ چاک ہو گیا، اُن کو دست پر ہو گیا

کثر ماندن دہان آں شخص کہ نام پیغمبر را بہ تسخیر برد

اُس شخص کا منہ قید ہوا رہ جانا جس نے آنحضرت کا نام تسخیر کے ساتھ لیا تھا

نام احمد را دہان آں شخص کہ نام پیغمبر را بہ تسخیر برد

احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، اُس کا منہ قید ہوا رہ جانا

اے ترا الطاف و علم من لدن

اے (حضرت) آپ کو ہماری نیاں اور علم کی طرف سے

من بدم افسوس منسوب اہل

واللہ، تجھ کے قابل اور سچی تو میں تھا

میلش اندر طعنے یا کال برد

اُس کا میلان پاک لوگوں پر طعنہ زنی پر کال برد

کم زند در عیب معیوبان نفس

تو عیب داروں کے عیب بھی نہیں بیان کرتا

میل مارا جانب زاری کند

تو نہیں آنکھ ساری کی طرف مائل کر دیتا ہے

میل مارا جانب زاری کند

تو نہیں آنکھ ساری کی طرف مائل کر دیتا ہے

سنگ آہن خود سبب اولیک

پتھر اور لوہا خود سبب ہیں لکین

کیں سبب آں سبب کو پیش

اس لئے کہ اس سبب کو اس سبب نے پیدا کیا ہے

ایں سبب آں سبب عامل کند

اس سبب کو وہ سبب، عمل کر نیوالا بناتا ہے

واں سبب کا انبیاء پرست

وہ اسباب جو انبیاء کے رہنما ہیں

ایں سبب را محرم آمد عقل ما

اس سبب سے ہماری عقل واقف ہے

ایں سبب چہ بود تباری کو سن

یہ سبب کیا ہوتا ہے؟ عربی میں کہہ رہی ہے

گردش چرخ این سن علت

گھڑی کی گردش، اس رستی کی علت ہے

ایں سہائے سببہا در جہاں

دنیا میں ان اسباب کی رستیوں کو

تاںما فی صفو سرگرداں چو چرخ

تاکہ تو غافل، اور آسمان کی طرح سرگرداں نہ رہے

باد و آتش میشوند از امر حق

ہوا، اور آگ اللہ کے حکم سے وجود میں آتے ہیں

آب حلم و آتش خشم اے پسر

اے بیٹا! بردباری کا پانی اور خشم کی آگ

گر نبوی واقف از حق جان باد

ہوا کی جان، اگر اللہ سے واقف نہ ہوتی

تو بالائے ترنگر اے مرد نیک

اے نیک مرد! تو زیادہ اونچا دیکھ

بے سبب کے شر سبب ہرگز زخوش

کوئی سبب، بلا کسی سبب کے خود بخود کب ہوا ہے؟

باز گاہے بے پروا عاقل کند

پھر کبھی بے پروا اور معطل بنا دیتا ہے

آں سببہا زیں سببہا ترست

وہ اسباب، ان اسباب سے بالاتر ہیں

واں سببہا راست محرم انبیا

اور ان اسباب کو انبیاء جانے ہیں

اندریں چہ ایں رسن آمد یفن

اس کنوئیں میں یہ رستی تدبیر سے آئی ہے

چرخ گرداں ندیدن زلت ست

گھڑی گھمانے والے کو نہ دیکھن غلطی ہے

باں ہاں زین چرخ سرگرداں

ہرگز، ہرگز اس گھومنے والے چرخ (آسمان) کی جیسے زباناں

تاں سوزی تو بے مغزی چو چرخ

اور بے عقلی کی وجہ سے مرخ کی طرح نہ جلے

ہر دوسر مست آنداز خمر حق

اللہ کی شراب سے دونوں مست ہیں

ہم زحق بینی چو یکشانی نظر

بھی تو اللہ کی جانب سے دیکھتا اگر آنکھ کھولے گا

فرق کرنے میں قوم عاد

قوم عاد کے نیک و بد میں کب فرق کرتی؟

قصہ ہلاک کردن باد قوم یہود علیہ السلام

ہوا کا یہود علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا قصہ

ملہ بالائے ترنگر حقیقتہ اللہ تعالیٰ

مُسَبَّبُ الْأَسْبَابِ ہے یعنی

اسباب میں تاثرات دہی

پیدا کرتا ہے۔ اس سبب

اللہ تعالیٰ عقل ما عوا

کی نگاہ اسباب ظاہری پر

رسبی ہے، انبیاء کی نظر

مُسَبَّبُ الْأَسْبَابِ پر رسبی

ہے۔ رستن، ڈول کے

کھینچے کا سبب نظر رستی

ہے لیکن حقیقی سبب

رستی کو کھینچنے والا ہے۔

چہ جاہ، کنواں۔

نہ گردش چرخ۔ خلاصہ

آسمان کو مُسَبَّبُ الْأَسْبَابِ

مانتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ

اسباب بمنزل رستی کے ہیں

اور آسمان بمنزل گھڑی ہے

اور اصل سبب گھڑی کو

گھمانے والا اللہ تعالیٰ

ہے۔ چرخ۔ خلاصہ خلعت

الافلاک کی گردش کو سبب

حقیقی قرار دیتے ہیں۔

صفہ۔ خالی۔

سہ مرخ۔ ایک درخت

ہے جس سے آگ نکالتے

ہیں۔ میثوند۔ وجود میں

آتے ہیں۔ خمر۔ یعنی شراب

محبت۔ عاد۔ ایک قوم کا

نام ہے جس میں حضرت

نوحؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا

گیا تھا، اُن کی سرکشی

اور نادمانی کی وجہ سے

اُن پر ہوا کو مسلط کیا گیا

جس نے اُن میں سے

کافروں کو ہلاک کر دیا۔

جوابِ دنِ آتش

لے تارِش - تیش - غنصر
اصل مادہ - دستوری
حکم اجازت - برہم - ہاتھ
برہمن کا فعل مضارع
منہ کے ہے - خرگہ - خیمہ -
ٹرکماں - ترکوں کی ایک
قوم ہے، ڈراگو - آتشِ جنت
جس طرح خاموشی آگ
خدا کے حکم کی پابند ہے،
اسی طرح باطنی آگ بھی
خدا کے حکم کی پابند ہے -
تلیک - مالک - دین - بدلہ
جزا -

لے استغفار - توبہ، غم کا
سبب گناہ ہے - عین غم
خدا اسباب کی تاثیرات
بدل دیتا ہے - باوجود جفا
عناصروں خدا کے حکم کے
پابند ہیں اور اس کے احکام
کو سمجھتے ہیں صرف آگ ہی
خدا کے حکم کی پابند نہیں ہے
آتش - آگ - اللہ کے احکام
کی منتظر رہتی ہے - قدر
بیروں نہادوں - پیار نہوا -

دستِ راول 17

منہوی مولانا روم

گفت آتش من بہا تم آتش
آگ نے کہا میں وہی آگ ہوں
طبع من دیگر گشت و غنصر
میری طبیعت اور اصل نہیں بدلی ہے
بر در خرگہ سگانِ ترکماں
ترکمانوں کے گئے خیمہ کے دروازہ پر
ور بخرگہ بگذر دیگانہ رو
اگر خیمہ کے پاس سے اجنبی گزرتا ہے
من سگ کم نیستم در بندگی
میں غلامی میں، کہنے سے کم نہیں ہوں
آتش طبع است اگر غمگین کند
اگر تیرے مزاج کی آگ تجھے غمگین کرتی ہے
آتش طبع است اگر شادی دید
اگر تیرے مزاج کی گرمی، خوشی دیتی ہے
چونکہ غم بینی تو استغفار کن
جب تو غم دیکھے، تو توبہ کر
چوں بخوابد عین غم شادی شود
جب وہ چاہتا ہے عین غم، خوشی بن جاتا ہے
باد و خاک آہ آتش بندہ اند
ہوا، مٹی، پانی اور آگ غلام ہیں
پیش حق آتش ہمیشہ در قیام
آگ، اللہ کے سامنے ہمیشہ کھڑی ہے
سنگ بر آہن زنی آتش جہد
تو لوہے پر پتھر مارے گا آگ نکلے گی
آہن و سنگ از ستم بر ہم مزین
نظام کے لوہے اور پتھر کو باہم نہ ٹکرا

اندر آتا تو بینی تارِش
اندر آجاء تاکہ تو میری گرمی دیکھے
تیغ حقم ہم بدستوری برہم
میں خدا کی تلوار ہوں، اجازت ہی سے کاٹی ہوں
چاپلوسی کردہ پیش میہاں
مہان کے آگے خوشامد کرتے ہیں
حملہ بیند از سگان شیرانہ او
تو دہ کتوں سے شیروں جیسا حملہ کرتا ہے
کم ز تر کے نیست حق در زندگی
اللہ انسانے زندہ ہونے میں کسی ترک سے کم نہیں ہے
سوزش از امر نلیک دیں کند
دین کے مالک کے حکم سے سوزش کرتی ہے
اندر و شادی تلیک دیں نہند
دین کا مالک، اس میں خوشی رکھ دیتا ہے
غم بامر خالق آمد کار کن
غم، خدا کے حکم سے کام کرتا ہے
عین بند پائے آزادی شود
خود بیڑی، آزادی بن جاتی ہے
بامن و تو مردہ با حق زندہ اند
میرے اور تیرے اعتبار کردہ ہیں لیکن اللہ کو نہ ہونے
ہم جو عاشق روز و شب بجان ہم
عاشق کی طرح، بے جان، دن اور رات مسلسل
ہم بامر حق قدم بیروں نہند
وہ بھی خدا کے حکم سے باہر نکلتی ہے
کایں دو میز ایند مجموعہ دوزن
اسلئے کہ دونوں مرد اور عورت کی طرح بچتے ہیں

ہست تسبیحت بجا آب گل
نیز سبحان اللہ کہنا جو بجائے پانی اور مٹی ہے
کوہ طور از نور موسیٰ شہر برقص
کوہ طور (حضرت موسیٰ کے نور سے رقص میں آگیا
عجب گم کوہ صوفی شہر عزیز
اے عزیز اگر پہاڑ صوفی ہو گیا تو کیا تعجب ہے

مرغ جنت شد نفع صد دل
دل کی تپائی کی پھونک سے جنت کا پیر نہ بنا
صوفی کامل شد رست اور نقص
بالکمال صوفی بن گیا اور نقص سے بری ہو گیا
جسم موسیٰ از کلونے بود نیز
حضرت موسیٰ کا جسم بھی تو مٹی کا ہی تھا

طنز و انکار کردن بادشاہ جہود نصیحت ناصحان را
یہودی بادشاہ کا نصیحت کرنے والوں کی نصیحت پر طنز اور انکار

ابن عجائب یہاں شاہ جہود
(جب) یہودی بادشاہ نے یہ عجائب کچھ
ناصران گفتند از حد مکذراں
نصیحت کرنے والوں نے کہا، حد سے نہ گذر
بگزار کشن مکن این فعل بد
بگزار کشن مکن، یہ برا کام نہ کر
ناصران دست بست و بند کرد
اس نے نصیحت کرنے والوں کا ہاتھ باندھے اور بند کر دیا
بانگ مدکار چوں اینجار سید
جب کام یہاں تک پہنچا، آواز آئی
بعد از آن آتش چل گز فرخت
اس کے بعد آگ چالیش گز آنھری
اصل ایشان بود ز آتش زابتدا
ان کی اصل شروع ہی سے آگ تھی
ہم ز آتش زادہ بودند آں فریق
وہ لوگ آگ ہی سے پیدا ہوئے تھے
ہم ز آتش زادہ بودند آں خناس
وہ کینے آگ سے پیدا ہوئے تھے

جز کہ طنز و مزکہ انکارش نمود
سوائے طنز اور سوائے انکار کچھ نہ ہوا
مرکب استیزہ را چندان مراں
جھگڑے کی سواری کو اس قدر تیز نہ دوڑا
بعد از اس آتش مزین جان خود
اس کے بعد اپنی جان میں آگ نہ لگا
ظلم را پیوند در پیوند کرد
ظلم کو پیوند در پیوند کر دیا
پائے دالے سگ کہ قہر مار سید
اے کتے! ٹھہر ہمارا قہر اس پر چلی ہے
حلقہ گشت واک جہودان رنجست
گھبراؤ اور ان یہودیوں کو جلا دیا
سوئے اصل خویش رفتند انتہا
بالآخر اپنی اصل کی طرف چلے گئے
جزو ہمارا سوئے کل باشد طریق
اور اجزاء کا کل کی طرف راستہ ہوتا ہے
حرف میراندن از نار و دھان
آگ اور دھواں کی بات کرتے تھے

لہ تب ہیست۔ تمہارا سبحان اللہ
کہنا بمنزلہ گارے کے پیر نہ
کئے ہے اور صدق دل
سے کہنا بمنزلہ دم عیسیٰ کے
ہے۔ کوہ طور۔ حضرت موسیٰ
طور پر گئے اور ان کے لئے
تعلی رب رونما ہوئی تو
طور پہاڑ کو وجد آگیا
اور اس میں صفت انسانی
یعنی حرکت و جد پیدا
ہو گئی اور اس کا نقص
جمادیت ختم ہو گیا۔
لہ عجیب۔ حضرت موسیٰ
سرخیل صوفیاء بھی مٹی
کے بنے ہوئے تھے اگر
مٹی کا پہاڑ صوفی بن گیا تو
کیا تعجب ہے۔ ناصحان۔
ناصر کی جمع، نصیحت کرنے والے۔
استیزہ۔ لڑائی۔ جھگڑا۔
در جان خود۔ چونکہ ظلم
جہنم میں جلنے کا سبب
بنیکا۔
لہ ز آتش۔ یہی شیطان
تھے اور شیطان آگ سے
بنائے۔ انتہا۔ جگہ آگ سے
پنے تھے آگ میں جلے گئے
خس۔ کینہ۔ حرف زندن۔
بات کرنا۔ دھان۔ دال کے
ضمہ کے ساتھ، دھواں۔

برجستن آتش

نرم میشد باد کا بخا میرسید
جب ہوا اس جگہ پہنچتی، نرم پڑ جاتی
پارہ پارہ می شکست اندر ہوا
ہوا اندر سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی
گرد بر گرد مرہ خطے پدید
ریوڑ کے چاروں طرف نمایاں خط
تانیار دگر گ آں جائز کتاز
تاکہ اس جگہ بھیڑیا غارتگری نہ کرے
گو سپندے ہم نکشتے زان نشاں
کوئی بکری بھی اس علامت سے باہر نہ نکلتی
واترہ مرد خدا را بو دیند
اُس مرد خدا کے واترہ میں بند تھی
نرم و خوش بچو نسیم بوستان
باغ کی نسیم کی طرح نرم اور خوشگوار ہے
چوں گزیدہ حق بو د چو نش گزد
جبکہ اللہ کا برگزیدہ ہووے اس طرح گزیدہ ہو جائے
باغیاں را بر دہ تا قعر میں
سرکشوں کو زمین کی تہ میں لیجاتی ہے
اہل موسیٰ را ز قبلی و اشناخت
موسیٰ والوں کو قبلی سے پہچان لیا
باز و تختش بقعر خود کشید
اُس کو دولت اور تخت کے ساتھ ہی اُسی میں کھینچ لیا
بال و بریکشاد و مرغے شدید
بال اور پر کھینچے اور پرندہ بن گئی
مرغ جنت ساز دیش رب الفلق
صبح کارب اُس کو جنت کا پرندہ بنا دیا ہے

ہو د گرد مومنناں خطے کشید
مومنوں کے چاروں طرف حضرت ہونے لگا کھینچ دیا
ہر کہ بیروں بو د زان خط جملہ را
جو اس خط کے باہر تھا، سب کو
ہمچنین شیبان را می کشید
اسی طرح (حضرت) شیبان چڑھا کھینچ دیتے تھے
چوں مجمعه میشد او وقت نماز
جب نماز کے وقت جمعہ کو جاتے
پیچ کر گے در زرفے اندراں
اُس میں کوئی بھیڑیا نہ گھستا
باد حرس گرگ و حرس گو سپند
بھیڑیہ کی حرس اور بکری کی حرس کی ہوا
ہمچنین باد اجل باعارفاں
اسی طرح، اولیاء اللہ پر موت کی ہوا
آتش ابراہیم را دندان نزد
اُگ نے (حضرت) ابراہیم کو تکلیف نہیں پہنچاتی
آتش شہوت نسوز داہل میں
دینداروں کو شہوت کی آگ نہیں جلاتی ہے
موج دریا چوں با مر ق حیات
دریا کی موج چونکہ خدا کے حکم سے اٹھتی
خاک قاروں را جو فرماں رسید
قاروں کی زمین کو جب حکم پہنچتا
آب گل چوں از دم نیسی جرید
مٹی اور پانی نے جب حضرت عیسیٰ کی بیونک کو چھٹا
از دہانت چوں بر آید حمد حق
جب تیرے منہ سے اللہ کی تعریف نکلتی ہے

لے شیبان۔ ایک ولی کا نام
ہے۔ راچی۔ چڑھا۔ رزمہ۔
ریوڑ۔ پتیدہ۔ ظاہر نمایاں
نشاں۔ یعنی وہ خط جو شیبان
نے کھینچا تھا۔ باز۔ چونکہ
گرم شدہ اشعار میں ہوا
کے تابع فرمان ہونے کا
ذکر تھا اس جگہ پر لفظ
باد بھی استعمال کیا ہے
یعنی بھیڑیہ کو دائرہ میں
داخل ہونے اور بکریوں
کو دائرے سے نکلنے کی حرس
تھی۔ او لیا۔ اولیاء اللہ
پر موت کے بہتر آغوش کی
ہوتے ہیں۔
ملے قعر۔ گہرائی، یہاں
دور زخم مراد ہے۔ دریا
فرعون نے حضرت موسیٰ کا
تغافل کیا تو دریا نے نبی
کی موج نے اُس کو اور
اُس کی قوم قبطیوں کو فرق
کر دیا۔ قاروں۔ حضرت
موسیٰ کا چچا بھائی، بہت
مالدار تھا۔ حضرت موسیٰ کو
اُس نے بہت ستایا تو مع
خزانوں کے زمین میں دھنسا
دیا گیا۔ دم نیسی۔ حضرت
عیسیٰ نے چٹکا دے جیسی شکل
کا ایک پرندہ گارے سے
بنایا اور اس پر دم کی باتو
وہ اڑنے لگا۔

ذوق جنس از جنس و باشد لقیں

یقیناً جنس کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے

یا مگر آں قابلِ جنسے بُود

یا شاید وہ چیز جنس کو قبول کر نیوالی ہے

پہچو آب و نال کہ جنس مانہود

جیسے پانی اور روئی ہماری جنس کا نہ تھا

نقشِ حبسیت نہ از آب و نال

پانی اور روئی حبسیت کی صورت نہیں رکھتے

ور بغیر جنس باشد ذوق ما

اور اگر غیر جنس سے ہمارا ذوق ہوگا

آنکہ ماندست باشد عاریت

جو مشابہ ہے وہ عارضی ہوتا ہے

مُغز را گر ذوق آید از صفر

پرندہ کو اگر سیٹی سے لطف آتا ہے

تشہ را گر ذوق آید از سراب

پیاسے کو اگر سراب سے ذوق آتا ہے

مُفلساں گر خوش شوند از زرِ قلب

مفلس، اگر کھوٹے سونے سے خوش ہوتے ہیں

تا زان و دیت از رہِ نفکند

خیر دار کوئی تمامت ساز تجھے راستہ سے نہ بھٹکاؤ

از کلیلہ باز جو آں قصہ را

اُس قصہ کو کلیلہ و منہ میں تلاش کر

در کلیلہ خواندہ باشی لیک آں

تو نے کلیلہ میں پڑھا ہوگا لیکن وہ

ذوق جزو از کل خود باشد میں

دیکھو جزو کا ذوق اپنے کل سے ہوتا ہے

چوں بد و سیوست جنس او شود

جب اُس جنس سے ملے اسی جنس کی ہو جائے

گشت جنس ما و اندر ما فرزند

ہماری جنس جنگی اور ہم میں اضافہ کر دیا

زار اعتبار آخر آنرا جنسِ دال

لیکن انجام کے اعتبار سے اُنکو جنس سمجھو

آں مگر ماند باشد جنس را

وہ شاید ہماری جنس سے مناسبت رکھتا ہو

عاریت باقی نماند عاقبت

انجام کا عارضی چیز باقی نہیں رہتی

چونکہ جنس خود نیا بد شد نفیر

جب وہ اپنی جنس کو نہیں پاتا، بھاگ جاتا ہے

چوں رسد دروے کر نیر جویداب

جب اسی میں پہنچتا ہے، بھاگتا ہے، پانی کی بجھ کر رہتا ہے

لیک آں سوا شود و دا ضرب

لیکن وہ کمال میں جا کر بے قدر ہو جاتا ہے

تا خیال کنز ترا جہ نفکند

خبردار تجھ خیالی سمجھے کہ تو نہیں میں نہ گراؤ

واندر اں قصہ طلب کن حصہ را

اور اُس قصہ میں اپنا حصہ طلب کر

قشر و افسانہ بُودے مغز ماں

بھٹکاؤ اور افسانہ سمجھتا نہ کہ جان کا مغز

قصہ نجر اں و بیان تو کل و ترک جہ کردن

شکار کے جیت تو یوں کا قصہ اور تو کل اور کوشش ترک کر دینے کا بیان

لہ یا مگر دراصل تو ہر ایک

کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے

ہے اور کبھی اُس چیز سے بھی

ذوق ہوتا ہے جو فی الحال

تو ہم جنس نہیں ہے لیکن

بعد میں ہم جنس بن جاتی ہے

جیسے روئی پانی کردہ انسان

کی جنس میں سے نہیں ہے

لیکن انسانی بدن میں جا کر

انسان کا جزو بن جاتی ہے۔

لہ آں مگر کبھی ذوق

اُس وجہ سے ہوتا ہے

کہ وہ چیز حقیقتاً ہم جنس

تو نہیں ہے لیکن ہم جنس

سے مشابہت رکھتی ہے

لیکن یہ ذوق بہت عارضی

ہے۔ مُغز۔ پرندہ، شکار کی

کی سیٹی کی طرف اسوجہ

سے لھٹتا ہے کہ وہ اُس

ہم جنس پرندہ کی آواز

سے مشابہت رکھتی ہے

لیکن فوراً ہی حقیقت لھٹنے

پر بھاگتا ہے۔ سراب۔

چمکتا ہوا ریت جو دور سے

پانی نظر آتا ہے۔ زرِ قلب۔

کھوٹا سونا۔ دارِ ضرب۔

ٹکسال۔ تارِ یہاں سے

مولانا کا قول شروع ہوتا

ہے۔ کنز۔ کج۔

لہ کلیلہ و منہ۔ مشہور کتاب

ہے۔ کلیلہ اور منہ دو فرضی

گیدڑوں کے نام ہیں جنگی

زبانی بہت نصیحت آمیز

قصہ کہانیاں نقل کی گئی

ہیں یہ اصل کتاب سنسکرت

میں تھی پھر اُس کا فارسی

ترجمہ ہوا اور پھر خلیفہ

ہارون الرشید نے فارسی میں

مذہب میں متعلق کرنا اب اس کے سنسکرت اور فارسی کے متعلق فقہور میں کی گئی ہے

آئیں بودند مومن سوز و بس
وہ محض مومن سوز، آگ تھے
آنکہ اول دوست امم الہاویہ
جو شخص باویہ (دوزخ) کی جڑ ہے
مادر فرزند جو یائے مے ست
بچے کی ماں اپنے بچے کی جویا ہے
آباد حوض گزندانی ست
پانی اگرچہ حوض میں بند ہے
مے رہاندمی بردتا معاش
(ہوا) اس کو رہائی دیتی ہے اور اس کے مددگار بنی
وہ نفس جاسنہائے مارا عجمان
اسی طرح یہ سانس ہماری حیوان کو
تا الہیہ یصعد اطمینا بالکلم
یہاں تک کہ پاک کلمات اس اللہ کی طرف چڑھتے ہیں
تترقی انفسنا بالارتقاء
پرہیزگاری کی وجہ سے ہمارے سانس چڑھتے ہیں
تخریائتنا مکافات المقال
پھر کلمات کا بدلہ ہمیں ملتا ہے
تخریجینا الی امثالہا
پھر وہ ہمیں مجبور کرتا ہے اُن جیسوں پر
ہکذا تعرج وتزول دائماً
اسی طرح وہ چڑھنے اور اترنے میں ہمیشہ
پارسی کو تیم یعنی اس کی شمش
یہم فارسی میں کہتے ہیں یعنی یہ شمش
چشم قوم بسوئے ماندہ است
ہر قوم کی نظر اس طرف رہتی ہے

سوخت خود آتش مرایشانہ خوش
آگ نے خود ان کو تنکے کی طرح جلا دیا
باویہ آمد مراورا زادیہ
باویہ ہی اس کا گوشہ بنی
اصلہا مفر عہا ادریے ست
بڑیوں، شاخوں کے درپے ہیں
باد نقش میکند کارسانی ست
ہوا اس کو مذب کرتی ہے کیونکہ وہ غصہ ہے
انک اندک تانہ بینی بربش
تھوڑا تھوڑا سا کہ اس کے لبی کے کونہ دیکھو
انک اندک دزدان جس جہاں
دنیا کے قید خانہ سے تھوڑا تھوڑا چراتا ہے
صاعداً مثالی حیث علم
ہماری طرف سے اُس جگہ چڑھتے ہیں جگہ وہ مانتا ہے
متحفاً مثالی دارالبقاء
ہماری جانب سے بطور تحفہ کے دارالبقا تک
ضعف الذخیر من فی الجلال
اس کا دوا گنا ذوالجلال کی رحمت سے
کئی ینال العبد ممانا لہا
ناک زندہ حاصل کرے وہی جو اُن سے حاصل کرے کہ ہے
ذا فلا زالت علیہ قائماً
یہ، تو وہ اُس پر ہمیشہ قائم رہی
زانظر آمد اکرام اس شمش
اُس طرف سے آتی ہے کہ جس طرف سے ذوق آیا ہے
کانظر یکوز فزوق رائدہ است
کہ جس طرف ایک دن کوئی مزاحل کیا ہے

لے شخص تنکا۔ باویہ۔ دوزخ
کے طبقہ کا نام ہے، یہ تکران پاک
کی آیت اَمَّا مَنْ حَقَّ
مَوَاتِنُهُ فَأَمَّا هَاوِيَةٌ
اقتباس ہے یعنی جس کے
عینک اَعَال بکے ٹپے اسکا
ٹھکانا باویہ ہے۔ زادیہ
کوڑہ، گوشہ۔ مادر کفار کی
ماں جنہم ہے لہذا انکو طلب
کرہی زندی قہری شنف۔
چو سنا خشک کر دینا۔ کانی
سنگ اگر کانی است، آکان
چاروں طرف کو کہا جاتا ہے
یعنی پانی بھی غصہ اور ہوا
بھی لہذا ہوا پانی کو اپنی طرف
کھینچ لیتی ہے۔ متحدہ مکان
یہاں پانی کا گروہ مراد ہے۔
جانبہ۔ جو تکرار و ج عالم بالائی
چیز ہے سانس کی ہوا اسکو
رفتہ رفتہ اس کے اصل مقام
پر پہنچا دیتی ہے۔
لے اَطَاب طیب کی جمع ہے
پاکیزہ۔ انکرا مکان کا فخر اور
لام کے کسر کے ساتھ کاتبہ
کی جمع یعنی کلمات طیبات
کا بھی اصل مقام سلاطین
ہے لہذا وہ اپنے مقام کی
طرف رجوع کرتے ہیں۔
انفاس۔ نفس ذوق اور فزا
کے فتح کے ساتھ کی جمع ہے
سانس بخفت۔ وہ چیز جو
تحفہ میں پیش کیجائے۔
دارالبقا۔ آخرت۔ مرثقا،
بدلہ، معاوضہ۔ مقال گفتگو
کلمات طیبات مراد ہیں۔
ضعف ضیاد کے کسر کے
ساتھ، دوا گنا۔ ذی الجلال۔
متغیر۔ م

یعنی انسان کو جس چیز کا ذوق ہوتا ہے اسی کی طرف کھینچتا ہے۔

مردہ باید بود پیش حکم حق

اللہ کے حکم کے سامنے مردہ ہو جانا چاہیے

تا نیاید زحمت از رب الفلق

تا کہ رب الفلق کی جانب سے عذاب نہ آئے

باز ترجیح نہادن شیر جہد را بر توکل و تسلیم

شیر کا پھر کو شش کو توکل اور تسلیم پر ترجیح دینا

گفت آے کہ توکل رہ بہت

اُس نے کہا بیشک اگرچہ توکل راہ نام ہے

گفت نیغیر با و از بلند

نیغیر نے بلند آواز سے کہا ہے

رَمَزُ الْكَاسِبِ حَبِيبُ اللَّهِ شَوْ

اَلْكَاسِبُ حَبِيبُ اللَّهِ سَمَكَةُ سَمُو

در توکل کسب جہد اولیٰ ترست

توکل میں کمائی اور کوشش زیادہ بہتر ہے

رَوْتُوکل کُنْ تو با کسب آعمو

اے چچا! جا، مع کوشش کے توکل کر

جہد کن جہدے نہ تا و آ رہی

کوشش کر، تن دی کہ نہ کج نجات پائے

قوم گفتندش کہ کسب از ضعف خلق

قوم نے اس سے کہا کہ کوشش لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے

پس نہ آنکہ سبھا از ضعف خا

پس جان لے کہ کوششیں ضعف کی وجہ سے ہیں

نیست کسے از توکل خوب تر

کوئی کوشش، توکل سے بہتر نہیں ہے

بس گر مزید از بلا سوتے بلا

بہت لوگ ایک نصیحت دوسری نصیحت کی طرف

ایں سبب ہم سنت نیغیرست

یہ سبب (اختیار کرنا) بھی نیغیر کی سنت ہے

بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

توکل کے ساتھ اونٹ کے گھٹنے باندھ دو

از توکل در سبب کاہل مشو

توکل کی وجہ سے سبب کے معاملہ میں سست نہ ہو

تا حبیب حق شوی ایں بہتر

تا کہ تو اللہ کا محبوب بن جائے، یہ بہتر ہے

جہد می کن کسب می کن موبو

کوشش کر، کمائی کر، سر بسر

گر تو از جہدش بمانی اہلی

اگر تو اس کی کوشش سے باز رہا تو یقیناً ہوتے

بقدر کسب کا توکل

اور کمائی پر ترجیح دینا

لقمہ تر ویر داں بر تو خلق

اور اس کو لقمہ تر ویر داں خلق فرب کا لقمہ سمجھ

در توکل تکیہ بر غیرے خطا

توکل میں غیر پر بھروسہ غلط ہے

چسیت از تسلیم خود محبوب تر

رضا و تسلیم سے زیادہ محبوب کیا چیز ہے؟

لہ مردہ بودن - یعنی بر تسلیم

ختم کرنا - رحمت - صدمہ،

مارپیٹ، عذاب - رب الفلق

صبح کی سفیدی پر اگر نیروالہ

اللہ تعالیٰ - سبب - اسباب

کو اختیار کرنا - "مختار" کی

سنت ہے - یا و از بلند

علی الاعلان - زانوئے اشتر

مختار ہونے پر ایسا عقل

و توکل - اونٹ کے زنی بازو

اور خدایہ بھروسہ کو یعنی

حفاظت کے جو اسباب ہیں

وہ بھی اختیار کر۔

لہ الکا سبب حبیب اللہ

کسب کر نبوالا اللہ کا محبوب

ہے - یہ مشہور مقولہ ہے

کاہل - سست، یعنی انسان

کو اسباب اختیار کرنے میں

سستی نہ کرنی چاہئے۔

در توکل - انسان کا محنت

کرنا اور اسباب دنیوی اختیار

کرنا توکل کے خلاف نہیں

ہے - جمو - چچا، بزرگ۔

موبو - بھروسہ، پوری طرح۔

جہد - جہم کے کسرہ سے،

کوشش۔

لقمہ و - جلا - رہی رہیدن

کا فعل مضارع، چھوڑنا۔

آبد - بوجوت - خلق۔

مخلوق - تر ویر - مکر و فریب

ضعف - یعنی انسان کو کسب

اس لئے کہ نا پڑتا ہے کہ

اُس کے عقیدے میں کمزوری

آگئی ہے، خدا پر پورا بھروسہ

نہیں کرتا ہے - تکیہ - بھروسہ

تسلیم - خدا کے حکم پر

سرخجھا دینا۔

بودشال، با شیر دایم کشمش
آن کی شیر کے ساتھ مستقل کشمش رہتی تھی
آں چراغِ حرمِ ناخوش گشتہ بود
وہ چراغِ گاہ سب کے لئے ناگوار ہو گئی تھی
کز وظیفہ ماتر ادا دیم سیر
کہ تجھے ہم نے بیٹ بھر کر خوراک کیا منظور کیا
تا نگر دد تلخ بر مالیں گیا
تاکہ یہ گھاس ہمارے لئے کڑی نہ بنے

طائفہ پنچ در وادی خوش
شکار کے جانوروں کی ایک ٹھکانی، عمدہ طوری تھا
بسکہ آں شیر از کمین در می بود
چونکہ وہ شیر گھات سے اٹھا لیجا تا سٹھا
حیلہ کردند آمدند ایشان بہ شیر
انہوں نے تدبیر کی، وہ شیر کے پاس آئے
جز وظیفہ در پی تصید کیا
راتب کے علاوہ کسی شکار کے پیچھے نہ

جواب شیر نچراں را و بیان خاصیت جہد

مکر یادیم لبے از زید و بکر
زید و بکر تھے میں نے بہت کدو پیچھے
من گزیدہ ز خم مار و کثر دم
میں سانپ اور کچھو کا زخم خوردہ ہوں
از ہمہ مردم بتر در مکر و کس
مکر اور کینہ میں سب انسانوں سے بدتر ہے
قول پیغمبر بجان و دل گزید
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو جان و دل سے لے کر

گفت آئے کر وفا بنیم نہ بکر
آں نے کہا ہاں اگر میں وفاداری کیجوں نہ بکر
من بلاک قول و فعل مردم
میں لوگوں کے قول اور فعل سے تباہ ہوں
نفس مردم از در و دم در کمین
میرے اندر سے نفس ہر وقت گھات میں ہے
گوش من لا یلذذ المؤمن شنید
میرے کان نے لا یلذذ المؤمن سنا ہے

باز ترجیح نہادن نچراں توکل را بر جہد و اکتساب

الحذر ذرع کس لغنی عن قدر
احتیاط تو کچھو پر وہ تقدیر کے لئے نیاز نہیں کر
رو توکل کن توکل بہتر ہے
جا، توکل کر، توکل بہتر ہے
تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز
تاکہ خدا فی فیصلہ تجھ سے برتر نہ ہو

جملہ گفتند اے امیر باخبر
سب نے کہا اے باخبر سردار!
در خد شور بدین شور و شرست
بچاؤ میں، شور و شر کا برا ٹکینہ ہونا ہے
باقضا پنچ مرن لے تند و تیز
ایسے تند و تیز! خدا فی فیصلہ کا مقابلہ نہ کر

طائفہ - جماعت، گروہ
وادی خوش - سرسبز میدان
نچر - شکار کرنا، شکار گاہ
شکار کیا ہوا جانور، وہ
جانور جس کا شکار کھیلایا
جاتا ہے - کش مکش - صید
اور وہی کا مجموعہ ہے جیسے
گو، گویا، گھینٹا تانی - بک
چونکہ - کیس - گھات کی جگہ
چو - جیم فارسی کے فخر کے
ساتھ، چریدین سے چراگاہ
حیلہ - تدبیر، مکر و طبع
روزینہ، راتب - سیر
بیٹ بھر کھا - گیا - گھاس
آرتے - تجھے منظور ہے
ہاں - زید و بکر - یعنی عام
انسان
بلک - برابر، متر قدم
لوگ - گزیدہ - ڈسا ہوا
مار - سانپ - متر قدم
دو دو دم والا، کچھو
نفس - یہاں سے مولانا نے
نفس انارہ کے مکر کا ذکر
شروع کیا ہے - لا یلذذ
المؤمن - حدیث ہے
لا یلذذ المؤمن من خیر و لا من
مؤمن ایک سورج سے دور تر
نہیں ڈسا جاسکتا
سے اکتساب - کمان - اٹھارہ
پر مڑنا، بچاؤ، چوکتا رہنا
احتیاط - ترع - امر کا صیغہ ہے
ذرع و دعائے - چھوڑنا
قدر - تقدیر، قضائے الہی
شور بدین - یہ انگینہ ہونا
فتمہ بپا ہونا - شر - برائی
تندیر اور دیکھا سب کو
جو
زندقہ - مجھے جانتے ہیں - م

پایہ پائے رفت باید سوتے بام

کو تھے ہر رفتہ رفتہ چڑھنا چاہئے

پاداری چوں کئی خود را تو لنگ

تو پر کھتا ہے، کیوں اپنے کو لنگڑا بننا ہے؟

خواجہ چوں پہلے بدست بندہ داد

آقائے جب غلام کو پہلچہ میٹھا دیا

دست، بچوں بیل شار تھا اوست

بیلچہ کی طرح، ہاتھ اُس کے اشارے ہیں

چوں شار تہاش را بجاں نہی

جب تو اُس کے اشاروں کو دل پر چالے گا

پس شار تہاش اسرار تہد

تب اُس کے اشارے تجھے راز عطا کریں گے

حالی محمول گیر داند ترا

تو بار بار رہے تو تجھے سوا کر دے گا

قابل امر وئی قابل شوی

تو اُس کے حکم کو قبول کر نیوالا ہے (در بارے قابل ہو)

سعی شکر نعمت قدرت بود

کوشش، قدرت کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے

شکر نعمت افزوں کند

نعمت پر شکر ادا کرنا تیری نعمت کو بڑھائے گا

جبر تو حققت بود در محسب

اپنے آپ کو مجبور سمجھنا، سوچنا ہے ارستہ میں نہ سو

ہاں محسب اکبری بے اعتبار

اے بے بھروسہ جبری! ہرگز نہ سونا

تا کہ شاخ افشاں کند ہر لحظہ باد

تا کہ ہوا ہر لحظہ رخ کو ہلاکے

ہست جبری بود انجا طمع خام

اس مقام پر جبری ہونا خام خیالی ہے

دست داری چوں کئی نہاں تو چنگ

تو ہاتھ رکھتا ہے، بچہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

لے زباں معلوم شد اور مراد

بغیر مجھ کہے اس کا مقصد معلوم ہو گیا

آخرا نشی عبارتہا اوست

جس کا مطلب اسخام مینی ہے

درو فائے آل شار تہاں ہی

اور اُن اشاروں کو پورا کرنے میں جان دینا ہے

بار بر دار دز تو، کار تہد

تیرا بوجھ ہلکا کر دیں گے، تجھے کام دیں گے

قابلی مقبول گیر داند ترا

تو دیکھ کم کو ماننے والا ہے تو تجھے مقبول بنا دے گا

وصل جوئی بعد از ازل شوی

تو وصل کا طالب ہے، اُس کے بعد وصال والا بن جائے گا

جبر تو انکار آں نعمت بود

اور تیرا جبری ہونا اُس نعمت کا انکار ہے

گفر نعمت از کفّت بیرون کند

اور نعمت کا کفر (اُسکو) تیرے قبضے سے نکال دے گا

تا زبانی آں درود گر محسب

جب تک اس درود درگاہ کو نہ دیکھ لے، نہ سو

جز بزرگ درخت میوہ دار

اُس میوہ دار درخت کے کینچے کے سوا

بر سر داکم بریزد نقل وزاد

داؤد ہمیشہ تیرے لئے نقل تو نوشہ مینا کرتی ہے

لے پایہ پایہ - درم بدرجہ -

بام - کوٹھا، بالا خانہ - جبری -

مجبور - لنگ - لنگڑا - چنگ -

چنگل - بچہ - خواجہ - ماکہ -

آقا - بندہ - غلام - لوکر -

بیل - بیلچہ - بے زبان -

بغیر کہے ہوئے - مراد -

آقا کا مطلب یہ ہے کہ

زمین کھود، جب خدائے

یہ اعضا دے گے ہیں تو اشارہ

ہے کہ ہاتھ پر کام میں لا -

سے برجان نہی - تو دل پر

نقش کر لے گا - وفا - پورا

کرنا - اسرار تہاں - یعنی جب

شر محنت اور ریاضت

کرو گے تو مجاہدہ سے کشف

شہود ہو گا - حامل - بوجھ

اٹھانے والا - محمول - لدا ہوا

یعنی اب تو تیرا اعمال کا کار

ہو گا کل کو ہی اعمال باعث

راحت ہوں گے -

سے قابل - قبول کر نیوالا -

مقبول - یعنی مقبول باگاہ

امروئی - یعنی امر وے ہستی

قدرت - اختیار - جبر -

مجبور ہونا بے بسی، بے

اختیاری - درود گر کہ یعنی

جب تو جناب باری میں

پہنچ جائے اور تجھے مشافہ

حق میں ہو جائے - ہاں -

کبر متنبہ ہے - جبری - وہ

شخص جبر عقیدہ کا مخالف

ہو، انسان کو مجبور محسب

ہو - بے اعتبار - اپنے منافع

کے لئے تو مجھ کا بھرتا ہے اور

عبادات و طاعات میں

اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہے -

درخت - یعنی وصول الی اللہ

جبر و جبرائیل کے ساتھ کھانی جاتی ہیں - راز تو ہے وہ

مکار زنت - افشاں - جھڑا - نقل - وہ

میں خاں۔ بال چنے لکھ کر لوگ کسی کی سرپرستی میں ہوں۔ اس کے۔ ہاں۔ دوست۔ لیکن رہتا ہوں۔

لہ جیلہ تدبیر۔ دم۔ جال
خون آشام۔ خونخوار، فرعون
یہ لقب ہے نام ولید بن
مصعب ہے یہ مصر کا نام
بادشاہ گذرا ہے، کابنوں
نے اس کو تباہ کیا تھا کہ بنی اسرائیل
کا دلو کا ستہاری سلطنت کے
زوال کا باعث ہو گیا، اس
بنیاد پر اس نے بنی اسرائیل
میں پیدا ہونے والے بچوں
کو قتل کرنا شروع کر دیا۔
حضرت موسیٰ کو ان کی
والدہ نے پیدا کر کے بعد
درساتے تھیں وہ والدین
جو بالآخر فرعون کے گھر
پہنچ گئے اور وہیں ان کی
پرورش ہوئی اور وہی
اس کی سلطنت کے زوال
کا سبب بنے۔

لہ تدبیر۔ نظر، صواب، رہبر
علیت۔ بیماری، نقص۔
نعم العوض۔ اچھا بدلہ۔
گیر۔ گیر نہ۔ کیڑہ۔ والا۔
پوٹیا۔ دھڑلے والا۔ کرب
سواری۔ بابا۔ باپ۔
فضولی۔ غیر ضروری بات
بیہودگی۔ عفتا۔ مشقت۔
کور۔ یعنی اندھا بن کبود۔
کالاہ تارکب۔ جانناستے
روحیں عالم ازل میں بنیاد تھ
جہ کے اثری پھرتی تھیں۔
حقاً۔ عالم بالا چونکہ وہ
مادہ سے صاف ہے۔
سہ آیتوں۔ نیچے اترو حضرت
آدم وحواء اور شیطان کو
گندم خوری کے بعد حکم ہوا
تھا کہ سرزمین براترو۔

حیلہ کرد انسان و حیلش دام بود
انسان نے تدبیر کی اور اس کی تدبیر جال تھی
در بے بست دشمن اندر خانہ بود
(اس نے) دروازہ بند کر لیا اور دشمن گھر میں تھا
صد ہزاراں طفل کشت آن کنیش
اس کینے والے نے لاکھوں بچے مار ڈالے
دیرہ ماچوں سے علت دوست
جبکہ ہماری نگاہ میں بڑی خواہیاں ہیں
دیدار دیدار و نعم العوض
اس کی صوابد پر ہماری صوابد پر کما بہترین بدلہ ہے
طفل تاگیرا و تا پویا نہ بود
بچہ جب تک پکڑنے والا اور چلنے والا نہ تھا
چوں فضولی کرد دوست پانمود
جب اس نے بیکار بات کی اور ہاتھ پر نہکا لے
جانناے خلق پیش از دست پا
لوگوں کی رو میں سے ہاتھ، پیر سے پہلے
چوں بامراہم بطو ابدی شند
جب انہیں اڑا کے حکم سے قیدی بن گئے
ما عیال حضرتیم و شیر خواہ
ہم اللہ کے عیال، اور بشیر خوار ہیں
آنکہ اواز آسماں باراں مد
جو آسمان سے بارش عطا فرماتا ہے

آنکہ جاں پند آخول آشنا بود
جس کو جان سمجھا وہ خون پینے والی تھی
حیلہ فرعون زس افسانہ بود
فرعون کی تدبیر اسی قسم کی تھی
وآنکہ اومی حبست اندر خانہ اش
اور جس کو وہ تلاش کرتا تھا اُنکے گھر میں تھا
رؤفا کن یہ خود در دیار دوست
جا، اپنی صوابد پر کو دوست کی صوابد پر
ہست اندر دیدار و کی غرض
اس کی صوابد پر میں تمام مقاصد موجود ہیں
مربکش جز گردن بابا نہ بود
بابا کی گردن کے علاوہ اس کی صوابد پر
در عنا افتاد و در کور و کبود
(تو) مشقت و مصیبت افزا نہ دھرے میں چھین گیا
می پرینداز وفا اندر صفا
کمال کی وجہ سے، عالم غیب میں پرواز کرتی تھیں
جس ششم و حرم نور سندی شند
غصہ اور حرم اور خوشی میں گرفتار ہو گئیں
گفت الخلق عیال بلاکہ
(خدا نے) فرمایا ہے مخلوق اللہ کی عیال ہے
ہم تواند کو برحمت ناں مد
یہ بھی کر سکتا ہے کہ وہ کرم سے روٹی دے

دیکھ بار بیان کردن شیر ترنج جہد بر توکل
شیر کا توکل پر کوشش کو دوسری بار ترنج دینا

گفت شیر کہ وے در رب العباد
شیر نے کہا، ہاں لیکن بندوں کے پروردگار نے

نزد بانے پیش پاتے مانہاد
ہمارے پیروں کے پاس شیر بھی رکھ دی ہے

خبر کہ آن قیمت کہ فت اندازل

سوائے اس حصہ کے جہاں میں مقرر ہوا ہے

جملہ افتادند از تدبیر و کار

سب، تدبیر اور کام سے عاجز آگئے

کسب جز تائے ملالے نامدار

لے نامدار، کوشش کو برائے نام سمجھ

روئے نمود از سگال و از عمل

غور و فکر اور عمل سے (کچھ) نہ ملا

ماند کار و حکم ہائے کردگار

اللہ کا کام اور اُس کے احکام باقی رہے

جہد جزو ہے میندارے عیار

اسے ہوشیار، کوشش کو دھم کے سوا کچھ نہ سمجھ

نکسبتن عزرائیل علیہ السلام بر دے و گریختن او در سرا

عزرائیل علیہ السلام کا ایک شخص کو گھورنا اور اُس کا

سلیمان علیہ السلام و تقریر ترجیح توکل بر جہد کوشش

سلیمان علیہ السلام کے فکر کی طرف بھاگنا اور توکل کی شفقت اور کوشش پر ترجیح کی تقریر

در سر اعدا سلیمانی دروید

اور حضرت سلیمان کی عدالت میں دوڑا

پس سلیمان گفت اخواجه بود

حضرت سلیمان نے پوچھا اسے صاحب کیا ہوا

یک نظر انداخت پر از شمش و کس

ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری ہوئی تھی

گفت فرما بادراے جاں پناہ

اُس نے کہا، اسے جاں پناہ! ہوا کو حکم دیجئے

بوکہ بندہ کا لطف شد جاں برد

ہو سکتا ہے بندہ اُس طرف چلا جائے تو جان بچاے

برو باد اور بسوئے سومنا

ہوا، اُس کو سومنات کی طرف لے گئی

بروئے خاک ہندوستان

پانی پر سوار کر کے ہندوستان کی سرزمین کی طرف بھیجے

سادہ مرنے چاشتگا در رسید

ایک بھولا آدمی دن چڑھے آیا

رولش از غم زد و ہر دلب بود

غم سے اس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے

گفت عزرائیل درمن ابن جنس

اُس نے کہا، عزرائیل (علیہ السلام) نے مجھ پرستی

گفت ہر کنوں چہ بخواہی خواہ

اتھوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر

تاہرا از نیجا بہند رستاں برد

تا کہ مجھے اُس جگہ سے ہندوستان لایا جائے

پس سلیمان کرد بر باد ایں برا

تو حضرت سلیمان نے ہوا کو یہ حکم دیا

باد را فرمود تا اور اشاب

ہوا کو حکم دیا اور وہ فوراً اُس کو

نکے درویشی گریزاں خلق

اب! افلاس سے لوگ بھاگتے ہیں

لے نکال، غور و فکر، سوچ

عمل کسب، کار و بار، آئندہ

رہ گئے، عاجز آگئے، کر دگار

ساکم، مالک، اللہ تعالیٰ

سادہ، بھولا بھالا، چاشتگا

ایک بہرہ دار چڑھے کا وقت

سزائے عدل، عدالت،

محکمہ، سلیمان، نبی جو

حضرت داؤد علیہ السلام

کے صاحبزادے ہیں جنکو

نبوت کے ساتھ دنیا کی

عظیم الشان سلطنت

کبھی ملی تھی، انسانوں کے

علاوہ جنوں پر بھی حکمران

تھے۔

لے کیوں، نیلا، خواجہ، مالک

آقا، بزرگ، عزرائیل

ملک الموت، کین، کینہ

پس، کامر، تنبیہ ہے، باد

ہوا، نبی حضرت سلیمان

کے تابع تھی، بو، بود

ہو سکتا ہے، ممکن ہے

سے جاں برد، بچ جائے،

زندہ رہے، برکت، بخری

محکم، شاہی حکم، سومنا

علاؤ و کجرات کا ایک شہر

ہے جس کا مندر دنیا میں

مشہور ہے جس کو سلطان

محمود نے منہدم کر دیا تھا

اور اب حکومت ہند نے

اُس کی دوبارہ تعمیر کرائی

ہے، بیک، ایک کا خفت

ہے، اب، گریز، بدین

بھاگنا، بچنا، افس، آرزو

زائدہ، اڑاں، اندہ

لے رہے تھیں۔ یعنی شیاطین
مُرع۔ جو مرغ لے وقت اذان
دیتا تھا اُس کو زنج کر لیا
جاتا تھا۔ یعنی ترون۔ ناک
چڑھانا۔ زنی۔ تو عورت ہے
عقل۔ قوت عقلیہ کو اگر
کام میں نہ لایا جائے گا وہ
بیکار ہو جائے گی۔ دوسرے
یعنی بدتر عین غصہ و نفوس
منعوس۔ مشتاق و شین
کے صبر کے ساتھ نامیاک
فقر کہانی۔ تار۔ آگ
یعنی نفث کا قرآن عذاب
سبب ہے۔

تے کار۔ یعنی کام میں لگ کر
توکل کرنا چاہئے۔ جبار
اللہ تعالیٰ۔ تکیہ۔ خدا پر
کھجور سے ضروری ہے ورنہ
انسان مصائب میں مبتلا
ہو جاتا ہے۔ حرصاں
یعنی حرص انسان اسباب
افتقار کرتے ہیں۔ زمین۔
زمانہ۔ یعنی اگر اسباب
اختیار کرنا مفید نہ ہو تو لاکھوں
انسان جنہوں نے اسباب
اختیار کئے محروم کیوں ہوئے
تہ فرق۔ صدی۔ صدیوں
لاکھوں۔ اڑھائی۔ اڑھائی
پیٹ بھر لے پراڑ دھاس جانا
ہے۔ ورنہ زبان لٹکائے
کھیتا ہے۔ زمین۔ اس مرغ
میں قوم عاقل سنگتراشی
کامیاب نہیں ہے بلکہ اس کا
مطلب وہی ہے جو آئندہ
اشعار میں بیان کیا گیا ہے
مکر و حیلہ۔ فریب، مکاری
خبیثت۔ ناپاک، بد اعتقاد

مرد و دھڑلہ جیسا کہ جہنمی کوڑھ مارتے ہیں۔ وقت۔ میان اور طے
اقتال۔ قتال کی جگہ پر لڑائی ہو رہی ہے۔ جہاں۔ جہاں کی جگہ پر لڑائی ہو رہی ہے۔

جبر خفتن در میان رہناں
خود کو مجبور سمجھنا، ڈاکوؤں کے درمیان سو جانا ہے
وراشا تہاش را بینی زنی
اگر اُس کے اشاروں پر تو ناک چڑھائے گا
اُس قدر عقل کہ داری کم شود
تو جس قدر عقل رکھتا ہے، وہ کم ہو جائیگی
زانکہ بے شکری ہو دشوم و شمار
چونکہ ناشکری، مخموس اور نامیاک ہوتی ہے
گر تو کل میکنی در کار کن
اگر تو توکل کرتا ہے، کاروبار میں کر
تکیہ بر جبار کن تا واری
خدا پر سمجھ و سہ کو تاکہ نجات پائے

مرغ بے ہنگام کے یاد لیاں
بے وقت اذان دینے والا مرغ کب جپتا ہے؟
مرد بنداری چوں بینی زنی
تو اپنے آپ کو مرد سمجھتا ہے، اور جب غور کرے تو غور
سے عقل از مے سردم شود
جس سے عقل اڑ جائے وہ دم بجاتا ہے
می بردنا شکر اور فخر نار
ناشکر کے کو جہنم کے گڑھے میں بھیج دیتی ہے
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
کما، اور کھرا اللہ پر بھروسہ کر
ورنہ افقی در بلا و کمر ہی
ورنہ مصیبت اور گرہاں میں مبتلا ہو جائیگا

باز ترجیح نہادن نخچراں توکل را بر جہد
شکاروں کا توکل کو گھومنا
جملہ باوے بانگ با برداشتند
سب اس پر ترجیح پڑے
صد ہزار اندر ہزاراں مردوں
لاکھوں، لاکھوں مرد اور عورت
صد ہزاراں قرن آغاز جہاں
ابتداء آفرینش سے لاکھوں صدیاں
مکر مکر دند آں وانا گروہ
اُن عقلمندوں نے ایسی چالاکیاں کیں
کردہ مکر و حیلہ اُس قوم حبیبیت
اُس خبیث قوم نے چالاکی اور تدبیر کی
کرد وصف مکرشان اذو الجال
اللہ نے اُن کے مکر کا بیان فرمایا ہے

کاں حرصیاں کیں سبہا کا
کہ جن حرصوں نے یہ اسباب بوسے ہیں
پس چرا محروم ماند اندر زمن
زمانہ میں کیوں محروم رہے؟
مچواژ درم کشادہ صدیاں
اڑھائیوں کی طرح سینکڑوں منڈکوں نے ہوتے
کہ زمین بر کندہ شہراں مکر کوہ
کہ اُن کی چالاکیوں سے پہاڑ جڑے اٹھ گیا
گر زما باورنداری این حدیث
اگر ہمارے اس بات پر سمجھ لیں نہیں آتا
لترؤل منہ اقلال الجبال
اُس سے پہاڑ کی چوٹیاں ہٹ جاتی ہیں

سعی ابرار و جہاد مومنان

نیکیوں کی کوشش، نومنون کا جہاد

حق تعالیٰ جہادِ شائ را راست کرد

اللہ نے اُن کی کوشش درست کر دی

حیلہ ہاشاں مجملہ حال املطیف

بہر حال اُن کی تدبیریں، پاکیزہ ثابت ہوئیں

واعہا شائ مرغ گردونی گرفت

اُن کے جالوں نے آسمانی پرندے پکڑے

جہد میکن تا توانی اے کیا

لے عقلمند! جس قدر بھی ہو سکے کوشش کر

باقضا پنجر زدن نبود جہاد

جہاد، تقدیرِ الہی کا مقابلہ نہیں ہے

کافر من گزریاں کردست کس

میں کافر ہوں، اگر کسی نے نقصان اٹھایا ہو

سز شکستہ نیست ہیں سزا مند

دیر (سزا) سچا ہوا نہیں ہے، جہاد سزا کو باندھ

بد محالے حبست کو دنیا بحست

جس نے دنیا کی جستجو کی اُس نے باطل کی جستجو کی

مکر ہادر کار دنیا بار دست

دنیاوی کام میں تدبیر کرنا بیکار ہے

مکر اس باشد کہ زندانِ حفرہ کرد

تدبیر یہ ہے کہ قید خانہ میں شُرنگ لگا دی

اس جہاں زندانِ مازندانیان

یہ دنیا قید خانہ ہے، اور ہم قیدی ہیں

چسیت دنیا از خدا غافل دین

دنیا سمجھتا ہے کہ اللہ سے غافل ہونا

تا بدیں ساعت آغاز نہال

ابتداء آفرینش سے اب تک

آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد

جو کچھ اُنہوں نے ظلم اور گرم و سرد دیکھا

کل شیء من ظریف ہو ظریف

سچے کی ہر شے سچے کی ہوتی ہے

نقص ہاشاں مجملہ افزونی گرفت

اُن کی تمام کمیاؤں نے، ترقیاں حاصل کر لیں

در طریق انبیا و اولیاء

انبیاء اور اولیاء کے طریقہ پر

زانکہ ایں را ہم قضا بر ما نہاد

اس لئے کہ یہ بھی تقدیرِ الہی ہے، ہم پر رکھا ہے

درہ ایمان طاعت یک نفس

ایمان اور طاعت کے راست میں، تھوڑی دیر کیے بھی

یک روزے جہد کن باقی بخند

ایک دور روزہ کوشش کر لے پھر آرام اٹھ

نیک حالے حبست کو عقبی بحست

جس نے آخرت کی جستجو کی اس نے اچھی حالت کی جستجو کی

مکر ہادر ترک دنیا وار دست

دنیا چھوڑنے میں، تدبیر کرنا مغفول ہے

آنکہ حفرہ بست ایں مکرست مزد

جس نے شُرنگ بند کر دی یہ غلط تدبیر ہے

حفرہ کن زندان و خود اوار ہاں

قید خانہ میں شُرنگ لگا دے اور اپنے آپ کو بھڑ

نے قماشِ فقرہ و فزندانِ زن

نہ کہ ساز و سامان اور چاندی اور پچے، بیوی

لہ ابرار۔ بڑی جمع ہے،

نیک آدمی۔ راست کرد۔

اُن کو غلبہ دیا اور طرح طرح

سے اُن کی مدد کی۔ حیلہ۔

تدبیر۔ مجملہ حال۔ بہر حال

لطیف۔ پاکیزہ،

ظریف۔ نیک، بھلا،

خوش طبع۔ دامن۔ جال۔

گردنی۔ آسمانی۔

نقص۔ کمی۔ افزونی۔

زیادتی، بڑھوتی۔ کیا۔

وانا، پہلوان، بادشاہ

قضا۔ انسان کی کوشش

سبھی تقدیرِ الہی کے ماتحت

ہے۔ یک نفس۔ تھوڑی

دیر۔ سز شکستہ۔ مغفول

تو مغفول ہے لیکن سزا

مغفول نہیں سمجھا جاسکتا

ہے۔

سہ محال۔ باطل، ناممکن

بارد۔ ٹھنڈا، لے اثر۔ وارید

وآن و جدیت میں منقول

ہے۔ مکر۔ قیدی کی رہائی کی

یہ تدبیر ہے کہ قید خانہ میں

شُرنگ لگا کر نکل بھاگے،

دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔

بدن۔ بدن۔ جمائش۔

ساز و سامان۔ فقرہ۔

چاندی۔

ترس دروشی مثال اس ہر اس
افلاس کا ڈر، آتش خوف کی مثال ہے

روز دیگر وقت دیوان و لقا
دوسرے دن دربار اور ملاقات کے وقت

کال مسلمان را بختم از چسب
اُس مسلمان کو غصہ سے کسو اچھڑے

اے عجب میں کردہ باشی بہر
تعجب ہے! یہ تو نے اُس لئے کیا

گفتش آشاہ جهان بے زوال
حضرت عزرائیل نے اُن سے کہا کہ لئے لازوال جہاں

کہ مافر مود حق کا مروزیاں
اس لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آج ہی

دیدمش اینجا و بس حیراں شدم
میں نے اُس کو یہاں دیکھا تو بہت حیران ہوا

از عجب گفتم گرا و اصد سیت
تعجب سے میں نے کہا کہ اگر اُس کے ستون پر پہوں

چوں بام حق بہند و ستاں شدم
میں جب اللہ کے حکم سے ہندوستان پہونچا

تو ہمہ کار جہاں را ہم چنیں
(لے مخاطب) تو دنیا کے تمام کاموں کو اس پر

از کہ بگریم از خود ایں محال
بہر کس سے جھگیں؟ اپنے آپ سے یہ ناممکن ہے

ملہ ترس۔ یعنی افلاس کے
ڈر سے لوگ توکل کو ترک
کرتے ہیں پھر بھی محروم رہتے
ہیں جیسا کہ وہ شخص دیوان
سے ہندوستان کی طرف
بھاگا لیکن وہاں بھی نہ
بچا۔ دیوان و لقا یعنی دربار
عام جس میں لوگوں سے
ملاقات ہوتی ہے۔
ملہ جہاں بے زوال۔ عالم
آخرت، حضرت سلیمان
نبی بھی جتنے ملہ ان کو
شاہ آخرت کہا ہے۔ کوئی
کچ۔ ڈیڑھا۔ پاؤں۔ کلمہ تینہ
ہے۔ رستان۔ ستانوں کا
امر ہے، لوٹنا۔ صدر ہے یعنی
اگر اس شخص کے ستون پر بھی
لگا جائیں گے۔
ملہ از کہ۔ تقدیر سے بھگنا
ایسا ہے جیسا کہ خود انسان
اپنے آپ سے بھاگے جو
ناممکن ہے۔ آبیار و مسکن۔
رسوئوں اور پیوں نے بھی
اسباب و بنوی اختیار کئے
ہیں اور جبر و جبر کی ہے۔

حرص و کوشش اور بہند و ستاں
حرص اور کوشش کو تو ہندوستان سمجھ

شہ سلیمان گفت عزرائیل
حضرت سلیمان نے عزرائیل (علیہ السلام) سے کہا

بنگریدی باز گواہیکے ب
تو نے دیکھا؟ اے اللہ کے قاصد! اے

تا شود آوارہ او از خانماں
تا کہ وہ گھر بار سے آوارہ ہو جائے

فہم کن کہ در نمود اور اخیال
اُس نے غلط سمجھا اور اسکو خیال نے غصہ دکھایا

جان اور انو بہند و ستاں
اُس کی جان ہندوستان میں نکال لے

در تفکر رفتہ سر گرواں شدم
میں فکر میں ڈوب کر پوریشاں ہوا

او بہند و ستاں شدن را نہر
اُس کا ہندوستان پہونچنا اور از قیاس ہے

دیدمش آسجا و جانش بستم
میں نے اسکو وہاں دیکھا اور اُس کی جان نکال

کن قیاس و چشم بکشا و بین
قیاس کر لے، اور آنکھ کھول اور دیکھ

از کہ برتاہم از حق ایں مال
ہم کس سے سرتابی کریں؟ خدا سے! یہ تو سرتابی ہے

باز ترجیح نہادن شیر جہد ابر توکل و فوائد جہد بیان کردن

شیر کا پھر توکل پر کوشش کو ترجیح دینا اور کوشش کے فائدے سے بیان کرنا

شیر گفت آئے ولیکن ہم نہیں

شیر نے کہا درست ہے، لیکن یہ بھی تو دیکھ

جہد ہاتے انبیا و مرسلین

انبیاء اور رسولوں کی کوششیں

رو بہ و خرگوش و اہو و شغال
لوٹوی، خرگوش، ہرن اور گیدڑ نے

عہد ہا کر دند باشیرِ ثریاں
غضبناک شیر سے انہوں نے عہد کئے

قسم ہر روزش بیاید بے ضرر
ہر روز اس کو حصہ بے ضرر پہنچے گا

عہد چوں بستند و رفتند آں ماں
جب انہوں نے عہد کر لیا موت ہو جائے گی

جملہ بنشستند کیجا آں و خوش
وہ وحشی جانور اکٹھے ہو کر بیٹھے

ہر کسے تدبیر رائے می زدند
ہر ایک اپنی تدبیر اور رائے لڑاتا تھا

عاقبت شد اتفاق جملہ شاں
بالآخر ان سب کا اتفاق ہو گیا

قرعہ بر ہر کوزند او طعمہ است
جس پر قرعہ نکلتے وہ خوراک ہے

ہم بریں کر دند آں جملہ قرار
سب نے اس پر اتفاق کر لیا

قرعہ بر ہر کوفتادے روز روز
ہر روز جس پر قرعہ نکلتا

جبر اکنداشتند و قیل وقال
جبر کے عقیدے کو اور بھنا بھنی کو چھوڑ دیا

کاں میں بیعت نیفتد دریاں
کہ اس قول و قرار میں وہ نقصان میں نہ رہے گا

حاجتش نبود تقاضائے دگر
اُس کو دوبارہ تقاضا کرنے کی حاجت نہ ہو گی

سوئے مرغی اکین از شیرِ ثریاں
چراگاہ کی طرف غضبناک شیر سے رہن ہو کر

اوفادہ در میان جملہ جوش
سب میں جوش پھیلا ہوا تھا

ہر کسے در خون ہر یک می شدند
ہر ایک دوسرے کے خون کے دہلے ہوتا تھا

تا بیاید قرعہ اندر میاں
تا کہ در میان میں قرعہ اندازی ہو

بے سخن شیرِ ثریاں را القمہ است
بلا غدر وہ شیر کا لقمہ ہے

قرعہ آمد سر بسر اختیار
قرعہ، سب کو پسند آ گیا

سوئے آں شیر او دوئیے بچو لوز
وہ چیتے کی طرح اُس شیر کی طرف دوڑنے لگا

انکار کردن سخنراں بر خرگوش در تاخیر رفتن بر شیر
خرگوش کے شیر کے پاس جانے میں تاخیر پر شکا رسوں کی ناپسندیدگی

چوں بخرگوش آمد اس ساغرِ دور
جب یہ ساغر دور میں خرگوش کے پاس آیا

قوم گفتندش کہ چنیں گاہ ما
قوم نے اُس سے کہا! اتنی مرتبہ ہم نے

لہ رو بہ۔ لوٹوی۔

ہرن۔ شغال۔ گیدڑ۔

قیل وقال۔ گفتگو۔ بحث

مباحثہ۔ ثریاں۔ غضبناک

بیعت۔ عہد۔ قرار۔ معاملہ

زیاں۔ نقصان۔ قسم۔

حصہ۔ بے ضرر۔ بلا علف

مرغی۔ چراگاہ۔

لہ و جوش۔ وحشی کی

جمع الجمع، جنگلی جانور

عاقبت۔ انجام کار۔

قرعہ۔ پانسہ۔ ٹھٹھہ۔

خوراک۔ روز روز۔ روز

بروز۔ یوز۔ چیتا۔ ساغر

جام شراب۔ دور۔ چکر۔

بانگ۔ آواز۔

مال را ز کہر دین باشی حمل

وہ مال دین کے لئے تو جس کا بار بردار ہو

آب در کشتی ہلاک کشتی ست

کشتی میں پانی بھرنا، کشتی کی تباہی ہے

چونکہ مال و ملک از دل براند

چونکہ مال اور ملک کو دل سے نکال دیا سقا

کوزہ سیرست اندر آب ز رفت

سیر بندھا پیالہ، گہرے پانی میں گیا

باد درویشی چو در باطن بود

جب دل میں فقری کمی ہوا بھری ہوگی

آب نتواند مرور اغوطہ داد

پانی آس کو غوطہ نہیں دے سکتا ہے

گر چہ جہلمیں جہاں ملک و ست

خواہ یہ تمام دنیا اس کی ملک ہو

پس نہاں دل بند و مہر کن

پس دل سدا ہمانہ بند کر، اور مہر لگا

جہد حق ست و دوا حق ست و درد

کوشش حق ہے، اور دوا اگر ناحق ہے اور درد حق ہے

کسب کن سعی نما و جہد کن

سما، کوشش کر، اور جہد و جہد کر

گر چہ اس جملہ جہاں جہد شد

اگر چہ یہ تمام دنیا جہد سے پر ہوئی ہے

مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل

کوشش کی ترجیح شایہ ہو جائے

زیر غلط بسیار بر بان گفت شیر

شیر نے اس طریق پر بہت سے لال بیان کئے

چلے جواب سے وہ جہر کے قائل خاموش ہو گئے

۱۲۶

لے حملوں بار بردار، بوجھ

استخوانیوالا۔ آپ اندر اندر

زیادہ ہے۔ کشتی۔ مدد

سہارا۔ براند۔ دور کر دیا۔

مسکین۔ غریب، خاکسار

زفت۔ موٹا، سخت۔

فوق۔ اوپر۔ باطن۔

اندر، قلب۔ شاکن۔

ٹھہرا ہوا۔ کشت۔ کہ اس۔

لے نفع۔ بھونک۔ دے

یعنی وہ شخص جس کے قلب

میں درویشی ہے۔ لاشی۔

ناچیز۔ یادگیر۔ روشندان

در سچہ۔ مرنے لڑن۔ پاس

سے، یعنی وہ علم جو خدا کی

جانب سے براہ راست

حاصل ہو جس کو علم

لڑی کہا جاتا ہے۔ مگر۔

جہد جہد کا مفکر اس انکار میں

خود جہد جہد کرتا ہے۔

لڑن علم لڑی وہ علم ہے

جو براہ راست جناب باری

سے حاصل ہو جیسا کہ

آیت و علمناہ من لدنا

یعنی میں فرمایا گیا ہے

اور اسکو ہم نے اپنے پاس

سے علم دیا ہے

لے گرجہ یعنی تمام دنیا

عالم اسباب ہے مسکین

جہاں یعنی اس غنیہ پر

یقین نہ رکھنے والا اس کو

نہیں سمجھتا ہے۔ مغلطہ۔

طرز طریقیہ بر بان۔ دلیل

جہاں۔ یعنی وہ جانور جو

جہر کے قائل تھے۔ تیر پٹ

بھرا، خاموش۔

نعم مال صلح خواندش سول

مسکود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین اچھا مال

آب اندر ز میر کشتی پستی ست

کشتی کے نیچے پانی کا ہونا کشتی کے لئے مددگار ہے

زاں سلیمان خوش جز مسکین خواند

اے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام)، غنائے اچھا مسکین

از دل پر باد فوق آب ز رفت

اور موائے پیٹ بھرا ہونے کی وجہ سے پانی پر ترا

بر سر آب جہاں ساکن بود

دنیا کے پانی کے اوپر، پرسکون ہوا

کش دل از نفع الہی گشت شد

کیونکہ اس کا دل غلامی چھوٹا ہے، مڑھ گیا ہے

ملک در چشم دل اولاشتی ست

سلطنت اس کے دل کی نگاہ میں پہنچ ہے

پر کنش از باد گیر من لڑن

میں لڑن کے در پیچھے اس کو کھلے

منکر اندر نفی جہدش جہد کرد

منکر اپنی کوشش کی نفی میں کوشاں ہے

تا بدانی ستر علم من لڑن

تاکہ تو علم میں لڑن کا راز سمجھ لے

جہد کے در کام جاہل شہد شد

جاہل کے منہ میں جہد و جہد نہیں ہوتی ہے

کے جواب میں جہاں گشتند سیر

جہاں گشتند سیر

خانہ ساز دیر از حلوئے تر
وہ تر حلوے سے بھرے ہوئے خانے بناتی ہے
آنچه حق آموخت کرم پیلہ را
جو کچھ اللہ نے لہتم کے کیشے کو سکھا دیا ہے
آدم خاکی ز حق آموخت علم
مثنیٰ کے آدم نے اللہ سے علم سیکھا
نام و ناموس ملک دشکست
فرشتوں کی عزت و آبرو کو شکست دیدی
زایہ ششصد ہزاراں سالہ را
چھ لاکھ برس کے زایہ کے
تا نماند شیر علم دیں کشید
تا کہ علم دین کا دودھ نہ پی سکے
علم کا اہل حس شد پوز بند
اہل حبس کے علوم، چھکا بن گئے
قطرہ دل را یکے کو ہر قتاد
قطرہ دل کو ایک کو ہر عطا ہوا
چند صورت آخرے صورت پرست
اے صورت کے پجاری! آخر صورت پرستی کی کیا؟
احمد و جہل در بیت خاند فت
احمد و صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو جہل نے خانے میں گئے
ایں در آید میر نہند آں را بتباں
یہاں آتے ہیں تو بت انکے سامنے سرنگوں ہو جیں
نقش بر دیوار مشال آدم مست
دیوار کی تصویر آدمی صیبی ہے
جاں کم مست آں صورت بیتاب
اُس بے طاقت تصویر میں جان کم ہے

حق برواں علم را یکشود در
اللہ نے اُس علم کا دروازہ اُس پر کھول دیا ہے
پیچ پیلے داندانگوں حیلہ را
اُس طرح کی تدبیر کوئی باقی جانتا ہے؟
تا بہفتم آسمان افروخت علم
علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا
کورری آنکس کہ باقی در شکست
اُس شخص کے اندھے پن نے جواہر کے مساویں شکست کرائی
پوز بندے ساخت آں کو سالہ را
چھکا چڑھا دیا، اُس بھڑے کے
تا نگردد گرد آں قصہ مشید
تا کہ اُس مضبوط قلعہ کے جکر نہ کھا لے
تا نگیرد شیر ازاں علم بلند
تا کہ وہ اعلیٰ علم کے دودھ کو نہ پی سکیں
کال بدایا و گردوں ہانداد
جو دریاؤں اور آسمانوں کو نہ دیا
جان بمعیت از صورت پرست
تیری بے معنی جان نے صورت پرستی کی کیا پیائی
زین شدن آں شدن فرست
اُن کے جانے اور اُس کے جانے میں گہرا فرق ہے
واں در آید میر نہند چوں امتاں
وہاں آتا ہے میر چاروں کی طرح نہ تھا ٹیکتا ہے
بنگرا ندر صورت آدم مست
غور کر اس کی صورت میں کیا چیز کم ہے؟
ز و بجو آں کو ہر نایاب را
جا، اُس نایاب گوہر کو تلاش کر

۱۰ حلوئے تر نرم و لذیذ
حلوہ، یہاں شہد مراد ہے
کرم پیلہ ریشہ سرکوتا
پیل - باقی - لنگوں -
اُس قسم کا - جیلہ - تدبیر
نام و ناموس - فرشتوں
نے حضرت آدم کی خلافت
پر اعتراض کیا، حضرت
آدم کے حکم کی وجہ سے پھر
اُن کو آدم کی خلافت تسلیم
کرنی پڑی - ششصد ہزاراں -
چھ لاکھ مشہور ہے کہ شیطان
نے ملعون ہونے سے قبل
چھ لاکھ سال عبادت کی تھی
پوز بند - وہ حالی جو کھانے کے
بچے کے منہ پر چڑھا دیا جاتی
ہے تاکہ وہ بے وقت کھائے
کا دودھ نہ پی سکے - کو سالہ
چھ لاکھ یہاں شیطان مراد
ہے - تا نماند - نتوانا - کا معنی
ہے - قصہ - محل - مشید -
چونچ لگا ہوا، مضبوط -
اہل حبس - وہ عقلاہ جو مشاہدہ
ہی کو دلیل وجود مانتے ہیں -
اور باطنی و پیری علوم کے
مخالف ہیں - قطرہ دل -
امانت الہی سہارا آسمانوں،
زمینوں، اور سہاراؤں نے
برداشت کرنے سے انکار
کر دیا عرف انسان کا قلب
اس کا متخل ہوا -
۱۱ احمد - یعنی آنحضرت
اور ابو جہل کی صورت تو
کیساں ہی تھی لیکن باطنی
اوصاف اور معنویت کا کتنا
بڑا فرق تھا، آنحضرت فتح
مکہ کے موقع پر خاد کعبہ میں
داخل ہوتے تھے تو بت ۴

دراں کو کھجیا ہے - بیتاب - بے طاقت صورت - تصویر نایاب - جہاں تک ہے -
۱۲۹

تو مجوید نامی مالے عنود

اے حجازی! تو بہاری بدنای نہ چاہ

جواب گفتن خرگوش پنجیراں را و مہلت خواستن

خرگوش کا شکاروں کو جواب دینا اور مہلت چاہنا

تا بمکر م از بلا ایمن شوید

تا کہ تم میری تدبیر کی وجہ سے مصیبت سے محفوظ رہو

ماند اس میراث فرزند تال

یہ رحمتی! تمہاری اولاد کی میراث بن رہے

ہمچنین تا مخلصی میخواند تال

اسی طرح انکو نجات کی طرف بلاتا رہا ہے

در نظر چوں مرد نکستی میہ لود

وہ نگاہ میں مبتلا کی طرح پوشیدہ تھے

در برزگی مرد نکستی رہنبر

پہلی کی بڑائی کا کسی کو پتہ چلا

اعتراض پنجیراں بر سخن خرگوش

شکاروں کا خرگوش کی بات پر اعتراض

قوم گفتندش کہ لے خرگوش سار

قوم نے اس سے کہا، لے کر دے سن

ہیں چہ لاست اس کہ از تو مہلتاں

خبردار! یہ کیا کہو اس ہے کہ تجھ سے پڑے

معجبی یا خود قضا ماں دیے ست

تو خود پسند ہے، یا ہماری قضا ہمارے ذریعے ہے

گفت آیاراں قلم الہام داد

اس نے کہا اے دوستو! مجھے اللہ الہام کیا ہے

آنچہ حق آموخت مرزبور را

اللہ نے جو کچھ شہرہ کی حق کو سکھا دیا ہے

لے عنود۔ جھکاؤ، ضدی

مکر۔ حیلہ، تدبیر۔ ایمن۔

لے خوف میراث۔ ورثہ،

ترکہ۔ ہر چیز۔ یعنی ہیں

جس طرح نجات کی کوشش

کر رہا ہوں ہر نبی نے اپنی

امت کی نجات کی کوشش

کی ہے۔

تو بہر تون شو۔ باہر نکلنے

والا۔ مرد نکستی۔ آنکھ کی پٹی

پہچیدہ۔ ملا، مخلوط،

چھپا ہوا۔ خفیہ۔ چھوٹا،

پتلی ایک جھوٹی سی چیز

ہے۔ لیکن اس میں اتنی

طاقت ہے کہ مجھ پر کو اپنے

اندر رسالتی ہے، یہی

حال انبیاء علیہم السلام

کا ہے۔ خر۔ گدھا،

بیوقوف۔

سار۔ گوشدار۔ سن۔ لاف۔

گپ۔ شیخی۔ مہلتاں۔ بزرگ

خاطر۔ دل۔ معجب۔

خود پسند۔ متکبر۔ قضا ماں

موت۔ ما۔ دم۔ دعویٰ۔

الہام غیبی اشارہ۔ فتاد

یعنی در بدل۔ ترنور۔ شہر کی

کھنٹی۔ گورہ۔ گور خرو جھکی

گدھا۔

باز جواب دادن خرگوش*

آدمی را دشمن نہیال بے ست
آدمی کے چھپے ہوئے دشمن بہت ہیں

خلق خوبے شست بہست از ما نہیال
اچھی اور بُری مخلوق ہم سے چھپی ہوئی موجود ہے

بہر غسل اردر روی در جو تبار
تو اگر نہر میں غسل کے لئے جاتے گا

گر چہ نہیال خار در آب ست لیت
اگرچہ نہاں خار پانی کے نیچے چھپا ہوا ہے

خار خار حس با و و سوسہ
خواس اور و سوسہ کے کانٹے

باش تاحسبہائے تو مبدل شود
شہر، تاکہ تیرے خواس تبدیل ہو جائیں

تا سخنہائے کیاں رد کردہ
تاکہ (معلوم ہو جائے) کن ہستیوں کی باتوں کو فتنہ؟

آدمی با ہذا عاقل کے ست
مخاطب آدمی، سمجھدار انسان ہے

میزند بدل بہر دم کو ب شال
ان کی چوٹ ہر وقت دل پر لگتی ہے

بر تو آسبے زند در آب خار
تو کاٹا، پانی میں تجھے تکلیف پہنچائے گا

چونکہ در تو میخلد دانی کہ بہست
چونکہ تیرے چھپا ہے تو جانتا ہے کہ موجود ہے

از ہزاراں کس بُودنے یک کسہ
ہزاروں اشخاص کی جانب سے ہیں نہ کہ ایک شخص کی

تا بہ بینی شال و مشکل حل شود
تاکہ تو ان کو دیکھ لے اور مشکل حل ہو جائے

تا کیاں را سر و رخود کردہ
اور کن تو تو نے اپنا سر وار بنایا ہے؟

باز جستن پنچیراں تیر و اندیشہ خرگوش را
پنچر شکاروں کا پنچیراں تیر و اندیشہ خرگوش کی

در میاں نہ انچہ در ادراک تست
سامنے رکھ دے جو تیری سمجھ میں آیا ہے

باز گورائے کہ اندیشیدہ
بتا، تو نے کیا تدبیر سوچی ہے؟

عقل ہا م عقل را یاری نہ
عقلیں، عقل کی مدد کرتی ہیں

مشورت کا مستشار مومن
مشورہ کر لے اسلئے کہ مشورہ دینے والا، امین ہو جائے

باز گوتا چہیت مقصود تو زود
توجہ دی، بتا، تیرا مقصد کیا ہے؟

بعد از ان گفتند کانے خرگوش چیست
پھر انہوں نے کہا اے چالاک خرگوش!

اے کہہ باشیرے تو در پیچیدہ
اے وہ! کہ شیر سے تو بھڑا ہے

مشورت ادراک و ہشیاری ہد
مشورہ، عقل اور سمجھ عطا کرتا ہے

گفت پیغمبر کن آئے زن
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آئے زنی کرنے والے!

قول پیغمبر بجاں باید شود
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو دل و جان سنا چاہئے!

سلاح قدر - چننا، پر ہر کرنا،
احتیاط - خلق خوب - اچھی
مخلوق، فرشتے - زشت -
بر، یعنی مشیاطیں - کو ب -
چوٹ، صدمہ، آد پر کے
اشعار میں انسان کے غلبہ
کو بتایا گیا تھا، اب یہ سمجھایا
ہے کہ انسان کو باوجود غلبہ
کے پرخطر اور مشیاطیں کے
مکرمے ہو کر رہنا چاہئے۔
جو نہاں نہر -
آسب - صدمہ - بلیٹ -
نیچے - دانی - بعض چیزیں
نظروں سے غائب ہیں لیکن
ان کے اثرات سے اٹکا وجود
معلوم ہو جاتا ہے۔ خار
لفظوں کی تکرار کثرت کے
معنی دیتی ہے۔

سے بات - یعنی ریاضت
اور مجاہدہ سے خواس باطنی
پیدا ہوتے ہیں تو نظروں
سے غائب چیزیں مشاہد میں
آجاتی ہیں۔ کیاں - کیا کی جگہ،
بزرگ، دانا - کیاں -
استفہام جمع کے لئے مستعمل
ہوتا ہے۔ سرور - سردار
کاٹے - کہ اے - چست -
چالاک - نہاں سے
امر کا صیغہ ہے۔ ادراک -
عقل - سمجھ -
سمجھنا - یعنی مشورہ
دینے والوں کی عقلیں -
عقل - یعنی مشورہ لینے
والے کی عقل - یاری - مدد
کرنے - مفعول دوسرے
بصرے میں مشورت ہے۔
مستشار - جس سے مشورہ

یہ اصحاب۔ یعنی اصحاب
کہف۔ اس شعر میں بھی
معنوی اوصاف کی بنیاد
پر فوقیت کو سمجھا گیا ہے۔
زبان۔ نقصان۔ نقص۔
ظاہری صورت۔ نفور۔
قابل نفرت۔ وصفِ صورت۔
یعنی ظاہری حسن قابلِ تحسین
نہیں ہے۔ انسان کی باطنی
خوبیوں کو تحریر میں لایا
جاتا ہے۔ کس۔ کراشل
یعنی یہ معنوی خوبیاں
مکان و زمان کے ساتھ
مقتدہ نہیں ہوتی ہیں۔
لہ لامکان۔ عالمِ قدس
یعنی ان باطنی خوبیوں کا
نزول عالمِ قدس سے
ہوتا ہے۔ خوشہ چان
روح کی مستعین لاملود
ہیں۔ پایاں۔ خاستہ انتہا
گوش دار۔ کان لگا۔ پوشدار
ہوش رکھ، خوب سمجھ۔ مخر
گردھا، بیوقوف۔ مخرخرین
کا امر ہے۔ زور۔ بازی۔
مکرو فریب۔ ہیں۔ دین
سے امر کا صیغہ ہے۔ شیر
اندازی۔ شیر کو غلبہ کرنا۔
لہ۔ خاتم، انگوٹھی، ٹھہر
مشہور ہے کہ حضرت سلیمان
کے پاس انگوٹھی تھی جس کی
وجہ سے تمام عالمِ آن کے لئے
مستخر ہو گیا تھا۔ آدمی۔
انسان علم ہی کی بدولت
بحر و برہر حکماں ہے۔ فلک
نہیں دیکھتے کو ناری میں
یونہی کہتے ہیں۔ کہ۔ کوہ کا
مخفف ہے۔ زور۔ ازاد۔

شد شیران عالمِ جہلیت
دنیا کے تمام شیروں کا سر جھک گیا
چیز یا نش از ان نقش نفور
اُس قابل نفرت صورت سے اُس کو کیا نقصان

وصف صورت نیست اند خامہا
تکمر میں صورت کی تعریف (لکھنے کا رواج) نہیں ہے
عالم و عادل ہمہ معنی ست پس
عالم اور عادل سب معنی ہیں فقط

میزند بر تن ز سوائے لامکان
یہ لامکان سے جسم پر وارد ہوتے ہیں
ایں سخن پایاں نذر دہوش دار
واقع ہو، یہ بات انتہا پر نہیں رکھی ہے
گوش خرب فروش و دیگر گوش خرم
گدھے کے کان فروخت کرے، دوسرے کان پر

چوں سب اصحاب داوند ست
جب (قضا و قدر) نے اصحاب کہف کے کوٹلیزیا
چونکہ جانش غرق شد در بحر نور
جبکہ اُسکی روح نور کے سمندر میں ڈبی ہوئی ہے

عالم و عادل بود در نامہا
خطوں میں، عالم عادل (لکھا) ہوتا ہے
کش نیابی در مکان پیش پس
جن کو تو آگے اور پیچھے کسی جگہ نہیں پائے گا

می نگہی در فلک خورشید چاں
جان کا سورج، آسمان میں نہیں ساسکتا ہے
گوش سوائے قصہ خر گوش دار
خر گوش کے قصہ کے طرت کان لگائے رکھو
کیں سخن را در نیاید گوش خرم
اسنے کراں بات کو گدھے کے کان نہیں سن سکتے

ذکر دانش خر گوش و بیان فضیلت و منافع دانش
خر گوش کی عقلمندی کا ذکر اور عقلمندی کی فضیلت اور نفوں کا بیان

مکر و شیر اندازی خر گوش ہیں
خر گوش کا مکر اور شیر کو بچا کرنا، دیکھ
جملہ عالم صورت و جان ست علم
تمام دنیا صورت، اور علم جان ہے

خلق دریا و خلق کوہ و دشت
پہاڑ، جنگل اور دریا کی مخلوق
زوشہ پنہاں شد و کوہ و خوش
اُس سے وحشی جیائوز، جنگل اور پہاڑ میں چپکے

ہر یکے در جا پنہاں جا گرفت
ہر ایک نے پوشیدہ مقام میں جگہ بنائی

ز تور و بہ بازی خر گوش ہیں
چلنے خر گوش کی چالاکی دیکھ
خاتم ملک سلیمان ست علم
علم حضرت سلیمان کے ملک کی انگوٹھی ہے

آدمی از پس ہنر بجاہ گشت
اس ہنر کی وجہ سے آدمی کے لئے فرمانبردار ہو گیا
ز وینکے شیر ترسان ہجو خوش
اُس میں را اور شیر بھی، چرسے کی طرح خوفزدہ ہیں

ز ویری و دیو سا حلما گرفت
اُس سے پری اور دیوئے سمندر کا کنارہ پکڑا

حاصل آں خمر گوش را خود نگفت

یعنی حاصل، اس خمر گوش نے اپنی رائے نہ بتائی

با دوش از نیک بد نکشاد راز

دشمنی جانوروں پر اچھے برے کا راز نہ کھولا

ساعتے تاخیر کرد اندر شدن

جانے میں ایک گھنٹہ تاخیر کی

زاں سبب کا ندر شدن او ماند ویر

اس سبب کے جانے میں دیر تک توقف کیا

گفت من گفتیم کہ عیال خالص

اس نے کہا میں نے کہا تھا کہ ان گھنوں کا عہد

دہمہ ایشان مرا از خرف کند

ان کے مکر کرنے مجھے مار ڈالا

سخت در ماند امیر مست لیش

بیوقوف حاکم بہت عاجز رہتا ہے

راہ ہموارست وزیرش دامہا

راستہ صاف ہے، اور اس کے بچے حال ہیں

لفظہا و نامہا چون دامہا

لفظ اور نام جانوں کی طرح ہیں

عمر چون آبست وقت اور اوجو

عمر پانی کی طرح ہے، اس کے وقت بگڑنے پہنچتے ہیں

آں یکے ریکے کہ جو شد آب زو

وہ ریت جس سے پانی اُبھے

ہست آں یکے آپس مرد خدا

اے بیٹا! وہ ریت مردِ خدا ہے

آب عذبے میں تہی جو شد ازو

دین کا میٹھا پانی اس سے اُبلتا ہے

مکر اندیشید با خود طاق و جفت

جوڑ توڑ کر کے خود تمہیں سوچ لی

بہر خود با جان خود میر اند باز

اپنا راز اپنے آپ سے کہتا رہا

بعد از اں شد پیش شیر بخیزن

اس کے بعد بخیزن شیر کے سامنے گیا

خاک را میکند و میغیرد شیر

شیر زمین کو کھود رہا تھا اور غرہا تھا

خام باشد خام و زو نارسا

کچا ہو گا اور بڑا اور نامکمل ہو گا

چند بفرید مرا ایس دہر چند

یہ زمانہ مجھے آخر کتنا فریب دے گا

چون پس بندہ پیش را حقیقش

جب اپنی بیوقوفی سے نہ آگاہ کیجئے نہ بچھا

مخط معنی در میان نامہا

لفظوں میں معنی کا مخط ہے

لفظ شیریں ریکے ب عمر ما

میٹھا لفظ ہماری عمر کے پانی کا ریت ہے

خلق باطن یک جوئے عمر تو

باطنی اختلاف، تیری عمر کی نہر کا ریت ہیں

سخت کمیاب است و آنرا بگو

بہت کمیاب ہے، جا، اسکو تلاش کر

گو بحق پیوست و از خود جدا

جو اللہ سے جُدا اور اپنے سے جدا ہوا

طالبان رازاں حیات و نمو

طلبگاروں کی اس سے زندگی اور نشوونما ہے

ملصاحت۔ گھنٹہ، تھوڑی

دیر۔ شدن۔ جانا۔ بخیزن

بخیز بار نیوالا۔ وا۔ کٹر

کسی فعل کے ساتھ ملا کر

مستعمل ہوتا ہے۔ میکند

کندن، کھودنا۔ غریب

عزنا، دہاڑنا۔ خالص

یعنی شکاری جانور۔

خام۔ کچا۔ زشت۔ بڑا

نارسا۔ ناتمام۔ دیر

مکر و فریب۔

دور۔ آخر۔ اقلند۔ دور

کر دینا، ہلاک کر دینا۔

چند۔ تاجتہ، کب تک

دیر۔ زمانہ۔ مراد اہل

زمانہ ہیں۔ در ماندن۔

عاجز رہنا۔ مست لیش

بیوقوف۔ احمق۔ حماقت

ہموار۔ صاف، برابر۔

دام۔ جال۔ مخط۔ کمال

سے لفظاً۔ یعنی جھوٹے

پروں کے بڑے بڑے

القاب بہت میٹھے ہیں

لیکن یہ مرید کی زندگی کو

برباد کرتے ہیں۔ جو۔ نہر

مخلوق باطن۔ یعنی شیخ

کے باطنی احوال۔ ریکے۔

شیخ کمال کی تلاش کر۔

مرد خدا۔ خدا رسیدہ۔

غلب۔ شیریں۔ حیات۔

زندگی۔ نمو۔ بڑھنا۔

پوشیدہ داشتن خرگوش راز را از مخیراں

خرگوش کا شکاروں سے راز کو پوشیدہ رکھنا

جُفٹ طاق آید کہ طاق جُفٹ

کبھی جُفٹ، طاق آتا ہے، کبھی طاق جُفٹ آتا ہے

تیرہ گردوز و دبا ما آئینہ

وہ بہت جلد ہمارے لئے اندھا ہو جائیگا

از دہا بے از دہ بے زندہ بہت

سفر اور سونا اور اپنی منزل مقصود کے بارے میں

در کمینت ایستہ جوں دانداو

تیری گھات میں رہے گا جب وہ جان جاوے گا

کُل سیر جاوڑا اُشائین شاع

ہر راز جو دُور لب سے گذرے، مشہور ہو جائے گا

برز میں مانند محبوس ازالم

تعلیق کی وجہ سے زمین پر مقید رہیں گے

در کنایت با غلط افکن مشوب

کنایت جو غلطی میں مبتلا کرنے والی ہے مخلوق

گفت الی شائش جواب بے خبر

اور وہ انکو بے خبری میں جواب دیتے

تا نداند خصم از سر پاتے را

تاکہ مخالف سر، اپر نہ سمجھ سکے

وز سوا لش می نہ بے غیر لو

ان کے سوال کی غیر کو بھی نہ ملے

سوئے خرگوش دلاور تاج گرد

بہادر خرگوش کی جانب کا اس نے کیا کیا؟

گفت ہر رائے نشاید باز گفت

اس نے کہا ہر راز کہنے کے لائق نہیں ہوتا

از صفا گردم زنی با آئینہ

اگر تو آئینہ پر بھونک مارے تو صفائی کی وجہ سے

در میان این کم جنباں کبت

ان تین چیزوں کے بیان میں آئینہ کشائی نہ کر

کیں سہرا خصم ست بیاد و عدو

اسنے کو ان تینوں کے مخالف اور دشمن پہنچیں

ور رانی با یکے کوئی الوداع

اگر تم نے ایک سے کہدیا تو الوداع کہدو

گرد و سہ پزندہ را بندی بہم

اگر تو دو تین پرندوں کو اس میں باندھ دے

مشورت دارند سیر پوشیدہ خوب

چھپے ہوئے راز کا مشورہ بہتر سمجھتے ہیں

مشورت کر دے پیمبر لبہ سحر

پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر لبہ مشورہ کرتے

در مثالے بستہ گفتے رائے را

رائے کو کسی مثال سے دایت کر کے فرمادیتے

اوجواب خولش بگرفتے ازو

وہ اس سے اپنا جواب نکال لیتے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد

اس بات کا خاتمہ نہیں، لوٹ

وقتہ مکر کردن خروکش با شیر و ببر بردن

خرگوش کا شیر کے ساتھ چالاکی کرنے اور اسخوب کو مہو پونچنے کا قصہ

سلہ جُفٹ۔ جُڑ۔ طاق۔

اکیلا، بعض کھیلوں میں بار

جیت اس بات پر ہوتی

ہے کہ جس چیز کے ذریعہ

کھیل جاتا ہے وہ جُڑ کہتی

ہے یا بے جُڑ، یعنی انسان

جینے کی آرزو کرتا ہے اور راز کا

پانسا آجاتا ہے۔ از صفا۔ آئینہ

صاف چیز ہے لیکن اس پر اگر

بھونک مارے جائے تو دھلا

ہو جاتا ہے، اسی طرح دوست

کا سبب صاف ہوتا ہے، اگر

اس سے راز کہدیا جائے

تو اس کے دل میں طرح طرح

کے خیالات گھومنے لگتے ہیں۔

جو اکثر مشیہ نہیں ہوتے۔

سفر۔ ذریعہ

سونا، یعنی مال و دولت

مذہب۔ اس سے منزل

مرا دہے، جہاں انسان

جا رہا ہے، دین، مولانا

مناسب نہیں ہے۔ الوداع

رخصت کرنا، یعنی اگر

تم نے اپنا راز کسی ایک سے

کہدیا تو اس کو الوداع

کہدو اب یہ راز، راز نہیں

رہیگا۔ الہامی۔ دونوں

جو مل کر مراد ہیں۔ پزندہ۔

راز کی مثال پرندوں کی سی

ہے، اگر بندھے پڑے رہیں گے

تو ہر رنگ۔

سے مشورت۔ مشورہ الیہ

طو پر کر جس میں دوسرے

بیرات نہ کھلے وہ مغالطہ

میں پڑا رہے اور تمہیں

مشورہ بھی نہ ملے مشورت

ملا ہوا۔ بے خبر۔ صحابہ کو صحیح

بات کا پتہ نہ ملتا تھا اور

مشورہ بھی ہو جاتا تھا۔ ۲۰

۲۰ درویشاں کوئی مثال دیکھ کر مشہور کر لیتے

تھے۔ باز گرد و بالیں چل۔ لا۔ بہادر

حائل دیں بود او محمول شد
وہ دین کا بوجھ اٹھائیوا لا تھا (اب) سورج بن گیا

تا کنوں فرماں پذیر فتنہ شاہ
اب تک بادشاہ کا فرمانا منتا تھا

تا کنوں اختر اثر کر دے درو
اب تک ستارہ آس میں اثر کرتا تھا

گر تر از اشکال آید در نظر
اگر تجھ کو اس میں اشکال نظر آتا ہے

تازہ کن ایمان از گفتمایاں
ایمان کو تازہ کر لے، نہ صرف زبانی

تا ہو تازہ است ایمان تازہ نیست
جب تک خواہش تازہ ہے ایمان تازہ نہیں ہے

کردہ تاویل حرف بکر را
تو نے اچھوتے حرف میں تاویل کی ہے

فکر تو تاویل کردہ ذکر را
تیرے فکر نے قرآن میں تاویل کی ہے

برہو تاویل قرآن میکنی
خواہش کے مطابق قرآن کی تاویل کرتا ہے

قابل فرماں بردار مقبول شد
اللہ کے فرمان کو قبول کرنے والا تھا، مقبول رہا

بعد از اس فرماں ساندہر سیاہ
اس کے بعد سپاہیوں کا فرمان روا ہو گیا

بعد از ان باشد امیر اختر او
اس کے بعد وہ ستارے کا حاکم ہو گا

پس تو شک داری در عشق القم
تو تو عشق القم میں شک رکھتا ہے

اے ہوا رازہ کردہ در نہاں
اے وہ شخص جس نے اپنے اللہ خواہش کو تازہ کیا

چوں ہوا جز قفل آن دروازہ نیست
خواہش کے علاوہ اس دروازہ کا کوئی قفل نہیں ہے

خویش را تاویل کن نے ذکر را
اپنے آپ کو بدل، قرآن میں تاویل نہ کر

ذکر را مان و بگرداں فکر را
قرآن کو اپنی حالت پر رہنے دے، فکر میں تکی کر

لیست و کثر شاز تو معنی است
تیرے جو سے روشن معنی لیست اور کثر ہو گئے ہیں

زیافت تاویل رکیک مکس

تاویل کا بودا پن

کو بھی پنداشت خود را مست کس
جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتی تھی

ذرة خود را شمرده آفتاب
جس نے اپنے ذرہ کو آفتاب سمجھ لیا تھا

گفته من غمخائے دغم نیکیاں
بولی بے شک میں اپنے وقت کا غمخوار ہوں

ماند احوالت بلال طرفہ مکس
تیرے احوال اس عجیب سمت کی طرح ہیں

از خودی سر مست گشتہ شہر آ
جو بغیر پیئے، تکبر کی وجہ سے مست ہوئی تھی

وصف بازاں اشنیدہ در زباں
اُس نے زبان میں بازوں کی تعریف سننی تھی

سلاحاں - مجاہدہ میں دین
کے احکام کا حاصل تھا

اب جذب الہی، وصول
الی اللہ کا سبب ہو گیا ہے۔

تا کنوں - یعنی فرانہروری
کے بعد فرمان روائی کا

مقام ملت ہے - امیر
اختر - بطور کرامت تبارک

پر حکمرانی کرتا ہے - عشق القم
شوقِ قمر کا معبود اس کی

دلیل ہے - نفقہ - غفلت
نہاں - باطن - ہوا -

خواہش نفسانی -
غفلت - تالاب - یعنی جنگ انسان

پر خواہش نفسانی کا
غلبہ ہے اس پر علوم

رسانی کا دروازہ نہیں
کھلے گا - تاویل - پھر نا،

بدلتا، عبارت کی ظاہری
مراد کو چھوڑ کر کوئی محتمل

معنی مراد لینا - بکتر - باکے
کسر و سے، کنوارا، کنواری

محفوظ، قرآن کو بکتر اسلئے
کہا ہے کہ وہ شیطانوں کے

تصرف سے محفوظ ہے۔
لہ ذکر قرآن مجید - مان -

صیغہ امر ہے، مانند و
سمعی گذشتن کا - گرداں -

پھر دے - کثر - شہر -

سنی - روشن - ماند -

مانتن کا مضارع ہے،

مشابہ ہونا - طرفہ - عجیب،

نادر - خودی - خود پسندی،

تکبر - بازاں - باز کی جمع -

عشقار عین کے فتح کے ساتھ

کوئی خوبصورت نہ ہو سکتا جواب -

معلوم ہو گیا ہے معنی

میں بھی مستعمل ہوتا ہے -

کاب عمرت را خود او ہر زمان
 جو ہر وقت تیری زندگی کا پانی چوس رہا ہے
 تا از گردی تو بینا و علیم
 تاکہ تو اُس سے صاحب بصیرت اور عالم بنے
 فارغ آید اور تحصیل و سبب
 وہ تحصیل علم اور سبب ظاہری سے بے نیاز ہو جائے
 عقل آواز روح محفوظ نہ شود
 اُس کی عقل روح سے بہرہ و باب ہو جاتی ہے
 بعد از اس شد عقل شاگردِ کبرا
 اُس کے بعد عقل اُس کی شاگرد بن گئی
 گر کیے گامے نیم سوز دمرا
 اگر ایک قدم بڑھاؤں (نگاہ) اچھے ملا دے گی
 حد من ایس بود اسطالانِ جہا
 اے جہاں کے بادشاہ! میری یہ سرحد تھی
 او مہی داند کہ گیر دیا تے خبر
 وہ سمجھتا ہے کہ اُس نے جبر کا پانی پتھا ہے
 تا نہماں رنجوریش در گور کرد
 یہاں تک کہ اسکو اسی بیماری نے قبر میں پہنچا دیا
 رنج آرد تا بمیرد چوں چراغ
 مرض بیدار کو جیتی ہے یہاں تک کہ درخشاں کی طرح
 یا بہ پوستنِ رگ بگستہ را
 یا بہ لونی رگ کو جوڑنا
 برکہ میخدی چہ پارا بستہ
 کس پہنچتا ہے پانوں کو پانوں باندھا ہے
 در رسید اور ابراق و برشت
 اُس کے لئے بڑا پیور پتھا اور وہ سوار ہوا

غیر مرقع چوریکِ خشکداں
 جو مرد خدا نہیں اُس کو خشک ریت سمجھ
 طالب حکمت شوازمردِ حکیم
 مردوانا سے، دانائی کا طالب بن
 منبع حکمت شود حکمت طلب
 دانائی کا طالب، دانائی کا چشمہ بن جاتا ہے
 لوح حافظ لوح محفوظ نہ شود
 حافظ کی لوح، لوح محفوظ بن جاتی ہے
 چوں معلّم بود عقلش ابتدا
 عقل، شروع میں جو اُس کی استاد تھی
 عقل چوں جبریل کو پیدا ہوا
 جبریل (علیہ السلام) کی لوح عقل جیتی ہے اے خدا
 تو مرا بگذازیں پس پیش راں
 مجھے پیچھے چھوڑ دیجیے اور اپ آگے جائیے
 ہر کہ ماند از کمالی بے شک و صبر
 جو شخص سستی کی وجہ سے بے شک و صبر نہ رہا
 ہر کہ جبر آور نہ خود رنجور کرد
 جس نے جبر اختیار کیا اُس نے خود کو بیمار بنا لیا
 گفت یغین کہ رنجوری ببلای
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفاق کی بیماری
 جبر چہ بود بستنِ اشکستہ را
 جبر کیا ہے، ٹوٹے ہوئے کو باندھنا
 چوں دریں رہا خود شکستہ
 جب تو نے اس راہ میں اپنے پیرو کو نہیں توڑا ہے
 وانکہم ایش در رہ کوشش شکست
 جس نے کوشش کی راہ میں اپنے پیرو کو توڑا

مثنوی مرقع - یعنی مرقع تیر
 وہ ریت ہے جو تیری عمر برباد
 کر رہا ہے - مردِ حکیم
 سوا مل - منبع - یعنی کمال کی
 تربیت سے مرید، علوم اور
 حکمتوں کا سرچشمہ بن جاتا ہے
 اسکو مدرس میں جاتے اور
 اسباب تحصیل علم اختیار
 کر لیتی ضرورت نہیں تھی
 اسکو علمِ ذوقی حاصل
 ہو جاتا ہے - لوح - تختی -
 حافظہ - حفظ کرنے والا -
 لوح محفوظ - وہ غیبی دفتر
 جس میں اللہ کی قدرت
 کے تمام احوال جو گذر گئے
 یا آئیں گے ہیں درج ہیں -
 روح - جان - روح -
 الہام -
 محفوظ - محفوظ پانے
 والا - شاگرد - یعنی جب
 اسرار الہی حاصل ہو جاتے
 ہیں تو عقل اُن سے روشنی
 حاصل کرتی ہے - کلام
 قدیم - معراج میں حضرت
 جبریل نے آنحضرت سے کہا
 تھا - اگر کہیے ہوئے برتر پریم
 فروع جتنی سوز پریم
 کاہلی - یعنی اپنی کوتاہی اور
 بے عملی کو جبر سمجھتا ہے -
 رنجور - بیمار - یعنی کمالی کو جبر
 سمجھنا ایسی بیماری ہے جو
 اسکو درگور کر دیتی - لایع
 ہنسی مذاق - رنج - مرض -
 جبر - لغت میں لڑنے کو چوڑنے
 کے معنی میں ہے اسی لئے
 جبر وہ بھی کہلاتی ہے جو
 ٹوٹی ہڈی پر جوڑنے کے لئے
 باندھی جاتی ہے - لہذا

پہلے طالب میں پیور پتھا - اس کے بعد جبر کا عقوبت اختیار کر دو - اشکستہ - الف زیادہ ہے - جڑاں - وہ سواری جو آنحضرت کو معراج میں لائی تھی - یعنی مجاہدہ کے بعد جبر الہی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

ز بس پیش من نشوم آن مدہ
 اس کے بعد میں اس کو نہ سوں گھا
 بر در آن آول تو اشیاں را میت
 اے دل! تو ان کو پھاڑ ڈال، درک
 پوست چہ بود گفتارے رنگ نگ
 چھلکا کیا ہوتا ہے؟ رنگارنگ باتیں
 ایں سخن چوں پوست معنی مغز
 یہ بات چھلکے کی طرح ہے، معنی کو مغز سمجھ
 پوست باشد مغز بدراعی پیش
 چھلکا، خراب گری کا عیب پوش ہوتا ہے
 چوں ز باد سنت قلم دفتر آب
 جب تیر قلم ہوا کا ہے اور دفتر پانی کا
 نقش آب ست اور وفا خواہی را
 وہ نقش بر آب ہے اگر تو اس سے وفا چاہیگا
 باد در دم ہوا و آرزو ست
 انسانوں میں ہوا، خواہش اور آرزو ہے
 خوش بود میغام ہائے کردگار
 خدا کے پیغام تمنا تک ہوتے ہیں
 خطبہ شاہاں بگردواں کیا
 بادشاہوں کے خطبے اور ان کی سرداری بد بجاتی
 زانکہ پوش بادشاہاں از ہوا ست
 اسلئے کہ بادشاہوں کی کردار خواہش نفسانی سے
 از در مہنام شاہاں برکنند
 بادشاہوں کے نام، سکوں سے مٹا دیتے ہیں
 نام احمد نام حملہ انبیاست
 احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، تمام انبیاء کا نام ہے

بانگ یوان ست مغز آں ہمہ
 وہ سب شیطانوں اور کھوتوں کی آواز ہے
 پوست شاں بر کن کفر پوست
 اپنی چٹری اُدھیر دے وہ چھلکے کے سوا کچھ نہیں ہیں
 چوں زہر بر آب کش ہو درنگ
 جیسے پانی کی زہر کہ وہ تھوڑی دیر بھی باقی نہیں رہتی
 ایں سخن چوں نقش معنی مجوہاں
 یہ بات صورت کی طرح ہے اور معنی جان کی طرح ہیں
 مغز نیکو را ز غیرت غیب پوش
 اچھی گری کے لئے غیرت کی وجہ سے غائب رکھ کر
 ہر چہ بنوسی فکر و دستاں
 تو جو کچھ لکھیگا وہ جلد فنا ہو جائیگا
 باز گردی دست با خود گزراں
 اپنے ہاتھ کو کاٹنا ہوا اپنی جان، واپس لوٹ کر
 چوں ہوا بگذاشتی میغا آہو
 جب آواز خورشید کو ترک کیا اس نے ہی اللہ کا پیغام
 کوز سر تپائے باشد یادگار
 جو سر سے پیرنگ پائیدار ہوتے ہیں
 جز کیا و خطبہ ہائے انبیا
 بخلاف نبیوں کے قصوں اور سرداری کے
 بار نامہ انبیا با کبریاست
 انبیاء کی عزت خدا کی جانب سے ہے
 نام احمد تقیامت میزند
 احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قیامت منقش کرنے
 چونکہ صد آمد نود ہم پیش است
 جب سو آئے تو نہ بھی ہمارے سامنے ہے

سے پیش۔ بعد، پیچھے۔
 دلیاں۔ ذہن کی جمع ہے۔ خول۔
 چھلاوا۔ برادران۔ برادرانہ
 ہے دلاں، در اندک نہ مٹتی
 سچاڑنا سے بنا ہے۔ پوست
 کھال، چھلکا۔ زہر۔ یعنی
 وہ لہر جس جو شکل زہر پانی
 پر پیدا ہوتی ہیں ان کا بقا
 چند منٹ کا ہوتا ہے۔
 پوست۔ چھلکا عیب کو
 چھپاتا ہے اور عمدہ مغز
 کو نظروں سے پوشیدہ
 رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔
 لے رشتہ۔ جلد ہی یعنی
 نقش بر آب جلد فنا
 ہو جاتا ہے۔ نقش بر آب۔
 نا پائیدار چیز۔ گزراں۔ گزرنے
 بمعنی ہٹا سے بنایا ہے۔ پتو
 خواہش نفسانی۔ پتو۔
 باری تعالیٰ کی ذات کا
 اسم ہے۔ خوش۔ اچھا۔
 کردگار۔ کرنیوالا، کام کا
 مالک۔
 سے کیا۔ پہلوان اس شعر
 میں بمعنی ملکیت اور
 سرداری بولا گیا ہے۔
 پوش۔ بار کے فقر کے ساتھ،
 کزور، شان و شوکت
 بار نامہ۔ بحال، تقاضہ
 کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ
 نبیوں کو اپنے ہیں۔ میزند
 منقش کرتے ہیں۔ صد
 تنو۔ نود۔ نون اور دوا
 کے فقر کے ساتھ ننانویں،
 یعنی آنحضرتؐ انبیاء کا مجموعہ
 ہیں لہذا جیسا کہ ستر کے
 جنم میں ننانوے کا عدد
 موجود ہے اسی طرح ہ

قصہ گیس اندیشہ کردن *

سفر فرشتن - شیخی بھارنا -
 خواندہ نام - یعنی کتابوں
 میں ذکر پڑھا ہے - مگر -
 چپو، یعنی وہ لکڑی جس
 کے ذریعہ کشتی چلائی جاتی
 ہے - چپن - پیشاب، پانڈا
 یہاں پیشاب مراد ہے -
 سٹھراست - سٹھیک -
 بینش - نگاہ - چپن -
 اتنی سی - تاویل باطل -
 غلط معنی، یعنی زبانی
 مبتلا لوگ جو قرآن کی غلط
 تاویل کرتے ہیں ان کے
 خیالات گدھے کے پیشاب
 اور تینکے کی طرح ہیں اور
 وہ خود مکھی جیسے ہیں -
 ہما - ایک برعہ ہے جو
 بہت مبارک سمجھا جاتا
 ہے، مشہور ہے کہ جس کے
 سر پر سے وہ گزر جائے
 بادشاہ ہو جاتا ہے -
 ستہ غیرت - یعنی دین کی
 ایسی غیرت ہو کہ تاویل
 باطل نہ کرے - روح او -
 یعنی اس کی روح بلند
 ہوتی ہے، خواہ صورت
 اور علم ظاہری اتنا بلند ہو
 بھی - خرگوش کا فتور
 چھوٹا تھا، لیکن اس کی روح
 بلند تھی - کرڑو کو شتم، یعنی
 دشمن نے ایسی باتیں سنائیں
 کہ میں عقل کا اندھا ہو گیا -
 جبریاں - جبر کا قائل، مراد
 شکاری جانور ہیں - چوہیں
 مکاری کی، جانوروں کے
 دلائل کو مکاری کی تلمیذ قرار دیتا ہے -

آں مگس بر سر گاہ دلول خرم

وہ مکھی گھاس کے تنکے اور گدھے کے پیشاب پر

گفت من کشتی دریا خواندہ ام

بولی میں نے دریا کی کشتی کے بارے میں پڑھا

اینک ایں دریا و این کشتی و من

یہ دریا اور یہ کشتی ہے اور میں ہوں

بر سر دریا بھی راند او غمد

دریا پر وہ چپو چلا رہی تھی

بودے حدال حمیں نسبت بدو

اس کے اعتبار سے وہ پیشاب لا محدود تھا

عالمش چنداں بود کوش بنشست

اس کا عالم بھی اتنا ہی ہے جتنا اس کی نگاہ ہے

صاحتا ویل باطل چوں مکس

باطل تاویل کر نیوالا، مکھی کی طرح ہے

گر مگس تاویل بگزارد برائے

اگر مکھی رائے کی وجہ سے تاویل کرنا چھوڑے

آں مکس بنو دکش اس غیرت بود

وہ مکھی نہیں ہے جس میں یہ غیرت ہو کہ باطل تاویل کرے

ہمچو آں خرگوش کو بر شیر زد

اس خرگوش کی طرح جس نے شیر پر حملہ کیا

رنجیدن شیر از دیر آمدن خرگوش

خرگوش کے دیر میں آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا

شیر میگفت از سر تیزی و خشم

شیر، تند سی اور غصہ سے کہہ رہا تھا

مکر ہائے جبر یا تم بستہ کرد

جبر کا عقیدہ رکھنے والوں کے مکر نے مجھے مجبور کر دیا

ہمچو کشتی باں بھی افراشت سمر

ملاح کی طرح شیخی بھارتی تھی

مدتے در فکر آں می ماندہ ام

ایک مدت تک میں اس کی فکر میں رہی ہوں

مرد کشتیاں اہل رائے و فن

کشتی بان اور صاحب تدبیر و فن ہوں

مینمودش اینقدر پیروں زہد

اور وہ اس کو لا محدود نظر آتا تھا

آں نظر کو بند آنرا راست کو

اس کی وہ نگاہ کہاں تھی کہ اس کو صحیح طور پر دیکھتی

چشم حیدر میں بحر ہم چندشست

جتی اس کی آنکھ ہے، آٹھ تہائی اس کا دریا ہے

وہم او بول خرم و تصور خس

اس کا خیال، گدھے کا پیشاب اور تینکے کی صورت

آں مگس رنجت گرداند ہمائے

تو نصیب اس مکھی کو پہاں بادے

روح او نے در خور صورت بود

اس کی روح اس کی صورت کے موافق نہیں ہوتی ہے

روح او کے بود اندر خور و قد

اس کی روح، قد کے مطابق کب تھی؟

کر زہ گو شتم غدو بر لبست چشم

دشمن نے میرے کان کے راستے سے آنکھیں بند

یتغ جو بین شان تنم افسستہ کرد

ان کی لکڑی کی تلوار نے میرے جسم کو زخمی کر دیا

دَرْ فَعَالِ وَ حُجَّتِ اَوَّلِ خَیْرَةِ سَرِ
وہ حیران فریاد اور جستجوئیں ہے

کَا نَکْهَ دُرُ دِیْدِ سَیِّدِ اکُو کَسِیتِ
جس شخص نے ہمارا گھوڑا چاہا ہے کہاں ہے کوئی

اَرے اِیْسِ سِتِ لَکِ اَلِ سَیِّدِ
ہاں، یہ گھوڑا ہے، لیکن وہ گھوڑا کہاں ہے؟

وَصَفْہَا اَمْتَعِ کُو بَدِ بَرَا
سننے والا، اُس کی نشانیاں چکے سے بتا رہا ہے

جَاں زَبِیدِ اِنِ وَ نَزْدِکِ سِتِ کَمِ
جان، نمایاں اور قریب پہنچتی وجہ سے کم ہے

دِر دِر وِنِ خُودِ بَیْضِ اَدِر دِرَا
اپنے اندر در و در کو بڑھا

کے بَیْضِی سَمِخِ وَ سَبْزِ بُو رَا
تو سرخ اور سبز اور گلابی کو یکساں دیکھ گیا؟

لَیْکِ مَعِ دِر رَنگِ کَشِ مَیْشِ تُو
لیکن چونکہ تیرے ہوش رنگ میں گم ہو گئے ہیں

چُونکِ شَبَاں رَنگِہَا مُسْتَوِرُودِ
چونکہ وہ رنگ رات کو چھپے ہوئے تھے

نَیْسِتِ یَدِ رَنگِ بے نَوِیروں
رنگ کا دیکھنا۔ بیرونی روشنی کے بغیر نہیں ہوتا

اِیْسِ بَرِوِں اَز اَقْبَابِ اَز سَہَا
یہ باہر کی روشنی آفتاب اور مہتاب کی وجہ سے

نُورِ نُوْرِ حَیْمِ خُودِ نُوْرِ دَلِ سِتِ
خود بینائی کا نور، دل کا نور ہے

بَا زِ نُوْرِ نُوْرِ دَلِ نُوْرِ خُدا سِتِ
پھر دل کی بصیرت کا نور خدا کا نور ہے

ہر طرف پُرساں جویاں دَرِیْدِ
ہر جانب پوچھنے والا اور در پر تلاش کرنے والا ہے

اِیْسِ کَہ زِیْرِ اِنِ تَسْتِ اِیْوَ حَیْسِتِ
اے صاحب! یہ جو آپ کی ران تلے ہے یہ کیا ہے

بَا خُودِ اے شہسوار اِیْسِ جُو
اے گھوڑے کی جستجو کرنے والے شہسوار! ہوشیار

تَا شَا سَدِ مَر دَا سِیْ خُوشِ بَا
تاکہ وہ اپنے گھوڑے کو بچھڑے بچھان لے

چُوں شُودِ مَرِ اَیْ لَبِ حَیْسِتِ جُو خُومِ
جس طرح شکار پانی سے بھرا ہوا درکنار نہ لے

تَا بَیْضِی سَبْزِ وَ سَمِخِ وَ زِر دِرَا
تاکہ سبز، سرخ اور زرد کو دیکھے

تَا نَہِ بَیْضِی پِشِ اَز اِیْسِ سَہِ نُوْرَا
جب تک ان تینوں سے پہلے، نور کو نہ دیکھ لے گا

شَدِ زِ نُوْرِ اَکِ نَگِہَا رُو پُوشِ تُو
تو وہ رنگ، نور کی وجہ سے تیرے روپوش بن گئے ہیں

پِسِ بَدِ یَدِ یَدِ رَنگِ نَگِ زِ نُوْرِ لُودِ
لہذا تو نے دیکھ لیا رنگ کا دیکھا نور کی وجہ سے

ہَمِ حَیْنِ رَنگِ خِیَالِ اِنْدِر وِلِ
سی ہی حال اندر ونی خیال کے رنگ کا ہے

وَاں دِر وِلِ اَز عَکْسِ اَنوَارِ عِلَا
وہ باطنی روشنی عالم بالا کے انوار کے عکس ہے

نُورِ حَیْمِ اَز نُوْرِ دِلْہَا حَاصِلِ سِتِ
پنائی کا نور دلوں کے نور سے حاصل ہوتا ہے

کُو زِ نُوْرِ عَقْلِ وَ حَسِ یَا کِ جَدَا
جو عقل اور حس کے نور سے پاک اور جدا ہے

سُخِیرَہ سَر۔ بد مزاج، حیران
کو۔ کجا کہتے۔ کراست آتے
ہاں۔ وہ شہسوار اپنے گھوڑے
سے استدر غافل ہے کہ کسی
علامتیں بیان کر دینے کے
بغیر بھی اُس کو نہیں پہچانتا
مستبح۔ سننے والا۔ پتہ دہانی
ظاہر ہونا۔

سَہِ جُو۔ ملکا۔ یعنی روح،
انتہائی نزدیکی اور ظہور
کی وجہ سے مخفی ہو گئی
ہے، کسی چیز کا انتہائی
بدرہمی ہونا اُس کے مخفی
ہونے کا سبب بنتا ہے
اِس لے کہ ہر چیز اپنی انتہا
کو پہنچ کر اپنی ضد کی ہوت
منتقل ہو جاتی ہے جیسا کہ
خوشی کی زیادتی رونے کا
سبب بنتی ہے۔ سبز
دسرخ۔ صوفیائے نزدیک
لطائف غیب مختلف
رنگوں کے ہیں۔ نور۔ گلابی
سرخ مائل بسا ہی۔ نور۔
نور باطن جب تک پیدا
نہوگا، لطائف غیبیہ کے
رنگ نظر نہ آئیں گے۔
چویش۔ عقل۔ روپوش۔
نقاب، حجاب۔

سَہِ مَسْتَوِر۔ پوشیدہ۔
نیست۔ ظاہری رنگ
دن کی روشنی کے بغیر نظر
نہیں آتے، اسی طرح
باطنی رنگ بغیر باطنی نور
کے نظر نہیں آتے۔ برون
ظاہری روشنی آفتاب
اور مہتاب سے کہ وجہ
سے اور نور باطنی عالم بالا
کے انوار کا عکس ہے۔ م۔

قصہ خرگوش گوشت شیر

خرگوش اور شیر کا قصہ سننا

مہم در بیان مکر خرگوش و تاخیر اور رفتن پیش شیر

یہ بیان بھی خرگوش کی چالاک اور اس کا شیر کے سامنے دیر سے جانے کا ہے

مکر ابا خویشن تقریر کرد

اور اپنی حیلہ سازی کو ثابت کیا

تا بگوش شیر گوید یک دراز

تاکہ شیر کے کان میں ایک دو دراز کہے

تا چہ باہتا ہیں دریا عقل

دیکھ! یہ عقل کا دریا کتنا وسیع ہے

بحر اغوا صا بیدائے لیسر

اے بیٹا! سمندر کے لئے غوطہ خور چاہیے

مید و جوں کا سہا بر و آب

اس طرح دوڑ رہی ہیں جس طرح پانی کی سطح پر

چونکہ بر شطشت غرق گشت

جب طشت بھرا اس میں غرق ہوا

صورت مامیج یا از وے نئے

ہماری صورت موج یا اس کی نئی ہے

زائے سلیت بحر دور انداز دیش

اُس وسیلہ کی وجہ سے سمندر اُسکو دور دیکھنا پڑتا ہے

تانہ بند تیر، دور انداز را

جب تک کہ تیر دور سے چھینکے گئے کو نہ دیکھ سکے

مید و انداسپ خود در راہ تیز

اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا ہے

واسپ خود اور اکشاں کردہ جوا

اور گھوڑا اُس کو پہاڑ کی طرح اڑانے لے جا رہا ہے

ایں سخن پایاں نذر اے لیسر

اے بیٹا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

در شران خرگوش بس تاخیر کرد

خرگوش نے جانے میں بہت دیر کی

در رہ آمد بعد تاخیر دراز

بہت دیر کے بعد راستہ پر پڑا

تا چہ عالمہا در سودائے عقل

دیکھو! عقل کے فکر میں کیا عالم ہیں

بحر بے پایاں بود عقل بشر

انسان کی عقل لامحدود سمندر ہے

صورت ما ندریں بحر عذاب

ہماری صورتیں اس شیریں سمندریں

تا نشتر بر سر دریا ست طشت

جب تک بھرا نہیں، طشت دریا کے اوپر ہے

عقل نہان ست ظاہر عالمے

عقل مستور ہے اور عالم ظاہر ہے

ہر چہ صورت می وسلیت ساز دیش

جو موجود (متعین) ہے صورت اُسکو وسیلہ بناتی ہے

تانہ بند دل، دہندہ راز را

جب تک دل، راز عطا کر نیوالے کو نہ دیکھ سکے

اسب خود را یا وہ داند فرستیز

اپنے گھوڑے کو گمشدہ سمجھتا ہے اور جھگڑے کی وجہ سے

اسب خود را یا وہ داند آن جواد

وہ جو انورہ اپنے گھوڑے کو گمشدہ سمجھتا ہے

سے مستعد - ہونا، حیوانا -

تاخیر - دیر لگانا، تقریر -

بیان کرنا ثابت کرنا - تا -

کلہ تنہا ہے - چہ تغنیم

کے لئے ہے - عقل - یعنی

وہ قوت شعور جو حیوانات

میں بھی ہے - بحر - سمندر

سے بے پایاں - لامحدود

غواص - غوطہ خور، صورت

یعنی جسم انسانی - عذاب -

شیریں - بحر عذاب سے مراد

دریائے عقل در روح

ہے - تا نشتر - جب تک

اجسام روحانیت سے

پر نہیں ہوتے ہیں ان پر

ماوریت کا غلبہ رہتا ہے -

عقل - دریائے عقل اگرچہ

نظروں سے غائب ہے،

لیکن جسم اس کی ایک

موج ہے - ہر چہ - مظاہر

پرست، جو فطرت کو وسیلہ

بناتے ہیں دریائے وحدت

سے دور جا پڑتے ہیں -

دہندہ راز - رہنمائے

کامل -

سکندر انداز - دور چھینکے

ظاہر - یا وہ - یہودہ، آوارہ،

گمشدہ - جنگ، جھگڑا -

اسب خود را - یعنی جب تک

انسان کو روح کا مشاہد اور

اُس سے توسل حاصل نہیں

ہوتا تو وہ سمجھتا ہے کہ روح

خیر موجود ہے تو اُس کی مثال

اُس شہسوار کی ہے جو گھوڑے

پر سوار ہوا اپنے گھوڑے کو

گمشدہ سمجھ رہا ہو - جواد - سخی،

از سخن صورت بزاد و باز مرد
بات سے صورت پیدا ہوئی اور پھر مر گئی
صورت از بے صورتی آمد برون
صورت ایک بے صورت سے پیدا ہوئی
پس تزلزل بر خط مرگ و رجعت
پس تیرے لئے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے
فکراتیے رست از مہود رہا
ہمارا خیال ایک تیرے ہے جو اللہ کی جانب ہے
ہر نفس نومی شود دنیا و ما
ہر ذمہ دنیا ہی ہو جاتی ہے، اور ہم
عمر بچوں جو تے نو نو میرسد
ہر کی عمر بڑھتی ہے عمر ہی ہی آتی رہتی ہے
آں از تیزی مستمر شکل آمدست
تیزی کی وجہ سے وہ نگا نار شکل ہی ہے
شاخ آتش از بجنابی باز
اگر تو جلتی کلای کو کوشش سے گھائے
ایں درازی مدت از تیزی صنع
ایجاد کی تیزی سے یہ بقا کا طول
طالب اس پسر اگر علامہ السیت
اس راز کا طالب اگر کوئی علامہ ہے
وصف از شرح مستغنی بود
اسکی تہذیب شرح سے بے نیاز ہے

موج خود را باز اندر بحر برد
موج اپنے آپ کو پھر سمندر میں نیلی
باز شد کہ انا الیہ راجعون
پھر لوٹ گئی کہ ہم اسی طرف لوٹنے والے ہیں
مصطفیٰ فرمودہ دنیا ساعتست
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ایک گھڑی
در ہوا کے باید آید تا خارا
ہو این کب تک پہنچے؟ خارا کی طرف لوٹتا ہے
لے خبر از نوشتن اندر بقا
زندگی میں اُس کے لئے ہوتے سے بے خبر ہیں
مستمر می نماید در جسد
جو جسم میں نگاتا نظر آتی ہے
چوں شرر کیش تیز بجنابی بدست
اُس انگارے کی طرح جس کو تو ہاتھ سے تیز لکھتے
در نظر آتش نماید پس دراز
تو وہ بہت لمبی آگ نظر آئے گی
مینماید سرعت انگیزی صنع
اللہ تعالیٰ کی ایجاد کی تیزی کو نظر پر کو تازہ ہے
نک حسام الدین کہ سامی ملہ است
ابحسام الدین ہے، جو متیک کتا ہے
روح کایت گو کہ بے گمشود
جل ہفتہ بیان کر کے وقت ہوا جاتا ہے

رسیدن خرگوش بہ شیر و ختم شیر بر وے

خرگوش کا شیر کے پاس پہنچنا اور شیر کا اس پر غصہ کرنا

دید کاں خرگوش می آید دو

دیکھا کہ وہ خرگوش دور سے چلا آ رہا ہے

شیر اندر آتش و در ختم و شور

شیر نے آگ اور غصہ اور شور میں

لے از سخن - آواز نکلتی ہے
اور فنا ہو جاتی ہے جس
طرح دریا کی موج اٹھتی ہے
اور پھر دریا میں فنا
ہو جاتی ہے۔ صورت -
یعنی کلام اور آواز -

بے صورت - یعنی خیال
اور عقل - انا الیہ - یعنی
ہر چیز اپنی اصل کی طرف
لوٹ جاتی ہے۔ رجعت -
واپسی، دوبارہ زندہ ہونا -
ساعتست - گھڑی، وقت
کا تھوڑا سا حصہ۔ ساعتے
یعنی اس دنیا میں تجدد
امثال ہوتا ہے ہر آن
ایک چیز فنا ہوتی ہے
اور اُس جیسی ہی اس کے
تاقم مقام بجاتی ہے۔

مہجوز اسم ذات باری ہے
اس کو بعض صاحبان نے
اسم اعظم بھی قرار دیا ہے۔
یہ نفس صورت آواز اور
کلام میں ہی نہیں دنیا کی ہر
چیز میں تجدد امثال ہو رہا
ہے۔ مجوز - منہر، مستمر، نگاتا۔
مستمر - ۲ - ہمیشہ رہنے
والا۔ جسد - جسم، بدن۔ نو
نیا، یعنی ہر کاپانی ہر آن
بہل رہا ہے لیکن نظریں
ایک ہی پانی ہے اسی طرح
عمر کی حالت ہے۔ شرر - چمکنا،
شعلہ کش - کہ آتش - بجنابی -
جہنم نیک، ہلانا کا مضارع
مخاطب ہے۔

سے شاخ آتش جلتی کلای
ساز - بناؤ، کوشش ایک
انگارے کی تیزی سے گھاؤ گئے
تو وہ شعلہ جو لا نظر میں لگتا

۴۴
مثنوی مولانا روم کے خیال میں دنیا کی ہر چیز فنا ہوتی ہے اور اُس جیسی ہی اس کے تاقم مقام بجاتی ہے۔
۴۵
مثنوی مولانا روم کے خیال میں دنیا کی ہر چیز فنا ہوتی ہے اور اُس جیسی ہی اس کے تاقم مقام بجاتی ہے۔

مثنوی مولانا روم کے خیال میں دنیا کی ہر چیز فنا ہوتی ہے اور اُس جیسی ہی اس کے تاقم مقام بجاتی ہے۔

لہ نہ پد نہ نور نہ دیدی رنگ
مخالف، مقابل۔ مقابل۔ پید
ظاہر، نمایاں یعنی نور کا
احساس نہیں اُس کی ضد
رات کی وجہ سے ہوا۔ چہر
منکا، ہار کا دانہ کوزہ اندھا
کیونکہ۔ نیلا مسیاد رنگ،
یعنی نور کے بدون کوئی
رنگ نظر نہیں آتا۔
لہ ضد۔ مشہور مقولہ
ہے چیز اپنی یقینوں
سے پہچانی جاتی ہیں۔
رنگ۔ خوشی کی وضاحت
رنگ دغ کے ذریعہ ہوتی
ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ
کا کوئی نیا اور ضد نہیں ہے
لہذا وہ نکلا جوں سے
مخفی ہے۔ لاجرم۔ لا محالہ
یقیناً۔ ابصار۔ بصر کی جمع
بنیائی۔ آدرک۔ کسی چیز
کی حقیقت معلوم کر لینا،
کسی چیز کا احاطہ کر لینا۔
موسخی۔ حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے دیکھنے کی
خواہش کی تو فرما دیا گیا
کہ تم دیکھ نہیں سکتے
فراموشی تجلی دکھائی تو پہلا
پاش پاش ہو گیا اور
حضرت موسیٰ یہ پوش
ہو گئے۔
تہ صورت۔ صورت اور
معنی کی نسبت ایسی ہے
جیسا کہ شیر اور اس کی چھار
یا آواز اور خیالات کی، ظاہر
ہے کہ چھار اور خیال ایک
پائیدار چیز ہے اُس کی ضد
شیر اور آواز جلد فنا ہو جاتی

چیزیں ہیں۔ لطیف۔ پاکیزہ، نازک۔ رنگ۔ رنگ

شب نہ پد نہ نور نہ دیدی رنگ
رات کو نور تھا اور تو نے رنگ نہ دیکھا
شب نہ پد نہ نور نہ دیدی رنگ
رات کو تو نے رنگ نہ دیکھا کیونکہ بے نور تھی
کہ نظر بر نور ہو دانتک برنگ
کیونکہ نور پر نظر تھی پھر رنگ پر
دیدن نور ست آنک دید رنگ
پہلے نور کا نظر آتا ہے پھر رنگ کا دیکھنا
پس بضد نور دانستی تو نور
پس نور کی ضد سے تو نور کو پہچانا
رنگ و غم راحی تے آں آفرید
اللہ تعالیٰ نے رنگ کو اس سے پیدا فرمایا ہے
پس نہایت با بضد پیدا شود
پس پوشیدہ چیزیں ضد سے ذریعہ ہوتی ہیں
نور حق انیت ضدے در وجود
اللہ کے نور کی بھی ضد وجود میں نہیں ہے
لاجرم ابصارنا لا ندرکہ
یقیناً ہماری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں
صورت از معنی چوں شیر از بیشہ دل
صورت کی نسبت معنی سے ایسی ہے، جیسے شیر کی نسبت چھار
ایں سخن آواز از اندیشہ خاست
یہ بات اور آواز خیال سے پیدا ہوتی
لیک چوں موج سخن دیدی لطیف
لیکن جب تو نے بات کی موج کو پاکیزہ پایا
چوں دانش موج اندیشہ بتافت
جب عقل سے خیال کی موج اٹھی

پس بضد نور پیدا شد شرا
پس ضد رنگ کی تاریکی کی وجہ سے نور نمایاں ہو
رنگ چہ بود مہرہ کور و کود
رنگ کیا ہوتا ہے، ایک انڈھا، نیلا منکا
ضد بضد پیدا ہو جوں و م رنگ
ایک مقابل دوسرے مقابل سے ذریعہ ہوتا ہے یعنی
وہ بضد نور دانی بے درنگ
اور اس کو تو نور کی ضد سے بغیر تاخیر سمجھنا ہے
ضد بضد رومی نماید در صرور
ضد، ضد کو سینوں میں واضح کر دیتی ہے
تا بدس ضد خوشدلی آبدید
تاکہ اس ضد سے خوشدلی واضح ہو جائے
چونکہ حق انیت ضدنان بود
اللہ تعالیٰ کی چونکہ کوئی ضد نہیں ہے وہ پوشیدہ
تا بضد اور اتواں پیدا نمود
تاکہ ضد سے اسکو پہچانا جاسکے
وہو ویرک بس از موسیٰ کہ
اور وہ اور اُس کے نسبت ہے حضرت موسیٰ اور رب کے
یا چو آواز و سخن ز اندیشہ دل
یا جیسے بات اور آواز کی نسبت خیال سے ہے
تو دانی بجز اندیشہ کجا ست
تجذیب معلوم بھی نہیں کر خیال کا سنہ کہاں ہے؟
بحر آں دانی کہ ہم باشد شریف
اُس کے سنہ کے متعلق بھی تو نے سمجھ لیا وہ بھی شریف
از سخن آواز و صورت بسا
اُس نے بات اور آواز کی صورت اختیار کر لی

گفت آتش ناکے را کس شمار
اُس نے کہا، اے شاہ! نالائق کو لائق سمجھ کر
خاص از بہر زکوۃ جاہ خود
خاص طور پر، اپنے مرتبہ کے صدقہ میں
بحر کو آبے بہر جو می دہد
وہ دریا جو بہر نہر کو پانی دیتا ہے
کم نخواہد گشت دریاں کرم
اُس کرم کی وجہ سے دریا کم نہ ہوگا
گفت دارم من کرم برجاؤ
اُس نے کہا میں اس کے موقع پر کرم کرتا ہوں
گفت بشنو گر نباشد جا کطف
اُس نے کہا سن لے، اگر میرا بی کا موقع نہ ہوگا
من بوقت چاشت نراہ آمد
میں چاشت کے وقت راستہ پر چلا
با من از بہر تو خر گوشے در
تیرے لئے، میرے ساتھ ایک دوسرا گوشہ
شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد
راستہ میں ایک شیر نے بندے کا قصد کیا
گفتش ما بندہ شاہنشاہیم
میں نے اُس سے کہا ہم بادشاہ کے غلام ہیں
گفت شاہنشاہ کہ باشد شرم دار
اُس نے کہا، شاہنشاہ کون ہوتا ہے، شرم کر
ہم ترا و ہم شہت را بردم
تجھے اور تیرے بادشاہ کو بھی بھار ڈالوں گا
گفتش بگذارتا بار در
میں نے اُس سے کہا، چھوڑ دے تاکہ ایک بار

عذر استم دیگران را گوشہ دار
مظلوموں کا عذر سن لے
کہ ہے را تو مراں از راہ خود
ایک گزراہ کو اپنے راستے سے نہ ہٹا
ہر خس را بر سر درومی نہد
اور ہر تنکے کو سر اور منہ پر رکھتا ہے
از کرم دریاں در پیش و کم
کرم کی وجہ سے دریا کچھ گھٹنا بڑھتا نہیں
جامتہ ہر کس برم بالائے او
ہر شخص کا کپڑا اُس کے قد کے مطابق تراشا ہوں
سر نہاد پیش از در با عفت
میں سختی کے اندر بھگے کے سامنے سر نہ دھتا ہوں
بار فبق خود سوتے شاہ آمد
اپنے ساتھ ہی کے ساتھ شاہ کی جانب آنے لگا
جفت و ہمہ کردہ بودند آن نفر
اُس جماعت نے ساتھ کر دیا تھا
قصد ہر دو ہمہ آتہ کرد
(یکہ) ہم دونوں ساتھ آنے والوں کی طرف
خواجہ تاشان کہ آں در ہم
ہم دونوں اُس درگاہ کے ادنیٰ حاضر تاشان ہیں
پیش من تو نام ہر ناس میار
میرے سامنے تو کسی نالائق کا نام نہ لے
گر تو یا یارت بگردی از برم
اگر تو اپنے ساتھ ہی کے ساتھ میرے سامنے نہ گیا
روئے شہ بینم، برم از تو خبر
بادشاہ کا چہرہ دیکھ لوں اور تیری اطلاع کر لوں

لہذا ناکس۔ نالائق۔ استم۔
ستم، ظلم، زیادہ ہے۔
استم دیگران۔ مظلوم
لوگ۔ جاہ۔ مرتبہ۔
گراہ۔ یعنی خر گوشہ۔
بحر۔ دریا، سمندر، موج۔
نہر۔ خش۔ تنکا، کینہ
سطح بر سر درو نہاد۔
عزت کرنا۔ کرم۔ احسان
برجا۔ موقع پر۔ برم۔
بریدن بمعنی قطع کرنا
ہے۔ از در۔ جمع از درہا۔
عفت۔ عین کے ختم کے
ساتھ، سختی، درشتی
چاشت۔ ایک ہر دن
چڑھے، رفیق۔ سفر کا
ساتھی۔ شاہ۔ یعنی شیر
جفت۔ جوڑا، جوڑی دار
نفر۔ جماعت، مراد لشکاری
جانور ہیں۔ بندہ۔ غلام،
یعنی خر گوشہ۔
سہ خواجہ تاش۔ ایک
آقا کے اگر چند لوگ ہوں
تو ایک دوسرے کا خواجہ
تاش کہلاتا ہے۔ ناکس۔
نالائق۔ برہم۔ بزدل
ہے، قدم دریدن کا واحد
مشکل ہے۔ گردی۔ گردیدن
سے مٹی طلب کا صیغہ ہے۔

مید و دے دہشت و گستاخ او

بے خوف، دلیرانہ دودڑ رہا ہے

کز شکستہ آمدن تہمت بود

اسلئے کہ انکسار سے آنا و جہ تہمت ہوتا

چوں سید او بیشتر نزدیک صف

جب وہ صف کے نزدیک آئے پہنچا

من کہ گاواں راز ہم بدیدہ ام

میں جس نے گاویوں کو چہرا ہے

نیم خر گوشے جہ باشد کوچنیں

ناقص خر گوشہ کیا ہوتا ہے کس طرح

ترک خواب غفلت خر گوش کن

غفلت اور خواب خر گوش چھوڑ دے

خشمگین و تند تیز و ترش رو

غضبناک، تند اور تیز اور تند بگاڑ دے

وز دلیری دفع ہر بیت بود

اور دلیری سے ہر تہمت کا دفع ہوتا ہے

بانگ برز و شیر ہاں انا خلف

شیر چہاں کہ ہاں اے نا خلف!

من کہ گوش شیر نر مالیدہ ام

میں جس نے شیر نر کی گوشالی کی ہے

امرا مارا افگند او برز میں

وہ ہمارے حکم کو پیچھے ڈال دے

غزہ ایس شیرانے خر گوش کن

اے گدھے! اس شیر کی کرج سن

عذر گفتن خر گوش بہ شیراز تاخیر و لا بہ کردن

تاخیر کی وجہ سے خر گوش کا شیر سے معذرت اور نحو شاید کرنا

گردہ غفو خداوندیت دست

اگر تیری مالکانہ خطا بخشی دستگیری کرے

تو خداوندی و شاہ و من ہی

تو مالک اور بادشاہ ہے اور میں غلام ہوں

ایں نماں آئند در پیش شہاں

بادشاہوں کے سامنے اس وقت آئے ہیں؟

عذر احمق رانمی باید شنید

احمق کے عذر کو نہ سنانا چاہیے

عذر ناداں زہر ہر دانش شود

ناسمجھ کا عذر، ہر عقل کا زہر ہوتا ہے

من نہ خر گوشم کہ در گوشم نہی

میں گدھے کا کان نہیں ہوں کہ وہ عذر نہ سنا ہے

گفت خر گوش آلماناں عذریم

خر گوش نے کہا جان کی بخشش، میرا ایک عذر ہے

باز گویم چوں تو دستوری دی

اگر تو اجازت دے تو میں کہوں

گفت جہ عذر آقصو املہاں

اُس نے کہا بے پروا تو فوں میں سے کہیں کیا عذر ہے؟

مرغ بے وقتی سرت باید برید

تو بے وقت کا مرغ ہے تیرا سر قلم کرنا چاہیے

عذر احمق بدتر از جرمش بود

احمق کا عذر اس کے جرم سے بھی بدتر ہے

عذرت آخر گوش از دانش ہی

اے بے عقل خر گوش! تیرا عذر

لہ شکستہ۔ بد حال، انکسار

تہمت۔ الزام۔ ریت۔

شک و شبہ، بیشتر مولانا کا

مقولہ ہے۔ ہاں۔ جہ

تنبیہ ہے۔ ناخلف۔ وہ

شخص جو بزرگوں کا صحیح

جان نہیں۔

لہ نیم۔ آدھا، ناچیز،

ناقص، خواب خر گوش۔

کھوئے اور خر گوش کی شوہر

کہانی کی طرف اشارہ ہے۔

غزہ۔ کرج۔ خر۔ گدھا۔

لاہ۔ خوشامد، چالوسی۔

الامال۔ جان بخشی۔ عذریم۔

میرا عذر۔ دست۔ داؤں۔

دستگیری کرنا۔ دستوری۔

اجازت۔ ترہی۔ غلام۔

غلام۔

سے قصور املہاں۔ بے وقوفوں

میں سے سب سے کم حقیق

مرغ بے وقت۔ مرغ بے

ہنگام، وہ مرغ جو بے وقت

افان دے ایسے مرغ کو

فرع کر دیا جاتا ہے تاکہ

غیر وقت میں صبح صادق

کا دھوکہ نہ لگے خر گوش۔

گوش خر۔ ازدانش ہی۔

عقل سے خالی، بے عقل۔

آب کا ہے راز ہاموں می برد
پانی ایک ٹٹکے کو جھل سے بہا لیتا ہے

دارا مکر او کند شیر بود
اُس کے مکر کا جال شیر کا پھندا تھا

موسیٰ فرعون راتا و ذیل
ایک برس موسیٰ فرعون کو دریائے نیل تک

پشتہ نمود را با یم پیر
پچھڑا آدھے پیر کے ساتھ نمود

حال آں کو قول دشمن نشود
ابہ ہے اُس کی حالت جس لئے دشمن کی بات نہ

حال فرعون کے ہاں آں استود
بہ حال آں فرعون کا ہے جس لئے ہان کی شنوائی کی

دشمن اگرچہ دوستانہ گویت
دشمن اگرچہ تجھ سے دوستانہ بات کرے

گر تر افتدے دیداں زہراں
اگر تجھے شکر دے، اُس کو نہ ہر سمجھ

چوں قضا آید نہ مبنی غیر کو
جب قضا آتی ہے جھلکے کے علاوہ کچھ نہ دیکھتے تھا

چوں جنیں تہال آغاز کن
جب ایسا ہو کہ خود کا ماس شروع کر دے

نالہ میکن کاے تو غلام الغیوب
رُو کر اسے (خل) تو جو غیب کا جاننے والا ہے

یا کریم العفو سار الغیوب
اے معافی کے دانا، غیوبوں کی پردہ پوشی کی ترالے

آنچہ در کون ز اشیا بہر صفت
موجودات میں سے جو چیزیں بھی دنیا میں ہیں

آب کو ہے راجب چوں میرد
تعب ہے، پانی ایک پہاڑ کو کس طرح پہاڑ سے جاتا ہے

طرفہ خر گوشے کہ شیرے لار بود
عجب خر گوش تھا کہ شیر کو اٹیکے گیا

میکشد بالشکر و جمع ثقیل
شکر اور بھاری جمع کے ساتھ لچا ہے ہیں

میشکافد میر و ذما مغز سر
شکاف دیتا ہے اور سر کے جھجے تک جاتا ہے

بیں جنائے آنکہ شد یا حسود
دیکھ، اُس کی سزا جو دشمن کا دوست بننا

حال نمود یکہ شیطاں استود
اور یہی حال اُس نمود کا ہے جس نے شیطان کو اپنی

دام واں گرچہ زانہ گویت
جال سمجھ اگرچہ وہ تجھ سے دانہ تجھے

گر بتولطفے کن آں قہر واں
اگر تجھ پر مہربانی کرے، اُس کو تہر سمجھ

دشمنان را باز شناسی دوست
دشمنوں اور دوستوں میں امتیاز نہ کر کے کا

نالہ و سیج و روزہ ساز کن
زاری اور بیج اور روزے کا سامان کر

زیر سنگ مکرید مارا مکوب
پہیں بست مکر کے پچھڑے پیچھے نہ بچل

انتقام از ماکش اند زلوب
گنہا ہوں کا ہم سے بدلہ نہ لے

و انما جانز بہر حالت کہ هست
دل پر اُس حالت میں ظاہر کرے جس پردہ ہیں

لہ ہامون - جنگل - کوہ -

یعنی شیر - موسیٰ - یعنی

خر گوش - فرعون -

یعنی شیر - ولید بن مصعب

جو فرعون کے لقب سے

مشہور ہے، حضرت موسیٰ

کے لقب میں نیل میں

غرق ہو گیا تھا - جمع -

جمع - ثقیل - بھاری -

سے متروکہ - ایک بادشاہ

کا لقب ہے - جو بال غرق

کے علاقہ کا حاکم تھا اور

خلائی کا مذہبی تھا اُس نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام

کو آگ میں ڈالا تھا -

خلائے اُس کو ایک پچھڑ

کے ذریعہ لڑک کیا، پچھڑ

اُس کے دماغ میں گھس

گیا جو اُس کی موت کا سبب

بنا، ستور - جس کے نیولا -

ہامان - فرعون مصر کے

وزیر کا نام جس نے گراہ

کیا تھا - ستور - نمود

شیطان کا طرح اور اسکا

بجاری تھا - دام واں -

یعنی اُس کی بات کو انا سمجھ

قد - شکر - لطف مہربانی -

سے غیر دوست یعنی انسان

اصل معاملہ تک نہیں

پہنچ سکتا - انتہاں -

گرو گروانا - ساز کن - سامان

کر - غلام الغیوب - غیب

کی باتوں کا جاننے والا -

مکوب - کوفتن، کڑوا سے

نہی کا صیغہ ہے - کریم -

جو انور، سخی، گناہ بخشنے

والا، ذنوب - ذنوب کی جمع

ہے، گناہ - کون - دنیا

جہاں سے آکر کا صیغہ ہے -

لہ کر و - گروی - کیش -
مذہب - دین - لایہ -
خوشامد چالوسی - فرد -
اکلا - ہجرہ - یعنی دوسرا
خرگوش - زفتی - فرہی -
موناپا -
سہ چال - یگنا - بدہ -
گرو کا مخف ہے - کتہ -
کر شا - وظیفہ - روزینہ -
آٹھ - سچی بات کڑوی
ہے - بیباک - بے پروا -
سے صدہ - تلو - دروغ -
جھوٹ - فلا کوڑ - بدرقہ -
رہبر - پیشرو - تا - سبب ہے
وام - جال - رخ - میم کے
فتح کے ساتھ - گہرا -
ایشیت - الف کے گسہ
اور فون غنہ کے ساتھ
واہ واہ آج زیر کاہ - مگر
اور دھوکے میں فریاد
ہے - ناواقف آدمی اس
گھاس سمجھ کر قدم رکھتا ہے
اور ڈوبتا ہے -

گفت ہمہ را اگر و نہ پیش من
اُس نے کہا، ساتھی کو میرے پاس گروی رکھ دے
لا بہ کر دیش لے سودے نہ کر د
میں نے اُس کی بہت خوشامدی، قادی نہ دیا
ماند آں ہمہ را اگر و نہ پیش او
وہ ساتھی اُس کے پاس گروی رہ گیا
یارم از رفتی سہ خندان کہ من
میرا یا میرے اعتبار سے تنگنا تھا
بعد از زں شیراں بستہ شد
اُس کے بعد اُس شیر کی وجہ سے راستہ بند ہو گیا
از وظیفہ بعد از زں امبر
اُس کے بعد روزینے سے امید منقطع کرنے
گر وظیفہ بادت رہا یک کن
اگر مجھے روزینہ چاہئے تو راستہ نشان کر دے

جواب گفتن شیر خرگوش را و رواں شدن با او
شیر کا جواب خرگوش کو کہ جواب دینا اور اس کے ساتھ روانہ ہونا
گفت بسم اللہ یا او کجا است
اُس نے کہا بسم اللہ، آ، میں دیکھوں وہ کہاں ہے؟
تا منرائے او و صد چوں و دم
تاکہ اس کو بلکہ اس جیسے سنو کو سنادوں
اندر آمد چوں قلا و وز بہ پیش
وہ رہبر کی طرح آگے آیا
سوئے چاہے کو نشانش کردہ بود
ایک کنوئیں کی جانب جس کا اُس نے پہلے بتلایا تھا
میشند از این ہر توانزدیک چاہ
دونوں کنوئیں کے نزدیک تک جا پہنچے

ور نہ قربانی تو اندر کش من
ور نہ تو میرے مذہب میں قربان ہے
یار من بستہ مرا بکذاشت فرد
میرے یار کو پکڑ لیا، مجھے اکیلا چھوڑ دیا
خوں رواں شد از دل سہیل او
اُس کے مدہوش دل سے خون بہنے لگا
ہم بلطف ہم بخوبی ہم بین
پاکیزگی میں بھی اور خوبی میں بھی اندر بین
حال ما ایں بودا کو کفہ شد
ہمارا حال یہ تھا جھگڑے کے بعد پاؤں
حق ہم گویم ترا الحق فر
پتھر سے چمکنا ہوں، تجھی بات کو دیکھو ہوں
میں سیا و دفع آں بیباک
ہاں آ اور اُس بے شرم کو دفع کرنے

پیش رو شوگوئی کوئی لورا
اگر تو سچ کہتا ہے تو آگے آگے چل
ور دوع ستایں سزا و دا
اور اگر یہ جھوٹ ہے، مجھے سزا دوں
تا بر دا ورا بسوئے دا و خوش
تاکہ اُس کو اپنے جال کی جانب لے جا سکوں
چاہ مغ را و ام جانش کردہ بود
گہرے کنوئیں کو اُس کی جان کا جال بنا رکھا تھا
انیت خرگوش چاہ
واہ واہ خرگوش، گویا لکھا تھا کہ تجھے جانے

جملہ مرغیاں ہر یکے استر خود

تمام پرندوں میں سے ہر ایک اپنے راز

باسلیماں یک بیک قومی نمود

حضرت سلیمان علیہ السلام سے ایک ایک کے گناہ

از تکبر نے واز ہستی خویش

تکبر سے، اور نہ اپنی خودی سے

چوں بیاید بردہ را خواجہ

جب کسی غلام کے پاس کوئی آقا آتا ہے

چونکہ دار و از خریدار لش ننگ

جب وہ اس کی خریداری کو ذلت سمجھتا ہے

نوبت ہر ہر سیر و پیشہ اش

مذہب اور اس کے پیشے کی باری آتی

گفت آئینہ یک ہنر کاں بہرست

اُس نے کہا کہ شاہ آئینہ ہنر جو چھوٹا ہے

گفت برگو تا کہ است آں ہنر

انہوں نے کہا، کہہ دو ہنر کونسا ہے؟

بنگم از آفتخ یا چشم یقین

بلندی سے یقین کی آنکھ سے دیکھتا ہوں

تا کی ایست بر عفتش چرنگ

کہاں ہے اس کی کتنی گہرائی ہے، کیا رنگ ہے؟

اے سلیمان ہر شکرا گاہ را

اے سلیمان! فوجی یکپ کے لئے

از ہنر واز دانش واز کار خود

ق ہنر اور عقل اور اپنے کام

از برائے عرضہ خود را می ستود

پیش کرنے کے لئے اپنی تعریف کرتا تھا

بہر آں تارہ وید اور ابرہ پیش

اس لئے کہ وہ اپنی پیشی کا راستہ دیدیں

عرضہ دار واز ہنر دمیاجہ

وہ ہنر کا زخسار پیش کرتا ہے

خود کند بیمار و کر و شل و لنگ

اپنے آپ کو بیمار اور ہلکا اور لنگڑا بناتا ہے

وال بیان صنعت ان نشیہ اش

تو اس کی کارگری اور تدبیر کا بیان ہوا

باز گویم گفت کوتہ بہرست

کہتا ہوں، مختصر بات بہتر ہے

گفت من آنکہ کہ باشم ارج بر

اُس نے کہا جس وقت میں بلندی پر ہوتا ہوں

می بینیم آب در قعر زمیں

زمین کی گہرائی میں پانی کو دیکھ لیت ہوں

از میجوشد ز خاک کے یاز سنگ

کس چیز میں سے اُبل رہا ہے مٹی سے پائتھر؟

در سفر میدار ایں آگاہ را

سفر میں اس باخبر کو ساتھ رکھ

در بیاباں کے بے آب شفیق

لے مہربان لے آئے آب جنگلوں میں

در سفر سقا شوی اصحاب را

ساتھیوں کے لئے، سفر میں سقا بن جائے

لے آسرا۔ ہر تکی جمع، راز

کار خود۔ پیشہ۔ عرضہ۔

عین کے فتح کے ساتھ،

پیش کرنا۔ ہستی۔ خودی

غزور۔ بردہ۔ غلام خواجہ

مالک آقا۔ دیباچہ۔ چہرہ،

زخسار، کتاب کا شروع۔

لنگ۔ شرم، ذلت۔

کر۔ ہر اس شل۔ لٹھا، جس کے

ساتھ ہر بیکار ہو گئے ہوں

لنگ۔ لنگڑا۔ ہنر۔

کھٹ کھٹ بڑھتا صنعت

ہنر و کارگری اندیشہ۔

خیالات۔ کوتہ۔ کوتاہ،

مختصر۔

لے آؤج۔ بلندی۔ قعر۔

گہرائی۔ عمیق۔ گہرا۔

سقا۔ فوجی کیمپ۔ آگاہ۔

واقف، تجربہ کار۔ رفیق۔

سفر کا ساتھی، ساتھی۔

شفیق۔ مہربان۔ سقا۔

پانی پلائیوالا۔ اصحاب۔

یعنی لشکر والے۔

سے ملے۔ کتابیں۔ نگار۔
گماشتہ یعنی مقرر کیا ہے
بہی کا صیغہ ہے۔ کہیں۔
گماشتہ کی جگہ۔ آب خوش
یعنی جو حقیقت ہے وہ
ہم پر مدفع کر دے۔
نفس کی خواہش کی وجہ
سے ہم مقرر چیز کو مفید
نہ سمجھیں۔ مستی۔ دلوانی
نہیں تھا۔ غیر موجود چیزیں
ہستی۔ وجود، موجودی
تک بندہ چشم بستگی چشم
لشتم۔ ادن۔ چشم بزم
رنگ کا قیمتی تیر ہے۔

جس کوئی میں لب بکتے
ہیں۔ گرتے۔ چھاؤں پھلا
دو خیر تاپے کا آدرسیا
مشہور ہوتی ہیں۔ جن کی
حکومت جن واسطے پر
تھی اور وہ پندروں کی
بولیاں سمجھتے تھے۔ سر اڑہ
شیر۔ خرم۔ میم اور لار
کا فتح ہے، واقف کار

رازدار۔
سے چیک چیک پرندوں
کا چہرہ نا۔ اقصیٰ۔
زیادہ خوش گفتار۔ من
آجیک۔ تیرے بھائی سے
خوشی۔ قربت۔ پیوندی
رشتہ داری۔ ہندی۔
قیدی، گرفتار۔ ہندو۔
ہندوستانی۔ ترک۔
ترکستان کا رہنے والا جو
خوش رنگ ہوتا ہے۔ حرقی۔
ہزار ہوا۔ ہمدلی۔ بھلی
جگہ گشت۔ لطف۔ گویائی۔
ایمان۔ اشارہ۔ سبیل۔
سین اور میم کے کردار اور آ

گر سگی کر دیم اے شیر آفریں
لے شیر کو پید کر نیوالے اگر ہم لے کتاب کیا ہے
آب خوش را صوت آتش دہ
اچھے پانی کو، آگ کی صورت میں نمایاں نہ کر
از شراب قہر چوں مستی دہی
قہر کی شراب سے جب تو مست کر دیتا ہے
چہیت مستی بندہ چشم از دید چشم
مستی کیا ہے؟ آنکھ کا آنکھ کے دیکھنے سے بندہ
چہیت مستی مہما بدل شدن
مستی کیا ہے؟ حوسن کا بدل جانا

قصہ سلیمان علیہ السلام و بندہ دیوانہ
حضرت سلیمان علیہ السلام اور بندہ کا قصہ اور اس کا بیان کہ جب قصہ آتی ہے آنکھیں بند ہوجاتی ہیں

چوں سلیمان را سرا پر دہ زند
جب حضرت سلیمان کا حیمہ لگا یا گیا
ہمزبان و محرم خود یافتہ
ان کو اپنا ہم زبان اور محرم پایا
جملہ مرغاں ترک کردہ چیک چیک
تمام پرندوں نے چیں چیں پھوڑ کر
ہمزبانی خوشی و پیوندی ست
ہمزبانی، قربت اور رشتہ داری ہے
اے بسا ہند و ترک ہمزبان
اے (مخاطب) بہت سے ہندو اور ترک ہمزبان
پس زبان محرمی خود دیگر ست
محرمی کی زبان دوسری ہے
غیر لطف و غیر ایما و سبیل
بغیر لطف اور بغیر اشارے اور لکھنے کے

شیر را مگمار ہرمازیں کہیں
اس گھات کی جگہ سے شیر کو ہم پر مسلط نہ کر
اندرا آتش صورت آبی منہ
آگ میں پانی کی صورت نہ رکھ
نہستہ را صورت ہستی دہی
معدوم چیزوں کو موجود کی صورت دیتا ہے
تا نامید سنگ ہر لشم لشم
یہاں تک کہ پتھر، موتی اور اون، یشب نظر آئے
چوب گز اندر نظر صندل شدن
چھانڈ کی گھڑی کا رنگہ میں صندل ہوجانا

قصہ سلیمان علیہ السلام و بندہ دیوانہ
حضرت سلیمان علیہ السلام اور بندہ کا قصہ اور اس کا بیان کہ جب قصہ آتی ہے آنکھیں بند ہوجاتی ہیں

جملہ مرغاں ترک کردہ چیک چیک
تمام پرندوں نے چیں چیں پھوڑ کر
پیش او یک یک بجان شتافتہ
ایک ایک کر کے دل و جان بیکے سامنے دوئے
باسلیمان گشتہ اقصیٰ من خیک
حضرت سلیمان کے ساتھ تیرے بھائی سے بھی زیادہ
مرد بانا محرم چوں بندہ
انسان، نا محرموں کے ساتھ قیدی جیسا ہے
اے بسا دوترک چوں بیگانگان
اے (مخاطب) دوترک بیگانوں کی طرح ہیں
ہم دلی از ہم زبانی بہتر ست
ہم دلی، ہم زبانی سے بہتر ہے
صد ہزاراں ترجمان خیز دزدل
دل سے لاکھوں ترجمان پیدا ہو جاتے ہیں

زاع کو حکم خدا اُمَنکست
کو اچو کہ خدا کی قضا کا مُنکر ہے

در تو تا کافے بود از کافراں
اگر تجھ میں کافروں کا ایک کاف ہو

من بینیم دام را اندر ہوا
میں پیو میں سے جال کو دیکھتے ہوں

چون قضا آید شود دلش بخواب
جب قضا آتی ہے، عقل سو جاتی ہے

از قضا این تعبیه کے نادوست
قضا سے یہ چھپانا بک سنی بات ہے

گر نہ از ان عقل دارد کافرست
اگر لاکھ عقل رکھتا ہو، کافر ہے

جائے کند و شہوتی چون کافراں
لو گندگی اور شہوت کا مقام ہے ہر نگاہ کی طرح

گر نبوشد چشم عقلم راقضا
اگر میری عقل کی آنکھ کو قضا بند نہ کرے

مہ سیر کردد بگیرد آفتاب
چاند کا لا ہو جاتا ہے، سورج گون ہو جاتا ہے

از قضا داں کو قضا اُمَنکست
یہ بھی قضا ہے سمجھ کہ وہ قضا کا مُنکر ہے

قصہ آدم علیہ السلام و بستن قضا نظر اور از مرعات
حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ اور قضا کا ان کی آنکھ کو بند کر دینا صاف ممانعت کی ننگا دہا

صریح نہی و ترک نہی و تاویل
اور ممانعت کو ترک کرنا اور تاویل کرنا

لَو الْبَشَرُ كَوْنَهُمُ الْأَسْمَاءُ بَکست
انسانوں کا باب جو اُن کے اسماء کا سردار ہے

اسم ہر چیز ہے چنانکہ چیز نیست
ہر چیز کا نام جس طرح وہ چیز ہے

ہر لقب کو داداں مُبَدَل نشد
جو لقب اس نے دیا وہ نہ بدلا

ہر کراؤ مُقْبَل سے آزاد خواند
جس کو اس نے با اقبال اور آزاد کہا

ہر کہ آخر مومن ست اول بدید
جو آخر میں مومن ہے، شروع میں دیکھ لیا

ہر کہ آخر میں بُود اُمُون ست
جو آخرت کو دیکھے وہ مومن ہے

صد ہزار ان علمش اند ہر گشت
جس کی ہر گشت میں لاکھوں علم ہیں

تا بیایاں جان اُوراداد دست
آخر تک ان کی جان کو حاصل ہو گیا

آنکہ حُشیش خواند او کابل نشد
جس کو اس نے حُشیش کہا وہ سست نہ ہوا

اُو عزیز و خرم و دلشاد ماند
وہ با عزت اور خوش اور مسرور رہا

ہر کہ آخر کافر اُوراشد بدید
جو آخر میں کافر ہے وہ اس پر ظاہر ہو گیا

ہر کہ آخر میں بُود اُمیدن ست
جو چرہ نگاہ پر نظر رکھے، بے دین ہے

سہ حکم۔ یعنی کو اقدر ہے
اور قضا را الہی کا انکار

کنندہ ہے۔ کافر اللہ کی
قضا و قدر کا مُنکر کافر ہے۔

کافے۔ یعنی کفر یہ عقیدہ
میں سے ایک کا ماننے والا

بھی کافر ہے۔ کاف
راں۔ شرمگاہ۔ بخواب
شدن۔ سو جانا اگر فتن

آفتاب۔ سورج کا گھرن
میں آ جانا۔ تہ تعبیه۔
آراستہ کرنا، چھپا دینا۔

ناقدہ عجیب، الو کھا۔ الباش
انسانوں کے باپ، آدم
علیہ السلام۔ بکست۔ بیگا
مخفف ہے۔ سردار بہادر

پایاں۔ انجام و خاتمہ۔
دست دادن۔ حاصل
ہونا۔ ہر لقب۔ حضرت

آدم کو صرف ناموں کی
تعلیم نہیں دی گئی تھی بلکہ

ان کو اشیا کی حقیقتیں
بتا دی گئیں جتنیں تو جس
چیز کو جو لقب آدم علیہ السلام

نے دیا اس میں تبدیلی
نہ آئی۔ مُقْبَل سے اقبال،
خوش نصیب۔ عزیز۔

با عزت۔ ہر کہ۔ ایمان
اور کفر کا انداز انسان کے
آخری احوال پر ہے۔

آخر میں۔ آخرت کی طرف
نظر رکھنے والا۔ آخر چو پای
کے چارہ کھا پیک جگہ۔ میدان
بے دین کا مخفف ہے۔

ہمراہ ماباشی و ہم پیشوا

ہمارا ساتھی اور نیز پیشرو بن

باش ہمراہ من اندر روز و شب

دن رات ہمارے ساتھ رہ

بعد از اں ہر مدید و ہمراہ بود

اُس کے بعد ہر مدید اُن کے ساتھ تھا

طعنہ زد دن زاع درد عوی مدید

کوئے کا مدید کے دعوے میں طعنہ زنی کرتا

تا کنی تو آب پیدا بہر ما

تا کہ تو ہمارے لئے پانی تیار کر دے

تا نہ بیند از عطش لشکر تعب

تا کہ لشکر، پیاس سے تکلیف نہ اٹھائے

زانکہ از آب نہاں آگاہ بود

اِس لئے کہ وہ چھپے پانی سے باخبر تھا

باسلیماں گفت کو کثر گفت مدید

حضرت سلیمان سے کہا کہ اِس نے غلط اور غریب

خاصہ خود لاف دروغین مچا کر ہے

خصوصاً جھوٹی شیخی اور نامکمل بات

چوں ندید ز مرشت خاک دام

ایک مٹھی مٹی کے پیچھے جاں کیوں دکھاتا

چوں قفس اند شدے ناکام او

ناکام ہو کر وہ کیوں بنجرے میں ہوتا

کز تو در اول قح ایں دروغ است

بیترے پہلے ہی پیالے میں یہ تاجھٹ نکلتے

پیش من لاف زنی آنکہ دروغ

میرے سامنے شیخی مارتا ہے وہ بھی جھوٹ

زاع چوں بشنود آمد از حسد

جب کوئے نے سنا، حسد کی وجہ سے آیا

از ادب بود و پیش شہ مقال

بادشاہ کے سامنے بات کرنا ظلماتِ ادب ہے

گر مر او را ایں نظر بوی مدام

اگر اُس کی ہمیشہ یہ نظر ہوتی

چوں گرفتار آمدے در دام او

جاں میں وہ کیوں سمجھتا

پس سلیمان گفت کا مدید روست

پھر حضرت سلیمان نے کہلے ہر مدید کیا مناسب؟

چوں نانی مست عیش اُخوڑ دین

لے چھا جھوٹے میوے اپنے آپ کو مست کیوں کھاتا؟

جواب گفتن مدید مر سلیمان را در بس طعنہ

اِس طعنہ کے بارے میں مدید مر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو جواب دینا

قول دشمن مشنوا ز بہر خدا

خدا کے لئے دشمن کی بات نہ سن

مَن نہاد م سربیز از گردنم

میں نے سر رکھ دیا اِس کو گردن سے تلے کرے

گفت آتش بر من عور و گدا

میں نے کہا، آتش! مجھ ننگے اور فقیر کے خلاف

گر بطلان ست دعویٰ کردنم

اگر میرا دعویٰ کرنا غلطی سے ہے

ملہ عطش۔ پیاس۔ تعب۔

رج، تنگن۔ بدو۔ اہل

میں یا وقتاً۔ الفت کو دل

سے بدل لیا جاتا ہے۔ نزع۔

کو ادا کو۔ کراو۔ گرد۔ کچ،

غلط۔ مقال۔ گفتگو۔

خود۔ زیادہ ہے۔ لاف۔

گپ۔ شیخی کی بات۔

ملہ دروغین۔ دروغ،

جھوٹ۔ یا اور وزن نسبت

کا ہے جیسے زرب زبوری

میں ہے۔ مجال۔ ناممکن،

باطل۔ مدام۔ ہمیشہ۔ دام

جاں۔ قفس۔ بنجر۔ ذبح

خاف اور وال کے فتوح کے

ساتھ، پیالہ۔ دروغ۔ وال

کے ضد کے ساتھ تاجھٹ،

کاو۔ دروغ۔ مکھن نکالا

مواد و دودھ، چھپا چھ۔ لاف۔

گپ۔ دروغ۔ جھوٹ۔

عور۔ عین کے ضد کے

ساتھ، برہنہ، ننگا۔

سربیز۔ سر رکھنا، اٹھا

کرنا۔

کے عجب نبی از بے تحریم بود
تجربے، امانت حرام ہوئی دوجہ سے بھی
دردش تاویل چوں چغت
ان کے دل میں جب تاویل نے ترجیح حاصل
باغبال را خراجوں دیائے رفت
جب باغبان کے پیر میں محتاط کچھ کیا
چوں حیرت سست باز آمد براہ
جب حیرت سے انہیں ششک لڑا راستہ رکھنے
رَبَّنَا اَنَا ظَلَمْنَا كَقَت وَاہ
”ہمارے رب ہم نے ظلم کیا“ کہا اور آہ کی
ایں قضا ابرے بود خوشیوش
یہ قضا سورج کو چھپا لینے والا ابر ہے
من اگر دلمے نہ بینم گاہ حکم
اگر میں قضا کے وقت حال نہیں دیکھتا ہوں
اے خنک آں کو نکوکاری کند
اے مخاطب قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو نیک کرے
گر قضا پوشد سیہ چوں شبست
اگر قضا سیاہ بن کر تجھے رات کی طرح دھانپے
گر قضا صبر بار قصد جاں کند
اگر قضا ستو بار تیری جان لینا چاہے
ایں قضا صبر یا اگر اہمت زند
یہ قضا اگر ستو بار تجھے لومٹی ہے
از گرم واں انیکمتری ساندت
گرم سمجھ یہ قضا تجھے گرم دلاتی ہے
چوں بتر ساند ترا کہ شوی
جب تجھے ڈراتی ہے تو باخبر ہو جانا ہے

یا بتا ویلے بدو تو، تو، تو، تو
یہی تاویل کی وجہ سے بھی اور وہ میں ڈالتا تھا
طبع در حیرت سو گندم شست
طبیعت، حیرانی میں گندم کی طرف دوڑ پڑی
دزد فرصت یا کالابر دلفت
چور نے موقع پالیا، تیزی سے سامان لے بھاگا
دیدہ بردہ دزد دخت از کار گاہ
دیکھا، کارخانے سے چور سامان لے بھاگا
یعنی ظلمت آمد و گم گشت راہ
یعنی اندھیرا چھا گیا اور راستہ گم ہو گیا
شیر و اثر در بابوز و محموش
اس سے شیر اور اثر دوا، چرہ کی طرف محموش
من نہ تنہا جا بلکم در راہ حکم
میں ہی تنہا قضا کے راستہ میں بلکہ ہمراہی ہوں
زور را بکند اردوزاری کند
زور کو چھوڑ دے اور عاجزی کرے
ہم قضا دستت بیکر دعاقت
بالآخر قضا ہی تیری دستگیری کرے گی
ہم قضا امانت دہ در ماں کند
قضا ہی تیری جان بخشی کرے گی، علاج کرے گی
بر فراز حریخ خیر گاہ ہمت زند
آسمان کی وقعت پر تیرا خیر گاہ کاٹی ہے
تا بملک ایمنی بنشاندت
تاکہ امن کی سرزمین میں تجھے بٹھارے
ورنہ تر ساند ترا کہ شوی
اگر تجھے نہ ڈراتے تو گمراہ ہو جاتے

سلہ عظیم حرام قرار دینا۔
تاویل۔ سلام کو خطا ہی ظہور
سے پیکر کسی معنی پر محمول
کرنا جس کا احتمال صیح ہو۔
توہیم۔ وہم دلانا۔ ترخیص
یافت۔ حضرت آدم سمجھے کہ
مرافعت مروت و مٹی تھی۔
کالا۔ سامان۔ لغت۔ گرم
فرست۔ موقع پالنا۔
جس طرح پیر میں کانٹ
چھینے پر چور کو موقع مل جاتا
ہے اسی طرح حضرت آدم
کی حیرانی نے شیطان کو
موقع دیدیا۔ براہ۔ یعنی
حضرت آدم کچھ کر ممانعت
تحریم کی وجہ سے تھی۔
دزد۔ چور۔ کار گاہ۔ کارخانہ
رَبَّنَا اَنَا ظَلَمْنَا۔ اے ہمارے
رب بیشک ہم نے ظلم کیا
یہ دعا انوکھی حضرت آدم نے پڑھی
تھی۔ قضا۔ خداوندی قضا
و قدرت۔ جھک کر کو بے نور اور
بہادروں کو کمزور دل بناتی
ہے۔
سے حکم۔ یعنی قضا خداوندی
اے خنک۔ ادب۔ ہمدردی
تقریباً بھی اب مولانا کا مقولہ
شروع ہوا۔ گر قضا۔ اگر تقدیر
سے مصائب آئیں تو اسکی
تدبیر و عار و استغفار ہے۔
در آں۔ علاج۔
ستہ خرقہ گاہ۔ مجسمہ۔ گرم دلی۔
اللہ کی جانب سے مصائب،
تنبیہات ہیں، تاکہ انسان
غفلت سے بیدار ہو جائے۔
ورنہ امن و اطمینان کی زندگی
بسا اوقات غفلت کا سبب
بن جاتی ہے۔

لہر مزار اشارہ۔ تبریز راز
برآ۔ انسان کسی چیز کے
ظاہر کو دیکھ کر اس کا نام
لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی
حقیقت کے اعتبار سے
اس کا نام لیتا ہے۔
چونکہ حضرت موسیٰؑ
کا عصا بظاہر کڑی تھا۔
لیکن حقیقت میں سانپ
تھا۔ یوم الست۔ یوم
میشاق۔ وہ دن جس میں
اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت
کا سب سے اقرار کر لیا
تھا۔ منی۔ انسان کا لفظ
انجام کے اعتبار سے انسانی
صورت اختیار کرتا ہے۔
اللہ کے یہاں نئی ہی صورت
اختیار کرتے ہوئے موجود
ہے۔

نہ انجام۔ یعنی جو جس چیز
کا انجام ہے اس اعتبار سے
اللہ کے یہاں اس کا نام ہے۔
عاقبت۔ انجام۔ خاتمہ۔
عاقبت۔ مانگی ہوئی چیز
چونکہ ملک۔ ملک کا متعلق
دوسرے مصرعے سے ہے
یعنی ملک در سجد افتاد۔
معا آدم۔ یعنی آن کی طرف
قیامت تک ممکن نہیں ہے۔
دانش۔ عقل۔ قدرت۔
حکمرانی، فیصلہ دہندہ
ہی۔ ممانعت۔ حکم امتناعی۔

اسم ہر چیزے توازدانا شنو
تو ہر چیز کا نام عقلمند سے سن
اسم ہر چیزے بر ماظاہر ش
ہمارے نزدیک ہر چیز کا نام اس کے ظاہر سے
نزد موسیٰ نام جوش بد عصا
موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک لکڑی کا نام تھا
بد عزم نام اینجا بت پرست
اس جگہ عزم کا نام بت پرست تھا
آنکہ بد نزدیک نامش منی
وہ جن کا نام ہمارے نزدیک منی تھا
صوتے بد ایں منی اندر عدم
علم میں یہ منی ایک صورت تھی
حاصل آں آمد حقیقت ناما
الحاصل ہمارا نام وہی حقیقت بنا
مرد را بر عاقبت نام نہند
انسان کا انجام کے اعتبار سے نام رکھتے ہیں
چشم آدم کو نور پاک دید
حضرت آدمؑ کی آنکھ نے پاک نور کے درپہ درپہ
چوں ملک اوار حق برو میات
جب فرشتوں نے اللہ کے آواز ان پر پائے
چوں ملک نور حق دید نازو
جب فرشتوں نے ان سے اللہ کے نور کا مشاہدہ کیا
ملح ایں آدم کہ نامش می بر
جس آدم کا میں نام لے رہا ہوں انکی طرف سے
ایں ہمد انست چوں قضا
وہ یہ سب جان گئے اور جب قضا آتی

رہز و ستر علم الاسماء شنو
علم الاسماء کا اشارہ اور راز سن
اسم ہر چیزے بر خالق ہر ش
اللہ کے نزدیک ہر چیز کا نام اسکے باطن پر ہے
نزد خالق بود نامش اثر دیا
اللہ کے نزدیک اس کا نام اثر دیا تھا
لیک مومن بود نامش دلالت
لیکن ازل میں اس کا نام مومن تھا
پیش حق ایں نقش بد کہ مانی
اللہ کے سامنے وہ صورت تھی جس کا قرینہ
پیش حق موجود نے پیش نہ کم
جو خدا کے سامنے بغیر کی پیشی کے موجود تھی
پیش حضرت کال بود انجاما
جو اللہ کے سامنے ہمارا انجام تھا
نے براں کو عاقبت نام نہند
نہ اس پر جو چند روز کے لئے رکھتے ہیں
جان و ستر نامہا گشتش بدید
ناموں کی حقیقت اور راز ان پر ظاہر ہو گیا
در سجد افتاد و در خدمت شت
سرد سجد ہوئے اور خدمت کے لئے دوڑے
جملہ افتادند در سجدہ برو
سب ان کے سامنے سجدے میں گر گئے
گر تا کیم تا قیامت قاصر
اگر میں قیامت تک مدد کروں تو قاصر ہوں
دانش یک ہی شہر کو خطا
ایک ممانعت کی سمجھ میں ان سے غلطی ہوئی

رنگِ رُخ و سُرخ و داو با نگِ شکر
 سُرخ چہرے کی رنگت، شکر کی عمدہ کھتی ہے
 درمن آمد انی در و گشت مات
 مجھ میں وہ چیز آگئی جس میں مات کھا گئے
 درمن آمد انکہ دست و پا بُرد
 مجھ میں وہ چیز آگئی جو حواس باختہ کر دیتی ہے
 انکہ در ہر میدانِ در آید بشکند
 مجھ میں وہ چیز آگئی جو حسیں میں آجائے کوشش
 ایں خود اجزا بند کلمات ازو
 یہ چھوٹی چیزیں ہیں لیکن بڑی چیزیں ہی وجہ
 تا جہاں کہ صابر ست گشتور
 نہا نگ کہ دنیا کبھی صابر ہے اور کبھی شکر گزار
 آفتابے کو بر آید نارِ گوں
 سورج جو آگ کی طرح برآمد ہوتا ہے
 اختران تافہ بر چا طاق
 چار گوشہ خیمہ (آسان) پر چمکنے والے یہ ستارے
 ماہ کو افروز در اختر در جمال
 چاند جو حُسن میں ستاروں سے بڑھا ہوا ہے
 ایں زمین با سکون بادب
 یہ چمک سکون اور بادب زمین
 اے بسا کہ زیں بلاتے مُردہ ریک
 لے (مخالف) بہت پہاڑ اس ذلیل مضبوط
 ایں ہوا بارو ح آمد فقیران
 یہ ہوا جو ہر طرح سے وابستہ ہے
 آبِ خوش گورج را ہمیشہ بند
 خوشگوار پانی اگرچہ روح کا بھائی بن گیا ہے

رنگِ رُخ و زرد و دار و صبر و نکر
 زرد چہرے کی رنگت، صبر و تکلیف کی علامت رکھتی ہے
 آدمی و جانور جامد نبات
 انسان اور جانور، جمادات اور نباتات
 رنگِ رُخ و وقت و سیما بُرد
 چہرے کا رنگ اور طاقت اور نشانی ختم کر دیتی ہے
 ہر درخت از بیج و بن اور بر کند
 درخت کو بیج اور بنیاد سے اکھاڑ دے
 زرد کردہ رنگِ فاسد کردہ بو
 رنگت زرد کئے ہوئے ہیں اور بو بگاڑے ہوئے ہیں
 بوستان کہ حلاوتِ پُستِ رگاہ عود
 باغ کبھی جوڑا پہنتا قصبے، کبھی رنگا ہے
 ساعتے دیکر شود او سرنگوں
 دوسرے وقت وہ اونٹن ہوا جاتا ہے
 لحظہ لحظہ مبتلائے احتراق
 دم بدم جلنے میں مبتلا ہیں
 شد ز بیج و دق او میچوں ہلال
 دق کے مرض کی وجہ سے ہلال کی طرح ہے
 اندر در زلزلہ اش در زلزلہ
 زلزلہ اس کو جاڑے بخار میں مبتلا کر دیتا ہے
 گشتہ اندر جہاں و غورہ ریک
 دنیا میں وہ باریک ریت بیکریں ہیں
 چوں قضا آید و با گشت و غفن
 جب قضا آتی ہے تو دبا اور گندہ دی بجاتی ہے
 در غدیہ زرد و تلخ و تر و شد
 لیکن گڑھے میں زرد اور کڑوا اور گدلا ہو گیا

ملہ رنگت چہرے کی مرضی
 سے دل کی شکر نگہداری کا پتہ
 چلتا ہے اور چہرے کی زردی
 دل کی تکلیف کی علامت
 ہے۔ بانگ۔ آواز۔ نکر۔
 عذاب، تکلیف۔ مات۔
 شکست خوردہ۔ جامد۔
 جمادات یعنی اینٹ پتھر
 وغیرہ۔ نبات۔ یعنی نباتات
 آنکے والی چیزیں اور سخت
 گھاس وغیرہ۔ سیما۔ علامت
 آنکہ۔ یعنی موت کا تصور
 اجزاء۔ یعنی چھوٹی مخلوق
 کلیات۔ یعنی بڑی مخلوق
 جیسے آسمان، زمین، صابر
 صبر کر نہ والا۔ شکر۔ شکر
 کر نیوالا۔ حلاوت۔ پُست۔
 شامہ لہاس۔ غورہ برہنہ
 تار۔ آگ۔ سرنگوں۔ اونٹن
 یعنی غروب کے وقت۔
 ستہ چارکان۔ ایک قسم کا
 چار گوشہ خیمہ۔ احتراق۔
 جل جانا، اہل نجوم کا اصطلاح
 میں کسی ستارے کا سورج
 کے برص میں آکر اپنی شعاعوں
 کو کھو دینا۔ ماہ۔ چاند جو چھ
 رات میں مکمل ہوتا ہے پھر
 بشکل ہلال ایسا ہوجاتا
 ہے، جیسا کہ دق زردہ مرض
 ایں زمین۔ زمین ساکن اور
 بادب ہے زلزلہ میں ایسی
 ہوجاتی ہے جیسے جارے
 بخار میں مبتلا مرض کہ۔ کوہ
 کا محقق ہے۔ پہاڑ۔
 سے مُردہ ریک۔ مژرے
 کا مال، تاجیز، خوردہ۔
 باریک۔ ہوا۔ ہوا پر مدار
 زندگی ہے، قضا آتی ہے

ایں سخن پایاں نداد گشت یر گوش کن تو قصہ خرگوش و شیر

اس بات کی انتہا نہیں ہے، دیر ہو گئی شیر اور خرگوش کا قصہ سن

پائے واپس کشیدن خرگوش از شیر چوں تو یک چاہ آمد

کنوین کے پاس آکر خرگوش کا شیر سے پیچھے ہٹنا

شیر با خرگوش چوں ہمراہ شد

شیر جب خرگوش کے ساتھ ہو گیا

بود پیشاپیش خرگوش دلیر

بہادر خرگوش اس کے آگے تھا

چونکہ نزد چاہ آمد شیر دید

جب شیر کنوین کے پاس پہنچا، دیکھا

گفت پا واپس کشیدی تو چرا

اُس شیر نے کہا تو پیچھے کیوں ہٹا

گفت گویا یم کہ دو بار رفت

اُس نے کہا خرگوش کہاں ہیں میرے ہاتھ پیچھے ہو گئے

رنگے یم را نمی بینی چو زور

میرے چہرے کا رنگ نہیں دیکھ رہا ہے، سونے کا سا

حق چو سار معرف خواند است

جب اللہ نے پیشانی کو حال بنا بولا فرمایا ہے

رنگے بوغمان آمد چوں جرس

رنگ اور بو، گھڑیاں کی طرح چغلی ہو رہے

بانگ ہر چیزے رساند زو جبر

ہر چیز کی آواز اس کی خبر دیدیتی ہے

گفت پیغمبر بہ تمینیک اس

انساؤں کے پیچھے کے سلسلے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

رنگے از حال دل دار نشان

چہرہ کا رنگ، دل کی حالت کی علامت ہے

رحمتہ کن مہر من ردل نشان

مجھ پر رحم کر، دل میں میری محبت بٹھا

۱۵۲

لجپایاں - خامہ، انعام۔

پر غضب - یعنی خرگوش کے

بتائے ہوئے دوسرے

شیر پر غضناک ہو رہا تھا۔

پاکشیدن - پیچھے ہٹنا، ہٹنا

پیشاپیش - الف زیادہ

ہے۔ کوتہ، کہاں۔

دست و پا رفتن - چو اس

ہو جانا۔ از جائے رفتن

گھرا جانا۔ سہارا نشان،

علامت، پیشانی۔

سہ معرفت - بتا بولا۔

عارف پہنچنے والا،

قرآن پاک میں فرمایا گیا

ہے نفقہ ہم پہنچا ہم، تو

ان کو پیشانی سے پہچانتا

ہے۔ غماز - اشارہ کرنا والا

چغلی ہو جرس - گھڑیاں۔

در دروازہ بعض نشوں

میں زور سے جو زور بھتی

جیون کی بج ہے۔

سکلفت - حدیث ہے۔

”المراء عجوبہ فی لسانہ لانی“

طیلسانہ، انسان اپنی

زبان میں چھپا ہوا ہے چادر

میں نہیں۔ در دل - یعنی

درد دل خود نشان - علامت

نشانوں کے معنی لٹھانا سے

امر کا صیغہ ہے۔

زندگانی آشتی دشمنان

زندگی، دشمنوں کی صلح ہے
صلح دشمن و اراشد عاریت
دشمنوں کی صلح عارضی ہوتی ہے

روز کے چند از برای مصلحت

چند دن کے لئے از راہ مصلحت
عاقبت ہر یک بگوہر بارگشت

بالآخر ہر ایک اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا

لطف باری اس پلٹنے تک

فلکی مہربانی ہے کہ اس تین روزے اور پہاڑی بزرگ
لطف حق اس شیر اور گور را

اللہ کا کرم ہے کہ شیر اور گور خور
چوں جہاں بخور و زندانی بود

جب دنیا بیمار اور قیدی ہو
پرسیدن شیر سببے یا و پس کشیدن خر گوش را و جواب

شیر کا خر گوش سے رکنے کا سبب پوچھنا اور اس کا جواب
خواند بر شیر او از پس رویند یا

اس نے شیر کو اس قسم کی نصیحتیں سنائیں
شیر گفتن تو از اسباب مرض

شیر نے اس سے کہا مرض کے اسباب میں سے
پار او پس کشیدی تو چرا

تو چھچھ کیوں ہٹا
گفت آن شیر اندرین چمن سست

خر گوش نے کہا وہ شیر اس گھنٹی میں مقیم ہے
یار من بستاند از من چاہ برد

میرے دوست (خر گوش) کو مجھے اٹک کر نہیں میں

مرگ و رفتن بھل خوش دل

موت کو اپنی اصل کی طرف نونا سمجھو
دل بسوئے جنگتا زد عاقبت

بالآخر لڑائی کی طرف ان کے دل دڑتے ہیں

باہمند اندر وفا و محبت

وفا اور محبت میں لے چلے ہیں
ہر یکے با جنس خود انبار گشت

ہر ایک اپنی جنس کا ساتھی بن گیا

الف داد و برد ز شاں جنگا

محبت عطا فرمادی، اور ان کی مخالفت ختم کر دی
الف داد و ستاں خود در وفا

دو مخالفتوں کو وفاداری میں الفت عطا کر دی
چہ عجب رنجور گرفتاری بود

تو کیا تعجب ہے اگر بیمار فانی ہو
پرسیدن شیر سببے یا و پس کشیدن خر گوش را و جواب

گفت من پس ماندہ ام زین دنیا

بولایا میں ان سے کہ دونوں کی وجہ سے پیچھے رہا ہوں
ایں سببے خاص کا نیست من مرض

خاص سبب بنت کہ میرا مقصد یہ ہے
میدہ ہی باز بچہ و اہی مرا

رکھا تو بچے سست اور بہودہ دھوکا دے رہا ہے
اندریں قلعة زافات امین

وہ اس قلعہ میں آفتوں سے محفوظ ہے
بر گرفت از رہ و بے راہ برد

راست چلتے اس کو کھلیا اور غلط راست پر لے گیا

(بقیہ صفحہ سے آئے)

غاصر را بد کا جڑ ہے اور غلام
اریدہ جو کلیات میں یہاں سے
ملکہ بنا ہے

ملکہ بہتر ہے۔ یعنی غلام اور کہ
جکے تغیرات کا ذکر اچکا ہے

کہتاں یعنی وہ چیزیں جو لے
جی ہیں۔ کج۔ خزان خوشی۔

روئے زر یعنی تفریق کی وجہ
سے۔ بیش۔ بیکر کرک۔

بھڑایا۔

ملہ زندگانی۔ شعریہ

زندگی کا یہ غلام نہیں بلکہ ترتیب
موت کیا ہے انہی ابراہیم کا پیشاں ہوتا

آشتی۔ صلح، دوستی
عمر جاوداں۔ ابدی زندگی

آخرت کی زندگی۔ صلح۔
حقیقی دشمنوں کی صلح

بالکل عارضی ہوئی وہ
پھر دشمنی پر آتا نہیں ہے

روز کے۔ کاف تصنیف کا
ہے۔ باہمند۔ باہم اند

عاقبت۔ بالآخر۔ جو ہر
اصل۔ انبار۔ شریک

پلٹ۔ تین دو۔ رنگ
پہاڑی بکر۔ الف۔ بھٹکے

کسر کے ساتھ، الفت،
محبت، گور۔ گور۔ فانی

فنا ہونا والا۔ بند۔ قید
خیال، حبیب۔ باز بچہ۔ دھوکا

جکے۔ واپسی۔ سست،
فصلوں۔ چہ۔ جاہ کا مخفف

ہے، کڑاں۔ امین۔ مطمئن۔
بے راہ۔ غلط، جو راستہ

صحیح نہ ہو۔

سلہ تفرہ گہرائی یعنی گور شدہ
تہائی میں دل کی صفائی
حاصل ہوتی ہے، لہذا
یہ عقلمندی کا کام ہے،
انسانوں سے زیادہ انکھلا
کرنے سے دل میں تاری
پیدا ہوتی ہے جو کہ غفلت
کا سبب ہے اور غافل
پلاک ہو جاتا ہے۔ زخم
چوٹ، حملہ، قابض غالب،
زبردست، کمال، آفت
سوزیدہ، سوختہ، آتش
آتش مزاج، تبر، بغل،
گود، پشت، مدرہ، اغات
سلہ کان کرم، بخشش کی
کان، بچہ، دریاہ، ناکم
توانم، دریافت، ہیکم
تاب، چمک، عکس
آو، یعنی خرگوش، دید
دیکھا، سمجھا، نصیحت
کرم، زلفت، فریہ، موٹا
سکندہ بود سکھوا کتھا،
شیر لے کنواں تو نہ کھورا
تھا لیکن چونکہ وہ اپنے
منظالم کی وجہ سے گرائو
در چاہ کن لاجہ در پیش
کے اعتبار سے گویا اس
لے ہی کھورا تھا۔ مظالم
تاریک، ظلم ظالمان
ظالموں کے ظلم کا نتیجہ
ان کے لئے اندکھا
کنواں ہوتا ہے۔

قعر چہ بگزید ہر کو عقل ست
جو سمجھ رہے اس نے کنویں (جیسی) گہرائی اختیار کر لیا
ظلمت چہ بہ کہ ظلمت کا خلق
مخلوق کی سیر کاروں سے کنویں کا اندھیرا بہتر ہے
گفت پیش از محم اوراق بہت
اس نے کہا، آگے آئی اس پر زخم کا ناقہ ڈھانچا ہوا ہے
گفت من سوزیدہ ام از آتش
اس نے کہا، میں اس آتش مزاج سے جلا ہوا ہوں
تاب بہشت تو من لے کان کرم
تاکہ اسے کرم کی کان! تیری مدد سے
من بہشت تو توانم آمدن
میں تیری مدد سے (آگے) آ سکتا ہوں

زانکہ در خلوت صفایا دل ست
اسلے کہ تنہائی میں دل کی صفائی ہو
سرنہ بُرداں کس کہ گیدہ با خلق
جو شخص لوگوں کے پاؤں پر طے، سرنہ نہیں چا سکتا ہے
تو بیس کال شیر در چہ حاضر
تو دیکھ لے کہ وہ شیر کنویں میں موجود ہے
تو مگر اندر بر خویشم کشی
ہاں، اگر تو مجھے اپنی کفلی میں لے لے
چشم بکشایم بچہ در بنگرم
میں آنکھ کھولوں، کنویں میں دیکھوں
کہ نگہ دارم در اں چہ لے زن
تاکہ بلارتھی کے اس کنویں میں بچہ ڈالوں

لظہ کردن شیر در چاہ و دیدن عکس خود را و عکس آن خرگوش
شیر کا کنویں میں جھانکنا اور اپنے اور اس خرگوش کے عکس کو دیکھنا

چونکہ شیر اندر بر خویش کشید
جب شیر نے اس کو اپنی بغل میں لے لیا
چونکہ در چہ بنگریدند را ب
جب انہوں نے کنویں کے پانی میں دیکھا
شیر عکس خویش دید از آب تفت
شیر نے کرم مزاجی میں پانی میں اپنا عکس دیکھا
چونکہ خصم خویش ادر آب دید
جب اس نے پانی میں اپنے دشمن کو دیکھا
در فدا داند چہ کو کتہ بود
اس کنویں میں جا کر جو اس نے کھوا تھا
چاہ مظلم گشت ظلم ظالماں
ظالموں کا ظلم اندھیرا کنواں تھا

در پناہ شیر تاجہ می دوید
شیر کی حفاظت میں وہ کنویں تک دوڑا
اندر آب ز شیر او در یافت تاب
پانی میں، شیر اور اس کی جھلک دکھائی دی
شکل شیر و در برش خرگوش رفت
شیر کی شکل اور اس کی بغل میں موٹا خرگوش
مرورا بگذاشت اندر چہ دید
اس کو چھوڑ دیا، اور کنویں میں دوڑ گیا
زانکہ ظلم بر سرش آئندہ بود
کیونکہ ظلم اس کے سر پر آئیوا لگتا تھا
ایں چنین گفتند جمہ عالماں
تمام عالموں نے یہی کہا ہے

کوہ و دریا جملہ در فرمان تست

بہار اور دریا سب تیرے حکم کے ماتحت ہیں
گر تو خواہی آتش آب خوش شود
اگر تو چاہے، آگ عمدہ پانی بن جائے

بے طلبی اس طلب ماں دادہ
بغیر مانگے تو نے میں مراد میں دی ہیں

باطل چننے نہ ہی آجی و درود
اے جی و درود! تو مانگے پر کیوں نہ دیکھا؟

در عدم کے بود ما خود طلب
عدم میں کب ہمارا مطالبہ تھا

جان ناں داری و عمر جاوداں
جان، رزق اور بادی زندگی عطا فرمائی

بے شمار و عطا مادادہ
تو نے ان گنت اور بے حد نعمتیں عطا فرمائیں

اس طلب ما ہم از آبی دست
یہ ہمارا مانگنا بھی تیری ہی سے کیا ہے

بے طلب ہم میدہی گنج نہاں
تو بغیر مانگے ہوشیہ خزانے دیدیتا ہے

هكذا النعم المدا والاسلام
جنت میں جانے تک اسی طرح انعام فرماتا

آب آتش اخلا و نازن تست

اے خدا! پانی اور آگ تیری ملکیت ہے
ورنخواہی آب ہم آتش شود
اگر نہ چاہے تو پانی بھی آگ بن جائے

بیشمار وعد عطا بنہادہ
ان گنت اور بے شمار تو نے انعام فرمائیں

کز تو آمد جملگی جود و وجود
جبکہ تمام بخشش اور ہستی تیری ہی طرف سے ہے

بے سبب کردی عطا آب عجب
تو نے بغیر مانگے عجیب نعمتیں عطا فرمائیں

سائر نعمت کہ ناید در بیاں
اور باقی نعمتیں جنکا بیان ناممکن ہے

باب رحمت بر ہم بکشادہ
تو نے سب پر رحمت کا دروازہ کھولا ہے

مرستن از میاد یارب دست
اے خدا! ظلم سے نجات پانا، تیری عطا ہے

راہیگاں بخشیہ جان ہماں
تو نے دنیا کو جانِ مفت بخشی ہے

يا النبي المصطفى خيرا لا اكرم
سرور کائنات نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے

منزہ بر دن خرگوش سوئے نچر اں کہ شیر در جاہ افتاد
خرگوش کا شکاروں کے سر پائیں خوشخبری کے جانا کہ شیر مرگوبہ میں گر گیا ہے

چونکہ خرگوش از رہائی شاد
خوگوش جب رہائی سے خوش ہوا

شیر اچوں دید مجو ظلم خویش
اس نے جب شیر کو اپنے ظلم میں مبتلا دیکھا

ملہ آن ملکیت آتش
یعنی تکلیف کے اسباب
آب یعنی راحت کے
اسباب۔

سے طلب۔ درخواست
ماں۔ مارا۔ عمدہ شمار۔
جی۔ زندہ۔ وود۔

دوست رکھنے والا۔ یہ
دونوں اللہ تعالیٰ کے نام
ہیں۔ جاوداں۔ ابدی۔

سائر۔ اقیبہ۔ ناید۔ نیاید۔
سے ایجاد۔ وجود میں لانا۔
دار۔ انصاف، بخشش۔

بیکار۔ ظلم۔ راہیگاں۔
مفت، بلا عرصہ۔ دارالسلام
جنت۔ آنام۔ مخلوق، کائنات۔

سارے غور۔ اپنے عیب
 تمہیں نظر نہیں آرہے
 ہیں، ورنہ خود اپنے جانی
 دشمن ہو جاتے۔ سادہ مرد
 جو قوت، قور، گہرائی،
 ناکسی، مالالتقی، کوتاہی،
 گناہ، پتیلہ، ظاہر و زائل
 کفر، دانت اکھاڑنا،
 متکلف ہوجانا، خال،
 تل، غم، چچا، مرمر، مرید
 بھاگنے سے بھی کا صیغہ
 ہے۔
 سب سے حدیث، حدیث
 شریف ہے "المؤمن
 مؤذنا المؤمن" ایک مومن
 دوسرے مومن کا آئینہ ہے
 یعنی جس طرح ایک شخص
 آئینہ میں دیکھ کر اپنی اصلاح
 کرتا ہے اسی طرح ایک
 مومن دوسرے مومن کو
 دیکھ کر اپنی اصلاح کر سکتا
 ہے، یہاں لوگوں کے بارے
 میں فرمایا ہے جو صحیح معنی میں
 مسلم ہیں لوگوں کو چاہئے کہ
 ان کے حالات دیکھ کر اپنی
 اصلاح کریں۔ پہلا اشارہ
 میں غلط فہمیوں کا بیان
 تھا کہ ان کو اپنے عیوب
 دوسروں میں نظر آتے ہیں۔
 کہو، کالا، نارنگی، بیٹی اگر
 تمہاری آنکھوں پر غفلت
 کی طبعی بندھی ہوتی ہے تو
 تم انہیں مؤذنا المؤمن
 سے فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔
 سب سے غور اللہ۔ وہ دیکھتا
 ہے خدا کے نور کے اندر
 حدت شریف ہیں آیا ہے۔
 انقوا فراسة المؤمن فانه

درخود ایں بد را نمی بینی عیاں
 تو اس بڑی کو اپنے اندر نمایاں نہیں پاتا ہے
 حملہ بر خود میکنی آساده مرد
 اے بیوقوف! تو اپنے اوپر حملہ کرتا ہے
 چوں بقعر غمی خود اندر رسی
 جب تو اپنی عادت کی گہرائی پہرہ پہنچکا
 شیر را در قعر پیدا شد کہ بود
 شیر کو گہرائی میں جا کر معلوم ہوا کہ
 ہر کہ دندان ضعیف میکند
 جو کسی کو زور پر قائم کرتا ہے
 اے بدیہ خال بد بر روی غم
 لے چاکے چہرے پر مدنا تیل دیکھنے والے!
 مومننا آئینہ یکد گیر اند
 مومن، ایک دوسرے کا آئینہ ہے
 پیش چشمت داشتی شیشہ کہ بود
 تو نے اپنی آنکھوں پر شیشہ چھڑکا ہے
 گرنہ کوری ایں کبودی از خویش
 اگر تو اندھا نہیں ہے، تو یہ تاریکی اپنی طرف سے کیجیے
 مومن را بنظر بنور اللہ نمود
 اگر مومن بنظر بنور اللہ نہیں تھا
 چونکہ تو بنظر بنور اللہ بدی
 چونکہ تو بنظر بنور اللہ تھا
 اندک اندک آب بر آتش بزین
 آگ پر تھوڑا تھوڑا پانی چھونک
 تو بزین یار بنا آب طہور
 اے ہمارے رب تو پاک پانی چھونک

ورنہ دشمن بودہ خود را بحال
 ورنہ تو خود اپنی جان کا دشمن بنا رہے
 ہچموں آں شیر کے کہ بر خود حملہ کرے
 اس شیر کی طرح جس نے اپنے اوپر حملہ کیا
 پس بدانی کہ تو لوہاں ناسی
 پھر تو جانے لگا کہ وہ نالائق تیری ہی تھی
 نقش او آں کش در کس می نمود
 وہ اس کا پانچویں عکس تھا جو دوسرے کا نشانہ
 کار آں شیر غلط ہیں میکند
 وہ اس غلط ہیں شیر کا کام کرتا ہے
 عکس حال تست ایں از غم مر
 وہ تیرے تیل کا عکس ہے، ہچملے نفرت رکھ
 ایں خبر را از پیمبر آورند
 یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
 زان سبب عالم کہود می نمود
 اس وجہ سے تجھے دنیا تاریک نظر آ رہی ہے
 خوش را بدگو گوئس را تو پیش
 اپنے آپ کو برا کہہ، آئندہ کسی کو برا نہ کہہ
 عیب مومن را بر منہ چوں نمود
 تو اس نے مومن کا عیب صاف کیے بتا دیا
 نیکوئی را ندیدی از بدی
 (اس لئے) نیکوئی کو بدی سے پہچان سکا
 تا شود نار تو نور اے بو احزن
 اے غمگین! تاکہ تیری آگ نور بن جائے
 تا شود ایں نار عالم جملہ نور
 تاکہ یہ دنیا کی آگ سب نور بن جائے

اے توشیری رنگِ بچہ دہر

اے (غافل) تو زمانہ کے اس کنوئیں کی گہائی میں شیر کی

نفسِ خرگوشِ لبِ صحرارہ درخرا

تیرا خرگوش (صفت) نفس جنگل کے اندر چھڑنے میں

سوئے نچراں دید آں شیر کمر

وہ شیر کو بچانے والا، شکاروں کی طرف دوڑا

مژدہ مژدہ اے گردہ عیش ساز

مبارک، مبارک اے عیش منانیاں اے گردہ

مژدہ مژدہ کاں عدو جانہا

مبارک، مبارک کہ وہ جانوں کا دشمن

مژدہ مژدہ کنہ قضا الم بجاہ

مبارک مبارک کہ تقدیر سے ظالم، کنہ میں ہے

آنکہ از پنجہ بسے سر را بکوفت

وہ جس نے پنجے سے سر پر تڑپا لے

آنکہ غمِ ظلمش در کارے نبود

جس کو ظلم کے سوا دوسرا کام نہ تھا

گردش بشکستے مغزش بدید

اس کی گردن توڑ دی اور اس کا مغز بھاڑ دیا

گمشد و نابود شد از فضل حق

اللہ کی قربانی سے وہ گم اور نابود ہو گیا

نفسِ چو خُش خُشِ خوں نیردہ

تیرا نفسِ خرگوش کی طرح ہے جو تیرے تیرا خون بہاتا ہے

تو بقعر ایں چہ چون و چرا

اور تو چوں و چرا کے اس کنوئیں کی گہائی میں ہے

کالبشر وایا قوم اذ جابالبشر

کے لئے قوم خوشخبری حاصل کر لو جبکہ خوشخبری نہیں دلائی

کاں سگدوزخ بد زخ ر باز

وہ دوزخ کا کتے پھر دوزخ میں چلا گیا

کندہر خالقش دند انہا

اللہ کے تیرے اس کے دانت توڑ دئے

او قدا از عدل و لطف بادہ

گر گیا، خدا کے انصاف اور مہربانی سے

ہمچو خس جارب و بمرکش ہم برود

سوت کی جھاڑو نے اسکو بھی کٹنے کی طرح بھاڑ

آہ مظلومش گرفت گرفت و د

مظلوم کی آہ نے اسکو کپٹ لیا اور فوراً تباہ کر دیا

جان از قی محنت و امید

ہماری جان محنت کی قید سے رہائی پا گئی

برمہم دشمن شمار شد سبق

اور عظیم دشمن سے ہمیں سبق مل گیا

جمع شدن نچراں نزد خرگوش و شاد و مدح گفتن اورا

شکاروں کا خرگوش کے پاس جمع ہونا اور اس کی مدح و ثنا کرنا

شاد و خندان ز طرب و ذوق و خوش

ذوق و خوش اور مسرت کے عالم میں ہنسی خوشی

سبہ کردند او چو شمع در میان

اور تمام صحرائی جانوروں نے اسکی تنظیم کی

جمع گشتند آن ماں حبلہ و خوش

اس وقت سب وحشی جمع ہو گئے

حلقہ کردند او چو شمع در میان

انہوں نے حلقہ کر لیا، وہ شمع کی طرح درمیان میں

لہ رنگ کنوئیں کی تلی۔

چرا۔ چرنا۔ چون و چرا۔

سوال جواب، شک و

شبه۔ دندان کندن۔

تکلیف پہنچانا۔ بادشاہ

اللہ تعالیٰ۔

لہ جز سوا۔ زور۔ جلد

بہر۔ زیادہ ہے۔ قید محنت۔

شیر کی دیر سے جبرائیل میں

ہم جاکرے ہوئے تھے۔

و خوش۔ یعنی جنگلی جانور۔

طرب۔ مستی۔ صحرائیاں۔

جنگلی جانور۔

سے شادمان خوش۔ مرشد

رار کے فقر اور شہن کے سکون

اور اس کے فقر کے ساتھ دونوں

طریقہ پر صیغ ہے، راستی

سجائی، ہدایت، ناز و خراب

چرخِ زندن، قلابِ بایں کھانا

دستِ زندن، تالیاں بجانا

در ہوا۔ اس کا تعلق شاخ

و برگ سے ہے۔ جیس۔

قیدِ حریف۔ مقابل،

ساتھی۔ بر سر آوردن۔

ظاہر ہونا۔ چھوٹ نکھنا۔

اشفاق۔ الف زیادہ

ہے۔ شطرا۔ سبز شاخ

جو سب سے پہلے ہیں

سے نکلتی ہے۔ تیر پھیل

تبیح۔ کائنات کی ہر چیز

خدا کی تسبیح کرتی ہے۔

سے فز العطار۔ عطا دال

بیاد کی صفت ہے۔

استغفار موطا ہوا۔

استغوتی۔ سیدھا ہوا۔

یہ قرآن پاک کی آیت

فاستغفروا مستغوتی کی

طرت اشارہ ہے، یعنی خدا

کی قدرت سے ایک چوٹے

پتے سے پورا نکلتا ہے پھر

وہ موطا ہوتا ہے اور سیدھا

کھڑا ہو جاتا ہے۔ بہتہ۔

مقیم۔ آب و محل۔ جسم غفری

و جس۔ ٹکنا۔ بدر چودھویں

رات کا مائیں چاند یعنی جس

طرح نباتات زمین کی قید سے

نکل کر ابلہاتی ہیں اسی طرح

نیک لوگوں کی روض جسیر

غفری کی قید سے آزاد ہو کر

خوشی میں نص کرتی ہیں۔

سے جسم شاہ۔ نیک لوگوں کے

شیر راہوں دید گشتہ ظلم خود

جب اس نے شیر کو اپنے ظلم سے ہلا کر پتہ دیکھ لیا

شیر راہوں دید در جہشت زار

جب اس نے شیر کو بری حالت میں کنوئیں کے کنارے دیکھا

دست میزدہ جوں ہید از دمزل

جب موت کے پنجے سے چھوٹا، تالیاں بجاتا تھا

شاخ و برگ از جس خاک زاد شد

شاخ اور پتے نیکی کی قید سے آزاد ہوئے

برگہا جوں شاخ از شکافتند

پتوں نے جب شاخ کو چھیرا

باز بان شطراہ شکر خدا

”شطراہ“ کی زبان سے خدا کا شکر

بے زبان ہر باد و برگ شاخا

ہر پھل اور پتہ اور شاخیں بغیر زبان کے

کہ پیور دھل مار ازو العطار

عطا کرنے والے نے ہماری جڑ کی پڑش کی

جانہائے بست اندر آب گل

پانی اور مٹی میں مقید، جا نہیں

در ہوائے عشق حق نقصان شد

اللہ کے عشق کی ہوا میں ناچتی ہیں

جسم شاہ در قصہ جانہا خود پس

انکے جسم اقص کر کے ہیں جانوں کے مستحق اور نہ پوچھ

شیر راہ کو ش ز زنداں لشانہ

شیر کو زخم گوش نے قید خانہ میں ڈال دیا

در حین نیکی وانگہ لے عجب

تو ایسے ہی نیکی سے (مثلاً) ہے اور پھر توجہ ہے

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

مید وید او شادمان بار شد

وہ خوش خوش، سیدھے راستہ و دربار ہوتا

چرخ میزد شادمان تا مفر غار

تو چراگاہ میں خوشی سے قلابِ بایں کھاتے رہتا

سبز و رقصاں ہوا جوں شاخ و برگ

جس طرح شاخ اور پتے ہوا میں سبز اور رقصاں ہوا

سر بر آورد و حریف باد شد

تو سر بھارا اور ہوا کے دوست ہو گئے

تا بالائے درخت شافند

یہاں تک کہ درخت کے اوپر تک چڑھ گئے

می سراید ہر سرو و برگ کے جدا

ہر برگ و بارانک ایک ادا کر رہا ہے

می ستاید شکر و تسبیح خدا

شکر و خدا کی تسبیح کا راگسہ کاتے ہیں

تا درخت استغفار مافستوی

یہاں تک کہ درخت موطا ہو گیا، پھر سیدھا ہو گیا

چوں رہنم از آب گلہا شاد دل

جب پانی اور مٹی سے خوشی کے ساتھ رہا کی جاتی ہے

ہمچو قمر ص بد بے نقصان شد

چودھویں رات کے چاند کی طرح بے نقصان

وانگہ گرد دھال زانہا خود پس

اور جو جسم جان بجاتے ہیں ان کے پاس بھی ہر

ننگ شیر کے کو زخم گوشے ہمانہ

شیر کیلئے شرمناک بات ہے کہ وہ ایک زخم گوشے ہوا

فخر دیں خواہی کہ گوشت لقم

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

تو چاہتا ہے کہ تجھے خود ہی کا لقب دیں

ہیں بھلکے تہی شادی مکن
خوار را باری واکہ سلطنت پر خوش ہنو

انکہ ملکش برتر از نوبت مند

جن کی سلطنت باری سے بالاتر قائم کرتے ہیں

برتر از نوبت ملوک باقیند

باری سے بلند وہ باقی رہنے والے بادشاہ ہیں

چوں نبوت می ہند ایں دولت

جب سمجھتے یہ سلطنت باری سے دیتے ہیں

ترک ایں شراب بگوئی یکروز

ایک دگر روز اگر تو اس شراب کو چھوڑے

یکروز دے جیہ کہ دنیا ساعست

ایک دگر روز کیا بلکہ دنیا ایک ساعت ہے

معنی ترک راحت گوش کن

”چھوڑنا راحت ہے“ کا مطلب سمجھ لے

باسگاں بگزار ایں مردار را

ایں مردار کو گھٹنوں کے لئے چھوڑ دے

اے تو بستیہ نوبت آزادی مکن

اے مخاطب باری سے وابستہ ہے راہِ ہمار آزادی کر

برتر از ہفت انجمن نوبت مند

اُس کا نقارہ سات ستاروں اور بجاتے ہیں

دور واکم روح ہمارا ساقیند

جو دائمی دور کے ساتھ روح کے سات ہیں

از چہ شد پر باداخر سبکست

تو کس وجہ سے تیری مونچھوں میں ہوا بھری؟

ترک ایں شراب خلد یوز

جنت کی شراب سے مٹ کر ترکے

ہر کہ ترکش کرد از راحت ست

جس نے اُس کو چھوڑ دیا راحت میں ہے

بعازاں جام بقار انوش کن

اِس کے بعد بقا کا پیالہ پنی

خرد لبشکن شیشہ پندار را

خرد کے شیشے کو چورا چورا کر دے

تفسیر ”دَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرَ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ“

ماند خصمے زان تر داند رول

لیکن اُس سے زیادہ بدتر دشمن باطن میں بچاؤ گیا

شیر باطن سخرہ خر گوش نسبت

باطن کا شیر خر گوش کے قابو کا نہیں ہے

کو بدریا مانکر ددم وکاست

کدو دریاؤں سے بھی کم انہیں ہوتا

کم نہ کرد سوزش خلق سوز

اِس مخلوق سوز کی جلن کم نہو

اے شہاں گشتیم ماہم برول

اے بزرگو! ہم نے باہر کے دشمن کو آکر ڈالا

کشتن ایں کار عقل و ہوش نیست

اِس دشمن کو مارنا عقل و ہوش کا کام نہیں ہے

دو رخ ست ایں نفس دو رخ از دہا

یہ نفس دو رخ ہے اور دو رخ از دہا ہے

ہفت ریا دار آشامد ہنوز

سات سمندر وں کو پی لے ، پھر بھی

نائب نوبت - وہ سلطنت

جو باری باری خاندانوں

اور افراد میں منتقل ہوتی

رہتی ہے - نوبت زندہ

نقارہ بجاتے ہیں - انجمن -

تجم کی جمع ہے ستارہ

ساتی اند - یعنی اپنی فوج

کو محبت الہی کی شراب

سے سیراب کرتے رہتے

ہیں - سبکست - پہلے

تینوں حرفوں پر فتح ہے

فارسی والے بار کو سگان

کردیتے ہیں - سبکست پر

بادشکن - مونچھوں میں

ہوا بھرنے کا کبر و غرور سے

کنایہ ہے - شراب - یعنی

شراب پینا - پورے مونہ - یکروز

یعنی دنیاوی زندگی میں -

سباعت - گھڑی -

ساعت - مشہور ہے

مقولہ ہے ”الذین ساعۃ

وترکنا راحت دنیا ایک

گھڑی ہے اسکا چھوڑنا

راحت ہے - باسگاں جو

مشہور مقولہ ہے ”الذین

جفتہ وظا اینما کلاب

دنیا ایک مردار جانور ہے

اور اُس کے طلبکار کئے

ہیں - چار اصف - یعنی کافر

سے جہاد کرنا - الجہاد الاکبر

یعنی نفس امارہ سے جہاد

کرنا -

سلا برول - یعنی ظاہری

دشمن - خصم اندروں -

نفس امارہ جو باطن میں

ہے - سخرہ - بیگناہ - بدیا -

یعنی اِس اثر دھکے کی پیاس

سات سمندر پیا لے سے

یا تو عزرائیل شیران نری

یا تو غریبوں کا ننگ الموت ہے

دستبرد دست بازویت دست

تیرے دست و بازو کا غلبہ درست ہے

آفریں سب و سر بازوئے تو

تیرے دست و بازو کا شاہنشاہ ہے

بازگو تا مرہم جانہا شود

پھر کہو تاکہ جانوں کا مرہم بن جائے

اے عواں را حوں بمالیدی بکر

اُس ظالم کو چالاکی سے تو نے کیسے پال لیا

صد ہزاراں زخم دارد جان ما

ہماری جان میں ہزاروں زخم ہیں

روح مارا قوت دل امانفر است

ہماری روح کیلئے خدا اور دل کیلئے جان کوڑھا

ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہاں

ورنہ خرگوش دنیا میں کیا چیز ہے

نور دل مردست پرازورداد

دل کے نور نے ہاتھ اور پیروں کو طاقت دیدی

پند دادن خرگوش چرخان را کہ از مردن محرم شامشود

خرگوش کا چرخ نکال دینا کہ مرنے پر خوش نہو

باز ہم از حق رسد تبدیل ما

پھر خدا کی جانب سے ہی تبدیلیاں ہو جائیں

سببہ اش از جان دل ریڈی

ہاں، جان اور دل سے اسکا سببہ بجا لاؤ

مینماید اہل ظن و دید را

دکھا دیتا ہے اہل گمان اور اہل مشاہدہ کو

تو فرشتہ آسمانی یا پری

تو آسمانی فرشتہ ہے یا پری ہے

ہر جہتی جان با قربان دست

تو جو کچھ بھی ہے ہماری جان بچھ پر قربان ہے

را ند حق ایں کے درجئے تو

اللہ نے یہ پانی تیری نہر میں بہایا

بازگو تا قصہ در مانہا شود

پھر کہو تاکہ یہ قصہ (ہمارے درد کا) علاج بن جائے

بازگو تا چوں سگالیدی بمکر

یہ تو کہو کہ تو نے یہ تندرکس طرح سوچی

بازگو کہ ظلم ایں استم نمنا

پھر کہو، کیونکہ اُس ظالم کے اظلمے

بازگو ایں قصہ کا شادی فرا

پھر سننا، کیونکہ وہ قصہ خوشی پر جان بولا ہے

گفت تا یہ خدا بود کہاں

اُس نے کہا اے بزرگو! خدا کی تائید تھی

تو کم بخشید دل را نور داد

اُس نے مجھے توت عطا فرمائی اور دل کو نور دیا

از برحق میرسد تفضیل ما

تفضیل اللہ کی جانب سے ملتی ہیں

جملہ فضل و دست دینا ایں حق

یہ سمجھو کہ سب اُس کا فضل ہے

حق بدو و نوبت ایں تا تیرا

باری باری سے اللہ تعالیٰ یہ تائید

یا تو عزرائیل ننگ الموت

دستبرد غلبہ۔ آب درجہ

دولت، حکومت، کامیابی

سے کنایہ ہے۔ سگالیدن

سوچنا۔ مکر۔ حیلہ و تدبیر

عواں۔ ظالم۔ مالیدن

پاتھال کرنا، ملیا میٹ

کرنا۔ استم۔ الف زیادہ ہے

قوت۔ روزی۔ غدار

تائید۔ مدد۔ کہاں۔ یہ

کی جمع، سردار۔ خرگوشے

یا تخریق کی ہے۔ انبرحق۔

عزت، ذلت سب من

جانب اللہ ہے اور دنیا

کی کسی حالت کو قرار نہیں

ہے۔

شد و قدر۔ چکر۔ باری۔

نوبت۔ باری۔ اہل ظن

ناقص لوگ جو مشاہدہ

کے درجہ کو نہیں پہنچے

اہل دید۔ وہ کاملین جو

مقام مشاہدہ تک پہنچ چکے ہیں۔

تا شود شیر خدا از عون او
تا کہ اللہ کی مدد سے اللہ کا شیر بن جائے

وار ہد از نفس و از فرعون او
نفس اور اس کے فرعون سے نجات پائے

آمدن رسول قیصر روم بنزد عمر رضی اللہ عنہ برسات
قیصر روم کے ابوبی کا پیغمبر کے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا

در بیان اس شغویک قصہ
اس سلسلہ میں ایک قصہ سنئے

بر عمر آمدن قیصر کے رسول
قیصر کا ایک ابوبی (حضرت) عمرؓ کے پاس آیا

گفت کہ قیصر خلیفہ ام ختم
بولار لئے متعلقین خلیفہ کا محل کہاں ہے

قوم گفتندش کہ اور قصر نیست
لوگوں نے کہا، ان کا کوئی محل نہیں ہے

گر چہ از میری راوازہ الیت
گرچہ ان کی سرداری کی شہرت ہے

اے برادر چوں بے بنی قصر او
اے بھائی، تو اس کا محل کیسے دیکھ سکتا ہے؟

چشم دل از موئے غلت پاک
دل کی آنکھ کو پتال سے صاف کر لے

ہر کہر اہست از ہوا جاں پاک
جس کی جان ہوسوں سے پاک ہے

چوں محمد پاک شد از ناز و دود
جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگاہ و دھوئے پاک ہو گئے

چوں رفیق و سوسہ بدخواہ را
جبکہ تو دشمن و سوسہ کا دوست رہے

ہر کہر باشد ز سینہ فتح باب
جس کسی کے سینہ کا دروازہ کھل جائے

تا برمی از بر کفتم حصہ
تا کہ تو میری بات کے راز کا ایک حصہ پائے

در مدینہ از بیابان بغول
دور و دراز جنگل سے، مدینہ سے پہنچے

تا من اسب و خت را آنجا ختم
تا کہ میں گھڑا اور سامان ہاں لے جاؤں

مر عمر را قصر جان روشنست
عمرؓ کا محل تو ان کی روشن جان ہے

ہمچو در ویشال مر اور اکازہ است
لیکن فقیروں جیسی ان کی جھوپڑی ہے

چونکہ در حشم دلت رستست مو
چونکہ تیرے دل کی آنکھ میں پتال آگئے

وانگہاں دیدار قشر چشم دار
پھر اس کے محل کے دیکھنے کی امید کر

زودین حضرت ایوان پاک
وہ دربار اور پاک محل جلد دیکھ لیں گے

ہر کجا رو کر دوجہ اللہ بود
جس طرف بھی رخ کیا خدا کی ذات تھی

کے بے بنی تم و جہ اللہ را
اللہ کی ذات کو کب دیکھ سکتا ہے؟

اوز ہر ذرہ ببیند آفتاب
وہ ہر ذرہ میں آفتاب دیکھے گا

لہ فرعون۔ انسان کا نفس
پر غلبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ

مولیٰ کا فرعون پر غلبہ
اسی مناسبت سے دریا

شکاف توت کی دعا کی
ہے۔ ایت۔ یعنی نفس پر

غلبہ۔ قیصر۔ شاہان روم
کا لقب ہے۔ بغول۔

عمیق، دراز۔ قصر۔ محل
ایوان۔ ختم۔ نوکر حاکم

عوام۔ رخت۔ سامان
کشم۔ برم۔ میری۔

سرداری۔ ورا۔ اور۔
آوازہ۔ شہرہ۔ کازہ۔

جھوپڑی۔
موتے۔ علت۔ بیماری

کمال، یعنی آنکھ میں جو
پتال پیدا ہو جاتا ہے

حضرت۔ دربار۔ چہری۔
ایوان۔ محل، قلعہ۔

تار۔ آگ یعنی خواہشات
نفسانی۔ دود۔ دھواں

یعنی خواہشات نفسانی
کے اثرات۔ وجہ اللہ۔

اللہ کا چہرہ، اللہ کی ذات
بہتر ان پاک کی نسبت

”و آیتا تو لیا ختم و جہ اللہ“
”ختم جہ کو رخ کو دہاں

اللہ کی ذات موجود ہے“
کی طرف اشارہ ہے۔

سلاخ۔ کشائش۔ باب۔
دروازہ۔ حق۔ اللہ تعالیٰ

کا مشاہدہ دوسری چیزوں
کی عظمت ختم کر دیتا

ہے جیسے ستارے
چاند کے مشاہدہ کے وقت

بے وقت ہو جاتے ہیں۔

یافتن رسولِ قصیر رومِ عمرِ رافعتہ در زیرِ درختِ خرما

قصیر روم کے ایچی کا حضرت عمرؓ کو بھوکے درخت کے نیچے سوتا ہوا پانا

گفت عمرؓ تک بزرگِ نخل

کہا یہہ عمرؓ اس کھجور کے نیچے ہیں

زیرِ سایہ خفتہ میں سایہ خدا

خدا کے سایہ کو سایہ میں سوتا دیکھ

مرِ عمرؓ را دید و در لرزہ فتاد

(حضرت) عمرؓ کو دیکھا اور کچھ میں مبتلا ہو گیا

حالتِ خوش کرد بر جالشِ نزول

ایک اچھی حالت اس کی جان پر نازل ہو گئی

اِس دُشدرِ اجمع دیدند رجبہ

ان دو دشمنوں کو اس نے اپنے جگر میں جمع دیکھا

پیشِ سلطانانِ خوش و بگزیدم

میں بادشاہوں کے سامنے مطمئن ہو کر گزیرتا ہوں

ہیبتِ اِس مردِ ہوشم در رُبود

اس شخص کی ہیبت نے میرے حواس کم کر دیے

روئے من را نشانِ نگدائید رنگ

میرے چہرے کا اُن سے رنگ نہیں بدلا

ہمچو شیرِ اندم کہ باشد کارزار

شیر کی طرح، جبکہ کامِ تخت ہو

دل قوی تر بودہ ام از دیکن

اور دوسروں سے قوی دل رہا ہوں

من بہفت اندامِ از ان چہست اِس

میں ساتوں، اعضاء سے کم تر رہا ہوں یہ کیا ہے؟

ہیبتِ اِس مردِ حسابِ دق نیست

اس گدڑی پیشِ انسان کی ہیبت نہیں ہے

دید اعلیٰ نے اور اذخیل

ایک بد عورت نے اُس کو اجنبی دیکھ کر

زیرِ خرما بنِ زلفاں اوجہا

کھجور کے درخت کے نیچے خلوں سے جدا

آمد او آنجا و از دور ایستاد

وہ اُس جگہ آیا اور دور کھڑا ہو گیا

میتے زان خفتہ آمد بر رسول

اپنی پراس سوتے ہوئے کی ہیبت طاری ہوئی

مہر و ہیبتِ ہیبتِ یک دگر

محبت اور ہیبت ایک دوسرے کی ضد ہیں

گفت با خود من شہانِ زار دیدم

اپنے سے بولا میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے

از شہانم ہیبتِ تر سے نبود

بادشاہوں کی محیرِ کونی ہیبت اور خوف نہ تھا

رفتہ ام در بیشہ شیر و یلنگ

میں شیر اور تیندوے کی جھاڑی میں گیا ہوں

بشدم من در مصا و کارزار

میں بہت سے معرکوں اور جنگوں میں گیا ہوں

بس کہ خود بسن دم زخمِ گراں

بہت سے بھاری زخم گھائے اور بہت سے لگائے

لے سلاح اِس مردِ خفتہ بزمیں

یہ شخص بغیر ہتھیاروں کے زمین پر سو پا رہا ہے

ہیبتِ حق ست اِس خلقِ نیست

یہ خدا کی ہیبت ہے، مخلوق کی نہیں ہے

سلہ اعلیٰ - بدو - ذخیل -
اجنبی - خرما بن - کھجور کا
درخت - زلفاں - خلق
کی جمع، مخلوق - سایہ
خدا - منصف حاکم خدا
بسا سایہ ہے - نزول یعنی
الچی کے دل میں ایک
عجیب خوش کن کیفیت
پیدا ہو گئی - تہر یعنی تہی
کے دل میں حضرت عمرؓ
کی محبت بھی پیدا ہوئی اور
خوف بھی - باخود - اپنے
دل میں -
سلہ بگزیدہ - برگزیدہ -
بیشہ - درندے کے رہنے
کی جھاڑی - یلنگ -
تیندو - مصاف - صف
بندی کی جگہ - کارزار -
کام کی جگہ - زار - خراب -
سلاح - ہتھیار -
سلہ ہفت اندام - سات
اعضاء، سر، سینہ، اعضاء
دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں
دلق - گدڑی - صاحب دلق
کلی والا فقیر -

میں سے بہم مشترک کیا گیا ہے۔ شائع ہو گیا۔ بے حفاظت۔ جان۔ روح کے فضائل سنوئی ہیں تو وہ اور ایک سے بالاتر ہیں، اسی طرح حضرت عیسیٰ کے فضائل۔ تاش۔ تاکہ اور۔

ان کو ترانہ انگشت۔ اگر کوئی شخص اس شخص سے نہ کرے تو دنیا کی کوئی چیز اس کو نظر آنے کی ممکن چیزیں معدوم نہیں ہیں اسی طرح دل کی آنکھیں اگر بند ہوں تو مشاہدہ حق نہیں ہوگا لیکن وہ موجود ہے استغفر اللہ ہم انہوں نے اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈھاپ لئے، قرآن پاک میں یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا حال بیان کیا گیا ہے کہ ان کی دعوت پر نہ ہونے کے نالوں میں آنکھیں کھولیں لیکن اپنے اوپر کپڑے اڑھ لئے تاکہ نہ ان کی بات سُن سکیں نہ ان کو دیکھ سکیں، حضرت نوح کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک تمہارا کفر ہے تو اب تمہارا نظر بند رہے گا۔ مگر منہ جامہ۔ کپڑا۔ لا جرم۔ لامحالہ۔ دیدہ۔ آنکھ۔ آجی۔ یعنی اگر آدمی حقیقت کا ادراک نہ کرے وہ آدمی کہاں کا مستحق نہیں ہے اور ادراک بھی عیوب حقیقی سے متعلق ہو۔ کوہ۔ یعنی اس دی کا اندھا ہونا اچھا ہے جو محبوب کا دیر نہ کرے اور قابل محبت فانی کا ناسات نہیں ہے۔ تر۔ پرمغز و نازہ تہ عزت۔ صحیح لفظ عین کے ضم اور میم کے فتح کے ساتھ ہے۔ لیکن ضرورت شعری

حق پدیدست از میانِ دلگیراں
دوسروں کے درمیان اللہ اس طرح روشن ہے
دو ترانہ انگشت برد و چشم نہ
دو آنکھوں کے مٹے دونوں آنکھوں پر رکھ
ورنہ بینی این جہاں معدوم نیست
اگر تو نہیں دیکھتا ہے یہ دنیا تو معدوم نہیں ہے
تو ز چشم انگشت را بردار
خبر دار آنکھ سے آنکھلی بننا لے
فوج را گفت امت کو ثواب
امت نے فوج را علیہ السلام سے کہا تو اب کہا
رو و سر در جامہ پیچیدہ اید
تم نے منہ اور سر کپڑوں میں پیٹ رکھا ہے
آدمی دیدست باقی دوست
آدمی تو بنیاتی ہے، باقی کھال ہے
چونکہ دید دوست نہ بود کورہ
جبکہ دوست کا دیر نہ ہونا اچھا ہے
چوں سول روم اس الفاظ تر
جب روم کے انجیل کے پیر تر نازہ لفظ
دیدہ را بر جستن عمر گداشت
آنکھیں حضرت عمر کے ڈھونڈنے پر لگا دیں
ہر طرف اندر تپے آل مرد کار
اس مرد کار کی تلاش میں ہر طرف
کایں جنیں مردے بود اندر جہاں
کہ ایسا آدمی بھی دنیا میں ہوگا
جست وراثت چوں بند بود
آنکو ڈھونڈنا تاکہ انکا غلام بنیسا ہو جائے

ہمچو ماہ اندر میانِ اخترال
جیسا کہ ستاروں میں چاند
بیچ بینی از جہاں نصادہ
انصاف کر، دنیا کا بیچنے کو نظر آتا ہے
عین جہاں انگشت نفس شوم نیست
منجوس نفس کی آنکھ کے علاوہ کوئی عینیت
وانگہا نے ہر چہ میخواستی میں
پھر تو مجھ کو چاہتا ہے، دیکھ
گفت از اسوئے و استغشا اثاب
اس نے کہا و استغشا اثاب ہم کے اس دن
لا جرم بادیہ و نادیدہ اید
لامحالہ آنکھ واسلے ہو کر دیکھنا بیانیہ ہو
دید است آنکہ دیدوست است
دید تو دراصل محبوب کی دید ہے
دوست کو باقی نباشد دورہ
جو دوست باقی رہنے والا نہ ہوا اسکا دور ہونا اچھا ہے
در سماع آورد، شد مشتاق تر
سنے، تو وہ زیادہ مشتاق ہو گیا
رخت را واسطاع گذشت
سامان اور کپڑے کو بغیر مخالفت کے پھڑپھڑا
میشدے پُرساں و دیوانہ وار
دیوانوں کی طرح پوچھتا پھرتا
وز جہاں مانند جان باشد نہاں
جو جان کی طرح دنیا سے پوشیدہ ہو
لا جرم چو تندرہ یا بندہ بود
لامحالہ تلاش کرنیوالا، پالنے والا ہوتا ہے

جلوۂ کرد عا و خاصاں غروس
 دہن عوام اور خواص کو جلوہ دکھاتی ہے
 بہت بسیار اہل حال و صوفیاں
 صوفیوں میں اہل حال بہت ہیں
 از مناز بہاتے جانش یاد داد
 اس کو جہان کی منزلیں بتلاتی ہیں
 وز زمانے کز زمان خالی جہت
 اس زمانہ کی یاد دلاتی جو تہذیب زمانہ جالی تھا
 وز ہوائے کاندہر و سیمغ فرج
 اور اس ہوا کی جس میں سیمغ کے سیمغ نے
 ہر یکے پروازش از آفاق پیش
 اس کی ہر ایک پرواز عالم سے بڑھی ہوئی تھی
 چوں عمر اغیار و ریا ریافت
 جب (حضرت) عمرؓ نے بیگانہ صورت کو ریا پایا
 شیخ کامل بود و طالب مشہدی
 شیخ کامل تھا، اور طالب پر شوق
 دیدل مرشد کراوار شادداشت
 مرشد نے دیکھا کردہ استغداد رکھتا تھا
 مرگفتش کائے امیر المومنین
 اس شخص نے اسے کہا، اے امیر المومنین
 مرغ بے اندازہ چوں شد و قفس
 لا تعداد پرندے بچھڑے ہیں کیسے آگے
 برعدہا کان ارجمت و گوش
 وہ معدوم جو آنکھ اور کان نہیں رکھتے
 از فسون او و مہار و دوزد
 اس کے افسوں سے معدوم چیزیں جلد جلد

خلو اندر شاہ باشد باغروس
 دہن کے ساتھ خلوت میں (صرف) بادشاہ ہوتا ہے
 نادرست اہل مقام اندر میاں
 ان میں صاحب مقام کم ہیں
 وز سفر بابت روانش یاد داد
 اور اس کو رواج کے سفر یاد دلاتے
 وز مقام اقدس کاجلالی شد
 اور اس مقام اقدس کی جلالی ہے
 پیش ازین دست پر واز فتوح
 اس سے پہلے خوشی کی پرواز نہ تھی
 وز امید و ہمت مشتاق پیش
 مشتاق کی امید اور ہمت بڑھی ہوئی تھی
 جان اور اطالب اسرار یافت
 اور اس کی طبیعت کو اسرار کا طالب پایا
 مرد و چابک بود و مرکب درکھی
 سوار ہوشیار تھا، اور سواری تیار
 تخم پاک اندر زمین پاک کاشت
 پاک اینچ پاک زمین میں بو دیا
 جاں زبالا چوں زامد ز زمین
 روح دہا لم، بالاسے زمین پر گویا کھڑی ہے
 گفت حق جہاں فسون اند و قصص
 انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے روح فسون اند و قصص
 چوں فسون اند می لید و گوش
 جب وہ ان فسون پڑھتا ہے وہ گوش میں آجاتے ہیں
 خوش معلق میزند سوتے وجود
 وجود کی جانب تلا بازیوں کھاتی ہیں

سلجوق۔ یعنی اہل مال کے
 آثار برکس و ناس بظاہر
 ہو جاتے ہیں، صاحب
 مقام کی کیفیت عوام سے
 پوشیدہ رہتی ہے۔
 منتاز بہاتے۔ روح کی
 منزلیں یہی ہیں کہ وہ پہلے
 مجر و سختی پھر عالم مثال میں
 آتی پھر عالم خلق یعنی نارت
 میں آتی اس کے بعد جسم
 سے جدا ہو کر عالم برزخ میں
 جاگیں پھر حشر میں اس جسم
 سے متعلق ہو جائے گی۔
 وز زمان۔ زمانہ مخلوق اور
 حادث ہے اس سے پہلے
 ایک ایسی حالت تھی جو
 زمانے سے خالی تھی۔ مقام
 قفس۔ عالم جوت، یعنی
 مرتبہ صفات البلیہ، فوج
 کشافش۔ انگ، شوق
 آفاق۔ اطراف عالم
 منہمت۔ خواہش، حرص۔
 چوں عمر۔ یہ شرط ہے،
 جزا و تیسرے شعر کا دوسرا
 مصرع ہے مشتبہ شائق
 چابک۔ چالاک۔ درگاہ
 درگاہ میں حاضر ارشاد
 کامکاری، صلاحیت۔
 مرد۔ یعنی ایچی۔ امیر المومنین
 ایمان والوں کے سردار
 یعنی حضرت عمرؓ یا۔ یعنی
 عالم امر زمین۔ یعنی عالم
 خلق۔ بے اندازہ۔ روح
 ارہ سے پاک ہے لہذا آنکھ
 بے مقدار کہا ہے۔ نفس۔
 پتھر، یعنی جسم انسانی فسون
 افسوں۔
 سے قصص۔ قصہ کی جمع ہے

یعنی اندر شاہ کے لئے اس کو حکمران بنائی ہو جائے اور بادشاہ، چاہے کامطلب یہ ہے کہ روح کا

ہرگز نہ کرے - شعر
 تو ہم گردن از حکم داد و پیچ
 کو گردن دیمیز حکم تو پیچ
 جست یعنی سوراخے -
 خیریت - ادب تعظیم -
 پیغمبر حدیث شریف میں
 آیا ہے - السلام قبل الکلام
 سلام، بات حیات سے پہلے
 ہے نماز - یعنی علیکم
 السلام ہرگز - یعنی جو شخص
 خراسے کرتا ہے، اسکو
 طمانیت حاصل ہو جاتی ہے
 پھر کسی چیز کا اسکو خوف
 نہیں رہتا ہے - نزل -
 مہانی کا کھانا - درخور
 لائق - طاقت - خوفزدہ -
 ست خاطر ویران - شکستہ
 دل - دل انداز رفتہ -
 گھرا یا ہوا - دھن - باریک
 نوعی - لڑتی - احتجاجا سختی
 ابدان - اولیاء اللہ کی ایک
 مخصوص جماعت ہے یہاں
 مطلقاً اولیاء اللہ مراد ہیں
 مقام - وہ باطنی کیفیت
 ہے جو شریعت پر عمل کرتے آؤ
 کسب و ریاضت حاصل
 ہوتی ہے حال - وہ قلبی
 کیفیت ہے جو بلا کسے
 پیدا ہوتی ہے جیسے شوق،
 استغراق چنانچہ مشہور
 مقولہ ہے - اَلْفَنَانِ شَرِ
 مِکَا سَبَّ وَ لَا اُخْوَالُ مَوَاتِ
 یعنی مقابلات، کسب سے
 حاصل کئے جانے ہیں اور
 احوال خدا کی دین ہیں -
 سچا بلکہ نہ انکس حسن،
 ناز کر نہ دکھانا - نرمی -
 خوبصورت - عروس - دہن،

دستِ اول ۱۶

مثنوی مولانا روم

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید
 جو اندر تعالیٰ سے ڈرا اور اسے تقویٰ اختیار کیا
 اندر پس فکرست بجزمت و دست
 اسی فکر میں وہ اپنے دست بستہ ہوا
 کہ خدمتِ مرعز او سلام
 اس نے (حضرت) غرض کی تحکیم کی اور سلام کیا
 پس علیکش گفت اور پیش خوا
 پھر (حضرت) غرض نے اسکو علیک کہا اور آگے بلایا
 ہر کہ ترسید مرورا کین کند
 جو ڈرتا ہے اسکو مطمئن کرتے ہیں
 لا تنخا فواہست نزل خاتفا
 ڈرنیوالوں کی مہمانی کا کھانا نہ ڈرو ہے
 آنکہ خوش نیست چو کی مترس
 جس کو در نہ ہو، اسکو نہ ڈرے کہے کہے گا؟
 خاطر ویرانش را آباد کرد
 اس کی برباد طبیعت کو آباد کر دیا
 سخن گفتن عمر با رسول فیض روم و سوال سول فیض روم با عمر
 حضرت عمرؓ کا فیض روم کے پیغمبر سے بات کرنا اور روم کے پیغمبر کا حضرت عمرؓ سے سوال کرنا
 بعد از آن گفتن سخنان دقیق
 اُس کے بعد انہوں نے اس سے باریک باتیں کیں
 و نواز شہا حق ابدال را
 اور اولیاء پر اللہ تعالیٰ کی نوازشوں کے بار میں
 حال چوں جلوه زان بیا عروس
 حال، گویا اس حسین دہن کا جلوہ ہے
 جلوه بیند شاہ و غیر شاہ نیز
 جلوه تو شاہ ارشاد کے غلام (سچی) دیکھتے ہیں

ترس از وے جن انس ہر کہ دید
 اُس سے جن اور انسان اور جوئی اسکو دیکھے ڈرتا
 بعد یک ساعت عمر از جا جست
 ایک گھنٹہ بعد (حضرت) عمرؓ جگہ سے اٹھے
 گفت پیغمبر سلام آنکہ کلام
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیغمبر اسکو
 امینش کرد و بنزد خود نشانہ
 اس کو مطمئن کیا اور اپنے پاس بٹھایا
 مرد دل ترسندہ را ساکن کند
 جس کا دل ڈرے اُس کو سکین دیتے ہیں
 ہست در خور از بر آفات
 اور اُس سے ڈرنے والوں کے (لائی) خوشخبری ہے
 درس چہ ہی نیست و محتاج درس
 سبق کیا سکھانا ہے وہ سبق کا ضرورت نہیں ہے
 آن دل از جارفہ را دلشاد کرد
 اُس گھبرائے ہونے کو خوش کر دیا
 در صفات پاک حق نعم از رفیق
 اشیا پاک کی صفات تم سے بارسے میں جو بہتر ان رفیق
 تا بداند او مقام و حال را
 تاکہ وہ مقام اور حال کو سمجھ جائے
 ویں مقام آں خلوت با عروس
 اور مقام، دہن کے ساتھ خلوت ہے
 وقت خلوت نیست جز شاہ عزیز
 لیکن خلوت کے وقت با عزت بادشاہ کے سوا کوئی نہیں
 ہوتا ہے

گوش جان و خشم جانِ این مست

جان کے کان اور آنکھ اس حس کے علاوہ ہیں

لفظ جبرم عشق لے صبر کرد

جبر کے لفظ نے میرے عشق کو بے زار کر دیا

این معیت با حق سستِ جنیت

یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معیت ہے اور جبر نہیں ہے

و ربود ایں جبر جبر عام نیست

اگر جبر ہے تو عوام کا جبر نہیں ہے

جبر را ایشاں شناس لے لیسر

اے بیٹا! جبر کو وہی پہچانتے ہیں

غیب آئندہ برایشاں گشتِ فاش

غیب اور انبیا کی چیزیں ان پر منکشف ہو گئی ہیں

اختیار و جبر ایشاں دیکھ سست

ان کا اختیار اور جبر دوسرا ہی ہے

ہست بریں قطرہ خود و بزرگ

باہر وہ چھوٹے اور بڑے قطرے ہیں

طبع نافر ہو ست آں قوم را

اس قوم کی طبیعت ہرن کا نافہ ہے

تو گویند فیروں خوں بُود

تو نہ کہہ کہ یہ نافہ باہر خون ہوتا ہے

تو گو کایں مس بروں بد محقر

تو نہ کہہ کہ یہ تانبا باہر ناجیز تھا

اختیار و جبر در تو بد خیال

اختیار اور جبر سمجھ میں ایک خیال تھا

نان چوں در سفہ او باش حماد

روٹی جب تک سفر خان میں ہے وہ بے روح ہے

گوش عقل چشم و ظن را مفلس است

عقل کا کان اور گمان کی آنکھ اس خالی ہے

وانکہ عاشق نیست جس جبر کرد

جو عاشق نہیں ہے اسکو جبر کا فیدی بنا دیا

ایں تجلی مہست ایل بر نیست

یہ چاند کی سجتی ہے، ابر نہیں ہے

جبر اں امارہ خود کا مہ نیست

خود غرض نفس، امارہ کا جبر نہیں ہے

کہ خدا بکشادشاں دل بصر

جن کے دل کی آنکھ خدا نے کھول دی ہے

ذکر باضی پیشاں ایشاں گشتِ لاش

گذشتہ کی یاد تو ان کے سر نہ کچھ بھی نہیں

قطر باندر صد فہا لوہرست

صد فوں میں سے قطرے گہر ہیں

در صد فر با خود دست و دسترگ

لیکن صدف میں وہ چھوٹے اور بڑے دونی ہیں

از بروں و بروں شاں مشکہا

باہر خون ہے اور ان کے اندر مشک ہے

چوں بُود درنا مشکے چوں شود

جب نافر میں جاتا ہے مشک کیوں بجاتا

در دل کسیر چوں گشت ستر

اکسیر کے دل میں پہنچ کر سونا کیسے بٹکیا ہے

چوں در ایشاں رفت شد لوجلال

جب ان میں پہنچا تو نور جلال بن گیا

در تن مردم شود اوج شاد

انسان کے جسم میں پہنچا تو ہمتا شاد بن جاتا ہے

لے گوش جان۔ روح کے

کان اور آنکھ جسم کے کان اور

آنکھ کے علاوہ ہیں نیز عقل

کے کان اور گمان کی آنکھ

سے بھی جلا کا نہیں۔ جبر یعنی

جب یہ بات سمجھ میں آگئی

کہ مطلق اختیار صرف ذات

باری کو حاصل ہے تو میرے

عشق میں اور اضافہ ہو گیا

جو عبادت اور ریاضت کے

اضافہ کا متقاضی ہے۔

جو لوگ عشق سے خالی

ہیں وہ جبر کے معنی مجبور محض

کے لیکر عبادات کو ترک

کر بیٹھتے ہیں۔ معیت با حق

جب ذات باری سے تعلق

قائم ہو جائے تو وہ اس کو

ہی متعرف حقیقی سمجھتا ہے

لیکن اسکو جبر کہنا غلطی ہے۔

عامہ عام لوگ۔ امارہ یعنی

وہ نفس جو بڑی پرکادہ کرتا

رہتا ہے۔ خود کا تہ۔ خود

غرض۔ نیست۔ یعنی اگر کوئی

اللہ کے کامل اختیار کے مقابلہ

میں اپنے ناقص اختیار کو جبر

کے ساتھ تعبیر کرے تو کوئی

مضائقہ نہیں ہے۔ آئندہ

مستقبل۔ فاش۔ ظاہر۔ آفت

لاشعری۔ غیر موجود۔

لے دیگر گشت۔ عارفین کا جبر

مزید عشق والی عفت کا سبب

ہے عوام جو جبر کے معنی لیتے

ہیں وہ شرعی احکام کے مطلق

ہو جائیکہ باعث ہے۔ قطرہ۔

جبر مجبور اور جبر مذموم کو نیک

مشالوں سے سمجھایا ہے۔

پہلی مثال پانی کے قطرہ دل کی

ہے کہ وہ صدف سے باہر نہ

مثنوی مولانا رومؒ کا یہ شعر ہے کہ گوش جان و خشم جان این مست جان کے کان اور آنکھ اس حس کے علاوہ ہیں لفظ جبرم عشق لے صبر کرد جبر کے لفظ نے میرے عشق کو بے زار کر دیا این معیت با حق سست جنیت یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معیت ہے اور جبر نہیں ہے و ربود ایں جبر جبر عام نیست اگر جبر ہے تو عوام کا جبر نہیں ہے جبر را ایشاں شناس لے لیسر اے بیٹا! جبر کو وہی پہچانتے ہیں غیب آئندہ برایشاں گشت فاش غیب اور انبیا کی چیزیں ان پر منکشف ہو گئی ہیں اختیار و جبر ایشاں دیکھ سست ان کا اختیار اور جبر دوسرا ہی ہے هست بریں قطرہ خود و بزرگ باہر وہ چھوٹے اور بڑے قطرے ہیں طبع نافر ہو ست آں قوم را اس قوم کی طبیعت ہرن کا نافہ ہے تو گویند فیروں خوں بُود تو نہ کہہ کہ یہ نافہ باہر خون ہوتا ہے تو گو کایں مس بروں بد محقر تو نہ کہہ کہ یہ تانبا باہر ناجیز تھا اختیار و جبر در تو بد خیال اختیار اور جبر سمجھ میں ایک خیال تھا نان چوں در سفہ او باش حماد روٹی جب تک سفر خان میں ہے وہ بے روح ہے

باز بر موجود افسونے چخواند

گفت باجم آیتے تا جاش او

گفت در گوش در نکتہ خوف

گفت در گوش کل خندش کرد

تا بگوش خاک حق چخواند

تا بگوش بر آں گویا چخواند

در ترزدہ کہ او آشفته است

تا کند مجبوش اندر دوکماں

ہم ز حق ترجیح یابد یک طرف

گر خواہی در ترزدہ ہوش جان

پنبہ و سواس بریں کن ز گوش

تا کنی فہم آں معما ہاش را

پس محل وحی گرد گوش جان

پھر جان کا کان وحی کی جگہ بنجاتا ہے

زود او را در عدم دوا سپاند

گفت باخورشید تا خشاں شد او

گفت با بعل خوش و تابانش کرد

کو مراقب گشت خاش تا نہاد

کو چو مشکائے دیدہ خود آب اند

حق بگوش او معما گفت است

آں کنہم کو گفت یا خود ضیاء

زراں دو یکاں برگزینہ راں کنف

کم فتنار اس بیند ز گوش جان

تا بگوش آید ز گردوں خروش

تا کنی ادراک مژ و فاش را

وحی چہ بود گفتن از حس نہاں

وحی کیا ہوتی ہے؟ پوشیدہ حس کی تشنگی ہے

لہو و آسہ تیز رفتار،

جو باری باری دو گھوڑوں

سے سفر کر لیکھا جلد منزل

مقصود پر پہنچ جائیگا

جسم جسم کا زندہ ہونا

اور سورج کا چمکنا

اُس کے حکم سے ہے

کسوف - گرہن، عارضت

میں ہے کہ چاند اور

سورج کا گرہن کسی کی موت

اور زندگی کی وجہ سے

نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی

آیتیں یعنی علامتیں ہیں

جن سے اللہ اپنے بندوں

کو تنبیہ کرتا ہے۔ مراقبہ

۱۴ فقرہ ناک کی طرف کی ہے۔ یہ فقرہ پندرہ بار پڑھنا سیکھنا بہت آسان ہے۔ یہ سانس پھیلنے کی تیز اور صحت مند علامت ہے۔

۱۵ فقرہ ناک کی طرف کی ہے۔ یہ فقرہ پندرہ بار پڑھنا سیکھنا بہت آسان ہے۔ یہ سانس پھیلنے کی تیز اور صحت مند علامت ہے۔

در دل سفرہ نکشہ تمحیل
 دسترخوان میں وہ منیخ نہیں ہوتی ہے
قوت جان است اس کے استخوان
 اسے سچی بات پڑھنے والے یہ روح کی طاقت ہے
نات قوت تن و لیکن در نگر
 اے بیٹا! روتی بدن کی غذا ہے، لیکن غور کر
گوشت پاره آدمی از زور جان
 آدمی جو گوشت کھا جاتا ہے، جان کے زور سے
زور جان کو لیکن شق الحجر
 کو لیکن کی جان کے زور نے پتھر پھاڑا
گر کشاید دل سرانبان راز
 اگر دل راز کے کھیلے گا منہ کھول دے
گر زبان گوید اسرار نہاں
 اگر زبان چھپے راز کھلے

مستحیاش جان کند از سلسیل
 روح اس کو سلسیل کے ذریعہ متیز کرتی ہے
تا چہ باشد قوت اس جان جان
 تو روح کی روح کی کیا طاقت ہوگی؟
تا چہ قوت جان باشد آپس
 اس کی روح کی غذا کیا ہوگی؟
می شکافد کوہ را با بحر و کان
 پہاڑ کو مع سمندر اور کان کے پھاڑ دیتا ہے
زور جان جان در الشق القمر
 جان کی جان کا زور الشق القمر میں ہے
جان بسو غش سازد تر تراز
 جان غش کی جانب دھڑ جائے
آتش آفرورد بسود این جہاں
 آگ نکلا دہشت اور اس جہاں کو جلا دے

اضافت کردن آدم علیہ السلام از کتب راجعہ الیہ
 حضرت آدم علیہ السلام کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا کہ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا
واضافت کردن ابلیس بحق تعالیٰ کہ رب بما اغوی
 اور شیطان کا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کہ اے میرے رب مجھے تو نے کیوں گمراہ کیا

فعل حق و فعل ماہر دو ہیں
 اللہ کے فعل اور ہمارے فعل، دونوں کو دیکھ
گر نباشد فعل خلق اندر میاں
 اگر مخلوق کا فعل موجود نہ ہو
خلق حق افعال ماہر موجب
 اللہ کی آفرینش ہمارے افعال کی موجب ہے
لیک ہستائیں فعل ما مختار یا
 لیکن ہمارا یہ فعل ہمارے اختیار میں ہے

فعل ماہر ہستائیں پیدا اس
 ہمارے فعل کو تو موجود سمجھ، یہ خطا ہر ہے
پس گو کس را چرا کردی چنان
 تو کسی کو نہ کہہ کر تو نے ایسا کیا کیا؟
فعل ما اشار خلق از دست
 ہمارے فعل، اللہ کی آفرینش کے نتیجے ہیں
ز و جزا کہ ماہر ما کہ بار ما
 اس کی جزا کبھی ہمارے لئے سانس، کبھی ہماری دوسست ہے

بحث عقل جس اثر و ان سبب

عقلی اور حسی بحث کو اثر یا سبب سمجھ
ضمیمہ جال نہ مانندے مستغنی

اے روشنی کے طالب! روح کا نور حب آیا
زانکہ بینا اگر فروش باز غست

اسلے کہ نور بینا جسکی روشنی چمک رہی ہے

بحث جانی یا عجب یا العجب

روحانی بحث یا عجب ہے یا اس سے بھی بڑھ کر ہے
لازم و ملزوم و نافی مقتضی

لازم اور ملزوم اور نافی مقتضی نہ رہے
از عضا و از عضا کشف غایت

لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے سے بے نیاز ہے

ما زیں قصہ برون خود کے شریک

ہم اس قصہ سے باہر ہی کب نکلے ہیں؟
و رعبا ہم آئیم آل یوان او

اگر علم سے بہرہ و رہوں، نہ اس کا کل ہے
و رہ بہ بیداری بدستان ویتیم

اگر بیدار ہیں تو اس کے داستان کو ہیں
و رنجندیم آل ماں برقی ویتیم

اگر ہم نہیں تو اس وقت ہم اس کی بجلی ہیں
و رصلح و عذر عکس مہر اوست

اگر صلح اور معذرت ہیں تو اس کی مہر کا برقی ہیں
چول آلف او خود کہ دار تیج تیج

آلف کی طرح ہیں جس کے پاس کچھ نہیں ہے
اندریں رہ مرد مفرد می شوی

تو اس راستہ میں تو چکا نہ انسان سنجائے
دل ازیں دنیا تے فانی بنی

اس فانی دنیا سے دل کو ہٹا لے
از رسول روم برگو وز عمر

روم کے اچھی اور حضرت عمرؓ کی بات کر

بار دیگر ما بقصہ آمدیم

ہم پھر قصہ کی طرف لوٹتے ہیں
کز جہل آئیم آل نذران اوست

اگر ہم جہل میں مبتلا ہیں تو ردہ اسکا قید خانہ ہے
گر نجواب آئیم متان ویتیم

اگر ہم سو جائیں تو ہم اس کے مست ہیں
و رگبرگیم ابر بر رقی ویتیم

اگر ہم روئیں تو اس کا صاف پانی بھرا برقی ہیں
و رختم و جنگ عکس قہر اوست

اگر غم اور اڑانی میں ہیں تو اس کے قہر کے برقی ہیں
ما کہ ایم اندر جان تیج تیج

اس تیج و رتیج دنیا میں ہم کیا ہیں؟
چول آلف کہ تو مجرومی شوی

اگر آلف کی طرح تو فانی ہو جائے
جہد کن تا ترک غیر حق کنی

کو شش کر تا کہ تو ماسوی اللہ کو ترک کرے
ایں سخن را نیست پایاں آپسر

اے ... اس بات کہ انتہا نہیں ہے

سلہ اثر - یعنی اثر سے مؤثر پر

استدلال جیسے دعویٰ سے

آگ کے وجود پر استدلال

جس کو دلیل مانی کہتے ہیں۔

سبب - یعنی علت سے

معلول کے وجود پر استدلال

جس کو دلیل مانی کہتے ہیں۔

جیسے سورج کے نکلنے سے

دن کے وجود پر استدلال

عجب - عجیب - بظاہر

عجیب کا یا پ یعنی بہت

زیادہ تعجب خیر مستغنی

روشنی حاصل کرنے والا۔

ستارہ ملزوم - یعنی لازم

کے وجود سے ملزوم کے

وجود پر ملزوم کے وجود

سے لازم کے وجود پر استدلال

نافی مقتضی یعنی نافی کے

وجود سے منفی کے وجود

پر یا مقتضی کے وجود سے

مقتضا کے وجود پر استدلال

بازرغ - چمکنے والا - غارغ

یعنی عقلی بحث اندر سے گی

لاٹھی ہے جو اس کی زبانی

کرتی ہے ہمارے کو اس کی

کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سک جہل - نادانی، یہ خدا کا

قید خانہ ہے۔ علقم - یعنی قید

الہی ہی اس کے دربار میں باپانی

کا سبب ہے۔ وستان - داستان

آبر - باد - تندرستی - صاف

پانی - برقی - بجلی - و رختیم

غرضیکہ جملہ معقات انسانی

اللہ کی شانوں کا مظہر ہیں۔

آلف - یعنی جو ہر چیز سے

خالی ہے نہ اس - پناختہ

ہے نہ حرکت - موجو - خالی۔

مرد غور و بظاہر انسان ہے مثال

یار را خوش کن مرغال سبیل
دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ

طیبات از بہر کہ لطیبتیں
پاک چیزیں کس کے لئے ہیں پاک لوگوں کے لئے

تمثیل

تا بدانی جبر از اختیار
تا کہ تو جبر کو اختیار سے جاسمجھ سکے
وانکہ دستے را تو لرزانی زجاں
اندوہ ہاتھ جھکو تو جگہ سے ہلارہا ہے
لیکھاں کرد ایناں قیاس
لیکن اسکو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے
چوں پشیمان نیست مرد مرعش
رعشہ والا انسان کیوں شرمندہ نہیں ہے
بر چنین جبرے چہ جبر پسیدہ
اس قسم کے جبر کو تو کیوں پیٹا ہوا ہے
تا ضعیف و برد آسختا مگر
شاید کوئی کہ مردار کے ذریعہ اس مقام تک پہنچ جائے
آن کہ باشد کہ بحث جاں بود
روحانی بحث دوسری بھی چیز ہے
بادہ جاں را قوائے دیگرست
روحانی مشرب کا قوام ہی دوسرا ہے
ایں عمر باہو الحکم ہمزاد بود
یہ حضرت، عرض البوجل کے ساتھ ہوتا ہے
تو الحکم تو جہل شد و بحثاں
انہی بحث میں ابوا الحکم البوجل بن گیا
گر چہ خود نسبت بجاں اوجاہلست
اگرچہ روح کے اعتبار سے وہ جاہل ہے

یک مثال اول کے فرقے یار
اے دل! ایک مثال فرق کرنے کے لئے لا
دست کو لرزاں بود از ارتعاش
وہ ہاتھ جو رعشہ سے ہل رہا ہے
ہر جنبش آفریدہ حق شناس
دونوں حرکتوں کو اللہ کی پیدا کردہ سمجھ
زناں پشیمانی کہ لرزائید لیش
پس سے تو شرمندہ ہے جس کو لوٹنے بلایا ہے
مرعش را کہ پشیمان دیدہ
رعشہ والے کو تو نے کب شرمندہ دیکھا ہے؟
بحث عقل است بر عقل آں حاکم
یہ عقلی بحث ہے، عقل کیا ہے، حیلہ کچھ ہے
بحث عقلی گرد و مرجاں بود
عقلی بحث، خواہ مونی اور مومنا ہو
بحث جاں از مقام دیگرست
روحانی بحث کا مقام دوسرا ہے
آن ماں کہ بحث عقلی ساز بود
جس زمانہ میں عقلی بحث مہیا تھی
چوں عمر از عقل آسختے جاں
عمر جب عقل سے بھاری ہو آئے
سوئے عقل و سوئے عقل کاملست
عقل اور اس کے اعتبار سے وہ پورا ہے

طیبات - پاک چیزیں،
پاک عورتیں لطیبتیں - پاک
لوگ - پاک - یعنی خدائے
تعالیٰ، فرقے - یعنی حرار
افغانا میں امتیاز کرنے کے
لئے ارتعاش - لرزہ، رعشہ
کا مرعش - ارتعاش - ارتعاش
اور جبر - ہاتھ کی دونوں
قسم کی حرکت اللہ کی پیدا
کردہ ہے۔ لیکن دونوں میں
فرق ہے۔ ایک جبری ہے
ایک اختیاری ہے مرعش۔
حرکت اختیاری کی وجہ سے
انسان بھی شرمندگی محسوس
نہیں کرتا، اختیار یا شائستہ
حرکت سے شرمندہ ہوتا ہے۔
بحث - یعنی جبر و اختیار کا فرق
سمجھانے کے لئے جو ہم نے
پہلے تقریر کی یہ عقلی بحث
ہے، لیکن عقل بجا ہی خود
کیا چیز ہے جو اس کی بحث
قابل قدر ہو یہ تو محض غوا
روحانیت سے خالی لوگوں
کے لئے ایک راہ نمائی کی
تہیہ ہے۔
ضعیف - یعنی وہ لوگ
جنگ و جدی علوم حاصل نہیں
ہیں۔ در مونی - مرجان۔
مومنا - یعنی عقلی بحث
خواہ کسی حسین ہو روحانی
بحث کا مقام حاصل نہیں
کر سکتی۔ مقام - روحانی
بحث کا مرتبہ وحی والا مقام کا
مرتبہ ہے۔ بادہ - شراب۔
قوائے - کسی چیز کے حقیقی اجزاء
ساز و بدن - سامان ہونا۔
سلہ بواجہل عمر بن شام کی پہلی
کثیت ہے اس کے بعد اس کی

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَس دَمِ نطقَت کب جزو جزو با ست
تیری گویانی جو جزو کا جزو ہے
تو کہ جزوی کار تو با فائدہ است
تو جو کہ ایک جزو ہے، تیر کام با فائدہ ہے
گفت اگر فائدہ ہو د مگو
لے میں اگر فائدہ نہ ہو تو نہ بول
شکر حق چوں طوق ہر گردن بود
اللہ کا شکر ہر گردن میں طوق کی طرح ہونا چاہئے
گر ترش و بودن آمد شکر و بس
اگر ترش رو ہونا ہی صرف شکر ہے
میر کہ اگر راہ باید در جگر
اگر میر کہ کو جگہ میں جانے کا راستہ چاہیئے
معنی اندر شعر جزو با خطی نیست
شعر میں معنی بیان کرنا بغیر کہ جزو نہیں ہے

فائدہ شد کل کل خالی چر است
مفید ہوئی، تو کل کا کل خالی کیوں ہے؟
پس چرا طعن کل آری تو دست
پھر تو کل پر طعن نہ کیلئے کیوں آمادہ ہوتا ہے؟
وَر بود ہل اعتراض و شکر جو
اگر ہونو اعتراض چھوڑے اور شکر بے ادا کر
نہ کہ جھگڑا اور رشتہ بگاڑنا
ہمچو میر کہ شکر کوئی نیست کس
تو میر کہ سا شکر گداز کوئی نہیں ہے
گو بشو میر کنکبیں آواز شکر
کہو، شکر سے عکس کنکبیں بنے
چوں فلاں کست است از اضبط نیست
جسٹل کے پتھروں کی طرح ہے ان کا ضبط کرنا نہیں

وہ بیانِ خدا مَن ارادہ اَن یَجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فلیجلسَ مَعَ اَہْلِ التَّوْحٰدِ
حدیث، جو اللہ کے ساتھ بیٹھنے کا قصد کرے وہ اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے، کامیاب

اَس رسول انجاری سید شاہ شد
وہ ابھی اس جگہ پہنچا کہ شاہ بن گیا
اَس سوان ز خود بشو سیک و جام
وہ ابھی ان ایک دُعا جام سے پیو نہ ہو گیا
سبل چوں آمد بدیا با کمر گشت
سیلاب دریا میں پہنچا، دریا بن گیا
سبل چوں آمد بدیا با کمر گشت
سیلاب چب دریا میں پہنچا فنا ہو گیا
چوں تعلق یافت ناں بابو البشر
روٹی کا تعلق جب (حضرت آدم سے ہوا

والہ اند قدرت اللہ شد
اللہ کی قدرت کا فریفتہ ہو گیا
نہ رسالت یا داندش نیام
نہ اُس کو سفارت یا دربی نہ پہنچا
دانہ چوں آمد بدیا با کمر گشت
دانہ جب کھیت میں پہنچا، کھیتی بن گیا
میخ پیش تیغ شمس ضو گشت
ابر، سورج کی تلوار کے آگے دھوپ بن گیا
نان مردہ زندہ گشت و با خبر
مردہ روٹی، زندہ اور با خبر ہو گئی

سلامِ نطقَت یعنی انسان کا
کلام جو حادث ہے۔ جب وہ
فائدہ سے خالی نہیں ہے تو
کل کل۔ یعنی کلامِ قدیم کا کلمہ
فائدہ سے کیسے خالی ہو سکتا
ہے۔ تو کہ جب انسان کا کام
فائدہ سے خالی نہیں ہوتا ہے
تو کل یعنی ذات باری کے
کام پر ملے فائدہ ہو سکے طعن
کا کیا موقع ہے۔ گفت تیرا
کلام جو تو نے سوال میں کیا
ہے اگر مفید ہے تو کلمہ ثابت
ہو گیا یعنی کلام باری بھی
مفید ہو سکتا جیسا کہ اوپر کے
اشعار میں بتایا گیا اور اگر
یہ تیرا کلام غیر مفید ہے تو
ایسا کلام ہی نہ کرنا چاہئے
لہذا تجھے یہ سوال ترک کر دینا
چاہئے نیز یہ مطلب بھی ہے
کہ غیر مفید سوال کرنا درست
نہیں ہے۔ مفید سوال بھی
بشکل اعتراض نہ ہونا چاہئے
بلکہ شکر گوئی کے طریقہ پر
ہونا چاہئے۔ شکر حق۔ انسان
کا شکر گداز ہونا اللہ کا شکر گداز
ہونا ہے۔ نے جلال۔ اِلہائی
اور جھگڑنے کے طریقہ پر
سوالات کرنا شکر گدازی کا
طریقہ نہیں ہے۔ میر کہ۔ اگر
ترش روئی، شکر نہ ادا کر سکا
طریقہ ہو تو پھر میر کہ۔
زیادہ شکر گدازوں ہو گا۔
از شکر۔ اگر جگہ تک مفیدیت
کی خواہش ہے تو میر کہ کہ
شکر میں ملا کر سنجیدہ بنالو
مطلب معنی۔ اس موضوع
کی وضاحت شعروں کے
ذریعہ نہیں ہو سکتی شعریہ

سوال کون سوال موم از غم سبب بتلا اوج با ایل و بگ صم

روم کے اچھی کا حضرت عمرؓ سے ربحوں کے اس آب و گل کے جسم میں مبتلا ہو نیک سبب پوچھا

روشنے در دش آمد بدید

اس کے دل میں ایک روشنی پیدا ہو گئی

گشت فارغ از خطا و از صواب

صحیح اور غلط سے بے نیاز ہو گیا

بہر حکمت کرد در پریش شرف

حکمت کی بات پر بچھنی شرف رکھ دی

حبس بر صافی در خاک کرد

اس مصطفیٰ چیز کو اس مکدر مٹی میں قید کر دیا

جان صافی بستہ ابدان شد

مُصطفیٰ روح جسموں سے وابستہ ہو گئی

مُرخ را اندر قفس کردن چو بند

پر بندہ کو چبڑے میں بند کر دیا کیا فائدہ ہے

معنی را بند حریفی کنی

معنی کو لفظوں میں قید کر رہا ہے

بند حریفی کردہ تو بادرا

آواز کو بھی تو نے لفظوں کا پابند کر دیا

تو کہ خود از فائدہ در پردہ

حالانکہ تو خود فائدہ سے حجاب میں ہے

چوں نہ بنید انجی مارا دید شد

وہ اس کو کیوں نہ دیکھے تھا جس کو مرنے لگا تھا

صدر ہزاراں پیش آں یک اندک

اور ان میں سے ایک مئے سامنے لاکھوں فائدہ لگا

چوں بود خالی زم معنی کئے را

معنی سے کب خالی ہو گا؟ سچ کہنا

از غم چوں آں سوال پر شنید

اس اچھی نے (حضرت عمرؓ سے جب یہ سنا

مخوشد پیش سوال ہم جواب

سوال اور جواب بھی اس کے سامنے رکھ دیا

اصل ادب بگذشت از فرغ

اس نے اصل معلوم کر لی فرغ کو پھیر دیا

با غم گفت او حکمت بود و تر

(حضرت عمرؓ سے بولا کیا حکمت اور کیا اذیت

آ صافی در گلے نہاں شد

صاف پانی، مٹی میں چھپا ہوا ہے

فائدہ فرما کہ اس حکمت چو بود

فرمائی یہ کیا حکمت تھی؟

گفت تو نے سخن شکر فرمی کنی

(حضرت عمرؓ نے) کہا تو عجیب بحث کر رہا ہے

حبس کردی معنی آزاد را

آزاد معنی کو تو نے قید کر دیا

از برائے فائدہ اس کردہ

تو نے فائدہ کے لئے یہ کیا ہے

آنکہ از وے فائدہ زائید شد

جس ذات سے وہ فائدہ پیدا ہوا ہے

صدر ہزاراں فائدہ است ہر یک

لاکھوں فائدہ ہیں

آں دم نطقش کہ جان جانہا

اسکی گویائی کا انھوں جو جانوں کی جان ہے

سلاہیں ارشید یعنی حضرت

عمرؓ نے روح کے بارے

میں جو تقریر کی تھی۔ مختصر

یعنی سوال و جواب مختصر

ہو گئے اور اس کو شرح

صدر ہو گیا۔ اصل یعنی

اس کو معلوم ہو گیا کہ اشارہ

کے وجود کا اصل سبب

کلہ کن ہے۔ فرغ۔

یعنی اشارہ کے وجود

کے جزوی اسباب۔

حکمت۔ یعنی اللہ کے

افعال کی حکمتیں گفت

اس نے دریافت کیا کہ

روح کو جسم میں مقید

کونسی کیا حکمت ہے۔

آب صافی۔ یعنی روح۔

گل۔ یعنی انسانی جسم۔

مُرخ۔ یعنی روح۔ قفس

یعنی انسانی بدن۔ شکر۔

غشیں کے کسرہ اور کائنات

کے فخر کے ساتھ عجیب

غلیظ۔

سے قفس۔ قید کرنا۔ باد

ہوا۔ یعنی آواز، انسان

معنی اور آواز جیسی آزاد

چیز کو لفظوں میں مقید کرنا

ہے تو اس میں لامحالہ کوئی

نقص کوئی حکمت اور فائدہ

پیش نظر ہوتا ہے۔ آنکہ۔

جو ذات فائدوں کی خالق

ہے اس کے افعال میں کوئی

نقص فائدہ کیوں مضمر نہ ہو گا

صدر ہزاراں۔ روح کو مقید

کرنے میں لاکھوں فائدے

ہیں اور اس میں سے ہر ایک

جہاں سے لاکھ فائدوں سے

۳۔ بڑھا ہوا ہے۔ ۴۔ غلط فہمی۔ یعنی لکھن۔ جان جانہا۔

۵۔ تمام جانداروں کی جان کا اصل سبب ہے۔ معنی۔ یعنی آواز۔

کاشتر خالق بنده محکم است
خلق میں شہرت مضبوط پڑی ہے

یک حکایت بشنو از یار فقی
اے اچھے ساتھی! ایک قصہ سن لے

بشنو کنوں داستان در مثال
اب ایک قصہ بطور مثال کے سن لے

در رہ این بند آہن کے کم است
راہ میں یہ لوہے کی پٹری سے کم ہے

تا بدانی شرط این بحر عمیق
تا کہ اس گہرے سمندر کی موافق ہو کہ تو سمجھ لے

تا شوی واقف بر اسر امثال
تا کہ بات کے رازوں سے تو باخبر ہو جائے

قصہ بازار گاں کہ ہندوستان تجارت میرفت و میغیا
ایک سوداگر کا قصہ جو ہندوستان کو تجارت کے لئے جا رہا تھا اور ایک قیدی

دادن طوطی محبوس بطوطیان ہندوستان
طوطی کا ہندوستان کی طوطیوں کو پیغام دینا

بود بازار گانے اور اطوطے
ایک سوداگر کے پاس ایک طوطی تھی

چونکہ بازار گاں سفر اساز کرد
جب سوداگر نے سفر کا سامان کیا

ہر غلام و ہر کنیز کے راز خود
ہر غلام اور کنویں کی طور و پوشش کے

ہر یکے از دے مرا دے خواست کرد
ہر ایک نے اُس سے اپنی ایک خواہش ظاہر کی

گفت طوطی راہی خواہی امغان
اُس نے طوطی سے کہا تو کیا سوغات چاہتی ہے

گفتش آں طوطی کہ آنجا طوطیان
اُس طوطی نے اُس سے کہا وہاں طوطیاں ہیں

کہ فلاں طوطی کہ مشتاق شامت
کہ فلاں طوطی جو منہ باری مشتاق ہے

بر شما کرد و داد خواست
اُس نے تمہیں سلام کہا ہے اور اوصاف کی درخواست

در قفس محبوس زبیا طوطے
ایک خوبصورت طوطی جو چمچے میں قیدی تھی

سوئے ہندوستان شدن آغاز کرد
اور ہندوستان کی طرف روانگی کا آغاز کیا

گفت بہر تو چہ آرم کوئے زود
کہا، جلد بنا، تیرے لئے کیا لاؤں؟

جملہ را وعدہ یارو آں نیک مرد
اس نیک مرد نے سب سے وعدہ کیا

کار مست از خطہ ہندوستان
جو تیرے لئے ہندوستان سے لاؤں؟

چوں بہ بینی کن ز حال من بیان
جب تو دیکھے، میرا حال بیان کر دینا

از قضائے آسمان در حبس ماست
ق آسمانی فیصلہ کے مطابق وہ ہماری قیدی ہیں

وزر شما چارہ رہ را شد خواست
اور تم سے راستہ کی تدبیر اور رہنمائی چاہی ہے

لہ اشتہار۔ مال و دولت
کے ذریعہ شہرت طلبی۔
شرط۔ سمندر کی موجوں
جہاز کے موافق ہو۔ بحر
عمیق۔ گہرا سمندر۔ آسرا
ہر کی جمع، راز۔ مثال۔
قول، بات، قصہ۔ پہلے
سمجھا یا گیا ہے کہ اصل
یعنی ہونیکا طریقہ فنا ہے،
شہرت مانع بنتی ہے۔

اس قصہ اور حکایت کا
خلاصہ یہی ہے کہ ایک
طوطی نے مردہ بندہ زبیری
طوطی کو تعلیم اور قفس
سے رہائی کا راستہ
بتایا، مگر تو قبل اُس
مخبرہ تو کی یہی تفسیر ہے۔
بازار گاں۔ تاجر، سوداگر
زبیر۔ خوبصورت۔

لہ کنیز۔ کنوین۔
جود۔ سخاوت۔ نیک مرد
یعنی سوداگر۔ ارمغان۔
سوغات۔ خطہ۔
ملک، علاقہ۔ حبس۔
قید۔ دار۔ انصاف۔
چارہ۔ یعنی راہ و نجات
کی تدبیر۔ ارشاد۔ رہنمائی۔

۴- دوسری باتی اور دوسری کی آزاد کی کا طریقہ بتا رہی ہیں۔ نفس۔ سین اور دھار دو دونوں سے صحیح ہیں۔

لے تو ہم۔ یہ بھی فیض صحبت سے تبدیل کی ایک مثال ہے۔ سنگ۔ سرمہ۔ یعنی ناقص کا مل کی صحبت سے کمال حاصل کر لیتا ہے۔ زندہ یعنی مرد خدا ولی اللہ جو زندہ دل ہے۔ زندہ۔ یعنی وہ شخص جس میں صلاحتی۔ غرقہ۔ یعنی مردہ دل، ناقص پر گریختی کھانا۔ درگاہ۔ پناہ کا پناہ۔ قرآن۔ یعنی اگر ولی کامل بیشتر ہے تو قرآن سے فیض حاصل کرنا چاہئے۔ قرآن پڑھ۔ یعنی قرآنی احکام کا عامل۔

۵- انبیاء اور اولیاء یعنی انبیاء اور اولیاء کی تعلیمات پر عمل کرنا جس طرح مفید ہے اسی طرح ان کی زیارت بھی مفید ہے اسی طرح قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا بھی مفید ہے اور محض الی تعلیمات بھی مفید ہے۔

۶- قفص۔ یعنی دنیا، قرآنی تعلیمات پر عمل آخرت کی طرف متوجہ کر دیتا۔ دنیا سے دل گھرا لے لیتا۔ قرآن کو آزاد کرنا کی ترکیب قرآن خوانی ہے۔ اگر اس پر کوئی عمل نہ کرے تو نادانی ہے۔

۷- انبیاء یعنی اولیاء اور کامل مرشد کی روحیں نفس سے آزاد ہیں۔ مردوں۔ یعنی عالم بالا، ان بزرگوں کی روحیں عالم انسانوں کو درس عبرت

موم و میزیم چوں فنا نرشد
موم اور سوختہ کڑی جب آگ پر قریان ہوئی
سنگ سرمہ چونکہ شد در دیکان
سرمہ کا پتھر جب آنکھوں میں پہنچا
آنکھ کا مردن خود سوختہ شد
بہت ہی قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو نبی سے
وائے آل زندہ کہ با مردہ نشست
افسوس ہے اس زندہ پر جو مردے کا ہم نشین ہوا
چوں تو در قرآن حق بگریختی
جب تو بچے قرآن کی پناہ میں آگیا
ہست قرآن حال ہائے انبیاء
قرآن میں انبیاء کے احوال ہیں
ورسخوانی و نہ قرآن پذیر
اگر تو پڑھتا ہے اور تو قرآن پر عمل کرنا انہیں ہے
ور پذیرانی جو برسخوانی قفص
اگر تو عمل پیرا ہے، جب قفص پڑھے
مغ کو اندر قفس زندانی ست
جو پرندہ پنجرے میں قیدی ہے
روحہا کہ قفس ہارستہ اند
جو روحیں پنجرہ سے آزاد ہو گئی ہیں
از ربوں و از شاں آید بریں
باہر سے انکی آواز اس طرح آتی ہے
مادیں رستم زب تنگس قفص
ہم اس تنگ پنجرے سے کسی (راستہ) سے چھوٹے
خوش را بخور ساز و زار زار
اپنے آپ کو بخور اور زار و زار بننا لے

ذات ظلمانی او انوار شد
اس کی تاریک ذات انوار بن گئی
سنگ بینائی شد اینجادید بال
بینائی کا پتھر اور آنکھ کا نگہبان بن گیا
در وجود زندہ پیوستہ شد
اور کسی زندہ کے وجود سے وابستہ ہو گیا
مردہ گشت و زندگی از رو بخت
مردہ ہو گیا اور زندگی اس سے نکل بھاگی
باروان انبیاء آیینختی
انبیاء کی روح سے گھل مل گیا
ماہیان بحر پاک کبریا
جو اللہ کے پاک دریا کی مچھلیاں ہیں
انبیاء و اولیاء را دیدہ گیر
انبیاء اور اولیاء کا دیدار سمجھ
مغ جانن تنگ پذیر قفص
تو تیری جان کا پرند پنجرے میں تنگ ہو گیا
می بخود رستن از نادانی ست
چھٹکارا نہ چاہے، تو نادانی ہے
انبیاء و رہبر شائستہ اند
انبیاء اور شائستہ مرشد ہیں
کہ رہ رستن ترا نیست ایس
کہ تیرے چھٹکارے کا راستہ یہی ہے یہی ہے
غیر ایس نیست چارہ ایس قفص
اس راستے کے علاوہ اس پنجرے سے (چھٹکی) کوئی تدبیر
تاثر ایروں کنند از اشتہار
تاکہ تجھے شہرت سے نکال لائیں

نار تو این ست نورت چوں بود
تیری آگ یہ ہے تو نیرا نور کیسا ہو گا؟

از حلاوت ہاکہ دارد جور تو
تیرا ظلم جو شیر بنیاں رکھتا ہے

فی المثل حورت اگر عریاں شود
بالفرض اگر تیرا ظلم منکشف ہو جائے

نالہ و ترسم کہ او باور کند
میں رونما ہوں اور ڈرتا ہوں کہ وہ یقین کر لے

عاشقم بر قبر ویر تطفش بجد
میں اس کے اتھار نہ رہا بی پروا قعر عاشق ہوں

عشق من بر مصدر این برد شد
میرا عشق ان دونوں کے منبع سے ہے

واللہ ازیں خاں در لہستان شوم
واللہ اگر اس خار سے دہشت کہ باغ میں چلا جاؤں

ایں عجب بلبل کہ کشاید باں
یہ عجیب بلبل ہے کہ منہ سپید لائی ہے

ایں نہ بلبل این نہ لکش
یہ بلبل نہیں ہے (بلکہ) یہ آگ کا مکھچ ہے

عاشق کل ست خود کل ست او
وہ کل کا عاشق ہے اور وہ خود کل ہے

ما تم این تا خود کہ سوت چوں بود
تیرا غم ایسا ہے تو تیری شادی یہی ہوں؟

وز لطافت کس نیاید غور تو
اور لطافت، کوئی شخص تیری گہرائی کو نہیں پاسکتا ہے

گر جہاں گریاں و خنداں شود
عالم اگر رور ہا تو نہ رہنے لگے

وز ترحم جور را کمتر کند
اور رحم کھاکر ظلم کو گھٹا دے

اے عجب من عاشق این در ضد
تو عجب ہیں ان دو مخالف چیزوں کا عاشق ہوں

چوں نباشد عشق کز دوست بد
عشق کیوں نہواں اس سے چارہ نہیں ہے

ہمچو بلبل زیں سبب بالان شوم
اس وجہ سے بلبل کی طرح فنا کر دوں

تا خورد او خار را با گلستان
تاکہ گلستان کو مع کاٹنے کے بچل لے بہت

جملہ ناخوش با عشق و خوش
عشق کی وجہ سے تمام ناگواریاں اسکو گوارہ ہیں

عاشق خوش است و عشق خوش جو
اپنے آپ کا عاشق ہے اور اپنے عشق کا جو ان ہے

صفت اولیٰ اچھے طیور عقل الہی

کو کسے کو محرم مرغاں بود
وہ کہاں ہے جو ان پرندوں کا محرم ہو؟

واندرون او سلیمان با سیاہ
جس کے اندر حضرت سلیمان سپاہیوں کا تختہ ہیں

قصہ طوطی جاں میناں بود
جان کی طوطی کا حال اس طرح کا ہے

کو یکے مرغے ضعیفے بے گناہ
جو کہ ایک پرند، کمزور، بے گناہ ہے

ملہ نار یعنی سزا۔ نور یعنی
ثواب۔ ماتم۔ رنج کی مجلس

سور شادی کی محفل۔
لطافت۔ باریکی، نزاکت

غور۔ گہرائی۔ غریبان۔
منکشف۔ منکھ، ایک

ثمن کی تکالیف اس لئے
کفارہ سناں ہوتی ہیں

آرا انجام کے اعتبار سے
یہ مصائب خوشی کا سبب

ہیں۔ باور کند۔ یقین کر لے
کہ میرا رونا مصیبت کے

اذا کہ اکیلے ہے اور رحم کھاکر
ستانا چھوڑ دے۔ جد۔

جہم کے کسو کے ساتھ
کو خوش، واقعہ۔

ملہ۔ قند۔ مخالف، منافیان
مصدقہ۔ کھانے کی جگہ۔ یعنی

ذات باری تعالیٰ جس سے
قہر اور ہر کا صدر در ہوتا

ہے۔ خار۔ یعنی تیز ترین سبب
یعنی قہر کے مہر میں تبدیل

ہو جاتی وجہ سے۔ عجب بلبل۔
یعنی عاشق صادق کے لئے

دوست کی جانب سے قہر
اور مہر میں کیسا لذت ہے

کل۔ یعنی ذات باری جو
جامع الصفات ہے۔ عاشق

خوش است۔ ہم اسی گل
کے جزو ہیں لہذا گل سے عشق
کو اپنے سے عشق ہے،

نور کو یہاں اور بعد اس میں حضرت سلیمان کے نام لکھا ہے۔
مولانا۔ رنگ۔ یعنی روح و جسم کا جو ایک ہے۔

گفت میشاید که من در اشتیاق
اُس نے کہا ہے کیا یہ مناسب ہے کہ میں شوق میں

ایں رہا باشد کہ من در بند سخت
کیا یہ جائز ہو گا کہ میں سخت قید میں ہوں

ایں چنین باشد وفا دوستان
اے دوستو! وفا ایسی ہی ہوتی ہے

یاد آریدے مہاں میں مرغ زار
اے صاحبان! اس شاہِ حال پرند کو یاد کرو

یاد آرید از محبتہائے ما
ہماری محبتوں کو یاد کرو

یاد یاراں یار را میمیں بود
دوستوں کی یاد دوست کے لئے مبارک ہوتی ہے

اے حرفیاں بابت موزوں خود
اے دوستو! ہم اپنے محبوب کے ساتھ (جاء) نوش

یک قمع مے نوش کن بر یاد من
ایک قمع مے نوش کن بر یاد من

بیری یاد میں ایک پیالہ شراب سہا پی
بیری یاد میں ایک پیالہ شراب سہا پی

یا بیا وایں فادہ خاک بیز
یا، اس افتادہ خاک چھاننے والے کی یاد میں

اے عجب کس عہد آں سو گند کو
اے عجب! وہ عہد اور قسمیں کہاں گئیں؟

گر فراق بندہ از بندگی ست
اگر بندہ سے جہانی کسی بندگی کی کوتاہی کی وجہ ہے

اے بدی کہ تو کنی در شتم و جنگ
اے (فلا) تو جو برائی غصہ اور لڑائی میں کرتا ہے

اے جفا تے تو ز دولت خوب تر
اے (فلا) تیرا ظلم و دنیا کی دولت بہتر ہے

اے جفا تے تو ز دولت خوب تر
اے (فلا) تیرا ظلم و دنیا کی دولت بہتر ہے

اے جفا تے تو ز دولت خوب تر
اے (فلا) تیرا ظلم و دنیا کی دولت بہتر ہے

اے جفا تے تو ز دولت خوب تر
اے (فلا) تیرا ظلم و دنیا کی دولت بہتر ہے

اے جفا تے تو ز دولت خوب تر
اے (فلا) تیرا ظلم و دنیا کی دولت بہتر ہے

جان ہم اینجا بکیرم در فراق
اس جگہ جان دیدوں اور فراق میں مجاہدوں

کہ شمار سبزہ گاہے بر درخت
اور تم کبھی سبزہ پر اور کبھی درخت پر؟

من دریں حبس شہاد در بوستان
میں اس قید میں رہوں اور تم باغ میں؟

یک صبح در میان مرغزار
کسی صبح کو سبزہ زار میں

حق مجلسہا و صحبتہائے ما
ہماری مجلسینوں اور صحبتوں کے حق کو یاد کرو

خاصہ کال لیل و ایں مجنون بود
خصوصاً جبکہ وہ لیلیٰ اور یہ مجنون جو

من قدر حامی خورم از خون خود
میں اپنے خون کے پیالے پی رہی ہوں

گر مہمی خواہی کہ بدی داد من
اگر میرے حق میں انصاف کرنا چاہتا ہے

چونکہ خور دی جرعتہ بر خاک نیر
جب تو پیئے، ایک گھونٹ زمین پر بہا دے

وعدہ ہائے آں لب چوں قدر کو
اُس شکر جیسے ہونٹ کے وعدے کہاں گئے؟

چوں تو باید بدی پس فرق چیست
جب تو بڑے کیسا ختم بڑا کرے تو فرق کیا ہے؟

باطرتے از سماع بانگ جنگ
سارنگ کی آواز کے سننے سے بھی زیادہ خوشگوار ہے

و انتقام تو ز جاں محبوب تر
اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

و انتقام تو ز جاں محبوب تر
اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

و انتقام تو ز جاں محبوب تر
اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

و انتقام تو ز جاں محبوب تر
اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

و انتقام تو ز جاں محبوب تر
اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

و انتقام تو ز جاں محبوب تر
اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

لہ بوستان - باغ -

ہماق - یہ کی جمع، سردار -

صباح - صبح کی شراب -

مرغزار - چمن -

لہ میوں - مبارک -

خاصہ - یعنی خصوصاً -

حب عشق و محبت ایسا

ہو جیسا لیلیٰ اور مجنون

میں تھا - قدر - پیالہ -

جام - سو گند - ختم -

جرعتہ - گونٹ - فرق -

صیت - عمر خیام نے کہا

ہے - (شعر)

نا کردہ گناہ در جہاں کسیت کو

آنکس کہ گند نکر و چو کسیت کو

من بکند و تو بد مکافات دی

پس فرق میان من و تو چیست کو

لہ طریق - مستی - سماع -

سننا - چنگ - سارنگی -

انتقام - بدل لینا -

طوطے از طوطیاں از ریہ لیس

طوطوں میں سے ایک طوطی کا پٹنے لگی اور پھر

شد شمایاں خواہ از گفت خبر

خبر نہ پہنچانے سے خواہ پریشان ہوا

ایں مگر خوش ست با اٹل طویک

نشاہد یہ طوطی اس طوطی کی رشتہ دار ہے

ایں چکر دم چہ دام پیام

میں نے کیوں کیا یہ کیوں پیغام پہنچایا

ایں باج سنگ و تم آہن شست

یہ زبان پتھر کی طرح ہے اور منہ لوہا جیسا ہے

سنگ آہن امن بر ہم گرفت

خواہ خواہ پتھر اور لوہے کو نہ رکھ کر

ز انکہ تاریکی ست ہر سو پینہ زار

کیونکہ اندھیرا ہے ہر جانب روئی ہے

ظالم اک قومیکہ چشماں و خند

وہ لوگ ظالم ہیں جنہوں نے آنکھیں لپی

عالمے را یک سخن ویراں کند

ایک بات ، جہاں کو ویراں کر دیتی ہے

جانہا در اصل خود عیسیٰ دم اند

روحیں اپنی اصل میں حضرت عیسیٰ کا سا

گر حجاب از جانہا بر خاستے

اگر روحوں سے پردہ اٹھ جائے

گر سخن خواہی کہ کوئی چوں شکر

اگر تو شکر جیسی بات کہنا چاہتا ہے

صبر باشا مشتہائے زیر کماں

غلامندوں کو صبر غروب ہوتا ہے

نغمہ مندوں کو صبر غروب ہوتا ہے

اؤ فتادوز و دگبگش نفس

گر پڑھی اور بہت جلد اس کا دم ٹوٹ گیا

گفت رفتم در ہلاک جانور

اور ہلاک میں ایک جانور کی ہلاکت کے درپے ہوا

ایں مگر دوجسم بود و روح یک

نشاہد یہ دو جسم اور ایک روح تھے

سو ختم بیچارہ رازیں گفت فام

اس فضول بات سے میں نے بیچارے کو بھلا دیا

آنچہ مجھد از زباں چو ایش ست

جو زبان ہے نکلتا ہے آگ کی طرح ہے

گہ زوئے نقل مگر از روئے لاف

کبھی نقل کے طور پر اور کبھی شیخی سے

در میان پینہ چوں باشد شرار

شعلہ روئی میں کیے ٹرک سکتا ہے

وز سخنہا عالمے را سوختند

اور باتوں سے جہاں کو جلا ڈالا

رو بہان مردہ را شیراں کند

مردہ لوطیوں کو شیر بنا دیتی ہے

یکزماں زحم اند و دیگر مہم اند

ایک وقت زخم ہیں اور دوسرے وقت مہم ہیں

گفت ہر جانے مسیح آساتے

تو ہر روح کی بات مسیح جیسی ہے

صبر کن زیں حرص ایں حلو اخور

دست بھی اس حرص سے صبر کر اور حلو رکھا

ہست حلو آرزوئے کو دکاں

حلو اٹھانے کی آرزو تو بچوں کو ہوتی ہے

حلو اٹھانے کی آرزو تو بچوں کو ہوتی ہے

لہ خواہ یعنی سوداگر۔

سنگ پتھر۔ تم۔ منہ۔

گراف۔ یہ ہود بات۔

لافت شیخی۔ تاریخی، یعنی

دلوں کی تاریکی۔ پتہ۔

روئی۔ شرار یعنی آسرا

توحید تاریک دل عوام

کے سامنے بیان کرنا باہمی

اور بر بادی کا سبب ہے

چشماں یعنی وہ لوگ جو

دل کے اندر ہیں اور

مندی ہیں غلط انداز سے

آسرا کی باتیں کر کے عالم

میں فساد برپا کرتے ہیں۔

رو بہان مردہ۔ مردہ لوطیاں

یعنی وہ لوگ جو دین کی باتوں

پر اعتراض کر کے عادی ہیں

سہ اصل۔ فطرت عینتی

دم۔ وہ لوگ جنکی چوونک

میں وہ اثر موجود حضرت

عیسیٰ کے دم کر دینے میں تھا

کہہاں چھو ہو جاتے تھے۔

گفت۔ گفتار۔ بات آسا۔

مانند۔ گر۔ روح سے جسمانی

حجاب رفع کر کے نہی ترکیب ہے۔

حلو۔ یعنی جسمانی لذت کی

باتیں۔

سہ صبر۔ صبر کے فتوے،

ضبط نفس، کسر خواہش اور

صبر کے کسر سے معنی ایلا

چوا ایک لڑوی دوا ہے۔

منشی۔ وہ پیر جسکو دل چاہے

لے نالہ۔ یعنی جیلہی
روح درو فریق سے
نالہاں ہوتی ہے تو لائق
متاثر ہوتے ہیں۔ ہرگز
ایسی روح سے اللہ تعالیٰ
کے نام و پیام جاری
رہتے ہیں وہ ایک بار
یاد رکھتی ہے تو جناب
باری کی لطف سے متاثر
یاد رکھیک کی آواز آتی ہے
نیک۔ فاضل۔ شخصیت۔
ساتھ۔ ایک۔ میں حاضر
ہوں، خدا کی طرف جب
اُس کی نسبت ہو تو دعا
قبول کر نیک معنی میں ہوگا
زلزلت لغزش پر چونکہ اسکی
لغزش تو بے امداد استغفار
کا سبب بنتی ہے تو مرتب
اور بڑھ جائے ہیں۔

خلق۔ خمار اور لام کے
فتح کے ساتھ، چملا۔
لے کفر یعنی خلافت
شریعت بات جیسے بعض
اولیاء اللہ کا کلمہ سبحانی
کا اعظم شافی میری ذات
پاک ہے، میری شان
کستور ربڑی ہے، معراج۔
یعنی درجات کی ترقی۔
صورت جسم۔ لامکان۔
وہ جگہ جو مکان و زمان سے
متفرق ہے۔ ساکان۔ علماء
ظاہر چارچوہ چار نہیں جو
سہشت میں جہنوں کے
حکم کے تابع ہوں گی۔
پانی کی نہر، شہد کی نہر
وودھ کی نہر، شراب کی نہر

لے نالہ۔ یعنی جیلہی
روح درو فریق سے
نالہاں ہوتی ہے تو لائق
متاثر ہوتے ہیں۔ ہرگز
ایسی روح سے اللہ تعالیٰ
کے نام و پیام جاری
رہتے ہیں وہ ایک بار
یاد رکھتی ہے تو جناب
باری کی لطف سے متاثر
یاد رکھیک کی آواز آتی ہے
نیک۔ فاضل۔ شخصیت۔
ساتھ۔ ایک۔ میں حاضر
ہوں، خدا کی طرف جب
اُس کی نسبت ہو تو دعا
قبول کر نیک معنی میں ہوگا
زلزلت لغزش پر چونکہ اسکی
لغزش تو بے امداد استغفار
کا سبب بنتی ہے تو مرتب
اور بڑھ جائے ہیں۔

چوں بنالہ زار بے شک و کلمہ
جبہ بے شک اور شکوے کے خوب روتا ہے

ہر دیش صد مہ صدیکانے خدا

اُس کے پاس ہر وقت شریک اور شوقا صدیکانے خدا

زلزلت او بے زطاعت پیش حق

اُسکی لغزش خدا کے نزدیک اطاعت سے بہتر ہے

ہر دے اور ایک معراج خاص

اُس کو ہر لحظہ ایک خاص معراج ہوتی ہے

صورش بر خاک جان لامکان

اُس کا جسم زمین پر ہے اور روح لامکان میں ہے

لامکان نے کہ درویم آیدت

وہ ایسا لامکان نہیں ہے جو تیرے نصرت میں آئے

بل مکان و لامکان در حکم او

بلکہ مکان اور لامکان اُس کے حکم میں ہیں

شرح ایں کو تہ کن رخ زب بتا

اس بات کی شرح مختصر کرے اور اس کی شرح موثر لے

باز میگرددیم ازیں آدوتاں

لے دوستو! ہم یہاں تھے پلٹتے ہیں

افتداند ہفت گردوں غلغلہ

تو ساتوں آسائوں میں شور مچاتا ہے

یار بے زو شصت لبیکانے خدا

اُسکی طرف سے ایک بار یارب ہوتا ہے اور خدا کا نظم و ترتیب

پیش کفرش حمله ایمان با خلق

اُسکے کفر کے بالمقابل تمام ایمان پھیلنے میں

برتر تر جش ہند حق تاج خاص

اُسکے تاج پر اللہ تعالیٰ ایک خاص تاج رکھ دیتا ہے

لامکانے فوق و ہم ساکان

وہ لامکان جو ساکانوں کے تصور سے بالا ہے

ہر دے درویم خیالے زلیت

ہر لحظہ اُس کے بارے میں یہ ایک خیال پیدا ہو

ہمچو در حکم ہشتی چارچوہ

جیسے ہشتی کے علم میں چار نہریں

دم مزین اللہ علم بالصواب

دم نہ مار، اللہ ہی بہتر جانتا ہے

سوئے مرغ و تاجر ہندوستان

پرندے اور ہندوستان کے تاجر کے قصے کی طرف

دیدن خواجہ در دشت طوطیاں را و پیغام رسانین

سوداگر کا جنگل میں طوطیوں کو دیکھنا اور پیغام پہنچانا

کو ساند سوئے جنش از فرس سلام

کہ وہ اُسکے ہم جنس کو اسکا سلام پہنچا دیتا

در میان طوطی چمنے بدید

اُس نے جنگل میں چند طوطیاں دیکھیں

اں سلام و امانت باز داد

وہ سلام اور وہ امانت پہنچا دی

جہل آید پیش اودانش شود
اُس کے سامنے جہل بھی آتا ہے، تو عقل بچاتا ہے
ہر مگر دعلتی غلت شود
بیمار جو گیتا ہے، بیماری بجاتی ہے
اے مے کردہ پیادہ باسوار
اے پھیل! تو سوار سے لڑتا ہے

جہل شد علمیکہ در ناقص رود
جو علم ناقص میں چلا جائے وہ جہل بجاتا ہے
کفر گیر دکا ملے ملت شود
کامل انسان کفر اختیار کرتا ہے دین بجاتا ہے
سرخو اہی بر واکنوں پاک دار
سنبھل کر تو اب سر سالم نہ لیجئے گا

تعلیم کردن ساحراں موسیٰ را کہ اول تو عصا بنیداز
جادو گروں کا موسیٰ (علیہ السلام) کی تعلیم کرنا کہ پہلے آپ لاکھی ڈالئے

ساحراں در عہد فرعون لعین
لعون فرعون کے زمانہ میں جادو گروں نے
لیک موسیٰ را مقیم داشتند
نبین (حضرت) موسیٰ کو رکھا گیا
زانکہ گفتش کہ فرماں آیت
اسلئے کہ انہوں نے آیت لکھا کہ آپ صاحبِ بان
گفت نے اول شمال ساحراں
انہوں نے فرمایا اسے جادو کرو انہیں پہلے تم
ایں قدر تعلیم دیں شاں را خرید
دین کی اس قدر تعلیم نہ ہی انہیں خرید لیا
ساحراں چون قدر او شناختند
جادو گروں نے جب انکا مرتبہ پہچان لیا
نفر و نکتہ ست کامل احوال
نوالہ اور نکتہ ست کامل کے لئے حلال ہے
تو گوشتی اوزبانے جنس تو
تو کان قبی طبع ہے اور وہ زبان جو تیری جنس نہیں ہے
کودک اول چون بزبان شیر نوش
بچہ جب دودھ پیتا پیدا ہوتا ہے

چوں مے کردہ با موسیٰ ز کس
کینہ دزدی کی وجہ سے جب حضرت موسیٰ سے جھگڑا
ساحراں اور اکم داشتند
جادو گروں نے ان کو معزور مانا
گر تو میخو اہی عصا بفکس نخست
اگر آپ چاہیں تو پہلے عصا ڈالیں
افکنید آں مکر را اندر میاں
وہ شعبہ دکھاؤ
وزمے آں دست میاں شانید
اور مقابلہ بازی میں انکے ہاتھ اور سر کاٹ دئے
دست یاد جرم آں را خند
اس جرم میں ہاتھ اور سر باز بیٹھے
تو نہ کامل مخور می یا ش لال
تو کامل نہیں ہے، نہ کھا، نہ پیو، نہ بچھا
گوشہ را حق بفرمود انصوا
کانوں کو انصاف دینا نے حکم دیا کہ خاموشی سے سنو
مڈ تے خامش بود او جملہ گوش
ہر دم کان بنکر ایک مرت تک چپے ہتا ہے

لہ علقی۔ بیماری۔ علت۔
جاری۔ ملت۔ دین،
شریعت۔ پیادہ۔ پھیل،
یعنی مرز ناقص۔ سوار۔
یعنی مرز کامل۔ پاکتے
داشتن۔ ثابت قدم رہنا
ساحر۔ جادوگر، شعبہ باز۔
مے۔ مارا ہے مرار کا،
جھگڑا، مقابلہ، اختلاف
مقار۔ آگے۔

سلہ۔ کمر۔ با عزت،
معزور۔ آن۔ ملکیت۔
عصا۔ لاکھی۔ کمر۔ یعنی
جادوگری، شعبہ بازی
ایں قدر۔ ساحروں نے
حضرت موسیٰ کی تعلیم بھی
کی اور انے مقابلہ بھی کیا،
تعلیم کے نتیجے میں تو وہ خود
مومن ہو گئے اور مقابلہ
کی گستاخی کی وجہ سے انجام
سحران کے ہاتھ پر گئے۔

ساحراں۔ ساحر جب حضرت
موسیٰ کی معتقد ہو گئے
تو اپنی گستاخی کی جو غیبت
کھینچنے پر آمادہ ہو گئے وہ
کسی حیل سے فرعون سے
نجات پا سکتے تھے۔
سلہ کامل یعنی مکمل مرتبہ
کے بعد لذائذ کا استعمال اور
تصوف کے باریک مسائل
کا بیان جائز ہے، سالک
کے لئے ترک لذائذ ضروری
ہے اور اس کو مسائل لغت
پر کلام کر کے اجازت نہیں ہے
لاں گوشت۔ تو ناقص کا کام
سناسے لہذا وہ بمنزلہ کان
کے ہے کامل کا کام تعلیم دینا
ہے لہذا وہ بمنزلہ زبان کے ہے

گر زبشت آدمی و ز صلب او
اگر تو آدم (علیہ السلام) کی زبشت اور ان کی گریخت

زانش دل آب و یقین ساز
دل کی آگ اور آنکھ کے پانی سے چسپا نیا کر

تو بدانی ذوق آب آتشیدل
اے نازک دل! تو آنسوؤں کا ذوق کیا جانے

تو بدانی ذوق آب دیدگان
تو آنسوؤں کے آنسوؤں کا ذوق کیا جانے

گر تو ایل نیاں ناں خالی کنی
اگر تو اس پتھیلے کو روٹی سے خالی کر لے

طفل جان ز شیر شیطاں باز کن
جان کے بچے کو شیطان کے دوسرے روک

تا تو تاریک و ملول و تیرہ
جیتا تک تو تاریک، رنجیدہ اور سیاہ ہے

لقمہ کاں نور افز و دو کمال
جس لقمہ نے نور اور کمال بڑھایا ہے

روغنہ کا یار چراغ ما کشد
وہ تیل جو آگے ہی ہمارا چراغ بجھا دے

علم و حکمت ایل از قلم حلال
حلال القلم سے علم اور دانائی پہلے ہوتی ہے

چون ز قلمہ تو حسد بینی دوام
جب تو دیکھے کہ قلمہ سے ہمیشہ حسد ہو کر

پیچ گندم کاری و جو بردہ
کبھی رایا ہوا ہے کہ تو نے گہیوں کو آدھو پل

لقمہ تخم ست برش اندیشہا
لقمہ بیج ہے اور اس کا پھل خیالات ہیں

در طلب می باش ہم در طلب او
جستجو میں رہ نیز انکی جماعت میں

بوشتاں از ابر و خوشیدست تاز
باغ، ابر اور آفتاب سے نازہ ہے

زانکہ تجھوں خورشیدی تو با یک کل
اس لیے کہ تو گدھے کی طرح دھنسا ہوا ہے

عاشق نانی تو چوں نادیدگان
تو ندیدوں کی طرح رونی ط کا عاشق ہے

پیر ز گوہر مائے اجلالی کنی
آنوار کے موتیوں سے پرو کر لے

بعد از انش بانگ انبار کن
اس کے بعد اس کو فرشتوں کا ساتھ بنالے

داں کہ باد یو لعین ہمشیرہ
سمجھ لے کہ ملعون شیطان کا دودھ شریک بھائی ہے

آں بوہ آوردہ از کسب حلال
وہ حلال کبائی سے حاصل کیا ہوا ہوتا ہے

آب خوانش چوں چراغ کشد
چونکہ وہ چراغ کو گل کرتا ہے اس کو پانی کہو

عشق و رقت ز ایل از قلم حلال
عشق اور دل کی نرمی حلال القلم سے پہلے ہوتی ہے

جہل و غفلت یار از ادراحم
جہل اور غفلت پیدا ہوتی ہے نواس کو حرام سمجھ

دبیدہ ایسے کہ کرہ خرد ہد
تو نے دیکھا ہے کہ گھوڑی نے گدھے کا بچہ بنا کر

لقمہ بحر و گوہر ش اندیشہا
لقمہ سمندر ہے اور اسکے موتی خیالات ہیں

دل طلب جماعت،
انکے ساتھ بھی مستعمل ہے

صلب - پشت - نقل -
چسپا - ابر - یعنی جس طرح

باغ کا لشکر و سنا اور نازکی
اگر کے پانی اور آفتاب کی

گرمی سے ہے اسی طرح
انسان کی تروتازگی آپ

دیدہ اور عشق کی گرمی سے
ہے بھل - مٹی -

سلہ آنال - پتھیلے یعنی
پیت - گوہر اجلالی - آنوار

معرفت - حکمت - فرشتہ
آنبار - شریک - کسب

حلال - جائزگی - روغنہ
یعنی جو تیل چراغ بجھائے

وہ تیل نہیں بلکہ پانی ہے
سلہ - رقت - یعنی قلب کی

نرمی - کاری - کا شق ہوتی
ہونا کا صیغہ واحد مخاطب

ہے برہمن - کرہ - مکاف
کہ صفت سے، گھوڑے یا گدھے

کا بچہ -

سے تانیا موزد۔ پچ جب
تک تعلیم مکمل نہیں کر لیتا
تے اس وقت تک خاموشی
سے غنا ہے۔ اور اگر بولتا
کبھی ہے تو غلط
بول جاتا ہے۔ درنہاں
جو بار بار زہر ہوتا ہے
وہ کونگا بھی ہوتا ہے
اُس کو بولنا نہیں آتا۔
تی تی یعنی کوئی کی تیار
گنگت۔ کونگت۔ گیتی۔ زبان
میتا اُچھرتا۔ اصلی۔ ماد زور
بہر۔ لال کونگا۔

سے سق۔ سننا نطق
گویائی۔ نطق۔ بولی۔
گفتار۔ اندر آ یعنی لقاقت
فطرت ہی ہے کہ پہلے سنو
اور جب خوب سمجھ جاؤ
تب بولو۔ اور غلو یعنی ہر
کام کو اس کے طریق کے
مطابق کرنا چاہئے۔ نطق۔
خدا کی گویائی سننے کی نتائج
نہیں ہے، انسان کی گویائی
لا محالہ سننے کے بعد ہے۔
سے مبدع۔ ایجاد کرنا والا۔
تابع۔ پیروی کرنا والا۔ مبدع۔
سہارا دینے والا۔ استاد۔
ٹیک، سہارا۔ جوت۔ خاکے
کہ اور راز کے فتح کے ساتھ
حرف کی جمع ہے، بیشہ،
دستکاری۔ دلق۔ باطن
کی تکمیل کا یہ طریق ہے کہ
گہری مہنگہ دریائے میں
آہ وزاری کرو۔ جتنا
غصہ۔ حضرت آدم کو ان کی
آہ وزاری اور شکایت نے
نجات دلائی تھی اور ان کی
توبہ قبول ہوئی تھی۔ م

مہر تے می بایش لب دوختن
اُس کو ایک مدت تک ہونٹ سینے چاہیں
تانیا موز ونگوید صدیکے
جب تک سمجھ نہیں لیتا سونے ایک بھی نہیں جاتا
ورنہاں گوش تی تی می کند
اگر کان نہ ہوں تو تی تی کرتا ہے
کر اصلی کش نبود آغاز گوش
ماد زور ہر جس کے شروع سے کان نہ ہوں

زانکہ اول سمع باید نطق را
اس لئے کہ بولنے کے لئے پہلے سننا چاہئے
ادخلوا الایات من ابوابہا
گہروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو
نطق کان موقوف ہے سمع نیست
وہ گویائی جو سننے کی راہ پر موقوف نہیں ہے

مبدع است تابع استاد نہ
وہ موجد ہے اور کسی استاد کے تابع نہیں ہے
باقیاں ہم در حرف ہم انتقال
باقی سب ہی دستکاریوں اور گفتگو میں

زیر سخن گریستی بیگانہ
اگر تو اس بات سے نا آشنا نہیں ہے
زانکہ آدم زان عتبارے اشک است
اس لئے کہ آدم (علیہ السلام) اُس غائب آنسوؤں کے

بہر گریہ آدم آمد بر زمیں
آدم (علیہ السلام) زمین پر آئے
آدم از فردوس از بالا ہفت
آدم (علیہ السلام) اُمت اور سات آسمانوں پر

از سخن گویاں سخن آموختن
بات کرنا بولوں سے بات سمجھنی چاہئے
ورنگوید خوشگوید بے شک
اگر بولتا ہے تو بلاشبہ شہید بولتا ہے
خوشیت را کنگ گیتی می کند
اپنے کو تمام عمر کے لئے کونگا بنالیتا ہے
لال باشد کہ کند در نطق خوش
کونگا ہوتا ہے بولنے کی ہمت کہہ کر تہا ہے

سے منطق از رہ سمع اندرا
بولنے کی جانب سننے کے راستہ سے اندر
والہلبوا الا ذرراق من اسبابہا
رزقوں کو اُن کے ذرائع سے تلاش کرو
جز کہ نطق خالق لے طمع نیست
بے نیاز اللہ تعالیٰ کی گویائی کے علاوہ ہر

مُسند جملہ ورا اسناد نہ
سب کو سہارا دینے والا ہے اسکو سہارا کی ضرورت نہیں
تابع استاد و محتاج مثال
استاد کے تابع اور مثال کے محتاج ہیں

دلق واشکے گیر درویرانہ
کسی دیرانے میں کہ طری اور شکایت اختیار
اشکے باشد دم تو بہر پرست
اشک تر تو بہر کرنے والے کیلئے ایک آنسو تر بہر ہے

تا بود گریاں و نالان محزون
تاکہ روئیں اور چلائیں اور مہلین ہوں
پاتے ماچاں از برا غدر رفت
ایک پیر پکن پچڑی کرتے ہوئے غدر کیلئے چلے

لنگتے کانِ جُستِ ناگہ از زبان
جو بات اچانک زبان سے نکل گئی

وانگر دُزارِ ہاں تیرے لیسر
اے بیلاؤ تیرا ستہ واپس نہیں آسکتا

چوں گذشت از سرِ جہاں گرفت
جب پانی سر سے گذر گیا اُس نے ڈبکا کو گھیر لیا

فعلِ ادرِ غیبِ اثرِ ہزادی ست
غیب میں فعل کے آثار پیدا ہونے لگے ہیں

بے شریکے جملہ خلقِ خداست
بغیر شرکت یہ سب خدا کے پیدا کردہ ہیں

زیرِ برائید تیرے سے عمر
زمین پر جوئی کی طرف تیر چلایا

مہمتِ سائے ہمیں زائید درد
سالِ بھر درد ہوتا رہا

زیرِ برائی اندامِ اُردازِ وحل
اگرچہ طاولا زید خوف سے اسی وقت مر گیا

زائے مولیٰ دُرجِ چوں مُرداؤ
جب وہ درد کے آنے سے بچوں سے مر گیا

آں جہاں بیدِ منسوب دار
اُن دردوں کو اُس کی طرف منسوب کر

ہمچنین کسبِ دم و دام و جماع
اسی طرح کمانی اور زندہ ہزار جاں اور مہبتی

بستہ در ہائے مولیٰ از سبب
سبب سے تیجوں کے درد وار کے بند ہو جاتے

اولیاءِ اہست قدرتِ از الہ
اللہ کی جانب سے اولیاء کو قدرت حاصل ہے

ہمچو تیرے دامنِ جُستِ آن ز کباب
اُس کو اُس تیر جیسا سمجھ جو کمان سے نکل جا

بندرِ باید کردِ سلیے رازِ مہر
سیلاب کو بندہ ہی سے بند کرنا چاہئے

گر جہاں میراں کندِ نو شکفت
اگر دنیا کو دریائے کرب سے تو کوئی قنجِ ہونگا

واں مولیٰ دیشِ حکمِ خلقِ طلیست
اور اُس کے وہ نتیجے مخلوق کے حکم سے انہیں ہیں

آں مولیٰ دیرِ نسبتِ شایست
تمام نتیجے اگرچہ اُنکی نسبت ہماری طرف ہے

عمرِ اکیبرتِ تیرش ہمچو مگر
اور اُس کے تیرے عمر کو نیندہ دے کی طرح

دردِ بارِ آفرینِ حق نہ مُرد
دردوں کو خدا پیدا کرتا ہے، نہ کہ انسان

دردِ بامی زایدِ استیاءِ اجل
اُس بیکہ مرنے تک دردِ بیدار ہونے لگے

زیدِ رازِ اولِ سببِ احو
زید کو ابتدائی سبب کی وجہ سے قابلِ کہو

گرچہ ہست آں جملہ ضعیف کردگار
اگرچہ وہ سبب اللہ کی کار فرمائی ہے

آں مولیٰ دستِ حقِ اُستطاع
وہ سبب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدر ہیں

چوں ایشیاں شد ولی از دست
خدا کے ہاتھ سے، جب ولی شرمندہ ہونا ہے

تیرِ جُستہ باز آرنشِ زراہ
کر وہ چھوٹے ہوتے تیر کو راستہ سے واپس آتے

لنگتے۔ بات۔ سئل
سہاؤ۔ شکفت۔ عجب۔

فعل۔ یعنی ہر انسان کے
عمل کا عالمِ غیب میں

اثر و نتیجہ مرتب ہونا ہے۔
زادنی۔ پیدا ہونے کے

لاؤق۔ موالید۔ مولود کی
جمع ہے، نتیجہ، اثر و نتیجہ

خدا کی صفت ہے۔ مگر
تیندوا، فہم، اُن دونوں

شعروں میں خدا کے افعال
کی بندوں کی طرف مجازاً

منسوب کئے جائیں مثال
ذکر کی ہے۔ رومی۔ نیز لاندہ

وَجَل۔ بخوف۔
لنگتا۔ یعنی عمر کے

مرنے تک، تو معلوم ہوا
کہ درد کا خالق اللہ ہے۔

نکد زید ورنہ زید کے
مرنے پر درد ختم ہو جاتا۔

دَم۔ دم۔ تیر۔ مستطاع۔
مقدر۔ ولی۔ یعنی اللہ کا

دوست جب کبھی اپنے
کسی فعل پر شرمندہ ہوتا

ہے تو اللہ تعالیٰ سبب سے
پیدا ہونے والے نتائج کے

دروازے بند کر دیتے ہیں
اور اُس سبب پر نتائج مرتب

نہیں ہوتے ہیں۔
لنگتا۔ اولیاء ولی کی جمع ہے،

ولی وہ شخص ہے جس میں
یتیم بائیں ہوں اللہ کی

ذات و صفات کی معرفت،
طاعات کی بجا آوری بخیرات

سے اجتناب۔ تیر جُستہ۔ کمان
سے چلے ہوئے تیر کو واپس

کر لیتے ہیں، اولیاء کی کرامت
حق ہے۔

زایدا زرقمہ حلال اندر دہاں

منہ میں حلال رقمہ سے پیدا ہوتا ہے

زایدا زرقمہ حلال اے حضور

اے سردار احلال رقمہ سے حضور پیدا ہوتی ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے کیا

اے بزرگ! اس بات کی کوئی انتہا نہیں ہے

ملہ رقمہ یعنی انسان میں

طرح کی غبار کھائیگا ویسے

ہی خیالات پیدا ہوں گے

خیرت۔ اطا غنبت۔

بندگی۔ قہ۔ سردار حضور

دل کی توفیق، خوبیت۔

کیا۔ بزرگ، بڑا۔

ملہ۔ منزل۔ وطن۔

شاد کام۔ با مقصد خوش۔

ارمغان۔ تحفہ۔ نشان۔

غلامت، نشانی۔

ملہ پیشیاں۔ شرمندہ۔

خایاں۔ چاہنا ہوا۔ گزراں

کاشنا ہوا۔ نشات۔ بے عقلی

غلطی۔ پس۔ کہ اس میں غلطی

باعث موجب۔ بہشتا۔

برابر، ہم جنس۔ توئے

بزدل۔ معلوم کر لینا،

محسوس کرنا۔ روبرو۔ زار۔

کے فتح کے ساتھ، پیٹہ،

جگر۔

میل خدر عمر رفتن آن جہاں

عبادت کا رحمان (اور) اس جہاں آخرت میں جانے کا

دردل پاک و در دیدہ نور

تیرے پاک دل اور انکھوں میں نور پیدا ہوتا ہے

بحث باز رگان و طوطی کن بہا

سوداگر اور طوطی کی بحث شروع کر

باز گفتن باز رگان با طوطی

سوداگر کا سپہر طوطی سے کہنا جو کچھ اس نے ہندوستان میں دیکھا تھا

باز آمد سے منزل شاد کام

اور وطن کی طرف خوشی سے لوٹا

ہر کینزک را بہ بخش او نشان

اس نے ہر کینزکو ایک نشانی دی

آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز کو

جو تو نے دیکھا اور جو کہنے پر بیان کر

دست خود دیا یاں و انکشان

اپنے ہاتھ کو چارباہوں اور انکھوں کو نشان

بردم از بیداشی از نشان

میں لے گیا، لے عقلی اور عقلی سے

چہیست این کہ چشم و غم را مقصی

کونسی بات ہے جو غم اور غم کی مقصی ہے

باگر وہ طوطیاں ہمتا تو

تیری ہم جنس طوطیوں کے

زیرہ اش بدید و لرزد و بگرد

اس کا پتہ سبھا، ٹپکتی اور گرتی

لیکے ہیں گفتن پشیمانی چہ سود

لیکن جب کہ چکا تو شرمندگی سے کیا فارہ

کرد باز رگان تجارت اتمام

سوداگر نے تجارت مکمل کر لی

ہر غلامے را بیاورد ارمغان

ہر غلام کے لئے سوغات لایا

گفت طوطی ارمغان بندہ کو

طوطی بولی بندہ کا تحفہ کہاں ہے

گفتے من خود پشیمانم از ان

وہ بولا نہیں ہیں اس سے خود شرمندہ ہوں

کہ در بیغام غامے از گزاف

کہ کیوں لغویت سے بیستار پیغام

گفت اخوان پشیمانی ز چہیست

اس نے کہا اے خواہاں اس بات سے شرمندگی ہے

گفت، گفتے آن شکایتا تو

اس نے کہا میں نے اتنی شکایتیں بتائیں

آن یکے طوطی ز درت بویے برد

ایک طوطی کو میرے درد کا احساس ہوا

من پشیمانم گفتن چہ سود

میں شرمندہ ہوا کہ یہ کیا کہنے کی بات تھی

روز و لہار از ازل بر میگردد
دن میں دنوں کو ازل (خیالات) سے پڑتا ہے

اں ہمہ اندیشہ پیشاں ہوا
تمام گذشتہ خیالات کو

پیشہ و فرہنگ تو آید بتو
پیشہ اور عقل نیزے پاس آجاتے ہیں

پیشہ زر گر با ہنگر شد
سنا کر پیشہ، لو بار کے لئے نہیں ہوتا ہے

پیشہا و خلقہا، پچھوں جہیز
پیشہ اور اخلاق سامان سفر کی طرح

صورتے کاں بر نہاد غالب است
وہ صورت جو تیرے وجود پر غالب ہے

پیشہا و خلقہا از بعد خواب
پیشہ اور اخلاق، سونے کے بعد

پیشہا و اندیشہا در وقت صبح
پیشہ اور خیالات صبح کے وقت

چوں کو تو رہا پیک از شہر ہا
نامہ ہری کے کو تو رہا کی طرح، شہروں سے

ہر جہتی سوئے اصل خود رود
تو جس چیز کو تو چھوٹا، اپنی اصل کی طرف جاتی ہے

اں صد فہار اُپر از در میگردد
اُن سپیوں کو موتیوں سے پڑتا ہے

می شناسد از ہدایت جانہا
(او لیاہ کی، روحیں پہچان لیتی ہیں اللہ کی مہربانی کی)

تا در اسباب بکشاید بتو
تاکہ تجھے اسباب کا دروازہ کھول دیں

خوئے ایں خوشبودن منکر شد
اُس خوش اخلاق کی عادت اُس منکر کی طرف نہیں جاتی

سوئے خصم آئند وزیر سخن
قیامت کے دن مالک کی طرف آئیں گے

ہم براں تصویر حشرت و است
اسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

والس آید ہم بخصم خود ستاب
اپنے مالک کی طرف فرار لوٹ آتے ہیں

ہم بدانجا شد کہ تو اُس من و فح
اسی جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں وہ من و فح کا سبب ہے

سوئے شہر خویش آرد بہر ہا
اپنے شہر کی جانب (نامہ دیا م کے حصے لائے ہیں)

جزوئے کل خود راجع شود
جزو اپنے کل کی طرف لوٹتا ہے

شنیدن آں طوطی حرکت آں
طوطی کا آں طوطی کی حرکت کو سنا

چوں شنید آں مرغ کاں طوطی چہرہ
جب آں پرند نے سنا کہ آں طوطی نے کیا کیا

خواجه چوں دیدش فتادہ ایں حسیں
مالک نے جب آں کو اس طرح پڑا ہوا دیکھا

لہ روز۔ دن میں اپنی توجہ
کے ذریعہ دلوں میں بہترین
خیالات پیدا کر کے دلوں
کے سپیوں کو موتیوں سے
پڑ کرتے ہیں۔ اُن ہمہ۔

شیخ اپنی قوت باطنی سے
مرد کے پہلے خیالات اور
وساوس کو جان جاتا ہے۔
در اسباب۔ پیشہ اور ہنر
کامی کا ذریعہ اور سبب ہے۔

سے مطلق۔ اخلاق۔ جہیز
سامان سفر۔ ختم۔ یعنی وہ
شخص جس کے وہ اخلاق
نہیں۔ روز جزا۔ جزو۔ روز

قیامت۔ مہاو۔ طبیعت۔
سلا۔ پیشہا۔ صبح ہوتے ہی
وہ پیشہ اور خیالات اُن۔

آشخا۔ خاص۔ یک۔ پہنچ جاتے
ہیں جگہ کے لئے وہ اچھائی
یا بُرائی کا سبب ہوتے

ہیں۔ بہرہ۔ حصہ۔ یعنی وہ
نامہ۔ برکت۔ اپنے حصہ کی
خبریں لے رہے شہر کو
لوٹتے ہیں۔ گشت۔ عروج۔

مرکز ٹھنڈا ہو گیا۔

گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب

در واژه کھایا ہوا ہونیکو وجہ کہے ہوئے کو دہا

از ہمہ لہا کہ آں نکتہ شنید

اُن تمام دلوں سے جنہوں نے وہ بات سنی ہے

گرت برہاں باید و محبت مہا

اے بزرگ اگر تجھے محبت اور ذیل چاہئے

ایہ انشود کم ذکر می بخواں

انشود کم ذکر می آیت پڑھ لے

چوں بتدکیر و بنیاد درند

چونکہ وہ یاد دلانے اور بھالنے پر قادر ہیں

چوں بنیاں بست اورہ نظر

جب اُس نے بھلا دینے کے ذریعہ غور فکر کی راہ پر

خدمو سخنرینہ اہل السمو

مرتبہ دلوں کو ستم نے مذاق بنایا

صاحبہ بادشاہ جسمہا ست

مشہر کا حاکم جسموں کا بادشاہ ہے

فرع دیدار عمل ہے بیج شک

بلا شک عمل دیکھنے کی شاخ ہے

مردش چوں مردکے دیدن خرد

لوگوں نے اُن کو پہلی کی طرح حقیر سمجھا

من تمام این انبارم گفتن ان

میں انکو پورا نہیں بتا سکتا کیونکہ

چوں فراموشی خلق یادشاں

چونکہ لوگوں کی بھول اور اُن کی یاد

صد ہزاراں نیکے بد ان سہی

وہ باکمال لاکھوں اچھے اور بُرے (خیالات کو)

تا ازراں نے سیخ سوزنے کہا

تاکہ اُس سے سیخ جلے نہ کباب

اَل سخن را کرد محو و نا پدید

اُس بات کو محو اور نابود کر دے

از نے خواں بیتا و نسیمہا

قرآن میں سے آیت اور نسیمہا پڑھ لے

قوت نسیان دل شاں ہاں

اور اُن میں بھلائی کی قوت پیدا کے جائیں گے

برہمہ دلہائے خلاقاں قابند

تمام مخلوق کے دلوں پر حاکم ہیں

کار نتواں کرد و رہا شد ہنر

کام نہیں کر سکتا ہے خواہ ہنر موجود ہو

از نے خوانید تا انشود کم

انشود کم تک قرآن میں پڑھو

صا دل شاہ دلہا شہا ست

متہار سے دلوں کا بادشاہ اہل دل ہے

پس نباش مردم الامر و ملک

تو انسان پہلی کے سوا کچھ نہیں کما

در بزرگی مر ملک کس پے نبرد

جتنی کی بڑائی کا کسی نے پتہ نہ لگایا

منع می آید ز حساب مکرراں

مرکز دلوں کی طرف سے انکی ممانعت ہوگی

باو ست و میرسد فریادشاں

اُس سے متعلق ہے، اور وہ انکی فریاد کو پہنچائے

می کند ہر دم ز دلہا شاں سہی

انکے دلوں سے ہر دم نکالتا ہے

لفظ محاسب۔ اولیاء پر

اللہ کے دوست کا دروازہ کھلا

پڑا ہوتا ہے۔ گرت۔ اگر

تلا۔ چہا۔ اے مرہ۔ اے

سردار۔ تجھے۔ تو اُن مجید

اور شہید۔ قرآن پاک میں

ہے یہاں نسخہ میں آیت

اور محاسب کا ذات بخند

ہنر۔ نہیں سنو کر کے

ہیں ہم کسی آیت کو بھلائے

ہیں اُس کو مگر یہ کہ لایا

ہیں بہتر اُس سے خد کو

قرآن پاک میں ہے قات

نخن۔ غفوفہ۔ بخوبی

انشود کم ذکر می یعنی ترے

اُن نیک لوگوں کا مذاق اڑایا

تو انہوں نے تمہارے

دلوں سے میری یاد بھلا دی

صاحبہ۔ وہ۔ دنیاوی

بادشاہ جسموں پر حکمرانی

کرتے ہیں اور اولیاء اللہ

دلوں پر فرمان روائی کرتے

ہیں۔

لفظ فرع۔ شاخ۔ یعنی علم

کے بعد عمل ہے اور علم کا

ذریعہ آنکھ ہے تو انسان

در اصل پہلی کا نام ہے لیکن

لوگ اُس کو ایک جھوٹی چیز

سمجھتے ہیں یہی حال اولیاء

اللہ کا ہے کہ بظاہر وہ

معمولی انسان ہیں لیکن

اُن کے کارنامے غفلت نشان

ہیں۔ صاحب مرکزہ۔ یعنی

بڑے اولیاء اللہ۔

سہ پہر۔ بارگاہی۔ بالکل

یعنی بزرگ رات کے اوقات

میں متعلقین کے خیالات

پر تصرف کرتے ہیں۔

نگ بپرانیدہ مرغ مرا

اب تو نے میرے پرندہ کو اڑا دیا ہے

یا جواب من بگو یاد دہ

یا میرا جواب دے یا الفت کر

اے دریا تو ظلمت سب من

ہائے افسوس! میرے اندر ہے کوئی کڑوا لے نور

اے دریا مرغ خوش پرواز من

ہائے افسوس! میرے خوش پرواز پرند

عاشق رنج ست نادان ابد

نادان (انسان) ہمیشہ رنج کا خوگر ہے

از کبد فارغ شدم بارے تو

تیرے چہرہ کی وجہ سے میں رنج سے خالی ہوا

اگر دریا خیال نہیں ست

ہائے افسوس! دیدار کا خیال ہے

غیرت حق بود با حق جاہ نیست

اللہ کی غیرت کتنی اور اللہ کے سامنے چاہ نہیں

غیرت آن باشد کہ او غیر ہم است

غیرت یہ ہے کہ وہ سب سے غیر ہے

اے دریا لشک من دریا ہد

ہائے افسوس! میرے آئندہ دریا جوئے

طوطی من مرغ زیرک سا من

میری طوطی میرے عقلمند پرند

ہر چہ وزی واد ناداد آمد

اُس نے مجھے عطا کیا میں ناشکر ثابت ہوا

طوطے کا بذر وحی آواز او

وہ طوطی (روح) جس کی آواز وحی سے ہے

در چراگاہ ستم کم کن چرا

نظم کی چراگاہ میں چرنا کم کر دے

یا مرا اسباب شادی یاد دہ

یا مجھے خوشی کے اسباب یاد دلا

اے دریا صبح روز افزون

ہائے افسوس! میرے دن کو روشن کرنے والی صبح

زانتہا پرید تا آغاز من

انتہا کے میری ابتدا تک تلف ہو گیا

خیزولا افسوسم بخوان تا فی کبد

اٹھو، اور لا افسوس کو فی کبد تک پڑھ لے

وز زب صافی ہدم در جنتے تو

میں تیری نہریں میں سے صاف تھا

وز وجود نقد خود بریدن

اپنے موجودہ وجود سے جدا ہونا ہے

کو دے کہ حکم حق صد پر نیست

کونساں ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹوٹے نہیں؟

آنکہ افزون زبان دمدا

جو کہ بیان اور کمر حیلہ سے بالاتر ہے

تا شمار دلبر زیاشدے

تاکہ حسین معشوق پر شمار ہوتے

ترجمان فکرت و اسرار من

میرے فکر اور رازوں کے ترجمان

اوز اول گفت تا یاد آمد

پہلے وہ بولی یہاں تک کہ مجھے (خدا) یاد آیا

پیش ز آغاز وجود آغاز او

وجود کی ابتداء سے پہلے اسکی ابتداء ہے

لہ مرغ مرا یعنی سوداگر

کی طوطی۔ شادی خوشی

پریدہ تلف ہو گیا۔ زایل

ہو گیا۔ اس کا فاعل تلف

و عیش مقدر ہے۔

لہ نادان یعنی انسان

فی کبد۔ سورۃ لا افسوس

فرمایا گیا ہے۔ "لَا اَفْسُوسَ

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ کَبَدٍ"

ہم نے انسان کو رنج اور سختی

میں پیدا کیا ہے۔ از کبد۔

یعنی اسے طوطی سمجھ دیکر

میرا رنج و غم مٹ جاتا تھا

یا اس شعر عالم ارواح

اور اس سے جلدی کا تذکرہ

شروع کیا ہے اس صورت میں

روئے تو سے مراد دیدار

خلافی ہے۔

لہ وجود۔ اب دیدار

جب ہی ہو گا جب روح

جس غصہ سے جدا ہو جائیگی۔

غیرت۔ اللہ نے یہ چاہا

کہ اسکو پہچانا جائے لہذا

میں عالم غصہ میں پیدا

فرمایا۔ آنکہ۔ یعنی اسکی

غیرت کا بیان ناممکن ہے۔

دلبر۔ یعنی مودہ طوطی اس

شعر سے پھر طوطی کا فود

شروع کیا ہے۔ زیرک۔

ذہن، سمجھدار۔ سارے شئی

مانند، مینا۔ ہرچہ۔ یطوطی

اللہ کا ایک عطیہ تھی جسکا

میں شکر ادا کر سکا وہ صبح

ٹھہر کر اللہ کی یاد میں لگ

جاتی تھی اس کی وجہ سے

مجھے بھی خدا کی یاد آ جاتی

تھی۔ طوطے یہاں سے

طوطی کے قصے سے روح

اور قسم سے پہلے مخلوق ہونا مستلزم ہے۔

حکایات شاعر کا خیال ہے کہ روح کا کلام

لہ قتلوں - داروغہ جنت
 کا نام ہے - سلیمان حضرت
 سلیمان پرندوں کی بولی
 سمجھتے تھے اسی لئے
 پرندوں سے دیکھی تھے
 تھے - دریا جسر ت،
 افسوس اس میں الف
 نہ بکا ہے - اسے زبان
 یعنی میری زبان سے مجھے
 یہ نقصان پہنچا نہ وہ
 مرنے والی طوطی کا نقص
 سناتی نہ میری طوطی
 مرقی لیکن میں زبان کا
 شکوہ کیا کروں جبکہ
 یہ شکوہ بھی زبان ہی ادا
 کر رہی ہے -
 سہم آتش زبان ہی
 ذخیرہ کرتی ہے اور
 زبان ہی اس کو تباہ
 کرتی ہے - دریا نہاں -
 انسان کی تباہی زبان
 کی بدولت ہوتی ہے،
 زبان دیگر انسان کو بیا
 اوقات خلاف مزاج
 کام کرنا پڑتا ہے - گنج -
 زبان خزانے بھی جمع کرتی
 ہے اور لا علاج مصائب
 میں بھی مبتلا کرتی ہے -
 سہم خفیر - سیٹی - غارت
 دھوکے کی چیز - خفیر مہر
 انیس جنت کروالا - یعنی
 زبان ہی سیٹی جاکر پرندوں
 کے دھوکے کا سبب بنتی
 ہے اور وہ اپنے ہم جنس کی
 آواز سمجھ کر اگر جان میں
 سپیش جاتے ہیں اور
 یہی زبان تباہی میں موزوں
 اور غمخوار بنتی ہے - خفیر

چوں بدیں نگ بدیں حالش بدید
 جب اس کو اس حالت اور اس نگ میں دیکھا
 گفت اے طوطی خوبے شن جیس
 بولا کہ اے حسین اور اپنی پیشانی والی طوطی
 اگر بغا مرغ خوش آواز من
 ہائے افسوس! میرے خوش الحان پرندے
 اگر بغا مرغ خوش الحان من
 ہائے افسوس! میرے خوش آواز پرند
 گر سلیمان را چیں مگر بدے
 اگر حضرت سلیمان کے پاس لیا پرند ہوتا
 اے دریا مرغ کار زبان یا فتم
 ہائے افسوس! پرند جس کو میں نے ستا خیرا
 اے زبان تو بس زبانی فرما
 اے زبان! اوسر اسر یہ نقصان ہے
 اے زبان! ہم آتش و ہم غمی
 اے زبان! تو آگ بھی ہے اور غم بھی
 در نہاں جاں ز تو افغان مسکین
 پوشیدہ طور پر خیانت تجھے فریاد کرتی ہے
 از باں ہم گنج بے پایاں توئی
 اے زبان! بے شمار خزانہ تو ہے
 ہم خفیر و خندہ مرغان توئی
 سیٹی بجانہ والی اور پرندوں کے دھوکے کا
 ہم خفیر و مہرباران توئی
 دوستوں کی رہبر اور قاصد بھی تو ہے
 چندا نام میدی آگے اماں
 اے بے اماں! تو مجھے کیلے دیتی ؟

خواجہ رحبت گریباں را درید
 مالک تڑپا اور گریباں سے چاک کر لیا
 ہے چہ بود اس چارکشی چنیں
 ہائے، تجھے یہ کیا ہوا، تو ایسی کیوں ہو گئی؟
 اے دریا ہمدم و ہمراز من
 ہائے افسوس! میرے ساتھی اور میرے ہراز
 راح روح و روضہ ضوان من
 میری روح کی راحت اور میری جنت
 کے دو مشغول اس مرغان شہ
 وہ پھر کب ان پرندوں میں مصروف ہوتے
 زودرواز رو او بر تا فتم
 بہت جلد میں نے اس کے دھوکے سے مر گیا
 چوں لونی گویا چہ کو کم مترا
 تو ہی چونکہ بات کر بیوٹی ہے، تجھے کیا کہو
 چنداں آتش دریں من زنی
 کب تک اس غم میں تو آگ نکلتی رہے گی؟
 گر چہ ہر چہ گویش آں مسکند
 اگرچہ تو اس سے جو کہتی ہے وہ چہی کرتی
 از باں ہم گنج بے دریاں توئی
 اے زبان! لا علاج مرض بھی تو ہے
 ہم انیس و حشت ہجران توئی
 ہجر کی وحشت میں محبت بھری بھی تو ہے
 ہم بلیس و ظلمت کفران توئی
 شیطان اور کفر کی تاریکی بھی تو ہے
 اک تو زہ کردہ کلین من کمال
 اے کہ تو نے میری دشمنی میں کمال پہنچا چارکھ

اُس دگر دُش کر دُش کر دُش نہاں
وہ بات جو اُس سے میں نے پوشیدہ رکھی

اُس دگر کہ گفتم با خلیلؑ
وہ بات جو میں نے خلیلؑ سے نہ کہی

اُس دگر دے مسیحا دم نذر
وہ بات جو مسیحائے نہ کہی

ما جہاں شد در لغت اثبات نفی
لفظاً نہ کیا ہے لغت میں اثبات و نفی کے معنی

من کسی در نا کسی دریافتم
میں نے ہستی فنا میں کیا ہے

بند گن جوں سیل سلانی کند
بند باندھنے جب سیلاب طغیانی ہوئے

من چیم دلم کہ ویرانی بود
میں کیلئے گردن کہ ویرانی ہوئی

غرق حق خواہد کہ باشد غرق تر
اللہ میں ڈوبا ہوا چاہتا ہے کہ زیادہ ڈوب جائے

زیر دریا خوشتر آید یا ز بر
دریا کے نیچے بہتر ہوگا یا دریا کے اوپر

پیش بون و سوسہ باشی دلا
لے دل تو دوسوہ کا مارا ہوا ہوگا

گر مرادت راناق شکر ست
اگر تیری مراد میں شکر کا نہ ذائقہ ہے

ہر ستارہ اش خون بہا صد لال
اُسکا ہر ستارہ ستونچا ندوں کا خون بہا ہے

ما بہا و خون بہا را یا فیتیم
ہم نے قیمت اور خون بہا پالیا ہے

باتو کو کیم اے تو اسرار جہاں
اے اسرار جہاں! تجھ سے میں کہوں لگا

واں دے را کہ نداند جبریلؑ
اور وہ بات جو جبریلؑ رکھی نہیں جانتا

حق ز غیرت نیز بے ماہم نذر
اور اللہ نے غیرت کی وجہ سے دینا چاہا جس کے ہوتے ہی

من نہ اثباتم نہ منم بے ذوال نفی
میں اثبات نہیں ہوں، میں بے ذات ہوں اور نفی

پس کسی در نا کسی دریافتم
اس لئے ہستی کو فنا میں لپیٹ دیا

ورنہ رسوائی و ویرانی کند
ورنہ خرابی اور کسم پربادی کر دے گا

زیر ویران گنج سلطانی بود
شاہی خزانہ ویرانہ میں ہی ہوتا ہے

ہیچوں موج بحر جہاں زیر زبر
سمندر کی موج کی طرح جان زیر زبر ہو جائے

تیرا دلکش تر آید یا سپر
اُس کا تیر زیادہ پسندیدہ ہوگا یا ڈھال

گر طرب را باز دانی از بلا
اگر تو نے خوشی اور مصیبت میں فرق کیا

یہ مرادی لے مراد دلبرست
کیا ہے مرادی محبوب کی مراد نہیں ہے؟

خون عالم ریختن اور احکال
عالم کا خون بہا نا اُس کے لئے درست ہے

جانب جان باختن بشا فیتیم
ہم جان کی بازی ہارنے کی طرف دوڑے ہیں

لہ اُن دے۔ قرآن پاک
میں ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی

عَبْدِہٖ مَا وَحٰی بِہٖ
انے انھیں جو وحی کی وحی کی

کی، اس آیت میں اُن اسرار
کی طرف اشارہ ہے جو غیر

حضرت جبریلؑ کی وساطت
کے حضور کو بتائے گئے اور

چونکہ وہ اسرار طریقہ حق
سے متعلق تھے دوسرے

انبیاء سے اُن کا کوئی تعلق
نہ تھا لہذا وہ اسرار کو

نہیں بتائے گئے۔ مآ لفظ
ماعری میں دو معنی ہیں

مستعمل ہوتا ہے ایک
نفی جس کو مانا فیہ کہتے ہیں

دوسرے موصولہ جہات
کے معنی دیتا ہے لیکن جب

میں اپنے لئے لفظ مابولوں
توفی کے معنی ہوں گے۔

اسلئے کہ میں اپنی ذات کو فنا
کر چکا ہوں اور نفی محض ہو

لہ کسی۔ مہتی۔ ناکسی۔
نیسی، فنا، تافق۔ ہٹا۔

موترا۔ سیلائی۔ طغیانی۔
دیرلی۔ پربادی، درندہ،

مولانا اپنے آپ کو کہتے ہیں۔
سجلی بے حجاب کے سوال سے

باز آؤ وہ اس عالم میں برابری
کا سبب ہوگی جیسا کہ وہ طوکر

ساتھ ہوا۔ من چہ غم۔ مولانا
فرماتے ہیں مجھے ویرانی کا

غم نہیں ہے۔ ویرانہ میں
خزانہ ملتا ہے۔

لہ غرق۔ جو شخص مقام
شہود تک پہنچ گیا وہ تو

اور بھی قرب کا منتہی ہوگا
اور چاہے گا کہ جسدِ عفری کا

تھکر دوزوں سے لطف اندوز ہونا ہے۔ ملاق۔ یعنی عاشقِ خیمہ بہر کہبتہ۔ قیمت خونِ آہا خون کی قیمت۔ ہر ستارہ۔ یعنی تجلیاں ستاری۔

۴ سر نہ بنگلہ - ازلان - ازل کی جمع انگور - دلہا - یعنی عورت جس پر انگور کی پتی چڑھتی ہے، حرف اور آواز جو کہ معانی کے حامل ہوں۔ پھر تو انکو انقدر کی قش قرار دیا ہے، جو انکو دل کو قائم رکھتے ہیں۔

لہ عکس یعنی برعکس کو نہیں دیکھ سکتے ہوا س کے آثار جو جسم پر طاری ہیں انکو دیکھتے ہو۔ می خورد یعنی روح کے عکس میں مشغولیت باعث رنج ہے، روح میں مشغول ہونا چاہئے۔ ایک انسان تن پروری میں لگتا ہے اور روح کو فنا کرتا ہے۔ سوختہ میں عشق الہی میں اپنے جسم کو جلا چکا ہوں اگر کوئی عشق کی آگ میں جلنا چاہے مجھے آگ لے لے۔ سوختہ جو شخص روح کو بالکل فنا کر چکا ہو اس میں آتش عشق نہیں لگتی ایسا شخص تلاش کرو جو اس آگ کو قبول کر سکے۔

لہ ما ہے - یعنی روح - شمع - یعنی جسم - چون رزم - عشق الہی کا بیان ممکن نہیں رہا۔ آئندہ یعنی میں صبح کی حالت میں کبھی عشق کے بیان پر قادر نہیں ہوں۔ مستی کی حالت میں کیا بیان کر سکوں گا۔

سے خیر سے یہ خود مولانا نے اپنی حالت بیان کی ہے۔ قافیہ میں جب شعر کا قافیہ تلاش کرتا ہوں تو مجھ کو نقصان ہوتا ہے کہ میرے دیدار کے علاوہ کچھ تلاش نہ کر قافیہ - پیچھے آئیوا، مترادف یعنی قافیہ کی تلاش میں مشاہدہ کی دولت حاصل ہے

اندرون نشت آل طوطی نہاں
وہ طوطی تیرے اندر پوشیدہ ہے
می برد شادیت را تو شاد ازو
وہ (عکس) تیری خوشی برابر کر رہا ہے تو اس خوشی
ایک جاں از بہر تن می سوختی
اسے وہ کہ تو نے جان کو جسم کے لئے جلا دیا ہے
سوختہ من سوختہ خواہد کسے
میں جل چکا ہوں، کوئی جلنا چاہے
سوختہ چوں قابل آتش بود
جلا ہوا آگ کے قابل کب ہو سکتا ہے؟
اے دریغ اے دریغ آدرغ
ہائے افسوس، ہائے افسوس، ہائے افسوس
چوں نم دم کا تیش دل تیر شد
کیسے دم ماروں کیونکہ دل کی آگ تیر ہوئی ہے
آنکہ او ہشیار خود ندرست و
وہ جو کہ ہوش کی حالت میں تندرست ہے
شیر مستے کز صفت پیوں بود
وہ مست شیر جو اپنے آپ سے باہر ہو
قافیہ اندیشم و دلدار من
میں قافیہ کی فکر میں ہوں اور میرا محبوب
خوش نشین آقا فیہ اندیش من
اے میرے قافیہ سوچنے والے آرام کے بیٹھ
حرف چہ بود تا تواند نشی از ان
حرف کیا ہوتا ہے جو تو اس کی فکر میں ہے
حرف صوت و گفت را بہر ہم نم
حرف اور آواز اور بولی نہیں ملتا دیتا ہوں

عکس اور ادیدہ تو بر این آں
تو اس پر اور اس پر اس کا عکس دیکھتا ہے
می پذیر می ظلم ایچوں دازو
تو اس کے ظلم کو انصاف کی طرح قبول کر رہا ہے
سوختی جاں را تو تن افروختی
تو نے جان کو جلا دیا اور جسم کو روشن کیا
تاز من آتش زند اندر خسے
تو مجھ سے سپرد میں آگ لگتا ہے
سوختہ بساں کہ آتش کش بود
ایسا جلا ہوا ہے جو آگ کو قبول کر نہ لایا ہو
کایچاں مایہ نہاں شہ زربغ
ایسا چاند ابر کے نیچے چھپ گیا
شیر ہجر آشفہ و خونریز شد
ہجر کا شیر غضبناک اور خونریز ہو گیا ہے
چوں بود چوں آقاج گریز شد
اس کا کیا حال ہو گا جبے ہاتھ میں بالہ چھائے
از بسط مرغزار افروں بود
وہ جنگل کے میدان سے بڑھ جاتا ہے
گویم مندی جزدیدار من
مجھ سے کہتا ہے، سوائے میرے دیدار کے کچھ
قافیہ دولت توئی در پیش من
تو میرے روبرو خوش نصیبی کے ہم منی ہے
صوت چہ بود خار دیوار زان
آواز کیا ہوتی ہے، انگور کی خوشی کا کانٹا
تا کہ بے ایں ہرستہ با تو دم
تا کہ ان تینوں کے بغیر مجھے بات کروں

۴ حرف یعنی کلام انسانی کو جس کو کلام انسانی کے ذریعہ ہم کلام ہوتا ہے

ہر کہ اوارزاں خود از اناں مہر
جو ستا خریدتا ہے، ستادے ڈالتا ہے
غرق عشقے شو کہ غرق ستانہ
عشق میں ڈوب جا کہ اس میں غرق ہیں
مجاہش گفتہ نکر دم من بیاں
میں نے اس کو بھڑا بتایا، میں نے تفصیل نہیں کی
من چو لب گویم لب دریا بود
میں جب لب کہتا ہوں، لب مطلب لب دریا ہوتا ہے
من ز شیرینی نشینم ز خوش
میں بھٹاس سے ترش زو ہو کہ بیشہ جانا ہوں
تا کہ شیرینی مانہ دو جہاں
تا کہ ہماری بھٹاس دونوں جہاں میں
تا کہ درہر گوش نایاں سخن
تا کہ ہر کان میں یہ بات نہ آئے

گو ہرے طفے بقبرص ناں مہر
ایک بچہ موتی ایک روٹی کی ٹلیاں میں دیدیتا ہے
عشقہائے اولین و آخرین
انگے پچھلوں کے عشق
ورنہ ہم افہام سوز دم زباں
ورنہ عقلیں جل جائیں اور زبان بھی
من چو لا گویم مراد الا بود
میں جب لا کہتا ہوں تو الا مراد ہوتا ہے
من ز بسیاری گفتارم شمش
میں اپنی باتوں کی کثرت کی وجہ چپ ہوجاتا
در حجاب ترش باشد نہاں
ترش روئی کے پردہ میں پوشیدہ رہے
یک بھی گویم ز صد سرگردن
و علم لگتی کے سوزازدوں میں سے ایک کہ تباہی

تفسیر قول حکیم سنائی روح اللہ رومہ
حکیم سنائی کے قول کی تفسیر خدا انہی روح کو راحت دے
بہر چہ از راہ و امانی چہ کفر آں حرف و چہ ایماں
جس چیز کی وجہ سے تورا سنتہ سے شک جائے وہ کفر ہو تو کیا اور ایمان ہو تو کیا
بہر چہ از دوست دور افتی چہ زشت آن نقش و چہ زیبا
جس سے تم دوست سے دور ہو جاؤ وہ نقش بڑا ہو تو کیا اچھا ہو تو کیا
و فی معنی قول النبی علیہ السلام اذ سعد الغیور و انا اغیر منہ
اور انصوری علیہ السلام کے اس فرمان کے معنی کہ غیور بنے بغیر تہ ہے اور میں اس سے بھی زیادہ بغیر ہوں
واللہ اغیر منی و من غیرتہ حرّم القوا حراماً ظہر منہ و ما بطن
اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ بغیر تہ ہے اور اللہ نے اپنی غیرت کی وجہ سے تمام کلمی اور دھکی بکریوں کو حرام قرار دیا ہے

جملہ عالم زان غیو آمد کہ حق
تھا دنیا اس لئے بغیر تہ بنی کہ اللہ تعالیٰ
بزد در غیرت بریں عالم سبق
غیرت میں اس دنیا پر سبقت لے گیا ہے

لہ از اناں چوند اس کے دیکھے
کرم سے دوست اور دشمن
سیراب ہو رہے ہیں۔ غلط ہے۔
بچے کو جب گفتہ موتی بولتا
ہے وہ ایک روٹی کے ٹکڑے
میں فروخت کر ڈالتا ہے۔
غرق عشقے۔ یہاں سے
مولانا کا مقولہ ہے۔

سلسلہ شریعتی۔ یعنی اسرار
معرفت کی مٹھاس۔ روضہ
یعنی خاموش، یعنی اسرار
معرفت سے واقفیت کے
باوجود اپنے آپ کو لاعلم
ظاہر کرتا ہوں کیونکہ برائی
کے سامنے وہ مضامین بان
منہیں کہے جا سکتے ہیں۔ جہنم
سنائی۔ غزنیوں کے رہنے والے
تھے ابتدا شاعری کی پھر فقر
اور تجربہ یافتہ کر لی آپکا شمار
مشہور اولیاء اللہ میں ہے
سلسلہ میں وفات پائی۔
تصوف میں آپکی صریحہ تحقیق
کتاب بہت مشہور ہے۔ مولانا
روم نے اپنی مثنوی میں کئی
جگہ اس کتاب سے اقتباس کیا ہے۔
حکیم سنائی کے مقولہ کا خلاصہ
یہ ہے کہ طاعت بھی جناب
فدس سے دوری کا سبب ہے
تو وہ عصیت ہی ہے مثلاً
کوئی فرض عین جہاد پھیر کر
نفل چمکیے جاتے۔
سلسلہ سجد بن عبادہ رضی اللہ
عنه مشہور صحابی ہیں حدیث
کے سلسلہ میں انہوں نے
عرض کیا تھا کہ اگر میری کونزا
کرتے ہوئے دیکھوں گا تو
فوراً قتل کروں گا چار گواہ لائے

مولانا کا یہ نظریہ ہے کہ جو اللہ کے ساتھ ہو وہ اللہ کے ساتھ ہو گا اور جو اللہ کے بغیر ہو وہ اللہ کے بغیر ہو گا۔

ناراضی۔ یعنی میں بیدار کا طالب ہوں اس لئے فوراً سے قیامت پر ڈال دیا۔ (آپ انصوں۔ یعنی جان و مال کی نازی و دل کا بیدار کا طالب نہ نہ جس تک تجھے جان و مال کا خیال ہے بیدار کا طالب نہیں ہے۔ دودھ و دھما

لے پست۔ جھکنے والا۔ مست۔ عاشق یعنی جب اطاعت کمال کو پہنچ جاتی ہے تو قافا اس کی بات پر تسلیم ختم کرنے لگتا ہے اور عاشق اپنے عاشقوں سے عشق کرنے لگتا ہے۔ بردہ۔ غلام، مستحق، تابع۔ مردہ۔ بے جا جملہ۔ یعنی بادشاہ اپنے فرمانبرداروں کے فرمانبردار بنجالتے ہیں اور جس غلام نے مولیٰ کی مرضی میں اپنے آپ کو فنا کر دیا ہو مولیٰ اسے لئے فنا ہوتا ہے۔ میٹو۔ شکاری شوق میں خود شکار بنتا ہے پھر کہیں شکار اسے ہاتھ لگتا ہے۔ فتنہ بجا۔ کسی پر ملے والا۔ ہر کہ۔ عاشق صادق، معشوق کے دل میں گھر کر لیتا ہے اس اعتبار سے وہ معشوق بن جاتا ہے۔ آب جوینہ۔ مہروں اور دریاؤں میں پانی بہہ کر پیاسوں کی تلاش کرتا ہے چونکہ عاشق اوست۔ جب حضرت حق خود مہربان ہو گئے ہیں اور وقت درجہ میں تو اب تو ہمیشہ گوش بن جاتا اور آہ و فدا چھوڑ دے۔ اسے۔ عاشق کی زندگی موت میں مضمر ہے جب تک تو دل کو محبت میں فنا نہ کر دیتا تو وہ حقیقی دل نہ ہوگا۔ دل جستن۔ دل جوئی کرنا۔ سہ ناز و دلال۔ ناز و انداز بہادر کر دل۔ مثال دینا۔

جملہ شاہاں پست پست خویش را
تمام بادشاہ اپنے آگے جھکنے والے کے سامنے جھکے ہیں
جملہ شاہاں بردہ بردہ خود اند
تمام بادشاہ اپنے غلام کے غلام ہیں
می شود صیاد مرغی را شکار
شکاری، پرندوں کا شکار بنتا ہے
دلبران برید لال فتنہ بجا
معشوق، عاشقوں پر دل سے عاشق ہوتے ہیں
ہر کہ عاشق دیدیش معشوق دل
جس کو تو عاشق دیکھے، اس کو معشوق سمجھ
تنگناں کر آب جوینہ از جہاں
اگرچہ دنیا میں پیاسے پانی تلاش کرتے گاہیں
چونکہ عاشق اوست فغانا شوقش
جبکہ وہ عاشق ہے، تو چپو رہ
احیات عاشقاں در مردگی
اسے (طالب) عاشقوں کی زندگی میں ہے
منش جستہ بصدر ناز و دلال
میں نے سونا ناز و انداز سے اسکی دلجوئی کی
منش جستہ بانیاز و بے ملال
میں نے عاجزی سے کسی ملال کے بغیر اسکی جستجو کی
گفتم آخر غرق تست این عقل و ما
میں نے کہا یہ عقل اور جان آخر تجھ میں غرق ہے
من ندانم آنچه اندیشیدہ
مجھے معلوم نہیں تو نے کیا سوچ رکھا ہے؟
اگر انجان خوار دیدستی مرا
اے بہت بہت تو نے مجھے بے قدر سمجھا

جملہ مستاں مست مست خوش را
اپنے عاشق کے تمام عاشق، عاشق ہوتے ہیں
جملہ خفاں مردہ مردہ خود اند
تمام لوگ اپنے مردہ کے لئے مردہ ہیں
تا کنہ ناگاہ ایشاں را شکار
تاکہ اچانک اُن کا شکار کرے
جملہ معشوقاں شکار عاشقاں
تمام معشوق، عاشقوں کا شکار ہوتے ہیں
کو نسبت ہست ہم این ہم را
کیونکہ نسبت کی وجہ سے وہ یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے
اب ہم جوید بعالم تشنگاں
پانی بھی دنیا میں پیاسوں کو تلاش کرتا ہے
او چو گوشت مبدہ تو گوش را
جب اس نے تجھے کان دے تو بھی تو
دل نیابی جز کہ در دلبردی
دل کہہ گئے بغیر، تو دل نہ پاتے گا
اوسہانہ کردہ با من از دلال
اُس نے ناراضی کی وجہ سے مجھ سے بہادر کر دیا
اوسہانہ کردہ از ناز و دلال
اُس نے ناز و انداز کی وجہ سے مثال دیا
گفت روز و رمن این فسون خال
بول۔ جابجا مجھ پر حبا دونہ چلا
اے دودیدہ دورا حول دیدہ
اے دینی والے تو نے دوست کو کیا کھڑکھڑایا
زانکہ بس از راں خریدستی مرا
اِس لئے کہ تو نے مجھ سے سستا خریدا ہے

چوں نہ شام بخوشے روز او
اُس کے دن کے بغیر میں رات کی طرح کیوں ہو جاؤں

ناخوش او خوش بود در جان من
اُسکی جانب سے ناگوار، میری جان کو گوارا ہے

عاشقم بر رخ خویشم در خویش
میں اپنے رخ اور اپنے درد کا عاشق ہوں

خاک غم اسرمہ سازم بہر چشم
میں غم کی خاک کا آئینہ کھول کے لئے سرمہ بنا کر ہوں

اشک کاں زہراؤ باز خلق
لوگ جو اس کو اس کے لئے بہہ لے رہے ہیں

من جان جان شکایت میکنم
میں جانِ حیات کی شکایت کرتا ہوں

دل بھی کوید از ورنجیدہ ام
دل کہتا ہے میں اس سے رنجیدہ ہوں

راستی کن اے تو فخر آستان
اے وہ ذات کہ تو چوں کا فخر ہے، سید چاچل

آستان صد در معنی کیاست
حقیقتاً آستان اور صدر کہاں ہے؟

اے رہیدہ جان تو از ما ومن
اے وہ کہ تیری ذات "ما و من" سے آزاد ہے

مردوزن چوں یک شے نہاں کی
مردوزن جب ایک ہو جائیں وہ ایک تو ہی ہے

ایں من و ما بہر آن بر ساختی
اس من و ما کو تو نے اُنس لئے بنایا ہے

تا تو ما تو نزدیک جو ہر شوی
جب تو "ما تو" ایک جو ہر بن جائے گا

بے وصال تو روز افزو او
انہی دن کو روشن کرینو اے چہرہ کے وصال کے بغیر

جان فدا یار دل رخاں من
دل دکھانے والے یار پر میری جان قربان ہے

بہر خوشنودی شاہ فرد خوش
اپنے بے مثال شاہ کی خوشنودی کے لئے

تا زگو ہر شود دو بحر چشم
تا کہ آنکھوں کے دونوں سمندر میں تیرے چہرے چاچل

گو ہر ست اشک بند از خلق
موتی ہیں ہوگ، آنکو آئینہ سمجھتے ہیں

من نیم شاکِی روایت میکنم
میں نیم شاکِی روایت کرتا ہوں، بیان کر رہا ہوں

وز نفاق سست میخندیدم
کز در نفاق سے، میں ہنستا ہوں

اے تو صد و من رت راستاں
اے وہ کہ تو صد رہا اور میں تیرے در کی پلینر

ما و من کو اں طرف کو یار ما
جہاں ہمارا یار ہے وہاں "ما و من" کہاں ہے؟

اے لطیفہ روح اندر مردوزن
اے! مرد اور عورت میں لطیفہ روح

چونکہ یکہا محوشاں نک تنی
چونکہ یکہا محوشاں نک تنی

تا تو با خود نر و خدمت باختی
تا کہ تو خدمت کی بازی کھیلے

عاقبت محض چیاں لبر شوی
بالآخر اسی طرح خالص دلبر ہو جائے گا

لے شب - رات - یعنی سیاہ
بختی - روز - یعنی دن کی طرح

روشن ہے - ناخوش - مشوق
عاشق کے درد سے اس لئے

خوش ہے کہ وہ درد لقا تھا
عشق ہے - لہذا اُسکی خوشی

کی خاطر ہم اپنے درد اور
رج سے خوش ہیں - آشک

یعنی جو انمو مجوب کی یاد
میں ہے وہ موتی ہے -

سہ روایت - یعنی میں
اپنے درد کا جو بیان کرتا

ہوں وہ بصورت شکاک
ضرور ہے لیکن دراصل

وہ شکایت نہیں بلکہ ایک
واقعہ کو نقل کرنا ہے -

دل - یعنی دل، محبوب سے
رجحیدہ ہو نیسا اظہار کرتا

ہے میں اس کے اس
نفاق پر ہنستا ہوں اسلئے

کہ وہ دل دراصل خوشی
محسوس کر رہا ہے -

سہ راستی کن - یعنی مجھے
ناز و کرشمہ نہ دکھا تو صدر

مجلس ہے میں آستان جیسا
پامال ہوں لہذا مجھ پر ظلم

کرنا تیری شایان شان نہیں
ہے - آستان چونکہ پہلے

شعوب میں محبوب کو صدر
اور اپنے آپ کو آستان

کہا تو اس سے دوستی کی لڑ
آئی جو فنا کے خلاف ہے

لہذا اب اسکا تدارک کیا
ہے - اتنے ذات حق واحد

تعیات ہیں وہی ذات
واحد لطیفہ روح ہے جو

مردوزن کے عارضی ضمیر کو

مخوف سے لکھ کے ایک وہ خون کا قطرہ وہاں میں چپک جاتے۔ تلخ نالیوں - نہایت درد سے - روانہ - دستاں - کرد و زب - ناز و انداز - دستاں - عشاق -

ملہ اور جسم حیات و سکتا
میں روح کے تابع ہے ،
اسی طرح کائنات کے
احوال مشیت باری کے
تایں ہیں ۔ محراب نماز -
مركز توجہ - یعنی ذلت باری
ایمان - یعنی مشاہدہ سے
تنزل اختیار کر کے دلائل
سے یقین حاصل کرنا غیرت
رب کا سبب ہے شین ۔
عیب - جامہ دار - یعنی
مہتمم توشہ خانہ ہو کر کپڑے
کا تاج بنے - شستن -
نشستن ، بیٹھنا کا مختلف
ہے - خیف - علم ، افسوس -
غیبن - زیاں کار یا غیرت
کی تیسری مثال ہے -
ملہ دست پوش - یعنی
اعلیٰ مرتبہ چھوڑ کر ادنیٰ المرتبہ
اختیار کرنا بھی غیرت کا
سبب ہے پیش آں یعنی
دست پوشی کے مقابلہ میں
یہ خدمت کا ادنیٰ درجہ ہے
شاہ را غیرت - یہ بھی غیرت
کی بات ہے کہ دیکھ کر موقع
ہو تو اس کو چھوڑ کر خوش
سرگینے پلٹھا کر کے غیرت
حق - یعنی اصل غیرت حق
ہے اور انسانوں کی غیرت
بھوسے کی طرح بے قدر ہے -
ملہ شرح آیں - یعنی غیرت حق
کی تفصیل - نگہ - شکوہ - نگار
معشوق - وہ دلہ - چونکہ حضرت
حق کی شہنشاہت مختلف ہیں لہذا
اسکو وہ دلہ کہہ رہے - آئرا -
نیرا ، حدیث شریف میں آیا ہے
اللہ کو دو قطرے بہت محبوب
ہیں ایک وہ قطرہ جو اللہ کے

و ملہ سست
او چو جان و جہاں چوں کا لبہ
وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح
ہر کہ محراب نماز ش گشت عین
جس کی نماز کی محراب ذات ہو
ہر کہ شہر شاہ را او جامہ دار
جو بادشاہ کا مہتمم توشہ خانہ ہو
ہر کہ با سلطان شود او ہمنشین
جو بادشاہ کا ہمنشین ہو
دست پوش چوں سیز بادشاہ
جب اسکو بادشاہ کی دست پوشی حاصل ہوگئی
چوں بیابی دست گرد پا مگرد
چون تو ہاتھ پالے ، پیر کے چکر نہ کاٹ
گر چہ سر پر پانہاں خدمت
اگرچہ پرول پر سر رکھ دینا خدمت ہے
شاہ را غیرت بود بر ہر کہ او
بادشاہ کو اس پر غیرت آئے گی جو
غیرت حق بر مثل گندم بود
اللہ کی غیرت ، گندم جیسی ہے
اصل غیرت ہا بداند از الہ
غیرتوں کی جڑ خدا سے سمجھو
شرح آیں بگزارم و گیرم کلمہ
اس کی شرح چھوڑا ہوں مشاودہ شروع کرنا ہوں
نالہ ایرنا لہا خوش آیدش
اسلئے رونا ہوں کہ اسکو رونا اچھا لگتا ہے
چوں تنگ تلخ از دستان او
اُس کے ناز و انداز کی وجہ سے کڑے آنسو کیون نہا ہوں

کا لب از جان پذیرد نیک بد
جسم ، جان سے نیک اور بدی پر قبول کرتا ہے
سو ایمان رفتش می دانوشین
اُس کا ایمان کی طرف جانا تو عیب سمجھ
ہست خسران بہر شاہش اتحار
اُس کا بادشاہ کے لئے تجارت کرنا ٹوٹے کی بات
بر در ش شستن بود حیف غیبن
اُس کا دروازہ پر بیٹھنا قابل افسوس اور نفیست
گر گزید بوس یا باشد گناہ
اگر پا بوسی اختیار کرے تو گناہ ہوگا
ہست سر بازی نشان مرد مرد
مرد دنیا بڑے بہادر کی علامت ہے
پیش آں محد خطا و زکست
(لیکن) اس خدمت کے مقابلہ میں غلطی اور لغزش ہے
بو گزید بعد از ان کہ دید رو
خوش ہو اختیار کرے جبکہ چہرہ دیکھ لیا ہے
کاہ خرم من غیرت مردم بود
انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح ہے
آن خلاق فرغ حق ہے شنبہ
بلاشبہ مخلوق کی غیرت خدا کی غیرت کی شان ہے
از حقا آن نگاے دہ دلہ
اُس دین دل والے محبوب کی جفا کا
از دو عالم نالہ و غم بایدش
دونوں جہاں کی جانب سے اسکو رونا پیندا آتا ہے
چوں نیم در حلقہ مستان او
اُس کے عاشقوں کے حلقوں کیون میں داخل ہوں

اے جہان کُنہہ را تو جان لو
اے محبوب کو پائی دنیا کی تو تازہ جان ہے

شرح گل بگزار از بہر خدا
(اے دل) خدا کے لئے شریح پھوٹ

از غم و شادی نباشد خوش ما
غم و خوشی سے ہمارا جوش وابستہ نہیں ہے

حالت دیگر بود کان در دست
ایک دوسری ہی حالت ہے جو کب تک ہے

تو قیاس از حالت انسان مکن
تو انسان کی حالت پر تکیس نہ کر

جو در احسان رنج و شادی در دست
ظلم و احسان، رنج اور خوشی سب نوپایا ہیں

صبح شد صبح ایشیت و نہا
اے صبح کے پشت و پینہ! صبح ہو گئی

عذر خواہ عقل کل و جان توئی
عقل کل اور جان سے معذرت چاہنے والا

تا فت نور صبح ما از نور تو
ہماری صبح کا نور تیرے نور سے چمک اٹھا

دادہ حق چون جنیں داد مرا
اللہ کی عطا جب مجھے ایسا بنائے رکھتی ہے

بادہ در خوشش گلے خوش ما
شراب، جوش میں ہمارے جوش کی ہیکاری ہے

بادہ از ما مست شدنہ ما زو
شراب ہم سے مست ہوئی ہے، نہ کہ ہم اس سے

ما چو زبوریم و قالب با چوموم
ہم شہد کی گھنٹی کی طرح ہیں اور جسم موم کی طرح

از تن بچان دل افغان شنو
بے جان اور بے دل جسم کی فریاد سن لے

شرح بلبل گو کہ شد از گل جدا
اُس بلبل کی تفصیل بتا جو پھول سے جدا ہو گئی ہے

با خیال و دم بود ہوش ما
ہمارا ہوش خیال اور دم سے (وابستہ) نہیں ہے

تو مشنوم نہ کہ حق بس قادر است
تو منکر نہ بن اللہ بہت قدرت والا ہے

منزل ندر جور و در احسان مکن
ظلم و احسان میں ٹپکا نہ کر

حادثاں میر نہ حق شال و است
لو پیلہ جینس فنا ہو جاتی ہیں اور اللہ انکا دار ہے

عذر مخدومی حسام الدین سجواہ
میرے مخدوم حسام الدین سے معذرت کر

جان جان تالیش مرجاں توئی
جان کی جان اور مونگے کی چمک تو ہی ہے

در صبحی ما مئے منظور تو
صبح کی شراب نوشی کے وقت، تیری منظور شراب

بادہ کہ بود تا طب ارد مرا
شراب کیا ہوئی ہے جو مجھے مست کرے؟

چرخ در گردش فدا ہوش ما
آسان، گردش میں ہمارے جوش پر قربان ہے

قالب انما ہست شدنہ ما زو
جسم ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اس کی وجہ سے

خانہ خاندہ کردہ قالب با چوموم
اُس نے جسم کو موم کی طرح خانہ خانہ بنا رکھا ہے

لہ جہان کُنہہ - دنیا میں جو کہ
تذرات ہیں اسلئے اسکو کہنے

کہا ہے - جان تو - حضرت خلیفہ
قیوم ہے لہذا وہ عالم کیلئے

بہنوہر جان ہے اور ہر
روز اس کی ایک شان کا

ظہور ہوتا ہے - شرح گل -
یعنی محبوب کے دیدار کی

بائیں خوش کر کے اب عاشق
کی مجبوری کا حال سنا۔

عشق مجازی کی لذت اور
تکلیف محبوب کے تہا اور

مہر پر موقوف ہے -
عشق حقیقی کو عشق مجازی

پر قیاس نہ کرنا چاہئے -
اس لئے کہ اس کی کیفیات

عوارض سے وابستہ ہیں جو
فانی ہیں اور عشق حقیقی کا

تعلق ذات باری سے ہے
جو حق و قیوم ہے - صبح شد

یعنی تجلیات کی محبت میں
سبح ہو گئی اور مشنوی کہنے

میں تاخیر ہوئی لہذا اسے
عشق مجھے حسام الدین سے

عذر خواہی کرنی چاہئے -
جنکی فراموشی اور اصرار پر مشنوی

کافی شروعی کی گئی ہے - حسام الدین
مولانا کے خاص مرید ہیں جن کا

ذکر مولانا بڑی تعظیم سے کرتے
ہیں - توئی - یعنی عشق عقل،

جان، مرجان - یعنی موم کا ملو
مولانا حسام الدین - نور تو -

نور عشق - صبوحی - صبح کی شراب -
سہ منصور - یعنی غلامی مدد

عے بہرہ یاب - دادہ حق یعنی
عشق الہی - بادہ - انگوری شراب

یعنی انگوری شراب کا جوش

عاقبت - یعنی یہ ممکنات
کے عارضی تعینات ختم
ہو جائیں گے تو وہی ذات
واحد تہویر باقی رہ جائیگی۔
آمرکن - امرکنندہ، حاکم۔
یعنی مشک ذات واجبہ
الوجود ممکنات کے حجاب
میں محجوب ہے لیکن میری
غما میں ہے کہ بیان نہ
سختی سے گذر کر اس کی
ذات کا مشاہدہ کر لوں۔
سے چشم جسمانی - اب
مضمون سابق سے گریز
کرتے ہیں کہ یہ غما غلط
ہے یہ ہماری جسمانی آنکھ
کب مشاہدہ کر سکتی ہے
اور جب تک ہم غم و شادی
کے پابند ہیں ہم پر یادی
عوارض طاری ہیں کیسے
مشاہدہ کر سکتے ہیں۔
دل - یعنی وہ دل جو طبی
کیفیوں کا مقید ہے وہ
دیدار ہی نہیں کر سکتا ہے۔
عاریت - مافقی ہوئی چیز
جو چند روز اپنے پاس
رہتی ہے، یعنی غم و خندہ
بے منتہا۔ لا فانی، یعنی جب
انسان میں لا فانی صفات
پیدا ہو جائیں گی تب وہ
دیدار الہی کے قابل ہوگا۔
سے دو حالت یعنی خزان
اور بہار باغ عشق کی
تزو تنائی لا فانی ہے میرے
جان - یعنی یہ بتا کہ ہماری
روح کو کب دیدار مستر
آہنگا - شہرہ شہرہ ٹانگوں
ٹپکے - غمزدہ - آنکھ کا اشارہ
غما - چٹاغور - غمزدہ غما

تا من و تو با ہمہ یک جاں شوند
جب "من و تو" سب ایک جان ہو جائیں گے
ایں ہمہ ہست بیائے امرکن
یہ سب کچھ ہے، اور آجا اسے حاکم
چشم جسمانی نہ اندر دیدنت
جسمانی آنکھ مجھے نہیں دیکھ سکتی ہے
دل کہ اولبتہ غم و خندیدین
وہ دل جو غم اور ہنسی سے وابستہ ہے
آنکہ اولبتہ غم و خندہ بود
جو غم اور ہنسی سے مقید ہو
باغ سبز عشق کو بے منتہا
عشق کا سبز باغ جو دائمی ہے
عاشقی زیں ہر دو حالت برتر
عاشقی ان دونوں حالتوں سے بلند و بالا ہے
دہ زکوۃ روئے خود لے خو برو
لے (محبوب) خو برو اپنے کھڑے کی زکوۃ عطا کر
کز کرشمہ غمزہ غما زہ
چٹاغور ناز کے انداز سے
من حلاش کردم انو غم بر خیت
میں اس کے لئے حلال کر دیا اگر وہ میرا غم بہا کرے
چوں گریزانی زنا خالیاں
خاکساروں کے نالہ سے تو کیوں گریزاں ہے؟
ایکے ہر صبحیکہ از مشرق بتافت
اسے محبوب! صبح جو مشرق سے نمودار ہوتی
چہ بہانہ میدہی شیدات را
اپنے عاشق سے تو کیوں بہانے کرتا ہے

عاقبت مستغرق جانال شوند
انجام کار جان میں فنا ہو جائیں گے
اے منزہ از بیان از سخن
اے وہ (ذات) جو بیان اور کلام سے پاک ہے
در خیال آرد غم و خندیت
تجھے خیال میں لا سکتا ہے غم اور ہنسی
تو بکوئے لائق آن دیدن
تو بتا وہ دیدار کے قابل ہے؟
اوبدیں دو عاریت نہ بود
وہ ان دونوں عارضی چیزوں سے زودتر ہے
جو غم و شادی مروں میوہا
اسیں غم اور خوشی کے علاوہ بہت سے میوے ہیں
بے بہار و بے خزان سبز و سرست
(وہ) بے بہار اور بے خزان سبز اور سرست ہے
شرح جان شہرہ شہرہ بازو
پارہ پارہ جان کی شرح پھر کر دے
بر دلم بہاد داغ تازہ
اس نے میرے دل پر تازہ داغ لگا دیا ہے
من ہی گفتم حلال او میکشیت
میں حلال کہتا رہا وہ کیوں کرتا رہا
غم چہ ریزی بر دل غمناکیاں
غمگینوں کے دل پر کیوں غم پاشی کرتا ہے؟
ہمچو چشمہ مشرق درخشاں
اس نے مشرق کے سورج کی طرح تجھے تاباں کیا
اے بہانہ شکر لبہات را
اے وہ (محبوب) جسکے ہونٹوں کی شکر کی قیمت نہیں

بیرون انداختن خواجہ طوطی مردہ را از قفس پرین اس

خواجہ کا مردہ طوطی کو پیچھے سے باہر پھینکا اور اس کا اڑ جانا

بعد از انش از قفس بیرون فکند

اُس کے بعد اُس کو پیچھے سے باہر پھینکا

طوطی مردہ چنان بیرون کرد

مردہ طوطی نے اس طرح اڑان بھری

خواجہ جیساں گشت اند کار مرغ

برندے کے کام سے خواجہ جیساں ہو گیا

روئے بالا کرد و رفت اغنبد

اوپر بلند اٹھایا اور بالا سے نکل گیا

اوچر کرد آسما کہ تو آموختی

اُس نے وہاں کیا کیا جو تو نے سیکھ لیا

ساختی مکرے و مارا سوختی

تو نے مکر کیا اور یہیں جلا ڈالا

گفت طوطی کو بفعل علم من داد

طوطی نے کہا کہ اُس نے علم سے اچھے نصیحت کی

زانکہ آواز تیرا در بند کرد

کیونکہ تیری آواز نے مجھے قید کرایا

یعنی اکمطرب شد باعام و خاص

یعنی اے خاص و عام کو مست کر دیا

دانه باشی مرغ کانت بر چنت

دانه بنے کا تو برندے سے چھچکے لیں گے

دانه نہاں کن بجلی دام شو

دانه چھپا، بالکل جاں بچا

ہر کہ دادا حسن خود را در مراد

جس نے اپنے حسن کو بڑبا یا

طوطیک پرید تا شاخ بلند

طوطی بلند شاخ پر اڑ گیا

کا قباب از شرق ترکی تا ز کرد

جیسے سورج مشرق سے دوڑ دھوپ کرتا ہے

لے خبر ناگہ بدید اسرار مرغ

اچانک، بے خبر اس نے پرندے کے راز دیکھے

از بیان حال خود ماں نصیب

اپنے حال کے بیان سے میں حقد دے

چشم ما از مکر خود سر دروختی

اپنی نگاہ سے تو نے ہماری آنکھیں بند کر دی

سوختی مارا و خود افر وختی

یہیں جلا دیا اور خود کو روشن کر لیا

کہ رہا کن نطق و آواز و گشاد

کہ بول چال اور خوشی کو ترک کر دے

خوش او مردہ پے ایس پند کرد

اُس نے اس نصیحت کیلئے اپنے آپ کو مردہ بنا لیا

مردہ شو چوں من کہ تیا بی خلاص

میری طرح مردہ بن جائے کہ نجات پائے

غنی باشی کو دکانیت بر کنند

کلی بننے کا تو سچے تجھے لوج لیں گے

غنی نہاں کن گیاہ بام شو

کلی کو چھپا دے محلِ گہاں بنو بجیا

صد قضا بد سوئے او ر و نہاد

سینکڑوں آفتوں نے اُس کا رخ کیا

سلہ ترکی تازہ حرکت از بغی
ترکوں کی طرح دوڑ دھوپ کرنا
غند کیب - نبل - نصیب
حصہ - بفعل پند را دن -
عملی طور پر نصیحت کرنا - رہا کردن
چھوڑ دینا - گشاد - انبساط
خوشی -

سلہ آواز ت - طوطی کی
خوش الحامی گرفتاری کا

سبب بنتی ہے - اس پر پند
پیلہ کرانے کا ناچر کی

طوطی نے جنگل کی طوطی سے
اپنی نجات کی راہ بتائی

چاہی تھی تو جنگل کی طوطی
نے مرکز اس کو تعلیم دی کہ

خاموشی نجات کا سبب
ہے -

سلہ یعنی - مر اس نے یہ
سمجھا یا تھا کہ مرکز تیری خوش

بانی ختم ہوگی تو تجھے نجات
ملے گی - دانه باشی - یہ مولانا

کا مقولہ ہے یعنی انسان کی
منور اسکی تیا ہی ہے - مراد

زیادتی - قضا - آفت -
ترد ہوا دن - منوہ ہونا -

تاجہ شد احوال آں مرد نہ کو
اس نیک مرد کے کیا احوال ہوئے؟

بس راز ست این حدیث ایچو اگو
یہ فقہ دراز ہے اسے صاحب! بتائیے

رجوع بحکایت خواجہ تاجر

خواجہ سوداگر کی حکایت کی طرف رجوع

صدر الکندہ می گفت این جنس
اسی طرح کی سیکڑوں پہلی پہلی کر با تھا
گاہ سوداے حقیقت گہ مجاز
کبھی حقیقی پاگل بن اور کبھی بناوی
دست لاد رہ گیا ہے میزند
ہر تنگے پر ہاتھ مارتا ہے
دست و پائے میزند از بیم تر
تر کے ڈر سے ہاتھ پیر مارتا ہے
کوشش یہودہ باز خفتگی
سولنے سے لا حاصل کو کوشش بہتر ہے
نالہ از وے طرفہ کو ہمار نیست
جو بہار نہیں ہے اس کی آؤ داری عیب تہا ہے
کل یوم ہونی شان لے سپر
اے بیٹا! وہ ہر روز کسی کام میں ہے
تادم آخر دے فارغ مباش
آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہ
کہ عنایت بالوصاحب ہر کو
کہ عنایت (فلاؤندی) تیری ہزار چوکی
گوش و چشم شاہ جاں بروزن
جان کے مالک کے کان اور آنکھیں جوڑ کے ہر کی میں
قصہ طوطی و خواجہ باز کو
طوطی اور خواجہ کا قصہ سنا

خواجہ اندر آتش و درد و خنیں
خواجہ، آگ اور درد اور رونے کی حالت میں
گہ تناقض گاہ ناز و گہ نیاز
کبھی متضاد یا ہیں، کبھی ناز اور کبھی نیاز
مرد غرق گشتہ جانے میکند
ڈوبنے والا، جان توڑتا ہے
تا کہ این دست گیر و در خطر
تا کہ خطرے میں اس کی کوئی دیکھیری کرے
دو دارد دوست این شفق
اس پریشان حالی کو دوست پسند کرتا ہے
آنکہ اوشاہ ست و بیکار نیست
جو شاہ ہے وہ (بھی) بیکار نہیں ہے
بہر این فرمودہ حسن آپسر
اے بیکار! حسن نے اس لئے فرمایا ہے
اندر یہ می تراش و می خراش
اس راستہ میں کاٹ چھانٹ کرتے رہو
تادم آخر دے آخر بوود
مرنے دم تک کوئی وقت ہر دور ہو گا
ہر کہ میکوشد گر مردوزن است
جو کبھی کو کوشش کرتا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت
این سخن پایاں ندارد اسعمو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

لہ قریب کو - یعنی سوداگر
جنین - رونے کی آواز -
گیا ہے - مشہور ہے درختے
کو تنگے کا سہارا - بیم تر -
موت کا ڈر - دوست -
یعنی اللہ تعالیٰ کو کوشش
اور سعی پسند ہے اگرچہ
نتیجہ اس نے اپنے قبضہ
قدرت میں رکھا ہے -
شاہ ست - یعنی اللہ تعالیٰ
باوجود تمام بے نیازوں
اور صمیمیت کے مصروف
کار ہے -
لہ نالہ - بدون بیماری
کے آہ و زاری جس طرح
باعث تعب ہے اسی
طرح حضرت مخ کی بے نیازی
کے باوجود مشغولیت باعث
تعب ہے - رحمن - اللہ کا
اسم ہے نیز سورہ رحمن بھی
مراد ہو سکتی ہے چونکہ یہ
آیت اسی سورہ کی ہے -
کل یوم ہونی شان یعنی
صفات ذات جن کا وہ
اظہار کرتا رہتا ہے کسی کو
مارتا ہے کسی کو زرق دیتا
ہے کسی کو حیات بخشتا ہے -
لہ تراش و خراش -
تراشیدن - یعنی کاٹنا -
اور خراشیدن - یعنی چھلنا
سے امر کے صیغے ہیں یہاں
کوشش اور سعی مراد ہے -
آخر - دو جگہ ہے پہلے کے
معنی پچھلا اور زور سے
کے معنی یقیناً ہیں - ہر کہ -
قرآن میں ہے "لَا تَفْنِیْ
عَمَلٌ تَامِلٌ مِّنْکُمْ مَّنْ ذِکْرِ
اَوَّلِ الْخَلْقِ" - جس نام میں ہے

جس کا کام کرنا ہے اس کے کام
صانع نہ کر دل کا خواہ وہ مرد ہو یا عورت -
کوشش - یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کے کام کا سامنا اور دیکھنے والا ہے -

خواجہ گفتش فی امان اللہ برو

خواجہ نے اُس سے کہا فی امان اللہ جہا
سو تے ہندوستان اصلی رو نہاد

اصلی وطن ہندوستان کی طرف اُٹھ کر چلا گیا
خواجہ باخود گفت ایں ہندوستان

خواجہ نے اپنے آپ سے کہا یہ میرے لئے نصیب ہے
جان من کمتر طوطی کے بود

میری جان طوطی سے کیا کم ہے

مر مرا کنوں نمودی راہ نو

تو نے مجھے اب نئی راہ دکھا دی

بعد شدت از فرج دل گشت د

سختی کے بعد خوشی سے اُس کا دل خوش ہو گیا

راہ او گیم کہ ایں روشن ست

اُس کا راستہ اختیار کروں گا، یہ راستہ واضح ہے

جان خنیں باید کہ نیکو لے بود

ایسی جان چاہیے جو نیک قدم ہو

از فریب و اخلاص و خاں جہاں

اندر و بی اور بیرونی لوگوں کے کمر کی وجہ سے

والتش گوید نے منم انبار تو

اردو وہ اُس سے کہتا ہے نہیں میں تمہارا ساتھی ہوں

در کمال و فضل و در احسان و در خادمت میں

کمال اور فضل اور احسان اور خادمت میں

جملہ جانائے ماطفیل جانست

ہم سب کی جانیں تیری جان کی طفیلی ہیں

آتش گوید گاہ نوش و ہمدی

وہ اُس کہتا ہے۔ پینے پلانے اور ماری دوستی کا وقت ہے

از تلبہ میر و داز دست خویش

تلبہ کی وجہ سے آپ سے باہر ہو جاتا ہے

دیوا فلندست اندراب جو

شیطان نے نہر کے پانی میں پھینک دیا ہے

کمرش خور کو پر آتش لقمہ است

اُس کو نہ کھا کیونکہ وہ آگ بھرا ہے

تن نفس شکل ست و ایں خاں جہاں

جسم، پنجہ کی طرح ہے، اسی وجہ جان لیلے کا بننا

اینش گوید من شوم ہزار تو

یہ اُس کو کہتا ہے میں تیرا ہلاکت ہوں

اینش گوید نیست چوں در وجود

یہ اُس سے کہتا ہے مجھ جیسا کوئی موجود نہیں ہے

آتش گوید ہر دو عالم آن تست

وہ اُس سے کہتا ہے دونوں جہاں تیری ملکیت ہیں

اینش گوید گاہ عیش و خرمی

یہ اُس سے کہتا ہے، عیش اور خوشی کا وقت ہے

او جو بیند خلق را سر مست خویش

وہ جب لوگوں کو اپنا سید لائی دیکھتا ہے

اونہ اند کہ ہزاراں را جو

وہ نہیں سمجھتا کہ اُس جیسے ہزاروں کو

لطف و سالوس جان خوش لقمہ است

دنیا کی مہربانی اور تمکاری مزیدار لوالہ ہے

لہ فی امان اللہ اللہ کی

حفاظت میں یہ کام بھی

رخصت کرتے وقت بولا

جاتا ہے۔ اصلی۔ وطن

مخروف کی صفت ہے۔

فرج۔ خوشی۔ انگشت

نما شدن۔ مشہور ہونا۔

لہ اینش۔ جلوت کی

جو مقرر ہیں انکے بیان ہے

شعر۔

مل کے باروں ہوا شوق گناہ

آدمی کا آدمی شیطان ہے

انبار۔ شریک۔ ساتھی۔ وجود

سفا و ن۔ دیکو۔ شیطان۔

ساتوس۔ مکرو فریب۔

طے تو نگاہیں ہی بندہ اوقات
صانع کرینگے۔ کشت کھیتی۔
سہار۔ موسیٰ بہار۔ اوجہ ولند
دنیا آخرت کی کھیتی ہے اگر
یہاں بیج نہ لگوں گے تو آخرت
میں نہ کاٹ سکو گے۔

در بنا حق۔ انسانوں سے
فلوت اختیار کر کے اللہ سے
دوستی جوڑنی چاہئے۔
سہ چہ پناہ۔ خدا کی پناہ۔
وہ پناہ ہے جس کے ذریعہ
کائنات خادمِ بخشنی ہے

شعر
تو مجھ کو دن از کوں داد و پیچ
کر کر دن نہ پیچ نظر کو توجہ
نوح و موسیٰ۔ غولیاں آیا
جو حضرت نوح کی نجات
اور دشمنوں کی تباہی کا
سبب بنا۔ دریا بنے
نیل نے فرعون کو ڈوبایا
موسیٰ کو نجات دلائی۔

قلعہ۔ یعنی پناہ گاہ۔ دود
از دل بڑا دردن۔ حسرت
زہد بنانا، محروم کرنا۔

سہ نرود۔ وہی ظالم
بادشاہ ہے جس نے

حضرت ابراہیمؑ کو لوگ میں
ڈوبا دیا تھا۔ یحییٰ مشہور

ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو قوم نے
جب قتل کر دیا اور دیا

تو ایک پہاڑ نے اُن کو اپنے
اند میں پناہ دی اور جب

قوم اُنکے تعاقب میں پہنچی
تو اسی پہاڑ کے پتھروں

نے اُس قوم کو ہلاک کر دیا
وَدَاع کر دن۔ خلافت

کرنا۔ اَلْوَدَاعُ الْفِرَاقُ۔
بہ دونوں کلمے جدائی کے

چشمہا و خشمہا و شکہا
آنکھیں، اور غصہ اور رشک

دشمنان اور از غیرت میدند
دشمن، حسد سے اُسے پھاڑ ڈالیں گے

آنکہ غافل بُود از کشت بہار
جو موسیٰ بہار کی کھیتی سے غافل ہو

در پناہ لطف حق باید گریخت
اللہ کی مہربانی کو پناہ میں آنا چاہئے

تا پناہ بیانی آنکہ چہ پناہ
اسوقت تک کہ تو پناہ حاصل کرے اور پناہ کبھی کسی

نوح و موسیٰ زہد دریا یار شد
کیا نوح اور موسیٰ (علیہما السلام) زہد دریا پر جان

آتش ابراہیمؑ زانے قلعہ بود
کیا آگ ابراہیمؑ (علیہ السلام) کے لئے قلعہ نہیں بنی؟

کوہ کیمیٰ از سونے خوش خواند
کیا پہاڑ سونے (رحمی علیہ السلام) کو اپنی طرف نہیں؟

گفت ای کیمیٰ بیا در من گریز
اُس نے کہا اے کیمیٰ! آج میں تجھ سے بھاگ

وَدَاع کر دن طوطی خواجہ را ویند دادن و سپردن
طوطی کا خواجہ کو رخصت کرنا اور نصیحت کرنا اور اُڑا دینا

یک دینش را و طوطی بے نفاق
طوطی نے اُس کو مخلصانہً ڈواک نصیحتیں کیں

اَلْوَدَاعُ لے خواجہ کردی محبت
اَلْوَدَاعُ اے خواجہ! تو نے کرم کیا

اَلْوَدَاعُ لے خواجہ فرتم تا وطن
اے خواجہ اَلْوَدَاعُ، میں وطن کو جاتی ہوں

اے خواجہ اَلْوَدَاعُ، میں وطن کو جاتی ہوں

بر سرش باد جواب از شکہا
اُس پر اس طعش برس پڑینگے طعش کے پانی

دوستاں ہم روزگارش میزند
دوست بھی اُس کا وقت ضائع کریں گے

اوجہ دان قیمت ایں روزگار
وہ اُس وقت کی قیمت کیا جانے

کوہنراں لطف بر رواج ریخت
جس نے رعوں پر ہزاروں مہربانیاں برپا کر دی

آہ آتش مہر اگر دوسپاہ
کہ پانی اور آگ تیر سے سپاہی بن جائیں

نہ برادر اشاں بکس قہار شد
کیا اُنکے دشمنوں پر اُس نے قہر نہیں ڈھایا؟

تا برادر دزدل نمرود دود
یہاں تک کہ نمرود کے دل سے دھواں اُٹھا دیا

قاصد ایش از زخم سنگ راند
اور اُن کا قصہ کہ بیابانوں کو اُتھار کر بکھایا؟

تا پناہت یا شمع از شمشیر تیز
تاکہ تیز تلوار سے تیزی پناہ ہو

وَدَاع کر دن طوطی خواجہ را ویند دادن و سپردن
طوطی کا خواجہ کو رخصت کرنا اور نصیحت کرنا اور اُڑا دینا

بعد از اں گفتش سلام الفراق
اُس کے بعد اُس نے کہا، سلام ہے، اَلْفِرَاقُ

کردی آزادم ز قید و مظلمت
مجھے قید اور تاریکی سے آزاد کر دیا

ہم شوی آزاد روز مجھ من
تو کبھی میری طرح کسی دن آزاد ہو جائے

تو کبھی میری طرح کسی دن آزاد ہو جائے

۴ دوست بولے جاتے ہیں۔ مظلمت۔ اندھا۔

تا توانی بندہ شو سلطانِ مباحث

جب تک ہو سکے خادم بن بادشاہ نہ بن

ورنہ چوں لطف نگاہ میں جمال

در نہ جب تیری مہربانی اور حسن نہ رہیگا

اے جماعت کت ہی داندیو

دہی لوگ جو تجھے دھوکا دیتے تھے

جملہ گونیدت جو سیندت بند

جب تجھے دروازہ پر نہ دیکھیں گے کھینکے

بھجواؤ کہ خدانا مش کنند

آمزد (ارٹکے) کی طرح کہ اس کو خدا کہتے ہیں

چوں بید نامی بر ایدریش او

جب بدنامی کے ساتھ اس کی داڑھی نکل آئی

دیو سوتے آدمی شد بہر شر

شیطان شر بھیلانے آدمی کی طرف آتا ہے

تا تو بودی آدمی دیوارِ پیرت

جب تک تو آدمی تھا شیطان تیرے پیچھے

چوں شدی دُرخوتے دیوی استوار

جب تو شیفت میں دُرخوتے سار ہو گیا

انکہ اندر دامنِ او بخت او

جو تیرے دامن سے چپٹا ہوا تھا

زخم کش چوں گئے شو چوگانِ مباحث

گیند کی طرح جو ٹ برداشت کر نیا لایا بڑا دین

از تو آید اے حریفانِ لال

اُن دوستوں کے تجھے دل بھر جائیگے

چوں بدینیت بگویند کہ دیو

جب تجھے دیکھیں گے تجھے بھوت کیس گے

مردہ از کور خود بر کردہ سر

مردہ اپنی قبر سے نکل آیا ہے

تا بد اے سالوس درامش کنند

تا کہ اس مکاری سے اُسکو جال میں پھانس لیں

دیوارِ ننگ بد از نفیش او

اُس کے احوال معلوم کرے شیطان کو بھی اذیت

سوئے تو ناید کہ از دیوی بتر

تیری جانب نہیں آتا، کیونکہ تو شیطان بتر ہے

مید وید و میچشانید از میت

دُور نہ آتھا اور تجھے تڑپ پلاتا تھا

میگر نزد از تو دیو اے نابکار

اے نالائق! شیطان تجھ سے بھاگتا ہے

چوں جنیں گشتی ز تو بک بخت او

جب تو ایسا ہو گیا وہ تجھے بھاگ گیا

تفسیر ماشاء اللہ کان و ما لہ یسا لہ یکن

جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا کی تفسیر

لے عنایات خدا میچم ہیچ

خدا کی عنایتوں کے بغیر ہم ہیچ اور ہیچ ہیں

گر ملک باشد سیہ تیش ورق

اگر شمشیر بھی ہے تو اسکا نامہ اعمال سیاہ ہے

اینہمہ گفتیم لیک از سیج

یہ سب کچھ ہم نے کہا لیکن ارادہ ہیں

لے عنایات حق و خاصان حق

اللہ اور اللہ کے مخصوص بنوں کی عنایتوں کے بغیر

گونی۔ گیند، گیندے کی چوٹ

کھانی ہے۔ چوگان۔ بلا،

گیند پر ضرب لگانا ہے۔ در نہ

وہی خوشامدی تجھ سے

بھاگیں گے۔ بکت۔ کڑا۔

ریو۔ قریب، دھوکا۔

دیو۔ شیطان۔ بھوت۔

بتر۔ برادر۔ دروازہ پر۔

سٹہ آمزد۔ نوخیز لڑکا۔

خد۔ یعنی اس کے چاہنے

والے اس کو دل و جان

سکا مالک بنانے لگے۔

بدنامی۔ عاشقوں کی بھبت

کی وجہ سے۔ دیوی بتر

تو شیطان سے بھی بڑا

شیطان ہے۔ از میت۔

از پے تو۔ میت۔ تڑکے

می چشانید۔ اٹکے۔ شعر

بوت تہ تگدستی آشنایہ کا می کرد

ملحی چوں شور غالی طہا نامی کرد

سٹہ ماشاء اللہ۔ جواں نہ

چاہا، اہل سنت کا عقیدہ ہے

کہ خدایک مشیت اور ارادہ سے

اُس کی مراد جلا نہیں ہو سکتی

جو خدا چاہتا ہے وہ ہو کر

رہتا ہے۔ ربیع۔ بروغن

سریش۔ قصد و ارادہ۔

ہیچ۔ ناچیز۔ خاصان حق۔

آئیہ اور فرسین۔

وَرَق۔ نامہ اعمال۔

لہذا تشش - مراح سرائی

سے انسان ابتداء لطف

اندوز ہوتا ہے۔ لیکن انجام

تباہی ہے۔ تو گو بعض

لوگ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کی

غلط مراح سرائی سے ہم پر

کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مولانا

اسکی تردید کرتے ہیں کہ ضرور

اثر ہوتا ہے جو تہا سے لیتے

غیر محسوس ہے۔ مگر چوائی

یعنی تم خود سمجھتے ہو کہ

چونکہ تم نے اسے خود

کیا ہے اس لیے برائی

کر رہا ہے لیکن اس کی

برائی سے متاثر ہوتے ہو۔

لہذا اندرون - باطن،

قلب - دیرج - مراح، کوفہ

خارج - مکر و فریب - غرض -

عیب جوئی - طعن زنی -

مطبوعہ - پکا ہوائی مہل

کی دوا جو بیک کر پانی پانی

ہے۔ جب - کوئی تباہی ہے۔

مہل کا اثر سارے دن

رہتا ہے۔ پیت میں مرہ

ہوتا رہتا ہے اور دست

آتے رہتے ہیں۔ ایں - حکو

کا زائقہ - آن - مہل کا اثر

لہذا ہر ضدے - ایک ضد کو

دوسری ضد سے بھیاجاتا

ہے۔ جب کہ دوسری دوا کا اثر

دیر تک رہتا ہے تو شکا بھی

اثر رہا ہوگا۔ چونکہ

شکا کا اندرونی اثر ہوگا کہ

اس سے پھوڑے بہا ہو گئے

جین پر شکا کا گناہی ضرور

پڑے گی۔ غرض - خوش مزاج

اخلاط - غلط کی جمع ہے -

جسم کا مادہ - کیفیت - گندہ

تشش نہیں و ذوقش آشکار

اسکی لگ دھکی ہوتی ہے اور ماکلا ہوا ہے

تو گو ماح رامن کے خرم

تو یہ کہ خوشامد کا میں کب خریدار ہوں؟

مادحت کرنا جو گوید بر ملا

تیری تعریف کرنا والا، اگر کھلم کھلا برائی کرے

گرچہ دانی کو زحراں گفت اس

اگرچہ تو جانتا ہے کہ اس نے مجھ کو رہنے کی وجہ

آن ثمیانت در اندرون

اس کا اثر سمجھ میں رہتا

آن اثر ہم روز با باقی بود

وہ اثر بھی عرصہ تک باقی رہتا ہے

نیک بنماید جو شیرین است ماح

تعریف چونکہ سچی ہے، اچھی لگتی ہے

ہیچو مطبوخ ست و حیکان زخوری

وہ برائی مہل اور کوئی کی طرح ہے جو نہ کھاتا ہے

و زخوری علو بود ذوقش دے

اگر تو علو کھائے اس کا مزہ تو خوری دیر رہتا ہے

چوں نمی پاید می ماند نہاں

چونکہ (حلوے کا ذائقہ نہیں) نہیں ٹہرنا ہے

چوں شکر ماند نہاں تاثیر او

چونکہ شکر کی تاثیر پلوشت پادہ رہتی ہے

و رجب مطبوخ خودی کظیف

ایسے خوش مزاج اگر تو کوئی اور مہل ہے

نفس ز لب جہا فرعون شد

نفس تعریفوں سے فرعون بن گیا

نفس ز لب جہا فرعون شد

نفس تعریفوں سے فرعون بن گیا

نفس ز لب جہا فرعون شد

نفس تعریفوں سے فرعون بن گیا

نفس ز لب جہا فرعون شد

نفس تعریفوں سے فرعون بن گیا

نفس ز لب جہا فرعون شد

نفس تعریفوں سے فرعون بن گیا

نفس ز لب جہا فرعون شد

نفس تعریفوں سے فرعون بن گیا

نفس ز لب جہا فرعون شد

نفس تعریفوں سے فرعون بن گیا

دور او طاهر شود بیان کار

اُس کا دھواں آخر میں ظاہر ہوتا ہے

از طمع می گوید اوس پے برم

مجھے معلوم ہے وہ لالچ کی وجہ سے بہر ہا ہے

روز را سوز دولت اس سو یا

اُن سوز شوق سے تیرا دل عرصہ تک جلیگا

کاں طمع کہ داشت از تو شد زب

کیونکہ وہ لالچ جو اسکو تجھ سے کھتا، نہ ملا

در مایع این حالت ہست از موی

تعریف میں (بھی) یہ حالت معیار ہے

مایہ کبر و خداع جاں شود

جو جان کے تکبر اور دھوکے کا سرمایہ بنتا ہے

بد نماید زانکہ تلخ افتاد قح

برائی چونکہ کڑوی ہے بڑی لگتی ہے

تا بد سے شورش و رنج اندری

جس کی شورش اور تکلیف دیر تک سمجھ میں رہتی ہے

ایں اثر جو ایں نمی پاید ہے

اسکا اثر بھی اُس کے اثر کی طرح پائیدار نہیں ہے

ہر ضدے را تو بضد آں بد

ہر ایک ضد کو دوسری ضد سے بھیاجا لے

بعد از چندے دل آرد نیش جو

چند دن بعد قابل نشتر پھیرا سید کر دیتی ہے

اندو شد یاک اخلاط کثیف

گندے مواد سے تیرا باطن پاک ہو جائے

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

تو نمکیز مزاج خاکسار بنجا، سرداری نہ چاہ

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

کن ذکیر النفس هو نا لا تشد

باز وقت صبح چوں اللہیاں
پھر صبح کو خدا پرستوں کی طرح
در خزان میں صد ہزار شاخ و برگ
خزان (کے موسم) میں لاکھوں شاخیں اور پتے

ز غ پوشیدہ سیہ چوں نوہ گمر
کوئے نے نوہ گمر کی طرح سیاہ لباس پہنا ہے

باز فرماں آید از سالار دہ
پھر رب العالمین کی جانب سے حکم آتا ہے

آنچہ خوردی وادہ امگ سیاہ
اے کالی موت! جو تو نے لکھا ہے، واپس دے

اے برادر عقل یکم باخودار
اے بھائی! متھوڑی دیر پیش نبیعال

اے برادر یکم از خود و رشو
اے بھائی! متھوڑی دیر کیلئے خودی چھوڑ دے

باغ دل را سبز و تر و تازہ بین
دل کے باغ کو سبز اور تر و تازہ دیکھ

ز انبئی برگ نہاں گشتہ شاخ
پتوں کی کثرت سے شاخیں ڈھکی ہوئی ہیں

ایں سخنہا نیک از عقل کل ست
یہ باتیں جو عقل کل کی جانب سے ہیں

بوئے گل دیدی کہ آسماں گل نبود
جس جگہ پھول نہ تھے تو نے پھول جی خوشبو سبکی

بو فلا و زست و رہبر مہر ترا
خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے

بو دوائے چشم باشد نور ساز
خوشبو نوپیدا کرنی والی، آنکھ کی دوا ہے

بہر زند از بحر سحر حوایا ہیاں
نچلیوں کی طرح سمندر سے تھر تھارتی ہیں

از نہر کمیت فتنہ در دریائے مرگ
شکست کھا کر موت کے دریا میں چلے جاتے ہیں

در گلستاں نوہ کردہ بخضر
باغ میں سبزہ پر نوہ کرتا ہے

مر عدم را کچا خوردی باز دہ
عدم کیلئے، کہ جو کچھ تو نے کھا ہے واپس لے

از نبات و درواز برگ گیاہ
پودے اور گلاب اور پتے اور گلشن

و مبہم در تو خزان ست بہار
تجہ میں (بھی) ہر وقت خزان اور بہار ہے

با خود او غرق بحر نور شو
ہوش میں آ، اور نور کے سمندر میں ڈوب جا

پرز غنچہ و ورد و سرو و یامیں
غنچہ اور نگار اور سرو اور چنبلی سے

ز انبئی گل نہاں صحا و کاخ
پھولوں کی کثرت سے جنگل اور محل ڈھکے چھپے ہیں

بوئے آں گلزار سرو و شبنل ست
سرو اور شبنل کے چمن کی خوشبو ہیں

جوش مل دیدی کہ آنجا مل نبود
تو نے شراب کا نشہ اس جگہ دیکھا ہے جہاں شراب نہ

مے برد تا خلہ و کوثر مہر ترا
تجہ جنت اور کوثر تک لیجائے گی

شد بوئے دیدہ یعقوب باز
خوشبو سے (حضرت) یعقوب کی آنکھیں کھل گئیں

ملہ در خزان موسم خزاں
میں شاخیں اور پتے فنا

ہو جاتے ہیں اور کوئے
گویا ان پر نوہ گری کرتے

ہیں اور قدرت پھر ان کو
پیدا کر دیتی ہے سالار دہ

رب العالمین - نبات -
زمین سے اُگنے والی چیزیں

فرتو - پھول بکتاب -
اے برادر - انسان کے

نفس میں خزاں یہ ہے کہ
تعلقات کو نبیہ سے وہ متعلق

ہو اور بہار ہے کہ معارف
دجالیس سے سرفراز ہو -

ملہ ایں سخنہا نیک
جو سمجھائے جا رہے ہیں یہ

اسی باطنی نگار کی جگہ سے
عقل کل یعنی ذات باری

قائل - من - شراب - جوش
گل - مسمی - من - نور - یعنی

شراب کے بغیر مسمی ممکن نہیں
اور گل کے بغیر خوشبو ممکن نہیں

ہے - لہذا ان مضامین میں
جوش اور خوشبولا محال ہے

باطنی شراب اور باطنی نگار
کافیض ہے -

ملہ بو - خوشبو، باطنی نگار
کی خوشبو جنت اور کوثر کی

رہنما کی کرتی ہے - فلا و ز -
بدرقہ، جو شخص لشک کے آگے

راہنما کے لئے چلتا ہے -
مقلد - جنت - کوثر - جنت

میں ایک نہر ہے - نور ساز -
نور افرا - یعقوب حضرت

یعقوب علیہ السلام حضرت
یوسف علیہ السلام کے فراق

میں رونے لگتا ہے -

کہ تو نے کی خوشبو سے پھر دنیا ہو گئے

حضرت یوسف علیہ السلام

اے خدائے قادر بچوں چند

اے خدائے قدرت وائے کیفیت اور کیفیت

واقفی بر حال بیرون دروں

تو ظاہری اور باطنی حیالت سے واقف ہے

اے خدائے فضل و حاجت و

اے خدائے وہ ذات کہ تیری عنایت جانے

ایں قدر ارشاد تو بخشیدہ

اس قدر رہنمائی تو نے بخشی ہے

قطرہ دانش کہ بخشی دی پیش

پہلے سے تو نے جو علم کا قطرہ بخشا ہے

قطرہ علم ست اندر جان من

میری جان میں علم کا ایک قطرہ ہے

پیش از میں کیں خاک کا نفس کشد

اس سے پہلے کہ یہ دنیاں کا اسکو دھسالیں

گر چہ چوں نفس کشد تو قادری

اگر چہ تو اس پر قادر ہے کہ جبہ اسکو نکھالیں

قطرہ کو در ہوا شد یا کہ رنجیت

وہ قطرہ جو ہوا میں اڑ گیا یا بہر رنج

گرد را کہ در عدم یا صد عدم

اگر وہ عدم یا تو عدموں میں بھی آجاتے

صد ہزاراں ضد ضد را می کشد

لاکوں متضاد چیزیں متضاد چیزوں کو ناکرتی ہیں

از عدم ہا سوئے ہستی ہر زمان

ہر وقت عدموں سے وجود کی طرف

خاصہ ہر شب خجلہ افکار و عقول

خصوصاً ہر رات تمام فکریں اور عقلیں

از تو پیدا شد خنیں قصر بلند

اس قدر بلند محل مجھے بنا ہے

بے کم و بیش بے چندی و دل

تو بلا کمی اور زیادتی کے ادراکیت اور کیفیت کے

باتو یاد هیچ کس بنو در و

تیرے سامنے کسی کی یاد درست نہیں ہے

تا بدیں بس عیبہا پوشیدہ

جب سے تو نے بہت سے عیب ڈھکے دیے ہیں

مفصل گرداں بدیہا کے خوش

اُس کو اپنے دریاؤں سے بلا دے

وار بانس از ہوا وز خاک تن

اسکو خواہش اور جسم کی بچی سے بھاگ دے

پیش از میں کیں باد با نفس کشد

اس سے پہلے کہ یہ ہوائیں اسکو کھسکیں

کش از لیاں استانی و آخری

کہ اُس کو تو اتنے واپس لے لے

از خزنہ قدرت تو کے گنجیت

تیری قدرت کے خزانے سے کب بھاگ سکا ہے

چوں بخوانش او کن از مر قدم

جب تو اسے بلانے وہ میرے بل آئے

باز شاں فضل تو بیرون می کشد

پھر تیرا فضل آنکو باہر نکال لاتا ہے

ہست یار کجا و اں کا و اں

اے خدا! خافلہ در فنا خلہ (رواں) ہے

نہیست گرد و غرق در بحر نقول

نہیں کے سمندر میں غرق ہو کر ملامت ہو جاتی ہیں

ملہ بچوں۔ وہ ذات جسکی

حقیقت دریافت نہ کیا جاسکے

چندر۔ مقدار۔ قصر بلند۔

آسمان۔ رواق۔ برلانے

دلا، جائزہ۔ ارشاد۔

رہنمائی، ہدایت۔

ملہ قطرہ دانش۔ انسان

کا علم اللہ کے علم کی نسبت

سے سندرہوں کے اعتبار

سے ایک قطرہ بھی نہیں

ہے۔ نصف۔ زمین کا کسی

چیز کو اپنے اندر دھسالیں۔

نفس۔ خشک کرنا۔ کش۔

کراؤ اور استادن۔ واپس

لینا۔ و آخری۔ اپنی چیز کو

واپس خرید لینا۔

سہ صد ہزاراں۔ دنیا میں

تنازع و لہذا کا عمل جاری

ہے اشارہ فنا ہو جاتی ہیں

قدرت بھرا آنکو یہاں کرتی

ہے۔ خاصہ جس طرح

موجودات خارجی معدوم

سے موجود ہوتے ہیں اسی

طرح خیالات کبھی حال ہے۔

نقول۔ لفظین شریف۔

گہرا۔

در بہاراں کے شودر بہر سنگ

پتھر موتھ، بہار میں کب سر بہر نہو تہا ہے

سالاہا تو سنگ دی دگر اش

تو سالوں دگر اش پتھر رہا ہے

در میان اس شوہرک داستان

اس بیان میں ایک ہر داستان ہے

خاک شوتاگل بریدنگ

بٹی بجا تاکہ رنگ برنگ کے پھول آگے

آزموں اپنے مانے خاک باش

آزمائش کے طور پر تھوڑی دیر کیلئے خاک بجا

تا بدانی اعتقاد راستاں

تاکہ تجھے راست بازوں کا عقیدہ معلوم ہو جائے

داستان پر حلی کہ در عہد عمر از بہر خداوند تعالیٰ

سارنگی بجا بنوا لے کر پڑھے کا قندہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

در گورستان در روز بنیوانی جنگ میزد

فاقد کے روز اللہ واسطے جنگی بجا تھا

ایں شنیدستی کہ در عہد عمر

فرے یہ سنا ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں

بلبل از آواز او بے خود شد

بلبل اس کی آواز سے مست ہو جاتی

مجلس مجمع و مش آراستے

اس کی آواز مجلس اور مجمع کو آراستہ کر دیتی

ہمچو اسرافیل کا وارش نفین

وہ حضرت اسرافیل جیسا تھا اس کی آواز نفی کے

یار سائل بود اسرافیل را

یا وہ حضرت اسرافیل کا ہم آواز تھا

ساز و اسرافیل روزے نالرا

حضرت اسرافیل ایک روز نالہ کا ساز بولے

اولیاء را در دروں ہم نعمت

اولیاء کے اندر (بھی) دے دیتے ہیں

نشوداں نعمتہا گوش حس

ان نعموں کو حس کان نہیں سنتے ہیں

بود چنی مطربے باکر و فر

ایک سارنگی بجا بنوا لے کر پڑھے کا قندہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

یک طرب آواز خوش شد

اس کی حسین آواز سے ایک مثنوی سزائیں بجا ہیں

وز نوائے اوقیامت خاستے

اور اس کی آواز سے قیامت برپا ہو جاتی

مردگان را جان آرد در بدن

مردوں کے بدن میں جان ڈال دیتی

کز سماعش پر برستے فیل را

کہ اس کے سننے سے ہاتھی کے پر کھجائے

جان مہد بوسیدہ صد سالہ را

سو سال کے پرانے جسم کو جان غطا کرے

طالباں را زان جہاں بہشت

آنے طالبوں کو انمول زندگی حاصل ہوتی ہے

کز سخنہا گوش حس باشد نجس

اسلئے کہ (دنیا کی) باتوں سے حس کان ناپاک ہو جائے

لہ در بہاراں - موسم بہار

میں پتھر بہر نہو تہا ہے

مٹی اور خاک پر نہو آگیا

ہے تو پتھر بن خاکسار بن

سالاہا - تعلقات و نبوی ہے

تو سنگ بن گیا ہے - ارشاد

راست باز لوگ - جنگی

جنگ، سارنگی، یا

نسبت کی ہے، سارنگی

بجا بنوا لے - مطرب مثنیٰ

پید کر بنوا لے گویا - کر و فر

شان و شوکت -

سلہ صد شد سے یعنی سکی

آواز سے مثنیٰ سرگنا بڑھ

جانی تھی بزم - آواز

سرود - نوا - آواز موسیقی

کے ایک مقام کا نام ہے -

اسرافیل - ایک فرشتہ کا

نام ہے جو قیامت کے

قرب صور بھونکے گا جس سے

تمام نظام کائنات درجہ

بہیم ہو جائے گا انسان ہوش

ہو جائیں گے - پھر جانیں

سال کے بعد وہ دوسرا

صور بھونکے گا تو تمام کائنات

اصلی حالت پر آجائے گی -

فن - تدبیر، حیلہ -

سلہ و سائل - مڑوے -

رسائل - رسلی کی جمع، بہار

ہم آواز پر رشتہ -

پڑھ کر آتا یعنی مست ہو جاتا -

نار - یعنی صور بھونکنا -

دروں - باطن - نفی - نرم

اور شیریں آواز جمع بنانے

وقت آخری حرف گرجائے گا

اور جمع فقہاء کی ہے جہا

انمول گوش حس کان ہیں

نا پاک -

ہوئے بد مزیدہ راتاری کند

بد ہو آنکھ کو تاریک کرتی ہے
تو کہ یوسف نیستی یعقوب باش

تو جب یوسف نہیں ہے، یعقوب بنجا
چوں تو شیریں نیستی فرما دباش

جب تو شیریں نہیں ہے فرما دباش
تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

نازار و روتے بیا بد بچو و رد

ناز کر نیک لے گلاب جیسا چہرہ چاہتے
عیب باشد چشم نابینا و باز

عیب ہے، اندھی آنکھ اور کھلی ہوئی
بشنوائیں پند از حکیم غزنوی

حکیم غزنوی سے یہ نصیحت سن لے
ایں رباعی راشنواں جان دل

جان و دل سے اس رباعی کو سن لے
پند اور از دل جان گوش کن

اس کی نصیحت کو دل و جان سے سن
اں حکیم غزنوی شیخ کبیر

اُس بڑے شیخ حکیم غزنوی نے
پیش یوسف نازش غونی کن

یوسف کے سامنے ناز اور غنے نہ کر
معنے مردن ز طوطی بد نیاز

طوطی کے مرنے کا مطلب عاجزی تھا
تا دم عیسیٰ تر از زندہ کند

تاکہ (حضرت عیسیٰ) کا دم سمجھے زندہ کرے

سہ نیستی۔ یعنی اگر تم مطلب

نہیں ہو تو طالب بنو۔

چوں تو۔ اسکا مطلب

سچی یہی ہے کہ مطلب

نہیں ہو تو طالب ہی

بنجاؤ۔ و رد۔ گلاب کا

بھول۔

سہ عیب۔ اندھی آنکھ

سے کوئی غم نہ کرے تو

وہ عیب ہوگا۔ غزنوی۔

یعنی حکیم سنائی۔ آب و

سکھ۔ یعنی جب غصہ

ہو تو۔ یعنی طالب

سمجھ میں پورے ہوش

و حواس سے کام لو۔

سہ پیش یوسف۔ یعنی

مطلب کے سامنے غم

و ناز مناسب نہیں ہے

عاجزی اور آہ و زاری سے

کام لے۔ معنی یعنی طوطی

کا مرنا اس بات کی طرف

اشارہ ہے کہ نیاز سے کام

لے اور مطلب کے سامنے

اپنے اکو مردہ بنالے۔

دم عیسیٰ۔ یعنی مطلب کا

فیض سمجھے زندہ کر دیکھا۔

ہوئے یوسف مزیدہ راتاری کند

یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو آنکھ کی بدکردی ہے

بچو او باگریہ و آشوب باش

اُس کی طرح رونے اور مصیبت میں رہ

چوں نہ لبلی تو مجنوں گرد فاش

جب تو لبلی نہیں ہے تو کھلا مجنوں بنجا

چوں نداری گرد بد غونی مکر

جب تو نہیں رکھتا ہے بد مزاجی کے قریب جا

زشت باشد روتے ناز بیا و ناز

بُری بات ہے بد صورت چہرہ اور ناز

تا بیابی در تن کہنہ نوی

تاکہ پہلے جسم میں نیانیاں پائے

تا بکل بیروں شوی از اکل

تاکہ تو بالکل آہ و کل سے بھل جائے

ہوش را جان ساز و جان را ہوش کن

ہوش کو جان بنا اور جان کو ہوش بنا

گفتہ است ایں پند نیکو یاد گیر

کہا ہے، اس نصیحت کو اچھی طرح یاد کر لے

جز نیاز و آہ یعقوبی مسکن

سوائے عاجزی اور یعقوبی آہ کے (کچھ) نہ کر

در نیاز و فقر خود را مردہ ساز

عاجزی اور افتیاج میں اپنے آپ کو مردہ بنالے

بچو غولشیت خوب فرخندہ کند

بچو غولشیت خوب فرخندہ کند

اپنی طرح سمجھے نیک اور مبارک بنادے

لے تو کہو۔ اجمعی۔ کو گنگا۔

کسی زبان سے ناواقف۔

قدوم یعنی پری اور

گوئے کا لغزہ۔ زندانی۔

قیدی۔ نادانی۔ غفلت،

یعنی تعلقات دنیوی۔

مبتدی۔ ایچ پڑھنے والا،

نواموز۔ مبتدی۔ ہدایت

یا فتنہ واقف کار۔

سٹہ منتشر۔ گروہ۔ جن

سورۃ الرحمن ہیں جن اور

پری کا ذکر ہے اس میں

انسانوں کے ساتھ جنوں کو

کبھی خطاب کیا گیا ہے اسی

سورت میں فرمایا گیا ہے

یا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ

إِنِ اسْتَغْفَرَ لَكُمْ رَبُّكُمْ

مِنْ ذُنُوبِكُمْ إِنَّ اللَّهَ الْغَفُورُ

الرَّحِيمُ۔ لَا تَتَّبِعُوا

الْأَسْوَاطِیْنَ اَلَّذِیْنَ

یَدْعُونَ۔ اَللَّهُمَّ

اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ

مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ۔

اے جن اور

انسانوں کے گروہ اگر تم سے

مہو سکے کہ تم آسمان اور

زمین کے کناروں سے نکل

جاؤ اور ہم سے بچ جاؤ

تو نکل جاؤ۔ نہ نکلے گھر

زور سے۔ لافنی کا کلمہ

ہے یعنی ظاہری بہنی جو

کالعدم ہے۔ اس خیال

یعنی خودی کا خیال۔ کون

وقسا۔ بنا اور بخدا یعنی

عالم دنیا۔

سٹہ جان باقی روح حقیقی

رہبر شیخ کامل۔ سرزند

نکل پڑنا۔ دفعہ۔ مجوسوں کا

تہستان۔ دستور۔ یعنی وہ

نئے خود سنوائے سنا سنا

دستور نہیں ہے۔ اولیاء۔

اولیاء اللہ بھی وہی کام کرتے

نشود نغمہ پری را آدمی

پری کا نغمہ آدمی نہیں سکتا

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم است

اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم تھا ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند

اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں

سورۃ حمل بخوان

اے نواموز! سورۃ الرحمن پڑھ

مَعشَرَ الْجِنِّ سورۃ حمل بخوان

سورۃ الرحمن کی "معشر الجن" پڑھ

نغماتے اندرون اولیاء

اولیاء کے باطن نغمے

ہیں زلاتے نفی سر بار زیند

خبردار! عدم کے لاسے نکلو

اے ہمہ پوشیدہ در کون فساد

اے بالکل کون اور فساد میں ڈبلے ہوؤ

کار انسان ست زانوسے پرے

ان اولیاء کا کام اس سے بھی اگے تھا ہے

گر بگویم شمتہ زان نغمہا

اگر میں ان انفل کا تھپا سا بیان کروں

گوش را نزدیک کن کا دونست

کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں

ہیں کہ اسرائیل وقت اولیاء

خبردار! اولیاء وقت کے اسرائیل ہیں

جانہا مردہ اندر گورتن

جسم کی قبر میں مردہ جانیں

کون کونسی

پری کا نغمہ آدمی نہیں سکتا

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم است

اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم تھا ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند

اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں

سورۃ حمل بخوان

اے نواموز! سورۃ الرحمن پڑھ

مَعشَرَ الْجِنِّ سورۃ حمل بخوان

سورۃ الرحمن کی "معشر الجن" پڑھ

نغماتے اندرون اولیاء

اولیاء کے باطن نغمے

ہیں زلاتے نفی سر بار زیند

خبردار! عدم کے لاسے نکلو

اے ہمہ پوشیدہ در کون فساد

اے بالکل کون اور فساد میں ڈبلے ہوؤ

کار انسان ست زانوسے پرے

ان اولیاء کا کام اس سے بھی اگے تھا ہے

گر بگویم شمتہ زان نغمہا

اگر میں ان انفل کا تھپا سا بیان کروں

گوش را نزدیک کن کا دونست

کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں

ہیں کہ اسرائیل وقت اولیاء

خبردار! اولیاء وقت کے اسرائیل ہیں

جانہا مردہ اندر گورتن

جسم کی قبر میں مردہ جانیں

کون کونسی

پری کا نغمہ آدمی نہیں سکتا

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم است

اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم تھا ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند

اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں

سورۃ حمل بخوان

اے نواموز! سورۃ الرحمن پڑھ

مَعشَرَ الْجِنِّ سورۃ حمل بخوان

سورۃ الرحمن کی "معشر الجن" پڑھ

نغماتے اندرون اولیاء

اولیاء کے باطن نغمے

ہیں زلاتے نفی سر بار زیند

خبردار! عدم کے لاسے نکلو

اے ہمہ پوشیدہ در کون فساد

اے بالکل کون اور فساد میں ڈبلے ہوؤ

کار انسان ست زانوسے پرے

ان اولیاء کا کام اس سے بھی اگے تھا ہے

گر بگویم شمتہ زان نغمہا

اگر میں ان انفل کا تھپا سا بیان کروں

گوش را نزدیک کن کا دونست

کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں

ہیں کہ اسرائیل وقت اولیاء

خبردار! اولیاء وقت کے اسرائیل ہیں

جانہا مردہ اندر گورتن

جسم کی قبر میں مردہ جانیں

کون کونسی

پری کا نغمہ آدمی نہیں سکتا

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم است

اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم تھا ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند

اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں

سورۃ حمل بخوان

اے نواموز! سورۃ الرحمن پڑھ

مَعشَرَ الْجِنِّ سورۃ حمل بخوان

سورۃ الرحمن کی "معشر الجن" پڑھ

نغماتے اندرون اولیاء

اولیاء کے باطن نغمے

ہیں زلاتے نفی سر بار زیند

خبردار! عدم کے لاسے نکلو

اے ہمہ پوشیدہ در کون فساد

اے بالکل کون اور فساد میں ڈبلے ہوؤ

کار انسان ست زانوسے پرے

ان اولیاء کا کام اس سے بھی اگے تھا ہے

گر بگویم شمتہ زان نغمہا

اگر میں ان انفل کا تھپا سا بیان کروں

گوش را نزدیک کن کا دونست

کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں

ہیں کہ اسرائیل وقت اولیاء

خبردار! اولیاء وقت کے اسرائیل ہیں

جانہا مردہ اندر گورتن

جسم کی قبر میں مردہ جانیں

کون کونسی

پری کا نغمہ آدمی نہیں سکتا

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم است

اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم تھا ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند

اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں

سورۃ حمل بخوان

اے نواموز! سورۃ الرحمن پڑھ

مَعشَرَ الْجِنِّ سورۃ حمل بخوان

سورۃ الرحمن کی "معشر الجن" پڑھ

نغماتے اندرون اولیاء

اولیاء کے باطن نغمے

ہیں زلاتے نفی سر بار زیند

خبردار! عدم کے لاسے نکلو

اے ہمہ پوشیدہ در کون فساد

اے بالکل کون اور فساد میں ڈبلے ہوؤ

کار انسان ست زانوسے پرے

ان اولیاء کا کام اس سے بھی اگے تھا ہے

گر بگویم شمتہ زان نغمہا

اگر میں ان انفل کا تھپا سا بیان کروں

گوش را نزدیک کن کا دونست

کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں

ہیں کہ اسرائیل وقت اولیاء

خبردار! اولیاء وقت کے اسرائیل ہیں

جانہا مردہ اندر گورتن

جسم کی قبر میں مردہ جانیں

کون کونسی

پری کا نغمہ آدمی نہیں سکتا

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم است

اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم تھا ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند

اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں

سورۃ حمل بخوان

اے نواموز! سورۃ الرحمن پڑھ

مَعشَرَ الْجِنِّ سورۃ حمل بخوان

سورۃ الرحمن کی "معشر الجن" پڑھ

نغماتے اندرون اولیاء

اولیاء کے باطن نغمے

ہیں زلاتے نفی سر بار زیند

خبردار! عدم کے لاسے نکلو

اے ہمہ پوشیدہ در کون فساد

اے بالکل کون اور فساد میں ڈبلے ہوؤ

کار انسان ست زانوسے پرے

ان اولیاء کا کام اس سے بھی اگے تھا ہے

گر بگویم شمتہ زان نغمہا

اگر میں ان انفل کا تھپا سا بیان کروں

گوش را نزدیک کن کا دونست

کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں

ہیں کہ اسرائیل وقت اولیاء

خبردار! اولیاء وقت کے اسرائیل ہیں

جانہا مردہ اندر گورتن

جسم کی قبر میں مردہ جانیں

کون کونسی

پری کا نغمہ آدمی نہیں سکتا

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم است

اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم تھا ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند

اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں

سورۃ حمل بخوان

اے نواموز! سورۃ الرحمن پڑھ

مَعشَرَ الْجِنِّ سورۃ حمل بخوان

سورۃ الرحمن کی "معشر الجن" پڑھ

نغماتے اندرون اولیاء

اولیاء کے باطن نغمے

ہیں زلاتے نفی سر بار زیند

خبردار! عدم کے لاسے نکلو

اے ہمہ پوشیدہ در کون فساد

اے بالکل کون اور فساد میں ڈبلے ہوؤ

کار انسان ست زانوسے پرے

ان اولیاء کا کام اس سے بھی اگے تھا ہے

گر بگویم شمتہ زان نغمہا

اگر میں ان انفل کا تھپا سا بیان کروں

گوش را نزدیک کن کا دونست

کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں

ہیں کہ اسرائیل وقت اولیاء

خبردار! اولیاء وقت کے اسرائیل ہیں

جانہا مردہ اندر گورتن

جسم کی قبر میں مردہ جانیں

کون کونسی

پری کا نغمہ آدمی نہیں سکتا

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم است

اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم تھا ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند

اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں

سورۃ حمل بخوان

اے نواموز! سورۃ الرحمن پڑھ

مَعشَرَ الْجِنِّ سورۃ حمل بخوان

سورۃ الرحمن کی "معشر الجن" پڑھ

نغماتے اندرون اولیاء

اولیاء کے باطن نغمے

ہیں زلاتے نفی سر بار زیند

خبردار! عدم کے لاسے نکلو

اے ہمہ پوشیدہ در کون فساد

اے بالکل کون اور فساد میں ڈبلے ہوؤ

کار انسان ست زانوسے پرے

ان اولیاء کا کام اس سے بھی اگے تھا ہے

گر بگویم شمتہ زان نغمہا

اگر میں ان انفل کا تھپا سا بیان کروں

گوش را نزدیک کن کا دونست

کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں

ہیں کہ اسرائیل وقت اولیاء

خبردار! اولیاء وقت کے اسرائیل ہیں

جانہا مردہ اندر گورتن

جسم کی قبر میں مردہ جانیں

کون کونسی

پری کا نغمہ آدمی نہیں سکتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در معنی حدیث اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامٍ
 اِس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ تمہارے رب کی تمہارے
 دھرم کے نفحات اَلَا فَتَعْرِضُوْا
 نامیں خوشبوئیں ہیں، آگاہ، اُن سے وابستہ ہو جاؤ!

اندیس اِیام می آر دِ سَبَقِ
 اِس زمانہ میں آگے بڑھی ہیں
 در رہا تیرا اِس جین نفحات را
 اِس طرح کی خوشبوئیں حاصل کرو
 ہر کرامی خواست جان بخشید ورت
 جس نے چاہا اُس نے اس کو جان بخش دی اور چلی گئی
 تا اِز اِس ہم و اِثمانی خواجہ تاش
 اے پیر بھائی! اِس سے بھی محروم نہ رہنا
 جان مردہ یافت از وے مجنبتے
 مردہ جان نے اُس سے زندگی پالی
 مُردہ پوشید از بقائے اوقبا
 مُردے نے اُس کے وجود سے قیام پھن لی

گفت پیغمبر کہ نفحاتی حق
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی خوشبوئیں
 گوشِ شہش و اریدا اِس اوقات
 اِن اوقات میں ہوش کے کان لگائے کھو
 نفحہ آمد شمارا دید و رفت
 خوشبو آئی، اُس نے تمہیں دیکھا اور چل دی
 نفحہ دیگر رسید آگاہ باش
 خبردار! دوسری خوشبو آئی
 جان آتش یافت اِل آتش کشتے
 جہنمی جان نے اُس سے آگ کو بجھانے والا پایا
 جان ناری یافت از وے اَلطفا
 جہنمی جان نے اُس سے بجھاؤ حاصل کر لیا

نفحات نفحات کی جمع، خوشبو
 مہک سبق پیش قدمی آگے
 بڑھنا، ہمش، ہوش کا مختلف
 ہے، اوقات، وقت کی جمع
 وقت سرور کی اصطلاح میں
 وہ وقت ہے جس میں واردات
 نہیں کا دل پر نزول ہو جاتا ہے۔
 نفحہ آمد یعنی حضور کے قدم مبارک
 کی خوشبو، ہر کرامی خواست، ہر کرام
 اور اِس خواست، نفحہ دیگر، ایسا
 اللہ کے دم مبارک کی خوشبو۔
 و اِثمان، محروم رہنا، خواجہ
 تاش، ایک آتش کے غلاموں
 میں سے ہر ایک دوسرے کا
 خواجہ تاش کہلاتا ہے۔ جہاں
 پیر بھائی مراد ہے جہاں آتش
 وہ جہاں جہاں کے لائق ہو۔
 آتش کشتے، آگ کشتے کے کافر
 زبردست چاہئے تو معنی ہوں گے
 آگ کو کھینچنے والا یعنی ملاوٹ
 والا تو پہلے صبر کا مطلب ہوگا
 جن بد نصیبوں نے اِس خوشبو
 سے فائدہ نہ اٹھایا وہ نہ رہا
 میں مبتلا ہوئے اور اگر کشتے
 کافر پر پیش بڑھا جائے تو
 معنی ہوں گے آگ کو کھینچنے
 والا تو صبر کا مطلب ہوگا
 کہ اُن گنہگاروں نے اِس چیز
 حاصل کر لی جس سے اُن کے
 گناہ معاف ہو گئے، مُردہ،
 یعنی جن کے دل مُرد ہو گئے
 تھے جہنم سے حرکت زندگی۔
 نادری، دونوں، اَلطفا، کھانا،
 بے نور ہو جانا، مُردہ، شجر

مثنوی مولانا روم کا اردو ترجمہ

ظلمتے را کافا بش بزنداشت

جس تاریکی کو سورج نہ اٹھا سکا
آدمے را او بخوش آسمانمود

آدم پر اس نے اپنی جانب سے مانوں اٹھا کر
اب خواہ از جو بجویا از سب

پانی خواہ نہر سے لے یا شے سے
نور خواہ از مہ طلب خواہی خور

روشنی چاند سے طلب کر یا سورج سے
مفتیس شوز و حویں یابی نجوم

جلد روشنی حاصل کرے جب نوستارے پالے
خواہ از دم گیر نورش خواہ ازو

اسکا نور آدم سے لے یا اس سے لے
کیس کرد باحم بہ پوست سخت

یہ کہ روشنی سے سخت جڑا ہوا ہے
گفت طوبی لمن رانی مصطفیٰ

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو مجھ کی روشنی سے
چوں چراغے نور شمع را کشید

جب چراغ نے شمع کی روشنی حاصل کر لی
بچین صد چراغ انقل شد

اسی طرح اگر وہ ستارچہ انگوں میں منتقل ہوتی
خواہ از نور پس بستاں تو اس

خواہ آخری روشنی سے تو وہ لے
خواہ نور از اولیں بستاں بجا

خواہ پہلے والے سے تو دل و جان روشنی لے
خواہ میں نور از چراغ آخیں

خواہ روشنی آخری چراغ کی دیکھے

از دم ماگرداں ظلمت چو پاشت

ہمارے دم سے وہ تاریکی چاشت بخانی ہے

دیگراں از آدم آسمانی شود

دوسروں پر آدم کے ذریعہ نام منکشف ہو گئے

کیس سبورا ہم مدد باشد ز جو

شے کی مدد بھی تو نہر سے ہے

نور ہمہ از آفتاب است اے سپر

اے بیٹا! چاند کی روشنی بھی سورج سے ہے

گفت میغم کہ اصحابی نجوم

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صحابہ ستر

خواہ از دم گیرے خواہ از کردو

شراب خواہ شے سے لے یا کدو سے

نے چو شاد اداں کردے نیکخت

اے نیک! نیکخت بھیری طرح وہ کدو بے نیاز نہیں

والذی یبصر لک وجہی یرى

اور جو اس کو دیکھے جس نے میرا چہرہ کو دیکھا

ہر کہ دید اداں اقیل اس شمع دید

جس نے اس کو دیکھا یقیناً اس شمع کو دیکھا

دیدن آخر نقائے اصل بد

آخری کا دیکھنا، اصل کی ملاقات نہی

بچ فرقے نیست خواہ از شمع دا

کوئی فرقہ نہیں خواہ شمع سے سمجھ لے

خواہ از نور پس فرقے ملاں

خواہ آخری روشنی سے، کوئی فرقہ نہ سمجھ

خواہ میں نورش ز شمع غابریں

خواہ اس کی روشنی گزیرے ہونوں کی سمجھ

لے ظلمت۔ تاریکی۔ سخت

ایک پہرے سے دن کا وقت

آدمے حضرت آدم کو دنیا

کی چیزوں کے نام سکھاتے

پھر فرمایا دوسروں کو یہ

نام بتا دو تو یہ فیض حضرت

آدم کے واسطے سے فدا ہی

کا ہے۔ آفتاب۔ چاند

دیکھ بھجایا کیسے کہ روش

درمیان میں آجملے سے

حقیقت نہیں بدلتی ہے

پانی نہر کی کا ہے خواہ

شے سے لے کر بجا جائے

نور چاند کی روشنی۔

سورج ہی کی روشنی ہے

نجوم۔ ستارے۔

ستارے اصحابی نجوم میرے

صحابہ ستر سے جیسے ہیں

جس سے ہدایت حاصل

کرو گے ہدایت پا جاؤ گے

یہ حدیث شریف ہے۔

ایں کدو یعنی اولیاء اللہ

کا ذات باری سے اتحاد ہے

کدو۔ کدو کو خشک کر کے

اس کے اندر سے گودا نکال کر

اس میں شراب بھر لینے سے۔

لے حق تعالیٰ۔ حدیث

شریف ہے۔ "طوبی لمن رانی"

یعنی اوستا کی حق تعالیٰ

خوش ہوئی ہے جس نے مجھے

دیکھا یا اس شخص کو دیکھا

جس نے مجھے دیکھا، صحابہ

میں ہوا واسطے حضور کا نور تھا

چوں چراغے جو چراغ شمع

سے روشن ہوا ہے اس چراغ

کو دیکھا یا کہ شمع کو دیکھا

ہے۔ صد چراغ۔ بیعت میں

اگر چند واسطے بھی ہوں تو

اے بگشتہ زیں طلب ہر کو بگو
اے اس طلب میں کوچہ بکوچہ گھومنے والے!
پیش از اں کہیں خار یا پیروں کئی
اس سے پہلے کہ تو پاؤں کے اس کاٹنے کو کالے
آدمی کو می ننگبند در جہاں
وہ انسان جو دنیا میں نہیں ساتا
مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی
مصطفیٰ آئے کہ ہم کلامی کریں
لے حمیرا آتش اندر نہ تو نعل
اے حمیرا! نعل آگ میں ڈال
ایں حمیرا لفظ تائیت ست جا
یہ حمیرا موت لفظ ہے اور جان
یک از تائیت جان اباک نیست
لیکن جان کو موت ہونے کی کوئی ڈال نہیں
از موت و زندگ بر ترست
وہ مذکر اور موت سے بالا ہے
ایں نہ آں جانست کا فزاید زناں
یہ وہ جان نہیں ہے جو روئے سے بڑھتی ہے
خوش کن نہ است خوش عین خوشی
خوش کر نیوالی ہے اور خوش ہے اور ہم خوشی
موتی راہست از رشوت خوشی
رشوت خور کو رشوت سے خوشی ہوتی ہے
چوں تو شیریں از شکر باشی بود
اگر تو شکر کی وجہ سے میٹھا ہے تو ہو سکتا ہے
چوں شکر گردی ز تاثیر وفا
جب وفا کی تاثیر سے تو خود شکر بن جائے

چند گوئی آں گلستاں کو و کو
کب تک کہے گا، وہ جن کہاں ہے، کہاں ہے؟
چشم تار یک ست جولاں چوں کئی
آنکھیں اندھی ہیں، تو کیونکر دُرست ہے؟
در سر خارے ہی گرد و نہاں
ایک کانٹے کے پیچھے چھپ جاتا ہے
کلمینینی یا حمیرا کلمینی
اے حمیرا! مجھ سے بات کر، بات کر
تاز نعل تو شود ایں کوہ نعل
تاکہ تیرے نعل کی وجہ سے یہ پہاڑ نعل بن جائے
نام تائیتش نہند ایں تازیاں
اہل عرب اس کا نام موت لکھتے ہیں
روح را بر دوزن اشراک نیست
روح کی مرد و عورت سے کوئی شرکت نہیں ہے
ایں آں جان ست کہ رشک و تر
یہ وہ جان نہیں ہے جو خشک اور تر ہے
یا گے باشند چنیں گلے چنیاں
یا کبھی ایسی اور کبھی ویسی ہوتی ہے
بے خوشی بود خوشی اے مرلشی
اے رشوت خور! خوشی بے خوشی کے نہیں ہے
صد خوشی یا بی چودست اندر کشی
تو اگر رشوت سے دست کش ہو جائے تو خوشیاں پاؤ
کاں شکر گاہے ز تو غائب شود
کدہ شکر کبھی ہجھ سے غائب ہو جائے
پس شکر کے از شکر گرد و جدا
تو شکر، ہٹھاس سے کب جدا ہوتی ہے؟

گلستاں یعنی علم و معرفت کا باغ
کوہ کوچہ کوچہ آدھی روح
اس کیلئے تنگ ہیں لیکن لذت
نفس سے وہ غائب ہو جاتی
ہے بہتری، ہم کلامی، حمیرا
حمرا کی تصنیف ہے یعنی شرح
یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا
لقب ہے یہاں مصطفیٰ سے
مرا و مر و عارف اور حمیرا سے
مرا و در سے یعنی عارف کا
بھی روح سے ہم کلام ہوتا ہے
لے حمیرا مر و عارف کہتا ہے
لے روح نشی اپنی اپنی نہیں
کرتے تاکہ جسم لے تو ارجح ہے
نعل و ریش نہادوں کی کوئی
عمل ہے، نعل کو کوچہ پڑھا کر
میں ڈال دیا جاتا ہے تو معمول
لے چین ہو جاتا ہے لہذا اس کے
معنی بیکار کر دینا ہو گئے ہیں۔
کوہ یعنی بدن حمیرا موت کا
صیغہ ہے اور ایں روح یعنی
نفس کو رشوت مانا جاتا ہے لہذا
لفظ حمیرا سے روح مراد لیا جاتا ہے
ہے بات خوف و غلو و خراک
شرکت۔ ایں یعنی اس روح
سے روح حیوانی مراد نہیں ہے
جسکی پرورش خشک اور تر
غذاؤں سے ہوتی ہے مرلشی
رشوت خور روح کے مراد نہیں
تین ہیں ایک تو یہ کہ روح عشق
کو خوش کر نیوالی ہو دوسرے یہ
کو عشق ہو خوش ہو تبصرے یہ
کے عین خوشی بن جائے۔ صد خوشی
اگر انسان لذت نفس کی رشوت
خوری چھوڑے تو صد ہائے خوشی
حاصل ہوں۔ وفا عشق میں ناک
ذمیر میں ناکر تھا کہ خوشی

عشق و جاں ہر دو نہاںند و تیر
مشتوق اور جان دونوں پر مشیدہ اور مستورین
از ملاں یار خاش گروے
یار کے ملاں سے میں چُپ ہو جانا
لیک می گوید جو ہیں عیب نیست
لیکن وہ کہتا ہے کہ خبر دار عیب نہیں ہے
عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب
ایکٹا عیب ہونگے اس کیلئے جو عیب کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا
عیب شد نسبت بمخلوقی چہول
جاں مخلوق کے اعتبار سے عیب ہوگا
کفر ہم نسبت بخالق حکمت
اللہ کے اعتبار سے کفر ہی حکمت ہے
وریکے عیبے بود با صد صفات
اگر تنہا خوبوں کے ساتھ ایک عیب ہو
در تر از وہر دورا یکساں کشند
تر از وہیں دونوں کی یکساں رکھتے ہیں
پس بزرگاں پس نہ گفتند از گزند
تو بزرگوں نے یہ خواہ مخواہ نہیں کہا
گفت شان و فعل شان و ذکر شان
اُن کا قول اور اُن کا فعل اور اُن کا ذکر
جان دشمن و دشمنان جسم صرف
اُن کے دشمن کی جان صرف جسم ہے
آں خاک اندر شد و کل خاک شد
وہ خاک میں ملا اور پورا خاک ہو گیا
آں نمک کز وہ فحما ملح ست
وہ نمک جس سے سمندر مٹی اللہ علیہ وسلم ملیج تر ہوئے

گر غر و ش خواندہ ام عیبے بگیر
اگر میں نے اس کو دہن کہہ دیا ہے عیب گیری نہ کر
گر ہم او مہلت بدادے کی رمے
اگر غمخواری دیر کے لئے دیکھی دہمے مہلت دیتا
جز تقاضائے قضا ئے غیبیت
(یہ کلمات) غیب کے تقاضے کے بغیر نہیں ہیں
عیب کے بیند روان پاک غیب
عالم غیب کی پاک روح عیب بک دیکھتی ہے
نئے بہ نسبت با خداوند قبول
مقبول ہوا شخص کی نسبت سے عیب نہ ہوگا
چوں بمانست کئی کفر آفت است
جب تو ہمارا اعتبار کرے کفر، مصیبت ہے
بر مثال چوب باشد در نبات
تو وہ مصری میں نکڑی کی طرح ہوگا
زانکہ آں ہر دو جو جسم و جاں خوشند
اس لئے وہ دونوں جسم اور اچھی جان کی طرح ہیں
جسم پاکاں عین جاں فتاد صفا
پاک لوگوں کا جسم جان کی طرح مصفی ہے
جملہ جاں مطلق آمد بے نشان
سب بے نشان، مطلق جان ہیں
چوں نیاد از رد او اسمے ست ضر
جیسے نرد کا نردا کہ وہ صرف نام ہے
ایں نمک اندر شد و کل پاک شد
یہ نمک میں گیا اور سب پاک ہو گیا
زاں حدیث بانماک انفع ست
اُس نیکین بات سے وہ نفعی تر ہوئے

عشق یعنی معشوق، تیر مستور
تیرا ہوا اگر غر و ش جبر طرح رہیں
بر وہ میں ہوتی ہے اسبط حق
اور جان بھی ہو تیرے سے آزادگان۔
یعنی میں ذات حق کو دوس کہنے
سے با بھی آجا لیکن غلامِ حال
کی وجہ سے کہتے پر مجبور ہوں و حقاً
غیب یعنی یکلات میں شائے
میں نے کہے ہیں عیب یعنی کھاتا
کہنا انھیں کے نزدیک عیب ہوگا
چونکہ عیب کے ساتھ کچھ نہیں ہوتا
چہول نادان، خداوند مقبول۔
صاحب قبولیت مقبول یعنی
بعض کلمات جاں کہیں تو عیب
شمار ہوگا اور اگر وہی کلمات خدا
حال کے واسطے کے اعتبار سے
عیب نہیں ہے۔ کفر ہم یعنی
نسبت کے بدل جانے سے کلمات اور
اقوال کا بدل جانے سے کفر
ہے اللہ کی طرف اس کے خلق
کی نسبت میں حکمت ہے ہماری
نسبت وہ انتہائی غراب بات
اور عیب۔ ورکے یعنی میں نے
حضرت حق کے ہاتھ میں بہت سی
باتوں کا ذکر کیا ہے حتیٰ وجہ سے
مجھ میں خوبیاں بھی جائیگی اگر ایک
لفظ غر وں کہہ دینا میرا عیب ہی
ہے تو گزرت نہ کر و شکر کے ساتھ کھا
بھی اسی بھادوش جانا جو جس پر کھا
یعنی عیب برائی اور بھلائی بستی جو
تو جسم عوام کے اعتبار سے دوس ہے
کم درجہ کی چیز ہے لیکن بزرگوں کے
اعتبار سے جسم اچھی روح کی طرح
پاک و صاف ہے۔ گفت شان
پاک لوگوں کے جو افعال جسم سے ملحق
رکھتے ہیں وہ بھی بزرگوں کے ہیں
و شکر دار دشمنی رکھنے والا۔ نردا۔
نردکی ساٹ بلڑیوں میں سے ایک

بے وفا عشق میں بیوفائی
 نہر ہے بے نقہ الذری آبی
 مخلوق جو عشق میں وفادار ہے
 حقیقی شرب کا نام ہے عقل
 یعنی عقل نفسی عقل جزوی
 ناقص عقل جو دیواری بر تو
 دلائل نشانہ کر کے واقعہ سرور
 ہونا ظاہر کرتی ہے لیکن عشق
 کے عذاب کی ہر شکل ہے زبردست
 دانا ہوشیار نیست، نابود
 فنا، لا نیست، اہل کون، ویز
 شیطان یا یعنی بات چیت
 اور کاموں میں عقل نشانہ کرتی
 ہے حال کیفیت باطن ذوق
 معرفت بطریق خوشی سے کرنا
 جبر، کمال یعنی عین کمال
 افزا، بلند کر سلسلہ خوشگوار
 شیریں بانی، دھم، آواز دینا
 بھونکا، گھبراہٹ، دھما، سرخ
 پھولوں کا درخت، زان، مے
 دی اہلی سے حضرت آدم ہوتا
 ہو گئے تھے، غنیمت صورت جبین
 آواز یعنی حضرت بلالؓ کی آواز
 تعریض، آخری شب میں بڑا
 کرنا، وہ وہی اصطلاح سے
 دایمی، برائے حضور کی صبح کی نماز
 قضا، ہونے والی نماز، مستحکم
 نماز، یعنی حضور کی نیند
 دراصل ایک استغراقی کیفیت
 تھی جس کی وجہ سے بروقت
 حضور نماز نہ پڑھ سکے تھے
 عروس، دولہا، دلہن، بخت
 بوس، ہاتھ چومنا۔

زیر محض ست آں کہ باشد بے فا
 جو بے وفا ہے، وہ خالص نہر ہے
 عاشق از حق چوں غذا یا بد حقیق
 عاشق جب اللہ کی جانب سے شراب کی غذا پائیتا،
 عقل جزوی عشق را منکر ہوو
 تھو ذری عقل عشق کی منکر ہوتی ہے
 زیرک و داناست آنا نیست
 وہ عقلمند اور سمجھدار ہے لیکن (اصحاب) فنا نہیں
 او بقول و فعل یار ما ہوو
 وہ قول اور فعل میں ہماری دوست ہے
 لا ہوو و چوں نشا زہست نیست
 وہ کچھ نہیں ہے جبکہ ہست سے نیست نہ ہو
 جاں کمال ست ندائے و کمال
 جان کمال ہے اور اسکی آواز کمال ہے
 اے بلال! افزا بانگ سلسلت
 اے بلال! اپنی حسین آواز بلند کر
 اے بلال! ایں گلبنت را جاں بشار
 اے بلال! اپنے اس بوٹے میں جان ڈال
 زان مے کا دم از دم ہوش شد
 اس آواز سے جس سے آدم مدہوش ہو گئے
 مصطفیٰ بے ہوش شد زان چوشت
 مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس حین آواز سے ہوش ہوئے
 سزا زان خواب مبارک بر نشا
 بابرکت نیند سے سیرہ اٹھایا
 در شب تعریض پیش کش عروس
 شب تعریض میں، اس دلہن کے سامنے
 شب تعریض میں، اس دلہن کے سامنے

ہب لئایا زبنا نغمہ الوری
 اے ہمارے پروردگار! ہمیں تجھی نغمہ عطا فرمائے
 عقل اسجا گم شود گم اے رفیق
 اے دوست عقل اس جگہ بالکل بیکار ہو جاتی ہے
 گرچہ ہمایید کہ صاحب ہر ہوو
 اگرچہ (بظاہر) نظر آتا ہے کہ راز داں ہوگی
 تا فرشتہ لاشدا ہر منے ست
 جب تک فرشتہ نیست نہ ہو جائے شیطان
 چوں حکم حال آئی لا شود
 جب تو عالم حال کے تحت آجائے گا کھٹکے گا
 زان طوعاً لاشد کر با ہے ست
 جبکہ وہ خوشی سے نیست نہ ہو تو مجبوریاں ہوتیں
 مصطفیٰ گوپاں آر حنا یا بلال
 مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں اے بلال! ہمیں ہوش
 زان مے کا دم دیدم در دولت
 اس فیض سے مجھ میں نے تیرے دل میں چھوٹا کر
 خیز بلبل وار جاں می کن شمار
 آنھ، بلبل کی طرح جان بچھاو کر
 ہوش اہل آسمان بے ہوش شد
 آسمان والوں کے ہوش بے ہوش ہوئے
 شد نمازش از شب تعریض فوت
 لیکہ! تعریض میں ان کی نماز فوت ہو گئی
 تا نماز صبح آمد بچاشت
 یہاں تک صبح کی نماز کے بعد چاشت کا وقت آگیا
 یافت جان پاک ایشان تبسوس
 آپ کی پاک روح نے دست بوسی کی

خاک را در گور او آگندہ کرد
 آن کی قبر میں مٹی بھر دی
 ایں درختان نہ بچوں خاکیاں
 مٹی میں دفن کئے ہوں کی مانند زنت بچہ
 سوئے خفاصل اشارت میکنند
 لوگوں کی طرف اشارے کر رہے ہیں
 تیز گوشاں را ز ایشاں بشنوند
 تیز کان والے اُن کا راز سن رہے ہیں
 باز بان سبز و بادست دراز
 سبز زبان سے اور لمبے ہاتھ سے
 ہچکچو بظاں سرفرو بردہ باب
 بگھوڑوں کی طرح پانی میں غوطہ کھائے ہوئے
 در زمناں شاں اگر محبوس کرد
 جاڑوں میں اگر اُن کو قید کیا
 در زمناں شاں گرچہ داد مرگ
 جاڑوں میں اگرچہ اُن کو مارا
 مُنکراں گویند بہت ایں خود قہیم
 مُنکر کہتے ہیں یہ قہیم ہیں
 جملہ پندارند کہیں خود دائم است
 سب یقین کرتے ہیں کہ یہ ہمیشہ سے ہے
 کوری ایشاں درون دوتاں
 دیکھتے آگے اندھے پن سے ہے (دستِ گول ہیں)
 ہر گئے کا ندر دروں بویا بُود
 جو بچوں اپنے اندر سے خوشبودے رہا جو
 بوئے ایشاں غم اُلف مُنکراں
 اُن کی خوشبو مُنکروں کی دُلت کے ساتھ

زیر خاک اُن اناش ازندہ کرد
 مٹی کے نیچے اُن کے دانہ کو زندہ کر دیا
 دست با بر کردہ اند از خاک راں
 جو مٹی سے ہاتھ باہر کھائے ہوئے ہیں
 واکہ گوشستش عبارت میکنند
 جن کے کان ہیں اُن کے لئے تقریر کر رہے ہیں
 غافلاں آواز ہا را نشنوند
 غافل لوگ آوازوں کو نہیں سنتے ہیں
 از ضمیر خاک میگویند راز
 خاک میں چھپے ہوئے راز بتا رہے ہیں
 گشتہ طاووساں بودہ چوں غراب
 مورین گئے، اور کوسے کی طرح
 آں غراباں را خدا طاووس کرد
 اُن کو توں کو اٹھائی، نے مُور بنادیا
 زندہ شاں کرد از بہار و داد برگ
 اُن کو بہار سے زندہ کر دیا اور پتے دیدئے
 ایں چرا بندیم بر رب کریم
 رب کریم سے اُن کا تعلق کیوں کریں؟
 در قدیم ایں جملہ عالم فاکم است
 اور ہمیشہ سے یہ تمام عالم فاکم ہے
 حق برویا نید باغ و بوستاں
 اللہ (حق) نے باغ اور بوستاں آگاہ ہے
 آں گل از اسرارِ گل گویا بُود
 وہ بچوں تمام اسرار کا پتہ دیتا ہے
 گرد عالم می رُود پیرودہ درال
 پیرودہ دہی کرتے ہوئے دنیا کا چکر کاٹتی ہے

دانش یعنی ذہنی موت کے
 بعد مُسکری رہتی نہ لگی نصیب
 ہونچی خاکیاں مٹی سے پیدا
 ہونے والے اور مٹی میں دفن
 ہونے والے برکون بیکان۔
 خاک راں دُنيا عبارت تقریر ہے
 برگ درختان نہ در نظر ہر شیار
 ہونے کے دستِ موت کو دگر
 قرآن پاک میں فرمایا ہے
 کائنات کی ہر چیز خدا کی سیخ
 پر مٹی جو تم نہیں سمجھتے ہونے
 سبز ہیں۔ دستِ دراز یعنی
 شاخیں بغیر دل کی بات۔
 ہچکچو درختوں کی ۳۲ حالتوں کو
 تین پندوں سے تشبیہ دی ہے
 دشت و سم نہاں میں ہولناقی
 ہو کر کائے کوئے کی طرح بھولتے
 ہیں، طوط کو مائل کرنے میں
 کو باغِ بطن میں جوبالی میں
 غوطہ کھا کر غذا حاصل کرتی
 ہیں مسم بہا میں بچوں کی
 نکلنے کے بعد وہ مور بن جاتے
 ہیں مُنکران یعنی دہریہ جو
 وجودِ باری کے مُنکر ہیں اور
 فلاسفہ جو خدا کو مانع اور مُنکر
 نہیں مانتے ہیں۔ ایں یعنی
 کائناتِ قدیم ہے خلا سے
 کائے قلق نہیں۔
 کوری۔ اندھا پن۔ روئین کا
 روئین کا معنی مہل ہے
 یعنی ادیمارا اللہ کے سینے طوط
 معوت سے باغ و بہار ہیں
 اُن کے گل اور بوئے کی خوشبودے
 مُنکر اس طرح پریشان ہوتے ہیں
 جیسے گور کا کبریا خوشبودے یا
 کز در باغ دلا فصول کی آواز
 سے بویا خوشبودے والا۔
 گویا۔ بر لئے والا۔

از میراث او آفتاب بر آفتاب
فرا پا ملار انبار کے وارث ہیں
یہی تھی معرفت کی پاشی اور
طاقت ملاراد راویا میں منتقل
ہوئی ہے جو اس کی دنیا میں
موجود ہیں۔ بیش تو وہ وارثان
نہی ہو جو وہیں لیکن وہ لوگ جو
اپنے وجود میں روح کو کم کئے
ہوئے ہیں انکو احساس نہیں ہے
جسکا انسان اپنی ہی کو فنا
نہیں کرنا اسکی بیش میں روح
یہ نہیں بدلتی کہ تو انرا انسان
کو اپنے آگے پیچھے کا خیال ہے
تو وہ سبائی صفات ہیں جیسا
ہوا ہے اور روح کی لذتوں سے
محروم ہے۔ نیز وہ بالیہ رب
صفات ہم کی ہیں روح اپنے
پاک ہے۔ تو پاک حقیقی برفت
ماں ہو جائے پر انسان غم
اور خوشی وغیرہ سبائی صفات
کے باز ہو جائے۔
بگور تھی۔ دست بردار تھی۔
حیات جادو دانی۔ اہری زندگی۔
برخوردی پھل کھائے۔ روز
باراں۔ یعنی الہی فیوض برس
رہے ہیں۔ ایسی حالت ہیں
گھر میں بیٹھا رہنا مناسبت نہیں
ہے ان سے نفع اندوز ہونا
چاہیے۔ چہرہ جہاں فیوض کی
بارش کا روح کی آکھلاؤں
کر سکتی ہے۔ حقیر سبزو۔
یار بینی صحابی۔

آل نمک باقی ست از میراث او
آپ کی میراث کا وہ نمک باقی ہے
پیش تو ششہ ترا خود پیش کو
تیرے آگے بیٹھے ہیں خود تجھے آگاہ کہ میراث ہے
گر تو خود را پیش و پس داری گلا
اگر تو اپنے لئے آگے پیچھے کا کسان رکھتا ہے
زیر و بالا پیش و پس صفات
نیچا اور اونچا، آگاہ اور پیچھا جسم کی نعمتیں ہیں
برگشت از نور پاک شہ نظر
شاہ کے پاک نور سے نظر کر
کہ ہمینی در غم و شادی و پس
کہ تو صرف غمی اور خوشی کے لئے ہے اور پس
از وجود و از عدم گریز کی
تو اگر وجود اور عدم سے گزرب جائے
روز باران ست میر و تابش
بارش کا دن ہے، رات تک چلا ہیں
ہست باران با جزاں باران بدلا
سمجھ لے! اس بارش کے علاوہ اور بارش بھی ہے
چشم جاں را باز کن نیکو نگار
جان کی آنکھ کھول، اچھی طرح دیکھ

باتو اند آں وارثان او بخو
آپ کے وہ وارث تیرے ساتھ ہیں تلاش کر لے
پیش ہست جان پیش ندیش کو
تیرے وجود کے سامنے آگے سوچنے والی جان کا
بستہ جسمی و محرومی زجاں
تو جو جسم کا پابند ہے اور جان سے محروم ہے
بے جہتہا ذات جان روشن ست
پاک جان، بغیر ہستوں کے ہے
تا نہ پنداری تو چوں کو تہ نظر
تاکہ کو تہا نظر کی طرح تو نہ نہ خیال کرے
اے عدم کو مگر عدم را پیش و پس
اے معدوم! معدوم کا آگاہ پیچھا کہاں ہے
از حیات جادو دانی بر خوری
تو ابدی زندگی حاصل کرے
نئے ازیں باران زان باران رب
اس بارش سے نہیں، خدا کی بارش سے
می نمی بیند و را جز چشم جاں
جس کو صرف جان کی آنکھ دیکھتی ہے
تا از ان باران عیاں بینی خضر
تاکہ اس بارش کا سبزہ صاف دیکھے

سوال کردن عاقلہ از پیغمبر علیہ السلام کہ باران شدو
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیغمبر علیہ السلام سے سوال کرنا کہ بارش ہوئی اور آپ
جامہ مبارک تو شتر نکشت و جواب آں
کے بابرکت کپڑے نہ بھیگے اور اس کا جواب

مصطفیٰ روز بگور تاش برفت
مصطفیٰ ولی اضطرار و کم ایک درختان خریف
باجنازہ یارے از باران برفت
دوستوں میں سے ایک دست کے خانے بسا خریف

گر تو بختانی ز باطن دیدہ
اگر تو باطن کی آنکھیں کھول لے

زودیابی سرمہ بگزیدہ
بہت جلد پسندیدہ سرمہ حاصل کر لے

تفسیر بیت حکیم سنائی سرّوح اللہ سرّوحہ

حکیم سنائی (خلدان کی روح) کو راحت پہنچائے (کے شر کی تفسیر)

آسمانہا ست و لا یست
روح کی تعلیم میں آسمان ہیں

کار فرمائے آسمان جہاں
جو دنیا کے آسمان میں کار فرما ہیں

درہ روح لیست بالاہات
روح کے راستہ میں پستی اور بلندی ہیں

کوہ ہائے بلند و دریا ہا ست
اوپنے پہاڑ اور دریا ہیں

بیر دانا اندریں زمرے کے گفت

وانا بزرگ نے اس سلسلہ میں جو اشارہ کیا

غیب را برے و آبے دیگر ست

(عالم) غیب کا ابر اور پانی دوسرا ہے

نابداں الا کہ بر خا صاں پدید

وہ صرف خاصان (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے

ہست باران از پئے پروردگی

ایک بارش پرورش کے لئے ہے

نفع باران بہاراں بوا لعجب

موسم بہار کی بارش کا نفع تعجب کی چیز ہے

باغ را باران نیسانی طرب

نیساں کی بارش باغ کی مستی ہے

آں بہاری ناز پرورش کند

موسم بہار کی بارش اس کی ناز پروردی کرتی ہے

ہچنین سرما و باد و آفتاب

اسی طرح جاڑا اور ہوا اور سورج

ہچنین در غیب انواع ست این

اسی طرح (عالم) غیب میں اسکی جنمیں ہیں

در حقیقت زیر صاف دئے بسفت

حقیقتاً اس سیپ کا موتی پرو دیا

آسمان و آفتابے دیگر ست

آسمان اور آفتاب دوسرا ہے

باقیاں فی کس من خلقی بخد

باقی لوگ اس نئی مخلوق سے شش میں ہیں

ہست باران از پئے پروردگی

ایک بارش پرورش کے لئے ہے

باغ را باران پائیزی چو تب

خزاں کی بارش باغ کے لئے بخار کی طرح ہے

باز باران خرابی ہچو تب

پھر خزاں کی بارش بخار کی طرح ہے

وہ خزان نا خوش زردش کند

یہ خزاں کی بارش اس کو خراب و زرد کرتی ہے

بترفاوت دال و سر زشتہ سیاب

جدا گانہ سمجھ اور اصول کو سمجھ لے

در زیاں سود و در رخ و غیب

نفع اور نقصان، تکلیف اور ٹوٹے میں

ولایت جان۔ عالم روح۔
پیر دانا حکیم سنائی رحمۃ اللہ
علیہ۔ زمر۔ اشارہ۔ صدق۔
سیپ۔ زمر۔ موتی۔ فی۔
لبس۔ یہ آیت حشر کے
مکتوبوں کے بارے میں ہے۔
مولانا نے امور غیبیہ پر مشورہ
کرنے والوں کے لئے ہدایت
کر دی ہے۔ ہست باران۔
یعنی میں بارش کی ہی دو
قسمیں ہیں۔ نمطر اور سفید
بوا لعجب بہت تعجب
غیر۔ پائیزی خزاں نیساں
وہ دن جب آفتاب برج
حل میں ہوتا ہے، ایام بہار
شبت۔ بخار۔ تفاوت۔ زنی
سر زشتہ۔ بات کا سرا۔ کھوج۔
انواع۔ نوع کی جمع، قسم
زیاں۔ نقصان۔ سود۔ نفع
غیب۔ غائب۔ نقل۔ ٹوٹے
میں پڑا ہوا۔

منکراں پہچو جمل زراں بوئے گل

اس کے پھول کی خوشبو سے منکر گریختہ کی طرح ہیں
خوشتن مشغول می سازند و غرق

اپنے آپ کو مشغول اور غرق کرتے ہیں
چشم می دوزند و آنجا چشم نے

آنکھیں سی پیتے ہیں اور ان کی آنکھیں ہی نہیں ہیں
چوں زگورنشاں پیغمبر باز گشت

جب پیغمبر رضی اللہ علیہ وسلم، قبرستان سے گئے تو نے
چشم حدیقہ جو بر ریش قتاد

حدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی نظر جب تکے چہرے پر پڑی
بر عمامہ بر رخ و بر مٹوئے او

عمامہ پر اور آپ کے چہرے اور بالوں پر
گفت پیغمبر مچمی جونی نتاب

پیغمبر رضی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلد ملکہ کی گئی ہو
جامہایت می بجویم در طلب

جستجو میں آپ کے کپڑے جمعوتی ہوں
گفت چہ بر سر فلک دی از ازار

فرمایا، سر پر کونسا کپڑا اوڑھا تھا؟
گفت بہر آں نمود لے پاک حیب

فرمایا، اسے پاک دل اسی لئے دکھائی
نیت آں باراں ازیں ابر شما

وہ بارش تمہارے اس ابر کی نہیں ہے
ایں چینیں باراں ز ابر دیگرست

اس طرح کی بارش دوسرے ابر کی ہے
بشنواز قول سنانی در رموز

اشارات کے بارے میں سنانی بکے قول کے
یا چو نازک مغز از بانگ دہل

یا ایسے جیسے دھول کی آواز سے نازک باران
چشم می دوزند از لمعان برق

بجلی کی چمک سے آنکھیں سی پیتے ہیں
چشم آں باشد کہ بدب رائے

آنکھ تو وہ ہے جو جائے پناہ کو دیکھ لے
سوئے حدیقہ شد و ہمارا زشت

حدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف گئے اور ہمارا زشت
پیش آمد دست بر فے می نہاد

آگے بڑھیں اور آپ پر ہاتھ رکھا
بر گریباں و برو بازوئے او

گریبان پر اور جسم پر اڑا کپڑے بازو پر
گفت باراں آمد مروزار سیاب

بولیں آج بادل سے بارش برسی ہے
تر نمی بینم ز باراں لے عجب

تعجب ہے! بارش سے تر نہیں دیکھتی ہوں
گفت کروم آں ردائے تو شمار

بولیں آپ کی چادر کو دوپٹہ بنایا تھا
چشم پاکت را خدا باران غیب

خدا نے تیری پاک آنکھ کو کبھی بارش
ہست ابر دیگر و دیگر سما

وہ دوسرا ابر اور دوسرا آسمان ہے
رحمت حق در ز روش مضمومت

جس کے نازل ہونے میں خدا کی رحمت پوشیدہ ہے
معنی تا واقف آئی بر کنوز

ایک معنی سن، تاکہ تو خزانوں سے واقف ہو جا
۲۲۲

جمل بگردنڈا گوئی گویاں
نیا کر لوط مکانے والا کیڑا
دول مشغول مشغول یعنی
منکرین جو محض عقل خدا والوں
میں اپنے آپ کو غور کئے
ہوئے ہیں اور مجمع دلائل
کی روشنی سے آنکھوں کو
بند کر کے ہوئے ہیں۔

چشم نے دراصل ان کے
آنکھ میں نہیں ہے آنکھ تو
دہی ہے جو ہمیں دیکھے
بازگشت دایں آئے ہدیقہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کا لقب ہے۔ ہزار راز کی
باتیں کرنے والا علامہ حسین
کے کمرہ سے بگولی۔ ہر۔
پہلو بفل سیاحت۔ ابر۔
اقرار۔ تہ بند، نکی۔ رفتار۔

چادر۔
نماز۔ ارضی جیب کرپا۔
سینہ، دل۔ سار۔ آسمان۔
پوشیدہ۔ سمانی۔
مشہور و شہداء۔ ہرگز نہیں۔
رموز۔ تہذیب کی جمع، اشارہ۔
کنوز۔ کنز کی جمع خزانہ۔

ایک بگریزید از بادِ خزاں
لیکن بادِ خزاں سے بچو
راویاں اس را بظاہر بڑھ اند
روایت کرنیوالوں نے اسکو ظاہر ہی مٹی بھول کیا
بے خبر بوند از ستر آں گروہ
یہ جماعت راز سے بے خبر تھی
آں خزاں نزد خدا نفس و ہوا
وہ خزاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک و نجس
گزر از عقل ست مجزویٰ ز نہاں
اگر تجھ میں ناقص عقل ہے
جز تو از کل او گلی شود
تیری ناقص عقل، اسکی کامل عقل کے بل جڑیگی
بس بتاویل میں بود کا نفس پاک
(اس حدیث کے معنی) تاویل کیٹا یہ ہوئے کہ پاک نفس
از حدیث اولیا نرم و درشت
اولیاء کی نرم اور سخت بات سے
گرم گوید سر و گوید خوش بگر
گرم کہیں سرد کہیں خوشی سے تبسم کر
گرم و سردش نو بہار زندگی ست
اُن کا گرم و سرد و گہنا، زندگی کی فوہار ہے
زانکہ زان بستان جانہا زندہ آت
اسلئے کہ اُن سے جانوں کا باغ تروتازہ ہے
بر دل عاقل ہزاراں غم بود
عقل مند کے دل پر ہزاروں غم چھا جاتے ہیں

کاں کند کاں کرد با باغ در زان
اسلئے کہ وہ ہی کرگی جو اُس نے باغ اور گور کی کیا
ہم براں صورت قناعت کردہ اند
اور اُنھوں نے انہی مٹی پر قناعت کر لی
کوہ را دیدہ ندیدہ کاں بکوہ
پہناؤ کو دیکھا، پہاڑ میں کان کو نہ دیکھا
عقل مجاہدین بہار ست و بقا
عقل اور روح عین بہار اور بقا ہے
کاہل العقلے بجا اندر جہاں
دنیا میں مکمل عقل والا تلاش بل کرے
عقل کل بر نفس جوں ملے شود
کامل عقل اُنس کے ملے طوق بن جائے گی
چوں بہار ست حیات برگ تاک
انوسم، بہار کی طرح ہیں اور پتوں والا گور کی حیات ہیں
تن مپوشان اند و نیت است
پہلو تہی نہ کر کیونکہ وہ تیرے دین کی پشت پناہ ہیں
تا ز گرم و سرد بچی و ز سیر
تا کہ گرم اور سرد اور جہنم سے نجات پالے
مایہ صدق و یقین بندگی ست
صدق اور یقین اور بندگی کا سرمایہ ہے
زاں جواہر بحر دل آگندہ است
اُن جواہر سے دل کا سمندر پُر ہے
گر ز باغ دل خلائے کم بود
اگر دل کے باغ سے ایک تنکا کم ہو جاتا ہے

ز زان۔ ز کی جمع، انگور،
خزاں کی ہوا سے یہ تیز
تباہ ہو جاتی ہیں۔ راویاں۔
راوی کی جمع، حدیث نقل
کرنے والا یعنی عام طور پر
روایت کرنیوالوں نے اس
حدیث کے ظاہر ہی مٹی لئے
ہیں۔ بستر۔ راز، ہواں پر
عالم غیب کی باد و بہار اور
خزاں مراد ہے۔ کان۔ بھول
ہوا خواہش نقضانی تھا۔
تقدیر پر مبنی گاری گریزا۔
یعنی اگر یہ مٹا میں غیب
تیری سمجھ میں نہیں آتے تو
کسی شیخ کامل کا واس کولے
پھر سمجھ میں آجائے۔ عقل۔
یعنی شیخ کامل کی مکمل عقل۔
عقل۔ مجزون کا طوق یعنی
اُس کی بیعت تجھے ہوا۔
حرص سے روک دے گی۔
تاویل۔ کسی عبارت ظاہری
معنی مراد لینا۔ حیات۔
زندگی۔ تاک۔ انگور نرم و
درشت۔ باری اور تلخ
نصیحتیں۔ نیت۔ یعنی نیت
پناہ۔ گرم و سرد و گفتن۔ نیت
و نیت کرنا۔ گرم و سرد۔
مصائب۔ بستر جہنم۔
نوبھار۔ باد کی ٹھنڈی اور
سورج کی گرمی سبز زاپیدا
کوتی ہے اسی طرح شیخ کی گرم
و سرد نصیحتیں اہان کی تازگی
کا سبب ہیں۔ بستان۔ جاں۔
روحانی باغ۔ بحر۔ سمندر۔
آگندہ۔ پتہ۔

موسم سانس کا کام۔ ابدال
اویلا ماش کی ایک خاص
جماعت ہے یعنی اویلا کے
انفاس بہار کا کام کرتے ہیں۔
اور دلوں میں سبزہ لگاتے
ہیں۔ انفا حسن نفس کی جماعت
سانس گرد و زخم سے یعنی
بزدلوں کے انفاس سے
بدخوشوں کی بدخوشی میں لگاتے
ہو جاتا ہے جبکہ وہ ان انفاس
کے شکر ہو جائیں۔ یاد اویلا
کی باہر ہاری اصلاح عوام
کا کام کرتی ہے اور جو
اُس سے مستفید ہو کر دیا
اُن پر جان نثار کرتے ہیں۔
یاد جن کے دل بچھڑے
ہوئے ہیں اور ذات بل
اصلاح ہیں۔

ربیع موسم بہار خریف۔
موسم خزاں۔ سرمائے بہار۔
یعنی فیض فیوض و برکات۔
یاد خزاں جس طرح موسم
بہار کی بارش سے درخت
سبز ہوتا ہے وہی وقت
فیوض فیضیہ سے روح تازہ
ہوتی ہے۔
یعنی آؤ یعنی فیوض برکات
وقت یعنی وہ وقت جس
میں فیض وادوات کا قلب
پر نزول ہو۔

ایں دم ابدال باشد ز ایں بہار
ابدال کا کام اسی بہار سے ہوتا ہے
فعل باران بہاری با درخت
موسم بہار کی بارش کا درختوں سے جو مادہ ہے
گرد و زخم خشک باشد در مکا
اگر کسی جگہ کوئی خشک درخت ہو
باد کا رخویش کر دو بروزید
ہوانے اپنا کام کیا اور چلی گئی
وانکہ جامد بود خود واقف نشد
اور جو پتھر تھا واقف نہ ہوا

دردل جاں روید ازوے سبزہ زار
اِس سے دل و جان میں سبزہ لگتا ہے
آید از انفاس شال آئینہ تخت
اے نیک بخت! اُن کے سانسوں سے چل چلا
عجب آں زبا و جاں فریاد آں
اُس کا وہ عجب روحانی ہوا ہے ٹھہر جاتا ہے
آنکہ جانے داشت بر جاش گزید
جس میں جان تھی اس نے امکانی جان پر ترجیح دی
ولے او جانے کہ او عارف نشد
اُس جان پر افسوس جو پہچاننے والی نہ بنی

در معنی حدیث کہ اعْتَمُوا بُرْدَ الرَّبِّیعِ فَإِنَّهُ یَعْمَلُ بِأَبْدَانِکُمْ کَمَا
یَعْمَلُ بِاشْتِیَارِکُمْ وَاجْتَنِبُوا بُرْدَ الْخَرِیفِ فَإِنَّهُ یَعْمَلُ بِأَبْدَانِکُمْ
وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر اور موسم خریف کی سردی سے بچو وہ تمہارے جسموں پر
کَمَا یَعْمَلُ بِاشْتِیَارِکُمْ
وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر

دور کن از خوشستن انکار وطن
انکار اور گمان اپنے سے دور کر
تن میوشانید یاراں زینہار
یارو! ہرگز بدن نہ ٹھوکر
کال بہاراں با درختاں میبکند
جو موسم بہار درختوں کے ساتھ کرتا ہے
درجہاں بر عارفان وقت جو
دنیا میں، وقت کے تلاش کرنے والے عارفوں پر
تن برہنہ جانب گمش روید
ننگے بدن، باغ کی طرف چلو

قول پیغمبر شنو اے جان من
اے جان من! پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن
گفت پیغمبر ز سرمائے بہار
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسم بہار کا وقت
زانکہ با جان شما آں می گفت
اِس لئے کہ وہ تمہاری جان کے ساتھ وہی کرتا ہے
بس غنیمت باشد آں سرمائے او
اُس کی سردی غنیمت ہوتی ہے
در بہاراں جامہ از تن برکنید
(موسم) بہار میں کپڑے اتار دو

گر ترشحِ بیشتر گردد ز غیب
اگر غیب سے یہ رساؤ زیادہ بڑھ جائے
اِس نادر و حدِ سونے آغازِ رو
اِس کا خاتمہ نہیں ہے شروع کی طرف چل

نہ ہر ماند دریں عالم نہ عیب
اِس عالم میں نہ ہنر رہے نہ عیب
سونے قصہ مردِ چنگی بازِ رو
سازگی بجانے والے کے قصہ کی طرف واپس چل

بقیہ قصہ پیرِ چنگی و بیانِ مخلص آل

سازگی بجانے والے بوزے کے قصہ کا بقیہ اور اُس کا خلاصہ

مُطر بے کوفے جہاں شدِ بَطْرَب
وہ گویا جس سے، عالم سستی سے بھرا ہوا تھا
از نوایش مرغِ دل پُرِاں شد
اُس کی آواز سے مرغِ دل اچھلنے لگا تھا
چوں برآمد روزگارِ شس پیر شد
جب اُسکی عمر طویل گئی، اور بوڑھا ہو گیا
باز چہ گریں پیل باشد بیگماں
باز کیا، اگر ہاتھی بھی ہو تو بلا شبہ
یشتِ او ختم گشت پیموں یشتِ تم
اُس کی کمر بستگی کی طرح ٹیڑھی ہو گئی
گشت آوازِ لطیف و جانِ فداش
اُس کی پاکیزہ اور جان کو بڑھانے والی آواز
اَل نوا کہ رشکِ زہرہ آمدہ
وہ آواز جو زہرہ کے لئے باعثِ رشک تھی
خود کد میں خوش کد آن خوش نشد
کو نسا خوش ہے جو ناخوش نہ ہوا ہو
غیر آوازِ عزیزِ نراں در صد فر
(اللہ کے) پیادوں کی آواز کے علاوہ جو نہ ہو
اَل دیوے کین رونہا مروت
وہ باطن کی یہ باتن اُس سے مست ہیں

رستہ ز آوازش خیالاتِ عجب
اُس کی آواز سے عجیب خیالات پیدا ہوتے تھے
وز صدالیش ہوشِ طباں حیراں شد
اُسکی صد سے جان کا ہوش حیران ہو جاتا تھا
باز جانِش از عجزِ پستہ گیر شد
اُسکی جان کا باز عاجزی سے چھڑکار کا شکاری بن گیا
پستہ اش سازِ وضعِ ناناں
چھڑا اُس کو کمزور اور بے طاقت بنا دے
ابرواں برتیم پیموں پارِ دم
آنکھ پیر اُپر دین دُجی کی طرح ہو گئیں
ناخوشِ مکروہ و زشت و لخرِ اش
خراب اور مکروہ اور بُری اور دلخراش ہو گئی
پیموں آوازِ خرم پیرے شدہ
بوزے گدھے کی آواز کی طرح ہو گئی
یا کد میں سقف کا مِغفرش نشد
یا کونسی جگت ہے جو پامال نہ ہوئی ہو
کہ بودا و عکسِ دمِ شاں نفعِ صورت
کہ صورت کا پھلنا بھی اُن کی آواز کی گونج ہو
نیست کیں ہستہا ماں ہستِ ازیوت
وہ فانی کہ ہمارے وجود اُس سے قائم ہیں

مُطر بے کوفے کی آواز
مستی اور عجیب خیالات پیدا
کردی تھی، انسانوں کے
دل دھڑکنے لگتے تھے۔ اور
مردوشی کا عالم چھا جاتا تھا
پیشہ گیر چھڑکار کا شکاری بن جاتا
یا چھڑکار کا شکار یعنی وہ گویا
استہلا کی کمزور ہو گیا۔
باز یعنی باز ہی نہیں تھی
بھی اپنی ناقصی کے وقت
چھڑوں سے عاجز آتا ہے۔
چشمِ سیر کا۔ پارِ دم۔ دُجی۔
لطیف۔ نازک پاکیزہ جانفزا۔
جان کو بڑھانا۔ زشت۔ بُرا۔
دلِ دلخراش۔ دل کو چھیننے والا۔
زہرہ۔ ایک ستارہ کا نام جو
جس کو ماں یا چوہا گانے بجاتے
والی عورت کی شکل تصور
کرتے ہیں اور اُس کو قائمہ
فلک کہتے ہیں۔ خرم۔ گدھا،
گدھے کی آواز کو مردِ پیر کا
گیلے سے سقفت چمکت۔
عقرب۔ پامال۔ نشہ۔ مشہور
ہے ہر کمالے رازولے۔
غزیراں۔ یعنی اولیاء اللہ جو
اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔
صدور۔ صدر کی تہ، سینہ۔
نفع۔ صورت۔ دوسری مرتبہ
چھوٹے پیر کے زندہ ہو جانے
اُن دروے یعنی اولیاء کے
باطن کی وجہ سے بہت سے
باطن مست ہیں وہ فنا ہونے
والے ضروری ہیں لیکن ہمارے
وجود اُن کے وجود سے قائم ہیں

پرسیدن عائشہ رضی اللہ عنہا از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا

کہ سرِ بارانِ امروزِ چہ بود

کہ آج کی بارش کا کیا راز تھا؟

باخشوع و بادِ بارِ ز جوشِ عشق

محبت کے جوش سے عاصی اور ادب کے ساتھ

حکمتِ بارانِ امروزی چہ بود

آج کی بارش میں کیا حکمت تھی؟

بہر تہدیدات و عدلِ کبریا

دھمکیوں اور عدل کے انصاف کے لئے ہے

یا زیا تیزی پر آفات بود

یا آفتوں بھری خزاں کی بارش تھی

کز مصیبتِ بزرگوارِ آدمِ ست

جو آدم کی نسل پر مصیبت کی دگر سے ہے

بس خرابیِ اوقتا دے و کمی

بہت خسرابی اور کمی واقع ہو جاتی

حرصِ صہا پیروں شے از مرداں

انسانوں میں سے حرص نکل جاتی

ہویشاریِ ایں جہاں را آفت

ہوشیاری اس عالم کی آفت ہے

غالبِ یدِ پستِ گرد و ایں جہاں

غالب آج کے قویہ عالمِ پست ہو جاتا ہے

ہویشاریِ آبِ ایں عالمِ وسخ

ہوشیاری پانی ہے اور یہ عالمِ میل ہے

تا نہ خیزد و زینِ جہاں صِ حَسَد

تا کہ اس عالم سے حرص اور حسد ختم نہ ہو جائے

پس سؤالش کردہ صدیقہٴ رصیت

صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تجانی و آپ کے سوال کیا

کائے خلاصہ سہنی و زبدہٴ وجود

اے سہنی کے خلاصہ اور وجود کے برگزیدہ!

ایں بارانہائے رحمت ہست

یہ رحمتوں کی بارشوں میں سے ہے، یا

ایں ازالِ لطفِ بہاریات بود

یہ (بارش) بہرانی اور موسمِ بہار کی بارشیں تھیں

گفتا میں از بہر تسکینِ غمِ ست

فرمایا کہ یہ اس غم کی تسکین کے لئے ہے

گر براں آتشِ بماندے آدمی

اگر آدمی آگ میں رہتا

ایں جہاں میراں شدے اندرِ ناں

یہ دنیا فوراً دیران ہو جاتی

استنِ ایں عالم اے جاںِ غفلت

اے جان! اس عالم کا ستونِ غفلت ہے

ہویشاریِ زلاں جہاںِ ستِ چوآن

ہوشیاری اس عالم کی ہے اور جب وہ

ہویشاریِ آفتابِ حرصِ تیخ

ہوشیاری سورج ہے اور یہ حرصِ برف ہے

زلاں جہاںِ ندکِ ترشحِ می رسد

اس عالم سے تھوڑی سی رستی رہتی ہے

صدیقہٴ تجانی منشرحِ عاصی

خلاصہٴ سہنی مخلوقات کی حالت

کا جامع۔ گردہٴ سخن، برگزیدہٴ

تہذیب و حکمی، عدلِ انصاف۔

لطفِ بہرانی بہاریات۔

ساں بہار، پائیزی خزانہ۔

تسکینِ ساکنِ زبا، نژاد۔

نسل، اولاد، گزشتہ، اگر

افسان کو غم سے بالکل کون

نہلے تو شغلِ زندگی میں

بہت غل بڑھائے۔

ایں جہاں۔ انسان غم کی

یادیں میں ڈرنا اور

کی وجہ سے جو غم ہے وہ ختم ہو

جانی اور دنیا ویران ہو جاتی۔

استنِ ستونِ غفلت۔

لا پرواہی، ہوشیاری احساس۔

آفت۔ مشہور و معروف، توکل

اللہ تعالیٰ و تحریکِ الٰہی،

اگر حق نہ ہوتے تو دنیا تباہ

ہو جاتی، ہوشیاری آخرت

کا پورا احساس ہو جائے تو

پھر دنیا بے حقیقت نظر آئے

لگے ہوشیاری کا سورج

حرص کے برف کو گھلا دے

اور یہ دنیا جیلِ پھیل ہے،

ہوشیاری کا پانی آگ کو

دھو لے۔

زلاں جہاں۔ عالمِ آخرت سے

اس دنیا میں تھوڑا تھوڑا ترشح

ہوتا ہے تاکہ لوگ غفلت میں

بتلا رہ کر حرص و حسد کی بنیاد

پر دنیا کا کاروبار کرتے رہیں

اگر غفلت زیادہ بڑھ جائے تو

ہر انسان سکر میں مبتلا ہو جائے

اور دنیا سے بھی دور رہی مٹا

کا خاتمہ ہو جائے۔

ذکر و فکرے فایغ از رنج دماغ
 ذہنی لمجن سے فارغ ہو کر ذکر اور فکر میں مشغول ہوتی
 چشم بستہ عالمے می دیدے
 آنکھیں بند کر کے عالم کو دیکھتی
 مرغِ آبی غرقِ دریائے غسل
 پانی کا پرندہ، شہد کے دریا میں ڈوبا ہوا
 کہ بدو ایوب از پاتا بفرق
 کہ جس کے ذریعہ حضرت ایوب پر سے سر کاٹا گیا
 گر بُو دایں چرخ وہ چنے کے بہت
 اگر بد آسمان موجودہ حالت سے دن گنا ہو
 مثنوی در حجم گروئے چو چرخ
 مثنوی (مثنوی) اگر حیامت میں آسمان کی طرح ہوتی
 کاں زمین و آسمان بس فراخ
 اُس بہت وسیع آسمان اور زمین نے
 ویں جہانے کاندربیں خواہم نمود
 اور یہ عالم جو اس بنید میں مجھے نظر آیا
 ایں جہان وراثت را رسیدا بے
 یہ عالم اور اس کا راستہ اگر نظر آتا
 امر می آمد کہ ہیں طامع مشو
 محکم ہوتا تھا کہ خسرو دار، لایچی دین
 مول موئے میز و انجا جان او
 اُس کی جان اُس جگہ ٹھہر و ٹھہر دہتی تھی

کر دے باسکانان چرخ لاغ
 آسمان میں بسنے والوں کیساتھ خوشی مناتی
 ورد و ربکاں بے کفے پیچیدے
 ہاتھ لگائے بغیر، گلاب و ربحان پختی
 عین ایوبی شراب و منتقل
 حضرت ایوب (علیہ السلام) کا چشمہ جیسے اور نہایت
 پاک شد از رنجہا چوں نور شرق
 نور مشرق کی طرح تکلیفوں سے پاک ہوئے
 نیست نزد آن جہاں جز تنگ و سبت
 اُس جہاں کے مقابل میں تنگ و سبت کے سوا کچھ نہیں
 در گنجیدے دریں زان نیم برخ
 اسیں اُس (عالم کے بیان) کا آدھا ٹکڑا بھی سماتا
 کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
 تنگی کی وجہ سے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا
 از کشایش پر و بالم را کشود
 اُس نے وسعت کی وجہ سے میرا دل پر کھول دیا
 محم کسے یک لحظہ لہنجہ بدے
 کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی اس جگہ نہ ہوتا
 چوں زبایت خار بیرون شد بر و
 جبکہ تیرے پیسے کا شاربیل گھب، جا
 ورفضائے رحمت و احسان او
 اُس کے احسان اور رحمت کی فضا میں

لاغ خوشی و مسرت، ہنسی
 کیم - درد گلاب کھول
 پھول - ربکاں - بہر خوشبودار
 بودا غل - شہد عین چشمہ
 ایوبی حضرت ایوب کا چشم
 جب گل سرسبز اور اُس میں
 کیڑے بڑے تو ان کی دعا
 سے خالنے ایک چشمہ پر کیا
 اور اُن کو مکمل دیا کہ اس کا پانی
 پیو اور اُس سے نہاد چشمہ
 چند روز میں اُن کا تمام جسم
 اچھا ہو گیا شراب ہر پینے
 کی چیز منتقل نہالنے کا
 پانی فرق کر کے باؤں کی
 مانگ - رنجہا بہا بیاں -
 مثنوی یعنی یہ مثنوی جس
 عالم آدولج کی باتیں ذکر کی
 جاری ہیں - محم مثنوی -
 برخ - پارہ ٹکڑا - بس -
 بہت، بخت، شاع شاخ -
 پاش پاش، پارہ پارہ پتلا -
 ظاہر ہوئے - بودے - کم -
 یعنی نہیں - عائد یعنی غفلت -
 مول کلیم کے فتنے کے ساتھ -
 بمعنی پاش، توبہ، ناز و غزہ -
 دوسرے مول میں بازیاد
 ہے - نکو راہ را کے لئے ہے -
 ہا رفت - غیبی آواز بیت المال
 شاہی خزانہ -

در خواب گفتن ہاتف با عمر کہ چندین از اسیت المال
 غیبی آواز کا نیند میں حضرت عمر سے کہنا کہ اُس قدر روپیہ بیت المال سے
 باں مردہ کہ در گورستان خفتہ است
 اُس شخص کو دے دو جو قبرستان میں سویا ہوا ہے

کھڑا۔ ایک پتھر ہے جس میں
تینوں کے لئے کشش ہوتی
ہے۔ ایسے سبھی دکھا سنا۔
روشن گردی محتاج غریف
رونی۔ گفت یعنی گوئیے
نے خدا سے یہ دعا کی خوش
تجکا، کیسہ ہفتاد و نہشت گوئیے
کی عمر ست سال کی تھی تو ان
بخشش۔ کتب کمانی۔
کان۔ کران۔ اللہ تجری۔
جو منہ خدا بشارت۔ در پرتیہ
کار نامانا ہے۔ ابریشم تہا۔
سازنی بجانے کا انعام،
سازنی کے ابریشم سے بھی
بنائے جاتے تھے۔ کلب
کھڑا سبک رفتا۔ یعنی سبک
گیا خواب۔ نیند میں اٹکی
روح آزاد ہو گئی۔
صحرائے جاں عالم ارواح۔
مرا۔ یہ تمام باتیں گوئیے کی
روح نے کہیں جن میں عالم
روح کی کیفیات کا ذکر ہے۔

کھڑے فکر دہر آواز اوست
اُس کی آواز زمانے کے فکر کے لئے کھڑا ہے
چونکہ مُطرب پیر نرگشت ضعیف
چونکہ گویا بہت بوڑھا اور کمزور ہو گیا
گفت عمر و مہلمت دادی بسے
اُس نے کہا (اے خدا) تو نے مجھے عمر و بہت ہی کم
معصیت رزیدہ ام ہفتاد و نہشت سال
میں نے ستر سال گناہ کئے
نیست کسب امروز مہان توام
کمانی نہیں ہے، اب میں تیرا مہان ہوں
چنگ را برداشت شد اللہ حجے
سازنی آٹھانی (اللہ تعالیٰ) کی طلب میں دانہ ہوا
گفت خواہم از حق ابریشم بہا
برلا، اللہ تعالیٰ سے سازنی (سجائیگا) انعام چاہو گا
چنگ نہ و بسیار و گمراہی سر نہاد
سازنی بہت بجائی اور روتے ہوئے سر رکھ دیا
خواب و ش مرغ جال از جلاست
اُسکو نیندا گئی، جان کا پرندہ قید سے چھوٹ گیا
گشت آزاد از تن و رنج جہاں
جسم سے اور دنیا کی تکلیف سے آزاد ہوا
جان او آنجا سمرایاں ماجرا
اُس کی روح اس جگہ یہ وقفہ گانے لگی
خوش مبدے جانم ازیں باغ و بہار
اس باغ و بہار سے میری جان خوش ہوتی
بے پروے پا سفر می کردے
میں بغیر پیر اور پیسہ کے سفر کرتی

لذت الہام و وحی دراز اوست
الہام اور وحی اور راز کی وہ لذت ہے
شذربے کسی رہیں یکے غیف
بلا کمانی کے ایک روئی کامر ہوں (وقت) ہو گیا
لطفہا کردی خدا یا باخھے
اے خدا! تو نے ایک کینہ پر ہم زبانیاں کیں
باز نگر فتی زمن رونے نوال
تو نے مجھ سے ایک دن (بھی) عطا واپس دے چھینی
چنگ بہر تو زخم کان توام
تیرے لئے سازنی بجاد و گناہ کیونکہ تیرا غم ہوں
سوئے گورستان یشرباہ حجے
مدینہ کے قبرستان کی جانب آہیں بھرتا ہوا
کوہ نیکوئی پذیر و قلب ہا
کینکہ وہ کوہ لے سکتے تھے بھی ہم کی کسا قبول کرتا ہوا
چنگ بالیں کرد و بر گولے قناد
سازنی کانکیر بنایا اور ایک قصبہ پر گر پڑا
چنگ چینی را را کرد و کجست
سازنی اور سازنی باز کو چھوڑا اور چل دیا
در جہاں سادہ و صحرائے جاں
سادہ عالم میں کھڑی روح کے میدان میں (بجا پہنچا)
کاندریں جاگز ما نندے مرا!
کہ کاش مجھے اسی جگہ رہنے دیتے!
مست ایں صحرای غیب لہ زار
اس لالہ زار غیبی میدان سے مست (ہوتی)
بے لہ زار و دناں شکر بخورے
بغیر خوف اور انتوں کے شکر کمانی

استن حنّانہ در حجبِ رسول
حنّانہ ستونِ رسول کی جدائی میں
در میانِ مجلسِ وعظ آپِ نجال
وعظ کی مجلس کے دوران اس طرح (رویا)
در تجرّ ماندا صحابہ رسول
رسول کے صحابہ حیرت میں پڑ گئے
گفت پیغمبرِ چہ خواہی لے ستون
پیغمبرِ حق (اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا لے ستون لیکر لے
از فراق تو مرا چوں سوخت جا
چونکہ میری جان آپ کی جدائی میں جل گئی ہے
مستندت من بودم ازین تانہ
میں آپ کی مست تھا، آپ مجھ سے دور ہو گئے
پس سوش گفت کای نیکو در
تو رسولِ حق (اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے نیکو در!
گر ہی خواہی ترا نخلے کنند
اگر تو چاہتا ہے تجھے کھجور بنادیں
یاد راں عالم حقت سرفے کند
یا اُس جہاں میں اللہ (تعالیٰ) تجھے سرفہ بٹائے
گفت آنخواہم کہ دائم شد نقاش
بولائیں وہ چاہتا ہوں کہ جس کی نقاشی ہو
آں ستون را دفن کرد اندرین
اُس ستون کو زمین میں دفن کر دیا
تا بدانی ہر کایر زداں بخواند
تاکہ تو سمجھ جائے کہ جس کو خدا نے بکار دیا
ہر کرا باشد زیزداں کا ربار
جس کا خدا (تعالیٰ) سے کاروبار ہوتا ہے

نالہ میزد بچو آربابِ عقول
سبھداروں کی طرح رونا تھا
کزوے آگاہ گشت ہم پیرِ حوال
کہ اُس سے بوڑھے اور جوان واقف ہو گئے
کز چرمی نالہ ستون با عرض طول
کہ ستون لبائی اور چوڑائی کیساتھ کیوں تو ہے
گفت جانم از فراق گشت تحمل
بولا کہ میری جان آپ کے فراق سے خون ہو گئی
چوں نالہ بے تولے جان جہا
اے جانِ عالم! آپ کے بغیر میں کیوں نہ رہوں
بر سرِ منبر تو مسند ساختی
اور منبر پر آپ نے مسند بنائی
اے شدہ باستر تو ہمارے تخت
اے وہ کہ تیرے باطن کو خوش نصیبی حاصل ہے!
شرقی و غربی ز تو میبویہ چہند
مشرق اور مغرب کے لوگ تیرا میبویہ ہیں
تا ترو تازہ ہسانی تا ابد
تاکہ تو ہمیشہ ترو تازہ رہے
بشنو اے غافل کم از چوے رہش
اے غافل سن! تو نہ کوئی سے کم نہ بن
کہ چو مردم حشر گرد دیوم دیں
جو انسانوں کی طرح قیامت میں ٹٹایا جائیگا
از ہمہ کار جہاں بیکار ماند
وہ دنیا کے تمام کاموں سے بیکار ہو گیا
یافت بارانجا ویرول شد کار
وہ ہاں باریا بن جاتا ہوا اور دنیا کے کام نہیں

استن ستون آربابِ عقول
عقل والے تجرّ حیرانی
عرض چوڑائی طول لبائی
مسند وہ چیز جس پر منبر
لگائی جائے تا عین بھاننا
گزیر کرنا بستر۔ باطن ہمارے
ساتھی، رفیق، نخل کھجور
چہند۔ چند کا مخفف ہے۔
بر سر منبر و مشہور و رخت ہے۔
نقاش۔ نقاشی، نقاشی اور نقاش
یعنی کلڑی نے جات ابدی
کی خواہش کی انسان کو اس
سے کہ مسند را نہا چاہے حشر
قرے اٹھایا جانا۔ دیوم دین
بدلے کا دن، قیامت۔
تا بدانی۔ استاذ و خاندان کو
دفن کرنا، اس بات کی
طرف اشارہ ہے کہ جو خدا
کا ہو گیا دنیا کے دھندے
سے بیکار ہو گیا۔ بار دخل۔

خوش رہنم اپنے آپ کو تار
میں رکھنا معہود عادت کے
مطابق بلے مقصود بلا وجہ
بالشخص جو نہ وہ نہیں آواز
جی ہل چلے آواز
نہ آواز چلے وہ کہہ کر نہ کی
آواز جی جس سے تمام کائنات
جو میں آئی ہے صد گونج
آواز بارگشت ترک سگ
کی مشہور گونج تو ہم ہے گرو
گروستان کے بسے والے پاوی
گوش رسی بولنے والے
بے گوش دل ہے جو کہہ اللہ
کی آواز ہے اذرب سے
منتر ہے اس کو دل منتر
ہے کان کی ضرورت نہیں
ہے تاجیک ایک قوم کا
نام ہے — اور وہ عربی
انسل جو عرب میں پیدا ہوا ہو
درنگ حبشہ — انشت یعنی
کیا میں تھا راب نہیں ہو
یہ نملے زل میں روجوں
کو خطاب کر کے فرمایا جس پر
روجن نے بکلی ہاں کہا
یہ ہر آواز کہلاتا ہے جو ہر
وہ موجود جو خود قائم ہیں
میسے انسان و شے وغیرہ وغیرہ
اغرض غرض کی جمع چاہئے
جو میں دوسرے موجود کا
محتاج ہو میسے وہ غیرہ وغیرہ
آمدن یعنی کائنات اگرچہ بیان
سے نہیں کہتی لیکن اس کا
وجود میں ناہی کہنے کے درشت
آنچہ میں نے یہ بات کہی کہ
پھر اور کوی ہی وہانی لازم کو
سنے میں اس سلسلہ میں استوار
خندانہ قہر میں لو

آں زماں حق برغر خوابے گماشت
اُسوقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ پرین طای کر دی
در عجب افتاد کیس معہود نیست
تعجب کیا کہ یہ عادت نہیں ہے
سمر نہاد و خواب بُروش خواب بد
سمر رکھا اور ان کو نیند آگئی، خواب دیکھا
آں ندائے کا صلی ہر بانگ و نوا
وہ آواز جو ہر آواز اور صدا کی اصل ہے
ترک نہ و کرد و پارس کی گود عرب
ترک اور گرو اور فارسی بولنے والے اور عرب
خود چ جائے ترک تاجیک سے نہ تنگ
ترک اور تاجیک اور حبشی پر منحصر نہیں ہے
ہر دمے از مے ہی آید آست
ہر وقت اسکی جانب آست (کی آواز) آتی ہے
گر نمی آید بلے زیشاں ولے
اگر یہ نہ کی جانب سے "بلی" نہیں نکلتا ہے لیکن
آنچہ من گفتم ز فہم چوب تنگ
وہ جو میں نے لکوی اور پتھر کے سمجھنے کی تباہی ہو
آنچہ گفتم ز اشانی تنگ چوب
میں نے پتھر اور لکوی کی سمجھ بوجھ کی جو تباہی ہو

تا کہ خوشی ز خواب نتوانست شست
یہاں تک کہ نیند کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ نہال سکے
وہ ز غیب قتا بلے مفضل نیست
یہ غیب سے آئی ہے بلا مقصد نہیں ہے
کا مدش از حق ندا جانش شنید
انگوشت تعالیٰ کی آواز آئی جو ان کی باقی مثنوی
خود ندا آست و ایں باقی صدا
وہی آواز ہے اور یہ سب گونج ہے
فہم کردہ آں ندائے گوش و لب
بغیر کان اور ہونٹ کے اس آواز کو سن چکے ہیں
فہم کردست ایں ندا را چو تنگ
اس آواز کو تو لکڑی اور پتھر نے نہالے
جوہر و اعراض مسمی گرو دندست
جس سے جوہر اور عرض مست ہو جاتے ہیں
آمدن شاں از عدم باشد بلے
ان کا عدم سے آنا "بلی" ہے
در بیان قصہ بشنوبے درنگ
اس کے بیان میں خوری طور پر ایک قصہ سن لے
در بیان قصہ ہمشدار خوب
اس کے بیان میں ایک قصہ ہے خوب غور کر

نالیدن سنون خانہ از فراق یغیمت کہ جماعت انوشندند
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے خاندان سنون کے رونے کا قصہ جبکہ ایک مجمع میں ہوا اور
گفتند کہ ماوے مبارک کے چون آں نشنہ نمی سنیم منبر ساختن و
انہوں نے کہا کہ جب آپؐ آج پہنچتے ہیں ہم آپ کا چہرہ مبارک نہیں دیکھ پائے اور منبر کا بنانا اور
شنیدن سوا فلان دستوں ابصر و کا تانا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رسول خدا کا سنون کا ردنا صاف سننا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے گفتگو

وانکہ اور انہو داز اسرار داد
وہ شخص جس کو اسرار کی بخشش نہ ہو
گوید آئے نے ز دل بہر مفاق
موافقت کی خاطر ہاں (زبان) کہیگا نہ کہ دل
گر نیندے واقفان امر مکن
اگر امر مکن کے واقف کار نہ ہوتے
صد ہزاراں ز اہل تقلید نشان
لاکھوں مقلدوں اور نیکر کے فقیروں کو
کہ بطن تقلید استلال نشان
اس لئے کہ انہی تقلید اور ان کا استدلال ظن پر
شبہ می انجیز د آں شیطان دُل
وہ کینہ شیطان، شبہ پیدا کر دیتا ہے
پائے استدلالیاں چوبیس بود
(مقل) دلائل دالوں کا پیر لکڑی کا ہوتا ہے
غیر آں قطبے مان دیدہ ور
سوائے اُس قطب دوران صاحب بصیرت کے
پائے نابینا عصا باش عصا
اندھے کا پیر لاشعی ہوتی ہے لاشعی
آں سوائے کو سیہ راشت ظفر
وہ سوار چہا بیوں کی فتح (کا باعث) ہے
باعتصا کوراں اگر رہ دیدہ اند
اندھوں نے اگر لاشعی سے راستہ ٹھول لیا ہے
گر نہ بینا یاں مجددے و شہاں
اگر آنکھوں والے اور شاہ نہ ہوتے
نے ز کوراں کشت آید نے دود
اندھوں سے نہ ہونا آئے نہ کاشنا

سلاح اسرار علوم باطن و آوار
حقہ جماد وہ چیز جس میں
جس و حرکت نہ ہوا آئے
ہاں، تصدیق کا کلمہ ہے۔
اہل نفاق مینافق برکت نہ
یعنی یہ بات کوئی تسلیم نہ کرتا۔
سلاح تقلید نشان یعنی
فلاسفہ بطن وہ علم ہے جو
شک ڈالنے سے زائل ہو جاتا
جو دوقل کینہ کوراں خود
کی جمع، اندھا استدلال۔
یعنی عقلی دہل سے کام لینا۔
چوبیس لکڑی کی چیز۔
تجہ تمکیم کورہ پائے استدلالیاں
اس کے بعد یعنی لکڑیوں میں یہ
شعور بھی ہے۔

گر استدلال کا یوں بھرے
غیر رازی را ز دار دیں بھرے
یعنی اگر یوں کے تمام اس کا
دار عقل دلائل پر ہوتا تو رازی
رازی یوں کے سب سے بڑے
رازاں ہوتے۔

سلطنت صاحب ارشاد
ولی ویرہ ویر صاحب بصیرت
ثبات ثابت قدی غیر مکر
حزان عفا لاشعی عفا
کنکری ظفر فتح کا بیانی۔
سلطان بصیرت انوائے
بصیرت بینا یاں صاحب
بصیرت یعنی اولیا اللہ۔
شہاں شاہ کی جمع یعنی
ولی اللہ کوراں یعنی
علوم الناس۔

سلک کشت فیصل ہونا۔ درود
فصل کا شاعرانہ تعبیر یعنی
جس طرح اندھے اپنی طرف روٹا
میں دوسروں کے محتاج ہیں ای

روح عارف کا نام لایا ہے کہ عارف ہیں

کے کند تصدیق اوناں جماد
وہ بے جان کے رہنے کی کب تصدیق کر لیا ہے
تا نگویندش کہ ہست اہل لفاق
تا کہ اس کو لوگ منافق نہ کہیں
درجہاں روگشتہ لوئے ایں سخن
تو دریب میں یہ بات مانی نہ جاتی
افکن نشان ہمیں وہی درگماں
آدھا دم (پوئے) دم میں مبتلا کر دیتا ہے
قائم ست و حملہ پیر و بال شاں
قائم ہے اور ان کے سب بالی پر ظلمات ہیں
درقتن ایں جملہ کوراں سرنگوں
جس سے یہ رب اندھے اندھے گرتے ہیں
پائے چوبیس سخت بے تمکیم بود
(اور) لکڑی کا پیر بہت کمزور ہوتا ہے
کز نباش کوہ گرد و خیرہ سر
کراس کے جماؤے پہاڑ جہاں ہو جاتا ہے
تا نیفتہ سرنگوں او برخصا
تا کہ وہ لکڑیوں پر سر کے بن نہ کرے
اہل دل را کیت سلطان بصر
دینداروں کیلئے کون ہے؟ فرمان دئے بصیرت ہے
دریناہ خلق روشن دیدہ اند
تو روشن جہنم مخلوق کی پناہ میں ہیں
جملہ کوراں خود بگردنے عیال
تمام اندھے صاف مرنے جاتے
نے عمارت نے تجار تھا و سود
نہ تعمیر کرنا نہ تجارت اور نہ نفع

از میان مُشتِ او ہر پارہ سنگ
اُس کی مُشتی میں ہر سنگِ زینے نے
لا الہ گفت مالا اللہ گفت
لا الہ کہا اور لا اللہ کہا
چوں شنید از سنگِ با بوجہلِ ایں
ابو جہل نے جب پتھروں سے سُنا
گفت نبو دیش تو ساحرِ دگر
بولاتھ جیسا کوئی دوسرا جاوگر نہ ہوگا
چوں بدید ایں معجزہ بوجہلِ نفث
جب ابو جہل نے وہ معجزہ دیکھا، چہل گیا
رہ گرفت رفت از پیشِ رسولؐ
راستہ لیا، اور رسولؐ کے سامنے سے چلا گیا
معجزہ را دید و نشد بد بخت و دژ
معجزہ دیکھا اور نہ بد بخت اور نہ دژ
خاک بر فرشِ کبد کور و لعیں
اُس کے سر پر خاک، کیونکہ اندھا اور ملعون تھا
ایں سخن را نیست بیاں اعمو
اے بچا! اس بات کا اختتام نہیں ہے
باز گرد و حالِ مُطرب گوشن ار
واپس لوٹ اور گویے کا حال سن

در شہادت گفتن آمد بے رنگ
فوراً (کلمہ) شہادت پڑھنا شروع کر دیا
گو ہر احمد رسول اللہ شہادت
احمد رسول اللہ کا موتی پرویا
ز درِ چشمِ آں سنگہارا بر زمیں
غصہ سے اُن پتھروں کو زمین پر سے مارا
ساحراں را ستر توئی و تاجِ ہسر
تو ساحروں کا سردار اور ستر تاج ہے
گشت در چشمِ و سبوعِ خانہ زفت
غصہ میں بھر گیا اور گھر کی طرف چلا گیا
اوقاتاں در چراں زشتِ سفول
وہ بد بخت! پست فطرت کنوئیں میں جاگرا
سوئے کفر و زندہ شد تیز رفت
کفر اور بے دینی کی طرف تیز رو ہو گیا
چشمِ او ابلیسِ مدحاک میں
اُس کی آنکھ خاک کو دیکھنے والا شیطان ثابت ہوئی
قصہ آں سیرِ چنگی باز گو
سارنگی نواز بوڑھے کا قصہ پھر سنا
زانکہ عاجز گشت مُطربِ انتظار
اس لئے کہ گویا انتظار میں عاجز آگیا

بقیہ قصہ پیرک چنگی و پیغام رسانیدن باو
حقیر بوڑھے سازجی نواز کا بقیہ قصہ اور اس کو پیغام پہنچانا

بندہ مارا ز حاجت باز خر
ہمارے ایک بندہ کو فروز کے نجات دلا
سوئے گورستانِ رنجہ کن قدم
قبرستان کی جانب جا

بانگ آمد مر عمر را کاے عمر
مر (رضی اللہ عنہ) کو آواز آیا، اے عمر
بندہ دارِ یکم خاص و محترم
ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ ہے

لہ لا الہ یعنی خدا کی وحدت
کی گواہی دی پھر آخروں
کی رسالت کی گواہی دی۔
ساحر۔ جادوگر۔ زفت۔ تار،
کے ٹھکے کے ساتھ، گرم غصہ ناک
خشم غصہ۔ زشت۔ بد بخت
شقی، بُرا بقولِ بخت
فطرت، کینہ۔ زفت۔ زرا کے
فتح کے ساتھ سخت اور سخت
زندہ بے دینی تیز رفت۔
تیز رفتار۔ فرق۔ سر کے بالوں
کی مانگ۔ بند۔ بوڑھا محقق
ہے۔

سکھ خاک میں شیطان نے
حضرت آدمؑ کے پتلے کو پٹی
کا خیال کیا، باطنی اوصاف
کو نہ دیکھا۔ کاے۔ کراے۔
باز خریدن۔ نجات دلا نا،
چھڑ لینا۔ محترم۔ معزز۔
قدم۔ رنجہ کن۔ کشہ ریف
لے جائیے۔

لطفنا موس عزت و اکبر،
قاعہ قانون تسلسل سارک
سے بنا ہے، مگر و فریب کرنا۔
زیرِ رستین کا مفسر ہے۔
کیونکہ کلام اند فکرات کھوٹے
سکے بنائے والا بنیاد کھوٹا
خراب بضرع۔ ایک نہر ٹی
کڑی لگا س ہے۔
سکھ جا دینی انیس کوئی عقل
اور سمجھ نہیں ہے۔ وہ ہاتھ
اور یہ۔ اڑکان یعنی فلسفی
یہ کہتے رہتے ہیں کہ عادات
میں شور نہیں وہ کیسے کسی
کا حکم ان سمجھتے ہیں ان
کے ہاتھ پر خود ان کے خلاف
گواہی دیتے ہیں کہ ان میں
بھی شور نہیں ہے لیکن روح
کے حکم کو مانتے ہیں۔

سکھ مجھ۔ اس مجھ کا ہر کرہ
حدیث کی اعتبار کا بن میں نہیں
ہے مولانا کا مفسر ہے کہ
ناراضی کو جس طرح بنائے
منفی ہیں جس کا منہ نہ خانہ
کے واقعہ نے ثابت کیا ہی
طرح عادات جو جنتی ہیں۔
ابو جہل۔ اسلامی دور سے پہلے
اسکو اور اسکو کہا جاتا تھا کہ کھوٹو
کی انتہائی دشمنی میں جو تھیں
کیس لمبی وجہ سے اسلامی دور
میں اسکو ابو جہل کہا گیا۔

گھر گھڑی جب تم آسمان کے
رازنے ہو تو یہ قریب کی چیز
ہے اسکو ضرورت پڑنا چاہیے
گفت جسکو نے فرمایا کہ میں
تاؤں کی تیری تھی میں کیا جو
یا جو چیز تھی میں جو وہ بتائے کہ
میں کون ہوں خود میں بھی تھی

کی چیز تھی میں کیا جو وہ بتائے کہ

تا بنا موس مسلمان زیند
تا کہ مسلمان کی عزت کے ساتھ زندہ رہیں
ہمچو قلا باں برآں نقد تباہ
کھوٹے سکے بنانیوالوں کی طرح اس خراب سکر
ظاہر الفاظ توحید و شرع
بظاہر توحید اور شریعت کے الفاظ ہیں
فلسفی راز نہرہ نے تا دم زند
فلسفی کی مجال نہیں کہ دم مارے
دست و پائے اوجھا و فحان او
اُسکے ہاتھ اور پیہر جامد ہیں اور اُس کی روح
باز باں مگر چہ کہ تہمت می نہند
زبان سے اگرچہ وہ تہمت دھرتے ہیں

در تسلسل تانہ دانی کہ کیند
مکاری میں تا کہ تو یہ سمجھ سکے کہ وہ کون ہیں
نقرہ می مالت و نام پادشاہ
چاندی اور بادشاہ کا نام چڑھاتے ہیں
باطن آں ہمچو درناں مخمضرع
باطن ان کا ایسا ہے جیسے روٹی میں خم کے کچ
دم زند دین حشش برہم زند
دم مارے تو سچا دین اس کو پتہ دے
ہرچہ گوید اں دودر فرمان او
جو کچھ کہتی ہے وہ دونوں اُسکے حکم میں ہیں
دست یا ماشاں گواہی می نہند
ان کے ہاتھ اور پیہر گواہی دیتے ہیں

اظهار معجزہ پیغمبر علیہ السلام و سخن آمدن سنگریزہ در دست ابو جہل
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر کرنا اور سنگریزوں کا ابو جہل کے ہاتھ میں پات کرنا
و گواہی دادن بر سالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور گواہی دینا اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر

گفت اے احمد گواہی چیت تو
بولا اے احمد جلد بتا یہ کیا ہے؟
چول خبر داری ز راز آسمان
جبکہ آسمان کے راز کا تو خبر دار ہے
یا بگویند انکھ ما خفیم و راست
یا وہ کہیں کہ ہم برحق اور سچے ہیں
گفت آری حق ازال قادر تر
فرمایا ہاں (اللہ تعالیٰ) اس سے زیادہ قادر ہے
بشنو از ہر یک تو تسبیح در دست
اور ہر ایک سے تو تسبیح تسبیح سن لے

سنگہا اندر کف ابو جہل بود
سنگ ریزے ابو جہل کی مٹھی میں تھے
گر رسولی چیت در دستم نہاں
اگر تو رسول ہے میرے ہاتھ میں کیا چھپائے
گفت چوں خواہی بگویم کلیجہا
فرمایا انکو کیا چاہتا ہے، میں بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟
گفت ابو جہل آں دوم نادر تر
ابو جہل نے کہا دوسری بات زیادہ انوکھی ہے
گفت شش پارہ حجر در دست
فرمایا تیرے ہاتھ میں پتھر کے چھوٹے ٹکڑے ہیں

گفت در باطن خدا یا از تو داد
دل میں بولا اے خدا تیری دہائی ہے
چوں نظر اندر رخ آں پیر کرد
جب اُس بوڑھے کے چہرے پر نظر کی
پس عمر گفیش مت سرس از من مر
عمر (رضی اللہ عنہ) نے اُس کہا خوف نہ کر مجھ سے
چند یزدانِ مدحت مخے تو کرد
اللہ (تعالیٰ) نے تیری خصلت کی اعتقاد لیف کی
پیش من بنشیں و مجوری مساز
میرے سامنے بیٹھ، اور جدائی نہ کر
حق سلامت میکند می پر مدست
اللہ (تعالیٰ) نے تجھے سلام کہا ہوا تجھے ہیانت کیا
نک قراضہ چند ابریشم بہا
یہ ہے کچھ تھوڑا سا سازگی بجائے کا انعام!
پیر لرزاں گشت چوں ایں شنید
جب یہ سنا تو بوڑھا کانپ گیا
بانگ می زد کایے خدا کے بنظیر
چاہتا تھا کہ اے بے مثال خدا!
چوں بے بکریت ز حد رفتِ رد
جب بہت رویا اور درد سے بڑھ گیا
گفت اے بودہ حجامم از آلہ
بولا اے (سازگی) تو ہی خدا سے میرا پردہ تھی
اے بخودہ خون من ہنقادِ سال
اے (سازگی) تو نے ہی شتر سال میں خون پیا
اے خدائے باعطائے با وفا
اے خدا تو کہ عطا والا اور با وفا ہے

محتسب بر پیر کے چنگی فتاد
ناچیز سازگی نواز پر محتسب آپڑا
دید اور اشتر مسار و رفتے زرد
اُس کو شرمندہ اور زرد و دیکھا
کت بشارت تہائے حق آوردہ ام
کیونکہ میں تو تیرے لئے خدا کی جانب خوفیلا رہا ہوں
تا عمر کا عاشق روئے تو کرد
کہ عمر کو تیرے چہرے کا عاشق بنا دیا
تا بلوشت گویم از اقبال از
تا کہ تیرے کان میں تیری اقبال کی گارا کہوں
چونی از رنج و غمان بے حدت
کہ بے حد غموں و تکلیفوں میں تیرا کیا حال ہے؟
خرج کن ایں راو باز ایں جایا
اس کو خرچ کر اور پھر اس جگہ آجانا
دست می تھابہ بر خود می طیبہ
ہاتھ کاٹتا تھا اور تڑپتا تھا
بسکہ از شرم آب شدہ بیچارہ پیر
بیچارہ بوڑھا شرم سے پانی پانی ہو گیا
چنگ زار و بزمیں و خرد کرد
سازگی کو زمین پر دے مارا اور بزمیہ کر لیا
اے مرا تو را ہزن از شاہراہ
اے ہزارگی تو ہی میرے لئے شاہراہ سے راہزن تھی
اے ز تو رویم سیہ پیش کمال
اے (سازگی) تیری وجہ سے میرا منہ اہل کمال کے سامنے کھلا
رحم کن بر عمر رفتہ و رجفا
اُس زندگی پر رحم کر دے جو ظلم میں بسر ہوئی

بالین دل۔ دار فریاد دانی۔
محتسب۔ اسلامی دوزین
ایک شخص مقرر کیا جاتا تھا جو
لوگوں کی نگرانی رکھتا تھا اور
بدکاروں کو سزا دیتا تھا۔
رہمدان سے نہی کا بیٹہ ہے
نہ بھاگ۔ کت کو ترا کہ
برائے تو بشارت خوشخبری
چندہ اس قدر رحمت۔ تیر لطف
خوش نصبت، عادت۔
تہوری۔ جدائی۔ اقبال۔
خوش نصیب، سلامت میکند۔
ترا سلام می کند می پر مدست۔
ترا می پر مدست چونی چگونہ
ہستی نیک۔ ایں کا معنی
ہے، اب۔ قراضہ۔ بیزارگی
کرن۔ ابریشم بہا۔ سازگی
بجائے کا انعام۔
سے غنائیں چمانا۔ بر خود
طیبہ۔ لوشا، مضطرب
ہو جانا۔ آب شدہ۔ پسینہ
میں ڈوب جانا، شرم نہ مانا۔
خرد کرد۔ بزمیہ کر دیا۔
حجاب۔ پردہ، رکاوٹ۔
راہزن۔ شاہراہ، شاہراہ آباد
راستہ۔ کمال۔ اہل کمال۔ جفا۔
ظلم۔

اے عمر بزرگ زبیت المالِ عام

اے عمر بزرگ! اٹھ، عام بیت المال سے

پیش او بزرگائے تو مارا اختیار

اُس کے سامنے لیجا کر اے ہمارے برگزیدہ!

اِس قدر از بہر ابریشم بہا

یہ مقدار، جو سارنگی کا انعام ہے

پس عمر واں ہمیت و از جست

تو عمر (رضی اللہ عنہ) اُس داز کی بدیت اٹھ کھڑے

سوئے گورستاں عمر بہناد رو

عمر (رضی اللہ عنہ) نے قبرستان کا رخ کیا

گر دگورستاں دواں شد اولے

قبرستان کے چاروں طرف بہت دوئے

گفت اِس نبود دگر بارہ دوید

کہا، یہ نہ ہوگا، پھر دوڑے

گفت حق فرمود مارا بندہ است

کہا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہمارا ایک بندہ ہے

پیر چنگی کے بود خاص خدا

بوڑھا، سارنگی نواز خدا کا خاص کب ہوگا

بار دیگر گر دگورستاں بگشت

پھر قبرستان کا چکر لگایا

چول تقیں گشتش کہ غیر پیر نیست

جب انکو یقین ہو گیا کہ بوڑھے کے علاوہ کوئی نہیں

آمد و باصلاد بآنجائست

آئے اور بہت ادب سے وہاں بیٹھے

مزمع را دید و ماند اندر شگفت

عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا اور حیران ہو گیا

ہفتصد دینار بر کف نہ تمام

پورے سات سو دینار ہاتھ میں لے

اِس قدر پستان کنوں معذروار

اتنا لے لے، اب معذور سمجھ

خرج کن چوں خرج شد ارج طایا

خرج کر جب خرج ہو جائے اس کو آجایا

تا میاں را بہر اِس خدمت بہت

اور اِس خدمت کے لئے کربتہ ہو گئے

در بغل ہمایاں دواں در جستجو

ہمایاں بغل میں تھی جستجویں دوڑے تھے

غیر آں پیر او ندید آنجا کسے

اُس بوڑھے کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا

ماندہ گشت وغیر آں پیر او ندید

تھمک گئے اور اُس بوڑھے کے سوا نہ دیکھا

صافی و شائستہ و فرخندہ الیت

پاک، شائستہ اور بابرکت ہے

جبذا اے بہتر پہناں جبذا

واہ واہ، اے پوشیدہ لاواہ واہ

ہچو آں شیر شکاری گرد و دشت

جیسے شکاری شیر جنگل کے گرد و دشت

گفت ز ظلمت دل روشن بست

بولے، بہت سے روشن دل نہج میں ہوئے ہیں

بر عمر عطسہ فنا دو پیر جست

عمر (رضی اللہ عنہ) کو چھینک گئی اور بوڑھا اٹھ کھڑا

عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

جہل دینے کا ارادہ کیا اور کانپنے لگا

سلیمیت المال شاہی

خزانہ جو عوام کے لئے ہوتا

ہے بزرگ۔ جہاں بزرگ چھینک

کا، کو دنا بزرگ زیادہ ہے۔

تمام بیکل جہز مردن کا

ہے۔ اختیار برگزیدہ۔

ابریشم بہا سارنگی بنانے

کا انعام۔ میان بہت بکر

کنا، کسی کام کے لئے

تیار ہو جانا۔ بیکال۔ نقد

کی قبیل۔ عتاقی۔ پاک۔

شائستہ۔ لائق۔ فہد۔

فرخندہ۔ مبارک۔ جبذا۔

تعریف کا کلمہ ہے واہ واہ

سبحان اللہ۔

سارنگی۔ تلاش کے بعد

کوئی سارنگی نواز کے علاوہ

نہ لڑو سمجھے دی چھپا ہوا

بزرگ ہے۔ آنجا یعنی بوڑھے

کے پاس عطسہ چھینک۔

جست۔ وہ سوا ہوا تھا

چھینک کی آواز سے اٹھ

بیٹھا۔ شگفت۔ حیرت،

تعب۔ لرزیدن۔ کانپنا

لرزنا۔

پس عمر گفتش کہ این زاری تو
حضرت مراضی اللہ عنہ نے اس فرمایا کہ تیرا رونا
بعد ازاں اور ازاں حالت براند
انکے بعد اس کو اس حالت سے ہٹایا
ہست ہشیاری زیادہ ماضی
گذشتہ کی یاد سے ہوشیاری پیدا ہوتی ہے
آتشے برزن بہر دو تاجکے
دونوں کو بھلا دے ، کب تک
تاگرہ بائے بود ہمرا ز نیست
جب تک بانسری میں گرہ ہے ہمرا نہیں ہے
چوں بطوف خود بطونی فزندی
جینک تو خودی کے چکر کیسا تھو طواف کرتا ہو تیرے
انے خبر ہات از خبر دہ بے خبر
اے مخاطب تیری خبریں خبریں دے تیرے شوق میں
راہ فانی گشتہ راہ دیگرست
فنا شدہ کا راستہ ، دوسرا ہی راستہ ہے
اے تو از حال گذشتہ توبہ جو
اے تو کہ گذشتہ حالت سے توبہ کرنا ہے
گاہ بانگ زیر را قبلہ گئی
کبھی تو نرم آواز کو قبلہ بناتا ہے
چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد
چونکہ عمر فاروق اسرار کا آئینہ ہو گئے
ہمچو جاں بے گریہ و بے خند شد
اور ہونڈھا (روح کی طرح گریہ اور خندہ سے آزاد ہو گیا
حیرت آمد درویش آل زماں
انکے ہاتھ میں سوت ایک حیرت پیدا ہوئی

ہست ہم آتار ہشیاری تو
بھی تیرے ہوش کی علامت ہے
زا اعتذارش سوئے استغراق خوا
اُس کو عذر خواہی سے استغراق کی طرف بلایا
ماضی و مستقبل پر وہ خدا
تیرا ماضی اور مستقبل خدا سے پرہ ہے
پرگرہ باشی ازیں ہر دو چوئے
تو ان دونوں سے لے کے طرح پر گر رہے گا
ہمنشین آل لب آواز نیست
اس لب اور آواز کی ساتھی نہیں ہے
چوں بجانہ آمدی ہم با خودی
جب تو خانہ (کمرہ) میں آیا تب بھی خودی میں ہے
توبہ تو از گناہ توبہ تر
تیری توبہ ، تیرے گناہ سے بدتر ہے
زانکہ ہشیاری گناہ دیگرست
اس لئے کہ ہشیاری ایک دوسرا گناہ ہے
کے گئی توبہ ازیں توبہ بگو
بتا اس توبہ سے کب توبہ کرے گا ،
گاہ گریہ زار را قبلہ زنی
کبھی پھوٹ پھوٹ کر رنے کا بوسہ لیتا ہے
جان پیر از اندروں بیدار شد
بوڑھے کی جان باطن سے بیدار ہو گئی
جانش رفت جان دیگر زندہ شد
اسی (ایک) جان چلی گئی دوسری جان زندہ ہوئی
کہ بروں شد از زمین و آسمان
جس سے وہ زمین اور آسمان سے باہر ہو گیا

لہ برآندی مقام تہی سے
مقام استغراق میں پہنچا دیا۔
حسرت گذشتہ واقعات کی
یاد خودی ہے ، گذشتہ یاد رکھنا
کی فکر خدا سے چاہیے آتشے
گذشتہ اور آئندہ کی یاد کو
نرس کی گزروں سے توبہ کیا
ہے جو حجاب ہیں ، بانسری
کی جب گرہیں ہٹا کر دی
جاتی ہیں تب وہ بجانہ لے
کی ہمارا تہی ہے چوں خودی
کے ساتھ طواف کعبہ کرے
ملے آئے جو اپنے ماضی اور
مستقبل کی فکر میں ہے وہ
واقعات پیدا کرنا لے سے
غافل تھے ایسے شخص کی
اپنے واقعات سے توبہ ،
گناہ سے بدتر ہے۔ فانی۔
مقام نما میں انسان سب
کچھ فراموش کر دیتا ہے۔
لے تو جہیں خودی باقی
ہے اور اس حالت میں توبہ
کرتا ہے اس کو اس توبہ سے
توبہ کوئی چاہئے گاہ گویے
کو خطاب ہے تو بھی نغمہ
میں مشغول تھا اب گریہ و
زاری کی خودی میں مشغول
ہے۔

تھ چونکہ حضرت عمر کے رُخ
انور سے اسرار الہی نمایاں
تھے ان کو دیکھ کر ہر طرح کی روح
بیدار ہو گئی۔ ہجو اب وہ جسم
روح تھا روح گریہ اور خندہ
سے متحرک ہے اب بوڑھے کی
روح جیوانی فنا ہو چکی تھی اور
انکو روح خود حاصل ہو چکی تھی۔
حیرت یہ ایک کیفیت ہے جو

سعد اور یعنی خدائے جو عطا
کی ہے اس کے دلوں کی قیمت
کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا
اور انسان ناکو ضائع کر رہا ہے
زیر و برہم یعنی میں آوازوں
کے نام میں زیر ہلکا مشرغم
بھاری شرعہ راہ کا مخف
ہے موسیقی میں سر ہانے کو
کہتے ہیں پردہ و آفاق ایک
راگ کا نام ہے و آفاق فراق
موت کا اور وقت تری۔
روغن اور کو ضرورت شعری
کی وجہ سے مشت و دربار
سلا زنگینہ و موسیقی کے شہر
جو میں راگوں میں سے ایک
راگ کا نام ہے بہت چہار
میں جو میں راگیاں بنے کر۔
بے وقت نہار دن۔

اے خدا یعنی میں نے خود اپنے
اور ظلم کیلئے اے خدا میں نے
تجھے سے داد و فرما چاہتا ہوں
و آخر قرآن پاک میں فرمایا گیا
ہو گناہ اور عفو سے خود انسان
اپنے اور ظلم کرتا ہے تو کیا تیرے
قرآن پاک میں فرمایا ہے ہم
انسان سے کسی شرک سے
بھی زیادہ قریب ہیں۔
سلفی عوی ہستی، صوفیہ
کے نزدیک تہذیب و انشال ہے
یعنی انسان کا بہر ان ایک
دو خدا ہونا اور خدا کی
جانب سے اسی آن میں اس
جسا و در اور عطا ہوتا ہے۔
مگر یہ عیب اپنی ہستی کو فنا
کر دینا اور دیر میں نہ کرے گا۔
مقام گریہ جب انسان اپنے
گناہوں کا احساس کر کے رقا

و اد حق عمر کے ہر رونے ازاں
اللہ تعالیٰ نے جو عمر دی ہے اس کے ہر آن کی قیمت
خرج کردم عمر خود را و مبدا
میں نے اپنی عمر کا لمحہ لمحہ خرچ کر دیا
آہ کنز یاد رہ و پروردہ عراق
افسوس! رہ اور پردہ عراق کی یاد میں
ولے کنز تری زیر افکن خرد
ہائے! ناچیز زیر انگنہ خرد کی تری سے
ولے کنز آوازاں بست و چہا
ہائے! اس چہ میں کی آواز کی وجہ سے
اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ
اے خدا! اسی فریاد سے، فریاد ہے
و اد خود را چوں ندوم در جہاں
جو کہ میں نے خود اپنے آپ کے اس جہاں میں نفاذ کیا
و اد خود از کس نیا بم جز مگر
اپنا انصاف کسی سے نہ چل کر نہ کنگا سوائے
کیں منی از فے رسد دم مرا
اسلئے کہ یہ سہتی لمحہ لمحہ مجھے اس سے مل رہی ہے
ہجوا نکو باتو باشد ز شمر
جیسے وہ شخص جو تجھے روپے گن کرنے رہا ہو
ہچنیں در گریہ و در نالہ او
اسی طرح رو رو کر اور چلا چلا کر

کس نہ اند قیمت آں در جہاں
ان کی قیمت دنیا میں کوئی نہیں جانتا ہے
در و میدم جملہ را در زیر و برہم
اور زیر و برہم میں سب کو پھونک دیا
رفت از یاد دم تلخ فراق
میں موت کے تلخ وقت کو بھول گیا
خشک شد کشتل من دل ببرد
میرے دل کی کھینچ شک ہو گئی میرا دل مژدہ ہو گیا
کاواں بگذشت بیگہ شد نہار
قافلہ چلا گیا، دن بے وقت ہو گیا
و اد خواہم نے ز کس زیر اد خواہ
انصاف چاہتا ہوں اور کسی سے نہیں اسی داد خواہ
عمر شد ہفتاد سال ز من جہاں
میری ستر سال کی عمر بیکار گزر گئی
زانکہ آواز من بمن نزدیک تر
اس کے جو خود میری ذات زیادہ مجھ سے قریب ہے
پس ورا بدم چو اس شد گم مرا
جب یہ مجھ سے گم ہو گئی ہے تو میں مل سکوں کہ رہا
سوئے او داری ز سوئے خود نظر
تو اس کی طرف دیکھتا ہے نہ کہ اپنی جانب
می شمر دے جرم چند بس سالہ او
وہ اپنے ساہا سال کے گناہ گن رہا تھا

مگر دانیل عمر رضی اللہ عنہ نظر او از مقام گریہ
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا اس کو مقام گریہ سے جو کہ ہستی
کہ مثنوی ست بمقام استغراق
ہے مقام استغراق کی طرف پھیر دینا

تفسیر کا آن دفرشتہ کہ ہر روز بر سر باز اُمّادی کند کہ اللہ

اُن دفرشتوں کی دعا کی تفسیر ہو کہ ہر روز بر سر باز اُمّادی کرتے ہیں کہ اے اللہ ہر
اَعْطِ كُلَّ مُنْفِقٍ خَلْفًا وَكُلَّ مُسْبِكٍ تَلْفًا وَبِأَنَّكَ
خرچ کرنے والوں کو اچھا بدل اور ہر بیکل کو تباہی عطا فرما اور اس کا بیان کر کہ خرج

مُنْفِقٍ مَّجَاهِدٍ رَاهِ حَقِّ سَيْتِ مُسْرِفٍ رَاهِ هَوَا
کرنے والا اللہ کے راستہ کا مجاہد ہے نہ کہ خواہشات میں اُڑنے والا

گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصیحت کیلئے ہمیشہ

کائے خدا یا مُسْکَاں درجہاں
کہ اے خدا! دنیا میں بخیلوں کو

اے خدا یا مُنْفِقاں را دہ خلف
اے خدا! خرج کرنے والوں کو اچھا بدل دے

مُنْفِقٍ وَ مُسْکٍ مَحَلِّ بِنُورِ
موقع دیکھ خرج کرنے والے اور نہ خرج کرنے والے کی

اے بَسَا اُمّاساک کہ انفاق بہر
اے (مخاطب) بہت سی جگہوں پر خرج نہ کرنا خرج کرنے سے

تا عوض یابی تو گنج بیکراں
تاکہ تو لاتعداد خزانہ بدلے میں پالے

کا شتران قرباں ہمیں کردند تا
جو کہ اونٹوں کی قربانی کرتے تھے تاکہ

امر حق را باز داں از واسلے
اللہ تعالیٰ کا حکم کسی پہنچے ہوئے سے معلوم کرے

چوں غلامے باغی کو عدل کرد
اُس باغی غلام کی طرح جس نے انصاف کیا

طرف ترکا نہ را ہی بین اشتغال
زیادہ عجیب یہ ہے کہ اُسے اُسکو انصاف سمجھا

لہ دائم بہر پند نصیحت
مُنادی پکارنا بلا مُسک

بخیل۔ زباں۔ تباهی،
نقصان۔ مُنْفِق خرج کرنے

والا۔ خلف۔ تا کہ مقام۔
مُنْفِق و مُسک ایک ہی موقع

پر خرج کرنے والا اور بے
موقع نہ خرج کرنے والا

بہتر ہوتا ہے۔
لہ اُمّاسک۔ روکنا۔ بخل

کرنا۔ انفاق۔ خرج کرنا۔
بیکراں۔ لامحور۔ عداوت۔

شمار۔ چہرہ۔ غالب۔ جمل۔
یعنی داخل۔ حق۔ عدل۔

انصاف۔ بیکل خرج کرنا۔
طرف۔ عجیب۔ ایشیا۔ کسی

فائدہ کے معاملہ میں اپنے
اوپر دوسرے کو ترجیح

دینا۔

لے من۔ یہ مولانا کا مقررہ
یعنی اس کی جستجو تھی جس کی بلکہ
انجمنی تھی جس کی کیفیت
واضح نہیں کی جا سکتی نہ وہاں
انہ لے غلامی نجات۔
دریا یعنی دریائے وحدت۔
عقل جزو انسان عارف۔
کل یعنی ذات حق کو کہا ہے
والا۔

لے چوں یعنی جو کچھ ذات
باری کے متعلق کہا گیا ہے
تقاضا ہے غیبی کی بنا پر کہا
گیا ہے۔ انجانی یعنی قائم ہر
دامن نشانند نہ کر کہ دنیا۔
نیم گفتہ آدمی بات عیش
و عشرت یعنی جو ان دیکر
بڑھے کو حاصل ہو جائے۔
بائیں جاں۔ عالم روح باز۔
مشہور شکاری پرندہ ہے۔
جاننا دوسرے اپنی روشنی
ہر وقت دوسروں پر بھلاؤ
کو تار رہتا ہے۔

لے ماں شاں۔ جان کو
صرف کہ نیرالا۔ تھی کا غف
ہے، خالی۔ تھی کنند عالم
غیب سے اسکو روشنی عطا
ہوتی رہتی ہو۔ آپ رواں دیا
کی طرح چوک کو نظر آتی ہے ہر
آن آہیں سے سامنے کا پانی
گدھنا رہا ہے اور دنیا پانی آں
کی گدھنا رہا ہے یہی حال
صوفیا کے نزدیک ہے انسان کا
ہے۔ وہ جہان تن بروں شو۔
جسم کی دنیا سے نکل جا، عیبی
آوازانی ہے۔ آفتاب مثنوی۔
روحانی سورج یعنی شمع کامل۔
نوی نہا۔

جستجوئے ماورائے جستجو
جستجو کے علاوہ ایک جستجو تھی،
جستجوئے ازورائے حال قال
ایک جستجو (کے ساتھ) جو حال قال سے اور تھی
غرقہ نے کہ خلاصی باشدش
و مستغرق نہیں کہ جس کو پھٹکا راحل ہو
عقل جزو از کل گویا نیستے
جو عقل عقل عقل کے بارے میں بتا سکتی
چوں تقاضا بر تقاضا می رسد
جو نہ کہ تقاضا پر تقاضا ہو رہا ہے
چونکہ قصہ حال پیر اینجار سید
جبکہ بڑھے کے حال کا معاملہ نہا نتاک پہنچا
پیر وامن از زلفت و گوشتا ند
بڑھے نے گفت گو سے دامن بھاڑا
از پے اس عیش و عشرت ساختن
اس عیش و عشرت کے حاصل کرنے کیلئے
دشکارا ریشہ جاں بازباش
روح کی بھاڑی کے دشکار میں باز بن جا
جاں فشاں اقتاد خورشید بلند
اونچا آفتاب جان چہ کئے والا واقع ہوا ہے
در وجود آدمی جان و رواں
انسان کے جسم میں جان اور روح
ہر زمان از غیب نو نومی رسد
غیب سے ہر وقت نئی نئی پہنچتی رہتی ہے
جانفشاں اے آفتاب مثنوی
اے روحانی سورج! جانفشانی کر

من نمیدانم تو میدانی بگو
میں نہیں جانتا، تو جانتا ہے تو بت
غرقہ گشتہ در جہاں دوا لجلال
وہ دوا لجلال کے جہاں میں مستغرق ہو گیا
یا بجز دریا کسے بشناسدش
یا دریا کے علاوہ اس کو کوئی پہچان سکے
گر تقاضا بر تقاضا نیستے
اگر تقاضا پر تقاضا نہ ہوتا
موج آں دریا بدینجامی رسد
اس دریا کی موج اس جگہ تک پہنچتی جو
پیر و جانش روئے در دریا کشد
بوڑھا اور اس کی جان دریا میں ڈوب گئی
نیم گفتہ در دہان او بماند
آدمی بات کہی (آدمی) اس کے نہیں رہ گئی
صہنہ ارال جاں بشاید بافتن
لاکھوں جانیں تیراں کر دینی چاہئیں
پیمو خورشید چہاں جاں بازباش
دنیا کے سورج کی طرح جانباز بن جا
ہر دمے تی می شود پرمی کند
ہر سانس میں خالی ہوتا ہے اور وہ بھرتی ہے
میرسد از غیب چوں آب دال
جاری پانی کی طرح غیب سے پہنچتی رہتی ہے
وز جہان تن بروں شوی رسد
اور دنیا سے چل (کی آواز) آتی رہتی ہے
مر جہان کہنہ را بنما نوی
پرانی دنیا کو تو تھی (دیکھا) بناتا ہے

جان شور و تلخ پیش تیغ بر
کھاری اور کڑوی جان کوتلوار کے سامنے کرکے
ورنمی تانی شدن زیر آستان
اگر تو اس آستان سے نہیں جا سکتا ہے

جان چوں دریائے شیریں را بحر
نیٹھے دریا جیسی جان خریدے
گوش کن بایں زمین این آستان
تو ذرا یہ قصہ مجھ سے سن لے

قصہ آں خلیفہ کہ در کرم از حاتم طائی گذشتہ بود
اس خلیفہ کا قصہ جو سخاوت میں حاتم طائی سے بڑھا ہوا تھا

ایک خلیفہ بود در ایام پیش
پہلے زمانہ میں ایک خلیفہ تھا
رایت اکرام و جود افراشتی
جس نے اکرام اور سخاوت کا جھنڈا لہک رکھا
بحر و کاں از بخشش صا آمدہ
سمندر اور کانیں اس کی بخشش کی وجہ سے
در جہان خاک ابر و آب بود
خاکدان (دنیا) میں ابر اور پانی تھا
از عطایش بحر و کاں در زلزلہ
اس کی عطاش سے سمندر اور کانیں لہج نہیں
قبلہ حاجت در و دروازہ اش
اس کا در اور دروازہ حاجتوں کا قبلہ تھا
ہم عجم ہم روم ہم ترک عرب
ہم بھی روم بھی ترک اور عرب بھی
آب جیواں بود دریائے کرم
وہ آب حیات اور دریائے کرم تھا
اندر ایام چینی سلطان داد
اس جیسے داد و بخشش کے بادشاہ کے زمانہ میں

کردہ حاتم را گدے جو خوش
جس نے حاتم کو بھی اپنی بخشش کا نقیر بنایا تھا
فقر و حاجت از جہاں برداشتہ
افلاس اور احتیاج کو دنیا سے اٹھا دیا تھا
داد او از قاف تا قاف آمدہ
اس کی بخشش قاف سے قاف تک تھی
منظر ہنخشاںش و بابے بود
وہ و تاب (اللہ تعالیٰ) کی بخشش کا منظر تھا
سوئے جودش قافلہ در قافلہ
اس کی عطاش کی طرف (انسا کو) قافلے قافلے تھے
رفتہ در عالم بجود آوازہ اش
سخاوت میں اس کا شہرہ عالم میں تھا
ماندہ از جود و سخاںش در عجب
اس کی بخشش اور عطاش سے تعجب میں تھے
زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم
اسکی وجہ سے عرب اور عجم میں بھی جان پرکری تھی
بشنا کنوں داستانی با کشاد
اب خوشی سے ایک قصہ سن

قصہ آعی درویش باجر کردن ن باواز فقر و درویشی
ایک فقیر بدو کا قصہ اور اس کی بیوی کا اس سے بھلا کرنا فقر اور افلاس کے بائیس

لہ جان شور یعنی ماضی
زندگی کی بجائے حیات
ابدی حاصل کر لے تانی۔
توانی کا محقق، توانستن،
سکنا خلیفہ حاتم مقام بادشاہ
کو۔۔۔ رسول کا نائب سمجھا
جاتا تھا اسلئے اس کو خلیفہ کہا
جاتا تھا حاتم بنو طے قبیلہ
کے شہر سیوار کا نام جو
جو حضرت علی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ سے قبل وفات پا گیا تھا
اسکے صاحبزادے غیری رضی
اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔

۱۔ رایت جھنڈا بحر سمندر
کان معدن صاف آمدہ۔
یعنی اسے سمندر کے موتی اور
کانوں کا سارا پاندی سونا
صرف کر ڈالا تھا اور دست در
موتیوں سے اور کانیں پاندی
سونے سے خالی ہو گئی تھیں
قاف۔ ایک پہاڑ سے جسکے
باہرے میں یہ قافلے تھاکرہ دنیا
کے چاروں طرف گھبراہولے
لہذا قاف تا قاف کے معنی
سارے عالم کے لئے جاتے
تھے جہاں خاک دنیا۔

۲۔ و تاب بہت زیادہ جینے
والایہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔
قبلہ کہیں یعنی مرکز توجہ جات۔
قبلہ حاجت۔ وہ شخص جس کی
طرف لوگ ضرورت میں توجہ
ہوں۔ آب جیواں کوئی چشمہ
ہے جس کا پانی پیئے سے سب دی
زندگی مائل ہو جاتی ہے۔
آقام۔ زمانہ۔ داستان۔ قصہ۔
کشاد و فرحت، خوشی۔

لے تھے۔ نون کے فتر باکے
کہ جواریاے بھول کے
ساتھ فارسی لفظ ہے یعنی
قرآن مجید یا تذکرہ خورانا۔
حسرت یعنی ہر فضا و خیر
باعث حسرت اور افسوس
ہے گی۔ سرور دارِ حشر۔
جنگ قربان قربانی۔
بہر ایں یعنی خرچ کے سفر
میں غلطی کے ڈر ہے۔

لے تھی یعنی سخی کا کام اللہ
ارتقائی کے دربار میں مال و
دولت پیش کرنا ہے اور عاشق
کا کام جان پیش کرنا ہے۔
نان۔ روٹی خیرت کر نیے
رزق کی فراخی ہوگی جان
قربان کر نیے ابری زندگی
لے گی چنار۔ درخت بہت
جمع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ
اس کو پختہ دیتے ہیں جہاں
قربان کرو گے تو اللہ جان
عطا فرما دیں گے۔

لے گئے۔ گم نامہ۔ اللہ کی راہ میں
اگر مال خرچ ہوگا تو اللہ کا
فضل کبھی ذیل نہ ہونے
دیگا۔ ہر کہ۔ خدا کی راہ میں
دینا ایسا ہے جیسے غلہ بونا
فی احوال تو اس سے ڈھیر
میں کسی آگے کی لکلی نہام
میں کسی گناہ صاں ہوگا۔

وانکہ۔ اگر کوئی غمخیز نہ
کرے گا اور غلہ کو جمع رکھے گا
وہ بچائے بڑھنے کے تباہ ہو
جائے گا۔ نفی۔ ناورد معدوم۔
بصرف خالی معنات یعنی تو

بندہ پندار دیکھ او خود عدل کرد
غلام سمجھتا ہے کہ اُس نے انصاف کیا
عدل ایں باغی و دلاش پیش شاہ
بادشاہ کے روبرو اس باغی کا انصاف اور خطا
درلے تھے انداز اہل غفلت مست
تو اُن میں غافلوں کے لئے دھکی ہے

مال شہ را بر مساکین بدل کرد
بادشاہ کا مال مسکینوں پر خرچ کیا
چہ فراید دوری و روئے سیاه
کیا بڑھائے گا؟ دوری اور سیاہ رُوئی
کاینکہ انصاف ہاشاں حسرت
کونکی نیست و کفریاں حسرت (کا سبب) ہیں

قربانی کردن سواران عرب بامید قبول قنادر
عرب کے سرداروں کا قبولیت کی امید پر قربانی کرنا

سواران مکہ در حرب رسول
رسول ہستی اللہ ﷺ سے لڑائی میں مکہ کے لڑائی
بہر ایں مومن بھی گوید ز بیم
اسی سبب سے، مومن خوف سے کہتا ہو
آں دم دادن سخی را لائق مست
روپیہ خرچ کرنا، سخی کے لئے مناسب

ناں دہی از ہر حق نانت دہند
اگر تو خدا کیلئے روٹی دیگا، تجھے روٹی دینگے
گر بریزد بر گہائے ایں چنار
اگر اس چنار کے پتے جھڑ جائیں
گر نامند از جود در دست مال
اگر سخاوت کی وجہ سے تیرے ہاتھ میں مال نہ رہا
ہر کہ کار و گرد انبارش تہی
جو بولتا ہے اس کا ڈھیر خالی ہو جاتا ہے
وانکہ در انبار ماند و صرف کرد
اور بس نے ڈھیر میں رہے دیا اور بخل کیا
ایں جہاں نفی ست را ثبات جو
یہ جہاں عدم ہے وجود میں (مقصود تلاش کی

بود شاں قربان بامید قبول
قربانی قبولیت کی امید پر تھی
در نماز اھذا الصراط المستقیم
نمازیں (اے خدا) سیدہ راستہ کی رہنمائی کر
جاں سپردن خود سخا عاشق مست
عاشق کی سخاوت، جان سپرد کر دینا ہے
جاں دہی از ہر حق جانت دہند
تو خدا کے لئے جان دیگا، تو مجھے جان دینگے
برگ بے برگیش بخشہ کردگار
خدا اس کی بے سامانی کو سامان سے بدل دیتا ہو
کے کند فضل الہت یا مال
تو خدا کی ہرمانی تجھے برباد کرے گی؟
لیکیش اندر مضرعہ باش دہی
لیکن اس کی لکھتی میں خوبی ہوتی ہے
آپیش و موش حواش ہاش خود
اس کو حواش کے گھن اور چوہے نے کھایا
صورت صفر ست معنات جو
تیرا جسم صفر ہے، معنی میں (مقصود) دھونڈ

زین غمط زین ماجرا و گفتگو
اس طور پر یہ نقشہ اور گفتگو
کو غنا و فقر ماگشتیم خوار
کہ مشقت اور افلاس سے ہم ذلیل ہو گئے ہیں
تباہی کے ماہیں چنین خواری کشیم
ہم کب تک اس طرح کی لذت برداشت کریں؟
تا کہ ار روزے درآید مہماں
اگر کسی روز اپنا ایک کوئی مہمان آجائے
ایک مہماں گر درآید بے ثبوت
یہ اگر کوئی مہمان بلا تحقیق آجائے

بروز از حد عبارت پیش شو
بیان سے بڑھی ہوئی شوہر سے کرتی
سوختیم از اضطراب اضطراب
پریشانی اور مجبوری سے ہم جل گئے ہیں
غرق اندر بحر ژرف انشیم
آگ کے گہرے سمند میں ہم غرق ہیں
شمر مساریبہا برکیم از بے کجاں
ہمیں اتہائی خسروندی اٹھانی پڑے
دانکہ کفش مہماں سازیم قوت
سمجھ لے کہ ہم مہمان کا جو تہ تیغ کھائیں گے

مغرور شدن مریدان محتاج و تشبیب بخیران مژور
ضرورت مند مریدوں کا دھوکا کھانا اور سب دینی تدعیوں سے شبہیں
وایشانرا شیخ و اعلیٰ پنداشتین و نقدرا از
پڑنا اور ان کو پہنچا ہوا بزرگ سمجھنا اور کھڑے کو قنصل سے
نقل ندانستن و نیافتن
نہ پہچاننا اور نہ پانا

بہر اس گفتند و انایاں لہن
اسی لئے فن کے سمجھاروں نے کہا ہے
تو مرید و مہماں آں کسی
تو ایسے شخص کا مہمان اور مرید ہے
نیست چیزہ چوں ترا چیرہ کند
وہ قابو پانیا لہ نہیں ہے کہ تجھے قابو پانیا لہ لائے
چوں ورا نورے نہ بداند قرآن
جب کہ اس کے باطن میں نور نہیں ہے
ہمچو آتش کو کند وارے جہنم
اس چنڈھے کی طرح جو آنکھ کا علاج کرے

مہماں محسناں باید شدن
مثنویوں کا مہمان بنتا چاہیے
کوستاند حاصلت را از حسی
جو تیری کمائی کینہہ پن سے وصول کر لے
نور نہ ہد مژور تیرہ کند
روشنی نہ دے گا، تجھے تاریک بنا دیگا
نور کے یا بند ازوے دیگران
تو اس سے دوسرے کب روشنی حاصل کرے گا؟
چہ کشد درخشم ہا الا کہ ششم
آنکھوں میں سولے (سنگ) بٹم کے اور کیا لگا دیگا؟

لہ غمط طور طریقہ ہوتے۔
شوہر غنا و فقر و مشقت۔
غرق۔ ڈوبا ہوا ژرف گہرا۔
بے ثبوت یعنی ہماری حقیقت
معلوم کیے بغیر ساری قوت۔
یعنی ہم انکے جتنے بھی کھائیں۔
لہ مغرور۔ دھوکے میں مبتلا۔
مژور یعنی بزرگی کا جھوٹا دعویدار۔
مژور۔ دھوکے باز شیخ ذلیل۔
وہ بزرگ جو اللہ تعالیٰ تک
پہنچا ہوا ہو۔ نقل نقل۔
نحسناں بخشش کر نہوالے۔
حاصلت تیری کمائی۔
کینہہ پن۔
لہ چیزہ غالب یعنی مشقت
پہنچا ہونے والا تیرہ تاریک
تیرہ۔ نہ لہو۔ آتش جھنڈھا
جس کی آنکھیں مریض ہیں
پانی بہتا ہو۔ تیرہ ایک تیر
ہے۔ بعض نسخوں میں کشیم
بمستی اون ہے۔

لے اعرابی نے بدی عورت
شونے شوہر ماں - ارا -
ناخوش برائے - شک -
حمد - قص - کیا - است -
یعنی ہم نے جو آسمان کی طرف
دعا کیے اٹھا اٹھا کرے ہیں
گویا جان کو روٹی کی کیا سمجھ
رکھا ہے شک - یعنی ہم اس
قدر غفل ہیں کہ ہمارے
اس افلاس سے غیبی شرا
جاتے ہیں، روزی کی فکر
میں ہمارا دن بھی خیرت پر ایک
ہے۔

لے راکاں ہم مال ہے۔
رسد سے سبھی بھاننا ساری
وہ شخص جس نے خدمت ہوئی
کی عدم موجودگی میں ہی ہر اک
کو کھوسا لہرستی میں نکال دیا
تھا پھر حضرت ہوئی کی اس
کو بدوا لگی تو اس کا خیال
ہو گیا کہ اگر اس کو کوئی جوتے
تو دروں کو خارج چھو جاتا تھا
اسلئے وہ لوگوں سے بچا بیڑنا
تھا۔ شک - نون کا تختہ اور
سین کا سکون، مسعود بخش -
خاموش ہو جائے مگر دعا
جسک - رنج والا یعنی جسک
ہو۔

لے غور جنگ بہادری غلط انداز
انداز خطا یعنی غلط حرف -
مرگشتہ جیران، پریشان، خوش -
فرض، اماں گدائی بھکاری
ہیں گشت یعنی تارک اس سے
روزی حاصل کریں جو ہم -
یعنی میں اپنی مصیبت پر
آبادوں - تلقی گدڑی -

یک شب اعرابی نے مرثوئے را

ایک رات، بدو عورت نے، شوہر سے
کیس ہمہ فقر و جفا ہامی کشیم
کہ ہم یہ سب محتاجی اور سختیاں بھیلے ہیں
ناناں نے ناناں رخشاں در در شک
ہمارے لئے روٹی نہیں ہے ہمارا سالن رد و رشک

جامہ ما روز تاب آفتاب
ہمارا لباس دن میں ہو رنج کی دھوپ ہے

قرص مرہ را قرص ناں پنداشتہ
ہم نے چاند کی ٹپکا کو روٹی کی ٹپکا سمجھا ہے
ننگے رویشاں ز درویشی ما
ہماری فقیری غیروں کیلئے (باعث) دولت ہے

خوش و بیگانہ شدہ از مارا ناں
اپنا اور پراپا ہم سے گم ہوا ہے

مگر خواہم از کسے یکشت نسک
اگر میں کسی سے ایک مفتی مسور مانگوں

معرع را فخر غرورست و عطا
عرب کیلئے خصوصاً جنگ اور بخشش (موجب) فخر ہے

چہ غرما مالے غذا خود کشتہ ایم
کہاں کی جنگ ہم بغیر غذا کے مردہ ہیں

چہ خطا مالے خطا در انشیم
کیسی خطا، ہم بلا تصور کے، آگ میں ہیں
چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم
کیسی بخشش، ہم بھیک مانگنے پر آمادہ ہیں
گر کسے مہاں رسد گر من منم
اگر کوئی مہان پہنچ جائے اگر میں میں ہوں

گفت از حد رو گفت گوئے را

کہا، اور گفت گو مد سے بڑھا دی
جملہ عالم در خوشی مانا خوشیم

ساری دنیا خوش ہے اور ہم ناخوش ہیں
کوزہ ماں نے آب الی ویرا شک

ہمارے پاس پیالہ نہیں ہے ہمارا پانی کھکے کتوں ہیں
شب نہالین لیحاف از ماہتاب

رات میں ہمارا بچھونا اور حاف چاندنی ہے
دست سونے آسماں برداشتہ

اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر ہوئے ہیں
روز شب از روزی اندیشی ما

روزی کی فکر میں ہمارا دن، رات ہے
بر مثال سامری از مردماں

جیسا کہ سامری انہوں سے
ممر اگوید خمش کن مرگ جسک

(تو وہ) مجھ سے کہتا ہے کہ چپ بام کھائے جاوڑا
در عرب ما، بچو خط اندر خطا

عرب میں ہم ایسے ہیں جیسے خط میں حرف غلط
یا بشمشیر عدم سرگشتہ ایم

یاموت کی تلوار سے پریشان ہیں
چہ دوا ما در دوغم را مفر شیم
دوا کیسی؟ ہم تو در دوغم سے پالک ہیں
مگر کس را در ہوا رگ می زیم

ہوایں سبھی کے نشتر مارتے ہیں
شب خنچید رلقی اورا بر گم

رات کو سونے تو اس کی گدڑی آتا رہوں

زیر دیوار بدن گنجیست یا
جسم کی دیوار کے نیچے خزانہ ہے یا
چونکہ بیدار گشت کو چیرے نہ بود
جب معانم ہوا کہ وہ کچھ نہ تھا

خانہ مورست و مار و اثر دہا
چیونٹی اور سانپ اور اثر دہے کا بٹ ہے
عمر طالب رفتہ آگاہی چہ بود
تو مرید کی عمر گذری اب معلوم ہوئیے کیا فائدہ

در بیان آنکہ نادرا افتد کہ مریدے در مدعی مژور اعتقاد
اس بات کا بیان کہ کم ہوتا ہے کہ کوئی مرید جھوٹے مدعی کا سچائی سے متفق
بصدق بندہ کو اویست مریدان اعتقاد بمقامے برسد کہ
ہو جائے کہ وہ کچھ ہے اور اس اعتقاد کے ذریعہ وہ ایسے مقام پہنچ جائے کہ
شیخس خواب ندیدہ باشد و آب آتش اور اگر زندہ نہ کند و
اس کے پیر نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہو اور پانی اور آگ اس کو نقصان نہ پہنچائے اور
شیخس را گزند کند و لیکن نادرا افتد کہ مریدان در بار باشد
اس کے پیر کو نقصان پہنچا دے لیکن نادرتو نادری ہوتا ہے

لیک نادرا طالب بد کز فروغ
لیکن نادری ہے کہ مرید کو روشنی کی وجہ سے
اوبقصد نیک خود جائے رسد
وہ اپنے نیک راہ کی وجہ سے ایک مقام تک پہنچ جاتا ہے
مژور رومی نماید حالہا
اُس کے لئے ایسے احوال رونما ہوتے ہیں
چون تحریری در دل شنبہ را
جیسا کہ آدمی رات میں قبلہ کی شکل کرنا
مدعی را قحط جاں اندر سرست
مدعی کے باطن میں روح کا قحط ہے
ماچرا چوں مدعی پنہاں کنیم
مدعی کی طرح ہم کیوں چھپا دیں

در حق اونا فاع آید آں دروغ
اُس کے حق میں وہ جھوٹ مفید ہو جائے
گرچہ جاں بنداشت آں جسد
اگرچہ جس کو اُس نے پایا جانا تھا جسم نہایت ہوا
کہ ندید آں پہنچ شیخس سالہا
کس کے ناچیز پیر نے سالوں (بھی) نہیں کیچے
قبلہ نے واں نماز او روا
اُدھر قبلہ نہیں ہے (لیکن) اُنکی نماز درست گئی
لیک مارا قحط ناں کظاہرست
لیکن ہمارے ظاہر پر روشنی کا قحط ہے
بہر ناموس مژور جاں کنیم
جھوٹی آبرو کے لئے جان دیں

صبر فرمودن اعرابی زن خود را و فضیلت صبر گفتن
بدو کا اپنی بیوی کو صبر کا حکم دینا اور صبر کی فضیلت بیان کرنا

لہ گنجیت یعنی معارف
الہیہ کا خزانہ مژور چیونٹی
مار سانپ یعنی برے اخلاق
پیدا۔ ظاہر طالب مرید۔
لہ ناوہ کیا۔ فروغ۔
روشنی۔ گرچہ یعنی مرید نے
پیر کو محترم رشتہ سمجھا وہ جسم
محض نکلا۔ تحریری صحیح بات
کی جیسے جو کرنا۔ دل شنبہ۔
آدمی رات۔

لہ روا۔ درست یعنی قبلہ
معلوم نہ ہونے کی صورت
میں اگر انکس سے نماز پڑھی
اور وہ قبلہ روا نہ تھا تب
بھی نماز درست ہو جائیگی
مدعی بنادنی پیر یعنی بناؤنی
پیر کی طرح ہمیں اپنے
افلاس کو چھپانے کی
ضرورت نہیں ہے اور
جھوٹی آبرو کے لئے جان
کھپانے کی ضرورت نہیں
ہے۔

حال ما این ست در فقر و غنا

افلاس اور مشقت میں ہمارا یہ حال ہے

فقط وہ سال ار نیدی در صحو

اگر تو نے مجھ سے دن سال فقط نہ دیکھا ہو

ظاہر پاچوں درون مدعی

ہمارا ظاہر مدعی کے باطن کی طرح ہے

از خدا نے ہوئے اور نے اثر

اُس میں خدا کی نہ ہو ہے نہ اثر

دیونمودہ ورا ہم نقش خویش

شیطان نے (ہم) اُس کو اپنی صورت ہمیں لکائی

حرف در ویشاں بذر دیدہ بسے

در ویشوں کی بہت سی باتیں چرائی ہیں

خرودہ گیر و در سخن بر بایزید

باتوں میں (حضرت) بایزید کی عیب گیری کرتا ہے

ہر کہ داند مر و را چوں بایزید

جو اُس کو (حضرت) بایزید کی طرح سمجھتا ہے

بے نوا از نان و خوان آسمان

آسمان کی روٹی اور خوان سے بے ہر اسان ہے

اوند اکمرہ کہ خواں بہنہادہ ام

اُس نے مٹا دی کی ہے کہ میں دسترخوان بچھا لگا

القصلا سادہ دلاں پیچ پیچ

ایسے پیچ و پیچ اتھو! صلائے عام ہے

سالہا بروعدہ فردا کاں

کل کے وعدہ پر لوگ سالوں

دیر باید تا کہ سر آدمی

کافی وقت چاہیے کہ افسان کا بھید

بیچ مہا نے سب مغرور ما

کوئی مہمان ہم سے دھوکا نہ کھائے

چشمہا بکشا و اندر مانگر

تو آنکھیں کھول اور نہیں دیکھ لے

در دلش ظلمت ز بانش شعشی

اُس کے دلیلیں ہیں ہے اور اُس کی زبان پتیر و طرا

وعوش افروں ز شیت و لبشر

اُنکی دعوت شیت اور لبشر سے ٹھری ہوئی ہے

اوسمی گوید ز ابد الیم بیش

وہ یہ کہتا ہے کہ میں ابدال سے ہی بڑھا ہوا ہوں

ناگماں آید کہ ہست او خود کے

تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ بھی کچھ ہے

ننگ دارد از درون او یزید

اُس کے باطن سے یزید کو ابھی، شرم آتی ہے

روز محشر حشر گرد و بایزید

قیامت کے دن اُس کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا

پیش او نداشت حق یک استخوان

اللہ (قائل) نے اُس کے سامنے ایک ٹہری (بھی) نہیں لگا

نائب حقم خلیفہ زادہ ام

میں اللہ (قائل) کا نائب اور خلیفہ زادہ ہوں

فاخو رید از خوان جودم پیچ پیچ

میری بخشش کے خوان کھاؤ امانا کہ پیچ و پیچ ہے

گرد آں در گشتہ فردا نارساں

اُس دواڑہ کے گرد لگا دیا ہے کہ اُس کی بولی نہیں ہے

آشکارا گرد و از بیش دمی

کئی اور بیشی میں واضح ہو

لہ غنا در فقر و مشقت۔

تجاربہ کا کھٹکھٹ ہے۔

در فقر یعنی صورتوں میں

مجھ سے نقشہ رخنہ بکھلا

آخر نشان عیث مغفرت

آدم علیہ السلام کے بیشہ جو بھی

تھے۔

لہ البشر انسانوں کے

باپ یعنی آدم علیہ السلام

دور بے شیطان۔ ابدال اولیاء

کی ایک جماعت ہے خود۔

عیب بزرگ ذات خرم۔

یزید ابن معاویہ جس کے

دور حکومت میں حضرت یزید

شہید ہوئے۔

لہ یزید بے نظامی شہور

بزرگ ہیں۔ انی خان کسان۔

غیبی روحانی غذا میں نہ خواں۔

یعنی معمولی غذا انقصلا کھانا

کھانے کیلئے پکانا سادہ دلاں۔

بہت خوف لوگ پیچ پیچ یہ

مولانا کا قول ہے۔ فردا۔

یعنی کل کا وعدہ جسے راز،

باطنی حالت۔

دردِ با از مرگ می آید رسول

دردِ موت کے قاصد ہیں

ہر کہ شیریں می زید او تلخ مرود

جو شخص خوشگوار زندگی بسر کرے وہ تلخ مرود ہے

گو سفندال را ز صحرا می کشند

بکری کو جنگل سے لاتے ہیں

شب گذشت و صبح آمد اے مَر

اے چاند! رات گذ گئی اور صبح ہو گئی

تو جوان بودی و قانع تر بُدی

تو جوان تھی تو زیادہ صابر تھی

رز بُدی پر میوہ چوں کا سندی

تو میوے سے بھری انگور کی پل تھی کیونچو ہو گئی

میوہ ات باید کہ شیریں تر شود

چاہیے تھا کہ تیرا میوہ اور زیادہ میٹھا ہوتا

جُفت مائی جُفت باید ہم صفت

تو میرا جوڑا ہے جوڑے کو کیسا ہونا چاہیے

جُفت باید بر مشال ہمدگر

جوڑے کو ایک دوسرے کی طرح ہونا چاہیے

گر یکے کفَش از دُونِ گاہ دید پیا

دونوں میں سے اگر ایک جوتہ پیر میں تنگ

جُفت در یک خرد و آن لیک بزرگ

جوڑے میں سے ایک پاؤں میں چھوٹا اور دوسرا بڑا

راست نباید بر شتر جُفت جُول

بوروں کا جوڑا، اونٹ پر ٹھیک نہیں ہو سکتا

من روم سوئے قناعت ل قوی

میں جرات سے قناعت کی طرف جاتا ہوں

از رسولش ز وگرداں آفضول

اے بیوقوف! قاصد سے منھ نہ موڑ

ہر کہ او تن را پرستد جاں نبرد

جو شخص تن پروری کرتا ہے جان بچا سکیگا

آنکہ فرہ تر مر او را می کشند

جو زیادہ موٹی ہوتی ہے انگڑیاں کٹتے ہیں

چند گہری این فسانہ را ز سر

تو اس قصہ کو کب تک دہرائے گی؟

ز رطلب گشتی خود اوّل ز ر بُدی

تو زرخ کی طلب گار بن گئی پہلے تو خود زرخ تھی

وقت میوہ بختنت فاسد شدی

میوہ پکنے کے وقت تو سدا گئی

چوّل رن تاباں نہ واپس تر رود

نہ کبھی ہوئی رستی کی طرح بل اترنے لگے

تا بر آید کار ہا بر مصلحت

تا کہ مصلحت کے مطابق کام چلیں

درد و جُفت کفَش و موزہ درنگر

جوتے اور موزے دونوں کے جوڑے کو دیکھ

ہر دو جُفتش کار ناہید مرثرا

تو بھورا جوڑا ہی تیرے کام میں نہیں آتا

جُفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ

تو نے دیکھا کہ جنگل کے شیر کا جوڑا بھیڑیا ہو

آں یکے خالی و آن پر مال مال

کہ انہیں سے ایک خالی ہوا اور دوسرا مال بھرا ہوا

تو چرا سوئے قناعت می کوی

تو بُرائی کی طرف کیوں جساتی ہے؟

۱۔ رسول قاصدِ مینا پر ہر کہ چر

مصابہتِ جیلے کا عادی نہیں

ہے موت کے وقت اس

کو طری کیا ایف کا سامنا

کرنا پڑتا ہے۔

گو قنعد بکری، یعنی

موٹی بکری کی موت جلد

آتی ہے۔ اے قر۔ چاند

کہہ کر بوی کو خطاب کیا

ہے۔

۲۔ از سر گرفتن تکرار کرنا۔

قانع۔ صابر۔ زردی یعنی

استغفار کی وجہ سے تو خود

بمنزلہ سونے کے تھی۔ زرد۔

انگو، انگور کی پل کا۔

کھوٹا۔ فاسد خراب۔

۳۔ جوتی رسن جس رستی

کو اٹھان دیا جائے

چھوڑنے سے فوراً اُس

کے بل اتر جاتے ہیں۔

جُفت۔ جوڑا، مزدادہ۔

گر یکے۔ ایک موزہ یا جوتہ

اگر پیر میں تنگ ہو تو دوسرا

بھی بیکار ہے۔ قنعد بھاری

گھڑ۔ بھڑا یعنی شیر اور

بھڑیے سے جوڑا نہیں جتا

ہے۔ راست۔ ٹھیک۔

جوال۔ گول، تھیلہ، قناعت۔

تھوڑے پر صبر کرنا شاعت۔

بُرائی

لہ قتل آمدنی گشت۔
کھیتی پیداوار بگذرد۔
دنیا میں نہ راحت کو بقا ہے
نہ رنج کو خوش عیش آرام
کی زندگی بجز روزِ بے فکر و
تردوِ برگِ حجب رات کا
سامان۔

لہ غریبِ مہل ہزار
داناں محبت دعا کو
قبول کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ
بازو ہاتھ پھیلا جاتا
ہے توبہ دعوتِ ناسہ
خوشخبری جزا۔ بازی ہل
خوداک مردوں کی تہاں
ہیں پتہ پتھر پیل ہاتھی۔
قیال وہ لوگ جن کے
اخراجات رقم ہوں میں۔
عیال کو پالنے والا۔

لہ ایں نیشی غم ہماری
موم ہر مہر کی اثرات ہیں۔
غماں غم کی جمع ہے داس۔
کھیتی وغیرہ کاٹنے کی دانتی۔
دانک۔ رنج و غم موت کے
اجزاء ہیں اور موت سے غم
نہیں ہے تو ان سے بھی غم

نہیں ہے۔
قیہیات و بیز غم اصل ہیں
دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے
نجات پائے نہیں
کل یعنی موت۔

شعور گفتش چند جوئی دل گشت

شوہر نے اس کہا تو آمدنی اور پیداوار کی کتابت ہو کر گی
عاقل اندر بیش و نقصان نگر د

سمجھدار کسی بیشی کو نہیں دیکھتا ہے
خواہ صاف و خواہ سبیل تیرہ رو

خواہ صاف ہو یا بہاؤ کی گدلی رو ہو
اندریں عالم ہزاراں جانور

اس دنیا میں ہزاروں جاندار
مشکری گوید خدا را فاختہ

فاختہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہے
حمدمی گوید خدا را عند لیٹ

بلسب خدا کی تعریف کرتی ہے
باز دست شاہ را کردہ نوید

بازنے بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ سن کر
ہچمیں از پشہ گیری تا بہیل

اسی طرح پتھر سے لے کر ہاتھی تک
ایں ہمہ غماہا کہ اندر سیدہ باست

یہ سب غم جو سینوں میں ہیں
ایں غماں بیخ کن چوں داس تا

یہ جڑ کھودنے والے غم ہمارے لئے درانتی کی طرح ہیں
دانکہ ہر رنجے زمر دن پارہ است

سمجھ لے کہ ہر غم موت کا ایک ٹکڑا ہے
چوں زخرو مرگ توانی گمرخت

جب تو موت کے حقت سے نہیں بھاگ سکتا
خزرو مرگ ارگشت شیریں موزرا

اگر موت کا جزو ترے لئے میٹھا ہو گیا ہے

خود چہ ماند از عمر افزون گشت

خود زندگی کتنی رہی ہے زیادہ تو گذر گئی ہے
زانکہ ہر دو ہجوسیلے بگذرد

اس لئے کہ دونوں بہاؤ کی طرح گذر جاتے ہیں
چوں نمی پایدے از مے مگو

جبکہ ہر ٹھیرنے والی نہیں ہے اُنکا کچھ کرنا کر
میز ناخوش عیش بے زبر و زبر

بغیر کسی تردو کے آرام سے جی رہے ہیں
بر زحمت برگ شب ناساختہ

دعوت پر ہلاک اُن سے رات کا بچھڑنا نہیں کیا
کا عتماد رزق بر بست آبجیب

کولے قبول کو نیو لے رزق کا تھو پر بھروسہ ہے
از ہمہ مردار بزریدہ امید

تمام مرداروں سے امید منقطع کر لی
شد عیال اللہ حق نعم المعیل

اللہ تعالیٰ کا کتبہ میں اور اللہ تعالیٰ بہترین فیوض
از غبار و گرد باد بود ماست

ہماری ہستی کے غبار اور گھولے ہیں
ایں چیش و اینچنان سواں تا

اس طرح ہو گیا اس طرح ہو گیا ہلے و سہلے ہیں
خزرو مرگ از خود براں گمر چاہ است

اگر کوئی تدبیر ہے تو میرے حصہ کو اپنے لئے من کر دے
دانکہ گلش بر سرست خواہند خرت

سمجھ لے کہ اُس کے گل کو تجھ پر طاری کر دیئے
دانکہ شیریں میسند گل را خدا

سمجھ لے کہ خدا گل کو بیٹھا کر دے گا

گفت بغیر قناعت چیست گنج
بغیر سلیقہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قناعت کیا اور خودی
اس قناعت نیست گنج رواں
یقناعت تو گنج رواں ہی ہے
تو خواہم جفت و کمتر زن بغل
تو مجھے بیوی نہ کہ اور شوہر مرنے کا اہلادر
چون کہ بادشاہ و باباگ می زنی
تو بادشاہ اور سردار کے ساتھ کیوں مسری کرتا؟
باسگان زیں استخوان در چاشنی
تو ہڈی پر کرتوں سے چھینا بھٹی کرتا ہے
سوء ما منکر بخواری مست
میری جانب حقارت و ذلت کی نگاہ نہ دیکھ
عقل خود را از من افروں دیدہ
تو نے اپنی عقل کو میری عقل سے بڑا سمجھا ہے
بہجو گرگ زشت اندر ما مجہ
بد مزاج بیٹھے کی طرح مجھ پر نہ چھیٹ
چونکہ عقل تو عقیلہ مردمست
چونکہ تیری عقل انسانوں کے لئے پھندا ہے
خصم ظلم و مکر تو اللہ باد
تیرے ظلم اور مکر کو اللہ سمجھے
ہم تواری ہم فسوں گرے عجب
ہائے تفت! تو سانپ بھی ہوا دتر پڑھنے والا ہی
زاغ اگر زشتی خودت ناخستہ
کوا اگر اپنی بد صورتی کو پہچان لیتا
مردا فسوں گر بخواند چوں عاؤ
متر پڑھنے والا دشمن کی طرح پڑھتا ہے

گنج را تو و انمیدانی زرنج
تو رنج اور گنج میں فرق نہیں سمجھتا ہے
تو مرن لاف کے غم ورنج رواں
اے چلتے پھرتے رنج و غم تو دو رنگیں نہار
جفت انصافم نیم جفت غل
میں انصاف کی! دنیا پر! بیوی ہوں کہ نکاح کی کی بڑی
چون گس را در ہوارگ می زنی
اڑتی تھکی کے کیوں نشتر مارتا ہے؟
چون نے شکم ہی در ناشی
تو خالی پیٹ بانسری کی طرح آہ و فدا کرتا ہے
تا نگویم آنچه در گک بانست
تاکہ تیری رنگ رنگ کا حال نہ کہہ دوں
تو من حکم عقل را چوں دیدہ
تو نے مجھ کو عقل کو کیوں پسند کیا ہے؟
اے زنگ عقل تو بے عقل بہ
تیری قابل شرم عقل سے بے عقل ہونا چھتا
اے عقل ست بلکہ مار و کتر دست
یہ عقل نہیں ہے بلکہ سانپ اور بچھو ہے
دست عقل تو زما کوتاہ باد
افدا کرے! تیری عقل کی دست رازی ہم پر نہ ہو
مار گیر و ماری اے ننگ عرب
اے عجب نے! عاشق توت تو سانپ بھی ہوا دتر پڑھتا ہی
ہم جو برف از رنج و غم بکاخستہ
رنج اور غم سے برف کی طرح گھس پڑتا
اُفسوں بر مار و مارا فسون بزو
وہ سانپ پڑتا اور سانپ پس پڑتا پڑتا ہی

لے گشت بغیر حدیث
شریف میں آیا ہے —
القناعت کشف الزوائد
قناعت ایسا خزانہ ہے جو
کوئی ختم نہیں ہوتا ہے۔
گنج رواں۔ تاروں کے
خزانوں میں سے ایک خزانہ
کو نام ہے بخاں نہلا۔
لے بھل زدن جو ہے پن
کوٹا ہر کرنا۔ دو کوڑوں کا
من کر رہا کرنا جوڑا ہونے
کی نشانی ہے جو کل کوٹا
مگر قدم زدن برابر کرنا۔
بگ۔ بگ کا مخف ہے
سردار شخص بکھی۔ رنگ
زدن۔ خون کا لانا چاشن
حمہ چھینا بھٹی۔ ختم شکم
ہمزہ زیادہ ہے۔ ناخش
رونا چھینا۔ فدا و خواری۔
ذلت نیست بخواریست۔
ذلت سے دیکھنا۔
لے چوں دیدہ جوڑے کے
لے مجھے کیوں پسند آیا ہے۔
عقیدہ۔ تری یعنی تواری عقل
کے ذریعہ لوگوں کو بھانسا
ہے ہم تو۔ تو انسانوں کو
تباہ کرتا ہے تو تو سانپ
ہے، لوگوں کو بھانسا ہے تو
تو سانپ ہے۔ زشتی خود ہی
اپنی بد صورتی کو پہچان
اگر سانپ پڑتا پڑتا ہے
تو سانپ بھی! آپ پڑتا پڑتا
ہے جس کا اثر ہے کہ سانپ
سانپ پڑتا کے شوق میں
مبتلا ہے۔

مرد قانع از سر اخلاص و سوز

صابر مرد خلوص اور دل سوزی سے

زین نسق می گفت بازن تابروز

دن نکلتا تک اسی طرح بر سوزی سے کہتے رہا

نصیحت کردن زن شوهر را که سخن افزون از قدم

نبوی کا شوہر کو نصیحت کرنا کہ اپنی بساط اور مقام سے بڑھ کر

و مقام خود مگو کہ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ کہ

بات نہ کر کیونکہ (فرمایا گیا ہے) جو تم نہیں کرتے ہو وہ کہتے کیوں ہو، اس

اِس سخنہا اگر چہ راست ست اِنما مقام توکل ترا

تھے کہ یہ باتیں اگرچہ سچی ہیں لیکن تجھے توکل کا مقام حاصل

نیست و اِس سخن گفتن فوق مقام و معاملہ خود

نہیں ہے اور یہ بات کہنا مقام اور معاملہ سے بڑھ کر تیرے نقصان کا

ترا زیات دارد و کبر مقتدا عند اللہ باشد

باعث ہے اور اللہ کے نزدیک بڑی موجب عذاب ہے (کا مصداق) ہوگی

من فسون تو نخواہم خورد پیش

اب میں زیادہ تیرے عزیز ہوں نہ اولیٰ گی

رو سخن از کبر و از نخوت مگو

جا، تکبر اور غرور کی بات نہ کر

کار و حال خود بین و شرم دار

اپنا کام اور حال دیکھ اور شرم کر

دور کن از دل کہ تا یابی نجات

دل سے نکال دے تاکہ تو نجات پائے

روز سر و برف انکہ جامہ تر

ٹھنڈا دن اور برف اور پھر کپڑے بھیجے ہوئے

اے ترا خانہ جو بیت العنکبوت

اسے رہ کہ نیو گھر گدی کے جالے کی طرح ہے

از قناعت تو نام آموختی

تو نے قناعتوں کا نام سیکھ لیا ہے

زن بروز دبانگ لے مویش

عورت اُس پر چڑھ کر لے شیدائی

تریات از دعوی و دعوت مگو

دعوے اور دعوت کی بکواس نہ کر

چند حرف طمطراق و کار و بار

دنیا داری اور کڑے فخر کی باتیں کتنک

نخوت و دعوی و کبر و تریات

تکبر اور دعویٰ اور غرور اور بکواس

کبر زشت و از گدایان شست

تکبر بُرا ہے اور غلاموں سے اور زیادہ بُرا ہے

چند آخر دعوی و باد بروت

دعویٰ اور مونچھوں کا آؤ کب تک

از قناعت کے تو جال فروختی

تو نے قناعت سے کب روح روشن کی ہے

لے سوز یعنی سوز دل، مثنوی

قرآن اِس میں ہے کہ سوز

مَعْتَذِرًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا

مَا لَا تَفْعَلُونَ، اللہ کے

نزدیک یہ بات بڑی موجب

عذاب ہے کہ تم وہ بات کہو

جو کرتے نہیں ہو۔

لے زبانی نقصان ناموں۔

عزت کیش طریقہ فسون۔

کہو غریب تر ترات جھوٹی

بنادنی باتیں جھوٹی۔

شان و شوکت، شوکت بکبر

زشت بڑا

لے روز سر و برف یعنی فاسی اور

مناجی اور پھر زور و زبانی

جیسے جاڑے کا زبانی، پھر

زبان باری اور کپڑے بھی

گیلے ہوں یعنی پیوستہ۔

بالائے صحبت ہے۔

باد بروت مونچھ کی ہوائی

کچھ بیت انکسوت بڑی

کہ بالا، جو کڑوری میں زشت

اشتبہ ہے۔

مال و زرسر را بُود همچوں کلاه
مال و زریے ہیں جیسے سر کی ٹوپی
آنکہ زلف و جعدِ رعنا باشندش
جس کی زلف حسین اور گھونگر یالے بال ہوں
مردِ حق باشد بمانندِ بصر
مردِ خدا بینائی کی طرح ہے
وقتِ عرصہ کردنِ آں بزمِ فروش
غلامِ فروش دکھاتے وقت
و زبُو عیبِ برہنہ اش کے کند
اگر کوئی عیب ہو، اُس کو نکال کر کرے گا
گوید ایں شرمندہ است اینک وید
کہے گا، یہ اچھے بُرے سے شرمناک ہے
خواجہِ رعیت غرقہ تابگوش
آقا کا لوں تک عیب میں ڈوبا ہوا ہے
کز طمعِ عیش نہ بیند طامع
لاچی لاچ کی وجہ سے اس کے عیب میں دیکھتا ہے
ورگدرا گوید سخنِ چوں ز رِکاش
اگر فقیر کان کے سونے کی سی بات کہے
کا درویشی و رائے فہمِ تست
درویشی کا معاملہ تیری سمجھ سے اونچا ہے
زانکہ درویشی و رائے کارِ راست
کیونکہ درویشی دنیوی کاموں کا جلا کا چیز ہے
بلکہ درویشاں کو راکھ و مال
بلکہ درویش ملک اور مال کے علاوہ
حق تعالیٰ عادلِ ستِ عادلان
اللہ تعالیٰ عادل ہے، اور عادل

کل بُود آں کز کلمہ ساز دینا
جو شخص ٹوپی کی بناہ پہنتا ہے، گنجما ہوتا ہے
چوں کلاہش رفت خوشتر آیدش
جب اُس کی ٹوپی نہ ہو تو اور زیادہ حسین ہوتا ہے
پس برہنہ بہ کہ پو شیدہ بصر
پس بینائی کھلی اچھی ہے یا ڈھکی ہوئی؟
برکنند از بندہ جامِ عیب پوش
غلام کے عیب چھپانے والے کپڑے آتا رہتا ہے
بل بجامہ خدعہ باوے کند
بلکہ کپڑوں کے ذریعہ اُس کو دھوکا دے گا
از برہنہ کردن اواز تو رمد
ننگا کرنے سے تیرے پاس سے بھاگ جائیگا
خواجہِ امال ستِ عیب پوش
لیکن آقا کے پاس مل ہے اور ننگا مال عیب چھپانے
گشت دلہا را طمعہا جامعے
لاچ دلوں کو جوڑنے والا بن گیا ہے
رہ نیابد کالہ او در دکان
اُس کا سامان دکان میں راہِ باب نہیں ہوتا ہے
سُوئے رویشاں تو منکرِ مست
تو ذلت سے درویشوں کو نہ دیکھ
و مبدم از حقِ مرایشاں اعطات
اُن (درویشوں) کیلئے اللہ کی عطیات بہت بخش ہے
روزی دارند زرفانے در و جلال
اللہ سے ایک بھاری روزی پاتے ہیں
کے کنند استمگری بر بے لال
کمزوروں پر کب ظلم کرتے ہیں؟

لے کلاه۔ ٹوپی۔ گنجا۔
کلاہ۔ کلاه کا مخفف ہے۔
جعد۔ گھنگرے۔ یالے۔ بال۔
زعنا حسین، خوبصورت۔
عصرہ۔ گردن پیش کرنا۔
بزم۔ غلام، لونڈی۔
خدعہ۔ دھوکا۔ دے۔ یعنی
خریدار خواجہ۔ آقا طامع۔
لاچی۔ دلہا۔ یعنی لالچی اور
مالدار کے دل۔ جامع۔
اکٹھا کرنے والا۔
ست۔ در دکان۔ خالص سونا
دکان سے برآمد ہوا ہے۔
کار۔ سامان۔ دکان یعنی
سننے والے کا کان۔ بہم
سمجھ، عقل۔ کارہا۔ دنیا
کے معاملے۔ ذوالجلال۔
اشترافا۔ استمگری۔
ستمگری، ہمزہ زیادہ ہے۔

گر نبوے دایم اُوافسون مار
اگر سانپ کا منتر اُس کے لئے جال نہ موتا
مرد افسوں گرز حرص کسب کار
منتر پڑھنے والا، کمائی اور کام کی حرص کی وجہ سے
مار گوید اے فسوں گریہ میں ہیں
سانپ کہتا ہے، اے سیرے! خوب دیکھ لے
تو بشامِ حق فریبی مر مرا
تو اللہ کے نام کے ذریعہ مجھے بھلاست ہے
نامِ حَقم بست نے اُس رگ تو
مجھے اللہ کے نام نے باندھنا نہ تیری رکنے
نامِ حق بستاند از تو دادِ من
اللہ تعالیٰ کا نام تجھ سے مجھے انصاف نہ لایا گیا
تا بزخمِ من رگِ جانت بُرد
تاکہ وہ زخم کے بدلے تیری جان کی رگ کاٹ دے
زن ازیں گوئے خشن گفتار ہا
عورت اس قسم کی سخت باتیں

کے فسوں مار را گشتے نیکار
تو وہ سانپ کے منتر کا شکار کب بنتا
در نیابد آں زماں افسوں مار
اُس وقت سانپ کے منتر کو محسوس نہیں کرتا
اُن خود دیدی فسوں من ہیں
تو نے اپنا منتر دیکھا، میرا منتر بھی دیکھ لے
تا کئی رُسولے شور و شر مرا
تاکہ تو مجھے شور و شر سے رُسا کرے
نامِ حق را دامِ کردی ولے تو
تو نے اللہ کے نام کو جال بنایا، تجھ پر افسوں
من بنامِ حق سپردم جانِ تن
میں نے اللہ کے نام پر جان و جسم سپرد کر دیا ہے
یا تر چوں من بزند لے بُرد
یا تجھے میری طرح قید خانہ میں ڈال دے
خواند بر شونے خود آں طومار ہا
دفتر دفتر شوہر کو سُناتی رہی

لے کر نبوے سانپ نے
جو منتر پڑھا ہے وہ میرے
کے لئے جال ہے اُن خود
یعنی اپنا منتر
سے نامِ حق منتر میں اللہ
کے نام استعمال ہوئے ہیں
شور و شر یعنی سانپ کا
تاشہ دیکھنے والوں کا
نامِ حق چونکہ سیرے نے
اللہ کے ناموں کا غلط کاموں
کے لئے استعمال کیا ہے
سے زندانی یعنی جس طرح
سیرے نے قید کیا ہے
خشن یعنی سخت، ناگوار
طومار دفتر یعنی سُننے
والا۔ بواؤ خزن جنوں کا
باب یعنی بہت ممکن،
مالداروں کو خشن میں بہت
غم اُٹھانے پر بھیجے۔

نصیحت کردن مرد زن را کہ در قیالِ بخواری
مرد کا عورت کو نصیحت کرنا کہ فقیروں کو دولت سے نہ دیکھ اور اللہ
منگرو در کارِ حق بگمانِ کمالِ نگر و طعنہ مزین
کے معاملہ میں کمال کے گمان کے نظر نہ کر اور اپنے افسانے کی وجہ
فقر و قیالِ از بے نوائی خوشتن
سے فقر اور فقیروں پر طعنہ نہ کر

مزیوں طعنہ ہا ز زن شتفت
مرد نے جب یہ طعنہ عورت کے سُنے
گفت آزن تو زنی یا بالوخرن
بولے اے بیوی! تو عورت ہے یا بختہم غم
مستمع شد بعد ازیں بہت ناگفت
سُنتا رہا، اس کے بعد پوچھ کر کیا کہا
فقر فخر آمد مرا طعنہ مزین
مجھے طعنہ نہ دے فقر باعثِ فخر ہے

بیرون آید و سفید شود از ہمتہ تا بہائے دیگر راست
صاف ہو جاتی ہے اور سفید ہو جاتی ہے تو نہام دوسری روشنیوں سے زیادہ صیح

گو تر باشد

دکھانے والی ہوتی ہے

زشت نقشی کز بنی ہاشم شکفت

تو یہ صورت ہے جو بنی ہاشم میں پیدا ہوا ہے

راست گفتی گر چہ کار افراستی

تو نے سچ کہا ہے اگرچہ یہ ہودہ گو ہے

اے زشرقی نے زغربی خوش بتا

اے وہ کہ جزہ مشرقی ہے ز مغربی خوب روشن ہو

اے رہیدہ تو ز دنیاے پیچیز

اے وہ کہ جزہ پیچیز دنیاے آزاد ہے

راست گفتی تو دو صد گوارا چرا

آپ نے دو متضاد باتیں کہنے والوں کو سچا کیوں کہا؟

ترک ہند و مرغان بند کہ ہست

ترک اور پرندہستانی مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ خود ہے

زشت خوب خوش را بند درو

اپنے اچھے اور برے کو اس میں دیکھے گا

زین نحرمتی زنا نہ برتر آ

تو اس زنا نہ اسکل سے باہر نکل

کو طمع آنجا کہ آں نعمت بود

جہاں یہ نعمت ہو وہاں لاچ کہاں؟

تا بفقر اندر غنا بینی دو تو

تا کہ فقر کے ذریعہ تجھے دو گنی غنا نظر آئے

زانکہ در فقرست عز و الجلال

کیونکہ فقر میں خدا داد عزت ہے

دید احمد را ابو جہل و بگفت

ابو جہل نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا اور کہا

گفت احمد مژورا کہ راستی

احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سچا ہے

دید صدیقش بگفت آفتاب

حقیر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے آنکو دیکھا تو کہا آفتاب!

گفت احمد راست گفتی اے عزیز

احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا، اے عزیز، تو نے سچ

حاضران گفتند کہ صد الور

حاضرین نے کہا، کہ اے سرور عالم!

گفت من آئینہ ام مصقول است

فرمایا میں ہاتھ کا منجھا ہوا آئینہ ہوں

ہر کر آئینہ باشد پیش رو

جس کے منہ کے سامنے آئینہ ہو

اے زن ارطاماع می بینی مرا

اے بیوی! اگر تو مجھے لاپچی سمجھتی ہے

آں طمع را ماند و رحمت بود

وہ (فقر) لاچ کے مشابہ ہے اور رحمت ہوتا

استحاں کن فقر را رونے دو تو

تو دو دن فقر کو آزمائے

صبر کن با فقر و بگذا را پس ملال

فقر پر صبر کرے اور اس رنج کو ترک کرے

۱۔ کار آفر ضرورت سے زیادہ کام کرنے والا۔

۲۔ صدیق حضرت ابوبکرؓ

۳۔ کا لقب ہے۔ نے زغربی

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۵۔ صرف مشرق والوں کے لئے

۶۔ ہنس نہ مغرب والوں کے لئے

۷۔ بلکہ آپ رحمہ اللہ عالمین ہیں۔

۸۔ پیچیز۔ ناچیز۔ کاٹے کر لے

۹۔ صد گوارائی۔ مخلوق کے سردار۔

۱۰۔ صد گوارائی۔ خلاف بننے

۱۱۔ والا مصقول۔ منجھا ہوا۔

۱۲۔ ترک یعنی گوارا ہندو یعنی

۱۳۔ کالا۔ تھوڑی۔ اسکل کرنا یاں۔

۱۴۔ لوگوں کو مسخر کرنا۔ آں نعمت۔

یعنی رحمت خداوندی۔

۱۵۔ دو تو۔ دو گنا۔

وہیں دگر رابر سر آتش نہند
دوسرے کو آگ پر رکھیں
بر خدائے خالق ہر دو جہاں
دونوں جہان کے خالق کے بارے میں
صد ہزاراں عتیق نہاں ست
لاکھوں عزیزیں اور نانہ پو شیبہ ہیں
مارنجوی و مار گیسم خواندہ
تو نے مجھے سانپ جیسی خصلت والا اور پیہر لڑا
تا کش از سر کو فتن امین کم
تو اسلے کہ اس کو سر کچلنے سے محفوظ کر دوں
من عذرا می کم زب علم دست
میں دشمن کو اس علم کے ذریعہ دوست بنانا
ایں طبع را کردہ ام من سرنگول
میں نے تو لالچ کو اوندھے منہ کر دیا ہے
از قناعت ردل من عاست
میرے دل میں قناعت کا ایک جہان ہے
زلاں فرو د آتا نماں آں کمال
اس سے آتر آ تاکہ وہ گمان نہ ہے
خانہ را گردندہ بینی و آل توئی
تو گھر کو گھر تو دیکھ گمانا گھومنے والا تو ہی ہے

آں کے رانعت و کالاد ہند
ایک کر نعمت اور سامان دیں
آتش سوز دکہ داراں گماں
اُس کو آگ جلانے جو یہ گماں کرے
"فقر فخری" نرگز و فست و مجاز
"فقر میرا فخر ہے" نہ گپ ہے نہ مجاز
از غضب بر من لقبہا راندہ
تو نے غصہ سے میرے بہت نام دھرے
گر بگیرم مار و دندانش گنم
اگر میں سانپ کچڑتا ہوں دُر اُنکے دانتا کھا ڈیتا
زانک آں دندان عدو جان است
چونکہ دانت اُس کی جان کے دشمن ہیں
از طبع ہرگز سخا نام من فسول
میں لالچ کی وجہ سے شتر نہیں بڑھتا ہوں
حاش لہ طبع من از خلق نیست
خدا کی قسم مجھے لوگوں سے لالچ نہیں ہے
از سر امر و دین بینی چنناں
تو امر و دین کے درخت سے ایسا دیکھتی ہے
چونکہ برگردی و سرگشتہ شوی
جب تو گھومے اور سر چکرانے لگے

دربیان آنکہ جنبیدن ہر کسے از انجاست و لیت
اس بیان میں کہ ہر چیز کا حرکت کرتے نظر آتا اُس سے ہے کہ وہ
ہر کسے را از جنبہ وجود خود بیند تا بہ بود آفتاب را
ہر چیز کو اپنے وجود کے حلقہ سے دیکھتا ہے یہاں تک کہ نیلے رنگ کے
بہود نماید و سرخ سرخ نماید چون تابہا از رنگ
ذریعہ سورج کو نیلا اور سرخ کے ذریعہ سرخ دکھاتا ہے جب چمک رنگ سے

لے آتش یعنی نفاس کی آگ
آتش سوز یعنی جود کے
ہائے میں خیال کے کو غنی
باعث رت اور فقر باعث
غراب ہے خدا اُسکو بر یاد کرے
الفقر فخری حدیث صحیح ہے
ہے اور اپنے حقیقی معنی میں ہے
لقبہا یعنی نبوی نے جو کچھ
کہا ایمین سستیں۔ حق و ساق
کو اُنکے دانتوں کی وجہ سے
مارا جاتا ہے زب علم منتر
ایں طبع یعنی میں نے لالچ کو
دل سے نکال دیا ہے نیقاعت
تھوڑے پر میرا کزنا بزرگوار
مولانا نے فقر چارم میں ایک
فقر نقل کیا ہے کہ ایک بکا
عورت نے اپنے شوہر کی ساق
پر فرب کیا کہ اُسکو مارے میں ہے
گئی اور ایک امروہ کے ذریعہ
کے نیچے بجا کر بولی کہ تو نیچے
رہ میں رہے امر و دین کی
شوہر بچے باوہ اوپر سے امر و
دین کی میری فخری و برکت
بچانے لگی کہ تو بدلی کیوں کر
رہا میری جان ہوا اور اُنکا
کیا تو بولی بچا تو اوپر چڑھ کر
امر و دین کو مجھ سے اذیت دینے
آج آئی جب وہ امر و دین کو اپنے
ساتھ آئے اپنے ایک یا دو بچے
اور اس سے زنا میں مشغول ہو
گئی شوہر پر سے چاکہ بہ کیا
حرکت ہے تو کہنے لگی کہ کچھ نہیں
ہاں یاں میں بکا اثر ہے کہ جو
اپنے شوہر کو اپنے اسکو بچے کا
آہی بدلی کرنا نظر آتا ہے۔
مولانا نے اسی فقرہ کی طرف اس
شعر میں اشارہ کیا ہے جن بونا

ایں زمیں را از برائے خاکیاں
 اس زمین کو خاک والوں کے لئے
 مردِ بھلی دشمن بالابود
 مرد بھلی دشمن بالابود
 نیچے رہنے والا انسان اور کا مخالف ہوتا ہے
 لے شیرہ پہنچ تو برخواستی
 اسے پروردہ نہیں! کبھی تو تیار ہونی ہے
 گر جہاں را پروردہ کنوں گنم
 اگر میں دنیا کو اچھوٹے موتیوں سے ہوں
 ترک جنگ رزنی لے ن بگو
 اے بیوی دیکھتی اور جنگ ترک کر دے
 مزمراچے جائے جنگ نیک و بد
 نیک و بد کی ڈرائی کا میرے لئے کیا موقع ہے؟
 بر سر ایں ریشہاں شمش من
 میرے ان زخموں پر دنک نہ مار
 مگر تمش گردی و گرنہ اک گنم
 اگر تو چپ ہوتی ہے تو خیزور نہ میں یہ لڑکا
 یا تہی گشتن لبرائے کشف تنگ
 یا تہی گشتن لبرائے کشف تنگ
 تنگ جوتے سے، پیر کا ننگا ہونا بہتر ہے

آسماں را مسکن افلاکیاں
 آسمان کو آسمان والوں کے رہنے کی جگہ دینا،
 مشتری ہر مکان پیدا بود
 مشتری ہر مکان پیدا ہوا ہے
 ہر مکان کا خریدار پیدا ہو جاتا ہے
 خوشن را بہر کور راستی
 اپنے آپ کو اندھے کے لئے تولے آراستہ کیا ہو
 روزی تو جوں نباشد چون گنم
 تب بھی تیرا حق نہ ہو تو میں کیا کروں؟
 ورنہ میگوئی بسترک من بگو
 اگر نہیں چھوڑتی ہے تو مجھے جھوڑ دے
 کایں دلم از ضلحہا ہم می رند
 اس لئے کہ میرا دل تو ضلع سے بھی بھاگتا ہے
 زخمہا بر جان بے خوشیم من
 میری بے خود جان پر زخمیں لگا
 کہ ہمیں دم ترک خان و ماں گنم
 کہ ابھی گھر بار چھوڑ دوں گا
 رنج غریبت بہ کہ اندر خان جنگ
 خانہ جنگی سے، سفر کی تکلیف بہتر ہے

لے بھلی۔ نچلے درجہ کا۔
 دشمن مخالف۔ مشتری خریدار۔
 شیرہ۔ مستورہ پروردہ نہیں۔
 کور۔ اندھا۔
 لے دیکھو۔ سیپ میں
 چھپا ہوا مولیٰ چو نہایت
 آبدار ہوتا ہے۔ حرا یعنی
 جنگ و جدل تو درکنار
 کی بھی میرے دل میں گجائش
 نہیں، علاقہ دہوی ستم
 کر چکا ہوں۔ نیش۔ دیک۔
 بے خوشی۔ کمزور۔ بے طاقت
 خان۔ ماں۔ گھر بار۔
 گنم۔ گشت۔ جو۔ غریبت۔
 مسافرت۔ بے وطنی۔ مڑا۔
 رعایت برتن۔ استغفار۔ مانی
 جاہنا۔ تو سن۔ سین کے تھہ
 کے ساتھ۔ سرکش۔ گھوڑا۔
 دام۔ جال۔ دیکھو۔ یعنی جو
 تولے کہا اس کے خلاف۔

مراعات کردن زن شوئے را و استغفار
 عورت کا مرد کی رعایت کرنا اور اپنے کبے ہوئے سے
 نمودن از گفتہ خود
 خود سے کہنا۔

زن چو دید او را کہ تن در تنوست
 جب عورت نے اسکو دیکھا کہ تن در تن ہے
 گفت از تو کہ عینیں پنداشتم
 بولی میں تھیں ایسا نہ خیال کرتی تھی
 گشت گریاں گریہ خود دام زست
 رونے لگی، روزنا تو خود عورت کا مال ہے
 از تو من امید دیگر داشتم
 تم سے تو مجھے اور ہی توقع تھی

بسر کہ مفروش ہزاراں جاں ہیں

ترش روی نہ کرا در دیکھ ہزاروں جاں ہیں
صد ہزاراں جاں تلخی کش نگر

تلخی برداشت کر نیوالی لاکھوں جاؤں کو دیکھ
اے دریا مژگنا گنجائے

ہائے اندوس تجھ میں اگر گنجائش ہوتی
ایں سخن شیرست رستان جاں

ہائیں جان کے پستان میں دودھ ہیں
مستمع چوں تشنہ و مجنہ شد

مننے والا جب پیسا اور طلبکار ہو
مستمع چوں تازہ آید بے ملال

مننے والا جب تازہ دم اور بے تکان ہو
چونکہ نامحرم در آید از دم

جب دروازے سے کوئی نامحرم آتا ہے
ور در آید محرمے دور از گوند

اور اگر کوئی محرم آتا ہے خدا اس کو ملاست
ہر تہ را خوبے خوش و زیبا کنند

جس چیز کو اچھا اور عود اور حسین بناتے ہیں
کے بود آواز جنگ از زیر دم

سارنگی کی زیر دم کی آواز کب ہوتی ہے
مُشکِ حق بیہدہ خوشم نکرد

اللہ تعالیٰ نے مُشک کو خوشبودار کیا نہ نہیں بنایا
نائے راح حق بیہدہ خوشم نکرد

اللہ تعالیٰ نے بائسری کو خوش آواز کیا نہ نہیں بنایا
حق زمین و آسماں بر ساختہ است

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بنایا ہے

از قناعت غرق بحر انجیس

قناعت کیونچہ شہد کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہیں
بہجوجل آغشتہ اندر گل شکر

گلقدن میں پھولوں کی طرح لت پت ہیں
تاز جام شرح دل پیدا شد

تو میری جان سے دل کی شرح ظاہر ہوتی
بے کشندہ خوش نمیکرد درواں

چوسنے والے کے بغیر اپنی طرح جاری نہیں آتی
واعظا ر مردہ بود گویندہ شد

وعظا کہنے والا اگر مردہ (جی) ہو تو بولنے لگتا ہے
صد زباں گرد و گھٹن گنگ دل

سیلکڑوں کو گنگی زبانیں بولنے لگتی ہیں
پردہ در پہاں شونداہل حرم

ستورات پردے میں چھپ جاتی ہیں
بر کشا بند آں ستیراں بے بند

تو مستورات نقاب اٹھا دیتی ہیں
از برائے دیدہ بے بنا کنند

دیکھنے والی اس کھد کے لئے بناتے ہیں
از برائے گوش بے حس اہم

بہرے، بے حس کے کان کے لئے
بہرشم کردوئے اخشم نکرد

سو گھٹنے کیلئے بنایا ہے بھوس ناک کے کیلئے نہیں بنایا
بہرائس آمدیے اہرم نکرد

انسان کیلئے بنی ہے شیطان کیلئے نہیں بنی
دریاں بس نور نارافروختہ است

دریاں میں نور اور نار کو روشن کیا ہے

لے سر کہ مفروش ہزاراں جاں ہیں
ذکر قناعت بخورے پر
صبر کرنا انجیس شہد
آغشتہ آلودہ ہونا گھٹن
گلقدن گنجائش کا شغف
ہے ایں سخن یعنی اسرار
معرفت یعنی بے وقت
وارد ہوتے ہیں جب کوئی
طالب صادق ہو

لے مردہ کو دے یعنی شیخ کی
طبیعت حاضر نہ بھی ہو تو
واردات شروع ہو جاتی ہیں
گنگ گنگ گنگ لال گنگ
نامحرم انہی یعنی وہ شخص
جو اسرار سننے کی صلاحیت
نہ رکھتا ہو اہل حرم زنا تھا
یعنی اسرار معرفت سمیٹاں
مستورات یعنی اسرار معرفت
رقعے بند نقاب

لے ہر تہ یعنی اسرار اہل
معرفت کے لئے ہیں اہم
بہر اہم ہر تہ گھٹنا
جس کی ناک میں جس نہ
موجود ہر خوش آواز
اگس انسان باہرم
شیطان دیو نور و نار
خیر و شر

من پستانخ توام ہرچہم پیزی
 میں تیرے لئے بالکامگ ہوں جس چیز میں تیرے لئے ہے
 کفر گفتم نک بایام آدم
 میں نے کفر نہ کہا اب میں ایمان لے آئی ہوں
 خوئے شاہانہ ترانہ ترا نہ ختم
 تیرے شاہانہ مزاج کو میں نہ پہچانی
 چوں زعفرانو تو چرخے سامتم
 اب تیرے عفو کو میں نے جہ سارغ بنایا
 می نہم پیش تو شمشیر کفن
 میں تیرے سامنے تلوار اور کفن کو متی ہوں
 از فراق تلخ می گوئی سخن
 تو کوڑے فسراق کی بات کرتا ہے
 در نواز من عذر خواہ ہست
 میرے سامنے میں تجھیں عذر خواہی کہ نہ دانی ایک نیم چرخ
 عذر خواہم در درونت خلق مست
 تیرا عذر خواہ جو تیرے اندر ہے وہ تیرا اخلاق ہے
 رحم کن پنہان خودائے خشکیں
 اے عقیقہ ناک! اپنی طرف سے چپکے سے دم کر کے
 زین نسق می گفت بالطف و کثاد
 اس طور پر زری سے اور دل کو لکھ کر کہہ رہی تھی
 گریہ چوں ز حد گذشت و گاہے
 جب اس کا رونا اور ہائے ہائے کرنا حد سے بڑھ گیا
 چوں قرارش ماند و صبرش بجائے
 اس کا صبر و تدبیر کس طرح باقی رہتا
 ازاں بالاں یکے بر قے پدید
 اس بارش سے ایک مجلس پمکی

یابہ ترشی یابہ شیریں می سزی
 کٹائی میں یا مٹائی میں تیرے لئے مناسب ہے
 پیش حکمت از سر جاں آدم
 تیرے حکم کے سامنے جان سے حاضر ہوں
 پیش تو گستاخ خرد زنا ختم
 تیرے سامنے بے باکی سے میں نے سواری ہاکی
 توبہ کردم اعتراض انداختم
 میں نے توبہ نہ کرنی، اعتراض کو چھوڑ دیا
 می کشتم پیش تو گردن را بزین
 تیرے سامنے گردن جھکا کرتی ہوں مجھے اڑواں
 ہرچہ خواہی کن ولیکن این مکن
 جو چاہے کر، لیکن یہ نہ کر
 باتوبے من او شفیقے مستم
 جو میری عدم موجودگی میں ہوتے تھے مجھ سے سفاشی کر دلی ہے
 ز اعتماد او دل من مجرم جست
 اس کے بھروسہ پر میرے دل نے مجرم کیا ہے
 اے کہ خلقت بہ ز صمدن کنیں
 اے وہ کہ تیرے خلق تنوں شہد سے بہتر ہے
 در میان گریہ بر رو او فتاد
 روتے روتے منہ کے دل گر پڑی
 از جہنیش مرد را شد دل زجا
 اس کے رونے سے مرد کا دل بچھل گیا
 زانکہ بے گریہ بد او خود دل رہائے
 اس لئے کہ وہ تو رونے بغیر ہی، دل رہا بھی
 زو شر اے بر دل مکر و جہید
 اور اس کی ایک چنگاری مرد کے دل پر لگتی

لہ پستانخ پاک کا
 ساگ۔ ہرچہ۔ بہرچہ مرا۔
 پیزی۔ بختن۔ یعنی پگانا کا
 مضارع غائب ہے۔
 می سزی۔ ترانہ اور است۔
 لہ خرد گستاخ، سواری۔
 تافتن۔ دوڑانا چٹانے۔
 یعنی مثل راہ۔ آہ مکن۔
 جانی۔ ذکر بہ جز باطن۔
 مستم۔ مستم رہتے۔ شفیق۔
 سفاشی خلق۔ اخلاق حسنہ۔
 کنیں۔ جہد۔ نسق طرزا
 طریق۔ کشاد۔ کشائش دل۔
 خنین۔ رونا۔ دل از جہان دل۔
 زو شر۔ آنا شہر آ رہ چنگاری۔

زن درآمد از طریق نیستی

عورت خاکساری سے پیش آئی

جسم مجانم ہرچہ ہستم آن تست

جیزم اور جان جو کچھ بھی ہے تیری ملک ہے

گر ز روشنی دلم از صبر جست

اگر فقری سے میرا دل اکھڑا

تو مرا در درد ہا بودی دوا

تو میرے دردوں کی دوا رہا ہے

جان تو کو بہر خوشم نیست این

تیری جان کی قسم، یہ اپنے لئے نہیں ہے

خوش من واللہ کہ بہر خویش تو

خاک کی قسم میری ہستی تیرے لئے ہے

کاش جان کش روان من کہ

کاش تیری وہ جان جس پر میری جان قلاب ہے

چون با من بیندین دی لظن

جبکہ تیرا گمان میرے ساتھ یہ ہے

خاک بریم وزر کریم چون

میں نے چاندی سونے پر خاک ڈالی، جبکہ

تو کہ در جان و دلم جامی کنی

تو جو کہ میرے دل و جان میں جگ بنائے ہوئے ہے

تو تیرا کن کہ ہستند دستگاہ

تو بیزار ہو جا، کیونکہ تجھے اخت پار ہے

یادمی کن آن زمانے را کہ من

وہ وقت بھی یاد کر لے کہ میں

بندہ بروفق تو دل افروخت

بندی نے تیری موافقت کیلئے دل منور کر دیا جو

گفت من خاک شما ہم نے سنی

بولی میں تمہاری خاک ہوں، بیوی نہیں ہوں

محکم فرمانا جملگی فرمان تست

محکم اور فرمان سب تیرا (حق) ہے

بہر خوشم نیست این بہر توست

یہ اپنے لئے نہیں (ملک) تیرے لئے ہے

من نمی خواہم کہ باشی بے نوا

میں نہیں چاہتی کہ تو بے سرو سامان رہے

از برائے تست این بانگ و حین

یہ رونا اور چیخت تیرے لئے ہے

بہر نفس خواہد کہ میر خویش تو

وہ ہر وقت چاہتی ہے کہ تجھ پر قربان ہو جا

از ضمیر جان من واقف شمرے

میری جان کے دل کی بات سے واقف ہو جائی

ہم ز جان بیزار گشتم ہم زن

میں میں جسم و جان سے بیزار ہو گئی ہوں

تو چینی با من لے جانرا سکول

تیرا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے لے سکوں دل!

زیں قدر از من تیرا می کنی

مجھ سے استقدر اہل بزاری بیزاری کر رہا ہے

لے تیراے ترا جال غدر خواہ

لے (وہ) کہ تیری بیزاری سے میری با سامانی ہو جائی

چون صنم بودم تو بودی چون من

بُت کی طرح تھی اور تو مجاری کی طرح تھا

ہرچہ گوئی بخت گویم سوخت

جس کو تو بے گناہ کیا میں کہوئی مل گیا ہے

لے تیری خاکساری سنی۔

نیک عورت تیرا ملکیت۔

جملگی تمام بہر تو تیرے

لئے جان تو تیری جان

کی قسم۔ بانگ چیخ و پکار

خین۔ رونا خویش من۔

میری ہستی ہر نفس ہر دم

لے کاش تو کہ جس پر میری

جان قربان ہے میرے دل

کی بات سے واقف ہو جاتا

اور میرے ظاہر و باطن سے

بیزار نہ آتا۔ چون۔ تو نے

بدگمانی سے مجھ کو محض

اپنے آرام کے لئے زرت کی طاب

ہوں لہذا میں بیٹھے سے بیزار

ہوں۔

لے تو چینی یعنی جب تیرا

میرے بارے میں یہ خیال ہے

تیرا اہل بزاری و دستگاہ۔

قدرت، قابو و حتم۔ بخت۔

بخت من اور ہم کے بخت۔

کہ ساتھ بخت پرست۔ ہرچہ۔

یعنی تجھ سے ایک قدم آگے

بڑھ کر تیرا منور ہو گئی۔

ایں جُنپیں خالصتے در آدمی ست
مہر جیوں اکم ست آل زخمی ست
یہ انسان کی خصوصیت ہے
جیوں میں محبت کم ہے یہ نقصان کو جسے ہے

در بیان حدیث انھن یغلبن العاقل ویغلبھن الجاہل
اس حدیث کے بیان میں کہ بیشک وہ عورتیں عقل مند پر غالب ہیں اور جاہل ان پر غالب ہے

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عقل مندوں
باز بر زن جاہلان چیرہ شنود
پھر جاہل لوگ عورت پر غالب ہو جاتے ہیں
کم بود شان قت و لطف و داد
ان میں نرمی، مہربانی اور محبت کم ہوتی ہے
مہر و رقت و صفایاں بُو
محبت اور نرمی انسانی وصف ہوتا ہے
پر تو حق ستاں معشوق نیست
پرتو حق ستاں معشوق نہیں ہے
وہ اللہ تعالیٰ کا عکس ہے معشوق نہیں ہے

تسلیم کردن مرد خود را بانچه التماس زن بود از
مرد کا عورت کی درخواست کو قبول کرنا جو روزگار کے بارے میں
طلب معیشت آں اعتراض اشارہ حق دانستن
تفہیم اور آئس اعتراض کو اللہ کا اشارہ جاننا

بنزد عقل ہر داندہ ہست
ہر عقلمند کے نزدیک یہ (مست) ہے
ازاں چرخہ کہ گرداند زن پیر
اُس چرخ کی طرح جس کو بوڑھی گھما رہی ہو
مرد ازاں گفتن پشیمان چنان
مرد اُس گفت گو سے ایسا شرمندہ ہوا
گفت حصم جان جاں چوں آدم
گفت حصم جان جاں چوں آدم
بولا، جان جاں اکا میں بے مقابل کیوں بنا؟

کہ باگردندہ گرداندہ ہست
کہ گھومنے والے کے ساتھ گھمانے والا ہے
قیاس چرخ گرداں ابھی گیر
گھومنے والے آسمان کو قیاس کر لو
کہ عوانی ساعت مردن عواں
جیسے ظالم مرتے وقت ظلم سے
بر سر جاں من لکد باچوں زدم
میں نے اپنی جان سے بدسلوکی کیوں کی؟

۱۔ خالصتے یعنی انس و
محبت انسان کا خاصہ ہے۔
آزخمی یعنی جیوں کی خلقت
انسان سے ناقص ہے۔
حدیث۔ یہ حدیث ان الفاظ
کے ساتھ حدیث کی مشہور
کتابوں میں نہیں ہے۔
تقد۔ بد مزاج۔ تیرہ پہلوؤں
رقت۔ دل کی نرمی۔
لہ و داد۔ محبت۔ پرتو۔
روشنی، عکس، شمع۔
خالق۔ عورت، مرد کو حصم
دیتی ہے اور تربیت کرتی
ہے۔ التماس۔ درخواست
کرنا۔ معیشت۔ روزگار۔
لہ چرخ گرداں۔ آسمان۔
عوان۔ عین کا تختہ اور داؤ
کا تشدید ہے لیکن یہاں
پلا تشدید ٹھا جائے عالم
سخت گیر، عوانی میں بار
مصدر ہی ہے تقسم دشمن۔
مخالف۔ جان جاں محبوب۔
لکد۔ لاتیں مارنا، بدسلوکی
کرنا۔

زانکہ بندہ رُوئے خوش بُود مرد

اس لئے کہ فرماں کے حسین چہرہ کا غلام تھا
آنکہ از کبرش دلت لرزاں بُود

وہ جس کے تکبر سے تیرا دل لرزتا ہو
آنکہ از نازش دل مجاں خوں بُود

وہ جس کے ناز سے دل ادبیاں خون ہوں
آنکہ در جو رہ جفا پیش دام است

وہ جو ظلم و ستم میں ہمارے لئے جہاں ہے
آنکہ جز خونِ زیرِ ریش کا لے نہ بُود

وہ جس کا خونِ ریزی کے علاوہ کوئی کام نہ تھا
آنکہ جز گردن کشیِ ناپیدا زو

وہ جس کو تکبر کے سوا کچھ نہ آتا ہو
زین اللئاس حق آراستہ است

"زین اللئاس" کو فدا لے آراستہ کیا ہے
چوں بے یسکن الہی ہاش آفرید

جب اُس کو یسکن الہی لکھ لیتے ہیں فدا فرمایا ہے
ز ستم زال اربود و ز حمزہ پیش

اگر ستم زال ہو اور حضرت حمزہؑ سے بھی بڑھا ہو
آنکہ عالم مستِ گفتش آمدے

وہ ذات جس کی گفتگو سے عالم مست ہو جاتا
آبِ غالبِ بر آتش از نہیب

بڑائی کی وجہ سے پانی آگ پر غالب ہے
چونکہ دیگے حائل آمد ہر دورا

جب دیگ دونوں میں حائل ہو جی
ظاہر ابرزن جو آبِ ارغالبی

اگرچہ لفظاً تر و عورت پر پانی کی طرح غالب ہے

چوں بُود چوں بندگی آزاد کرد

کیا ہوگا جب آزاد غلامی کرنے لگے؟
چوں شعی چوں پیش تو گریاں شود

تیرا کیا حال ہوگا اگر وہ تیرے سامنے ملنے لگے
چونکہ آید در نیاز او چوں بُود

جب وہ نیاز مندی کرنے لگے تو کیا ہوگا؟
غدر ماچ بُود چو او در غدر خاست

اگر وہ غدر خواہی کرنے لگے تو ہمارا کیا غدر ہوگا؟
چوں نہد گردن زہے سودا و سود

جب وہ گردن نہ کاٹے تو کتنا اچھا سودا و رفع ہے؟
خوش در آید باتو چوں باشد بگو

تجھ سے ابھی طرح پیش آئے تو کیا ہوگا؟
زانکہ حق آراست چو تانہ سرت

جسکو خدا نے آراستہ کیا ہے اُس سے جھکا کر لے ہو سکتا
کے تواند آدم از خوا برید

تو آدمؑ خواہے کیسے جدا ہو سکتے ہیں؟
ہست ز فرماں اسیر زالِ خویش

وہ اپنی بڑھی دیوی کے حکم کا قیدی ہے
کلیمینی یا حمیداً میزدے

فریاتی تھی کہ اے حمید! مجھ سے بات کر
آتشِ جوشد چو باشد در حجب

پرنے میں ہو تو وہ آگ سے جوش کھانے لگتا ہے
نیست کرداں آب را کردش ہوا

اُس آگ نے پانی کو معرّم کر دیا جسکو پونیا
باطن مغلوب وزن را طالبی

دیر پہ تو مغلوب اور عورت کا شہیدانی ہے

لے بندہ غلام بندگی غلامی
آزاد یعنی محبوب جو آزاد آقا
کی طرح ہوتا ہے قیازِ عابدی
آنکہ در جو رہ محبوب کا جورو
جفا عاشق کا جہاں ہے تو
معتشوق کی غرض خواہی کے
بعد عاشق کا کیا حال ہوگا۔
زہے سودا یعنی جیسے عشق
فرمانِ رازی کرنے لگے تو پھر
سبھاں اللہ۔

لے زین القرآن پاک کی آیت
زین اللئاس حبّ اللہ حبّہ
ہو اللئاساء واللؤلؤں کو
مغرب چیز یعنی بیویوں
کی بوسہ کی جگہ مسلم ہوتی ہے
یسکن الہی ہاش وہ اُس سے
سکون حاصل کر لے حضرت
آدمؑ اور خواہے بارے میں
قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے
کہ خواہ اُس لئے پیدا کیا
تاکہ آدمؑ اُس سکون حاصل
کریں۔

لے ستم زال یعنی زال کا
بیا ستم۔ زال بڑھی بہاں
بیوی مراد ہے حمزہ۔ ایک
مشہور یہودیان بھی ہے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سب سے پہلے چچا کا نام بھی
ہے جن کی شجاعتِ فخرِ الہی
ہے۔ حمزہ آراء حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔
نہیب غلبت، زعب،
حائل آؤ۔ ہر دور آگ پانی
باطن پر چونکہ تعلقی خاطر ہے۔

موسیٰ و فرعون معنی را نوی

موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون ایک حقیقت کے تابع ہیں

روز موسیٰ پیش حق نالال شد

موسیٰ (علیہ السلام) دن میں بھی اللہ کے سامنے بیجا

کایں چہ غل ست اخلا بر گزوم

کے خدا! میری گردن میں یہ کیسا طوق ہے؟

زانکہ موسیٰ را تو مہ رو کردہ

جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو چاند کی شکل کر دیا

زانکہ موسیٰ را منور کردہ

جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو روشن کر دیا ہے

بہتر از ماہ ہے نمود استارہ ام

میرا ستارہ چاند سے بہتر معلوم ہوتا تھا

نوبتم گر ربے سلطاں می زند

اگر لوگ میرے ربا اور سلطان ہوں کیا تو کا بچا ہیں

میزند آں طاس و غوغا می کنند

لوگ ملوث بجاتے ہیں اور شور مچاتے ہیں

من کہ فرعونم ز خلق آوائے من

میں جو کہ فرعون ہوں ہائے افسوس مخلوق کی نیجات

خواجہ تاشا نیم آمانیشہ ات

ہم ایک آنا کے غلام ہیں لیکن تیرا کھانا

باز شاخے را موصول می کند

پھر ایک شاخ پر پیوند چڑھا دیتا ہے

شاخ را بر تیشہ دستے ہستے

شاخ کو کھارے پر تیشہ سے نہیں

حق آں قدرت کہ آں تیشہ ترا

اُس قدرت کے طفیل جو کہ تیرا کھانا ہے

ظاہر آں ہ دارد وایں بوی

بظاہر وہ راستہ پر ہے اور یہ بے راہ

نیم شب فرعون ہم گریاں شد

آدھی رات کو فرعون بھی رویا

ورنہ غل باشد کہ گوید من منم

اگر طوق نہ ہوتا تو میں میں ہوں کون کہے؟

ماہ جانم را سیہ رو کردہ

میری جان کے چاند کو سیہ رو کر دیا ہے

مہر مرا زان مہم مگد کردہ

امی سے مجھے غبار آلود کر دیا ہے

چوں خسوف آمد چہ باشد چارہ ام

جب گرہن لگ گیا، میں کیا کروں؟

مہ گرفت و خلق بیگماں می زند

تو چاند گرہن میں آگیا، لوگ تھائی بجاتے ہیں

ماہ را زان زخمہ رسوا می کنند

چاند کو اُس ڈنگے سے رسوا کرتے ہیں

زخم طاس آں ربی الاعلا من

ڈنگے کی چوٹ میرے "ربی الاعلا" پر

می شکاف شاخ را دریشہ ات

تیرے جنگل میں شاخ میں شکاف لگاتا ہے

شاخ دیگر را معطل می کند

اور دوسری شاخ کو بیکار کر دیتا ہے

ہیچ شاخ از دست تیشہ ترا

کوئی شاخ کھارے سے بچی، نہیں

از کرم کن ایں کثر ہیا را تو ترا

کرم کر کے ان بچیوں کو تو سیدھا کر دے

لے رہی۔ غلام۔ بے رہی۔

گراہی یعنی لڑکھار اور خطا کار

دونوں اپنے اختیار کی تھ

تا بلع فران ہیں کایں کہ

ایں غفل طوق یعنی آنا

کا طوق یکنم یعنی آنا

کا دعویٰ نہ تو چاند کی سی

شکل والا مگر تیرا استارہ۔

ستارہ الف زیادہ ہے۔

خسوف۔ چاند گرہن۔ قوت

زون۔ نقارہ پشنا۔

لے مگر گرت۔ چاند گرہن

میں ہے۔ بیگماں۔ تھائی،

بعض تو ہیں چاند گرہن کے

وقت تھایاں بجاتی اور

ڈھول پیتی ہیں تاکہ چاند

گرہن سے نکل جائے۔ طاش

طشلا۔ غوغا۔ شور و غل۔ زخمہ

وہ چھلچھالی میں بہن کر

شاہ بجایا یا کسے مضرب۔

لے فرعون شاہان مصر کا

لقب تھا حضرت موسیٰ کے

زلفے کے فرعون کا نام صعب

بن ولید تھا لہذا فرعون سے

مراد شاہ مصر ہے۔ آنا۔ تیشہ

الاعلیٰ ہیں تمہارا سب کا بچا

رب ہوں یہ فرعون کا مقولہ

ہے۔ خراج تاش۔ ایک آنا

کے دو غلام ہوں تو ہر ایک

دوسرے کا خراج تاش کیلئے

تیشہ بطور کھارے پیشہ جنگل

مقول۔ پیوند سے یعنی

شاخ کا کھارے پر کوئی اس

نہیں ہے حق یعنی بستی

آں قدرت۔ کثر۔ بجی۔

راست۔ سیدھا۔

کس نمی داند قضا را جز خداے
خدا کے علاوہ قضا کو کوئی نہیں جانتا ہے
تا نداند عقل ما پا را ز سر
تا کہ ہر عقل سر پیر کو نہ سمجھ سکے
گفت اذ اجاء القضاء عی البصر
فرمایا "جب قضا آتی ہے آنکھیں بند نہ ہوتی ہیں"
پر وہ بدریدہ گریاں می درد
پر وہ چاک کر کے گریاں چاک کرتا ہے
مگر بدم کافر مسماں می شوم
اگر میں کافر تھا تو مسلمان ہوتا ہوں
بر ممکن یکبار گیم از بیخ و بن
ایک بار گیمیری بیخ کنی نہ کر
چونکہ عذر آر دمسلمان می شود
جب عذر کرتا ہے تو مسلمان ہو جاتا ہے
عذر من بپذیر و بشنوائی سخن
میرا عند قبول کر لے اور بات سن
عاشق او ہم وجود و ہم عدم
وجود اور عدم (دونوں) اُس کے عاشق ہیں
مُس و نقرہ بندہ آل کیمیا
تانبہ اور چاندی اُس کیمیا کے غلام ہیں

چوں قضا آید نہ اند فہم راے
جب قضا آتی ہے عقل اور سمجھ نہیں رہتی ہے
چوں قضا آید فرو پوشد بصر
جب قضا آتی ہے آنکھیں بند کر دیتی ہے
زاں ایام المتقین و ادایں خبر
اس لئے متقین کے ایام نے یہ خبر دی ہے
چوں قضا بگذشت عذرا می خود
جب قضا گزر جاتی ہے انسان اپنے آپ کو کاٹتا ہے
مرد گفت اے زن یشیاں می شوم
مرد نے کہا اے بیوی میں شرمندہ ہوں
من گنہگارم تو ام رحمہ کج
میں خطا وار ہوں تو مجھ پر رحم کر
کافر بیر ایشیاں می شود
کافر بھرا کافر اگر شرمندہ ہوتا ہے
من گنہگارم تو ام رحمہ کج
میں خطا وار ہوں تو مجھ پر رحم کر
حضرت پیر رحمت ست پیر کرم
رحمت اور کرم سے بھرا دیا رہے
کفر و ایماں عاشق آل کبریا
کفر اور ایمان اُس کبریا کے عاشق ہیں

لے ایام المتقین۔ یعنی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ
میں خورد۔ یعنی افسوس میں
ہاتھوں کو کاٹتا ہے پر وہ۔
یعنی غفلت کا پر وہ بچ۔
کہ ان معنی اکھاڑتا ہے
نہی کا صیغہ ہے۔

لے حضرت یعنی دربار
خداوندی۔ وجود یعنی خود
اور عدم دونوں اُس کے
حکم کے تابع ہیں میں تانبہ۔
مستحق تر تابع بقشیت بغیث
خداوندی۔ یاد رہے تریاق۔

در بیان آنکہ موسیٰ و فرعون ہر دو مستخریک

اُس بیان میں کہ موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون دونوں ایک ہی ریشیت
تمشیت اند چنانکہ زہر و پیا زہر و ظلمت نور
کے تابع ہیں جیسا کہ زہر اور تریاق اور تاریکی اور روشنی

و خلوت فرعون با حق تعالیٰ

اور فرعون کی اللہ تعالیٰ سے خلوت

چوں گل زخارست و خالاز گل چرا
مجبور کاٹے سے اور کاٹا چوک بے کیوں
یا نہ جنگ ستا پس بر کجاست
یا نہ جنگ نہیں ہے، بلکہ مصلحت کیلئے ہے
یا نہ این ست نہ آل حیرانی ست
یا نہ ہے اور نہ وہ، حیرانی ہے
اپنے تو گنجش تو تم می کنی
جس کو تو خزانہ سمجھ رہا ہے
چوں عمارت دان تو تم را یہاں
دہم اور تدبیر کو تو آبادی کی طرح سمجھ
در عمارت ہستی و جنگے بود
عمارت میں ہستی اور اختلاف ہونا ہے
نہ کہ ہست از ہستی فریاد کرد
(یہ بات) نہیں ہے کہ ہست ہستی سے نفرت کی
تو لگو کہ من گریز انم ز نیست
تو یہ کہہ کہ میں نیست سے اگر گریز کرتا ہوں
ظاہر انجاندت اوسوئے خود
بظاہر وہ تجھے اپنی طرف بلاتا ہے
قوم اندر آتش سوزاں چودو
ایک قوم جلانیوں کی آگ میں بھولوں کی طرح ہے
نعلمائے بازگوند است اسلم
اے سلیم! یہ اٹھنے فصل ہیں

ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا
دونوں جنگ میں (مبتلا) ہیں اور کج و تمعین میں
ہمچو جنگ خرفروشاں صنعت
دلاؤں کی جنگ کی طرح مصنوعی ہے
گنج باید گنج در ویرانی ست
خزانہ چاہیے اور خزانہ ویرانی میں ہے
زاں تو تم گنج را گم می کنی
اِس دہم سے تو خزانہ گم کر رہا ہے
گنج نبود در عمارت جائیہاں
آبادیوں میں خزانہ نہیں ہوتا ہے
نیست را از ہستہاں گے بود
فانی کو ہستیوں سے نفرت ہوتی ہے
بلکہ نیستاں ہست او داد کرد
بلکہ نیست نے اُس ہست کو رو کر دیا ہے
بلکہ او از تو گریز نیست بایست
بلکہ وہ تجھ سے گریز کرتا ہے، ہٹ کر
وزدروں می راندت چو بد
(لیکن) باطن میں تجھے ہٹانے کی ککڑی سے ہٹاتا ہے
قومے اندر گلستان با رخ و درد
(اور) ایک قوم باغ میں رخ اور درد میں ہے
نفرت فرعون را داں از کلیم
فرعون کی نفرت کو موسیٰ (علیہ السلام) کی جانب سے

لے چوں گل۔ یہ دوسرا جواب ہے
یعنی گل اور غار دونوں کے نشوونما
ایک درخت ہے، یہ بھی دونوں
میں تضاد ہے، یا نہ جنگ تیسری
بات یہ ہے کہ انہیں حقیقی خلاف
نہیں ہے بلکہ مصلحت کی وجہ سے
بنائی اختلاف ہے، چیرانی اور
اور احساں کو نقل گنج خزانہ
یاں شغرائی فی الخ مراد ہے۔
ویرانی حیرت آمیز، نقش گنج
سے مراد نبوی لکھتے ہیں۔
۱۵ عمارت۔ آبادی یعنی
دہم اور خیالات آبادی کی
طرح ہیں، خزانہ ویرانی
مٹا ہے آبادی میں نہیں
ہوتا۔ نیست یعنی فانی
فی اللہ ہستہاں یعنی زنداں
مذہب ان بتی۔ قرآن و نور
شانی ہونا، نفرت کرنا۔
و داد او پس نیست۔
صاحب فنا را زندان۔ اہلنا
ہٹانا۔
۱۵ جواب۔ وہ دہ دہا جو
تجھے کو ہٹانے کیلئے بناواں
جاتا ہے۔ قرآن یعنی اہل بشر
و درد۔ گلاب کا پھول
نعلمائے بازگوند۔ چو بد
میں اٹھنے پڑنا لکھتے ہیں
تا کہ کھڑی انکی آمد کو رفت
سمجھئے، یعنی دراصل تو
اہل اللہ کو اہل دنیا سے
نفرت ہوتی ہے لیکن نظر
آئے کہ کو دنیا را مٹو زبیل
سمجھئے ہن میں حکم حضرت
موسیٰ علیہ السلام جیکے فلسفی
کا فلسفہ یہ ہے۔ زردہ۔
انہ سے کہ زردی۔

سبب حمان اشقیاء از دو جہاں کہ خسرو الدنیا و الاخرۃ
برہت لوگوں کے دو جہاں سے محروم رہنے کا سبب جنہوں نے دنیا اور آخرت میں خواہ مخواہ

کاسماں بیضہ میں چوں رسد آ
کاسماں اندے کی طرح اور زمین زردی کی طرح

اں حکیمک اعتقادے کردہ آ
اُس فلسفی نے اعتقاد کیا ہے

لہ یا نہ تھا۔ اسے ہمارے
پروردگار کی تمام رات
خدا کو پکارتا ہوں۔ خالی۔
میں نے اس رات میں موزوں مٹا دیے۔

رنگ مٹا دیا فلتے ہیں
فرعون کی عاتق میں ملتے شدہ
تھیں حضرت موسیٰ کی لاش
کے سامنے آنکھیں نہ کھلائی۔

یہاں پر جانا تھا کہ ایک۔
قلب۔ روح تالاب جہم۔
فرعون کی بات کا دوسرا
جواب یہ ہے کہ یہ سب مشیت

کے تابع ہیں وہ بیکے ساتھ جو
مسلک چاہتا ہے کرتا ہے۔
تو ہم کدیرا ماہ و کدیر
کشت کی جیتی نہ تھی۔ برا۔
کئی ننگان ہو جا پس ہو گیا

قرآن پاک میں ہے جب خدا
کسی بات کا ارادہ فرماتا ہے
تو اس کو حکم دیتا ہے کہ ہو جائیں
وہ ہو جاتی ہے۔ رنگ۔

وہ جو مطلق۔ اسے رنگ یعنی
وہ جو مطلق جب تعین کی
قدیں آتا ہے اور وہ وجود
صفت امکان کے ساتھ
مستصف ہو جاتا ہے موسیٰ۔

یہاں سے ارادہ مطلقا نہیں ہے۔
تو وہ ذاتی یعنی جو کچھ
اختلافات ہیں وہ تعینات
کی وجہ سے ہیں وہ جو مطلق
کا تضاد کشتی اور صلاح ہے۔

قیل وقال یعنی اختلافات۔
اسے تعب یعنی جب جو مطلق
ہی کے سب تعینات ہیں تو
وہ جو مطلق کے خواص نکلتے
ہیں کیسے جل گئے ہیں اس
اشکال کا جواب ہے کہ انہیں

باز با خود گفتہ فرعون عجیب
پھر فرعون اپنے دل میں کہتا ہائے تعجب

در نہاں خاکی موزوں می شوم
تنہائی میں متواضع اور متعبد ہو جاتا ہوں

رنگ زرق قلب دہ تو می شود
کھوٹے سونے کا رنگ دھنس گنا ہوتا ہے

نہ کہ قلب قابلہم در محکم اوست
نہ کہ قلب قابلہم در محکم اوست

کیا ایسا نہیں ہے کہ ہر اقلب اور جسم کے تابع ہو؟
لحظہ ما ہم کند لحظہ سیاہ
ایک لحظہ میں ہیں چاند بنا دیتا ایک لحظہ میں کالا

سبز گردم چونکہ گوید کشت باں
جب وہ کہے کشتی بن جا میں سبز ہو جاؤں

پیش چو گناہے رنجم کن فکان
کئی ننگان کے حکم کے ابلے کے آگے

چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد
جب بے رنگ، رنگ کا پابند ہو گیا

جوں بہیرنگی شری کان شتی
جب تو اس بے رنگی میں جائے جو تو رکنت تھا

گر ترا آبد بریں گفتہ سوال
اگر تو میری اس گفتگو پر سوال کرے

ای عجبا کیں نکل ازیرنگ تھا
تعب ہے، یہ رنگ بے رنگ سے پیدا ہوا

تعب ہے، یہ رنگ بے رنگ سے پیدا ہوا
اصل و غن ز آب افروز می شود

تیل کا بیج، پانی سے بڑھتا ہے
چونکہ روشن راز آب سرشته اند

جبکہ تیل کو پانی سے تیار کیا ہے

من نہ دریا آیتنا ام جملہ شب
کیا میں تمام رات یا آیتنا میں نہیں ہوتا ہوں؟

چون موسیٰ می رسم جوں می شوم
جب موسیٰ کے سامنے پہنچتا ہوں، کیسا ہو جاتا ہوں؟

پیش آتش جوں سیر رومی شود
آگ کے سامنے کیسا کالا منہ ہو جاتا ہے

لحظہ مغرم کند یک لحظہ پورت
ایک لحظہ میں ہیں گودا بنا دیتا ایک لحظہ میں چھپکا

خود چه باشد کارا میں غیر آلہ
خدا کے علاوہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے؟

زرد گردم چونکہ گوید رشت باں
جب وہ کہے بد صورت بن جا میں زرد ہو جاؤں

مید ویم اندر مکان و لامکان
ہم مکان اور لامکان میں دوڑ رہے ہیں

موسے باموسے در جنگ شد
ایک موسیٰ کا دوسرے موسیٰ سے اختلاف ہو گیا

ایک موسیٰ کا دوسرے موسیٰ سے اختلاف ہو گیا
موسیٰ و فرعون دارند آشتی

معلوم ہو گا کہ موسیٰ اور فرعون راہی صلح رکھتے
رنگ کے خالی بود از قیل و قال

رنگ تیل و قال سے کب خالی ہو سکتا ہے؟
رنگ باہر رنگ جوں جنگ سخت

رنگ بے رنگ سے کیوں مختلف ہوا؟
عاقبت با آب ضد جوں می شود

انجام کار، پانی کے مخالف کیوں ہوتا ہوا؟
آب بار و غن چرا صد گشتہ اند

تو پانی اور تیل میں کیوں تضاد ہے؟

سندہ خود خواند احمد در رشاد
فران میں احمد علی اللہ علیہ السلام پانندہ لکھ چکا
عقل تو بچوں شتر باں تو شتر
تو اونٹ ہے اور عقل شتر باں کی طرح ہے
عقل غفلت راویا و عقلها
اویا عقل کی عقل ہیں اور عقلیں
اندرایشاں بنگر آخر ز اعتبار
آن کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ
چہ قلاؤز و چہ اشترباں بیاب
رہنما کیا اور شتر باں کیا، حاصل کر
تک جہان رشب ماندہ مخ دو
یہ دنیا تاریکی میں ہے، بیکار
اینت خورشید نے نہاں در ذرہ
حیرت اذہ میں سورج پوشیدہ ہے
اینت دریائے نہاں زیر کاه
حیرت گھاس کے نیچے چھپا دریا ہے
اشتباہے و گمانے دروں
باطن میں حسن ظن اور گمان
ہر پیپر فردا در جہاں
ہر پیپر دنیا میں تنہا آیا
عالم کبریٰ بقدرت شجرہ کرد
قدرت سے عالم کبریٰ کو شجرہ کیا
ابہا نش فردیدند وضعیف
بیوقوفوں نے اس کو ایلا اور کمزور سمجھا
ابہاں گفتند مرکبش نیست
بیوقوفوں نے کہا ایک انسان زیادہ نہیں ہے

جملہ عالم را بخواں قل یا عباد
تمام جہان کو قل یا عباد پڑھے
می کشاند ہر طرف در محکم مر
سخت محکم سے ہر طرف کھینچتی ہے
بر مثال اشتراں تا انتہا
آخر تک اونٹوں کی طرح ہیں
یک قلاؤزست جان صد ہزار
ایک رہنما ہے اور لاکھوں جانیں ہیں
دیدہ کال دیدہ بیند آفتاب
وہ آنکھ جو آنکھ آفتاب کو دیکھ سکے
منتظر موقوف خورشید رست روز
منتظر اور سورج اور دن پر موقوف ہے
شیر نر در پوستان بترہ
بکری کے بچہ کی کھال میں شیر نر ہے
پا براس کہ ہیں منہ با اشتباہ
خبردار شیر میں اس گھاس پر پاؤں نہ رکھنا
رحمت حق ست بہر رهنمون
رہنمائی کے لئے اللہ کی رحمت ہے
فرد لو و صد جہاںش در نہاں
تنہا تھا اور اس میں نہ جہاں چھپے ہوئے تھے
کرد خود را در کہیں نقشے نور
معمولی نقش میں اپنے آپ کو پیٹ دیا
کے ضعیف آنکراشہ شد حریف
وہ کمزور کب ہوگا جوشاہ کا مصاحب ہو
وئے آنکو عاقبت اندیش نیست
اس پر افسوس ہے جو عاقبت اندیش نہیں ہے

قل یا عباد
اے میرے بندو عام مقربین
یا عبادی کو اس کا مقولہ قرار
دیتے ہیں لیکن مولانا نے
یہاں جو تفسیر کی ہے اس کے
اعتبار سے یا عبادی کا مقولہ
کا مقولہ بتایا ہے۔ شتر کو اونٹ
سنت عقل عقائد یعنی
ادیا روگوں کی عقل کے لئے
بہتر لہ عقل کے ہیں۔ اعتبار
عبرت اور سبق حاصل کرنا۔
قلاؤز بہر صد ہزار لاکھ۔
چہ یعنی ادیا روگوں قلاؤز اور
شتر باں جیسا سمجھنا غلط ہے
بلکہ وہ آفتاب ہیں۔ نکات۔
ایک کا عطف ہے یعنی روز
سائن بیکار منتظر یعنی
ادیا روگوں کو دنیا میں رہنا
دنیا ہی روشنی کیلئے آئے دور
کی منتظر ہے جس طرح رات
منتظر ہوئے میں سورج کی
منتظر رہتی ہے۔

اینت
خورشید یعنی سورج۔ ذرہ یعنی
جسم انسانی۔ زیر کاه جس
دریا کی سطح پر گھاس ہوتا ہے
بڑی اشتباہ کہ قدرت ہوتی
ہے انسان گھاس پر کھڑا
دھڑکے نیچے گرا پانی بہا کر
کر کاه اشتباہ ہے فقہار کے
ساتھ حسن ظن قائم رکھنے سے
رہنما ملتا ہے۔ ہر پیپر یعنی
پیپر و دل پوری ایک سنت
ہے کہ عالم کبریٰ جہاں
عالم صغریٰ انسان کو کہا جاتا
ہے۔ نقشے یعنی پیپر انسان
کی صورتیں رونما تو ہے لیکن
کائنات پر اس کا عطف نہیں ہے۔

ایک اور لفظ اشتباہ ہے۔ عاقبت اندیش نہیں ہے۔ عاقبت اندیش یا اگر کہتے ہوں

گفت سائل چون کا ندیا کا کلاں

سوال کر نیوالے نے کہا کہ زمین کس طرح ٹہری ہوئی

ہم جو قندریلے معلق در ہوا

ہو اہل یک معلق قندریلے کی طرح

آں حکیمش گفت کز جاد سما

اُس فلسفی نے کہا کہ آسمان کی کشش ہے

چوں زمقنا طیس قتبہ رنجتہ

جیسے مقناطیس سے ڈھسلا ہوا قتبہ

آں دگر گفت آسمان با صفا

دوسرے نے کہا مصطفیٰ آسمان

بلکہ دفعش می کند از شش چہا

بلکہ اُس کو جھٹ جائیوں سے دفع کرتا ہے

پس زد رفع خاطر اہل کمال

اہل کمال کی طبیعت کے دفع کرنے کی وجہ سے

پس زد رفع ایں جہاں آں جہا

پس اِس جہاں اور اِس جہاں دفع کرنے کی وجہ سے

سگر کشی از بندگان ذوالجلال

اللہ کے بندوں سے تو سگر کشی اس لئے کرتا ہے

کہر بادارند و چوں پیدا کنند

اُن کے پاس کہا رہا ہے جب وہ اس کو ظاہر کرتے ہیں

کہر بائے خویش چوں بہاں کنند

اپنے کہر یا کو جب وہ چھپا بیٹے ہیں

آینچناں کہ مرتبہ حیوانی ست

جس طرح حیوانی مرتبہ ہے

مرتبہ انساں بدست اولیا

انسان کا مرتبہ اولیاء کے ہاتھ میں ہے

در میان ایں محیط آسماں

اِس احاطہ کرنے والے آسمان کے درمیان میں

نے براسفل می رود نے برعلا

(جو) نہ نیچے جاتی ہے نہ اوپر

از جہات شش بماند اندر ہوا

شش جہات سے، ہوا میں ہے

در میان ماند آہنے آویختہ

لٹکا ہوا لوہا (اُس کے) درمیان رہتا ہے

کے کشد در خود زمین تیرہ را

تاریک زمین کو اپنی طرف کب کھینچے گا؟

تا بماند در میان عاصفا

تا کہ تیز ہواؤں کے درمیان میں رہے

جان فرعونان بماند اندر ضلال

فرعون کی جان گمراہی میں پڑی رہی

ماند انداں پیراں بے این آں

یہ گمراہ بغیر اِس کے اور بغیر اُس کے رہے

زانکہ دارند از وجود تو ملال

کیونکہ وہ تیرے وجود سے رنجیدہ ہیں

کاہ ہستی ترا شیدا کنند

تیرے وجود کے تیشے کو عاشق بنا لیتے ہیں

زود تسلیم ترا طعیاں کنند

فورا تیری اطاعت کو سرکشی بنا دیتے ہیں

کو اسیر و سغب انسانی ست

کہ وہ انسان کا تیردی اور فرمانبردار ہے

سغب چوں حیوان شش کش گیا

حیوان کی طرح فرمانبردار سمجھو اے عقلمند

لہذا کلاں زمین محیط

احاطہ کر نیوالے معلق ہو کا ہوا

متصل نیچے کی چیز عرلا

بلندی جذب کشش ہوا

آسمان کشش جہات دایا

ایمان اوپر نیچے لٹکا ہوا

مقناطیس میں اور طار کا کش

ہے ایک پتھر ہے جذبہ کو

اپنی طرف کھینچتا ہے قتبہ

گنبد رنجتہ دھلا ہوا

لہذا ہوا عاصفہ دفع

تیرہ عباد کو ذہنیک دفع ہو

کرنا کشش جہات چوں طوفان

عاصفانہ عاصفہ کی جہاں

تیز ہوا خاطر قلب اہل

کمال یعنی اولیاء خدا

گمراہی ایں جہاں دنیا

اِس جہاں آخرت پیراں

گمراہان ذوالجلال اللہ تعالیٰ

طراں رنج

لہذا کہر بادارند و چوں پیدا

کند کہر بائے خویش چوں بہاں

کنند اپنے کہر یا کو جب وہ چھپا

بیٹے ہیں آینچناں کہ مرتبہ

حیوانی مرتبہ جس طرح

حیوانی مرتبہ انسان بدست

اولیاء انسان کا مرتبہ اولیاء کے

ہاتھ میں ہے

روح بھوجو صالح وزن ناواست
روح بھنزل (حضرت) صالح ہے اور جسم اونٹنی ہے

روح صالح قابل آفات نیست
روح جو بھنزل (صالح) ہے مصائب کو قبول کرنے والی نہیں

روح صالح قابل آزار نیست
روح جو بھنزل (صالح) کو تکالیف کو قبول کرنے والی نہیں ہے

حق ازاں پیوست با جسم نہا
اللہ تعالیٰ نے اپنے جسم سے پوشیدہ طور پر پیوست کر لیا

بے خبر کاراں آزار اوست
(وہ) جس نے خبر نہیں کر لی اس (روح) کا تاناؤ اللہ

زاں تعلق کرد با جسمش آکہ
اُس کو اللہ نے جسم سے اسلئے تعلق کیا

کس نیابد بدول ایشان ظفر
اُن کے دل پر کوئی نفع نہیں پاتا ہے

ناوہ جسم ولی را بندہ باش
ولی کے جسم کی اونٹنی کا غلام بن جا

گفت صالح چونکہ گردید از حد
حضرت (صالح) نے فرمایا کہ چونکہ تم نے یہ حد پڑا

بعد رسہ روز دیگر از جاں تان
اگلے تین دن بعد جان لینے والے (اللہ) کو جا ہے

رنگ روئے جملہ تان گرد و دیگر
تم سب کے چہروں کا رنگ گر گروں میں جواں گ

روز اول رگوتاں چون عفران
پہلے دن تمہارے چہرے زعفران جیسے ہونگے

در سوم گرد و ہمہ رو ہا سیاہ
تیسرے دن سب چہرے سیاہ ہوں گے

روح اندر وصل متن در فاقہ است
روح وصل (کی خوشی) میں ہے اور جسم فاقہ میں ہے

زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست
زخم اونٹنی پر ہوگا، ذات پر نہیں ہے

نور یزداں سغیر کفار نیست
اللہ کا نور کافروں کا ترنمہ نہیں ہے

تاش آزارند و بیند امتحان
تا کہ وہ اُس کو رستائیں اور آزار تاش میں پڑیں

آب این خم متصل با آب بھوت
اس شے کا پانی نہر کے پانی سے وابستہ ہے

تا کہ گرد و جملہ عالم را پناہ
تا کہ وہ تمام دنیا کے لئے پناہ بنے

بر صدف آید ضرر نے برگہر
ضرر رسیپ کو پہنچتا ہے نہ کہ موتی کو

تاشنوی باروح صالح خواجہ تاش
تا کہ روح صالح کے ساتھ آجئے خود دلی وصل ہو

بعد رسہ روز از خدا نعمت رسد
تین دن کے بعد خدا کا عذاب آئے گا

آتش آید کہ دارد سہ نشان
آگ آئے گی جس کی تین علامتیں ہیں

رنگ رنگ مختلف اندر نظر
جو دیکھنے میں مختلف رنگ کے ہوں گے

در دوم رو سرخ بچوں ارغوان
دوسرے دن چہرے ارغوان کی طرح سرخ ہونگے

بعد ازاں اندر رسد قہر آکہ
اُس کے بعد اللہ کا عذاب آ جائے گا

لہ وصل یعنی وہ وصل بحق
ہے اور سرور ہے حق یعنی

جسم پر مصائب آئے ہیں
ذات یعنی روح بے غصہ۔

چکنی چیز امتحان یعنی خبر
لوگ نیکوں کے جسم کو کشتا ہے

ہیں تو عذاب میں مبتلا ہوتے
ہیں۔ اس یعنی روح اور۔

یعنی اللہ تعالیٰ آپ یعنی
روح کی نسبت اللہ تعالیٰ

سے وہی ہے جو شے کے
پانی کی نہر کے پانی سے ہے۔

تاش تراں۔ انیساد اور اولیاد
کی روح کو جسموں سے اس

لئے بھی متعلق کیا گیا ہے کہ
وہ عالم کی پناہ بنیں۔ ظفر۔

فتح۔ صدف۔ رسیپ گہر۔
موتی جسم یعنی جو بھنزل

کے ہے۔ روح یعنی جو بھنزل
حضرت صالح کے ہے۔

تاش خواجہ تاش۔ ایک آقا
کے دو غلام ہر ایک دوسرے

کا خواجہ تاش کہلائے گا۔ حد۔
یعنی اُنکو اونٹنی کے پانی پینے

سے جلن پیدا ہوئی نعمت۔
عذاب۔ جاں تان۔ جان

کو لینے والا یعنی اللہ تعالیٰ۔
نشان۔ علامت۔ تان۔

جمع مخاطب کی ضمیر ہے۔
ارغوان۔ گل بابونہ جو نہایت

سرخ ہوتا ہے۔

لہ کا قی و پای میں باوجود
ہے صراحہ قوم نمود کے تھے
ان کے کیلئے بطور مجروح ایک نئی
بجھوت پیدا کر دی تھی جسکو قوم
نے اس ضد میں اڑا لاکر وہ
تالاب کا بیٹر پانی پی لے تھی
اس پر قوم خود پر زور کا مذاق
آیا اور وہ تباہ ہو گئی۔ روڈاں
جاری مشہور صورت ظاہر
حیثیت افعلی پہلو۔

۱۵ عاقبت۔ انجام کار
خصمان جھمکے بغیر مخالف
و قتلہ۔ ریاکت جنگ بدست
متعلق نازل ہوئی ہے جس
کا مطلب ہے قدرت نے
مشتہدین کی نظروں میں سلاسل
کو قفل کر کے رکھا یا تاکر وہ
جنگ پر تیار ہو کر قدرت
مسلمانوں کے ہاتھ سے ان
کا خاتمہ کر لے۔ بے جبرین۔

اڑی کے اوپر سے پیر کے
لگ چھپے کاٹ دینا تاکر پٹنے
کے تالاب سے بہہ چکر ٹوٹا۔
آب کو زبان کو در احسان
فراموش ہو گئے میٹھ یعنی اس
تالاب اور نہر میں تلوئی پانی
تھا میٹھ۔ ابر۔ آب حق۔
قدرتی پانی۔

۱۶ ناکہ یعنی نیک لوگ
کوستانا ہلاکت یا باعث ہے
حضرت صالح کی اونٹنی کو نشانکر
قوم خود ہلاک ہوئی ناکہ اللہ
و سفیہا ہا۔ یہ سوئے شخص کی
آیت ہے جس میں اللہ ہے کہ
اللہ کے رسول نے ان سے کہا کہ
اللہ کی اونٹنی کو نہ تانا اور نہ
اس کا پانی پینا تاکر نالیک اونٹنی

عاقبت دیدن بود از کاشلی
کاش ہونا، انجام پر نظر رکھنا ہے
بشنو انکوں قصہ صالح رواں
اب (حضرت) صالح کا مشہور قصہ سن
نا تاکہ صورت میں نہ بین عاقبت
کیونکہ ظاہر میں انجام کو نہیں دیکھتا ہے

دور بودن ہر نفس از جاہلی
ہر وقت جہالت سے دور رہنا ہے
بگذر از صورت طلب دل
الفاظ سے گزر جا، ان میں معنی طلب کر
عاقبت بینی بیانی عاقبت
تو انجام پر نظر کرے گا تو عاقبت کو پایگا

حقیر دیدن خصمان صالح ناقہ را چون حق تعالیٰ خواہد شکری
و دشمنوں کا حضرت صالح کی اونٹنی کو حقیر سمجھنا۔ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی لشکر کو
راہلاک گرداند در نظر ایشان خصمان را حقیر نماید و یقیناً کم
ہلاک کرے، ان کی نگاہ میں دشمنوں کو حقیر دکھاتا ہے اور وہ تم کو ان
فی اعینہم ليقضی اللہ امرًا کان مفعولاً
کی نظر میں کم دکھاتا تھا تاکہ اس کام کو سر انجام دے جو کرنا چاہتا ہے

ناقص صالح بصورت بدشتر
(حضرت) صالح کی اونٹنی بظاہر ایک اونٹنی تھی
از برائے آب جو حشمش شدند
و نہر کے پانی کی وجہ سے اس کے بدن ہو گئے
ناقص اللہ اک خود از جوئے میغ
اللہ کی اونٹنی نے ابر کی نہر سے پانی پیا
ناقص صالح جو جسم صالحاں
حقیر صالح کی اونٹنی کا نشان لیکر جس جسم کی ہے
تا براں امت ز حکم مرگ درد
دیجہ لو! کہ اس قوم پر عیون اور رو کے نزدیک
شخصہ قہر خدا را ایشان بخت
خدا کے قہر کے وارو نہ لے ان سے طالب
روح صالح بر مثال شتر نیست
روح جو جہنم دار حضرت صالح کے آب کوٹ بیا بیڑی
(سوارا ہے)

پے بریدندش کجلاں قوم مر
ان سخت قوم نے جہالت سے اچھی کو بھینک لیا
آب کو رونائ کو را نشان شدند
وہ پانی اور روٹی کے احسان فراموش ہو گئے
آب حق را داشتند از حق دریغ
انہوں نے اللہ کا پانی، اللہ سے روکا
شد کمینے در ہلاک طالحاں
(دو بد بختوں کی ہلاکت کی کمین گاہ۔ بنی
ناقص اللہ و سفیہا چہ کرد
اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی کیا
خونہمائے اشترے شہرے دست
اونٹنی کے خون سے بدست، ایک پورا شہر
نفس گمہ مر و راجوں پے دست
اور اللہ نفس اس کی کو بھینک لے گا تو اس کے پیر ہے

نے زمانہ عاقبت کو لیا کہ قوم تباہ ہو جائے کہ جس سے ان کے پانی کو روکا جائے۔

در بنیے آو حرم بربل آیین
قرآن میں جس بحر میں آیین لائے ہیں
زانو اں دم زن کہ تعلیمت کنند
تو روز انور اس وقت بیٹھ جب تجھے پڑھیں
منتظر شتند زخم قہر را
قہر کی جوٹ کے منتظر ہو مجھے
صالح از خلوت بسوئے شہر رفت
(حضرت) صالح خلوت سے شہر کی جانب گئے
نالہ از اجزائے ایشان می شنید
ان کے اجزاء سے وہ نالہ سنتے تھے
ز استخوانہا شاں شنید و نالہا
انھوں نے ان کی ہڈیوں سے رونا سنا
گریہ چو ل ز حد گذشت ہا ہا
رونا اور ہائے جب حد سے گزر گیا
صالح آں شنید و گریہ ساز کرد
(حضرت) صالح نے وہ سنا اور رونا شروع کر دیا
گفت اے قوم باطل زلیہ
فرمایا، اے باطل میں زندگی بسر کرنے والی قوم!
حق بگفتہ صبر کن بر جور شاں
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ان کے ظلم پر صبر کر
من بگفتہ بند شد بند از جفا
میں نے عرض کیا نصیحت جو جفا کی وجہ سے بند ہو گئی
بسکہ کروید از جفا بر جائے من
میرے بارے میں تم نے بہت ظلم کئے
حق مرا گفتہ ترا لطف دہم
اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا تجھے (صفت) لطف
عطا کر دے گا

شرح ایں زانو زدن را جائیں
گھٹنوں کے بل بیٹھنے کی شرح جائیں
وز چنیں زانو زدن بہت کنند
اور اس طرح دو زانو بیٹھ جائیے تجھے درائیں
قہر آمد نیست کرداں شہر را
قہر ٹوٹا (اور) اس شہر کو نیست زبا بود کردیا
شہر دیدار در میان و دقت
شہر کو دھویں اور سوختگی میں دیکھا
نوحہ پیدا، نوحہ گویاں نا پدید
رونا موجود تھا رونے والے معدوم تھے
اشک خوں ز جانشاں چو لہا
انہی جانوں سے خون کے آنسو ادلوں کی طرح (پڑے)
گریہ ہائے جانفراے دلربا
وہ رونا جو جانفزا اور دلربا تھا
نوحہ بر نوحہ گراں آغاز کرد
رونے والوں پر رونا شروع کر دیا
وز شما من پیش حق بگریستہ
اور تم سے میں خدا کے سامنے نالاں
پند شاں وہ بس نمائند از دور
انکو نصیحت کر، ان کا دور زیادہ نہیں ہا ہے
شیر پند از مہر جو شد و ز صفا
نصیحت کا دودھ محبت اور صاف کی جوش کی آبی
شیر پند افسردہ در گہائے من
نصیحت کا دودھ میری رگوں میں بچھ کر دیا
بر سر آں زخم ہا مرہم ہم
ان زخموں پر مرہم ہم رکھ دوں گا

لے گئے۔ قرآن پاک۔
جائیں سینے کے بل اور
ہو جائیں قرآن پاک
میں خود شہر کے بلے میں
فرمایا گیا ہے: "فَاَنْصَبْهَا فِي
وَلَوْ هُوَ جَاءَ فَمِنْ هُنَا
ہونگے وہ اپنے گھروں میں
اور مدد نہ آوے۔ انسان کو
قلعہ حاصل کرنے کے لئے
آستانہ اور پیر کے سامنے
دو زانو ہو کر بیٹھنا چاہیے۔

ہم نہا امید۔
لے خلوت۔ خار کے فتنہ
کے ساتھ تنہائی ہو دو۔
دھواں۔ نفث۔ گرمی۔
جانفزا۔ جان کو بڑھانے
والا۔ چونکہ ان کا رونا باعث
عزت تھا جس کی وجہ
سے روحانی ترقی ہوتی
ہے اس لئے اس کو جانفزا
کہا ہے جس بہت۔
دور۔ زمانہ۔

اللہ من گفتہ میں نے اللہ
تعالیٰ سے عرض کیا نصیحت
کے جذبات تو محبت سے
آہرتے ہیں جسکے۔ ان کو
نے مجھ پر ظلم کئے تو نصیحت
کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔
ٹپکے دم خدا نے فرمایا ہم
تجھ یا ہی صفت لطف
و دلعت کر دینگے۔ آن زخمہا۔
انکی ایذا رسانی کے زخم۔

لہ و عید ہری بات کا دودھ
کڑھ چربائے کا پتھر کڑھ کوہ
کا مخفف ہے پہاڑ۔
چارہ ہست یعنی ہزار ہے
بچنے کی تدبیر ہے تکت دلا
دو تیر ندے یا زیادہ ہے
ماضی مطلق کا صیغہ ہے۔
خاکست خرافت کہتا ہے
کوہستان۔
تہ ننگ عیب دولت۔
میتن ہست کی جمع ہے،
احسان تقاضا فیصلہ خدا کی
تبریم محکم نفعی گردن کھن
ماڈلانا۔ کڑھ یعنی حضرت
صالحہ کی ازبانی کے بچے
کی مثال ایک دلی کے
دل کو سمجھ جس کی خدمت
اور احسانندی تھا اس لئے
ضروری ہے اگر ازبانی کا
بچہ اپنے راضی ہو جاتا تو
غلاب الہی سے نجات پا
جاتے اسی طرح اگر دلی کے
دل کو خوش رکھو گے نجات
پا جاؤ گے ورنہ حسرت اور
افسوس سے دوچار ہو گے۔
تہ دل بجا آمدن طبیعت
کا ہمال ہو جانا سلطان ہرجا
سارے کلائی لشکر مقرر
چشم نہادان۔ انتظار کرنا۔
حکم فیصلہ لمحہ معرکہ
اختلاف۔

گر نشاں خواہید از من پس و عید
اگر تم مجھ سے اس دم کی علامت چاہتے ہو
گر تو امید من گرفتن چارہ ست
اگر اس کو پکڑ لو تو (یہ) تہمید ہے
چوں شنیدند ایں زو جملہ تنگ
جب انھوں نے اُن سے یہ سننا سب ذکر
کس تنانست اندراں کمرہ رسید
کوئی شخص اُس بچہ تک نہ پہنچ سکا
ہمچو روح پاک کو از تنگ تن
پاک روح کی طرح جو کہ ہم کی نفرت سے
گفت یارید ایں قضا بمبرم شد
فرمایا تم نے دیکھ دیا فیصلہ قطعی ہو گیا ہے
کمرہ ناقہ چہ با شد خاطرش
ازبانی کا پتھر کس کی مثال ہے اُنکے دل کی
گر تجا آید ریش رستید از ازل
اگر اُس کا دل صاف ہو جائے اس (غلاب) سے بچو گے
چوں شنیدند آں وعید متکبر
جب انھوں نے ہوتا کہ دم کی شنی
روز اَوَّل رُوئے خود دیدند زرد
پہلے دن اپنے چہروں کو زرد دیکھا
سرخ شد رُوئے ہمہ روز دوم
دوسرے دن سب کے چہرے سرخ ہو گئے
شامیہ روز سوم رُوئے ہمہ
تیسرے دن سب کے چہرے سیاہ ہو گئے
چوں ہمہ روز نا امیدی سرزدند
جب سب نا امیدی میں مبتلا ہو گئے

کمرہ ناقہ بسوئے کہ دودھ
ازبانی کا پتھر پہاڑ کی جانب بھاگا جا رہا ہے
ورنہ خود مرغ امید از دام
ورنہ امید کا پرندہ جال سے نکل گیا ہے
در پئے اشتہر دودھ کے چوسک
اونٹ (کے بچے) کے پیچھے کتے کی طرح بھاگے
رفت و در گھسار ہا شد نا پدید
وہ چلا گیا اور پہاڑوں میں غائب ہو گیا
میسگر یزد جانب ربت المین
خدا کی جانب ہما گئی ہے
صورت امید را گردن زد دست
جس نے امید کی صورت معدوم کر دی ہے
کہ بجا آید احسان و برش
کس کے ساتھ احسان اور خدمت بجالاؤ
ورنہ نو امید و مساعد ہا گزراں
ورنہ نا امید اور حسرت زدہ رہو گے
چشم نہادند آں را متنتظر
سراپا انتظار بن کر انتظار کرنے لگے
میزند از نا امیدی آہ سرد
اور نا امیدی سے ٹھنڈی آہیں بھریں
نوبت امید تو بہ گشت محم
امید اور توبہ کا وقت ختم ہو گیا
محکم صالح راست شد بے نامحہ
(حضرت) صالح کا حکم بلا اختلاف صحیح ثابت ہوا
ہمچو اشتہر در دوزانو آمدند
اونٹ کی طرح گھٹنوں کے بل آئے

بر دم و دندان سگسازان شاں
آن کے گتوں جیسے دانتوں اور سانس پر
برستیز و تسخرو افسوس شاں
آن کی جنگجوئی اور تسخر اور ظلم پر
دستِ شاں کثر یا کثاں کچشم کثر
آن کے ہاتھ کچ آن کے پیر کچ آنکھیں کچ
از پئے تقلید و از آیات نقل
تقلید اور منقول کہانیوں کی وجہ سے
پیر خرنے نے جملہ کشتہ پیر خرنے
پیر کے خریدار نہیں تھے سب بڑھے گئے ہوئے تھے
از بہشت آوریز و از بندگاں
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بہشت (اے) بالا یا

بر دہان و چشم کثر دم خانہ شاں
اُن کے منہ اور آنکھ پر جو چھوڑوں گا گھر تھے
شکر گن چوں کرد حق محبوب شاں
اللہ تعالیٰ کا شکر کرو جبکہ اللہ نے انکو گننا کر لیا
مہر شاں کثر صلح شاں کثر شتم کثر
اُن کی محبت کچ اُن کی دوستی کچ، عقدہ کچ
پانہادہ بر سر اس پیر عقل
اُس عاقل شیخ کے سر کو پال کر رکھا تھا
از زبان و چشم و گوشے ہمدگر
ایک دوسرے کی زبان اور آنکھ اور کان کی وجہ سے
تا نامید شاں سق پروردگاں
تا کہ انھیں روزیوں کے انجام کو دکھائے

در معنی آیت فَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْقَا فِي سَفْتِنَا مَمَرٌ زَرْحٌ لِّابْعَيْنِ
اس آیت معنی کے بیان میں چلائے دو دریاں ملنے والے اُن دونوں میں نکالے دو جہازیں دوسرے پر پانی کی طرح

اہل نار و خلد را ہیں ہمدکاں
جہنمیوں اور جنتیوں کو نہیں دیکھ
اہل نار و اہل نور آہمخت
ناری اور نوری بے ملے ہیں
اہل نار و نور باہم درمیاں
ناری اور نوری آپس میں متحد ہیں
ہمچو در کاں خاک ز رک در اختلاط
جس طرح معدن میں مٹی اور سونا باہم ملے ہو ہیں
ہمچنانکہ عقد در در و شبہ
جس طرح کہ ہار میں موتی اور پتھر
صالح و طالح بصورت شبہ
نیک اور بد صورت میں بے ملے ہیں

در میان شاں بزم زرخ لایعین
انکے بیچ میں بزم ہو ایک دوسرے سے غلط ملط نہیں ہیں
در میان شاں کوہ قاف لیجستہ
اُن کے درمیان کوہ قاف کھڑا ہے
در میان شاں بحر زرف میکران
اُن کے درمیان ناپید کنارا گہرا سمندر ہے
در میان شاں صد بیابان و رباط
اُن کے درمیان سینکڑوں جنگل اور آسپاں
مختلط چوں میہمان یکشہ
ایک رات کے مہمان کی طرح بے ملے ہو ہیں
دیدہ بکشا ہو کہ ردی منتہ
آنکھ کھول ہو سکتا ہے تو آگاہ ہوا گئے

لہ کثر دم خانہ بھقو کے
سورج یعنی انکی آنکھوں اور
منہ سے زہر آؤ نظر پر اور
باتیں سختی تھیں سنتے جنگ
و جدل تسخر تسخر مجبور
یعنی گرفتار غلاب دست
یعنی انکے جملہ اعضاء میں بھی
تھی کوئی عضو کام نہ کرتا
تھا تقلید یعنی آباؤ اجداد
کی تقلید آیات نقل یعنی
جو غلط باتیں اپنے بڑوں سے
سنی تھیں پیر عقل حضرت
صالح ۶۔

لہ پیر خرنے یعنی وہ پیر
کے خریدار نہ تھے پیر خرنے
گدھا جس کی بے عقلی میں
اور اضافہ ہوا تھا ہے۔

از زبان یعنی ایک دوسرے
کیا بی زبان اور آنکھ کے
ذریعہ اور زیادہ حالتوں میں
ملتا کر دیکھا تھا۔ زرخ درخت

انبیاء کی ہمت اسلئے بھی ہوئی
جو کہ وہ کافروں کا سر نہاک
انجام دیکھیں مرقع یعنی دو
سمندروں کی طرح دو رنگی اور
بہشتی ملے جیسے ہیں اور امتیاز
اوصاف سے ہے ہمدکاں۔

ہمنشین پڑوسی ہمدرد پردہ
حال بحر ہمدرد۔

لہ قورق گہرا بحر باطلسر
عقدہ ہار عقدہ در عقدہ
تقدید کا سچا کاموتی ہو تھ۔

مہمان یکشہ جو صرافیک
رات کا مہمان ہے اور اہل
خانہ سے ملا جلا ہوا ہے لیکن
انکے درمی جدا ہوا ہے گا۔

طالح بد بخت۔ زہر بود کا
مخفف۔ منتہ آگاہ۔

لے تھا آسمان کی صفائی
خبرِ دانش ہے روضتِ جہاڑ
دونا، صاف کرنا، خیر، دودھ
یونی، نصیحت، شکر، یعنی مٹھی
باتیں، نہرستان، نہر کی جگہ
تبدیل، بودید، سرنگوں، لوندھا،
منقلب، بڑوں، سرکش۔
مرگ، غم، زوال، غم، ریش۔

۱۱۵ کوثر، کنڈن، ہاں، نچنا،
اظہار، غم کرنا، روجود، کرد
یعنی اپنے آپ کو مخاطب کیا۔
نقد، جماعت، لڑکے، کج، طبع،
کیف، اسی، قرآن میں، خذرت
شعبہ کا مقولہ، بقول ہے
کس میں کافروں کی ہلاکت پر
کیسے غم کروں، ایت میں، غنی
قوم ہے مولانا نے تحلف
قوم، فرمایا ہے یعنی مجھے اب
غم کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں ہے۔ بار، حضرت صالحؑ
نے اپنے آپ کو تسلی دی لیکن
پھر بھی آنکھوں میں آنسو آئے
رحمت، بے علت، خدا کی رحمت
بلاعت اور بغیر غرض کے
ہوتی ہے جو ان حضرت صالحؑ
جوان تھے کہ آنکھوں سے
آنسو کیوں بہہ جاتے ہیں۔
۱۱۶ دیا، خود یعنی رحمت
خداوندی، افسوس، ظلم۔
افسوسیاں، ظلم کرنا، اے برہمن
نیچے کے متقد ظلم عقل کا مقتو
ہیں۔ سبب، کہہ، یعنی قوم کا
ہر فرد، جس کو خدا اور پوری
قوم کیلئے سہاگ تھے۔
بد فعل، وہ گھڑا جو ٹیلندی
کے وقت شراوت کرے۔

صاف کردہ حق دلم را چوں شما
اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو آسان کی طرح صاف کر دیا
در نصیحت من شدہ بار دیگر
میں دوبارہ نصیحت میں لگ گیا ہوں
شیر تازہ از شکر اینگختہ
شکر سے، تازہ، دودھ نکالا
در شما چوں زہر گشتہ اس سخن
اُس بات نے تم میں زہر کا کام کیا
چوں شوم نمکیں کہ غم شدہ سرنگوں
میں غمگین کیوں ہوں جبکہ غم اوندھا ہو گیا؟
بیچ کس بر مرگ غم نوحہ کند
غم کے ختم ہوجانے پر کوئی رونا ہے؟
رود خود کرد و بگفت انوحہ گر
اپنی طرف رخ کیا اور کہا اے نوحہ گر!
کز سخاں آراست خواندہ مبین
لے قرآن مبین کے صحیح پڑھنے والے، غلط نہ پڑھ
باز اندر حشیم خود او گر بی یافت
پھر ان (صالح) نے اپنی آنکھ میں دماغوس کیا
قطرہ می بارید و حیراں گشتہ بود
قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ (صالح) حیران تھے
عقل وی گفت کہ ایں گریہ حیثیت
ان کی عقل کہتی تھی کہ یہ رونا کس وجہ سے ہے؟
بر چرمی گریہ بجو بر فعل شاں
کس چیز پر روتے ہو؟ بتاؤ ان کے کانوں پر
بردل تاریک پُر زنگار شاں
ان کے زنگ آلود تاریک دل پر

روفتہ از خاطر م جو ر شما
تمہارے ظلم کو میری طبیعت سے چھار دیا
گفتہ امثال و سخنها چوں شکر
شکر جیسی باتیں اور مثالیں کہنے لگا ہوں
شیر و شہدے باشکر آمیختہ
دودھ اور شہد کو شکر سے ملا یا
زانکہ زہرستان پیدا زین و بن
اس لئے کہ تم جڑ اور بنیاد سے سراپا زہر تھے
غم شما بودید اے قوم حروں
اے سرکش قوم! غم تو تم تھے
ریش سر چوں شد کہ موثر کند
جب کڑا غم اچھا ہو جائے کون بال کھاتاؤ؟
نوحات رومی زہر زنداں نفر
یہ لوگ تیرے فوسے کے لائق نہیں ہیں
کیف اسی خالف قومہ کافرین
میں کافروں کی قوم پر کس طرح غمخواری کروں؟
رحمت بے علت بر فے ت یافت
بے علت رحمت نے اُن پر تجلّی کی
قطرہ بے علت از دریائے جود
وہ قطرے جو بخشش کے دریا سے کسی لمحہ کیلئے نکلے
بر چنین افسوسیاں شاید گریست
ایسے ظالموں پر رونا چاہیئے؟
بر سپاہ کینہ بد فعل شاں
اُن کی پُر کیسہ شریر فوج پر
برزبان زہر ہنچوں مار شاں
اُن کی سانپ جیسی زہر آلود زبان پر

وَأَلْ دُگَرِ بَش نَاسِش تَا بُکُنْدَه

اور وہ (بچھا) اُسکو جب پہناتا ہے جب نگہتا ہے

بِس لَش رَدِش کُنْدِش اَزْکَلُو

تو خلق سے پہلے ہی اُسکے ہونٹ اُسکو دگر دیتے ہیں

وَأَلْ دُگَرِ رَا دَرْکَلُو پِیَا اَکُنْد

اور وہ (چھٹا) خلق میں پہنچنے پر معلوم کر لیتا ہے

وَأَلْ دُگَرِ رَا دَرْ حَظْ شُوش کُنْد

اور اُس (اٹھویں) کے پاناہ پہنچے ہوں جن میں پیداکرتا ہے

وَأَلْ دُگَرِ رَا بَعْدِ اَیَّامِ وَشُہُو

اور وہ (نوٹوں) دنوں اور مہینوں کے بعد

وَر دِہَنْدِش مُہِلَتِ اَنَدِ مَعْرِ کُور

اور اگر اُسکو قبر کے گڑھے میں مہلت دیدیتے ہیں

ہَرْ نَبَاتِ وَشُکَرِے اَزْ دِجہَاں

ہر مصری اور شکر کے لئے دنیا میں

سَاہَا بَا یَدِ کِتَا اَزْ آفَتَاب

ساون چاہئیں تاکہ سورج سے

پِنجْ سَالِ وَہِفَتِ بَا یَدِ تَا دَر

پانچ اور سات سال درکار ہیں تاکہ درخت

بَا زَرْتَرِہ دَر دَوَاہِ اَنَدِ رَسَد

پھر بڑی دہائی میں تیار ہو جاتی ہے

بِہرِ اِیْنِ فَرْمُو دِقْ عَشْرِ دُجَل

اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ذکر فرمایا ہے

اِیْنِ شَنِیْدِیْ مُوْکُوبِیْتِ کُوشِ بَا د

تو نے یہ سناؤ اگر ہے تیرے اڑوں رُلوں کاں بچاؤ

آبِ جِیَوَاں خَوَاں اِلْ اِیْنِ سَخْن

اِس کو آبِ حیات کہہ، بات نہ کہہ

وَأَلْ دُگَرِ چُوں بَرْکَبِ دِنْدَاں نِہِد

اور وہ (پانچواں) جب ہونٹ اور دانت کھٹا دیتا ہے

کِرْجِہِ نَعْرَہِ مِیْزَنْدِ شِیْطَاں کُلُوَا

اگرچہ شیطان نعرہ لگاتا ہے کہ کھسا پاؤ

وَأَلْ دُگَرِ رَا دَرْ بَدَنِ رُسُوَا کُنْد

اور اُس (ساتویں) کو بدن میں پہنچ کر ترنہ دے کرتا ہے

وَمِیْہِمْ زَنْحَمِ جُگَرِ دُوزْخِش دِہِد

پے درپے انہیں جگر دوزخ میں پیداکرتا ہے

وَأَلْ دُگَرِ رَا بَعْدِ مَرْگِ اَنَدِ رَقُوبُ

اور اُس (دسویں) کو مرنے کے بعد قبر میں

لَا بُدْ اِلَّا پِیْدَا شُودِ یَوْمِ النُّشُورِ

لا محالہ وہ حشر کے دن ظاہر ہوتا ہے

مُہِلَتِے پِیْدَا سَتَا زِ دُورِ زَمَاں

رفتار زمانہ سے، ایک وقت درکار ہے

لَعْلِ یَا بَدِ رَنَگِے زَخْشَانِیْ وَتَا

لعل رنگ اور چمک اور روشنی حاصل کرے

یَا بَدَا زِ مِیْوِہِ رَسَانِیْ فَرُو نَجْت

پھل دینے کی وجہ نیاں شوکت اور عیدِ گل کے

بَا زِ تَا سَا لَے کُلِ اَحْمَرِ رَسَد

اور گلاب کا پھول ایک سال میں آتا ہے

سُورَةُ الْاَنْعَامِ دَرْ دُکْرِ اَجَل

سورۃ انعام کو مدت کے بارے میں

آبِ جِیَوَانِستِ خُورِ دِیْ نُوْشِ بَا د

جو تیرے بیا آبِ حیات، خدا کرے تریاقِ نبات ہو

رُوحِ نُوْبِیْنِ دَرْتِنِ حَرْفِ مَہْن

پُرانے حرفوں کے غالب میں نئی روح دیکھ

لہ بولنہ بعض جب سمجھتے

ہیں جب دینی میل چل ہوتا

ہے۔ لے دنداں بعض جب

سمجھتے ہیں جب برت بٹتے ہیں۔

پیش از کُلُو یعنی اِس مصنوعی

پیر کی تعلیمات کو خلق تک نہیں

پہنچ دیتے ہیں۔ در کُلُو بعض

جب سمجھتے ہیں جب تعلیمات

خلق تک پہنچ جاتی ہیں۔

دَرْدَن بعض کو جب احساس

ہوتا ہے جب کسی نیرنی تعلیمات

کا بدن پر اثر پڑتا ہے۔

دَر حَظْ خراب غدا کا اثر

بسا اوقات پاناہ پھرے وقت

ظاہر ہوتا ہے۔ اَیَّام یعنی مہینوں

میں بد اثرات کو محسوس کرتے

ہیں۔

سَتَا قورقور قبر کا گڑھا یعنی

بعض اخصاص کو اُن قبری

تعلیمات کا احساس قبر میں

جا کر مرنے پر یَوْمِ النُّشُورِ حشر

کا دن، اَعْوَضِہ عقیدہ سیر کو

کی تعلیمات کا مضمر اثر محسوس

کرتے ہیں انسانوں میں بہت

تفاوت ہے اور ہر انسان

کیلئے اُنکو محسوس کرتیوں تک

وقت لگتا ہے اللہ کی جانب سے

ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے

اِس وقت سے پہلے اِس کام

کی تکمیل نہیں ہوتی ہے۔ ہَرْ نَبَاتِ

اللہ نے ہر چیز کی تکمیل کی ایک

میسما و مقرر فرمادی ہے۔ لَعْلِ

آفتاب لعل کی ہزاروں برس

تقریب کرتا ہے تب اِس کا

رنگ روپ نکلتا ہے۔ دُورَت

پھلدار درخت میں پھل پانچ

سات سال میں آتا ہے۔ تَرْتَرِہ

بڑی۔ جَل سورہ انعام میں جو

لے نیم آدھا زہر مار۔
ساب کا زہر تیرا۔ ایک
کالا دروغ ہے۔ ہرگز یعنی
ناری اور نوری لوگوں میں
مکڑا ہوا بہتا ہے لیکن
دونوں اپنی اپنی حالت پر
رہتے ہیں چونکہ یہ کیفیت
انہی سے چشم یعنی یہ جیوں
کی کشمکش و اسل رنجوں
کی کشمکش ہے۔

موجہ آئے صلیح یعنی نوری
یہ کوئی شے کرتے ہیں کہ حق
کی طرف سے ناریوں میں کوئی
نہر سے محبت پیدا ہو جائے
موجہ آئے جنگ۔ ناری اُنکے
کوشاں رہتے ہیں کہ عداوت
سبیل محبت کا غلبہ ہو سکے۔
مٹاؤں یعنی ناری اندر خود
موانعت کرنا بہتر نظر۔

یعنی ظاہر میں نظر پدید ظاہر
سے درجہ عاقبت یعنی
انجام کی آنکھ کا درجہ غور۔
دھوکا مقرر ہو شدہ۔

آنگہ زہر یعنی بھدا راوی
فوراً ہی اس تلخ سازی کو
سمجھ جاتا ہے یہی فقرہ کو
پہچاننے میں انسانوں کے
مختلف مراتب ہیں جن کو

مولانا نے ان اشعار میں
سمجھا دیا ہے جو بے پردہ یعنی
یعنی بعض لوگ مصنوعی پیر
کو جب جھٹے ہیں جب بکل
اُس کے سامنے پہنچیں اور
بعض جب سمجھتے ہیں جب
ہاتھ میں ہاتھ بکرا دیں۔

بحر انیمیش شیریں چوں شکر

سمندر کا آدھا شکر جیسا میٹھا

نیم دیگر تلخ ہیمچوں زہر مار

دوسرا آدھا سانپ کے زہر کی طرح کڑوا

ہر دو برہم میزندان تحت لوج

دونوں آپس میں اوپر اور نیچے سے کھاتے ہیں

صورت برہم زدن ز چشم تنگ

تنگ نظری کی وجہ سے ایک دوسرے سے پھرنا

موجہ آئے صلیح برہم میزندان

(نوری) صلیح کی موجوں کو ابھارتے ہیں

موجہ آئے جنگ بر شکل مگر

(ناریوں کی) جنگ کی موجیں (اُنکے) برعکس

مہر تلخاں را بشیریں می کشد

محبت کمر دوں کو ششیاں کی طرف کھینچتی ہو

قہر شیریں را بہ تلخی می برد

عداوت پیٹھے کو تلخ بناتی ہے

تلخ و شیریں زیں نظر ناپید پدید

کڑوا اور میٹھا اس نگاہ سے نظر نہیں آتا ہے

چشم آخر میں تو اندر دید راست

انجام پر نظر رکھنے والی آنکھ صحیح دیکھ سکتی ہے

اے بسا شیریں کہ چوں شکر بود

(اے) مخاطب بہت سی چیزیں شکر جیسی ہوتی ہیں

آنکہ زہر یک تر بود رش ناسدش

جو زیادہ بھدا رہتا ہے اُس کو پہچاننا ہے

وآں دگر در پیش رو لوئے بُرد

اور وہ (دوسرا) سامنے آنے پر سونگھ لیتا ہے

طعم شیریں رنگ روشن چوں قمر

میٹھا مٹا، رنگ جاں دیا جیسا ہمدرد

طعم تلخ و رنگ مُطْلَم قیور وار

مڑا کڑوا اور رنگ روشن قمر کی طرح کالا

بر مثال آب دریا موج موج

موج در موج دریا کے پانی کی طرح

اختلاط جانہا در صلح و جنگ

صلح اور جنگ میں روحوں کا مثال ہونا ہے

کینہ ہا از سیدہ ہا بر می کنند

سینوں سے کینوں کو نکالتے ہیں

مہر ہا را می کند زہر و زہر

محبتوں کو تڑوا کر کھینچتی ہیں

زانکہ اصل مہر ہا باشد رشد

اس لئے کہ محبتوں کی اصل راہ رسی ہے

تلخ با شیریں کجا اندر خورد

کڑوا، پیٹھے سے کب مناسبت رکھتا ہے

از در سچہ عاقبت نماند دید

انجام کے درجہ سے دیکھ سکتے ہیں

چشم اول میں غور ست و خطا

ابتداء کو دیکھنے والی آنکھ دھوکا اور غلطی

لیک زہر اندر شکر مضمربود

لیکن شکر میں زہر چھپا ہوا ہوتا ہے

چونکہ دید از دورش اندر کشمش

جبکہ دور سے اُس کو کشمکش میں دیکھتا ہے

وآں دگر چوں دست نہم کرد

اور وہ (دوسرا) جب ہاتھ نہم کرتا ہے رو کر دیتا ہے

باز در خم اوشود تلخ و حرام
پھر نیلے میں وہ کڑوا اور حرام بن جاتا ہے
در مقامے سرگے نعم الٰہام
سرکے مقام پر وہ بہترین سالن ہے
مرد کا بل ایں شناسد در ظہور
کمال ان ان کو خوب پہچانتا ہے
ای طرح معاملات میں فرق ہوتا ہے

در بیان آنکہ انچہ ولی کابل کند مریداں را شاید گستاخی
اس بات کے بیان میں جو دلی کال کرے مریدوں کے لئے گستاخی کرنا اور
کردن و بہان فعل کردن کہ علوا طیب را زیاں ندارد
وہ کام کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ علوا طیب کو مضر نہیں ہے اور
مریض را زیاں دارد و سہ ما و برف انکور سیدہ را زیاں
مریض کو نقصان پہنچاتا ہے اور جاڑا اور برف کے انکور کو نقصان نہیں پہنچاتا
ندارد آتا غورہ را زیاں دارد کہ در راہ است و نارسیدہ
ہے لیکن کچے انجوروں کو نقصان پہنچا دیتا ہے کیونکہ بھی راہ میں ہیں اور پختہ نہیں
لیغفر لک اللہ ما تقدّم من ذنبک و ما تأخّر صدق اللہ
ہیں تاکہ اللہ بخندے تیرے اگلے پچھلے گناہ اللہ نے سچ فرمایا

گر ولی زہرے خور دوشے شود
اگر دلی زہر کھائے تریاق ہو جائے
اگر طالب کھائے توبے ہوش ہو جائے
کہ نہ غیر مر ایں ملک دست
کہ میرے سوا کسی کو سلطنت اور غلبہ عطا کر
ایں حسد را ماند آماں نبود
یہ حسد سے مشابہ ہے لیکن حسد نہیں تھا
سیر من بعد منی زنجل ویدال
میں بھڑکی کا راز انکے جمل کی وجہ سے نہ سمجھ
مومنو ملک جہاں بدیم سر
پوری دنیا کی سلطنت جان کا خطہ تھی
انتخانے نیست مارا مثل ایں
ہمارے لئے اس جیسی کوئی آزمائش نہیں ہے
گر ولی زہرے خور دوشے شود
اگر دلی زہر کھائے تریاق ہو جائے
سبب حبیبی از سلیمان است
توبہ حبیبی حضرت سلیمان سے منقول ہے
تو ممکن با غیر من ایں لطف وجود
میرے غیر پر تو یہ ہرمانی اور عطا نہ فرما
نکندہ لا یمنبغی میخاں بجاں
کامیابی کا نہ ملے گی میخاں بجاں
بلکہ اندر ملک بید او صد خطر
بلکہ سلطنت میں انھوں نے سو خطر محسوس کئے
نیم سر یا نیم سر یا نیم دیں
جان کا خطہ یا روحانی خوف یا دین کا خوف

لے حرام جب خیر و انگور
خیر بنائے تو حرام ہے سرک
بنائے توبہ ترین سالن ہے
لیغفر لک اللہ بعض مرامات
کالموں کے لئے مفید ہیں
لیکن ناقصوں کے لئے مضر ہوتے
ہیں مضمون کا وہ مقام تھا
جس کی مباح سے تندر
اور نفع اندوز نقصان کا
سبب نہیں بن سکتی تھی
لے وقت حبیبی ملک آؤ
یعنی حبیبی انکس من بعد منی
یہ حضرت سلیمان کی دعا ہے جو
قرآن میں منقول ہے یعنی اے
خدا میری جیسی سلطنت میرے
بعد اور کسی کو نہ دینا بلکہ اناس
آیت کا مطلب یہ سمجھا رہے
ہیں کہ یہ دعا حد پر نہیں نہ
تھی بلکہ حضرت سلیمان یہ سمجھتے
تھے کہ اس غیر نشان سلطنت
کا بار میں تو اٹھا سکتا ہوں
کوئی دوسرا نہیں اٹھا سکے گا
اس کے لئے اس قسم کی
سلطنت مضر ہوگی تو یہ
فرمان دوسروں پر شفقت
کی وجہ سے تھا نہ کہ حسد کی
وجہ سے
لے مومنو بال یاں یعنی
مکمل جہم سر جان کا خوف
بہر سر یعنی روح کے لئے خطہ
جہم دیں یعنی دین کے لئے
خطہ

لے پتھو جان جملہ روح
ظاہر بھی ہوا و غیب بھی بیسطن
نیکتے سے یعنی اگر نہ بھانپتے
ہر چیز کیلئے عباد کا مقرر ہونا
آپ جات ہے لیکن یہ یاد رکھنا
چاہیے کہ اس مسئلہ کے متضاد
پہلو اور اثرات ہیں جن کو
مولانا نے نیچے کے تیز و شریوں
میں واضح کیا ہے نہ ہر بار جو
لوگ عباد و قرب کے معاملہ میں
آساب کو مؤثر باتلات اور اضافہ
کا فریختے ہیں وہ ہلاک ہوتے
ہیں خوشگوار یہ مسلمان کیلئے
خوشگوار ہے جو آساب کی کثرت
میں وحدت حق کا شفا کو کرتے ہیں
لے تہ۔ ان لوگوں کیلئے ہے
جو آساب کی کثرت کو غیر حق
سمجھ بیٹھے ہیں۔ در۔ ان
لوگوں کیلئے ہیں جو کثرت میں
وحدت کا شفا دہہ کرتے ہیں۔
خوف یعنی یہی مسئلہ خوف کا
سبب ہے اور اسی سے امید
وابتہ ہے نیز دل اُسے سمجھیں
کبھی کل سے کام لیتا ہے کبھی
سفا سے کام لیتا ہے فقر یعنی
دولت ایمان سے ہی دولت
بنادیتا ہے بھی ایمان سے
مالا مال کر دیتا ہے بھی تہ
خداوندی کا سبب بننا جو بھی
رفائے الہی کا سبب بننا جو
سہ جو رہنمائی کے لئے غلط
طور پر انسان سمجھے تو ہی ظلم ہو
میں سمجھے تو اپنے ساتھ وفا داری
ہے حصول سادہ اس کے مانع بھی
ہے اور سعادت عطا بھی کرنا جو
دور تہمت صفا یعنی صاف
شراب خنظل نامدراں۔

یہاں بیان کیا کہ اگر کسی کو یہی کہہ دے کہ میں نے یہی کہہ دیا تو اس کے خواس اور اثرات

نکتہ دیگر تو بشت نواے رفیق
اسے درست؛ تو ایک دوسرا نکتہ سن
در مقامے ہمت اس ہم نہر ہا
ایک جگہ یہ سانپ کا زہر ہے
در مقامے زہر و در جائے دوا
ایک جگہ زہر ہے اور ایک جگہ دوا ہے
در مقامے خار و در جائے چول
ایک جگہ کاٹا ہے اور ایک جگہ چول جیسا ہے
در مقامے خوف و در جائے زجا
ایک جگہ خوف ہے اور ایک جگہ امید ہے
در مقامے فقر و در جائے غنا
ایک جگہ فقر ہے اور ایک جگہ غنا ہے
در مقامے جور و در جائے وفا
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ وفا ہے
در مقامے درد و در جائے صفا
ایک جگہ تلیمت ہے اور ایک جگہ صاف ہے
در مقامے عیب و در جائے ہنر
ایک جگہ عیب ہے اور ایک جگہ ہنر ہے
در مقامے خنظل و در جائے شکر
ایک جگہ اندراں ہے اور ایک جگہ شکر ہے
در مقامے ظلم و در جائے محض علی
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ ناص عدل ہے
مگر چہ ایں جا او گزند جاں بود
اگرچہ اس جگہ وہ جان کا نقصان ہے
آب در غورہ ترش باشد ولیک
رس پئے انگوریں کشا ہوتا ہے لیکن

ہم جو جاں اوسخت پیدا و رفیق
جو روح کی طرح بالکل ظاہر بھی ہے اور باہر بھی
از نصہاریف خدائے خوشگوار
خدا کے تصرفات سے جو خوشگوار دنیا والا ہے
در مقامے کفر و در جائے روا
ایک جگہ کفر ہے اور ایک جگہ جائزہ ہے
در مقامے سرک و در جائے چول
ایک جگہ سرک ہے اور ایک جگہ خراب جیسا ہے
در مقامے بخل و در جائے سخا
ایک جگہ بخل ہے اور ایک جگہ سخاوت ہے
در مقامے فہر و در جائے رضا
ایک جگہ فہر ہے اور ایک جگہ خوشنودی ہے
در مقامے منع و در جائے عطا
ایک جگہ منع کرنا ہے اور ایک جگہ بخشش ہے
در مقامے خاک و در جائے کیمیا
ایک جگہ خاک ہے اور ایک جگہ کیمیا ہے
در مقامے سنگ و در جائے گہر
ایک جگہ پتھر ہے اور ایک جگہ موتی ہے
در مقامے خشک و در جائے مطر
ایک جگہ خشک ہے اور ایک جگہ بارش ہے
در مقامے جہل و در جائے عین عقل
ایک جگہ جہل ہے اور ایک جگہ پوری عقل ہے
چوں بدانجا در رسد دریاں بود
جب اس جگہ پہنچے تو علاج ہے
چوں بانگوری رسد شیرین نیک
جب پستی پر آتا ہے تو شفا اور عمدہ ہوتا ہے

زن ہی خواہد خوش بخت خانقاہ
عورت گھر کی ضروریات چاہتی ہے
نفس تمچوں زن پئے چارہ گری
نفس عورت کی طرح تدبیر کے درپے ہے
مقل خود زین فکر باکا گاہ نیست
عقل ان افکار سے واقف نہیں ہے
گرچہ ہر قصہ اس دانہ لست دام
اگرچہ قصہ کارا زیہ دانہ ہے اور جال
گر بیان معنوی کامل شدے
اگر باطن کا بیان مکمل ہو جائے
گر محبت فکرت و معنی سنے
اگر محبت، فکر اور باطنی معاملہ ہوتا
ہدیہ ہائے دوستان باہم دگر
دوستوں کے ایک دوسرے کو تحفے
تا گواہی دادہ باش ہدیہ ہا
تا کہ تحفے گواہی دیں
زانکہ احساں ہائے طاہر شاہد
کیونکہ ظاہری احسانات گواہ ہیں
شاہدیت گراست باشد کہ دروغ
تیرا گواہ کبھی سچا ہوتا ہے کبھی جھوٹا
دروغ خوردہ میتھے پیداکند
چھاپچھوٹنے والا مستی ظاہر کرتا ہے
اں مرائی در صلاۃ و در صیام
ریا کار نماز اور روزے میں
تا گمان یکدہ او مست لاس
تا کہ گمان ہو جائے کہ وہ دوستی سے مست ہے

یعنی آب رُ و نمان و خوان جہا
یعنی آب و روئی اور خوان اور عورت
گاہ خاکی گاہ جوید سروری
کبھی عاجزی کرتا ہے کبھی بڑائی پاہتا ہے
در داغش جز غم اللہ نیست
اُس کے داغ میں اللہ کے غم کے سوا کچھ نہیں
صورت قصہ شنو اکسوں تمام
قصہ کا ظاہر ہے اب پورا قصہ سن
خلق عالم عاقل و باطل مدے
عالم کی پیدائش بیکار اور باطل ہو جائے
صورت صوم و نماز نیست
تو تیری نماز اور روزے کبھی صورت صوم ہوتا ہے
نیست اندر دوستی الا صور
دوستی میں محض صورتیں ہیں
بر محبت ہائے مضمدر رخفا
اندر چھپی ہوئی محبتوں پر
بر محبت ہائے سرسراے ارجمند
اے گرامی قدر! چھپی ہوئی محبتوں پر
مست گلے از مے گلے زدوغ
مست کبھی شراب سے اور کبھی چھاپچھوٹے
ہائے وہوئے و سر گراں بہا کند
ہائے دھو اور نش دکھاتا ہے
می نماید جد و جہدے بس تمام
پوری جد و جہد ظاہر کرتا ہے
چوں حقیقت بن گری غرق ریا
جب تو صلیت دیکھ گا تو وہ ریا کاری میں
غرق ہے

لے خیر بچہ حواج کا خنقار
ہے خانقاہ - گھر خاکی -
عاجزی سروری سروری -
گریہ یعنی اس قصہ کی حقیقت
بہتر دانہ کے ہے اور قصہ
کی صورت جال ہے معنوی -
باطنی - عاقل بیکار عیش -
باطل - لغو - گرفت - اگر
محبت خداوندی عقل ایک
باطنی معاملہ ہوتا تو یہ نماز
روزہ کی فرضیت کی ضرورت
نہ ہوتی، حالانکہ یہ بھی
شریعت میں ضروری ہیں -
لے ہدیہ ہائے دوستوں
میں باہمی تحفوں کا لین دین
قلبی محبت کے گواہ ہیں جو
دل میں چھپی ہوئی ہے مضمدر
پوشیدہ مخفا - باطن -
احسان ہائے ظاہر ظاہری
احسانات چھپی ہوئی محبت
کے گواہ ہوتے ہیں - ارجمند -
بوزن نقشبند صاحب تہ
عزیزنو
لے شاہد لیکن گواہ ہمیشہ
سچا ہی نہیں ہوتا جو ظاہری
مستی دکھاتا ہے کبھی وہ مخفا
مست ہوتا ہے کبھی اگلی مستی
بنا دیتی ہوتی ہے - دروغ تھا -
چھاپچھوٹنے والی - ریا کا یعنی
ریا کاری نماز اور روزہ
جھوٹے گواہ ہیں اُس کا دل
محبت خداوندی سے خالی
ہوتا ہے - ولاد دوستی - ریا -
دکھاوا -

ملہ دیکھتے تو یعنی سلطنت
کے گونا گوں مسائل - اقدار -
یعنی حضرت سلیمان میں اس
عظیم سلطنت کے بارے میں
کی قوت تھی لیکن یہ بھی وہ
خلل انداز ہوئی - اَلْقَيْنَا
عَلٰی كُرْسِيِّ جَدِّكَ اِسْمَ
طَالوت وَاِسْمُ كُرْسِيِّ بَرَاك
جسم پر آیت حضرت سلیمان
کے تخت میں مذکور ہے جس کی
تفسیر بعض مفسرین نے یہ کی
ہے کہ حضرت سلیمان نے
لاعلیٰ میں ایک شجر کو پخت
سے صحت کر لیا جس کی پانچ
میں ان کی وہ گھنٹی چنانہ
چن لے گیا جس میں ان کی
سلطنت کا راز مخفی تھا اور
اُس کے تخت سلطنت پر تواضع
ہو گیا چند روز بعد وہ آنحضرت
پھر حضرت سلیمان کے ہاتھ کی
تخت سلطنت پر وہ بار
تواضع ہوئے۔

لے تو اب جھنڈا اکٹھے تاکہ
وہ اس کمال کے ذریعہ غلطی
کی تلافی کر سکے۔ بعد مولانا
نے اس کے معنی یہ لکھے ہیں کہ
وہ مجھ سے کم تر نہ ہو مگر
میرے ساتھ اپنی کمالات میں
مجھ سے باوجود مخلص رہے اور
لام کے تخت کے ساتھ خلاصہ
ہم کے صبر و ابرام کے کروے
ساتھ طالع محبت و لادولت
لے اس مثال یعنی عورت سے
مرا دلش اور مرد سے مراد
عقل ہے۔ پانچہ مقصد
خالی سرا - دنیا - آجرا بھگدا

پس سلیمان ہمتے باید کہ او
پس کوئی سلیمان ہی ہمت والا پایے کہ جو
پانچاں قوت کہ او را بود ہم
اس قوت کے ہوتے ہوئے جو انکو حاصل تھی
خوال و الْقَيْنَا عَلٰی كُرْسِيِّ
اَلْقَيْنَا عَلٰی كُرْسِيِّ ہر طرح
چوں برو نشست زین ندوہ گرد
جب ان بر اس علم کی نگرانی بیٹھی
شدیع و گفت ایں ملک کوا
سفارشی بن گئے اور کہا یہ سلطنت اور جھنڈا
ہر کرا بد ہی و کئی اس کرم
جس کو تو عطا کرے اور وہ کرم کرے
اونا باشد بعدی اونا باشد معی
وہ میرے بعد نہ ہو گا وہ میرے ساتھ ہو گا
شرح ایں فرض سب گفتن لیکن
اس کی تفسیر کو ضروری ہے لیکن میں

مخلص ماجرائے عرب و جفت او در فقر و شکایت
امساکی اور اس کی بیوی کے فقر اور شکایت کے قصہ کا خلاصہ
ماجرائے مردوزن را مخلص
مرد اور عورت کے قصہ کے خلاصہ کہ
ماجرائے مردوزن اقتاد نقل
مرد اور عورت کا قصہ ایک مثال واقع ہوا ہے
ایں مرد دے کہ نفس ست خرد
یہ عورت اور مرد جو کہ نفس اور عقل ہے
وین دو پالستہ دریں خاکی سرا
یہ دونوں اس عالم سفلی کے پابند ہیں

بگذر زین صد ہزاراں نگہ بو
ان لاکھوں رنگ و بو سے (پچھرا) نکل جائے
موج آں ملکش فرومی بست
اس سلطنت کی موتیں ان کا سانس گھنٹی تھیں
چوں بماند از تخت ملک خود ہی
کس طرح اپنے تخت و سلطنت سے خالی ہو کر
بر ہمہ شاہان عالم رحم کرد
دنیا کے تمام بادشاہوں پر ترس لگایا
با کمالے وہ کہ دادی مر مرا
اس کمال کے ساتھ عنایت فرما کر تیرے بچے
اوسلیمان ست و آنکس ہم نم
وہ سلیمان ہے اور وہ میں ہی ہوں
خود معی چہ بود نم بے مدعی
جو ساتھ ہونا کیا ہوتا ہے وہ میں ہی ہوں لیکن عورت
باز میگردد بقصہ مردوزن
پھر مرد اور عورت کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں

باز می جوید روان مخلص
ایک مخلص کی روح تلاش کر رہی ہے
ایں مثال نفس خودی دان و عقل
اس کو اپنے نفس اور عقل کی مثال سمجھ
نیک با یست بہر نیک و بد
نیک اور بد کے لئے ضروری ہے
روز و شب در جنگ اندر ماجرا
دن رات، جنگ اور بحث میں ہیں

در باہیت بگمائی نظر

اگر تو حقیقت پر نظر ڈالے

ترک مابہیاتِ خاصیات گو

ماہیتوں اور خاصیتوں کے بیان کو چھوڑ

بازگو از ماجرائے مردوزن

مرد اور عورت کا قصہ پھر سنا

دور دور اندایں ہمہ از یکے گر

ایک دوسرے سے بہت دور ہیں

شرح کن اقوالِ اس دورِ رزق جو

اُن دونوں رزق کے طلبگاروں کی باتوں کی بنا

زانکہ انجامے نذر دایں سخن

اس لئے کہ اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

دل نہادِ دل مردِ عرب بر التماسِ دلبرِ خوش و سونگند

اُغرابی کا اپنی محبوبہ کی بات پر راضی ہو جانا

خوردن کے مرادِ درِ سلیم حلیتے و امتحانے نیست

اس رضامندی سے میرا مقصد کوئی حیلہ اور آزمائش نہیں ہے

مرد گفت اکنون گذشتم از غلاف

مرد نے کہا اب میں غلاف سے باز آیا

ہر چہ گوئی مژغرا فرماں برم

جو تو کہے گی تیسرا حکم بجا لاؤں گا

در وجود تو شوم من منعبرم

میں تیرے وجود میں فساد ہو جاؤں گا

گفت زن آہنگِ سرم می کنی

عورت نے کہا، تو میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر رہا ہے

گفت واللہ عالم السیر الخفی

اُس نے کہا اللہ تعالیٰ، مجھے جو بھیدیں کجاوالات

در تہ گمراہی کے دامن و انمود

تو گمراہی کے تہ میں جو انمود، بظاہر نہ دے

یادِ دامنِ لوح محفوظ وجود

اُن کو وجود کی لوح محفوظ یاد کرادی

تا ابد ہر چہ کہ انیس بود و پیش

اب تک جو راضی اور متقبل میں تھا

محکم داری تیغ برکش ز غلاف

تجھے حکم دینے کا حق ہے تلوارِ شام سے نکال

و ر بد و نیک آید آنرا شکر م

اگر اچھائی بُرائی آئیگی اُس کو نظر انداز کر دینا

چوں مجسمِ حبِ یغنی و یصم

جبکہ میں عاشق ہوں محبتِ اندھا دہم کر دیتی

یا بجملت کشفِ سرم می کنی

یا چالائی سے میرا راز کھول رہا ہے

کا فرید از خاکِ آدم را صفی

جس نے برگزیدہ آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا ہے

آچہ در ارواح و در الواح بود

وہ تمام چیزیں جو روحوں اور تختیوں میں تھیں

تا بدلت آچہ در الواح بود

یہاں تک کہ وہ اُن تمام باتوں کو جان جو تختیوں میں تھیں

درس کرد از علمِ الٰہیہ خوش

اپنے اساتذہ کی تعلیم کے ذریعہ اُن کو پڑھا دیا

لہ التماس گزارش۔ دلبر

معشوق سے گند قسم

گذشتہ از غلاف میں نے

اختلاف چھوڑ دیا حکم داری

تجھے حکم دینے کا اختیار ہے۔

تیغ یعنی تلوار چالنے تو

گردن حاضر ہے۔

لہ منعبرم۔ مجھ، فساد

مجمجم۔ مجب کسم۔ یعنی

اندھا کر دیتا ہے۔ یصم

بہر کر دیتا ہے۔ پیرا سنا

سلوک۔ جملت۔ تندی

کشف۔ سر۔ راز کھولنا۔

آفریدن۔ پیدا کرنا۔ صفی

برگزیدہ۔ منتخب۔ غالب

یعنی جسمِ آدم

لہ الواح۔ لوح کی جمع جو

تختی، الواح سے لوح محفوظ

مراد ہے یا دیگر لوحیں مراد

ہیں۔ ابد۔ یصم۔ ہونے والا

منتقبل زمانہ۔

یاد رکھو کہ دعا کی پائی پائی اور درخت کی گری سے بننا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہوا و عقیدت میں ہوتا ہے درخت کی پائی پائی اور درخت کی گری سے بننا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہوا و عقیدت میں ہوتا ہے

لے افعال برونی ظاہری
 افعال گزریہ گزریہ
 یعنی تیار اور برکت
 ناکارہ خواست یعنی
 ہماری درخواست ہے۔
 نشان علامت یعنی ظاہری
 افعال جس یعنی حقیقی
 اور باکری میں انسان
 جب فرق کر سکتے ہیں جب
 اسکا انداز پناؤ و غلطی
 و تازیانی ظاہری اعمال کے
 علاوہ اور اسباب یعنی
 کاپر دیتے ہیں مثلاً درخت کی
 ہے اگر ظاہری یعنی دین نہ
 ہونے کی وجہ سے داری بیانی
 ہے کہ باجمعی محبت ہے۔
 مظہر ظاہر گزریہ لا محذور
 خبر دیے والا۔
 نہ ہو یعنی جب نور
 خداوندی دل میں سما جائے
 ہے تو اعمال ظاہری برحقاقت
 محبت صادر ہوتے ہیں،
 ثواب عذاب یا اظہار
 عبودیت کا مقصد نہیں
 ہوتا ہے۔ تا حقیقت جس کی
 کے باطن میں محبت کی لگ
 لگی ہوتی ہے اور وہ محبت
 توانائی حاصل کر لیتی ہے تو
 بغیر علامتوں کے بھی پہچانی
 جاتی ہے۔ اعلام بتانا۔
 لیکن جو تو اس مضمون کی
 تفصیلات بہت ہیں تو خود
 تلاش کر لے
 کہ اگرچہ یعنی محبت کا مظہر
 بصورت اعمال ہوتا ہے لیکن
 محبت اور علامت میں بہت
 مناسبت بھی ہے اور دونوں

حاصل افعال برونی رہبرست
 اعلیٰ صل، ظاہری افعال رہبر ہیں
 راہبر کہ حق بود گا ہے غلط
 رہبر، کبھی صحیح ہوتا ہے کبھی غلط ہوتا ہے
 یا رہبر اس تمیز وہ مارا بخوست
 اسے خدا! درخواست پر ہمیں وہ تمیز عطا کرے
 جس را تمیز دانی چون خود
 تجھے معلوم ہے جس کو تمیز کیسے حاصل ہوتی ہے؟
 و اثر نبود سبب ہم منظرست
 اگر اثر نہ پایا جائے سبب بھی ظاہر کیونکر لا ہے
 نبود آنکہ نور حقش شد امام
 جس شخص کیلئے اللہ کا نور امام بن جائے وہ نہیں ہوتا
 چونکہ نور اللہ در آید در مشام
 جب اللہ کا نور دماغ میں سما جاتا ہے
 تا محبت در دروں شعلہ زند
 جب باطن میں محبت شعلہ زن ہوتی ہو
 حاجت نبود پئے اعلام مہر
 محبت ظاہر کرنے کیلئے اسکو کوئی ضرورت نہیں ہے
 ہست تفصیلات تا گرد و تمام
 بہت تفصیلات ہیں کہ پوری ہو
 گرچہ شد معنی دریں صوت پدید
 اگرچہ معنی اس صورت میں ظاہر ہوئے ہیں
 در دلالت پچو آئند و درخت
 دلالت کرنے میں پائی اور درخت کی طرح ہیں
 دانہ میں کز آب خاک آفتاب
 دانہ کو دیکھ بانی اور دھٹی اور سورج کی طرح سے

تانشان باشد بر آئینہ مضمومت
 تاکہ اس چیز کی علامت نہیں جو پوشیدہ ہے
 کہ گزریہ باشد روگا ہے سقط
 کبھی برگزیدہ ہوتا ہے، کبھی ناکارہ ہوتا ہے
 تانشانیم آل نشان کثر زرات
 کہ ہم غلط علامت کو صحیح علامت کے بدل سکتے ہیں
 زانکہ حق یظہر بنور اللہ بود
 جبکہ حق وہ اللہ کے نور سے نکلتا ہے، بجائے
 پچو خوشی کز محبت مجرت
 جیسے رشتہ داری جو محبت کی خبر دینے والی ہے
 مزا اثر ما یا سبب ما را غلام
 آثار اور اسباب کا غلام
 مزا اثر را یا سبب را نبود غلام
 وہ اثر یا سبب کا غلام نہیں رہتا
 زفت گرد و ز اثر فارغ کند
 زفت ہوجاتی ہے اور اثر سے فارغ کر دیتی
 چوں محبت نور خود زو رہبر
 جیسے محبت اپنا نور آسمان پر پہنچا دیتی ہے
 ایں سخن لیکن بچو تو و اتلام
 یہ بات، لیکن تو خود تلاش کر لے و اتلام
 صورت از معنی قریب و بعید
 (لیکن صورت سے قریب بھی اور دور بھی) جو
 چوں باہیت روی در آئند
 تو اگر حقیقت پر غور کرے گا (ایک دوسرے) بہت دور ہیں
 چوں درخت گشت عالم شاد
 جیسے بہت جلد دنیا میں درخت بن گیا

آدم آل الف از بُوئے تو بُود
لے آدم! وہ محبت تیری خوشبو کی وجہ سے تھی
جسم خاکت را ازیں جایافتند
تیرے خاکی جسم کو اس جگہ سے مائل کیا
این جان ما ز روح یافت
یہ جو کچھ ہماری جان نے تیری روح سے حاصل کیا
در زمین بودیم و غافل ازیں
ہم زمین پر تھے اور زمین سے غافل تھے
چوں سفر فرمود ما را از مقام
جب ہمیں اس جگہ سے سفر کرنا حکم فرمایا
تا کہ بخت ہما ہی گفتیم ما
یہاں تک کہ ہم نے جنتیں کہیں
نور ایں تسبیح و ایں تہلیل را
اس تسبیح اور تہلیل کے نور کو
حلم حق گشت و بہر باساط
اللہ تعالیٰ کے حلم نے ہمیں موقع دیا کہ
ہر چہ آید بر زبان تاں لے حذر
ہلاخوت، جو تمہاری زبان پر آئے
ما ہی دانیم خود را ز شما
نہ ہم تمہارے راز کو جانتے ہیں
زانکہ ایں دم ہما چہ کرنا لاق ست
اسلئے کہ میری باتیں اگرچہ مناسب نہیں ہیں
اپنے اظہار ایں سبق لے ملک
اے فرشتو! اس سبق کے اظہار کیلئے
تا بگوئی و کیسم بر تو من
تاکہ تم کہو اور میں تم پر گرفت نہ کروں

زانکہ جسمت را میں جہد مار و بُود
کیونکہ تیرے جسم کا تانا بانا زمین تھی
نور پاکت را در آنجا یافتند
تیرے پاک نور کو اس جگہ چمکایا
پیش پیش از خاک ایں مقام یافت
پہلے پہلے زمین سے چمکا ہے
غافل از گنجے کہ در مے مہر فیس
اس خواند سے غافل تھے جو اس میں مدفون تھا
تلخ شد ما را از اں تحویل کام
اس تبدیلی سے ہمارا طلق کڑوا ہو گیا
کہ بجائے ما کہ آید لے خدا
کہ اے خدا! ہماری جگہ کون آئیگا؟
مے فروشی بہر قال و قبل را
تو لڑائی، جھگڑے سے تبدیل کرتا ہے
کہ بگوئید از طریق انبساط
کہ کھل کر کھلو
ہمچو طفلان یگانہ با پدر
جیسے بے تکلف بچے اپنے باپ سے
لیک می خواہیم آواز شما
لیکن تمہاری آواز میں، سننا چاہتے ہیں
رحمت من بر غضب ہم سابق ست
لیکن میری رحمت، غصہ پر سبقت دیتی ہے
در تو ہم داعیہ اشکال مشک
میں تم میں اشکال اور شک کا داعیہ پیدا کر رہا ہوں
منکار حکم نیا روم زون
میری بردباری کا منکر روم نہ ماسکے

لے مار و بُود تانا، بانا۔
جسم خاکت، یعنی آدم کا
جسم تو خاکی ہے اس میں
نور علم آسانی ہے۔ ایں کہ۔
یعنی علم کا نور چل سفر۔
اللہ نے فرشتوں کو زمین سے
منتقل ہونے کا حکم دیا تو
فرشتوں پر یہ حکم جاری ہوا۔
مجھے بتائے یعنی فرشتوں نے
یہ کہنا شروع کر دیا کہ تو زمین
میں ہماری جگہ انسانوں کو
بسا نا چاہتا ہے جو زمین
میں فتنہ و فساد برپا کر دینگے۔
مے می فروشی یعنی فرشتوں
نے کہا کہ ہم تو مے زمین پر
تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں
تو انہوں کو یاد کرنا کہ تو
وہ تسبیح و تہلیل کے بجائے
فتنہ و فساد کرینگے۔ حکم۔
برو داری گشت و نہ بچانا۔
باساط۔ بھوننا باساط کھنکھنا۔
موقع دینا۔ انبساط خوشی۔
کشاکش دل۔ بے حذر۔
ہلاخوت۔ آواز شما۔ یعنی
تمہاری زبان اور آواز سے
ہم سننا چاہتے ہیں۔
ما ہی دانیم خود را ز شما
ہے یعنی ادنی باتیں رحمت۔
حدیث قدسی ہے۔ اے
رحمتی مہبت غصبتی
میری رحمت میرے غصہ
سے آگے ہے۔ تسبیح سبقت
داعیہ۔ جذبہ یا بگوئی یعنی
تاکہ فرشتے اعتراض کریں
میں گرفت نہ کروں اور
میرے علم کا ثبوت ہو جائے
اور انکے لئے انکار کا موقع نہ ہو

گر یہ پیوندی بدلاں شہ نہ شوی
گر تو اس بادشاہ سے وابستہ ہو جائیگا بادشاہ بچا بیگا
ہم نشین منی مقبلہ ان چوں کیمیت
ہم نشین منی مقبلہ ان چوں کیمیت
فقیہ در لوگوں کی مصاحبت، کیمیا ہے
چشم احمد برا بوجہ زوہ
احمد علی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر پڑی
گفت من شہ را پذیرا جو شرم
گفت من شہ را پذیرا جو شرم
میں نے کہا بادشاہ کے یہاں میں مقبول اس طرح ہو جاؤں
نسبتے باید مرا یا حیلے
مجھے کوئی تعلق یا تدبیر چاہیے
ہم جو مجنوں نے کہ بشید از یکے
مجنوں کی طرح، کہ جب اس نے کسی سے نا
گفت آوہ بے بہانہ چوں دم
گفت آوہ بے بہانہ چوں دم
بولوا افسوس! بغیر بہانہ کے کیسے جاؤں؟
لَیْسَتْنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا حَآذِقًا
کاش میں ماہر طبیب ہوتا
قُلْ تَعَالَوْا کُفِّتْ حَقَّ مَا رَیَدْنَا
اللہ تعالیٰ نے قل تَعَالَوْا ہمارے لئے بھی دیا ہے
شہ اب را اگر نظر واکت بد
چکا دروں کے لئے اگر نظر اور ذریعہ ہوتا
گفت چوں شاہ کرم میدان
بول جب شاہ کرم میدان میں سکھتا ہے
زانکہ اکثرت عموئی سست سستی سست
کیونکہ سامان تو دعویٰ اور انانیت ہے
گفت کہ تہی سست سودا گنم
گفت کہ تہی سست سودا گنم
(شہ نے کہا کہ بے سرمائی کا میں کچھال کر سکتا ہوں)

سوئے ہر ادا زتا کے می وی
ہر نحوست کی طرف کب تک چلے گا؟
چوں نظر شاں کیمیا خود کجاست
ان کی نظر جیسی، کیمیا (جی) کب ہے؟
اُو زیک تصدیق صدیقے شد
وہ ایک تصدیق سے صدیق ہو گئے
بے بہانہ سوئے اومن چوں دم
ذریعہ کے بغیر میں اس کے پاس کیسے جاؤں؟
ہمچ پیشہ راست شہ بے آلتے
کوئی پیشہ بغیر اوزار کے چاہیے؟
کہ مرض آمد بہ لیلے اندکے
کہ لیلے کسی تدر بیمار ہے
ور بہانم از عبادت چوں شوم
اگر مزاج برسی سے رہ جاؤں گا تو میرا کیا مال ہوگا؟
گنٹ اُمشی نحو لیلی شائقا
لیلے کے پاس شوق سے جاتا
تا بود شرم اشکنی مار انشاں
تاکہ ہماری شرم ٹوٹے کا نشان بن جائے
روز شاں جولان خوش حالت
دن میں ان کی گردش اور اچھی حالت ہوتی
عین ہر بے آلتی آلت شود
ہر بے سرمائی، ذریعہ بن جاتی ہے
کار در بے آلتی وستی سست
رہل (کام) بے سرمائی اور ذلت ہے
تا نہ من بے آلتی سپید گنم
تا نہ من بے سرمائی پیدا نہ کروں

لہ یہ چونکہ پیوستن کا فعل
مضارع مخاطب ہے شہ
یعنی علیحدہ شہ یعنی اللہ اکبار
بجرتی چوں یعنی شاہوں کی
نظر کیمیا سے ہی شہ کرے
یک تصدیق یعنی مزاج کے
واقعہ کی تصدیق۔ صدیق
بہت سچ ہونے والا بہت
زیادہ تصدیق کرنے والا، یہ
حضرت ابوبکر کا لقب ہے۔
پذیرا مقبول بہانہ جیلہ
مجنوں قیس عامی کا لقب
ہے عیادت بہار کی مزاج
برسی کرنا۔ قل تَعَالَوْا قرآن
یاک کی آیت ہے تہی
تہی کہہ دے طے آؤ
من شرم اشکنی شرم کو توڑنا
یعنی اللہ تعالیٰ نے طے آؤ
فرما کر بغیر حیلہ جانے میں جو
شرم تہی اس کو توڑ دے۔
شاہ کرم بخشش والا بادشاہ
عین ہے، یعنی میں بے سرمائی
کامیابی کا ذریعہ بن جاتی ہو
زانکہ ساز و سامان میں ہوتا ہے
ہے جس سے محرومی ہوتی ہو
بے سرمائی اور عاجزی
سے سوال میں کامیابی ہوتی
ہے۔
تہی بے آلتی بے سرمائی
سودا خیال، شوق یعنی نشا
خلوص ہو جائے کہ تحفہ کی
ضرورت نہ رہے۔

لے
صدیق یعنی سینکڑوں ماں بہ
کی بردباری اللہ کی بردباری
کے سامنے سچا دریا ہے
کف جھاگ جھاگ جھاگ
مقابلہ میں جھاگ جھاگ
ہوتی ہے حیرت یعنی علم باری
قہار یعنی اس
باب کی بردباری۔ گفت۔
گفتگو لاف لپکے
حق اس کف یہ مقدمہ دو
کا شروع ہوا ہے بیوی نے
کہا تھا کہ تیرا اہل رجبیت
امتحان کے لئے ہے حقیقت
پر مبنی ہے اس کے جواب میں کہا
ہے کہ میری باتیں محبت پر
مبنی ہیں امتحانی اور آزمائشی
نہیں ہیں۔

لے رجب۔ واپسی یعنی مرنے
کے بعد حقیقتاً مخلص شخص
عاجزی، انکساری، حقوس
یعنی صلاح کی خواہش بجز راز
قادر قدرت والا۔ چہ کہتم
اب جبکہ تو روزی کمائے کو
کہتی ہے تو تیرا کس طرح کماؤں
نکتہ۔ ایک، اب، آفتاب۔
یعنی خلیفہ وقت۔

سہ ہفتار
عراق کا مشہور شہر ہے اہل
میں باغ وادھا اس باغ
میں بیٹھ کر نوشیہ والا نصفا
کیا کرتا تھا۔

صدیق ز صد ما در اندر حلیم ما
تلقاب اور تلقائیں ہمارے حلیم میں
حلیم انشاں کف بجز حلیم ماست
ان کا حلیم ہمارے حلیم کے سمندر کا جھاگ ہے
خود چہ گویم پیش آن راں صد
میں کیا بتاؤں اس موتی کے سامنے سیپ
حق اس کف حق اس دریا صفا
اس جھاگ کی قسم اور اس صاف دریا کی قسم
از سر مہر و صفا ہست و خضوع
محبت اور خلوص اور عاجزی کی وجہ سے ہے
گر بہ پیش امتحان سب اس ہو
اگر تیرے نزدیک نہ خواہش آزمائش کیلئے ہے
سر مپوشاں تا پدید آید سرم
راز کو نہ چھپا، تاکہ میرا راز بھی ظاہر ہو جائے
دل مپوشاں تا پدید آید دل
دل کی بات نہ چھپا، تاکہ میرے دل کی بات ظاہر ہو جائے
چہ کنم در دست من چہ چارہ آ
کیا کروں میرے قابو میں کیا تدبیر ہے؟

ہر نفس زاید در افتد در فنا
ہر لمحہ پیدا ہو کر فنا ہو رہی ہیں
کف کو و آید و لے ریا بجا ست
جھاگ تو آتے جاتے ہیں لیکن دریا اپنی جگہ پر
نیست الا کف کف کف کف
جھاگ ہی جھاگ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے
کا متحانی نیست اس کف نہ لا
یہ گفت گو نہ آزمائش ہے نہ بکواس
حق انکس کہ بد و دارم رجوع
اس ذات کی قسم جس کی طرف مجھے لوٹنا ہے
امتحان را امتحان کن یک نفس
تھوڑی دیر کیلئے آزمائش کو آزمائے
امکن تو ہر چیز بروے قادر
جو میں کر سکتا ہوں اس کا حکم دے
تا قبول آید ہر اچھے قابل
تاکہ جس بات کے میں قابل ہوں اس کو قبول کروں
درگزر تا جان من چہ کارہ است
غور کر لے، میں کس کام کا ہوں

تعیین کردن زن طریق طلب روزی شوئے
عورت کا اپنے شوہر کے لئے روزی طلب کرنے کا راستہ متعین کرنا
خود را قبول کردن او
اور اس کا مقبول کر لینا

گفتن نکات کتابت نامت
عورت نے کہا، یہ آفتاب چمکا ہے
نائب رحماں خلیفہ کردگار
خدا کا قائم مقام، اللہ کا خلیفہ
عالمے زور و شنائی یافت
اور دینا نے اس سے روشنی پائی ہے
شہر بغداد است از وچوں بہار
بغداد شہر اس کی وجہ سے موسم بہار جیسا ہے

اے خاوند! اس ختم و کوزہ مرا
خدا میرے اس نمٹکے اور کوزے کو
کوزہ بائج کو لے بیج جس
پانچ لکھوں کا کوزہ (جو) پانچ حواس ہیں
ناشودن کوزہ منفذ کو سبج
اگر کوزہ کا راستہ سمندر کی جانب ہو جائے
تو بہریدر پیش ساطائش بری
کہا کہ ہمیں جب تو اس کو بادشاہ کے سامنے لے جائے
بے نہایت گرد و آتش بعد از
اس کے بعد اس کا پانی لانا تنہا ہو جائے گا
وہاں پر بند و پر وارش زخم
پیش او پر بادیں ہدیہ گشت
خود و رخسار کہ یہ خفہ کس کو میسر ہے؟
اس کی دانست کا انجام بر گذر
اس کو خبر نہ تھی کہ وہاں راستہ پر
دیران شہر حویں دیراواں
رو بہریدان سمندر کی طرح جاری ہے
اگر باد طوفان و کار بان ہیں
اس جنین جسما و دراکات ما
اسی طرح ہماری معلومات اور احساسات
باز حوی و باز ہیں و باز باب
غلبہ کر اور شاہدہ کر اور حاصل کر
دینے

پس گواہیے بایدم بر مفلسی

پس مفلسی پر میرا کوئی گواہ ہونا چاہئے

تو گواہی غیر گفت و گو و رنگ

اے مخاطب! تو ابھی گفتگو اور وضع کے علاوہ کوئی گواہی

کایں گواہی کش ز گفت و رنگ

اس لئے گواہی جو گفتگو اور وضع کی تھی

پس گواہیے ز اندوں می باید

مجھے کوئی باطنی گواہ درکار ہے

صدق می باید گواہ حال او

سچائی اُس کے حال کی گواہ ہونی چاہیئے

تا شہم رحمے کند در مفلسی

تا کہ بادشاہ مفلسی میں مجھ پر رحم کرے

واستما تا رحم آرد شاہ شنگ

پیش کرتا کہ محبوب بادشاہ مجھ پر رحم کرے

نزد آں قاضی القضاۃ آن حرج شد

انجمن انجائین کے سامنے مجروح ہو گئی ہے

نئے گواہی بردوں می باید

ظاہری گواہی کی مجھے ضرورت نہیں ہے

تا بتابد نور او بے قال او

تا کہ اُس کا نور اُس کی گفتگو کے بغیر چمک جائے

ہدیہ بردن آں عرب سبوعے

اُس ہدی کا جنگل سے بارش کے پانی کا ٹسکا ہدیہ میں لے جانا خلیفہ بغداد

بغداد بنزد خلیفہ و پنداشت کہ آنجا قحط آب است

کے پاس اور اُس نے خیال کیا کہ وہاں پانی کا قحط ہے

پاک خیزی توان مجھ و خویش

اپنی کوشش سے بالکل علیحدہ ہو جا

ملکت و سرمایہ و اسباب تو

جو تیری ملکیت اور سرمایہ اور اسباب ہے

ہدیہ ساز و پیش شاہ شنگ

مستحق قرار دے اور بادشاہ کے اپن پہنچ جا

در مغازہ ہیج بہ زیں است

جنگل میں اس سے چھاپا پانی نہیں ہے

ایں چشیش نباشد نادرست

اُس کے پاس ایسا پانی نہ ہو گا ایہ کیا ہے

اندر آب ایں حواس شور

اُس میں پانی ہمارے ممکن حواس میں

گفتن صدق آں بود کز لون خویش

عورت نے کہا کہ سچائی یہ ہے کہ اپنے وجود سے

آب باران ست مارا در سبو

ٹھلیا میں ہمارا بارش کا پانی ہے

ایں سبوعے آب را بردار و رو

پانی کی یہ ٹھلیا اٹھا اور جا

گو کہ مارا غیر زیں اسباب است

کہنا، ہمارے پاس اس سامان کے علاوہ کچھ نہیں ہے

گر خزانه اش پر ز رو گوہر است

اگرچہ اُس کا خزانہ موتیوں اور جواہر سے بھرا ہوا ہے

چیت آں کوزہ تن محصور ما

وہ ٹھلیا کیسے؟ ہمارا گھرا ہوا بدن ہے

لے گا ہے صدق اور انصاف

کی کوئی علامت ہونی چاہیئے

تو گواہی مولا نافرمانے ہیں

کہ خدا کے سامنے جانچے لئے

بھی اخلاص کی گواہی کی ضرورت

ہے اگر دل میں اخلاص نہ

ہوگا محض ظاہری گفتگو سے

کام نہ چلے گا پیش گواہ ہے

شوہر نے کہا باطنی گواہ

کی ضرورت ہے جتنی

آں بود عورت نے شوہر

سے کہا اپنی سچی اور اپنی

جدوجہد سے بردار ہو جانا

ہی سچائی ہے سب تو ٹھلیا

ملکت، ملک، تو

لے گا مغازہ جنگل، فاجر

قیمتی قابلِ فخر نادر کیا ہے

چیت آں کوزہ بہاں سے

مولا ناکام مغالہ شروع ہوا

ہے یعنی جس طرح بد و اپنی

ٹھلیا شاہ بغداد کی خدمت

میں پیش کر کے لئے چلا

ہیں ہی اپنے بدن کی ٹھلیا

در بارِ خداوندی میں پیش

کرتی ہے۔

گرچہ شویم اگرست پرفتن ست
اگرچہ میراثو بہر باخبر اور صاحب تدبیر ہے
خود چہ باشا گوہر آب کوثر ست
موتی کیا ہوگا (حوض) کوثر کا پانی ہے
از دعا ہائے زن و زاری او
عمدت کی دعاؤں اور اس کی عاجزی سے
سالم از دوزداں و از آسینک
چروں اور پیشہ کے صدمہ سے سالم
دید در گاہے پیر از انعاما
انعاموں سے بھر ایک دربار دیکھا
و بمہم ہر سوئے صاحب خجہ
لمحہ بہ لمحہ ہر جانب ضرورت مند
بہر گہر و مومن و زیبا و زشت
کافرا و مومن اور اچھے اور بُرے کیلئے (وہ دربار)
دید قومے در نظر آراستہ
ایک قوم کو دیکھا جو سامنے آراستہ تھی
خاص و عامہ از سلیمان تا مہرور
خاص اور عام (حضرت سلیمان سے لیکر چوٹی تک)
اہل صورت و درجہ ہر تافتہ
اہل ظاہر جو اہرین کدے ہوئے تھے
آنکہ بے ہمت چہ باہمت شدہ
جو بے ہمت تھا کس قدر باہمت ہو گیا
بانگ می آمد کہ اے طالب بیا
اور آتی تھی کہ اے طلبکار! آ جا

لیک گوہر را ہزاراں دشمن ست
لیکن موتی کے ہزاروں دشمن ہیں
قطرہ زان آب کاصل گوہر ست
اس پانی کا قطرہ ہے جو اصل ہیں گوہر ہے
وز غم مرد و گراں باری او
مرد کے غم اور اس کی جفا کشی سے
بُردنا دائرہ خلافت بے درنگ
بلا توقف دائرہ خلافت تک لے گیا
اہل حاجت گتیریدہ دامہا
ضرورت مندوں نے جال بچھا رکھے ہیں
یافتہ زان در عطا و خلعت
اس در سے عطا اور خلعت پائے ہیں
ہمچو خورشید و مطربل چولہا
سورج اور بادش کی طرح بلکہ بہشت کی طرح تھا
قوم دیگر منتظر برخاستہ
دوسری قوم منتظر کھڑی تھی
زندہ گشتہ چوں جہاں نفع صو
جی اُٹھے جیسے کہ دنیا منور ہوئے تھے
اہل معنی بحر معنی یافتہ
اہل باطن نے حقیقت کا سمندر پایا تھا
وانکہ باہمت چہ باہمت شدہ
جو باہمت تھا کس قدر نعمت والا ہو گیا
جو محتاج گدایاں چوں گدا
محتاجت کو سالکوں کی ضرورت سے جیسے کہ اس کو تھا

۱۔ کوثر جنت کا چشمہ ہے۔
اصل گوہر یعنی موتی اسی
پانی کے قطرات سے بنتے ہیں۔
قرآن باری۔ جو بھلا تھا،
جفا کشی۔ آسیب۔ صدمہ۔
دائرہ خلافت۔ خلیفہ المسلمین کی
رہنے کا شہر۔ درنگ۔ تاخیر۔
دنگاہ۔ دربار۔ و انہما جہاں
یعنی انعام حاصل کرنے کے
وسائل و ذرائع۔
۲۔ خلعت۔ شاہی لباس۔
گر۔ آتش پرست، کافر۔
مطر۔ بارش۔ ہمینہ۔ در نظر۔
بادشاہ کے سامنے۔ سلیمان
یعنی امرا و مہرور یعنی غریب۔
نفع صو۔ منور ہوئے۔
۳۔ تمام مردے زندہ ہو
جائیں گے جو دینی اس
کی سخاوت بھکاریوں کو
اس طرح تلاش کرتی تھی
جس طرح بھکاری بخشش
اور عطا کو تلاش کرتے پھرتے
ہیں۔
۴۔ در بیان بیخون کی سخاوت
کا وجود اور ظہور فقرائے دوزخ
سے ہے لہذا نئی ایسی سخاوت
کیلئے فقرائے محتاج ہیں جیسا
کہ توبہ کا وجود توبہ کرنے والے
سے ہے۔ گدا۔ فقیر بھکاری۔

در بیان آنکہ چنانکہ گدا عاشق کریم ست کریم ہم عاشق گدا
اس کا بیان کہ جس طرح فقیر، سخی کا عاشق ہے سخی بھی فقیر کا عاشق ہے

لیک دے ویشے کہ تہ نہ غیر شد

لیکن وہ فقیر جو غیر کا پیاسا ہوا

نقش موش سٹ اوئے اہل جاں

وہ فقیر کی تصویر ہے، جاندار نہیں ہے

نقش قدمہ وارد اوئے فقر حق

وہ نقشہ کی فقیر رکھتا ہے نہ لکھتا (تعالیٰ) کی فقیر

ماہی خاکی بود درویش ناں

روٹی کا فقیر، مٹی کی مچھلی ہوتا ہے

نقش ماہی کے بود درویش آب

مچھلی کی تصویر پانی کی فقیر ہوتی ہے

مرغ خانہ است اوئے سیمرغ ہوا

وہ گھر پر بندہ ہے نہ کہ ہوا کا سیمرغ

عاشق حق ست اوئے بہر نواں

وہ عطیہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے

گر تو ہم می کند او عشق ذات

اگر وہ ذات (خداوندی) کے عشق کا خیال کرتا

وہم مخلوق ست مولود است

خیال، مخلوق ہے اور پیدا شدہ ہے

عاشق تصویر وہم خوشتن

اپنے وہم کی تصویر کا عاشق

عاشق آں وہم گر صادق بود

اُس خیال کا عاشق بھی اگر سچا ہو

شرح میخواید بیان ایں سخن

اِس بات کا بیان تفصیل چاہتا ہے

مہم ہائے کہنہ کو تہ نظر

کو تہ آنظر لوگوں کی بوسیدہ عقلیں

او حقیر و ابلہ و بے خیر شد

وہ ذلیل اور بوقوف ہے اور بھلائی سے غالی ہو

نقش سگ تو میند از اتخواس

کئے کی تصویر کو بڑی نہ ڈال

بیش نقش مردہ کم نہ طبق

مردے کی تصویر کے سامنے طباق نہ رکھ

شکل ماہی لیک ز دریا ریاں

مچھلی کی شکل ہے لیکن دریا سے بے تعلق ہے

آں ز بے آبی نمیکرد و خراب

وہ پانی نہ ہونے سے تباہ نہیں ہوتی

لوت نوشد او نوشد از خدا

لذیذ کھائے کھاتا ہے خدا سے فیض حاصل نہیں کرتا

نیست جانش عاشق حسن و جمال

اُس کی جان حسن و جمال کی عاشق نہیں ہے

ذات نبود وہم اسماء و صفات

اسماء اور صفات کا خیال ذات (خداوندی) نہیں ہے

حق نہ زائید ست او لم یولد است

حق (تعالیٰ) پیدا نہیں ہوا ہے وہ "لم یولد" ہے

کے بود از عاشقان ذوالنہن

اللہ (تعالیٰ) کے عاشقوں میں سے کب ہو سکتا

آں مجازش تا حقیقت می کشد

وہ مجاز اُس کو حقیقت تک پہنچا رہتا ہے

یک می ترسم ز افہام کہن

لیکن میں پرانے خیالات سے ڈرتا ہوں

صد خیال بد در آرد در فکر

تخیل میں سینکڑوں بُرے خیالات لائینگے

لہ ابلہ۔ بوقوف۔ اہل جاں

جاندار۔ اتخواس۔ یعنی ایسے

فقیر کے سامنے معرفت

خداوندی کے نہکتے بیان کرنا

بے سود ہے طبق۔ یعنی

معرفت خداوندی کے ملوث

کا طبق۔

۲۵ سیمرغ۔ ایک فنی پرند

ہے جس میں تیرا رنگ تھے

پیرفرض کئے گئے ہیں موت

لذیذ کھائے،

نواں عطیہ۔ توہم۔ وہم کرنا۔

اسماء یعنی اسماء الہی۔

صفات۔ یعنی صفات

خداوندی۔

۳۵ مخلوق۔ پیدا کیا ہوا،

مولود۔ جنا ہوا۔ لذیذ۔ وہ

جنا نہیں کیا۔ تصویر وہم۔

خیالی صورت۔ ذوالنہن۔

احسانات والا، حق تعالیٰ۔

صادق۔ سچا۔ مجاز غیر حلی۔

حقیقت۔ یعنی اللہ (تعالیٰ)

کا عشق۔ افہام۔ فہم کی جگہ

سمجھ، عقل۔ کہن۔ پرانا۔

اگر گدا را صبر بیش بود کریم بر در او آید و اگر کریم را صبر بود گدا
اگر فقیر کا صبر بڑھا ہوا ہے تو کریم اس کے دروازے پر آجاتا ہے اور غنی کو صبر ہو تو فقیر اس کے
بر در او آید اما صبر کمال گدا و نقصان کریم ست
دروازے پر آتا ہے لیکن صبر کو ناقص کا کمال ہے اور غنی کا عیب ہے

ہیچنانکہ تو بہ خواہد تابی
جس طرح تو بہ تو بہ کرنے والے کو جانتی ہے
ہیچو خوباں کا بندہ جو بندہ صاف
جیسے حسین صاف آئینہ تلاش کرتے ہیں
روئے احسان از گدا پیدا شود
احسان کا چہرہ فقیر سے رونما ہوتا ہے
دم بود بر روئے آئینہ یابان
پھونک مارا آئینہ کے چہرے کی برائی ہے
بانگ محم زن لے محمد برگدا
لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کو نہ جھڑک
وین دگر بحث رگدایاں را فرید
اور یہ دوسرا وہ ہے جو فقیر کو زیادہ دیتا ہے
وانکہ با حق اند خود مطلق اند
اور جو لوگ اللہ سے وابستہ ہیں وہ ہمہ نمایاں
اوبریں در نیست نقش بردہ است
وہ اس دروازے پر نہیں ہے بلکہ نقش ہے

جو محتاج ست و خواہد طلبے
سخت ضرورت ہے اور کوئی طلبکار جانتی ہے
جو دم جوید گدایان و وضع
سخت فقریوں اور کمزوروں کو تلاش کرتی ہے
روئے خوباں ز آئینہ زیباشد
حسینوں کا چہرہ آئینہ سے حسین بنتا ہے
چوں گدا آئینہ جو دست ہاں
جنگہ فقیر، سخت کا آئینہ ہے، غمبار
پس زین فرمود حق در و اخمی
ایسے اللہ تعالیٰ نے (سوق و بختی میں فرمایا ہے
آں کے جو دش گدا آر و پدید
ایک وہ ہے جس کی سخت کو فقیر رونما کرتا ہے
پس گدایاں آئینہ جو حق اند
فقرا اللہ تعالیٰ کی سخت کے آئینہ ہیں
وانکہ جزایں دو بود خود مرده است
اور جو ان دونوں کے علاوہ ہے وہ مرده ہے

فرق در میان آنکہ درویش ست بخدا و تشنه خدا و آنکہ
فرق اس شخص میں جو اللہ کا بھکاری اور اس کا پیاسا ہے اور اس شخص
درویش ست از خدا و تشنه است بغير
میں جو خدا سے بے پروا اور غیر کا پیاسا ہے

لیک رویشے کہ و تشنه خدا ست
لیکن وہ فقیر جو اللہ تعالیٰ کا پیاسا ہے
ہست دائم از خدائش کار ست
اس کا کام ہمیشہ خدا کی جانب سے درست ہے

لہ ضیانت ضعیف کی
جمع ہے، کمزور، فقیر، خوار۔
خوب کی جمع ہے حسین،
خوب صورت، زیبا، خوب صورت۔
پیدا، نمودار۔
لہ وضعی سورہ وضعی
میں آنحضرت کو کہا گیا ہے
"وَلَقَدْ أَنشَأْنَا فَلَاحَظُفَرُ"
السناس کو نہ جھڑکے اس کیجیے۔
ایک سختی کی سخت کو
بھٹکا رہی رونما کرتا ہے۔
دوسری قسم سختی کی یہ ہے
کہ سائل کو بغیر مالکے کو گنا
دیتا ہے پس گدایاں فقیر
کی ایک قسم تودہ ہے جو صبر
کرتی ہے اور کسی کے سامنے
دست سوال دراز نہیں
کرتی وہ تو اللہ کی صفت
جو کی نظر ہے اور جو
فقرا ایسے ہیں کہ اللہ نے
ان کے دل غمی کرنے ہیں
وہ جو مطلق ہیں جو اللہ
کی صفت جو اختیار کر چکے
ہیں۔
لہ واکر تیسری قسم فقیر کی
وہ ہے جو دست سوال دراز
کرتا ہے وہ اللہ کے دربر
نہیں ہے بلکہ دروازہ کے
پروے کا نقش ہے جو دروازہ
سے باہر ہوتا ہے تشنه پیاسا۔
دائم ہمیشہ۔

پیش آمدن نقیبان و دربانان خلیفہ از بہر اکرام
بدوی کے اعزاز کے لئے خلیفہ کے دربانوں اور نقیبوں کا آگے بڑھنا
اعرابی و پذیرفتن ہدیہ اور
اور اس کے ہدیہ کو قبول کر لینا

اے عربی از بیابان بعید
وہ بدوی، دُور کے جنگل سے
پس نقیبان پیش اعرابی شد
نقیب، بدوی کے پاس آئے
حاجت او فہم شان شد بقال
بغیر گفتگو اس کی حاجت انکی سمجھ گئی
پس بدو گفتند یا وجہ العرب
انھوں نے اس سے کہا کہ اے عربی سردار!
گفت خجیم گر مرا وجہ دید
اُنے کہا میں سردار ہوں اگر مجھے ذریعہ معاش بدو
لے کہ در روتاں نشان مہتری
لے (نقیب) تمہارے چہروں پر سرداری کا نشانچ
اے کہ یکے پیدارتاں دیدار
لے (نقیب) تمہارا ایک دیدار بہت دیدار ہیں
اے ہمہ یَظَرُ بِنورِ اللہ شد
لے (نقیب) جو مجھے سب اللہ کے نور دیکھنے والے ہو
تا ز نید آں کیمیا ہائے نظر
تا کہ وہ کیمیا اثر نگاہیں ڈالو
من غریبم از بیابان آمد
میں مسافر ہوں، جنگل سے آیا ہوں
بوئے لطف او بیابانہا گرفت
انکی مہربانی کی خوشبو جنگلوں میں پھیل گئی ہے

بر در دانا لُحلا فوجوں رسید
جب دانا حکومت کے دروازہ پر پہنچا
بس کلاب لطف بر روش زند
(اور انھوں نے، مہربانی کا کلاب لے کر چھوڑ
کار ایشاں بدر عطا پیش ز رسول
اُن کا کام سوال سے پہلے عطا کرنا تھا
از کجائی، چونی از رنج و تعب
تو کہا آگیا ہے تکلیف اور محنت پر کیا حال ہے؟
لے وجہم چوں پس لپتم نہید
(اور) اگر مجھے پس پشت ڈالو تو میں بے حقیقت ہوں
فرتاں خوشتر ز زر جعفری
تمہاری شانِ شوکت جعفری سونے سے زیادہ خوشتر
لے مٹار دیدتاں دینار
لے (نقیب) تمہارے دیدار پر اشرفیاں بچھاؤں
از برحق بہر بخش آمد
اللہ تعالیٰ کے پاس سے انعام دینے کیلئے آئے ہو
بر سر مسہمائے اشخاص بشر
ان لوگوں کے دُجود کے تاجے پر
بر اُمید لطف سلطان آمد
بادشاہ کی مہربانی کی اُمید پر آیا ہوں
زرہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت
ریگ کے زردوں میں بھی جانیں پڑ گئی ہیں

لے آئی۔ اعرابی۔ اعرابی۔ اعرابی۔
خلیفہ المسلمین کا شہر۔
نقیبان نقیب کی جمع ہے۔
چویدار۔

لے لے تقال۔ بلا گفتگو۔
وَجَلَّ الْعَرَبُ عرب کا چہرہ،
یعنی سردار کجائی۔ از کجا
ہستی چونی چوں ہستی۔
لعب یلک۔ روتاں
روئے شہا۔

لے مہتری سرداری۔ فرتا۔
جاہ و اقبال جعفر۔ زرد
رنگ کا ایک پھول ہے،
ایک کیمیا گر کا نام ہے اور
جعفر برہنہ بنی عباس کا شہر
وزر تھا یہ یَظَرُ بِنورِ اللہ
اللہ کے نور سے دیکھتا ہو
حدیث میں ہے۔ اَلْعَرَبُ
فِرَاسَتُ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ
بِنورِ اللہ، مومن کی فہمت
سے دُور نے رہو وہ اللہ کے
نور کے ذریعہ دیکھتا ہے۔

مس۔ تانہا۔ اشخاص۔ وجود۔
غریب۔ اجنبی، مسافر۔

مکمل ہے کہوں سے اور ابوں کے آثار و خصوصیات میں جو کمال ان کو ترک کر چکا حقیقت تک نہ

لہ رات بچی بات چیر
غالب پلٹے خوراک پر غفلت
حقیر زندہ خاصہ خصوصاً
انہی۔ اندھا۔ بے دیدہ۔ گود
پیشہ نقش تباہی پھیلی کی
تصویر کیلئے دریا اور کھلی کھلی
ہے جو نگاہ اعلیٰ نہیں ہولنا
وہ اپنی اصل حیات کی چرل
نہیں ہے مردہ اور غلط
معیان تصوف کا ہر حال
لے جتندو بند رستان کا
بے پناہ اور عموماً کالے ہوتے
ہیں ان کیلئے صابون اور
پیشگی کیساں ہے ان کی
بہاری دور نہ ہوگی۔ زاکہ
پیشگی نقش یعنی تصویریں
جو کیفیات ظاہر کی جاتی ہیں وہ
حقیقت سے دور ہوتی ہیں
محض صورت رنچ و غم کی
ہوتی ہے حقیقت غیر موجود
ہوتی ہے حتیٰ پوشیدہ نقش
تصویر یعنی اولیاء اللہ پر جو
قبض اور بسط کی کیفیت
طاری ہوتی ہے انکے مقابل
عام انسانوں کا غم اور خوشی
ایک ہے صورت ایسی یہ
ظاہری غم اور خوشی اسلئے ہے
کہ تو اپنے اندر کے غم اور خوشی
کی طرف نہ مائل حال کرے۔
معنی باطن چاہتا ہے۔
غفلانے یعنی جس مخفی نقش
ہیں جو حقیقت سے خالی ہیں۔
لے جا کر کن تمام کا وہ درجہ
کہلاتا ہے جہاں پہلے تائب
جاتے ہیں۔ ان اشیاء میں ان
نے تنبیہ کی ہے کہ انسان نگاہ
نے کلکری حقیقت تک پہنچے

برسماع راست ہر کس چیر نیست
بچی بات سنتے ہر شخص ت در نہیں ہے
خاصہ مرغ مردہ بوسیدہ
خاص طور پر مردہ، سڑا ہوا پرندہ
نقش ماہی راجہ دریا و چھاک
پھلی کی تصویر کے لئے کیا دریا اور کیا چھل
نقش اگر غمگین نگاری بررق
اگر کاغذ پر تو کوئی غمگین تصویر بنائے
صورتش غمگین اُف و افغ ازال
اُس کی صورت غمگین ہے اور وہ غم سے خالی ہے
وین غم و شادی کہ اندر دل مخفی است
یہ غم اور خوشی جو دل میں چھپی ہوئی ہے
صورت خندان نقش از بہر تست
تصویر کی ہنسی ہوئی صورت تیرے لئے ہے
صورت غمگین نقش از بہر ست
غمگین تصویر کی صورت، ہمارے لئے ہے
نقشہائے کاندیریں حتماً ست
وہ تصویریں جو ان حتماً میں ہیں
تا برونی جا مہا بینی و بس
جب تک تو جا مہا کن سے، باہر ہے کہ کون کتنا
زانکہ با جامہ در آنسورہ نیست
اسلئے کہ کپڑوں کے ہوتے ہوئے اُس جاکارتہ نہیں ہے
باز می گردم سوئے قصہ عرب
میں بددی کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں

لقمہ ہر مرغے انجیب نیست
ہر پرندے کی خوراک انجیر نہیں ہے
پُر خیال اعلیٰ بے دیدہ
اندھا، اندھے پن کے خیالات سے بھرا ہوا
رنگ پند و راجہ صابون پر پاک
ہنرستان کے رنگ کیلئے کیا صابون اور کیا پیشگی
اُوندار داز غم و شادی سبق
اُس کو خوشی اور غم سے کوئی واسطہ نہ ہوگا
صورتش خندان اُوزانچ نشان
اُس کی صورت ہنسی ہے اور وہ اُس ہنسی سے
پیش آ شادی و غم جو نقش نیست
اُس خوشی اور غم کے سامنے جو نقش کے کچھ نہیں
تا ازال صوت شود معنی درست
تاکہ اُس صورت سے، باطن درست ہو جائے
تاکہ مارا یاد آید راہ راست
تاکہ ہمیں سیدھا راستہ یاد آجائے
از برون جامہ کن چوں جا مہا
جا مہا کن (جامہ کے درجے) سے باہر کپڑوں جیسی ہیں
جامہ بیرون کن در آئے، تمہیں
اے ساتھی! کچھ بڑے اتار، اندر آ جا
نن زجان و جان تن آگاہ نیست
جسم کو جان اور جان کو جسم کی خبر نہیں ہے
از بیان برتر و از بلو العجب
برتر اور عجیب راز کے بیان سے



گشتہ اندر شرع امیر المؤمنین
شہادت میں امیر المؤمنین بنے
آں علف کش سوئے ویر نہاں شد
وہ گھسار جنگلوں کی جانب چلا
نشنہ آمد سوئے جوئے آب در
پیا سا، نہر کی طرف آیا، پانی میں
من بریں در طالب چیز آدم
میں اس دروازہ پر ایک چیز کا طالب بکرا
آب آوردم بخف بہر ناں
روٹی کی خاطر میں پانی کا تحفہ لایا
ناں بروں آمد آدمی را از بہشت
روٹی نے انسان کو جنت سے نکالا
ترتم از آب زناں ہمچوں ملک
فرشتے کی طرح میں روٹی اور پانی سے نجات پا گیا ہوں

پیشوا و مقتدر اے اہل دیں
دینداروں کے پیشوا اور مقتدر بنے
بے خبر برکنج ناگہ یازدہ
آج ناگہ بھڑی میں اسکا پانچوں خزانہ پر پڑ گیا
دید اندر جوئے خود عکس فر
نہر کے اندر اس نے چاند کا عکس دیکھ لیا
صدر شتم چوں بدلیز آدم
جب دہلیز پر پہنچا، صدر میں گیا
بوئے نام بُرد تا صہر جہاں
روٹی کی منت مجھے ضیا کے صدر پاس لائی
ناں مرا اندر بہشت در سرشت
مجھے روٹی نے جنت سے وابستہ کر دیا
بے غرض گردم بریں بھوں فلک
میں اس آسمان جیسے در کا بغیر کسی غرض کے ٹھوکر تاپوں

دربان آنکہ عاشق دنیا بر مثال عاشق دیوار نیست کہ برو
اس کا بیان کہ دنیا کے عاشق کی مثال اس دیوار کے عاشق جیسی ہے جس پر
آفتاب فتہ و جہز نکرد تا فہم کند کہ ایتنا باز دیوار نیست
سورج چمکا ہوا اور اُسے سمجھے کی کوشش نہ کی کہ یہ روشنی دیوار کی نہیں ہے
از آفتاب ہست در آسمان چہارم لاجرم کلی دل بر دیوار
سورج کی ہے جو جوتے آسمان میں ہے، لاجرم وہ بالکل دیوار پر عاشق ہو گیا
نہاد و چوں پرتو آفتاب بافتاب پیوست و محروم ماند
اور جب سورج کی روشنی سورج سے جا ملی تو وہ محروم رہ گیا
وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ
اور آڑ کر دی گئی اُن میں اور اُن کی مراد میں

بے غرض نہ ہو و گردش در جہاں
دنیا میں گردش بے غرض نہیں ہوتی ہے
غیر جسم و غیر جان عاشقاں
سوائے عاشقوں کے جسم اور جان کے

اے امیر المؤمنین حضرت عمر
استاذ خلیفہ خلیفہ رسول اللہ
کہلاتے تھے پیر امیر المؤمنین
لقب پڑ گیا مقتدر۔ وہ جس
کی لوگ بیروں کریں۔
علف کش گھسار راغ خزانہ
آب در در و آب بہاں
نہر میں مضمون ہے کہ
انسان بسا اوقات معمولی
چیز کا ارادہ کرتا ہے اور اس
کو اعلیٰ چیز حاصل ہو جاتی
ہے۔

صدر جہاں یعنی
بادشاہ نان یعنی گہوں نے
حضرت آدم کو جنت سے
نکالا سرشت۔ ملا دیا۔ در
زیادہ ہے۔ بے غرض مخلصانہ۔
ترتم یعنی میں اس دیوار
میں دنیا طلبی کے لئے آیا تھا
اور اب میں دنیا سے بے نیاز
ہو گیا ہوں چونکہ میں روحانی
دولت سے مالا مال ہو گیا
ہوں۔

تا بدینجا بہر دینار آمد
میں یہاں دینار کے لئے آیا
بہر نال شخصے سوئے ناباد وید
ایک فحش روٹی کے لئے نانہالی کی جانب دوڑا
بہر فرجہ شریکے تاکستان
ایک شخص تفریح کے لئے باغ میں گیا
ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید
اُس بددی کی طرح جس نے کنوئیں سے پانی کھینچا
رفت موسیٰ کا تشہ آرد بہت
موسیٰ (علیہ السلام) گئے تاکہ آگ لائیں
جست عسیمی تار بہار دشمنان
حق عسیمی دشمنوں (کے خوف) سے کوئے تاکہ نکلتے لائیں
دام آدم خوشہ گندم شدہ
(حضرت آدم کا جال گہوں کی بال بنی
باز آمد سوئے دام از بہر خور
باز، کھانے کے لئے جال کی جانب آیا
طفل شد مکتب بے کسب ہنر
بچہ، ہنر حاصل کرنے مکتب میں گیا
پس ز مکتب آں یکے صد شدہ
پھر مکتب سے وہ صد رہو گیا
آمد عباس حرب از بہر کس
عباس (رضی اللہ عنہ) کو نیزہ بروئے جنگ کیلئے آئے
گشت دین راتا قیامت پیش رو
قیامت تک کیلئے دین کے پیش نہا بن گئے
آمد عمر بقصد مصطفیٰ
حضرت عمرؓ انحضرت کے قتل کے ارادہ سے آئے

لے تا بدینجا مولانا نے اس
شعر سے یہ بیان فرمایا ہے کہ
بسا اوقات انسان ایک
معمولی مقصد کا ارادہ کرتا ہے
اور اس کا ایک اعلیٰ مقصد
حاصل ہو جاتا ہے۔ آئندہ
بہت سے اشعار میں مختلف
واقعات پیش فرما رہی ہوں
کو بیان کیا ہے۔ تاکہ
نانہالی فرجہ خانہ کے ضو کے
کیسا تشنگا کی تفریح ہوئی۔
وہ مسافر ہو جس نے جاو
کناس میں پانی کیلئے ڈول
ڈالا وہاں حضرت یوسف
کو دیکھو۔ رفت موسیٰ حضرت
موسیٰ کو دیکھو۔ پر آگ لے گئے
تھے وہاں تھی رنجش ہر گھیا۔
لے جست عسیمی حضرت عسیمی
دشمنوں کے زعمے سے کھنکے
لے کوئے اور وہاں سے چلے
آسمان پر پہنچ گئے حضرت عسیمی
کا چوتھے آسمان پر پہنچا وہاں کا
خیال جو وہ دوسرے آسمان
پر ہیں آدم حضرت آدم نے
گہوں کھانیا اور وہی اس
کاسب بنا کر اُن کی نسل سے
سینکڑوں انبیاء اور رسول
پیدا ہوئے۔ باز بازانہو کی
کے ارادہ سے جال میں پھنسا آ
اور وہی انکے طرح کا کاسب
ہو جاتا ہے کہ اس کو بادشاہ کے
تھوڑے بھٹا نصیب ہوتا ہے۔
سہ برابر مرغ باب بچہ کو
معمولی چڑیا کا لالچ دیکھو
ہمچو اعرابی اور بچہ اسی کو بچہ
کے صدرا لشکر مقرر کھلا
عباسؓ انحضرت کے چچا حضرت

کیلئے یہ بیان آئے ہاں گزرا مکرر مسلمانوں کو ان کی اس کوتاہی کی نفی کے لئے

چوں رسیدم مست دیدار آمد
جب پہنچا تو دیدار سے مست ہو گیا
واد جاں چوں حسن نابا را بدید
جب نان باقی کا حسن دیکھا جان دیدی
فرجہ اوش رجال باغبان
باغبان کا حسن اُس کی تفریح کا سبب بن گیا
آب حیواں از مرغ یوسف حشید
حضرت یوسفؑ کے مرغ سے آب حیات پنی یا
آتش دیدار کہ از آتش برست
انھوں نے آگ دیکھ لی جکی جگہ آگ سے نہا کرش گئے
بر ویش آں جستن یکام آسمان
وہ کو دنا اُن کو جو تھے آسمان پر لے گیا
تا وجودش خوشہ گندم شدہ
یہاں تک کہ اُن کا وجود انسانوں کا گنجان بن گیا
ساعہ شریافت و اقبال و فر
اُس کو بادشاہ کی کلائی پر بگدا اور شان شوکت ملی
بر اُمید مرغ یا لطف پدر
باپ کی مہربانی یا کسی چڑیا کی اُمید پر
ماہیانہ دادہ و بدے شدہ
ماہواری (فیس) دی اور چاند ہو گیا
بہر متع احصاء و امتیز دین
احمد علی اللہ علیہ السلام کی تعظیم اور دین کو دیکھنے
در خلافت او و فرزندانی او
خلافت کے معاملہ میں وہ اور اُن کی اولاد
تیغ در کف بستہ بس میتناؤھا
تلوار ہاتھ میں لے کر بہت سے عہد کر کے

وَرَنُو کُوئی جزو پیوستہ گل ست
اگر تیرے جسد و گل سے وابستہ ہے
جزو یک و نیست پیوستہ بگل
جزو پوری طرح گل سے جڑا ہوا نہیں ہے
چوں سولاں از پے پیوستن اند
جبکہ رسول بلائے کے لئے ہیں
ایں سخن پایاں ندارد لے غلام
اے لڑکے! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
شرح کن حال عرب کے با نظام
اے منقطع بدوی حال کی تفصیل بتا

خارمی خور خار پیوستہ گل ست
کانٹا کھالے، کانٹا، پھول سے بلا ہوا ہے
ورنہ خود باطل بدے بعثت
ورنہ رسولوں کی بعثت بیکار ہوتی
پس چہ پیوند نشان چوں یک تن اند
وہ کس چیز کو ملائیں گے، جب ایک ہیں
زانا کہ خبرے سخت ارداں کلام
اس لئے کہ یہ بات بہت کشش رکھتی ہے
روز بے گشت حکایت کن تمام
دن بے وقت ہو گیا، کہانی ختم کر

سپر دن عرب بدیعہ خود بغلامان خلیفہ و شرح آل
بدوی کا اپنے تحفہ کو خلیفہ کے نوکروں نے سپرد کرنا اور اس کی تفصیل

بانتقیاں حال خود را آل عرب
بدوی نے اپنی حالت نقیبوں سے
آں سبویے آب را در پیش دست
وہ پانی کی ٹھیلی پیش کر دی
گفت ایں ہدیہ بدان سلطان
گفت ایہ تحفہ بادشاہ کے پاس لے جاؤ
آب شیرین و سبویے سبز و نو
بیٹھا پانی ہے، ٹھیلیا سبز اور نی ہے
خندہ می آمد نقیبیاں را از آن
نقیبوں کو اس پر ہنسی آرہی تھی
زانکہ لطف شاہ خوب با خبر
اس لئے کہ اچھے باخبر بادشاہ کی مہربانی
خوئے شماں در رعیت جا کند
بادشاہوں کی عادت رعایا میں گھر کر لیتی ہے

چوں بگفت او بدیعہ بکام طلب
جب کہی، اور اس نے سوال کا موقع دیکھا
شخم خدمت اور انحضرت شبت
(اور) اس دربار میں خدمت کا بیج بودیا
سائل شہ را ز حاجت و خرید
بادشاہ کے بھکاری کو حاجت و خرید
ز آب بارانی کہ جمع آمد بہ گو
بارش کا پانی ہے جو گڑھے میں جمع ہو گیا تھا
لیک پذیرفتند آنرا بھوجاں
لیکن انھوں نے جان کی طرح اسکو قبول کر لیا
کر وہ بود اندر ہمہ ارکال شتر
سب کاکروں میں اتر گئے ہوئے تھے
چرخ انحضرت خاک را خضر اکند
سبز آسمان زمین کو سبز کر دیتا ہے

لہ ورنو کُوئی یعنی جزو گل
کا عین ہے تو جزو بلاشت
ہونا گل پر عاشق ہونا ہے۔
ورنہ۔ اگر جزو گل سے
بالکلیہ اتصال ہوتا تو رسول
کو بھیجنا بیکار مہتر یا اسلئے کہ
رسولوں کی بعثت کا مقصد
خلق کو خالق سے وابستہ
کرنا ہی ہے۔

اے غلام۔ اڑکا بچہ کشش
طلوات نیلے۔ بے گاہ بچکا
وقت طلب سوال حضرت
در بار حاجت ضرورت،
محتاجی۔ و خریدن پھوٹا
نجات دلانا۔ گو۔ زمین کا
گڑھا۔ پذیرفتند پذیرفتند
زانکہ مشہور ہے کہ رعایا
بادشاہ کی عادت احتیاب
کرتی ہے۔

اے ارکان۔ رکن کی جن ہے
کارکن۔ جاکروں۔ گھسہ
کر لینا۔ انحضرت نے سبز خضر
موت سبز آسمان کی سبزی
سے زمین کا سبز ہونا شاعرانہ
تجویز ہے۔

لہ عاشقان عاشق بخت
کے تقاضے سے کام کرتا ہے
اُس کی کوئی غرض نہیں ہوتی
بے بکل ذات خداوندی۔
بجز مخلوق بے شائق عاشق
کی جسے ہے چونکہ یعنی جب
مخلوق کسی مخلوق پر عاشق
ہو بے بکل خود یعنی ممکنات فنا
ہو کر ذاتِ احدیت میں مل
جاتے ہیں۔

لہ ریش کا وہ یعنی احمق۔
غرض۔ دُوب گیا کف۔
مثل شہور ہے دوتا ہوا
تکے کا سہارا پانا پائتا
ازن۔ اُم کا بیٹھنے زنا
کر۔ جزو۔ آزاد عورت۔

اسرق۔ اُم کا بیٹھنے ہے،
چوری کر دینے موتی نقل۔
منقول یعنی انسان جو بھی
کرے بلند بختی سے کرے

ہر گاہے لکھی درخ آویز بکن
ناک از صدف شینان جہم ہشی

لہ بندہ یعنی عاشق جب
اپنے مالک سے جا ملے گا تو یہ
عاشق عاجز اور محروم ہو جائیگا
لہذا مخلوق سے عاشق بے یقینی
ہے خالق سے عشق کرنا چاہیے۔

آہک۔ بیوقوف۔ تاب۔ کوئی

چمک شتاب جلد کا تپ۔
کراں۔ ضیا۔ روشنی۔ سہما۔

آسمان سے بھی کوشش کریش۔
زخمی۔ مدغم۔ بدو داغ۔

اینقت۔ اینک۔ دیکھ۔
حیرت، عجب۔

عاشقانِ کل نہ ایں عشاقِ جزو
کل کے عاشق، نہ کہ یہ جزو کے عاشق
چونکہ جزو کے عاشق جزو سے شود
جب کوئی جزو کسی جزو کا عاشق ہو
ریش کا وہ یعنی اُم کا

وہ بے وقوف اور غیر کا غلام بن
نیست حاکم تاکست تیار او
وہ عشقِ حاکم نہیں تاکر اپنے اختیار سے اُس عاشق

فازن بالخرچہ بے ایں شد مثل
آزاد عورت سے زنا کر، یہ نقل اسی لئے بنی ہے
بندہ سوئے خواجہ شد او ماند زار

غلام اپنے اُن کا کی طرف روانہ ہوا وہ عاجز رہ گیا
پہنچوں اُل ابلہ کہ تاب آفتاب
اُس احمق کی طرح جس نے سورج کی روشنی

عاشق دیوار شد کایں با نیابت
دیوار کا عاشق بن گیا کہ یہ پر نور ہے

چوں باصل خوش پیو اں ضیا
جب وہ روشنی اپنی اصل سے جا ملی
اُو بماندہ دور از مطلوب بپیش

وہ اپنے مطلوب سے دور رہ گیا

پہچو صیادے کہ گب در سایہ
اجاز کا عاشق اُس شکار کی طرح جو سایہ کو پکڑے

سایہ مرغے گرفت مر و سخت
شکاری نے پرندے کے سایہ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا

کایں مد مرغ بر کہ می خند و عجب
یہ بہرہ ور مرغ، تعجب ہے کس پرستار ہے؟

یہ بہرہ ور مرغ، تعجب ہے کس پرستار ہے؟

ماند از کل آنکہ شد شتاقِ جزو
جو جزو کا عاشق ہوا وہ کل سے (دور) رہ گیا
زود معشوقش بکل خود رود
اُس کا معشوق بہت جلد اپنے کل کی طرف چلا آتا

غرق شد کف در ضیعفہ در زرد او
وہ ڈوبا، اُس نے کمر پر ہاتھ مارا
کار خواجہ خود گشت ریا کار او

وہ (عشق) آقا کا کام کرے یا اُس (عاشق) کا؟
فاسق الدّٰرۃ بدیں شد مثل
موتی کی چوری کر، اسی لئے منقول ہوا ہے

بویے کل شد سوئے کل او ماند زار
پھول کی خوشبو پھول میں گئی کہ نہ شمار گیا
دیوار بردیوار و حیراں شد شتاب

دیوار بردیوار، اور فوراً حیران ہو گیا
بے خبر کاں عکس خوشیدہ ماست
یہ معلوم نہیں کہ یہ آسمان کے سورج کا عکس ہے

دید دیوار سیہ ماندہ بجا
دیکھا کالی دیوار اپنی جگہ پر کھڑی ہے
سعی ضائع رنج ہل پائیش

محنت برباد، تکلیف اکارت، پیر زخمی

سایہ کے گرد و ورا سرمایہ
سایہ اُس کا سرمایہ کب بن سکتا ہے؟

مرغ حیراں گشت بر شاخ درخت
پرندہ درخت کی شاخ پر حیران تھا

اینقت باطل اینت پوشیدہ
عجب! باطل ہے، عجب! سبب پوشیدہ ہے

عجب! باطل ہے، عجب! سبب پوشیدہ ہے

زین ہمہ انواع دانش روزمگر دانش فقرست ساز راہ و برگ

علم کی ان قسموں میں سے مرنے کے دن آخر تک راستہ کا ساز و سامان، علم فقر ہی ہے

ماجرائے مرد بخوی در کشتی با کشتیبان جواب دل او

ملاح کے ساتھ کشتی میں بخوی کا نقشہ اور اس کا جواب دینا

آں بچے بخوی بہ کشتی در شست

ایک بخوی کشتی میں سوار ہوا

گفت بیچ از خو خواندی گفت لا

بولہ، تو نے کچھ خوب پڑھی ہے اُس نے کہا نہیں

دل شکستہ گشت کشتیبان بیتا

رنج سے ملاح کا دل ٹوٹ گیا

باد کشتی را بگردا بے فلکندر

ہوانے کشتی کو بھنور میں ڈال دیا

بیچ دانی آشنا کردن بگو

تو کچھ تیرنا جانتا ہے، بتا

گفت کل عمرت آنخوی فتنہ

اُس نے کہا، اے بخوی! تیری ساری عمر بربادی

محمی باید نہ نحوایں جا بدال

اس جگہ محبت چاہیے نہ کہ نحو، سمجھ لے

آب دریا مُردہ را بر سر نہد

دریا کا پانی مُردے کو سر پر اٹھاتا ہے

گر بمزدی تو ز اوصاف بشر

اگر تو بشری خصلتوں سے مُردہ ہو جائے

اے کہ خلاق ز تو خرمی خواند

اے (وہ) کہ مخلوق کو تو نے گدھا کہا ہے

گر تو علامت زمانہ در جہاں

اگر تو دنیا میں علامت زمانہ ہے

رو بکشتیبان نہاد آں خود پست

اُس مبتکر نے ملاح کا رخ کیا

گفت نیم عمر تو شر در فنا

اُس نے کہا، تیری آدھی عمر بربادی ہوئی

یک اندم گشت خاموش از خواب

لیکن اُس وقت خواب سے خاموش رہا

گفت کشتیبان بدال بخوی بلند

ملاح نے بلند آواز سے بخوی سے کہا

گفت نے از من تو بساچی مجو

اُس نے کہا تو مجھ سے تیرا کی امید نہ کر

زانکہ کشتی غرقِ ایں گردا بہت

اس لئے کہ کشتی ان بھنوروں میں ڈوب ہی ہے

گر تو محوی بے خطر در آباں

اگر تو مجھ سے بے خطر سمندر میں کود جا

وَر بود ز زندہ ز دریا کے زہد

اگر زندہ ہو تو دریا سے کب بچ سکتا ہے؟

بحر اسرار ت نہد بر فرق سر

اسرار کا سمندر تجھے سر پر اٹھائے گا

ایں زماں چوں خبر بریں بخ ماند

تو اب گدھے کی طرح اس بزم میں بیٹھا ہے

نک فتنائے ایں جہاں ہیں ایں زماں

اب دنیا کے فتنہ ہونے کو دیکھ

لہ انواع دانش علم کی

قسمیں۔ دانش فقر۔ علم

نقصان ساز سامان۔

برگ۔ توشہ۔ خود جرت۔

نیشتر۔ آٹا نہیں۔ گرداب۔

بھنور۔ آشنا کروں تیرا۔

سباحتی تیرا کی۔

لہ گرداب۔ بھنور۔ جھوٹا،

استغراق۔ ان اشار سے

مولانا کا مقصد یہ ہے کہ

جس طرح سمندر میں جان

بچانے کے لئے تیرا کی کی

ضرورت ہے اور خوبیکار

ہے اسی طرح بحرِ حقیقت

میں صرف فنا بیت کام

دیگی۔ اپنے جہانی خصائل

کو فنا کر دو تب نجات ہوگی۔

محوی۔ مجھ پہنچی۔ راں۔ چل۔

برقر نہد یعنی مردہ انسان

پانی کے اوپر آجاتا ہے۔

تہ فرق۔ سر کے بالوں کی

مانگ۔ اتے۔ جو شخص بھی

علوم کی بنیاد پر دوسروں

کو گدھا سمجھتا ہے خود بخوبی

حالت میں ہوگا۔ علامتہ بہت

بڑا عالم۔

آب از لولہ رود در گولہا
پانی ٹوٹیوں کے ذریعہ نالیوں میں جاتا ہے
ہر یکے آئے دہد خوش ذوقناک
ہر ایک (نوتنی) خوش ذائقہ پانی دیتی ہے
ہر یکے لولہ ہماں آرد پدید
ہر ٹوٹی سے وہی پانی نکلے گا
خوض کن در معنی این بحر خوض
ان حرفوں کے معنی میں خوب غور کرے
چول شکر کرد دست اندر گل تن
چول ہمت تن را در آرد در ادب
خس طرح تمام بدن کو مہذب کر دیتی ہے
چول در آرد گل تن را در زنبول
خس طرح سارے بدن کو جنون میں مبتلا کرتی ہے
سنگر نریش جملہ درو گوہرست
اُسکے سنگر پرے سب موتی اور گوہر ہیں
جان شاگردش بدلاں موصوفہ شد
اُسکے شاگرد کی جان اسی سے موصوفہ ہوتی ہے
خواند آں شاگرد و حجت باوصول
پڑھتا ہے، مستند اور کامیاب شاگرد
فقہ خواند نے اصول نے بیان
فقہ پڑھتا ہے (علم، اصول اور مذہم بیان
جان شاگردش از و نحوی شود
شاگرد کی جان اس سے نحوی بن جاتی ہے
جان شاگردش از و نحوی شود
اُسکے شاگردوں کی جان شاہ میں محبوب جاتی ہے

شیہ چوں خوضہ دان خشم چوں لولہا
بادشاہ کو خوض اور خاموں کو کوٹھنپان سمجھ
چونکہ آب جملہ از خوضہ ست پا
جبکہ سب کا پانی پاک خوض کا ہے
ور در ان خوض شے رست پلید
اگر اس خوض میں کھارا اور ناپاک پانی ہے
زانکہ پیوست ست ہر لولہ خوض
کیونکہ ہر ٹوٹی خوض سے وابستہ ہے
لطف شاہنشاہ جان بے وطن
بے وطن جان کے بادشاہ کی مہربانی نے
لطف عقل خوش نہاد خوش نسب
پاک طبیعت پاک نسب، عقل کی لطافت
عشق شناس بے قرار بے سکون
شوخی، بے مین، بے قرار عشق
لطف آب بحر کو چوں کوثرست
اس دریا کی لطافت کو دیکھ، جو کوثر کی طرح ہے
ہر ہنر کا تنہا بدلاں معروف شد
جس ہنر میں استاد مشہور ہوتا ہے
پیش استاد اصولی ہم اصول
اصولی استاد کے سامنے اصول
پیش استاد فقیہ آں فقہ خواں
فقہ کا پڑھنے والا، فقیہ استاد کے سامنے
پیش استاد کے کہ او نحوی بود
اُس استاد کے سامنے جو نحوی ہو
باز استاد کے کہ آں محوہ ست
پھر وہ استاد جو راہ (غدا) میں محو ہے

لے خشم۔ حار اور نرین کے
فتح کیا کہ نوکر چاکر۔
لولہ۔ ٹوٹی، نل۔ گولہ۔
نالی، جہیز۔ ذوق۔ ذائقہ۔
آب شور۔ کھاری پانی،
ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے
کہ آفاس علی ذین ملکہ کم
یعنی جیسا راجہ ویسی ہی
پر جا۔ جان۔ روح، چونکہ
وہ تمام بدن پر حکمرانی کرتی
ہے اسلئے اسکو شاہنشاہ کہا
ہے، اور چونکہ وہ اس عالم
کی چیز نہیں ہے لہذا اسکو
دنیا کے اعتبار سے بے وطن
کہا ہے روح کو بدن کے
ساتھ ہی نسبت ہے چرخ
کی رہا ہے۔
لے تن جسم۔ استاد۔ استاد
کا مخفف ہے معرفت۔
مشہور موصوفت کا مخفف
اصولی علم اصول کا ماہر،
علم اصول وہ کہلاتا ہے جس
میں کسی علم کے قواعد کی پائی
کئے گئے ہوں جیسے علم
اصول فقہ وغیرہ حجت۔
موشیر۔ باوقول۔ فارغ
انقصیل، یعنی جس طرح
رعایا بادشاہ کے اوصاف
قبول کرتی ہے اور اعضاء
روح کے اثرات سے متاثر
ہوتے ہیں، اسی طرح شاگرد
ہیں استاد کے اوصاف
منقول ہوتے ہیں۔
لے فقیہ۔ علم فقہ کا ماہر۔
فقہ دانان، وہ علم جس میں
شرع کے عمل احکام بیان کئے
گئے ہیں۔ بیان۔ وہ علم ہے

نیشہ یعنی انتہائے
جہنم کا خوف انداز سے بیان کرتا جاتا ہے۔ جو حق علم کا نام ہو۔ وہ حرافتوں کو

کایں سبجو پُر ز ر بدست اودھید
کایں ٹھیلہ کو اشرفیں سے بھر کر اُس کو دید
ازرہ خشک آمدست آں سفر
وہ خشکی کے راستے سے آیا ہے اور سفر
چول بکشتی در نشیند رنج راہ
جب وہ بکشتی میں بیٹھے گا، راستہ کی تکلیف
پہنچان کر دند و دانیش سبجو
انھوں نے ایسا ہی کیا اور اُس کو ٹھیلہ دیدی
چول بکشتی در نشست و دجلہ دید
جب وہ بکشتی میں بیٹھا اور اُس نے دجلہ دیکھا
کایں عجب لطف آں شہ و آب
کہ قصب ہے اس لکھ بخش بادشاہ کی نہرانی پیر
چول پذیرفت ز من آن دیار
اُس دربارے نے سنا ہے کیسے قبول کر لیا؟
کل عالم را بسوداں لے پیر
اسے بٹیا، پوری دنیا کو ٹھیلہ سمجھ
قطرہ از دجلہ خوبی اوست
ایک ٹھیلہ، اسکی خوبی کے دجلہ کی ایک ٹونہ ہے
کنج مخفی بذر زہری چاک کرد
پہچان ہوا خزانہ تھا جو فراوانی کی وجہ سے پھٹ پڑا
کنج مخفی بذر زہری جو ش کرد
وہ پھان ہوا خزانہ تھا فراوانی کی وجہ سے اپنے خوش مارا
وہ بدیدے قطرہ از دجلہ خدا
اگر کوئی خدا کے دجلہ کا ایک قطرہ دیکھ لیتا
آنکہ دیدنش ہمیشہ بے خورد
جنھوں نے اُس کو دیکھا ہے وہ ہمیشہ بخورد
میں

چونکہ واگرد سوئے دلش برید
جب واپس لوٹے تو اُس کو دجلہ کی جانب لپکاؤ
ازرہ دلش بود نزدیک تر
دجلہ کے راستے سے اُس کیلئے زیادہ قریب ہوگا
خود فراموش شود آں جایگاہ
اُس جگہ وہ بھول جائے گا
پُر ز ر و بردن تا دجلہ دو تو
اشرفیں بھری ہوئی اور مسکو دہ بالا (لطف بخش) دجلہ تک
سجدہ می کرد از حیا و می جمید
شرم سے سجدہ کرتا تھا اور جمکت تھا
واں عجب تر کوستد آں آب
اور اُس پر زیادہ عجیب کہ وہ پانی کا دیر قبول کر لیتا
آپنماں نقد و غل را زود زود
بہت جلد اُس جیسے کھوٹے سکے کو
پُر شدہ از لطف و خوبی تابسر
جو لطف و خوبی سے کناروں تک بھری ہوئی ہے
کاں نمی گنجد زہری زیر پست
جو اپنے زہر ہونے پر بھولا نہیں سماتا ہے
خاک را تا باں تر از افلاک کرد
جس نے خاک کو افلاک سے بھی زیادہ روشن کر لیا
خاک اسطفاں طلسم پوش کرد
دیجی کو اسطفاں پوش بادشاہ بنا دیا
آں سبورا او فنا کر دے فنا
اُس ٹھیلہ کو وہ بالکل فنا کر دیتا
بینودانہ بر سبوسنگ زردند
انھوں نے بخودوں کی طرح ٹھیلہ پر چڑھ دیا ہے

لہ رنج راہ۔ راستہ کی سختی
و تو تو یعنی دو گئے تکلف
کیسا تھا، دولت بھی ملی اور
دجلہ کی سر بھی مونی۔ سجدہ
می کر دے یعنی جیسے اوندھا
ہوا جا رہا تھا۔ کاٹے کر لے۔
ذرا بہت زیادہ عطا
کر نیولا۔ پذیرفت قبول
کرنا بخش۔ مال۔ جھلس۔
کھٹا۔ تا کہ تر لہر نہ بہاں
سے پھر اسی مضمون کا اعادہ
ہے کہ ہائے علوم پہنچ ہیں۔
پیر۔ راہ پر نشاندہ ضرورت
کو جو ہے۔ زیر پست
پہچان۔ بھولا نہ سماتا۔
لہ گنج مخفی چھپا ہوا خزانہ
یہ ایک پیر صبح حارث کی
طرف اشارہ ہے۔ گنٹ
گنڈا عقیقا فاجبت انی
اعرف یعنی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے "میں ایک چھپا
ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا
کہ میں پہچان جاؤں" یعنی
کائنات کی پیدائش معرفت
خداوندی کیلئے ہے خاک را۔
یعنی انسان کو اندر نے اپنی
صفات سے موصوف بنایا
ہے۔
لہ آں سبجو یعنی انسانی علم
کی ٹھیلہ۔ آنکہ جن لوگوں پر
علم باری کی حقیقت تکشف
ہو گئی ہے انھوں نے اپنے
حقیر علم کو خیر باد کہہ دیا ہے۔

لے وقت یعنی میں نے
برائے نوحی کا قفقہ ذکر کیا ہے
نحو طریقہ قفقہ علم قفقہ کا
مغز و گہ آہر فنا شکر و کثرت
عمدہ پسندیدہ۔ آئینی ہم
اگر اپنے علوم ری پر نمازاں
ہوں تو ہماری حاققت ہے
ہمارے علوم کی علم خداوندی
کے مقابلہ میں ہی نیست
ہے جو ٹھلیا کے پانی کی جہل
کے اعتبار سے تھی۔
۱۰۰ استرانی بدو و جملہ
سے واقف نہ تھا اس لئے
ایک گھڑ پانی لیکر لبر لبر کو
چلا اگر وہ جہل سے واقف
ہوتا تو کبھی بادشاہ کی خدمت
میں نہ جاتا جاکر ایک گھڑ پانی
پیش نہ کرتا اسی طرح اگر
ہم اکثر کے علوم کے بارے
واقف ہو جائیں تو اپنے فقر
سے علم کا شکیں پیش کرنے
کی جرأت نہ کریں۔
۱۰۱ ناموس و نفاق شرم و
عار نفاق زدن یعنی مارنا
سے صیغہ امر ہے۔ ترسنا
اشرفیاں عزت یعنی مزید
برائے خلعت۔ وہ کچرے
جو بادشاہ اپنے آئار کسی کو
دیدے، وہ کچرے جو بادشاہ
کسی کو عطا کرے۔ تھا و ایک
مشہور بادشاہ کا نام ہے،
ہر بادشاہ کو کبھی کہہ یا جاتا
ہے۔

مرد نوحی را ازاں در دو ختمیم
نوحی انسان کا قفقہ ہم نے اسلئے فلاک دیا ہے
فقہ قفقہ و نحو و صرف صرف
فقہ کا قفقہ اور نوحی نحو اور صرف کی صرف
آں سبوتے آب انشہائے سہت
وہ پانی کی ٹھلیا، ہمارے علوم ہیں
ماسبوتا پیر بدجلہ می بر یکم
ہم ٹھلیاں پھر کر بدجلہ کی طرف لیجا ہے ہیں
بارے اعرابی بادل معذور بود
اب سمجھ لے کہ وہ بدوی تو اس بارے میں
گرمز و جہلہ با خبر بودے چوما
اگر وہ ہماری طرح بدجلہ سے با خبر ہوتا
بلکہ از بدجلہ اگر واقف ہوتے
بلکہ اگر بدجلہ سے واقف ہوتا
آں سبوتے تنگ پیر ناموس تنگ
وہ مختصر ٹھلیا، شرم اور نفاق سے بھری ہوئی

تا شمارا نحو محو اموستیم
تا کہ تھیں فن کا طریقہ سکھادیں
در گم آمد ریابی لے یا شکر گن
اے بھلے یار! تو فنا میں پائے گا
واں خلیفہ و جہلہ علم خداست
اور وہ خلیفہ خدا کے علم کا بدجلہ ہے
گرمز خردانیم خود را ماخریم
اگر ہم اپنے آپ کو گم جہلہ سمجھیں تو گم ہیں
کوزر و جہلہ غافل و بس دور بود
کیونکہ وہ بدجلہ سے غافل اور بہت دور تھا
اؤنبر دے آں سبورا جا بجا
تو وہ ٹھلیا کو منزل بمنزل نہ لے جاتا
آں سبورا بر سر سنگے زدے
تو وہ ٹھلیا کو پتھر پر مار دیتا
شد حجاب بحر بر زیاں سنگ
وہ منہ پر علم و معرفت کا حجاب بھی نہ کھینچ دیتا

قبول کردن خلیفہ ہدیہ را و عطا فرمودن با کمال
خلیفہ کا ہدیہ کو قبول کرنا اور بخشش کرنا اس ہدیہ سے
بے نیازی ازاں ہدیہ
پوری بے نیازی کے باوجود

چوں خلیفہ دید احوال شنیید
جب خلیفہ نے اسکو دیکھا اور اسکی حالات سنے
آں عرب را کرد از فاقہ خلاص
اس بدوی کو فاقہ کشی سے نجات دی
پس نقیبہ را بفرمود آں قباد
پھر اس عالیجاہ بادشاہ نے نقیبہ کو حکم دیا
آں سبورا پیر زکر و فرید
اس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر دیا بلکہ اور زیادہ دیا
واں بخششها و خلعتہا خاص
اسکو بخششیں اور خاص شای جوئے دئے
آں جہان بخشش آں جرداد
اس جہان بخشش اور عطا کے عند در نے

آل عرب را بے نوائی می کشید
 اس بدوی کو بے سوسامانی کینغ لانی
 در حکایت گفته ام احسان شاه
 میں نے قصہ میں بادشاہ کے احسان کا ذکر کیا ہے
 ہر چہ گوید مرد عاشق بوئے عشق
 عاشق انسان جو کچھ کہتا ہے، عشق کی خوشبو
 مگر بگوید فقہ فقہ را دید ہمہ
 اگر وہ فقیہ کی بات کرتا ہے سب فقر مہتا ہے
 و رہ گوید کفر آید بوئے دین
 اگر وہ کفر کی بات کہتا ہے دین کی خوشبو آتی ہے
 و رہ گوید کثر نماید رستی
 اگر ٹیڑھی بات کہے تو سیدھی نظر آئے
 کف کثر کز بحر صافی ناست
 ٹیڑھا جھاگ جو صاف دریا سے پیدا ہوتا ہے
 اس کفش را صافی و محقوقاں
 اس کے اس جھاگ کو صاف اور صحیح سمجھ
 گشت ایں دشنام نامطلوب
 اس کی ناپسندیدہ گالی (بھی)
 از شکر گر شکل نامے می پزی
 اگر تو شکر سے روٹی پکائے گا
 و رہت زریں بیابد مومن
 اگر کوئی مومن سونے کا بت پائے
 چوں بیابد مومن زریں و ن
 چوں کوئی مومن سونے کا بت پائے گا
 بلکہ گیر و اندر آتش افکند
 بلکہ اس کو لے کر آگ میں ڈال دے گا

تا بد اس درگاہ و اس دولت رسید
 یہاں تک کہ وہ اس درگاہ اور اس دولت تک پہنچا
 در حق آں بے نوائے بے پناہ
 (جو اس بے نوا اور بے پناہ کے حق میں کیا گیا)
 از دہانش می جہد در کوئے عشق
 عشق کے کوچ میں اس کے منہ سے دھک پاتی ہے
 بوئے فقر آید از ان خوش دم
 اس خوش گفتاری سے فقر کی خوشبو آتی ہے
 آید از گفتش بے نوائے نقیں
 اس کے شک کی بجائے بھی یقین کی خوشبو آتی ہے
 لے کثری کہ راست را راستی
 لے کجی تو خوب ہے، کونہ میں بھی بات کو راستہ کر دیا ہے
 اصل صفا آں فرع را راست
 صاف اصل نے اس فرع کو راستہ کر دیا ہے
 بہچو دشنام لب معشوق داں
 معشوق کے منہ کی گالی کیڑ سمجھ
 خوش ز بہر عارض محبوب او
 اس کے محبوب چہرے کی وجہ سے بھی ہے می
 طعم قند آید نہ ناں چوں می مز
 جب تو کچھ کھا اس شکر کا مزہ آجیگا نہ کر ڈی کا
 کے ہلد او را بے سجدہ کئے
 اسکو براہ کرنے والے کیئے کب چھوڑے گا
 کے ہلد آں را بر لے ہر سمن
 اس کو بھجاری کے لئے کب چھوڑے گا
 صورت عاتیش را بش کند
 اس کی عارضی ہیئت کو توڑ دے گا

لے بے نوائے بے سوسامانی کشید
 درگاہ یعنی خلیفہ کا دربار۔
 دولت رسید تو بھی بے نوائے
 اختیار کر کے تو دریا خداوندی
 میں جا پہنچے گا بے پناہ یعنی
 بدو۔ ہر چہ گوید یعنی بدو اور
 غلیف کے قصہ سے ان احسان
 الہیہ کی طرف اشارہ ہے جو عزت
 بندوں پر مہندل ہوتے رہتے
 ہیں ہر چہ گوید یعنی ہم تو عشق
 الہی میں مبتلا ہیں ہمارے
 قصہ اور کہانیوں سے بھی
 مضامین عشق کی ہوتی ہے۔
 لے گر بگوید عارف اگر فقہ کا
 مسئلہ بھی بیان کرتا ہے تو کچھ
 منقص درضائے الہی ہوتا ہے
 لہذا وہ علم فقہ و تصوف نہ جانا کہ
 در کجی بد بظاہر اس کا ناسخ
 کلام بھی میں دین ہوتا ہے۔
 کثر۔ وہ کلام جو عام کی سمجھ
 میں نہیں آتا ہے۔ بحر صافی
 صاف دریا۔ فرع شاخ حقوق
 ٹھیک درست۔
 لے نامطلوب۔ ناپسندیدہ۔
 عارض۔ رخسار۔ ادبیا لہ
 کا جملہ کلام جو کہ عشق پر مبنی
 ہوتا ہے لہذا وہ صحیح ہوتا ہے۔
 چوں یعنی جتنی بھی پکا نفع
 مضارع مخاطب ہے مری۔
 مزید یعنی بچھنا سے فعل
 مضارع مخاطب ہے بگوت۔
 او پر بیان تھا کہ اہل عرفان
 کے نظام ہر جے حکمت بھی
 باطن مفید ہوتے ہیں اور
 اعتبار اہل کاسے غلط کام نہیں
 ہے شکر کی روٹی کا ظاہر روٹی
 ہے لیکن باطن شکر ہے اسی

لے لے زخمت مقام فنا
میر بیخ کرسان کو کمال
حاصل ہوتا ہے ترغبت یعنی
مقام فنا میں پہنچ کر رگ
میں جنت کا نور امت کو جاتا
ہے اور جزو جزو نقص و حال
میں ہوتا ہے اور کمال ذاتی ہی
فنا نہیں ہوتا ہے نے سب
اس مقام پر پہنچ کر نہ اس کو
اپنے بدن کا ہوش رہتا ہے
نہ اپنے ذاتی کمالات کا۔

تھ جوت درستی اگر تو معلوم
الہی کا طالب ہے تو کوشش
کر کہ ذات تیری مدد سے گا۔
پیر فکرت چونکہ تو نے عالم
سغلی کو اپنی خوراک بنا لیا ہے
لہذا تو معلوم عالیہ سے محروم
ہو گیا ہے۔ ناان۔ انسانی
خوراک سب ہی کی پیداوار
ہے اس کی کثرت اس کو جوت
میں ملا دیتی ہے چون انسان
جب بھوکا ہوتا ہے تو اس
میں زندگی آ جاتی ہے۔

تھ جوت شدی سیر بسیار
خوری انسان میں مروتی پیدا
کودیتی ہے پس بہار مشق
سیری اور انتہائی بھوک
دونوں مضر ہیں۔ راہ خیران
یعنی ایسی ذہانتوں میں
راہ مسلک کیسے طے کر سکتے
ہو اکت۔ ذریعہ۔ اشکار الف
زیادہ ہے۔ کمال کا فیض
کا ہے۔ سکت یعنی قوت
جیوانی۔

اے زغیرت برسبون کے زوہ
لے وہ جس نے حیرت سے ٹھیکہ پتھر مارا ہے
خمشکستہ آب ازوناختہ
ٹھیکہ ٹوٹ گئی، اس کا پانی نہیں بہا
خز و خز و خم برقص سٹ بحال
ٹھیکہ کا ٹکڑا ٹکڑا برقص اور حال میں ہے

نے سبکو پیدا دریں حالت آب
اس حالت میں اس کے سامنے ڈھیلیا ہے نیانی
چولہ در معنی زنی بازت کنند
تو جب معنی کا دروازہ کھٹکھا بیگنا تیرے لئے کھول دیجے
پیر فکرت شدر گل آلود و گراں
تیرے گلے کا پیر معنی میں سن گیا اور بیماری ہو گیا اور
ناں گل سٹ گوشت کتر خورایا
ردی اور گوشت نہی ہے اس کو کم کھا

خاک می خور دیم عمرے در غذا
ہم غذا میں تمام عمر ہی کھاتے رہے
چولہ گر نہ می شوی سنگ مشوی
جب تو بھوکا ہوتا ہے، کتہا بن جاتا ہے
چولہ شدی تو سیر مردار شدی
جب تیرا پیٹ بھر جاتا ہے تو مردہ ہوتا ہے
پس دے مردار دیگر دم سگی
پس ایک وقت تو مردار ہے اور دوسرے وقت تو کتا ہے

اکت اشکار خود جز سنگ ال
اپنے شکار کے ذریعہ کو کتے کے سوا کچھ نہ سمجھ
زانہ سنگ چولہ سیر شدر کش شود
اسے کہتے کہ جب پیٹ بھر جاتا ہے وہ سرکش
ہو جاتا ہے

آں سبوز شکست کامل تر شدہ
وہ ٹھیکہ ٹوٹنے سے اور مکمل ہو گئی ہے
صدر درستی زین شکست اینجختہ
اس شکست کی سے سبکدوش درستیاں پیدا ہو گئی ہیں

عقل مجزوی را نموده این محال
ناقص عقل کو یہ ناممکن نظر آتا ہے
خوش بسین واللہ اعلیٰ بالصلا
اچھی طرح سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے
پیر فکرت زن کہ شہبازت کنند
فلک کا پیر بچھڑ پھڑا۔ تجھے شہباز بنادوں گے
زانکہ گل خواری شدر گل شدر خوناں
کیونکہ تو فی کھانہ نیلا پیر کے لئے مٹی رٹی کی طرح لگی ہے

تا نہمانی ہچمو گل اندر زمیں
تا کہ مٹی کی طرح تو زمین میں نہ رہ جائے
خاک مارا خورد آخر در جزا
آخر کار بدلہ میں مٹی نے ہمیں کھا لیا
تندر بند پیوند و بدرگ می شوی
تو بد مزاج، بد اخلاق، بخصلت ہو جاتا ہے

بے خبر چوں نقش دیو اے شدی
دیوار کی تصویر کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے
چولہ کئی در راہ شیلان خوش تگی
تو شیروں کے راستہ میں کب خوش رفتار ہو سکتا ہے؟
کترک انداز سنگ را استخوان
کتے کو ہڈی کم ڈال
کے سونے صید شکا لے خوش دود
پھر، صید اور شکار کی طرف اپنی طرح کب دڑتا ہے؟

چوں بُود فکرش ہمہ مشغول حال

جبکہ اُس کا فکر پوری طرح حال میں مشغول ہوتا ہے

ہم عرب ماہم سبوماہم ملک

ترجمہ ہم ہیں اور شعلہ بھی ہم ہیں اور بادشاہ بھی

عقل راشوداں زن این نفس طبع

عقل کو شوہر اور نفس اور طبیعت کو عورت (بجھ)

بشنوا کنوں اصل انکار از چہ جاست

بالہ سن، انکار کی بنیاد کیسے پڑی؟

جزو گل نے جزو ہا نسبت بگل

حقیقی جزو اور گل نہیں جزو کی گل کیسا نسبت (تابع ہونی)

لطیف سبزہ جزو و لطیف گل بُود

(مگر اس طرح ہے جیسے) سبزہ کا لطیف پہلے گل کا جزو ہوتا ہے

گر شوم مشغول اشکال و جواب

اگر میں افسوس اور جواب میں مشغول ہوجاؤں

مگر تو اشکالی بنگی و حرج

اگر تو بستم اشکال اور تنگی ہے

اختما کن اختما زانندیشہا

دوسروں سے بہت پرہیز کر

اختما ہا بردوا ہا سرورست

پرہیز دواؤں سے بہت ہے

اختما اصل دوا آمدیقین

پرہیز یقیناً دوا کی جڑ ہے

اختما ہا مردوا ہا اسرست

پرہیز، دوا کی اصل ہے

قابلِ ایں گفتہا شو گوش دار

ان باتوں کو قبول کرنے والا بن تو جہ سے سن

ناید اندر ذہن اُو فکرِ مآل

اُس کے ذہن میں انجام کا فکر بھی نہیں آتا ہے

جملہ مایو فک غنہ من اُفاق

سب وہی ہے جس سے باز رہا وہی جو عیب سرا گیا

اِس دُو ظلمانی دُنکر عقل شمع

یہ دونوں تاریک اور دُنک ہیں عقل شمع ہے

زانکہ گل را گونہ گونہ جزو ہاست

اِس لئے کہ گل کے مختلف قسم کے اجزاء ہیں

نہ چوبے گل کہ باشد جزو گل

ایسی دہی نہیں جیسے کہ بھول کی خوشبو بھول کا جزو نہیں

بانگ قمری جزو آں سبیل بُود

(جیسے) قمری کی آواز بیل کا جزو زناں ہوئی حنیت ہوئی

تشنگاہ را کے تو انم داو آب

اتو پیاسوں کو کب سیراب کر سکوں گا؟

صبر کن کہ الصبر مفتاح الفرج

دو، صبر کر، صبر کشا دی کی کنجی ہے

زانکہ شیر اندر اِس بیشہا

اِس لئے کہ ان جھاڑیوں میں شیر چھپے ہیں

زانکہ خاریدن فرونی گرسٹ

اِس لئے کہ کھانا، غارش کی زیادتی (کی عطا) ہے

اختما کن قوتِ جانت بدیں

پرہیز کر (پھر) اپنی روح کی طاقت دیکھ

ہضم دار و علتِ نو دیگرست

دوا کا ہضم ہوجانا، دوسری نئی بیماری ہے

تا کہ از رسا زمت من گوشوار

تا کہ میں تیرے لئے سونے کے آویزے بناؤں

لے مشغول حال چونکہ دارا

میں مصروف ہوتا ہے تو فکر کا

عاشق رضا و تسلیم کی وجہ سے

انجام سے بھی بے فکر ہوتا ہے۔

ہم عرب ماہ یعنی بدوا و شعلہ

اور بادشاہ کی عطا کا جو قصہ

ہم نے نقل کیا ہے وہ ایک

مشال ہمارے اور اشارت لے

کے معاملہ کی ہے ہم وہ عجائیں

اور تحفے پیش کرتے ہیں جکی

اُنکے کہاں کی نہیں ہے وہ

پھر بھی قبول فرماتا ہے ان باتوں

کا دہی انکار کر بیجا جزا مانو دگا

ہوگا عقل راشو عقل کو منزل

شوہر کے مجھو اور نفس و طبیعت

انسانی کو بہ دعوت کے مجھو

اور دونوں کے مکار کو عقل اور

نفس کا مکار مجھو بقوتِ دوت

باطنی ایک حقیقت ہے لیکن

طبیعی مختلف ہیں اسلئے کچھ

کرتی ہیں کچھ اقرار کرتی ہیں۔

تہ جزو کن یعنی ہم بار بار بظہر

کوئی سے اور انا توں کو جزو سے

تعبیر کرتے آ رہے ہیں لیکن اِس

سے مراد حقیقی جزویت و وحدیت

نہیں ہے۔ اللہ اجر اسے مقرر ہے

نیز وہ نسبت بھی مراد نہیں ہے

جو خوشبودار بھول میں ہے اسلئے

کا کہ لے لے مار دشتِ مفت سے

پاک ہے بلکہ جزا دار گل سے بہا

مراد تابع اور تہ ہے۔ ہر قسم

جو نسبت میں نے بیان کی آپس

بھی اشکالات ہیں لیکن اگر طرح

کے اشکال اور جواب کے درپے

ہو جائے تو حقائق بیان کر کر دیکھا

بہتر ہے۔ صبر سے ذوق اور دجرا

پیدا ہوگا جس سے اشکالات حل

لے حجب۔ سونا داؤد بکایت۔
خدا داؤد بکایت کائنات کے منتظر
کے ساتھ پیو گلچم۔ گدڑی۔
صدراع۔ درویش عیسٰی کبھی
لہذا اولیاء اللہ کی بات لفظاً
اگر ناگوار بھی ہے تو اس کی
وجہ سے حقیقت کنارہ کش نہ
ہو جائے۔ بہت پرستی بہت پرست
ہستی۔

لے درستی لہذا بزرگوں کے
ظاہر الفاظ سے درگزر کر کے
معنی تک پہنچو۔ صورت
کی جمع ہے۔ مزاجی مرد
ہستی نقش شکل وصوت۔
رنگ۔ کالا، گورا، آنکھ۔
قصہ لہذا اقتدار باطن کا ہے
ذکر ظاہر کا حکایت۔ بڑا کافہ۔
زیر و زبر غیر مرئی۔ تیرا بندہ
یا انتہا ازل۔ زمانہ ماضی کی
تیمش۔

لے آمد زمانہ مستقبل کی جانب
کی ہمیشگی، عاشق کا تعلق جو
زاتِ مخلوق ہی سے ہے جو
انہی اور ابدی ہے لہذا اس
کے معاملہ کی نہ ابتداء ہے نہ
انتہا قطرہ۔ اگر قطرے کو دریا
میلحدہ کر لو تو اس کی انتہا
اور ابتداء ہے اور اگر میلحدہ نہ
کر دو قطرہ کی اپنی ذات انتہا ہو
نہ ابتداء ہی حال عاشق کے
احوال کا ہے۔ نقض حال یعنی
بدو اور ماضی کی ہوی کا قفصہ
در اصل خود ہمارا قفصہ ہے۔
قریبی نصرت کی نشان دہی
شوکت۔

تا نہ اند بر فوہب نقش و شن
تا کہ سونے پرست کی صورت نہ باقی رہے
ذات زرش داؤد تانہ بیت
اُس کا اصل سونا خدا کی دین ہے
بہر کیے تو گلچمے رامسوز
پستو کی وجہ سے تو گدڑی کو نہ جلا
بیت پرستی گویا مانی در صورت
اگر تو صورتوں میں (لگا رہا) تو بت پرست ہے

مرد جچی ہم رہی حاجی طلب
اگر توج کا جو اندر ہے تو حاجی کو اپنا سفر بنا
منگر اندر نقش و اندر رنگ او
تصویر اور اُس کے رنگ کو نہ دیکھو
گر سیاہست و ہم آہنگ تو ست
اگر وہ کالا ہے اور تیرا ہم خیال ہے
ورسید پرست و ورا آہنگ نیست
اگر وہ سفید ہے اور تیرا ہم خیال نہیں ہے
اس حکایت گفتہ شد زیر و زبر
یہ قصہ بغیر ترتیب کہہ دیا گیا ہے

سرندار و چول ازل بو دست پیش
(عاشق کے خیال کے ہم نہیں ہوا ہے کیونکہ وہ ازل سے ہے)
بلکہ چول است و ہر قطرہ ازاں
بلکہ وہ پانی کی طرح ہے اور اس کا ہر قطرہ
حاش لہذا اس حکایت ہیں
خدا بچائے، خبر دار یہ کہانی نہیں ہے
پیش ہر صوفی کہ او با فر بود
ہر اس صوفی کے لئے جو ثنائی شوکت والا ہے

زا نہ صورت مانع ست راہزن
اس لئے کہ صورت مانع اور رہزن بنی ہے
نقش بت بر نقد زر عاریت
نقد سونے پرست کی تصویر عاریت ہے
در صدراع ہر گس مگذار روز
ہر کبھی کی دروہی کی وجہ سے دن کو باہر نکلا ہے
صورتش بگذار و در معنی نگر
صورت سے گذر جا اور معنی کو دیکھ
خواہ ہند و خواہ ترک و یا عرب
خواہ ہندوستانی ہو خواہ ترک یا عرب ہو
بنگر اندر عزم و در آہنگ او
اُس کے ارادے اور قصد کو دیکھ
تو سفیدش خواں کہ ہم رنگ تو ست
تو اس کو گورا سمجھ کیونکہ وہ تیرا ہم رنگ ہے
زور بر کردل مرا ورا زان نیست
اُس سے تعلق نہ رکھ کیونکہ وہ دل پر نہیں ہے
ہمچو فکر عاشقاں بے پاؤ سر
جیسا کہ عاشقوں کا خیال ہے سر و پاؤ ہوا ہے
پاندارد با ابد بو دست خویش
(وہ) انتہا نہیں کرتا (اے دل) کہ ابد سے وابستہ ہے
ہم سرست پاؤ ہم بے ہر دول
سراور پیر بھی رکھتا ہے اور پیر سر پا بھی ہے
نقد حال ماؤ ست اس خوش ہیں
یہ ہمارا اور تیرا موجودہ حال ہے، غور کر
ہر چہاں ماضی ست لایندہ بود
جو گذر گیا ہے وہ ناقابلِ یاد ہے

خود جہاں آں یک کست و اگر است
دیکھ شخص خود جہاں ہے اور باخبر ہے
خود جہاں آں یک کست و باقیان
جہاں وہی یک شخص ہے اور باقی
او جہاں کامل سرے مفردست
وہ پورا جہاں ہے اور اکیلا ہے
پس ہی گویند ہر نقش و نگار
ہر نقش و نگار پہ کہتا ہے
تا بگو د تا باں شگوفہ چوں زہ
تا کہ شگوفے زہ کی طرح چمکیں
چوں شگوفہ ریخت میوہ سر کنند
جب شگوفہ جھڑا، میوہ نکلا
میوہ معنی و شگوفہ صورتش
میوہ معنی ہے اور شگوفہ اُس کی صورت ہے
چوں شگوفہ ریخت میوہ شد پید
جب شگوفہ جھڑا، میوہ رونما ہوا
تا کہ ناں نشکست تو تکیے دہد
جب تاک روٹی دلوئے طاقت کہے تہی جو!
تا ہلہلہ نشکند با ادویہ
جب تنگ ہیڑ دواؤں میں نہ گئے

ہر ستارہ بر فلک جزو مہ است
آسمانی ہر ستارہ چاند کا جزو ہے
جملہ اتباع و طفیل ندائے فلاں
سب تابع اور طفیلی ہیں، اے فلاں!
نسخہ کل وجود اُورا بدست
وجود کل کا نسخہ (حقیقتاً انسانیت ہی انکے ہاتھ میں ہے)
مژدہ مژدہ نک، ہی آید بہار
خوشخبری ہو خوشخبری اب بہار آتی ہے
تا کنند آں میوہ با پسید اگرہ
تا کہ میوے گچھے پیدا کریں
چونکہ تن بشلست جاں سر برزند
جب جسم ختم ہوا روح نسا ہر ہونی
آں شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش
شگوفہ خوشخبری ہے، میوہ اسکی نعمت ہے
چونکہ آں کم شد شد ایں ندر فرید
جب شگوفہ گھٹا تو یہ (میوہ) بڑھا
نا شکستہ خوششا کے مے دہد
دلوئے ہوئے خوشے شراب ک بناتے ہیں
کے شود خود صحت افزا در ریہ
پھیسپھڑے میں صحت افزا کہ ہوتی ہے؟

در صفت پیر و مطا وعت کردن با او
پیر کی تعریف اور اُس کی تابعداری کرنے کا بیان

یک دے کاغذ بر فزا در وصف پیر
پیر کے بیان میں ایک دو کاغذ اور بڑھا لے
بر نمی آید جہاں را بے تو کار
(لیکن) دنیا کا کام تیرے بغیر نہیں نکلتا ہے

اے ضیاء الحق حسام الدین بگیر
اے ضیاء الحق حسام الدین! لے
گر چہ جہمت نازک و بس نزار
اگرچہ تیرا جہم نازک اور بہت لاغر ہے

لہ خود شیخ کامل خود ایک عالم
ہے ہر ستارہ یعنی دوسرے
نیک لوگ اُس کے اجڑا ہیں۔
باقیاں باقی کی جمع ہے۔
اتباع تابع کی جمع ہے۔
او جہاں شیخ کامل اگر چہ
ایک شخص ہے لیکن کل ایک
جہاں ہے وہ چاند ہے دوسرے
ستارے ہیں نسخہ کل وجود
حقیقت انسانیت کوئی رست
رکھے کا نسخہ اُس کے پاس تو
ہے جس کا کائنات اپنے فانی
ہونے کی وجہ سے قیامت کا
پیغام دے رہی ہے۔ تا بورد
تا کہ میوے زہ کے حلقے چمکیں
(اسی طرح شگوفے چمک جائیں اور
پھل آجائیں۔ یہ پیغام اب بہاری
لئے ہے۔

لہ چوں شگوفہ شگوفہ کی بقیان
جھڑنے پرانے سے پھل نروار
ہوتا ہے۔ چوں روح کا جسم سے
علق منقطع ہونے پر اسکے آثار
اور قوی ہوجاتے ہیں تو قیامت
میں یہ آثار خوب ظاہر ہوں گے
شگوفہ پھل کی آمد کا پیغام دیتا
ہے۔ آں شگوفہ۔ آں پھل۔
تا کہ روٹی کے ٹوٹ کر جب
نوالے بنتے ہیں تو وہ بدن کو قوت
پہنچاتی ہے، انگوڑی لٹنے کے
بعد شراب بنتا ہے اسی طرح
ہر شے کے فائدے جب ہیں جب
انگوڑی کے دواؤں میں بولایا
جائے۔ اس طرح رافت اور
جاہر سے بدن کو جنگ بامان
زا کوئے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ بڑ۔
پھیسپھڑا۔
لہ دھفت۔ اس سے پہلے تھا

کہ رافت ضروری ہے اب بتا رہا ہے کہ انسان کوئی نہیں کہ اس کے مخصوص جسم میں رہ کر
خود اپنی نفسانی قوتوں سے اس کو بڑھاتا ہے۔ اس کو بڑھاتا ہے۔ اس کو بڑھاتا ہے۔ اس کو بڑھاتا ہے۔

لہ اولاً کتبہ چونکہ انسان باوجود
انسان ہونے کے مختلف طبائع
رکھتے ہیں ایسے بعض طبائع میں
اشکالات پیدا ہوتے ہیں۔
دو حروف۔ انسانوں کے طبائع
کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے
حروف تہجی میں اختلاف ہے۔
حالانکہ سب حروف تہجی ہی ہیں۔
اگرچہ کچھ دوسرا کہ بعض جگہ ہوتے
ہیں کہ حروف ایک ہی ہے اور مذاق
میں اس کے کچھ مٹی ہیں اور سب
حقیقت کے طور پر وہ بولا جاتا
تو دوسرے معنی ہوتے ہیں۔

لہ پس قیامت اختلاف کے
اسباب کو سمجھنے کے لیے ضروری
ہے کہ اس اختلاف کے نتائج پر
غور کیا جائے جو قیامت میں ظاہر
ہوئے۔ ہرگز جو کچھ شکوک و
شہات سے اپنے منہ کا لے لے
ہوئے ہیں پیش کیے دن انہی

بہت رسوائی ہوگی۔ چوں کہ ناراہ
معارف الہیہ سے جن کے چہرے
مستور نہ ہونگے وہ کچھ عیاں گئے
برگت جس کا نئے میں چوں کی ایک
پتی بھی نہ ہو وہ موسم بہار میں دل
زیادہ رسوا ہوتا ہے بلکہ دوسرے
کا نئے وارد رفت پھولوں سے
لڑھکاتے ہیں۔

لہ تاکہ جو شخص نیک اعمال سے
مترق ہوگا قیامت دن وہ بہت
مسرور ہوگا۔ قیامت بڑا حال دوسرے
کو بھی بڑا حال دیکھے گا خواہشمند
ہوگا پس۔ بڑا حال جاہل کا بھی کچھ
کا وقت نہ لے تاکہ اپنے اندر میرے
کی تیز ہو سکے۔ باغبان عیسیٰ
شیخ کا مال انکی بڑا مال کی جانتا ہے
بڑا مال کو چاہئے کہ اس شیخ کے

سانے اپنے معنی احوال بیان کر کے اس طرح اس کے لیے قیامت کے دن بیانیہ عیاں کرے کہ وہ کچھ ہے۔

گوشتواریہ چہ کہ کان زرشوی

آویزہ کہا ہوتا ہے بلکہ تو سونے کی کان بنجائے گا

اولاً بشنو کہ خلق مختلف

پہلے سن لے کہ مختلف مخلوق

در حروف مختلف شور و شکست

مختلف حروف (تہجی) میں (اختلاف) شور و شکست

ازیکے روضہ و دیگر مختل

ایک پہلو سے (ایک دوسرے کے) مختلف دوسرے پہلو سے (مختل)

پیش قیامت روز عرض کبرست

قیامت (کا دن) بڑی پیشی کا دن ہے

ہر کہ چوں ہند و بد و سودانی ست

جو کوئی ہند و بد کی طرح بُرا اور رسوائی ہے

چوں نادر دُرے پچوں آفتاب

جو شخص آفتاب جیسا چہرہ نہ رکھتا ہو

برگ یک گل چوں نادر دُخار او

بلکہ اُس کا کاٹنا پھول کی ایک پتی بھی (نہ) نہ رکھتا ہو

وانکہ ستر تپاگل سست سوسن ست

جو شخص سر سے پیر تک گل اور سوسن ہے

خار بے معنی خزاں خواہ خزاں

بے حقیقت کا ٹاٹا خزاں ہی خزاں چاہتا ہے

تا پویشد حسن آن و رنگ این

تاکہ وہ (خزاں) اُس حسن اور اس کا عیب کھکے

پس خزاں او را بہار ست چیتا

اُس کے لئے خزاں بہار اور زندگی ہے

باغبان ہم و انداں را در خزاں

باغبان بھی اُس کو موسم خزاں میں جاتا ہے

تا بہار و تا ثریا بر شوی

یہاں تک کہ چاند اور ثریا سے بھی بالاتر ہو جائیگا

مختلف جانند از باتا الف

الف سے بات تک مختلف تحقیق ہیں

گرچہ از یک روز ستر تپا سکت

اگرچہ ایک اعتبار سے سر سے پیر تک ایک ہیں

ازیکے روضہ و دیگر مختل

(جیسا کہ کوئی گل ایک پہلو سے مذاق اور دوسرے پہلو سے مذاق)

عرض او خواہد کہ بازیب فرست

پیشی وہ چاہے گا جو خزان و شکست سے ہے

روز عرض نوبت سوائی ست

اُس کے لئے پیشی کا دن رسوائی کا وقت ہے

او خواہد جز شب پچوں نقاب

وہ نقاب کی طرح رات کے سوا کچھ نہ چاہے گا

شد بہاراں دشمن اسرار او

موسم بہار اُس کے چہرے کے رازوں کا دشمن ہوگا

پس بہار او را دو چشم روشن ست

موسم بہار اُس کے لئے دو روشن آنکھیں ہیں

تا زندہ پہلوئے خود با گلستان

تاکہ گلستان کا مقابلہ کر سکے

تا نہ بینی ننگ آن و رنگ این

تاکہ تو اُس کا عیب اور اس کا رنگ نہ دیکھ سکے

یک نہاید سنگ یاقوت زکات

جو پتھر اور قیمتی یاقوت کو کیسا دکھاتی ہے

لیک نہاید یک بہ از دید جہاں

لیکن ایک کا دیکھنا دنیا کے دیکھنے سے بہتر ہے

گر نباشد سایہ پیراے فضول
اے نہیں! اگر پیر کا سایہ نہ ہو
غولت از رہ افگند اندر گزند
شیطان تجھے گمراہ کر کے نقصان پہنچا دیگا
از بے بشنو ضلال رہ رواں
راستہ چلنے والوں کی گمراہی تیراں سے سن
صد ہزاراں سالہ از جاہ دور
بید سے راستہ سے لاکھوں سال کی مسافت دور
استخوانہا شاں سبیں موی شاں
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے
گردن خرم گیر و سوائے راہ کش
گدھے کی گردن کیڑے اور (اسکی) راستہ کی طرف کھینچ
ہیں مہل خزا و دوست و مار
خبردار! گدھے کو نہ چھوڑ اور اسکو آزاد نہ کر
گریکے دم تو بغفلت و ابلش
اگر تو بغفلت سے اسکو تھوڑی پر کیلے بھی آزاد چھوڑ دیا
دشمن راہ است خرمست علف
گھاس کا عاشق گدھا، راستہ کا دشمن ہے
گردانی رہ ہر انچہ خرم و خواست
اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے، تو جو گدھا چاہے
شاد و روغن پس آنکہ حالقا
ان (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو
باہوا و آرزو کم باش دوست
خواہش لسانی اور آؤ سے دوستی نہ کر
ایں ہوارا شکند اندر جہاں
دنیا میں خواہش نفسانی کو پامال نہیں کرتی

بس تر اتر گشتہ وارد بان غول
شیطان کی آواز تجھے بہت پریشان کرے گی
از تو دہای تدریس رہ بس بند
تجھ سے زیادہ جالاکس راستہ میں بہت (گمراہ) ہو گئیں
کہ چشماں کرواں ابلین روں
کو آنکھ ساتھ بذات شیطان نے کیا کیا ہے؟
بر دشان و کردشاں اوبار عور
انہیں نے کیا اور بدبختی کی وجہ سے آنکھوں کا کرنا
عبرتے گیر و مراں خرم و شاں
عبرت حاصل کر، اور ان کا راستہ اختیار کر
سوئے رہبانان رہ داناں خوش
(بید) راستہ والوں اور راستہ کو خوب جاننے والوں کی طرف
زانکہ عشق اوست سوئے سبز زار
اس لئے کہ اس کا عشق سبز زار سے ہے
اور و در سنگھا سوئے رحشیش
دو میلوں گھاس کی جانب چلا جائے گا
اے بسا خرم بندہ را کردہ تلف
بہت سے انار یوں کو اس نے ہلاک کیا ہے
عکس آں کن خود بوداں اہ را
اس کے برخلاف کرو ہی سیدھا راستہ ہو گا
اِنَّ مَنْ لَمْ يَفْصَحْ تَالِفٌ
جو شخص انکے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک یا نواں ہے
چون يَضْلِكُ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ او
کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ (تعالیٰ) کے راستے گمراہ کرے گی
ہیچ چیز سے ہیچو سایہ ہماراں
کوئی چیز جیسا کہ ساتھیوں کا سایہ

ہاگت شیطانی وساوس کی
آواز دہی جالاک، یعنی
تجھ سے زیادہ نقصان دینے پر
کے گمراہ ہوئے ہیں۔ تجھے
قرآن مجید، یعنی قرآن مجید
بہت سی قوموں کے فتنے مذکور
میں جنگو شیطان نے گمراہ کر دیا۔
ادبار، بدبختی، خیریت، غم
ننگ، یعنی یکساں حال و خالی۔
خرم سے کئے رانن کسی کی
طرف مائل ہونا، انکے راستہ پر
چلنا، یعنی ان ہلاک شدگان
سے عبرت حاصل کرو انکا راستہ
رافتار کرو و خرم گدھا یعنی
نفس رہبانان۔ جمع ہے
رہبان کی بان علامت ہے
اسم فاعل کی جیسے فہمیان لکھ
راہواں۔ راستہ سے واقف۔
نہیں نہ چھوڑا ہلین سے
نہی کا صنف ہے۔
سہ و اکیش شین مفعول کی
غیر ہے۔ تا، یعنی شاہد بتی۔
ہلین کا فعل مضارع ہے۔
فرنگ فرخ جین سل کا ہوتا
ہو جینش گھاس۔ تلف۔
گھاس چاہو خرم بندہ۔ اناری
سوار سواری کے بالی تریا ہے۔
خرم یعنی نفس انسانی۔ شاد و روغن
ہق۔ آن عورتوں سے مشورہ کرو
یہ حدیث ثابت نہیں ہے البتہ
طاعة النساء علامۃ عورت
کی اطاعت علامت کا باعث ہے
حدیث صحیح ہے۔
سہ و اکیش اسم فاعل ہے ہلاک
ہو جالاک۔ قرآن میں ہے
وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
سَبِيلُ اللَّهِ اور اتباع عورتاں

فانسان کا ہر ذرہ اللہ کے راستے سے ہٹا کر دینے والا ہے۔ اگر انسان اپنے نفس کی خواہش کے خلاف عمل کرے تو ہمارا پیچھے

لیک بے خورشید مارا نور نیست

لیکن سورج کے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے

لیک سخیل دل و سر رشتہ

لیکن اہل دل کا پیشوا اور آغاز کار ہے

وڑہائے عقد دل انعام تست

دل کے بار کے موتی تیسرا انعام ہیں

پیر را بگزین میکن راه داں

پیر کا دامن تمام لے اور حقیقی راستہ پالے

خلق مانند شبانند و پیر ماہ

مخلوق رات جیسی ہے اور پیر چاند ہے

کو زحق پیرست نہ از ایام پیر

کیونکہ وہ خدا کی جانب سے پیر ہے مگر جو پیر نہیں ہے

یا چنناں و یتیم انباز نیست

اور ایسے یتیم موتی کا کوئی مشتری نہیں

خاصہ آن خمر یکہ باشد من گدں

خصوصاً وہ شراب جو علم گدنی کی ہو

آں کہن تر بہتر اے شیخ علیم

اے دانای شیخ! جس قدر زیادہ بڑائی ہو بہتر ہے

ہست بس پرفت خوف خطر

آفت اور خوف و خطر سے بہت پر ہے

بے قلاؤز اندر آں آشفستہ

بغیر رہنا کے تو اس میں پریشان ہے

ہیں مروت نہا ز بہر سر پیچ

خبردار! تنہا نہ جا (اور) بہرے بخواتر

اُو ز غولان گمہ و درجہ شد

وہ شیطانوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہوا

گرچہ جسم نازک راز و نیست

اگرچہ تیرے نازک جسم میں طاقت نہیں ہے

گرچہ مصباح و زجاجہ گشتہ

اگرچہ تو چراغ اور قندیل بن گیا ہے

چوں سر رشتہ بدست کام تست

جبکہ آغاز کار تیرے ہاتھ میں اور شا کے مطابق

بر نویں احوال پیر راہ داں

واقف راہ پیر کے احوال تحسیر کر

پیر تابستان و خلقاں تیر ماہ

پیر، موسم بہار ہے اور مخلوق خزاں ہے

کردہ ام بخت جوان نام پیر

میں نے جوان بخت کو پیر کہا ہے

اوجیناں پیرست کش آغاز نیست

وہ ایسا پیر ہے جس کی ابتداء نہیں ہے

خود قوی ترمی بود خمر کہن

پُرانی شراب خود زیادہ طاقتور ہوتی ہے

خود قوی ترمی شود خمر قدیم

پُرانی شراب خود زیادہ قوی ہوتی ہے

پیر را بگزین کہ بے پیر اس سفر

پیر کا توں (اختیار کر) یہ سفر بغیر پیر کے

آں رہے کہ بارہا توفتہ

جس راستہ پر تو بارہا چلا ہے

پس رہے را کہ ندیدی تو ہیچ

پھر وہ راستہ جو تو نے کبھی نہیں دیکھا ہے

ہر کہ او بے مرضی در راہ شد

جو شخص بغیر پیر کے راستہ پر چلا

لے مارا نور نیست۔ فیضانِ حق

میرے ہیں لیکن لافانی محبت

میں ایسے الفاظ ذکر کرتا ہے

میں جو میرے لئے بولے جاتے

ہیں۔ مصباح چراغ۔ زجاجہ

قندیل۔ سرخیل۔ اسر۔ پیشوا۔

سر رشتہ۔ دور کا سرا، باعث۔

کام۔ مقصد۔ عقد۔ ہاتھ میں شوی۔

راہ۔ مسلوک۔ تابستان۔ موسم گرما

جو موسم بہار ہوتا ہے۔ تیر ماہ۔ موسم

خزاں۔

لے مارا۔ پیر ہو کر لے کر گئے

ہیں اور بندگی چھوڑ کر رہا ہے

میں آتی ہے لہذا پیر اور شیخ

بزرگ کے معنی میں بولا جانے

لگا مولانا نے فرمایا کہ شیخ حق

عمر کے اعتبار سے پیر نہیں ہیں

بلکہ جوان ہیں اور بزرگی کے

اختیار سے پیر ہیں۔ آغاز نیست۔

پیر یا پیغمبری کا پرتو ہے اور

حضور نے فرمایا ہے میں امی

وقت سے بغیر تھا جبکہ حضرت آدم

کا صرف پتا تھا۔ اور جبریل۔

ذکر کیا۔ امتیاز شریک، نظیر

لے خود قوی ترمی۔ پیر کا رہنا یا

کمزوری کی دلیل نہیں ہے بلکہ

کہن شراب کی طرح اسکی نفعانی

قوت اور تیز ہو جاتی ہے۔

من گدں۔ یعنی من و راضا اللہ

کی جانب سے علم گدنی۔ جبریل۔

گودن۔ یعنی اختیار کرنا۔ صید غنم

ہے خوف و خطر یعنی رسواں

شیطان کی خطرے۔ قلاؤز۔ دھبہ

آشفتن۔ پریشان ہونا۔ غول۔

چھلوا۔ غیطان۔ درجہ۔ گد

ہلاک ہونا۔

ظَلُّ اُو اندر زیں چوں کوہِ قاف
اُس کا سایہ زمین پر کوہِ قاف کی طرح ہے
دست گیر و دستِ دہِ خاصِ اک
اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ دستگیری کرتا ہے
گر بگویم تا قیامت نعتِ او
اگر میں قیامت تک اُس کی تعریف کروں
آفتابِ رُوح نے اُن فلک
(اوہ) رُوح کا سورج بنے آسمان کی طرف منسوب ہے
در شبرِ روپوش گشتِ سَکَناب
سورج انسان (کے جسم) میں روپوش ہے
یا علیٰ اَز جملہ طاعاتِ راہ
لے علیؑ! راہِ حق، کی تمام اطاعتوں میں سے
ہر کسے در طاعتے بگرختند
ہر شخص ایک اطاعت کی پناہ لے رہا ہے
تو برو در سایہ عاقلِ گریز
تو جا عقلمند کے سایہ کی پناہ لے رہا ہے
از ہمہ طاعاتِ اَیْنَتِ لا اَنْتِ
تیرے لئے یہ تمام اطاعتوں زیادہ مناسب ہے
چوں گرفتاری پیر ہیں تسلیم شو
جب پیر بنا لے خبردار! سب طاعات رکھ لے
صبر کن بر کارِ خضر لے بے نفاق
اے مخلص! خضر کے کام پر صبر کر
گر چہ کشتی بشکند تو دمِ مزِن
خواہ وہ خضر کشتی توڑ دے تو اعتراض نہ کر
دستِ او را حق چو دستِ خویش خوا
جب خزانے اُنکے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے

رُوحِ او سبِ مرغ بس عالی طوف
اُس کی رُوح اونچا چکر لگانے والا سبِ مرغ ہے
طالبانِ را می برد تا پیشگاه
(اوہ) طالبوں کو (اللہ تعالیٰ کی) درگاہ تک بجاتا ہے
ہیچ اک را غایت و مقطعِ مجو
اُس کی انتہا اور خاتمہ کی امید نہ کر
کہ ز نورش زندہ اندلسِ ملک
اُس کے نور سے انسان اور فرشتے زندہ ہیں
فہم کن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
سمجھ لے، اور اللہ (تعالیٰ) بہتر جانتا ہے
برگزین تو سایہِ خاصِ اک
اللہ (تعالیٰ) کے مخصوص بندہ کے سایہ کو اختیار کر
خوشتین را مخلصے اینچختند
(اور) اپنے لئے نجات کی جگہ نکال رہا ہے
تا رہی زان دشمنِ نہاں ستین
تاکہ چھپ کر لڑنے والے دشمن سے نجات پالے
سَبَقِ یابی بر سرِ اُن کو سابق
ہر آگے بیٹھنے والے سے تو سبقت لے جائیگا
ہیچو موسیٰ زیرِ حکمِ خضرِ رو
موسیٰ علیہ السلام، کی طرح حضرت خضرؑ کے حکم کے تحت چل
تا نہ گوید خضرِ رو لہذا فراق
تاکہ خضرؑ یہ نہ کہہ دے کہ جا یہ جسدانی ہے
گر چہ طفلے را کشد تو مومن
خواہ وہ بچے کو مار ڈالے تو رنج نہ کر
تَا یَدِ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمُ براند
یہاں تک کہ اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھ پر ہے ذرا بچا ہے

لہ کوہِ قاف - شاعرانہ تخیل
کے اعتبار سے کوہِ قاف پوری
دنیا کو گھیرے ہوئے ہے یعنی
فیجِ مکمل کا سایہ پورے عالم
پر موزا ہے سبِ مرغ - فرضی
پرندہ ہے جس کے پر میں
عیشِ خوشنارنگ ہیں، دیکھو۔
مرد عارف و سنگیری کرتا ہے۔
پیشگاہ یعنی دربارِ خداوندی۔
غایت - انتہا، مقطع - خاتمہ۔
اُن - ملکیت، آفتاب یعنی
شیخ کامل کی رُوح خاص۔
اللہ کا مخصوص بندہ مخلص۔
نجات کی جگہ نہاں ستین۔
شیطان چھپا ہوا دشمن ہے۔
ایقت - اس پر اس کے تو۔
لہ ہیچو موسیٰ - حضرت موسیٰ
جب حضرت کے ظہور مائل کرنے
لگے تو بالکلیت اُن کے حکم کے
تابع بن گئے تھے۔ لہذا اُن کی جب
حضرت موسیٰ سے صبر نہ ہوا تو
حضرت خضرؑ نے اسے کہہ دیا
اب جدا ہو جاؤ کہ حتیٰ حضرت
خضرؑ نے اُس کشتی میں سوار
کردیا جس میں سوار ہوئے تھے۔
سہ طلقے - حضرت خضرؑ نے
معصوم بچہ کو مار ڈالا تھا۔
مومن کن - بالِ فوجنا، رنجیدہ
ہونا۔ یذللہ اللہ - شجرہ رضوان کے
نیچے جب آنحضرتؐ نے صحابہ کے
ہاتھ پر ہاتھ کر کریموتی تھی
اُس کے بارے میں قرآن نے
کہا ہے کہ وہ نبی کا ہاتھ نہ تھا
بلکہ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں
پر تھا۔

وصیت کردنِ سولِ خدامِ علی را کہ چوں ہر کسے بنوع طاعتی

رسول خدا کا حضرت علیؑ کو وصیت کرنا کہ جب ہر شخص اللہ کا تقرب کسی قسم کی اتنا

تقرب بحق جوید تو تقرب بعجب عاقل و بندہ خاص تا از

کے ذریعہ ڈھونڈتا ہے تو عقلمند اور خاص بندے کی صحبت کے ذریعہ تقرب چاہے تاکہ ان

ایشاں ہمیش قدم باشی قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سب سے آگے بڑھ جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ

اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلَى خَالِقِهِمْ بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ تَقَرَّبَ اِلَى اللَّهِ

اپنے خالق کا تقرب مختلف نیکیوں کے ذریعہ چاہیں تو اللہ کا عقل اور اسرار الہی

بِالْعَقْلِ وَالسِّرِّ تَسْبِقُهُم بِالْذَّرَجَاتِ وَالزُّلْفَى عِنْدَ النَّاسِ

کے ذریعہ تقرب چاہے درجوں میں سب سے بڑھ جائے گا دنیا میں

فِي الدُّنْيَا وَعِنْدَ اللَّهِ فِي الْآخِرَةِ

لوگوں کے نزدیک اور آخرت میں اللہ کے نزدیک

گفت پیغمبر علیؑ را کاے علیؑ

حضرت علیؑ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ کہ

لیک بر شیریں مکن ہم اعتماد

لیکن تو شیریں پر بھروسہ نہ کر

ہر کسے گر طاعتی پیش آورد

ہر شخص اگر عبادت پیش کرے تو

تو تقرب جو بعقل و بر خوش

تو اپنی عقل اور محبت کے ذریعہ سے نزدیک جلد کر

تو در آ در سایہ آں عاقلے

تو اس عقلمند کے سایہ میں آ جا

پس تقرب جو بد و سوئے الہ

اس کے ذریعہ اللہ کا قرب طلب کر

زانکہ او ہر خار را گلشن کند

اس لئے کہ وہ ہر کانٹے کو پھول بنا دیتا ہے

لہ قال النبی یہ حدیث ان

الفاظ سے حدیث کے ذخیرے

میں نہیں ہے مضمون صحیح ہے

شیر حقیقی حضرت علیؑ کا لقب

اسرار اللہ ہے پہلوؤں بہادر

افسر پرول مضبوط دل والا

اعتماد اعتماد کا اہل ہے بھروسہ

نخل امید یعنی ترشہ تقرب

قرب چاہی عقل یعنی معرفت

الہی بجز یعنی محبت بجز نیک

عمل

لہ عاقل یعنی مروت

نتانہ منتوا اند کا مخفف ہے

ناقل نقل کرنے والا زانکہ

شیخ کامل اس انسان کو

جو اعمال حسنہ سے خالی ہے

نیک عمل بنا دیتا ہے روشن گوئی

یعنی قلبی بصیرت عطا کر دیتا

ہے

ایں حکایت بشنوا ز صبا بیاں
بسیان کرنے والے سے یہ گفت سن
برتن و درست لبتھا ہے درنگ
جسم ہاتھ اور کاندھے پر ہلا تزد
برجیاں صورت پیالے بے گوند
اس طرح کی تصویر پر پے در پے بامختلف
سوئے دلا کے لبت و فروینے
ایک تو دینی نانی کے پاس گیا
گفت چه صورت زخم پہلواں
اُس نے کہا ہے پہلوان کیا تصویر بناؤں؟
طالع شیرست و نقش شیر زن
میر طالع اسد ہے، شیر کی تصویر بناوے
گفت برجیہ موضع صورت زخم
اُس نے کہا، تیرے کس جگہ تصویر بناؤں؟
ناشود بستم قوی در زرم و برزم
تا کہ زرم اور برزم میں میری کمر مضبوط ہو جائے
چونکہ اوسوزن فرو بردن گرفت
اُس نے جب سوسیاں چھبانی شروع کیں
پہلواں در نالہ آمد کالے سنی
پہلوان نے رونا شروع کر دیا کہ اے بھلے ہنس!
گفت آخر شیر فرمودی مرا
اُس نے کہا، تو نے شیر بنانے کے لئے کہا ہے
گفت از دمگاہ آغازیدہ ام
اُس نے کہا میں نے دم کی طرف شروع کیا ہے
از دم و دمگاہ و شیر دم گرفت
دم اور دم کی جگہ سے شیر نے میرا سانس گھونٹ لیا

در طریق و عادت قزوینیاں
جو قزوینیوں کی عادت اور رسم کے بارے میں ہے
میزند از صورت شیر و پلنگ
شیر اور تیندوے کی تصویر گھونٹتے ہیں
از سر سوزن کبودیہا زبند
سوزن کی نوک سے گوندتے ہیں
کہ بودم زن رستاں شیر نیے
کہ میرے گوندے (اور) شیر بنی لے لے
گفت بر زن صورت شیر زیاں
کہا، غضبناک شیر کی تصویر بناوے
جہد کن رنگ کبودی سیر زن
کوشش کر، دل بھر کے گوندے
گفت بستانہ گہم زن آں رتم
کہا میرے کندھے پر نقش کر دے
باجنیں شیر زیاں در عزم حرم
ایسے خوفناک شیر کی وجہ سے سوزن کاری اور کڑی لڑائی
در داں در شانہ کہ مسکن گرفت
اُس کی تکلیف کندھے میں ہونے لگی
مر مرا کشتی چه صورت می زنی
تو نے تو مجھے مار ڈالا، کیا تصویر بنا رہا ہے؟
گفت از چه عضو کردی ابتدا
کہا، کس عضو سے تو نے شروع کیا ہے؟
گفت دم بگذارے دو دیدہ ام
کہا، اے نور چشم! دم ہنسنا پیچھوڑ دے
دم گاہ و دم گہم محکم گرفت
اُس کی دم کی جگہ سے میرے سانس لینے کی جگہ کو
دبا دیا

لہ ذاک۔ حجام نانی شیرینی۔
یعنی گوندنے کی محبت پہلوان۔
جو اندر، سپاہی شیر زیاں۔
غضبناک شیر بر زن بر باد
ہے۔

لہ طالع پنجہ، کسی کی پیش
کے وقت بار بار فرج میں
سے جو برج مشرق سے نور دار
ہو وہ پیدا ہونے والے کا
طالع کہلاتا ہے۔ شیر یعنی
برج اسد سیر زن یعنی پوری
طرح گوند موضع مقام۔ شانہ۔
کندھا۔ رتم نشان

سہ زرم۔ جنگ۔ ہر دم مجلس
نشاط عزم۔ بخت ارادہ جوزم۔
ہوشیاری۔ فرو بردن کاڑنا۔
مسکن۔ جگہ سنی۔ اجھاڑین۔
دمگاہ۔ دم کی جگہ۔ دم گرفت۔
سانس مرگ گیا۔ دم گر۔
سانس کی جگہ محکم مضبوط۔

سے جبرائیل نے حضرت خضرؑ
نے جس کے کوہ راہ وہ اس کی
موت نہ تھی بلکہ اس کی حیات
جاوہری تھی ہر گز تنہا۔ بغیر
شیخ کا ہل کے کسی کو شاذ و نادر
کوئی مرتبہ حاصل ہوا ہے تو وہ
بھی دراصل کسی بزرگ کی
روح کا تصرف ہے۔ دستِ بزرگ
شیخ کا ہاتھ دراصل اللہ کا
ہاتھ ہوتا ہے۔

سے غائبانہ
شیخ کا فیض اگرچہ غائبانہ
بھی پہنچتا ہے لیکن جن کو
قرب حاصل ہوتا ہے وہ
یقیناً بہتر ہیں۔ گو کہ
جو لوگ شاہی دربار کے حاضر
باش ہوتے ہیں وہ یقیناً
ان سے افضل ہوتے ہیں
جو دربار تک نہیں پہنچ سکتے
ہیں۔ اہل کشف جبکہ شیخ
کی صحبت نصیب ہوتی ہے
وہ اہل کشف ہوتے ہیں۔ اہل
حجاب جو لوگ مجلس سے غیر
حاضر ہیں ان کو علوم الہی کا
کشف حاصل نہیں ہوتا ہے۔
حلقہ زنجیر زنجیر مکان سے باہر
رہتی ہے۔

سے نازک دل۔ وہ شخص جو
معمولی ہی بات پر رنج و صدمہ
فرمے شیخ کی ہر بات کو تسلیم
کرنا ضروری ہے خواہ ناگوار
ہو یا گوارا۔ رجم یعنی جاپاہ
کی تکالیف برداشت کرنے
بغیر کوئی دل پر صقل نہیں
چڑھتی ہے۔ کوئی زندگی بھر
کو گودوانا۔ قزویں قزویں کا
رہنے والا جو اوقان کا ایک شہر ہے۔

دستِ حق میر اندیش زندہ کشد
اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُس کو مارتا ہے تو اُسکو زندہ کرتا ہے

یار باید راہ را تنہا مرو
کوئی راستہ کا یار چاہئے تنہا نہ جا

ہر کہ تنہا نادراں رہ را برید
ایسا کہ ہے کہ تنہا کسی نے یہ راستہ طے کیا ہو

دستِ پیر از غائبان کوتاہست
پیر کا ہاتھ غیر حاضر لوگوں سے بھی کوتاہ نہیں ہے

غائبان را چون جنیں خلعت دہند
جب وہ غیر حاضر لوگوں کو ایسا انعام دیتے ہیں

غائبان را چون نوالہ می دہند
جب وہ غیر حاضر لوگوں کو نفع دیتے ہیں

گو کہ کویش شبہ بند و کمر
کہا وہ شخص جو بادشاہ کے سامنے کمر کئے ہوئے ہو

فرق بسیارست ناید در حساب
بہت فرق ہے جو حساب میں نہیں آتا ہے

جہد آں کن تار سے یابی درو
وہ کوشش کرنا کہ اندر کا راستہ پالے

چوں گزیدی پیر نازک دل نہ بن
جب تو نے پیر بنایا تو نازک دل نہ بن

نرم گوید سخت گوید خوش بگر
(پیر) نرم بات کہے (یا) سخت کہے خوش سے قبول کرے

وز بہر زخمی تو پر کینہ شوی
اگر ہر تکلیف پر تو غصہ سے بھرے گا

زندہ چہ بود جان پائندش کند
زندہ کیا ہوتا ہے اُس کو ابدی زندگی عطا کرتا ہے

از سر خود اندر میں صحیح امشو
اس جگہ میں تنہا نہ جا

ہم بعون ہمت مرواں سب
وہ بھی بزرگوں کی باطنی توجہ کی وجہ سے پہنچا ہوگا

دستِ او جز قبضۃ اللہ نیست
اُس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ ہی کا ہاتھ ہے

حاضراں از غائبان لاشک بہند
تو بالمال حاضر لوگ غیر حاضروں سے بہتر ہیں

پیش مہماں تاجہ نعمتہا نہند
تو مہمان کے شاہ کیا کیا نعمتیں رکھتے ہو گئے؟

باکسے کو ہست از بیرون در
اُس شخص کے مقابلہ میں جو دروازہ سے باہر ہو

آں راہل کشف دایں راہل حجاب
وہ اہل کشف میں سے ہے اور یہ اہل حجاب میں سے ہے

ورنہ مانی حلقہ وار از در بروں
ورنہ زنجیر کی طرح دروازہ سے باہر نہ جائے گا

سست ریزندہ جواب گل سبب
گالے کی طرح سست اور بکھرے والا نہ بن

تا کند بر حمله میرانت امیر
تا کہ تجھے تمام سرداروں کا سردار نہ کرے

پس کجا بے صیقل آئینہ شوی
تو نیز مانجے کس طرح صاف ہوگا؟

تقصہ کبوی دن قزوینی برشانہ گاہ ویشماں شن او بزخم سوزن
ایک قزوینی کا کندھے پر گمراہ اور زخم سوزن کی وجہ سے خرم نہ ہونے کا قصہ

کال گروہیکہ رہیدند از وجود
 اپنے کہ جو لوگ اپنے وجود سے آزاد ہو گئے ہیں
 ہر کہ مرد اندر تن او نفس گبر
 جن کے بدن میں بے دین نفس مرگ ہے
 چوں دلش آموخت صبر افزون
 جب اس کا دل صبر کو روشن کر لیا کہ جاتا ہے
 گفت حق در آفتاب منتجم
 روشن سورج کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 حقیقہ گمانے کہ خدا بد کار نشان
 دھونے والے جن کا معاملہ خدا سے تھا
 خار جملہ لطف چوں گل می شود
 کانٹا پھول کی طرح پیر لطف ہو جاتا ہے
 چیست تعظیم خدا فراموشتن
 خدا کی عظمت کو نظر ہر کرنا کس ہے؟
 چیست توجید خدا آموختن
 اللہ تعالیٰ کی واحدانیت سیکھنا کیا ہے؟
 گر ہمئی خواہی کہ بفروری چو روز
 اگر تو چاہتا ہے کہ دن کی طرح منور ہو جائے
 ہستیت ہستت ہستت ہستت
 وجود عطا کرنے والے کے وجود میں اپنے وجود کو
 درمن و ماسخت کردتی نمود
 "من و ما" کو تو نے مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے

چرخ و مہر و ماہ نشان رد سجود
 آسمان اور سورج اور چاند ان کو سجدہ کرتا ہے
 مرور فرماں بردن خورشید ابر
 سورج اور ابر ان کا حکم مانتا ہے
 آفتاب او را نیارد سوختن
 سورج اس کو نہیں جلا سکتا
 ذکر شرا و رکذ ان کنہ فہم
 ان کے غار سے بچ کر نکل جاتا ہے
 میل کردے آفتاب غار نشان
 سورج ان کے غار سے کترا جاتا تھا
 پیش جزوے کو سوئے گل می شود
 اس جزو کے سامنے جو گل سے دایت ہوتا ہے
 خوشن را خوار و خاک را شین
 اپنے آپ کو ذلیل اور مٹی بن لینا ہے
 خوشن را پیش واحد سوختن
 اپنے آپ کو "واحد" کے سامنے فنا کر دینا ہے
 ہستی ہچوں شب خود را بسوز
 (تو) اپنی رات جیسی ہستی کو جلا ڈال
 ہچو مس در کیمیا اندر گداز
 تانبے کی طرح کیمیا میں پگھلا دے
 ہستت اس جملہ خرابی از دوہست
 دو وجودوں کی وجہ سے یہ ساری خرابی ہے

رفتن گرگ و روباہ در خدمت شیر لشکار
 بھڑکیے اور لومڑی کا شیر کے ساتھ لشکار کو جانا

شیر و گرگ و روباہ بہر لشکار
 شیر اور بھڑیا اور لومڑی لشکار کے لئے
 رفتہ بودند از طلبے رکوسار
 جستجو کرتے ہوئے بہاڑ میں پہنچ گئے تھے

لہ مرورا تخرآن پاک میں
 مذکور ہے۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَآفِ
 السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
 "اللہ نے تمہارے تابع
 فرمان بنادیا ہے ان چیزوں
 کو جو آسمانوں میں ہیں اور
 جو زمین میں ہیں۔" (مُزَاوَر)۔
 قرآن پاک میں اصحاب کہف
 کے قصہ میں فرمایا گیا ہے۔
 "جب آفتاب نکلتا ہے تو
 داہنی جانب سے پچکر نکل
 جاتا ہے اور جب غروب ہوتا
 ہے تو بائیں جانب سے کترا
 جاتا ہے یعنی سورج کی تیش
 ان کو نہیں پہنچتی ہے۔" (مُزَاوَر)۔
 روشن کہف۔ غار۔

لہ حقیقہ گمانے یعنی اصحاب
 کہف جو غار میں سوئے ہوئے
 تھے۔ غار یعنی جو لوگ ذات
 واحد میں اپنے آپ کو فنا
 کر دیتے ہیں ان کے لئے گناہے
 پھول بن جاتے ہیں حیثیت۔
 یعنی توجید یہی ہے کہ ذات احد
 میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔
 لہ گز۔ اگر تو منور ہونا چاہتا
 ہے تو اپنی ذات کو فنا کر دے
 ہستیت۔ اپنی ہستی کو خدا کی
 ہستی میں پگھلا دے۔ ذہبت۔
 دو ہستیاں۔ رفتن گرگ و روباہ
 قسہ سے مقصود یہی ہے کہ
 بھڑکیے نے فیر کے مقابل میں
 امانیت اختیار کی اور دوئی
 کو ختم کر دیا تو خود فنا ہو گیا لہذا
 انسان کی بھی دوئی مٹانے
 میں ہی نجات ہے۔

شیر بے دم باش گولے شیر ساز
بے دم کا شیر سہی، اے شیر نہالے والے!
جانب دیگر گرفت آں شخص زخم
وہ شخص دوسری جانب زخم کرنے لگا
بانگ دواؤ کایں چاند نام سائے
وہ چیخا، یہ اُس کا کونسا عضو ہے؟
گفت تا گوشش نباشد اہم
اُس نے کہا، اے سردار! اُس کا کان نہ ہو
جانب دیگر خاش آغا ز کرد
اُس نے دوسری جانب چبھنا شروع کیا
کایں سُم جانچ اندام سینہ
کہ یہ تیسری جانب کوف عضو ہے؟
گفت تا اشکم نباشد شیر را
اُس نے کہا، شیر کا پیٹ بھی نہ ہو
گشت افزوں در دم زن حمہا
درد بہت بڑھ گیا، زخم کم کر
خیرہ شد و لاک بس حیراں بہاند
نائی متعجب ہوا اور حیراں رہ گیا
برزیں زد سوزن آندم او متاد
اُس وقت اُستاد نے سوئی زمین پر پھینکی
شیر بے دم و سر و شکم کہ دید
بے دم ہر اور پیٹ کا شیر کس نے دیکھا؟
چوں نداری طاقت زن دن
جب تو سوئی جیسے کی طاقت نہیں رکھتا ہے
اے برادر صبر کن بر در و نیش
اے بھائی! سوئی کے درد پر صبر کر

کہ دم سستی گرفت از زخم گاڑ
اڈار کے زخم نے میرا دل نڈھال کر دیا ہے
بے محابا و موا ساتھ و رحم
بے دھڑک اور بغیر ہمدردی اور دم کے
گفت او گوش ستے مرد نکو
اُس نے کہا، اے نیک مرد! یہ کان ہے
گوش را بگذار و کوتہ کن کلام
کان کو چھوڑ دے، اور قہر مختصر کر
باز قزوینی فغاں را ساز کرد
پھر قزوینی نے شہرہ کرنا شروع کر دیا
گفت اینست اشکم شیر اک عزیز
اُس نے کہا، اے پیارے! یہ شیر کا پیٹ ہے
خود چہ اشکم می باید شیر را
شیر کو پیٹ کی کیا ضرورت ہے؟
اشکمے چہ شیر را بہر خدا
شیر کے لئے پیٹ کی کیا ضرورت ہے؟ خدا کے لئے
تا بدیر انگشت ز رنداں بہاند
دیر تک اٹھلی دانٹوں میں دبائے رہا
گفت در عالم کسے را این فتاد
بولوا، دنیا میں کسی کو ایسا ابھی پیش آیا ہوگا؟
ایں جنیں شیرے خدا خود نافرید
ایسا شیر تو خدا نے کوئی پیدا ہی نہیں کیا ہے
از جنیں شیر تریاں بس دم زن
ایسے خوفناک شیر کبے بارے میں بات نہ کر
تا رہی از نیش نفس گبر خویش
تاکہ تو اپنے بے دین نفس کے دنگ سے نجات پائے

لے گا ز قہی، جہاں کا اڈار
تھا یا عزت، لحاظ مولات۔
غیواری، مساوت۔ اندام۔
عضو۔ ہمام، سردار، بزرگ۔
خاش، جیسے فغاں، فریاد۔
تہ۔ اشکم، شکم، الف
زائد ہے۔ خیرہ، حیران۔
سُرگشتہ، پریشان۔ نافرید۔
نافرید، سوزن زن یعنی
گودنے کے لئے سوسن چبھانا۔
تہ شیر تریاں، غضبناک شیر۔
رہی، تو نجات پائے، رہیدان
سے واحد مخاطب فساد ہے۔
گبر، آتش پرست یہاں مطلقاً
کا فہم ہے، یہ مولانا کا مقولہ
شروع ہوا ہے یعنی انسان
اگر مجاہدوں اور یا حضوں کی
تکلیف برداشت کرتا ہے
تو پھر نفس آوارہ سے بچ جاتا
ہے ورنہ اسی طرح محدود ہوتا
ہے جیسا کہ قزوینی محرم رہا۔

نگس طمع ہر دوشاں بر شیر زد
شیر پر آن دونوں کے لالچ کا عکس پڑا

ہر کہ باشد شیر اسرار و امیر
جو شخص اسرار کے میدان کا شیر اور سردار ہو
ہیں نگہدار لے دل اندیشہ خو
خبردار ایسے دوسروں کے عادی دل محفوظ رکھ

داند او خور را ہی راند نموش
وہ جانتا ہے (پھر بھی) کام چلاتا ہے

شیر چون انبتاں سواش
شیر کو جب آن کے دوسرے معلوم ہو گئے

لیک باخود گفت بنمایم سزا
لیکن اس نے دل میں کہا (ابھی) سزا دیتا ہوں

مژشمارا بس نیامد رائے من
تمہارا بس میری رائے کا فی نہ ہوئی

اے وجود رائے ناں رائے من
خبردار تمہاری رائے کا وجود میری رائے ہے

نقش با نقاش چہ اسگالہ و گر
نقش، نقاش کو کیا سو جھانے

ابں چنین ظن خبیسانہ بمن
مجھ پر ایسے کیسہ بن کا گمان

ظالمین باللہ ظن السوء را
خدا کے ساتھ بدگمانی کر نیوالوں کا

فارہ نام چرخ را از ننگ تان
تمہارے (وجود کی) دھڑک اسہان کو نجات دلاؤ گا

شیر با ایں فکر میزد خند و فاش
شیر اس خیال میں بظاہر ہنستا تھا

شیر دانست آں طمع ہا را شنید
شیر ان لالچوں کے ثبوت کو جان گیا

اؤ بداند ہر چہ اندیشہ ضمیر
وہ جان جاتا ہے جو کچھ دل سوچتا ہے

دل ز اندیشہ بدی در پیش او
دل کو اس کے سامنے بڑے خیال سے

در رخت خند و بر آوے پوش
پردہ پوشی کے لئے تیرے سامنے مسکراتا ہے

وا گفت داشت اندم پاس
کھل کر نہ بتایا اور ان سے رعایت برتی

مژشمارا اے خبیسان گدا
تمہیں اے کیسے نقیرو!

ظن تان اینست اعطائے من
میری بخشش میں تمہارا یہ خیال ہے

از عطا ہائے جہاں آئے من
میری دنیا کو سجانے والی عطاؤں کی وجہ سے

چوں سگالش اوش بخشید و نظر
جبکہ اسی سوچ و نگاہ اسی کی بخشش ہوئی ہے

مژشمارا بود ننگان زمین
تمہارا تھا، تم نے کیسے (باعث) عار ہو

گر نہ برم سر بود عین خطا
اگر میں سر نہ قلم کروں تو غلطی ہے

تا بماند در جہاں میں استاں
تا کہ یہ قلعہ دنیا میں (مصال بنا) رہے

تبرہم ہائے شیر کہین مباش
شیر کی مسکراہٹوں پر مطمئن نہ ہو جانا

لہ مستند ثبوت فخر دل
لہذا مزید کو شیخ کے متعلق دل
میں دوسرے نہ لائے جائیں
در شیخ آنکو جان لینگا ہیں
شیخ اپنے مرید کے پیچھے رہے
خیالات کو سمجھ جاتا ہے لہذا
اس کی مجلس میں بے نیلا
دل میں نہ لائے جائیں۔

و اندر یعنی وہ جانتا ہے
لیکن ظاہر نہیں کرتا ہے۔
خود را نکل نموش
گرمے کی خواہش کے مطابق

مفرکنا، کام چلاتا، دوسرے
کی خواہش کے مطابق اپنے
آپ کو ڈھال لینا۔ در رخت
تیرے سامنے مسکراتا ہے تاکہ

تو کچھ نہ سمجھ سکے خبیث کہین۔
رائے من۔ میری رائے پر
تمہیں اعتماد نہیں ہے بلکہ

تم اپنے آپ کو حقہ دار
سمجھتے ہو۔
تو رائے من تمہاری رائے

اور تمہارا وجود میری رائے
کے تابع ہے نقش نقاش
نقاش کی دین ہے نقش

نقاش کو کیا ہٹائے گا۔
ننگان زمین۔ تمہارا وجود
دنیا کے لئے عار کا سبب ہے۔

تا بماند تا کہ تمہاری سزا
دوسروں کے لئے عبرت کا
سبب بنے بخندہ ہنسی۔

فاش۔ ظاہر، کھلا ہوا۔

لہ زرت گہر شکرت چلا
پشت۔ مدد۔ بارو قید۔
دباؤ اور گرفت۔ شکرت شرم
و عار کا لہر۔ عزت کرنا بھگت
یوں اللہ علی الجبارینہ عبادت
پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس
چنین۔ ان خدایوں کا مقصد
یہ ہے کہ کالمیں اگر ناقصین
کو ساتھ لگے ہیں تو اس
سے ناقصین کو مغرور نہ ہونا
چاہیے بلکہ ناقصین کو بزرگوار
ہونا چاہیے کہ وہ ناقصان
کے کہ ان کا بھلا کر رہے ہیں۔
۱۵ آخر قرآن پاک میں ہے
اے پیغمبر جنگ کے بارے
میں ان سے مشورہ لیجئے پھر
جب آپ پختہ ارادہ کریں تو
خدا پر بھروسہ کریں۔ در ترازو
جو کہ یہ خرافات مٹانے کے ساتھ
ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی
ہے۔ رزق۔ جسم کو روک کے
ساتھ رہنے سے باخبر کو مٹانے
کے ساتھ مل جانے سے نہ
سمجھنا چاہیے کہ جسم اور جو کو
کوئی ذاتی فضیلت حاصل
ہوئی ہے جسم کو روح کی
میت سے فائدہ پہنچا۔
۱۶ حاکم۔ نگہبان۔ گاؤں کی
نیل گائے۔ بڑی بھری زرت۔
مٹا، قرعہ بھر کر باسی طرح ادا
کیا کہ رہنے سے نہیں مل
ہوئی ہیں بڑا بیگ۔ کر۔
کوہ کا مخفف ہے۔ تیشہ بھائی
جنگل خیر و بادشاہ نما کا ختمہ
اور کسر و دونوں جاتوں میں کسر
اوتی ہے۔

ہر سہ باہم اندراں صحر آئرش
تاک۔ تینوں بل کر گھنے جنگل میں
تابہ پشت ہمہ گیر صبر را
تاک۔ ایک دوسرے کی مدرے شکاروں پر
گرچہ زایشاں شیر نر اننگ بود
اگرچہ وہ بہادر شیر کے لئے موجب عار تھے
اس چہیں نر از لشکر زہمت
اس جیسے بادشاہ کو کشتے تکلیف ہوتی ہے
اس چہیں نر از آخر تنگہا ہست
اسی طرح چاند کو ستاروں سے شرم آتی ہے
۱۷ شاد و ہم پیہر را رسید
پیہر اصل اللہ علیہ وسلم کو ان سے مشورہ کو کا مکمل ملا ہو
در ترازو جو رفتی ز زشت
ترازوں جو سونے کا ساتھی بن گیا ہے
روح غالب کنوں ہمہ شست
اب روح جسم کے ساتھ ہو گئی ہے
چونکہ رفتند اس جماعت کے کوہ
جب یہ جماعت پہاڑ پر گئی
گاؤ کو ہی و بزور خوش رفت
پہاڑی گائے اور بکرا اور مٹا خوش
ہر کہ باشد در بے شیر حراب
جو کوئی جنگ بھو شیر کے ساتھ ہو
چوں ز کہ دریشہ آوردند شاں
جب پہاڑ سے انھیں جنگل میں لائے
گرگ و روبہ راطع بود اندراں
ان میں بھڑٹے اور لوٹری کی خواہش تھی

صبر را گیرند بسیار و شکر
بہت، اور عمدہ (قسم کا) شکر کریں
سخت بر بندند بار و قیہ را
سخت دباؤ ڈالیں، اور گرفت میں لائیں
لیک کر و اکرام و ہما ہی نمود
لیکن اس نے عزت افزائی کی اور ساتھ ہو گیا
لیک ہمہ شد جماعت رحمت
لیکن ساتھ ہو گیا، (اس لئے کہ) جماعت رحمت
اومیان اختراں بہر سخا
(لیکن) وہ از راہ کم ستاروں کے دیوان ہے
گرچہ رائے نیست را بش را مزید
اگرچہ کوئی رائے اس کی رائے سے بڑھ کر نہیں
نے ازانکہ جو جو ز جوہر شد
اس لئے نہیں کہ جو سونے کی طرح جوہر ٹپکا ہے
مڈ تے سنگ حاکم ز شست
میت تک شتا دربار کا محافظ رہا ہے
در رکاب شیر با قروش کوہ
شان و شوکت سے شیر کے ساتھ
یا فتند و کاریشاں پیش رفت
انھوں نے بلکایا اور ان کا کام چل گیا
کم نہاید و زو و شرب را کباب
اس کے لئے دن و رات میں کباب کی کمی نہ ہوگی
گشتہ و مجروح اندر خوں کشاں
مردہ اور زخمی، خون میں بھٹے ہوئے
کہ رو و قسمت بعدل خسر داں
کہ شاہی انصاف سے تقسیم ہو

گرچہ غالب ارم اندر بذلِ فضل
اگرچہ غایتِ فرائی کو میں غلب رکت ہوں
کُل شئی ہالک جز وجہ او
سوائے اُس کی ذات کے ہر چیز فنا ہو جائیگی
ہر کہ اندر وجہ ما باشت فنا
جو ہر ساری ذات میں فنا ہو جائے
زانکہ درِ الٰہ است و از لا گذشت
اِس لئے کہ وہ الٰہ ہیں ہے لہٰذا سے گذر گیا
ہر کہ بردار او من و وامی زند
جو دروازے پر ہیں اور تو کا اعلان کرے

گاہ گاہ ہے ہم کُھر از عدلِ فضل
(لیکن) کبھی کبھی انصاف کو ترجیح دیدیتا ہوں
چوں نہ در وجہ او ہستی بخو
جب تو اُسکی ذات میں نہیں (سایا) ہستی کی تیر کہ
کُل شئی ہالک نبود جزا
اِس کی سزا کُل شئی ہالک نہیں ہوتی ہے
ہر کہ درِ الٰہ است و وفائی نگشت
جو شخص الٰہ میں داخل ہے فانی نہ ہوا
رُزِ باب ستا و و بر لامی تند
وہ دروازے سے مرود اور لا کے (درج) میں تھیم ہے

قصہ آں کس کہ دریا سے بکوفت و از دروں گفت تو کیتی
اُس شخص کا قصہ کہ جس نے دوست کے دروازے پر دستک دی اُس نے اندر سے پوچھا کہ کون
گفت منم گفت چوں توئی در نمی کشایم کہ تیج کس راز
ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ہوں اُس نے جواب دیا کہ تو ہے تو میں دروازہ نہیں کھولوں گا
باراں نمی شناسم کہ او من گوید برو
کیونکہ میں اُس کو دوست نہیں سمجھتا جو ایسے پاکیزہ میں ہے وہاں ہوجا۔

آں کے آمد دریا سے بزد
ایک شخص آیا، دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا
گفت من گفتش برو ہنگام است
اُسے کہا میں اُسے اس کا جاؤ (درازا کا) وقت نہیں ہے
خام را جز آتش، بھر و فراق
کچھ کو سوائے بھرا اور بھرائی کی آگ کے
چوں توئی تو ہنوز از تو نرفت
جبکہ تیری خودی ابھی تک جھپٹیں نہیں گئی ہے

گفت یارش کیتی کیں در مزد
ایکے دوست نے کہا تو کون ہے اُس دروازہ کو کھٹکھٹاتا
برجینیں خوانے مقامِ خام نیست
ایسے خوان پر کچے کی جگہ نہیں ہے
کہ بزد کہ وار ماند از نفاق
کون بچہ نہا سکتا ہے تاکہ اُس کو نفاق سے بچائے
سوختن باید ترا در نارِ نفث
تجھے دہتی آگ میں جلا دینا چاہیے

پیشمان شدن آں گویند کہ منم و غربت و ریاضت و
اُس "میں" کہنے والے والے کا شرمندہ ہونا اور ایک سال تک بے وطنی

لہٰذا بفضلِ یعنی رحمِ کرم
سے کام لیتا ہوں۔ کچھ کبھی
رحمِ کرم پر انصاف کو ترجیح
دیتا ہوں اور جو انصاف کا
تقاضہ ہوتا ہے وہی کرتا ہوں
کُل شئی ہالک ہے۔ قرآن پاک میں
ذاتِ پاک کے علاوہ ہر چیز
ہلاک ہونے والی ہے۔
در وجہ او جو شخص اپنی ذات
کو ذاتِ باری میں فنا کرے گا
وہی بچے گا ورنہ ہلاک ہو جائیگا
کیونکہ صرف اُسکی ذات فنا
سے بچے گی۔

لہٰذا درِ الٰہ یعنی اُسکی ذات
ہلاک سے مستثنیٰ رہنے والی
چیز میں داخل ہے۔ اور الٰہ یعنی
ہلاک ہونے والی چیز نہ رہی فانی
یعنی وہ ذاتِ اقدس داخل
ہو گیا جس کے لئے فنا نہیں ہے
من و با یعنی اُسکے دروازے
پر دروئی ختم ہو جائی چاہئے ورنہ
مرودوار کا ہو گا اور ہلاک
ہو جائے گا۔ قصہ جب تک کہ
دوستوں میں "میں" اور "تو" کا
معاشرہ ہے انہیں یگانہ نہیں ہے
اور حقیقی دوستی ہے۔ من۔
یعنی اُسے اپنے وجود کو دوست
کے وجود سے جلا بھگا۔

سہ خام یعنی جو دروئی کا قائل
ہے اور دوستی میں کیا ہے۔
نفاق یعنی روئی توئی تو۔
یعنی تیرا "تو" ہونا نفث۔
تند و غیر یعنی ناکار دوستی میں
بچہ نہ جاتے۔ پیشان یعنی وہ
دوست شرمندہ ہوا اور ریاضت
اور مجاہدوں سے اُس نے

مال دنیا شد تبسم ہائے حق
دنیا کی دولت اشد اقلے کی مسکراہٹیں ہیں
فقروں بخوری بہشت لے سند
لے سردار! فقیری اور بیماری بہشت ہے

کردار امست و مغرور خلق
جنھوں نے ہمست اور مغرور اور بوسیدہ دنیا
کاں تبسم دام خود را بر کند
کیونکہ کسی وجہ سے اسکا ہٹا جانال کھاڑتی ہے

امتحان کردن شیر گرگ و گفتن کہ ایں صید ہار قیمت کن
شیر کا کھڑے کو آزمانا اور کہت کر ان شکاروں کو تقسیم کر دے

گفت شیر لے گرگ ایں بخش کن
شیر نے کہا، اے بھیڑیے! ایں کو تقسیم کر دے
نائب من باش در قیمت گری
تقسیم کرنے میں میں قائم مقام بن جا
گفت لے شہ کا و حشی بخش است
(بھڑیے) بولا لے شاہ! ایں گلے تیرا حصہ ہے

معدلت را نوکن لے گرگ کہن
لے پڑنے بھیڑیے! انصاف کی رسم تازہ کر
تا پدید آید کہ توجہ گوہری
تاکہ معلوم ہو جائے کہ تجھ میں کیا جوہر ہے
آں بزرگ تو بزرگ زنت حشیت
یہ بھی بڑی ہے اور تو بھی بڑا، اور عظیم اور شہ دور ہے

بزم را کہ بزمیانا است وسط
بکری میری ہے کیونکہ بکری اور میانی اور وسط (چراغ)
شیر گفت اگرگ چوں گفتی بگو
شیر نے کہا، اور بھیڑیے! تو کیا بکتا ہے ست؟

اد لوٹری! تو خوش لے لے! بلا غلطی کے
چونکہ من باشم تو کوئی ماو تو
جبکہ میں موجود ہوں تو میرے تیرے کی کیا آگاہی؟

گرگ خود چرنگ کہ خویش دید
بھڑیا کیا کتا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے
گفت پیش آئے خرے کو خود خرید
اُس نے کہا، اور خود پسند گدھے! آگے آ

پیش چوں من شیر بے مثل و نید
مجھ جیسے بے مثل اور ان کے شیر کے ہوتے ہوئے
پیشش آمدیہ ز داؤ را رہد
وہ آگے آیا، اُس نے بچہ مارا، اُس کو بچا ڈالا

چوں ندیدش مغرورند برش رشید
جب (شیر نے) اُس میں مغرور اور بلی تدبیر نہ دیکھی
گفت چوں دید منت از خود بزم
(شیر نے) کہا، جب میرا دیدار تیری خود ہی ہٹا سکا

در سیاست پوش از سر کشید
سزا میں اُس کی کھال کھینچ لی
ایں جنیں جاں ابا پید زار مرد
ایسی جان کو ذلیل ہو کر مرجھا تا چاہئے

چوں گشتی فانی اندر پیش من
تو جب میرے سامنے فانی نہ ہوا

فرض آمد مر ترا گردن زدن
تجھے قتل کر دیتا ضروری ہوا

لے تبسم مسکراہٹ بہن
مطلبن۔ مال دنیا یعنی دنیا
کی دولت بظاہر تو نعمت ہے
لیکن مصائب کا سبب ہے
بلکہ اُس کو اشد اقلے کا
نہر خند مجموعہ غلظت۔ بوسیدہ۔
سند سردار۔ قائم یعنی
اگر فقر اختیار کر لو گے تو اُس
زہر خند سے بچ جاؤ گے۔
رقعت۔ تقسیم بخش کن تقسیم
کر دے۔ معدلت۔ انصاف
گرگ کہن۔ پُرانا بھیڑیا تجربہ
کار۔

لے نائب قائم مقام
گوہر اصل ذیل۔ وسط۔
درمیانہ۔ بستان۔ ستادن
یعنی بیٹا کا صیغہ امر ہے۔
ماو تو۔ تو تو میں خوش
دید۔ خود بینی۔ ندید جس کی
مثال نہ دیکھی گئی ہو خود بینی
احسن۔

لے خود خرید یعنی اپنی قدر
وقت لگاتا ہے مغرور قابلیت
جوہر۔ رشید۔ ٹھیک درست
سیاست۔ سزا۔ پست از
سر کشیدن۔ کھال کھینچ لینا
مارا ڈالنا۔ دیدار من ترا۔ خود دیدار من
بے خود کر دینا۔ زار مرد ذلیل
موت مرنا۔

ہر محال از دست او ممکن شود
ہر نامکن اُس کے ہاتھ سے ممکن ہو جاتا ہے
اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز
نا بینا اور کوڑھی کیا ہوتا ہے، مردہ بھی
وال عدم کمز مردہ تر بود
وہ عدم جو مڑے سے بھی زیادہ مردہ ہوتا ہو
کلّ یوم ھو فی شأنِ بخواں
”کلّ یوم ھو فی شأن“ کو ہر مڑہ
کتریں کارش ہر روز سن
اُس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے
لشکرے ز اَصْلَابِ سَوئے اُتہات
ایک لشکر (باپوں کی) پشت سے اُڑن کجانب
لشکرے ز اِرْحَامِ سَوئے خالکہ
ایک لشکر اُڑن کے رحموں سے دنیا کی طرف
لشکرے از خالکہاں سَوئے اُجَل
ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب
باز بیشک بیش از انہامی رسد
پھر بیشک ان (تینوں لشکروں) پہلے پہنچتی ہے
وانچہ از جانہا بدلہامی رسد
وہ چیز (شہوتِ بِلَاع) جو دو جگہ دلوں میں پہنچتی ہے
اینتِ شکر بای حق بچد و مژ
دیکھو! اللہ تعالیٰ کے لشکر بچد و حساب ہیں
اِس سخن پایاں ندر دہیں بتاز
ہاں، اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، پل

ہر حُروں از نیم اوساکن شود
اُس کے خوف سے ہر سرکش ساکن ہو جاتا ہے
زندہ گردد از فسونِ آں عزیز
اُس غالب کے منتر سے زندہ ہو جاتا ہے
در کفِ ایجادِ او مضطر بود
اُس کے ایجاد کے ہاتھ میں بے اختیار ہوتا ہے
مژور اے کاروبے فعلے ماں
اُس کو بیکار اور بغیر کام کے نہ سمجھ
کوئستہ لشکر را کند اِس سُو رواں
کہ وہ تین لشکر اِس طرف روانہ کرتا ہے
بہر آں تا در رحمِ روید نبات
تاکہ وہ رحم میں اُگے
تا ز نر و مادہ پیر گردد جہاں
تاکہ دنیا نر اور مادہ سے بھری رہے
تا بہ بیند ہر کسے حسنِ عمل
تاکہ ہر شخص اچھے عمل کو دیکھے
انچہ از حق سَوئے جانہامی رسد
وہ چیز (شہوتِ بِلَاع) جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے
وانچہ از دلہا بگلہامی رسد
اور وہ دلوں سے جموں میں پہنچتی ہے
از پے اِس گفتِ ذِکْرِی البَشَر
اِس لئے فرمایا ہے ”ذِکْرِی البَشَر“
سَوئے آں دو یار پاک و پاک باز
ان دو پاکباز اور پاک دوستوں کے ہاتھ کی جانب

ملہ آگہ پیدا کنی اندھا۔
اَبْرَص کوڑھی خوش ہنتر،
یہاں کلمہ کن مراد ہے عزیز۔
اللہ تعالیٰ ہر دم معدوم چیز
مڑے سے بھی زیادہ مردہ
ہے لیکن کلّ یوم سے موجود
ہو جاتی ہے۔ کلّ یوم ھو
فی شأنِ ہر دن وہ کسی کام
میں ہے۔

ملہ اَصْلَابِ مُلَب کی جمع
ہے، مکر کی ڈھنسی، اُتہات۔
اُم کی جمع ہے ماں، رحم۔
بچہ دان۔ نبات۔ زمین سے
اُگنے والی چیزیں نہاگن۔
زمین۔ اُجَل۔ موت۔ باز۔
یعنی ان تین لشکروں کے
علاوہ ایک طاقت ہے جو
اللہ کی جانب سے بدلی
انسانی میں پیدا کی جاتی ہے
جسکی وجہ سے انسان جملع
پر قادر ہو جاتا ہے۔

ملہ ذِکْرِی البَشَر سورہ
تدریس ہے۔ وَمَا تَفَعَّلُوا
مِنْ شَيْءٍ وَّ رَبَّكَ الْاَکْبَرُ وَمَا
رَبُّكَ الذِّکْرِی البَشَر یعنی
پروردگار کے لشکروں کو
سوائے پروردگار کے اور
کوئی نہیں جانتا ہے اور یہ
انسان کے لئے عبرت
ہیں۔

خواندن آں یار یار خود را پس از تربیت یافتن

اُس دوست کا دوست کو تربیت پانے کے بعد بتلانا

غرامت یک سال کشیدن و باز گشتن مُستغفر
اور محنت اور شفقت برداشت کرنا اور معافی کے لئے دروازے پر واپس آنا
درخانہ و پُرسیدن صاحب خانہ کہ کیست بر در و جواب
اور صاحب خانہ کا دریافت کرنا دروازے پر کون ہے؟ اور اُس کا جواب
گفتن اُس کہ توئی بر در و نفی منئی خود
میں کہنت کہ دروازے پر تو ہی ہے اور اپنے وجود کا انکار کرنا

در فراق دوست سوزید از شرّ
دوست کے فراق میں جنگلیوں سے جلتا رہا
باز گرد و خانہ انباز گشت
دوبارہ دوست کے گھر کی طرف روانہ ہوا
تازہ بجہدے ادب لفظ ز لب
تازہ منٹھے کوئی بے ادبی کا لفظ نہ نکلے
گفت بر در ہم توئی آ دلستاں
اُس نے کہا اے دوست! دروازہ پر بھی تو ہی ہے؟
نیست گنجائے دامن در یک سرا
ایک گھر میں دو "میں" کی گنجائش نہیں ہے
ہم منی بر خیزد آبخا ہم توئی
وہاں "میں" اور "تو" ختم ہو جاتا ہے
چونکہ یکتائی دریں سوزن درآ
جب تو ایک بن گیا ہے، سوئی میں آجا
نیست درخور باجل سم انجباط
سوئی کا نکھار، اونٹ کے مناسب نہیں ہے
جز بقراض ریاضات و عمل
عمل اور ریاضتوں کی قینچی کے بغیر
کاں بُود بر سر محالے کن و کان
کیونکہ وہ ہر نامکن پر "کن و کان" ہوتا ہے

رفت آں مسکین سائے در سفر
وہ بیچارہ بھلا کیا اور ایک سال تک سفر میں
بچتہ گشت آں سوختہ پس کشت
وہ (آتش فراق سے) بھلا ہوا پختہ ہو گیا، پھر لوٹا
خالقہ ز بر در بصد ترس ادب
نہایت خوف اور ادب سے دروازہ کھٹکھٹایا
بانگ ز یارش کہ بر در کیست آں
اُس کے دوست نے آواز دی، دروازہ پر کون ہے؟
گفت اکنوں چوں منی آ من بر آ
اُس نے کہا، اب "تو" نہیں ہے تو لے میں! اندک آجا
چوں یکے باشد ہمہ نبود دوئی
جب سب ایک ہو جائیں دوئی نہیں رہتی ہے سب
نیست سوزن را سر رشتہ دو
سوئی میں دو دھاگے نہیں ہوتے
رشتہ را با شد بسوزن ارتباط
دھاگے اور سوئی میں مناسبت ہے
کے شود باریک ہستی جل
اونٹ کا دجو باریک نہیں ہو سکتا ہے
دست حق باید بر آں آ فلاں
اے فلاں! اس کام کے کیلئے خدا کا ہاتھ چاہیے

ملہ ختر جنگاری یعنی بانی
کی آگ۔ آفتاب شریک دوست
نرس خوف ہم توئی یعنی
دروازہ پر تو ہی ہے میں نے
دجو کو ختم کر چکا ہوں اور
دوئی بنا چکا ہوں چل ہی
یعنی اب جبکہ "تو" میں میں
گیا ہے اور دوئی ختم ہو گئی
ہے۔ گنجائش۔
ملہ دوا۔ دوسروں کا دھاگا
سوئی کے ٹکڑے میں نہیں
آتا ہے۔ یکتائی جب دونوں
کوڑا کرکٹ کر دیا جائے
تو سوس کے ٹکڑے میں نہیں
ہو جاتے ہیں۔ ارتباط تعلقی
در خور لاوت۔ جل اونٹ۔
سم انجباط۔ سوئی کا سوراخ
قرآن پاک میں ہے کہ از جنت
میں نہ جائیں گے جب تک
اونٹ سوئی کے ٹکڑے میں
داخل ہو جائے۔
ملہ کے شہ و مٹا نفس
ریاضتوں کے ذریعہ ہی سے
دُبلایا جاسکتا ہے تب ہی
وہ سلوک کے رنگہ غایت
سے گذر سکتا ہے فقر ارض
قیقی۔ درست خود یعنی نفس
انسان کو کسی قابل بنانے
کیلئے درست قدرت ہی کی
ضرورت ہے جس کے لئے ہر ممکن
بھی ممکن ہے۔ یعنی وکان۔
یعنی حضرت خلیفہ کامل کا حکم
ہر حال اور نامکن کو موجود
کر دیتا ہے۔

چوں شمار حاجت طاہوں نہ
جب تیس بچی بہنوں کے کلام کی ضرورت نہ رہی
ناطقہ سوئے وہاں تعلیم رست
وقت گویا مثنویں تمہاری تعلیم کے لئے ہے
می رو دے بانگ بے تکرار
وہ (بانی) جاری ہے بغیر شور اور نزاع کے
لے خدا جاں را تو بنما آن مقام
اسے خدا روح کو وہ مقام دکھا دے
تا کہ ساز دجان پاک نہ سرقدم
تا کہ پاک روح سر کے بل جائے
عرصہ بس با کشاد و با فضا
وہ میدان (عالم غیب) جو وسیع اور پرفضا ہے
تنگ تر آمد خیالات از عدم
(عالم مثال) تنگ تر آمد خیالات از عدم
باز ہستی تنگ تر بود از خیال
بہر (عالم) شہود (عالم مثال) سے پھوٹا ہے
باز ہستی جہان حس و رنگ
بہر جس و رنگ کے جہاں کا وجود
علت تنگی ست ترکیب و عدد
مرکب اور معدود ہونا تنگی کا سبب ہے
زا نسوئے حس عالم توحید
عالم توحید جس سے آپس سے سمجھ
امر کن یک فعل بود و نو کن و
یکن کا امر ایک فعل تھا اور نو کن اور کا
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
ایں بات کا آخر نہیں ہے واپس لوٹ

آب را در جوئے اصلی باز راند
پانی کو اصل نہر (دل) کی جانب پھر جاری کر دیا
ورنہ خود آں آب مجھے جلاست
ورنہ اس پانی کی نہر علیحدہ (دل میں) ہے
تحتھا الانہما سنا گلزار ما
ان چمنوں تک جن کے نیچے نہیں ہیں
کاندرو بے حرف می روید کلام
جس میں بغیر حرف کے کلام پیدا ہوتا ہے
سوئے عرصہ دور بینائے عدم
اس میدان کی جانب جو وسیع اور معدوم ہے
وین خیال و ہست یا بد زوفا
یہ عالم مثال اور عالم شہود اس کا سوا سامان یا آثار
زاں سبب باشد خیال سبب غم
اسی وجہ سے (عالم مثال) غم کا سبب بنتا ہے
زاں شود در فتنہ قمر بھوں ہلال
اسی وجہ سے اس میں قمر ہلال جیسا بن جاتا ہے
تنگ تر آمد کہ زندانے ست تنگ
بہت تنگ ہے بلکہ تو تنگ تر آتا ہے
جانب ترکیب حس ہامی کشد
حواس مرکب کی جانب کشش کرتے ہیں
گر بکے خواہی بدایاں جانب
اگر تو عالم توحید کی خواہش کرتا ہے اس جانب جا
در سخن افتاد و معنی بود و وصف
لفظوں میں آیا ورنہ بدلول اور لفظوں پر پاک تھا
تا چہ شد احوال گر گاند زبرد
معرکہ میں بھیڑیے کا کیا حال ہوا؟

لہ ملاحن پکی جڑے ملی
یعنی دل ناگتہ توحید گویا
ورنہ یعنی اسرار خداوندی کی
اصل جگہ قلب ہے بانگست
آواز تکرار بحث آنہا
نہر کی جگہ ہے اسے خدا یعنی
وہ مقام عطا فرمائے جہاں
الہام ہو عرصہ میدان
دور وسیع عدم یعنی عالم
غیب
لہ خیال یعنی عالم مثال
ہست یعنی عالم شہود
سامان خیالات یعنی عالم مثال
عدم یعنی عالم غیب
غم کی وجہ سے ہوتی ہے کہ
کی پوری حرکت کشف نہ ہو
عالم مثال میں عالم غیب کے اعتبار
سے روح کو کشف تمام حاصل
نہیں ہوتا ہے اسلئے اس کو
رنج پہنچتا ہے
لہ باز ہستی یعنی عالم شہود
عالم مثال کے اعتبار سے تنگ ہے
اسی لئے غم میں ماند ہے جیسے
ہلال جیسے جھانے میں علت
تنگی یعنی عالم ناسوت کی تنگی
اسکے مادی ہونے کی وجہ سے ہے
مادی ہونے کی وجہ سے معدوم
اور مرکب بن گیا ہے جس سے
یعنی عالم مثال اور عالم شہود
عالم توحید عالم غیب جس میں
پہنچ کر توحید کا پورا کشف
ہو جاتا ہے جس میں لفظوں
پہلے کام لینی توحید حروف
اور آواز سے مزین تھا کلام
لفظی بن گیا۔ تہر جگہ۔

لے مہتر۔ یعنی تو میرا مہتر
غلط یعنی دینی کاف دون۔
یعنی مہتر کے کاف اور لون۔
جذب۔ جذب کرنے والا کشاڑ
کشادہ یعنی کشیدگی سے
مضارع ہے خطوب غانکے
فتر کے ساتھ خطیب یعنی اہم
علیم کی جمع ہے پس دوتا۔
پہلے اشعار میں کشا کی زبان
تھا اب سمجھتے ہیں کہ کشا کی
دو جہوں کا ایک ہونا
مراد نہیں ہے بلکہ اس کی
مراد ہے۔ جاز کے یہ مستند
ہیں کام ایک ہے قیاسی کے
بر دو ہیں علی ایک ہے، دو
دھنی کام کرتے ہیں کام ایک
ہے۔
تہ مقرر۔ صورت کی جمع ہے
آخر نتیجہ میرا قیاسی قیاسی۔
گاہ۔ دھنی آواز نہر تک۔
کر پاس سوئی کرا۔ جگر نہر
استیضہ جنگ۔
تہ۔ دو تہہ دونوں دھنی
جو ایک دوسرے کے مخالف
کام کرتے ہیں شکست مذہب
مشرک طاعت سنگی ہتھیار
سننے والے مولا نا کو شوی کا املا
کرتے ہیں کچھ اقباض ہوا کی
دھنسنے والوں کی غفلت تھی۔
آسیا پچی۔ فوجی آسیا یعنی دل۔
آسیا یعنی ہونٹ۔

گفت یارش کا ندرا آئے جملہ میں
دوست نے اس سے کہا اے میرے سب کچھ اندھا
رشتہ کی تاشد غلط گم شد کنوں
دھاکا کہ ہو گیا، اب (دوئی کی) غلطی ہو گئی ہے
کافوں ہجوں کند آمد خدو
کاف اور لون (دھک) کند کی طرح کیپنے والے بٹنے ہیں
پس دوتا باید کند اندھو
بظاہر کند دوسری ہونی چاہیے
گردو یا گر چار پارہ را برد
خواہ دو پارہ ہو یا چار پارہ جب راست چلتا ہے
آں دو انبازان گازر را پسین
اُن دو شریک دھنیوں کو دیکھ
آں یکے کر پاس در جومی زند
ایک کپڑے کو نہر میں ڈالتا ہے
باز او اس خشک را ترمی کند
پھر وہ اس خشک کو تر کر دیتا ہے
ایک اس دو ضد استیضہ نما
لیکن دونوں مخالف بظاہر جھگڑا کرنے والے
ہر نہی و ہر ولی را مسلک ست
ہر نہی اور ہر ولی کا ایک لگا ہوا ست ہے

نے مخالف چوں گل و خار چین
(اب ہم) چین کے پھول اور کانٹے کی طرح مخالف ہیں
گردو تا بینی حروف کافوں
اگرچہ حروف کاف اور لون کو دو عدد دیکھتے ہے
تا کشاند مرقع را در خطوب
تا کہ عدم کو بڑے کانوں کی طرف کیپنے کر لائیں
گر چہ کی تاشد آں دو در اثر
اگرچہ نتیجہ میں دونوں پر لگا کر ہے ہوا میں
ہجیو مقرر اض دو یا یک تا برد
دو یا ہوا والی قیاسی کی طرح ایک راست قطع کرتا ہے
ہست ظاہر خلاف آں میں
بظاہر یہ اور وہ مخالف ہیں
واں دگر انباز خشک می کند
دوسرا شریک اس کو خشک کرتا ہے
گویا ز استیضہ ضد برمی تند
گویا جھگڑے کی وجہ سے مخالف کام کرتا ہے
یکدل و یک کار باشد اے فتا
اے فوجان! ایک دل اور ایک کام میں ہیں
یک تاق می برد جملہ کچھ ست
لیکن اللہ تعالیٰ ایک پہچانے میں سب ایک ہیں

روئے در ہم کشیدن از سخن بہ سبب ملالت مستمعان
سننے والوں کی بے توجہی کی وجہ سے بات کرنے سے روگردانی کرنا

چونکہ جمع متبع را خواب برد
چونکہ سننے والوں کے جمع کو نیند آگئی ہے
فتن این آب فوق آسیت
اس پانی (یعنی اسرار) کی آمد پچی (ہونٹ) سے دور
(دل میں) ہے
سنگھائے آسیا را آب برد
اسٹھانے پانی کو چلانے والا پانی بند کر دیا
فتن در آسیا بہر شہاست
پچی (ہونٹوں) میں جاری ہونا تمہارے لئے ہے

عاقل آں باشد کہ عبرت گیرد از
عقل مند وہ ہے جو عبرت حاصل کرے
زوبہ آندم برزباں صد شکر راند
اُس وقت لومڑی نے زبان سے سنا کڑوں شکر ادا کئے
گر مرا اول بفرمویں کہ تو
اگر مجھے شروع میں کہہ دیتا کہ تو

مرگ یاراں ونبلائے محترز
دوستوں کی موت اور تباہی احتراز مہیبت
کہ مر شیراز پس آں گرگ خواند
کہ شیر نے مجھے بھیڑنے کے بعد بلایا
بخش کن ایں را کہ جاں بردازو
اِس کو تقسیم کر دے تو اِس سے کون جان بچاتا؟

مقصود حکایت در فضیلت آخر زانیاں
آخری زمانہ میں پیدا ہونے والوں کی فضیلت کا بیان اِس حکایت کا مقصد ہے

پس پیاس اُوراکہ مارا درجہاں
اُس اُغدا، کا شکر ہے کہ اُس نے دنیا میں ہیں
تا شنبیدیم آں سیاستہا حق
یہاں تک کہ ہم نے اخلاقیات کی اُن سزاؤں کو سنا
تا کہ ما از حال آں گان پیش
تا کہ اگلے زمانہ کے بھیڑیوں کے حال سے
اُمّت مرحومہ زیر و خواندماں
اسی وجہ سے ہمیں اُمّت مرحومہ فرمایا ہے
استخوان و شیم آں گرگاں عیاں
اُن بھیڑیوں کی ہڈیاں اور بال خوب
عاقل از سر بہرستی و باد
عقل مند انسان بکثرت اوستی کو داغ سے کالہ تپا ہے
و نہ ہنہد دیگر اں از حال او
اور اگر امانیت خرد کو سر سے نکالے گا تو دوسرے لوگ

کر پیدا از پس پیشینیاں
اگلوں کے بعد پیدا فرمایا ہے
بر قرون ماضیہ اند سبق
جو گزشتہ زمانوں میں اگلے لوگوں کو دی گئیں
ہمچو زوبہ پیاس خود دایم پیش
لومڑی کی طرح ہم خوب اپنی حفاظت کریں
آں رسول حق و صادق دلیاں
احادیث میں پتے، برحق رسول نے
بنگرید و پند گیرید اے جہاں
دیکھو اور اے بزرگو! نصیحت چل کرو
چوں شنید انجام فرعونان عالم
جب وہ فرعونوں اور قوم عاد کا قصہ سنتا ہے
عبرتے گیرند و از اضلال او
اور اُس کی گمراہی سے عبرت حاصل کریں گے

تہدید کردن نوح علیہ السلام مرقوم را کہ با من میبچید
حضرت نوح کا قوم کو ڈرانا کہ مجھ سے نہ اچھو میں تو خدا
من روئے پوشم خدا را پس با خدا میبچید نہ با من
کا نقاب ہوں، تو اتم خدا سے اچھو رہے ہو نہ کہ مجھ سے

لے عاقل آں باشد اس
قصہ کا منشا یہ ہے کہ چاہئے کہ
خات حق میں غنا و گنجائش
پا چاہیگا اور انسان کو چاہئے
کہ دوسروں سے عبرت حاصل
کرے۔ محترز۔ بچنے کی چیز۔
زوبہ۔ لومڑی اس بات پر
شکر گزار ہوئی کہ شیر نے اُسکو
پہلے مطلب کیا تھا ورنہ وہ
بھیڑنے کے انجام سے عبرت
نہ حاصل کر سکتی۔ پس شکر
پیشیاں پہلے لوگ۔

سزا۔
لے قرون آں جمع ہے
زمانہ کی صدی۔ سبق۔ درس
یعنی قرآن کا درس۔ مگر گناہ۔
یعنی بھیڑ یا صفت انسان۔
اُمّت مرحومہ۔ اُفصو علی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو اپنی
اُمّت قرار دیا ہے جس پر خدا
کی رحمت ہے اور اُس نے
ہمیں دوسری اُمّتوں کے بعد
پیدا کیا ہے تاکہ عبرت حاصل
کریں۔ استخوان۔ قرآن نے ہر
بار فرمایا ہے کہ پہلی قوموں کے
مفسرین سے عبرت حاصل
کرو۔ جہاں مکہ کی جمع ہے،

سردار۔
سے و غوثان شاہان مصر۔
عاد۔ مشہور قوم ہے جو اللہ کے
غضب کا ہلاک ہوئی، لہذا انسان
کو چاہئے کہ اُن قوموں کے انجام
سے سبق حاصل کرے۔ اضلال۔
بہکانا، گمراہ کرنا۔ تہدید کردن۔
اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ نوح
کے بعد ذات اُحد کے ساتھ
افعال میں اس قدر وقت مہیا

ادب کردن شیر گریگ راجہت بے ادبی اُو

شیر کا بھیڑیے کو اُس کی بے ادبی پر سزا دینا

گرگ را بر کند سر اس ستر فراز
اُس معزز (شیر) نے بھیڑیے کا سر توڑ ڈالا

فانتقمنا منہم سیک گریگیر
اے لوٹھے بھیڑیے! ہم نے اُنے بدلے دیا ہے

بعد از اس روشیر با روباہ کرد
اُس کے بعد شیر نے لومڑی کا رخ کیا

سجدہ کرد و گفت کایں گا و سمن
(لومڑی نے) سجدہ کیا اور کہا یہ موٹی نیل گائے

واں بزا بہر مہربانہ روز را
اُوںہ بجزی دو پہر کے لئے

واں دگر خرگوش بہر شام ہم
اور وہ دوسرا خرگوش شام کے لئے

گفت اے زویہ تو عدل فریق
(شیر نے) کہا اے لومڑی! تو نے انصاف کو روشن کر دیا

از کجا آموختی ایں اے بزرگ
اے بزرگ! تو نے یہ (انصاف) کہاں سے سیکھا ہے؟

گفت چوں در عشق ما گشتی کرو
(شیر نے) کہا جب تو ہماری محبت میں ہے

ز وہ ہا چوں بملگی مارا شدی
اے لومڑی! جب تو مجھ سے ملے ہو گئی ہے

ماثرا و مجملہ اشکاراں ترا
ہم تیرے ہیں، اور سب شکار تیرے ہیں

چوں گرفتاری عبرت از گرگ زنی
جیکہ تو نے کینہ بھیڑیے سے عبرت حاصل کر لی ہے

تا نہ ماند دوسری و امتیاز
تاکہ دوہری سرداری اور امتیاز نہ رہے

چوں نبودی مردہ در پیش امیر
جیکہ تو حاکم کے سامنے مردہ نہ بننا

گفت ایں راجش کن از بہر خود
بولاً، اس کو کھانے کے لئے تقسیم کر دے

چاشت خوردن باشد کشاہ مہین
اے بڑے بادشاہ! تیرا ناشتہ ہے

میخنی با شہ فیروز را
فیروز مند بادشاہ کے لئے میخنی ہوگی

شہچہ اے شاہ با لطف و کرم
نقل ہے، اے مہربان خوش مزاج بادشاہ!

ایں چنیں قسمت ز کہ آموختی
اس طرح کی تقسیم تو نے کس سے سیکھی ہے؟

گفت اے شاہ جہاں ز حال گرگ
اُس نے کہا، اے دنیا کے بادشاہ! بھیڑیے کے حال

ہر ستر را بگر و بستان دبر و
تینوں کو لے لے اور قبضہ کر اور چل دے

چونت آزاریم چوں تو ماشدی
جیکہ تو ہم ہو گئی ہے، تجھے ہم کیسے تاکتے ہیں

پائے برگردون ہفتقم نہ برآ
ساتویں آسمان پر پیر رکھ، جملہ گروہ

پس تو زویہ نیستی شیر مٹی
تو لومڑی نہیں ہے بلکہ میرا شیر ہے

لے ستر از سر وار دوسری

دوسر واروں کی رقابت

فانتقمنا منہم پھر ہم نے

اُن سے بدلے لیا یہ قوم

فرعون کے بایں میں قرآن ہیں

فرمایا گیا ہے

لے مکڑہ غالی۔ آتیر۔ حاکم

سین۔ موٹا۔ چاشت خورد

ناشتہ بہتین بزرگ

بیانہ روز۔ دو پہر۔ فیروز

فتح شد شب چہرہ۔ رات کا

کھانا۔ آفریقین۔ روشن کرنا

کسی کام کو عمدگی سے کرنا۔

حالی گرگ۔ بھیڑیے کا انجام

لے اشکار۔ شکار۔ پائے ہر

گردوں نہاد۔ عالی مرتبہ

بن جانا۔ برآمدن۔ جلوہ گر

ہونا۔ عورت۔ دوسرے کے

انجام کو دیکھ کر نصیحت حاصل

کرنا۔ زنی۔ کینہ۔ شیر مٹی۔

شیر مٹی

زخم یابد ہچو گرگ از دست شیر
وہ بیٹھنے کی طرح خبر کے ہاتھ سے زخم کھائے گا
کاشکے آں زخم بر جسم آئے
کاش وہ زخم جسم پر لگتا

قوتم بگسست چوں اینجا رسید
یہاں پہنچ کر میری طاقت نے جواب دیدیا
لیک ہم زمرے بگویم با شما
لیکن تمہیں ایک اشارہ کرتا ہوں
ہچو آں روباہ کم تشکم کنید
اُس لومڑی کی طرح کم کھاؤ
جملہ ماومن بہ پیش او نہید
ما اور ماومن کو تمام تر اُس کے سامنے چھوڑ دو

چوں فقیر آئید اندر راہ راست
سیدے راستہ میں فقیر بن کر آ جاؤ
زانکہ او پاک است سبحان اوست
اس لئے کہ وہ پاک ہے اور پاک ہونا کی صفت ہے
ہر شکار و ہر کرامت کے ہست
ہر شکار اور ہر نعمت جو بھی ہے

گفت اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ
اُنے فرمایا ہے کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے؟
ہر کہ او برحق توکل می کند
ہر کہ اللہ (تعالیٰ) پر بھروسہ کرتا ہے

جو اللہ (تعالیٰ) پر بھروسہ کرتا ہے
نیست شہ را طمع بہر خلق خست
اللہ (تعالیٰ) کو کوئی لالچ نہیں ہے، مخلوق کیلئے نااہل ہے
آنکہ دولت آفرید و دوسرا
جس نے دولت اور دونوں جہاں پیدا کئے ہیں

پیش شیر آبد بود گوشد دلیر
احق ہے جو شیر کے سامنے دلیر بنے
تا دل و ایماں سلامت ماندے
تاکہ دل اور ایمان سالم رہتے

چوں تو انم کردن ایں سر را پید
میں اُس راز کو کس طرح ظاہر کروں؟
بوکہ دریا بید و گردید آشنا
شاید تم سمجھ جاؤ اور واقف ہو جاؤ
پیش او روباہ بازی کم کنید
اُس کے سامنے حیلہ بازی نہ کرو
مالک ملک اوست ملک افراتید
ملک کا مالک وہ ہے، سلطنت اُس کے سپرد کرو

شیر و صید شیر خود آن شماس
شیر اور شیر کا شکار تمہارا مال ہے
بے نیاز ست او ز مغز مغز و پوست
وہ اچھے مغز اور چمکے سے بے نیاز ہے
از برائے بندگان اں شہ ست
اُس شاہ کے غلاموں کے لئے ہے

تا نہ گرد و بندہ ہر سو حیثہ جو
تاکہ بندہ ہر جانب بھٹکتا نہ پھرے
او بجائے خود نفضل می کند
وہ خود اپنے ساتھ بھلائی کرتا ہے
لینہ دولت خنک آں کوشش
یہ سب دولت خوش قسمت ہے وہ جو یہ سمجھا

ملک و دولت ہا چہ کار آید ورا
ملک اور دولتیں اُس کے کس کام آئیں گی؟

لے آکر بے وقوف و کبیر
بہادر، گستاخ، قوتم یعنی
ایک انسان کی مخالفت
اللہ کی مخالفت ہے اس
کی وضاحت نازک مسئلہ ہے۔
زمرے جبکہ ایک بندہ فنا
فی اللہ ہو جاتا ہے تو وہ صفا
رب کا حامل بن جاتا ہے۔
سے کہ تم کہ فنا بہت صیل
کرنے کا طریقہ دریافت کرو
مجاہد جس میں ملت خوراک
بھی داخل ہے۔ روباہ بازی۔
چالاک، حیلہ بازی۔ ماومن۔
یعنی خودی چوں جب تم
صفات نفسانیہ سے پاک
ہو جاؤ گے تو تمہیں میت
حاصل ہو جائے گی۔ سبحان۔
بے عیب، مغز، گودا، پلوت۔
چمکنا۔ لغز، چھٹا۔
سے شکار یعنی ظاہری نعمت۔
کرامت۔ یعنی باطنی نعمت۔
حق کُند چونکہ توکل کے وسیع
نعمتوں کا مستحق بن جاتا ہے
حق۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ نہ ہجرت
قرآن پاک میں ہے "مُخْلِقٍ
لَكُمْ مِمَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا"
اے انسانوں تمہارے لئے
پیدا کیا گیا ہے وہ سب کچھ
جو زمین میں ہے۔ و دوسرا۔
دونوں جہاں۔

گفت نوح اند نصیحت قوم را

(حضرت نوح نے نصیحت میں قوم سے کہا

بنگرید اے سرکشانِ من بن نیم

اے سرکشو! غور کرو میں میں نہیں ہوں

چوں زجاں مُردم بجانانِ ندام

جیسا اپنی جان (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں مجھ کے ذریعہ

چوں بمرم از حواسِ آبِ بشر

جوں میں بشری حواس (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں

چونکہ من بن بنیتم ایں دم زہنوت

چونکہ میں بن نہیں ہوں یہ کام اُس کی جانب سے ہے

ہست اندر نقش ایں زو با شیر

لوٹری میں اِس صورت (نوح) میں شیر (دانتِ خدا) ہے

گزر زوئے صورتش می نگروی

اگر تو اُس کی صورت کے اعتبار گریویدہ نہیں ہوتا ہے

گر بنوے نوح را از حقِ بے

اگر حضرت نوح کی مدد اللہ (نے) کیجائے نہ ہوتی

صدہ راں شیر بود اندر تنے

حضرت نوح کے ایک جسم میں لاکھوں شیر تھے

اُو بروں رفتہ بُد از ما ومنے

وہ ما اور من سے کنارہ کش ہو گئے تھے

چونکہ خرمنِ پاسِ عشر اُو نداشت

چونکہ کلیان نے اُن کے دسواںس کی رعایت نہ کی

ہر کہ اُو در پیشِ لیس شیر نہاں

جو شخص اِس چھپے ہوئے شیر کے سامنے

ہمچو گرگ اُس شیر بردارندش

وہ شیر بھیڑیے کی طرح اُس کو پھاڑ ڈالے گا

در پزیرید از خدا آخر عطا

خدا کی عطا کو قبول کرلو

من زجاں مُردم بجاناں می نیم

میں (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں مجھ کے ذریعہ

نیست مگر تم تا ابد پایتِ دہام

میرے لئے موت نہیں ہے میں ابد تک زندہ ہوں

حق مرا شد سمع و ادراکِ بصر

اللہ (نے) میرا کان اور احساس اور دنیا کی نگاہ ہے

پیشِ ایں دم ہر کہ دم زو کا فزاد

اِس گفتگو کے مقابلہ میں جوابات کرنا وہ کا فر ہے

سوئے ایں زو بہ نشاید شد دلیہ

اِس لوٹری (نوح) کے مقابلہ میں دلیہ نہ ہونا چاہیے

غرض شیراں از وی نشنوی

تو کی خبروں جیسی گرج بھی اُس نہیں سن رہا ہے؟

پس جہانے را چہاں برسم زوے

تو وہ (طمان کے ذریعہ) دنیا کو کیسے دہم برسم کرے؟

ہر دو عالم را ہی دیدار زوے

دونوں عالم کو وہ جینا کا ایک دانہ سمجھتے تھے

اُو چو آتش بود عالمِ خرمنے

وہ آگ کی طرح اور دنیا کلیان کی طرح قہمی

اُو چنان شعلہ برانِ خرمنِ گشت

انھوں نے اِس کلیان پر آگ کا شعلہ سلا کر دیا

بے ادب چوں گرگ کشاید نہاں

بھیڑیے کی طرح بے ادبی سے زبان کو دیکھا

فانتقمنا منھم برخواندش

”ہم نے اُس سے بدلے لیا“ اُس پر پھڑپھڑا

لہ زجاں مُردم یعنی میں فنا

ہو چکا ہوں ایسی ہی بقا اللہ

کے ذریعہ ہے۔ جاناں یعنی

اللہ (نے) فنا ابد۔ اب مجھے

ابدی زندگی مل گئی ہے۔

حاصلاتِ حواس کی جمع ہے

قوم یعنی کلامِ قومِ نون۔

اعتراض کرنا۔ امتیح۔ قوت

سماعت۔ آواز کا معلوم کرنا۔

بصر قوتِ بینائی۔

لہ نحو اللہ کا اہم ذات ہے

غرض۔ آواز کی گرج۔ پیر۔

باقہ طاقت۔ برہمِ نون۔

تو والا کر دینا

لہ آرن۔ ایک اناج ہے

جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا

ہے جس کو جینا کہتے ہیں۔

ما دمن یعنی غرور اور خودی۔

خرمن۔ غلہ کا کلیان۔ پاس۔

لحاظِ رعایت۔ حق۔ دسواں

حصہ۔ اناج کی پیداوار دسواں

جولہ زکوٰۃ ادا کیا جاتا ہے۔

دربین و درائین۔ پھاڑ

ڈالنا۔ فانتقمنا منھم قرآن

پاک ہیں ایک مُردب قوم کے

بارے میں فرمایا ہے کہ جب

انھوں نے منافقانی کی تو ہم نے

اُن سے بدلہ لیا۔

سینہ صیقل زدہ از ذکر و فکر
 (ان کے سینے ذکر و فکر سے بے بنی ہوئے ہیں)
 ہر کہ او از اصل فطرت خوبان
 جو شخص اصل پیدائش سے حسین پیدا ہوئے
 عاشق آئینہ باشد روئے خوب
 خوبصورت ہی آئینہ کا عاشق ہوتا ہے
 ہر کہ دار دروئے خوب بانظام
 جو شخص خوبصورت اور موزوں چہرہ رکھتا ہے
 بشنوا کنوں یک مثال معنوی
 اب ایک بامعنی مثال سن لے

تا پذیرد آئینہ دل نقشِ بکر
 تاکہ دل کا آئینہ نئے نقش قبول کرے
 آئینہ در پیش او باید نہاد
 آئینہ اس کے سامنے رکھنا چاہئے
 صیقل جاں آمد از تقویٰ لقلو
 روح کی صیقل دلوں کی تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے
 طالب آئینہ باشد والسلام
 وہ آئینہ کا طالب ہوتا ہے والسلام
 تا تو دیگر قول صورت نشوئی
 تاکہ تو پھر ظاہری بات نہ سنے

آمدن آشنائے از سفر بدیدن حضرت یوسف علیہ السلام
 ایک دوست کا حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کئے لئے سفر سے آنا

آمد از آفاق یاے مہربان
 ایک مہربان دوست دور سے آیا
 کا شنا بود وقت کودکی
 کیونکہ بچپن سے آپس میں آشنا تھے
 یاد داشت جوراخوان و حسد
 اُسے حضرت یوسف کو بھائی کا ظلم اور حسد یاد آیا
 عار نبود شیر را از سلسلہ
 شیر کو زنجیر سے کوئی عار نہیں ہوتی ہے
 شیر را برگردن از زنجیر بود
 اگرچہ شیر کی گردن میں زنجیر تھی
 گفت چوں بودی تو در زندان
 اُسے کہا قید خانہ اور کنویں میں آپ کا کیا حال تھا
 در محاق ارمہ نوگرد و دوتا
 اگرچہ نیا چاند (ہلال) گھٹا وین دوسرا ہوا تھا

یوسف صدیق راشد مہربان
 (حضرت یوسف صدیق کا مہربان بنا
 بر وسادہ آشنائی متکی
 (اور) دوستی کے تکیہ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے
 گفت آں زنجیر بود و ما سدا
 فرمایا وہ زنجیر تھی اور ہم شیر ہیں
 نیست مارا از قضائے حق گلہ
 ہمیں اللہ (دعا نے) کے فیصلہ کا کوئی گلہ نہیں ہے
 بر ہمہ زنجیر ساراں میر بود
 (لیکن) وہ تمام قید دلوں کا سردار تھا
 گفت بھون رحاق و کاست
 انھوں نے کہا جیسا کہ چاند کا حال (زوال و گھٹنا)
 نے در آخر بدر گرد بر سما
 کیا آخر میں وہ آسمان پر بدر کا گھٹا نہیں بچا تھا؟

لے سینہ۔ ایسا میں چیز کو
 بچھتے ہیں پھر عودہ نقش بکھر
 بنائے جاتے ہیں صوفیانے
 دل کو آنکھ لیا ہے، لہذا ان
 کے قلب پر علوم الہی کشف
 ہوتے ہیں بلکہ تازہ، غیر
 مستغل۔ ہر گز اولین اویار
 اللہ کی صحبت سے ایک نظر
 مستفید ہوتے ہیں تقویٰ
 القلوب جو دل سے متقی ہیں
 انکی روح کی صیقل ہوجاتی
 ہے۔

لے بانظام یعنی جکے چہرے
 موزوں خدو فال کے ہیں۔
 معنوی حقیقی قول صورت
 وہ بات جو حقیقت پر مبنی ہو
 آئین پر پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ
 اویار اللہ کی مثال آئینہ کی
 ہے اور آئینہ دی پندرست ہے
 جو خوبصورت ہو اور اپنے حسن
 کو سفا رنا چاہتا ہو۔ اسی بات
 کو رافع کر کے کیلئے نقش نقل
 کیا ہے کہ حضرت برت چونکہ
 حسین و جمیل تھے اسلئے ان کے
 دوستوں کو آئینہ پیش کیا۔
 و سادہ تکیہ بھنگی تکیہ لگانے
 والا یادداشت حضرت یوسف
 کو انکے بھائیوں نے درخت حسد
 کی وجہ سے کنویں میں گر دیا تھا
 یہ بات اُسے انکو یاد دلائی۔

اخوان، اُخ کے جمع معنی بھائی۔
 سہ مار۔ دلت، یعنی شیر ہر
 حال شیر رہتا ہے۔ زنجیر سار۔
 زنجیر والا۔ جبرائیل، امیر و حاکم۔
 محقق، جاننے والا۔ گھٹا و کاست
 کاست، گھٹاؤ۔ دوتا، دوسرا
 چاند شروع ماہ میں دوسری کمر کا

ہوتا ہے۔ پھر چھوٹا چاند یعنی زنجیر کا آسمان پر بدر کا گھٹا ہوتا ہے۔

پیش بچال پس نگہدارید دل

«اللہ پاک ذات کے سامنے دل کی حفاظت رکھو
کو بہ بیند بر سر و فکر و جستجو

وہ راز اور فکر اور طلب کو ہر طرح دیکھ لیتا ہے
آنکہ اویے نقش و سادہ سینہ شد

جو شخص بے نقش اور صاف سینہ والا ہو جاتا ہے
بر سر لا بیگماں موقن شود

بلاشبہ وہ ہمارے راز کا یقین کر لیا ہو جائے گا
مومنے او مومنی تو بیگماں

بلاشبہ وہ بھی مومن ہے تو بھی مومن ہے
چول زند او نقد ما را بر محبت

جب وہ ہمارے نقد کو کوئی پر رگڑتا ہے
چول شود جانش محبت نقد ما

جب اس کی جان نقدوں کی کوئی بچائی ہو
نشاندن پادشاہان صوفیاں را پیش

پادشاہوں کا صوفیوں کو اپنے سامنے بٹھانا
تاکہ ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں

پادشاہان را چنین عادت بود
پادشاہوں کی یہ عادت ہوتی ہے

دست چپ شاں پہلوانان را
ان کے بائیں ہاتھ پر پہلوان کھڑے ہوتے ہیں

مشرقی اہل قلم بر دست راست
محقق اور اہل قلم دائیں ہاتھ پر ہوتے ہیں

صوفیاں را پیش رو موضع دہند
صوفیوں کو سامنے جگہ دیتے ہیں

حاجباں ایں صوفیانند اکیسر
اے بیٹا! یہ صوفی دربان ہیں

ساده و آزاہ و اقلندہ سر
سادہ ہیں، آزاہ ہیں اور سر جھکاے ہوئے ہیں

ناتگروید از گمان بد نجل
تاکہ بد گمانی کر کے سسر مند نہ ہونا پڑے

ہمچو اندر شیر خالص تار نو
جس طرح خالص دودھ میں ہال

نقشہائے غیب را آئینہ شد
وہ غیب کے نقوش کا آئینہ ہو جاتا ہے

زانکہ مومن آئینہ مومن شود
اس لئے کہ مومن، مومن کا آئینہ بن جاتا ہے

در میان ہر دو فرقے بیکراں
(لیکن) دونوں میں ہے انتہا فرق ہے

پس یقین را باز داند او ز شک
تو وہ یقین کو شک سے چُدا کر لیتا ہے

پس بہ بیند نقد را و قلب را
تو وہ کھڑے اور کھولے کو سمجھ جاتا ہے

لہ جہاں یعنی سرخ کامل۔
نخل پیر مندہ۔ جھو۔ ہال۔

آنکہ۔ جو شخص ہمواد اور
وساوس کے نقش سے دل کو

صاف کر لیتا ہے اس کے دل پر
اسرار عین کا نزول ہونے لگتا

ہے لہذا وہ دوسرے کے دل
کے وساوس کو جان لیتا ہے۔

تاکہ حدیث شریف میں ہے
«المؤمن مرآۃ المؤمن»

ایک مومن دوسرے مومن کا
آئینہ ہے یعنی مومن کامل کے

قلب پر دوسرے مومن کے
وسوسوں کا عکس پڑتا ہے۔

نقد چاندی، صوفی مثنوی دل
کے دوسرے۔

سہ محبت۔ کوئی پیش۔ وہ
اچھے اور بُرے خیالات میں

فرق کر لیتا ہے۔ قلب۔ کھڑا۔
پہلواناں یعنی فوجی افسر۔

دل۔ انسان کا دل سینہ
میں بائیں جانب ہے مشرقی۔

محاسب اعلیٰ بخت۔ درج
کرنا، لکھنا۔

سہ و آئینہ۔ یعنی صوفیا
عام آئینوں سے بہت افضل

ہیں آئینہ سامنے رکھا جاتا
ہے اسلئے صوفیا کو سامنے

بٹھا جاتا ہے۔ محاسب۔
دربان یعنی صوفیاء اللہ کے

دربار کے دربان ہیں سادہ۔
یعنی ان کے دل علائق دُوبی سے

آزاد ہیں۔

جُتْمُونَاؤُفِرَادِی بے نوا
 تم ہمارے پاس تنہا بے ساز و سامان کے آئے
 ہیں چہ آورید دستاویز را
 خبردار! کیا سند لائے ہو
 یا امید باز گشتن تاں ہو
 یا تمہیں واپس لوٹنے کی امید تھی
 وعدہ مہامیشش را منکری
 اس کی مہمانی کے وعدہ کا تو منکر ہے
 ورنہ منکرت چنیں دست تہی
 اور اگر تو منکر نہیں ہے تو اس طرح خالی ہاتھ
 اند کے صرف بکن از خواب و خور
 سونے اور کھانے میں تھوڑی سی کمی کر
 شوقِ قلیل النوم فَا یُجْعَلُونَ
 سونے میں کم نیند والا بن جا
 اند کے جنبش بکن ہیچو جنبش
 ماں کے پیٹ کے بچہ کی طرح تھوڑی سی حرکت کر
 چوں بیابی آل حواسِ دُوریں
 جب تو وہ دور دیکھنے والے حواس چل کر ملے گا
 وز جہاں چوں رحم بیرس می رود
 جبرے نیا سے جو اداں کے رحم کی طرح ہے تو ہمارے گنا
 آنکہ ارض اللہ واسع گفتہ اند
 وہ (میدان) جسکو اللہ کی وسیع زمین کہا گیا ہے
 دل نگر و دُتنگ زان عرصہ فرخ
 اس وسیع میدان سے دل کبھی نہیں گھبرا تا ہے
 حالی تو مَر حواست را کُنوں
 اب کہ تو اپنے حواس کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے

ہم بد انسان کہ خَلَقْنَا کَذَّاباً
 دیئے ہی جیسے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا
 ارمغانِ روزِ رستاخیز را
 قیامت کے دن کے لئے تحفہ
 وعدہ امر و زناں باطل نمود
 (اور) آج کا وعدہ تمہیں غلط نظر آیا تھا
 پس ز مِطْبَخِ خاکِ خاکستہ خوری
 (اسلئے اُسکے) باؤچیناسے تو خاک اور لکھ کھا گیا
 بر در آں دوست چوں پامی نہی
 اُس دوست کے دروازہ پر قدم کیوں رکھتا ہے
 ارمغانِ بہر ملاقاتش بَہر
 اُس کی ملاقات کے لئے سوغات لے جا
 باش در آسماں از نیستغفرون
 صبح کے وقت توبہ کرنے والوں میں سے ہو جا
 تابہ بخشدت حواسِ نوریں
 تاکہ تجھے نور دیکھنے والے حواس عطا کر دیں
 پانہی بالائے چرخ ہفتیں
 ساتویں آسمان پر قدم رکھے گا
 از زمین در عرصہ واسع شوی
 (اور) زمین سے ایک وسیع میدان میں پہنچے گا
 عرصہ دال کا نبیا در رفتہ اند
 وہ وہ میدان ہے جہاں انبیاء گئے ہیں
 نخلِ ثمرِ آنجانہ گرد و خشک شاخ
 تر کھجور دیاں کبھی خشک شاخ نہیں بنی ہے
 کند و ماندہ می شوی و سُرگون
 سست اور تھکا ہوا اور اندھا ہو جاتا ہے

لہ فَرَادِی فَرُوہ کی جمع ہے
 تنہا، اکیلا جائیوالا۔ دستاویز
 سند۔ رستاخیز قیامت۔
 وعدہ امر و زنا یعنی قیامت۔
 منکر۔ انکار کرنے والا خاکستہ۔
 راکھ۔ تہج۔ خالی حفرہ کفایت
 شماری، کمی۔
 لہ خواب و خور سونا اور
 کھانا۔ جَعْلُونَ۔ قرآن
 پاک میں مبین کی حالت
 بیان کی ہے وہ لوگ رات کو
 بہت کم سوتے اور صبح کو
 استغفار کرتے ہیں۔ آنکہ۔
 اب اللہ کے دربار میں متحد
 لے جانے کی تہریر پڑھتے
 ہیں جنہیں۔ وہ بچہ جو اں کے
 پیٹ میں ہو، بچہ ماں کے
 پیٹ سے حرکت کی وجہ سے
 باہر آتا ہے تو اس کو حواس
 عطا ہوتے ہیں۔ چوں جب
 تو بھی ریاضت کرے گا تو
 تجھے باطنی حواس مل جائیں گے۔
 لہ و ز جہاں۔ یہ دنیا ماں
 کے رحم کی طرح تنگ ہے
 اور عالمِ ارواح وسیع تر ہے
 عرصہ یعنی عالمِ ارواح یا
 عالمِ مثال۔ حالی۔ بیداری
 میں انسان پر اس کے حواس
 مست ہوتے ہیں اور انسان
 کی سواری ہنسے، سواری
 تھکتی ہے سوار آرام سے رہتا
 ہے۔

گرچہ درِ زانہ بہاؤں کو فتنہ
موتی کو اگرچہ ہاؤں میں کوا

گندے راز پر خاک انداختند
گیہوں کو موتی کے نیچے ڈالا

بار دیگر کو فتنہ شس ز آسیا
پھر اس کو بجلی میں پیسا

باز ناں راز پر دناں کو فتنہ
پھر روٹی کو دانتوں میں دبایا

باز آں جاں چونکہ محو عشق گشت
پھر وہ جان جب عشق میں فنا ہوئی

باز آں جاں چون بحق اوجوشند
پھر وہ جان جب اندھ قتلے میں فنا ہوئی

عالیٰ رازاں صلاح آمد مکر
ایک عالم کو جس سے نیکی کا پھل ملا

اِس سخن پایاں نہ دارد باز گرد
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ

نور چشم و دل از وافر وقتند
لیکن اُس سے آنکھوں اور دل کیے نور کرانا کیا

پس ز خاکش خوشہا بر ساختند
پھر اُس زمین سے گیہوں کے خوشے بنے

قیمت شس از و دوناں شد جانفزا
تو اُس کی قیمت بڑھ گئی اور وہ جان کو بڑھا لیا

گشت عقل و فہم جان ہوشمند
تو وہ عقل مند کی عقل و فہم اور جان بن گئی

يُحِبُّ الزَّادُ اَمْدَ بَعْدَ كَشْتِ
تو وہ کاشت کے بعد کسانوں کو حیرت میں لے دلا

باز ماند از سکر و سوائے صحوشد
تو مستی سے ہٹ کر ہوش کی جانب آ گئی

قوم دیگر را صلاح منتظر
دوسری قوم کو متوقع فلاح حاصل ہوئی

تا کہ با یوسف چہ کرداں نیکم
تا کہ اُس نیک انسان نے (حضرت) یوسفؑ کی کیا

طلب کردن یوسف علیہ السلام از مرغان از آن مرد بعد مقالات
(حضرت) یوسف علیہ السلام کا اُس مرد سے گفتگو کے بعد سوغات طلب کرنا

ہیں چہ آوردی تو ما را از مرغان
ہاں، تو ہمارے لئے کیا سوغات لایا ہے

ہست بے گندم شدن در کیا
بغیر گیہوں کے آٹے کی بجلی پر جانا ہے

ہست بے گندم سوا خلق
بغیر گیہوں کے بجلی کی طرف جانا ہے

از مرغان کو از برائے روز نشر
نشر کے دن کے لئے تجھے کہاں ہے

بعد قصہ گفتنش گفت افلاں
انکو قصہ سنانے کے بعد حضرت یوسفؑ نے ذرا ایسے نکالے

دیدن یاراں تہید رست کیا
اُسے عقلمند: دوستوں کی زیارت خالی ہاتھ

بر در یاراں تہید رست آمدن
دوستوں کے دروازے پر خالی ہاتھ آنا

حق تعالیٰ خلق را گوید بحشر
اللہ تعالیٰ خشر میں مخلوق سے فرمائے گا

لے در داناہ موتی۔ ہاؤں۔
اوکلی۔ گوئند نقصان۔
آسیا۔ بجلی۔ جانفزا۔ جان
کو بڑھانے والا۔ ہوشمند۔
عقل مند۔

لے محو۔ فنا۔ یحیٰ حبیب
میں باقی ہے ز زاد۔ زارع
کی نوع ہے، کاشتکار کشت۔
کیستی۔ شکر۔ نشہ۔ ہوش۔
صحو۔ ہوش میں آنا۔

لے صلاح۔ بہتری۔ مکر
پھل۔ فلاح۔ نجات۔ ہوش۔
منتظر۔ متوقع۔ از مرغان۔
نشر۔ سوغات۔ طاہر۔
بجلی۔ خشر۔ نشر قیامت۔

جستہ سرا جانب کاں چوں برم
ایک جستہ کو کان کی طرف کیسے لے جاؤں؟
زیرہ را من سوئے کرماں آورم
اگویا، میں زیرے کو کرمان لے جاؤں
نیست تخمے کا ندیریں انبار نیست
کوئی بیج نہیں ہے جو اس دھیز میں نہ ہو
لا ابقی آل دیدم کہ من آئینہ
میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک آئینہ
تا بہ بینی روئے خوب خود دراں
تاکہ آپ اپنا حسین چہرہ اس میں دیکھیں
آئینہ آورد مت لے روشنی
اسے فوراً! میں آپ کے لئے آئینہ لایا ہوں
آئینہ بیروں کشید اواز بغل
اُس نے بغل سے آئینہ نکالا
آئینہ ہستی چہ باشد نیستی
ہستی کا آئینہ کیا ہوتا ہے؟ فنا
ہستی اندر نیستی بتواں نمود
ہستی کو فنا میں دیکھا جاسکتا ہے
آئینہ صافی ناں خود گر سنست
بھوکا خود روئی کا صاف آئینہ ہے
نیستی و نقص ہر جایکہ خاست
فنا اور نقص جس جگہ پیدا ہوا
بہر آنکہ نیستی پالودگی ست
اس لئے کونسا، صفائی ہے
چونکہ جامہ چست دوزیدہ بود
جبکہ کپڑا (پہلے سے) صیغہ سیلا ہوا ہو

قطرہ را سوئے عماں چوں برم
ایک قطرہ کو عتمان (دریا) کی طرف کیسے لے جاؤں؟
گر بیش تو دل و جاں آورم
اگر آپ کے سامنے دل و جان بھی رکھ دوں
غیر حُسن تو کہ اُورایا نیست
آپ کے حُسن کے سوا کُماں کاتانی نہیں ہے
پیش نو آرم چون نور سینہ
آپ کو پیش کروں جو سینے کے نور کی طرح ہو
لے تو چوں نور شید شمع آسمان
آپ کا آسمان کے سورج اور شمع (چاند) کی طرح ہیں
تا جو بینی روئے خود یاد مگنی
تاکہ جب آپ اپنا چہرہ دیکھیں تو مجھے یاد کر لیا کریں
خوب را آئینہ باشد مشتغل
خوبصورت کے لئے آئینہ ایک مشغلہ ہوتا ہے
نیستی بجز نیستی گر آبلہ نیستی
فنا اختیار کر اگر تو بے وقوف نہیں ہے
مالداراں بر فقیر آرزو نمود
مالدار، فقیر پر سخاوت کرتے ہیں
سوختہ ہم آئینہ آتش ز سنست
سوختہ چٹھاق کا آئینہ ہے
آئینہ خوبی جملہ بیشہاست
تمام خوبیوں کے حُسن کا منظر ہے
واچہ ایں ہستی ہمہ لودگی ست
اور یہ ہستی جو کچھ ہے سراسر آلودگی ہے
منظر فرہنگ درزی کے شود
وہ درزی کی عقلمندی کا منظر کب بنے گا؟

لہ تجر۔ ایک رائی کے برابر
وزن عتمان یمن میں سمندر
کے کنارے ایک شہر کا نام
ہے۔ اُس شہر کی نسبت سے
اُس سمندر کو عتمان کہہ دیا
جاتا ہے۔ زیرہ۔ گرم مصالحوں
میں جو زیرہ پڑتا ہے وہ کُماں
کا مشہور ہے جو کہ فارس کا
ایک شہر ہے اُس کو زیرہ
کرانی کہا جاتا ہے۔
لہ آثار۔ دیکھ۔ یاد دہشت
شال۔ آئے تو حضرت یوسف
کا حُسن مشہور ہے اسی لئے
اُن کو آسمان کی شمع اور سورج
کہا ہے۔ خوب را یعنی حُسن
چہرے والا آئینہ میں منقول
ہو جاتا ہے۔ آئینہ ہستی یعنی
فنا فی اللہ ہونے سے بقا باللہ
حاصل ہوتا ہے۔ ہستی یعنی
وجود، بقا باللہ یعنی فنا،
یعنی ماسوا اللہ سے انقطاع۔
جو۔ سخاوت، یعنی غیر اللہ
سے تہدیت ہو جاؤ گے تو
عطائے گی۔
لہ آئینہ یعنی منظر۔ سوختہ۔
وہ چیز جس کو مسلا کر لکڑیوں
رکھتے ہیں تاکہ کدیاں آخر
پکڑا لیں۔ گر سنست۔ بھوکا۔ آتش
زندہ چٹاق جسکو روک روک کر
نکالی جاتی ہے۔ نیستی و نقص۔
یعنی غیر اللہ کے تعلقات کی فنا
اور کسی پالودگی، صفائی۔
الودگی۔ آلودگی۔ جامہ چست۔
ہلکے کے مٹا ہوا کپڑا۔ فرہنگ۔
عقل، دانش۔ دوزیدہ۔ سیلا
ہوا۔

لے محمول جس وقت انسان
سویا ہوتا ہے حواس پر
سوار ہوتا ہے اور حواس پر
لے پھرتے ہیں تو انسان کو
تکلیف نہیں ہوتی ہے چاہتی
نمونہ اولیاء اللہ بھی حواس
کے محمول ہوتے ہیں اعتبار
اور ارادہ کو ترک کر دیتے ہیں
اور یہ حالت ان کی مستقل
ہوتی ہے۔

لے اولیاء۔ اولیاء کی مثال
بالکل اصحاب کہف کی سی ہے
جو غار میں بے خود ہو گئے تھے اور
قدرت الہیہ کو ٹھیس لگاتی تھی۔
میں کشیدہ اصحاب کہف کے
ارادے کے بغیر اللہ تعالیٰ ان
سے افعال صادر کر رہا تھا۔
ذات الیمین قرآن پاک میں
اصحاب کہف کے بارے میں
فرمایا گیا ہے۔ وَتَقْلِبْهُمْ
ذَات الیمین وَذَات الشمال
”ہم ان کو دائیں بائیں پلٹ
رہے ہیں“ اس آیت میں
ذات الیمین رومانی مشغولیت
اور ذات الشمال سے جہانی
مشغولیت مراد ہے۔

لے گرتوبہی۔ اولیاء پر کھلی
ظاہری ہوتی ہیں نفس الامر
میں ان پر نہ خوف غبار ہوتا
ہے نہ غم ہی تردد۔ اولیاء سے
افعال کا صدور بغیر ارادہ ہونے
لگتا ہے۔ ہر دو کار یہی روحانی
اور جہانی مشغولیت گرتوبہی
ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہے
میسر کا صد بار گشت پہاڑ سے
صادر ہوتی ہے اور انھیں پہاڑ
کے کسی ارادہ کو دخل نہیں ہوتا۔

چونکہ محمول نہ حامل وقت خواہ
بہند کے وقت تو سوار ہوتا ہے نہ کہ سواری
چاہنے وال تو حامل خواب را
نہند کی حالت کو تو ایک نمونہ سمجھ
اولیاء اصحاب کہف اندک غنود
اسے سرکش! اولیاء! اصحاب کہف میں
میں کشیدہ شال بے تکلف درفعال
انکو اللہ تعالیٰ افعال میں بلا تکلف کھینچتا ہے
چلیست اس ذات الیمین فعل حسن
ذات الیمین کیسا ہے؟ اچھے کام
گر تو تینی شال بد سواری درو
اگر تو ان کو کسی دشواری میں دیکھے
میں رو دایں ہر دو از مردم پدید
یہ دونوں کام انسانوں سے ظاہر ہوتے ہیں
میں رو دایں ہر دو کار از انبیاء
یہ دونوں کام (بیداری میں) انبیاء ظاہر ہوتے ہیں
گر صدایت بشنوائند خیر و شر
اگر پہاڑ کی آواز بارگشت تجھے بری ملی آواز نہائے

ماندگی رفت شدی بے پیچ و تاز
تکلیف جاتی رہتی ہے اور تو آرام سے ہو جاتا ہے
پیش محمول حال اولیاء
اولیاء کے سوار ہونے کی حالت کا
در قیام و در تقلب ہم رفود
جو قیام اور پلٹنے پھرنے کی حالت میں بھی یکساں ہے
بے خبر ذات الیمین ذات الشمال
دائیں بائیں جانب جبکہ وہ بے خبر ہیں
چلیست اس ذات الشمال اشغال تن
ذات الشمال کیا ہے؟ جسمانی مشغولیت
نیست شال خوف ولا ہم بخیر تون
تو ان کو کوئی خوف نہیں ہے نہ وہ غمیں نہیں
بے خبر زیں ہر دو ایشان درضید
جبکہ وہ ان سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں
بے خبر زیں ہر دو ایشان جس صدا
وہ صد بار گشت کی طرح (دونوں سے پیچہ ہوتے ہیں
ذات کہ باشد زہر دو بے خبر
پہاڑ دونوں سے بے خبر ہے

گفتن مہمان یوسف علیہ السلام را کہ ارمغاں بہر تو آئینہ
مہمان کا یوسف علیہ السلام سے کہت کہ تمہارے لئے سوغات میں آئینہ
آوردہ آتا چوں در آں نگری مرآد آری
لایا ہوں تاکہ جب آپ اس میں دیکھیں مجھے یاد کریں

اؤن شرم اس تقاضا درفعال
وہ اس تقاضا کی شرم سے آہیں بھرنے لگا
ارمغانے در نظر نامد مرا
کوئی تحفہ میری نگاہ میں نہ چھا

در تاجِ ہست سرگین اے فتی
اے نوجوان! نہر کی تین گوبر ہے
ہست پیر راہ دانِ برفتن
سمجھدار راہِ طریقت سے واقف پیر
جوئے خود را کے تو اند پاک کرد
نہراپنے آپ کو خود کب پاک کر سکتی ہے؟
آپ جو سرگین نتا ند پاک کرد
نہر کا پانی گوبر کو صاف نہیں کر سکتا ہے
کے تراشد تیغ دستہ خویش را
تلاراپنے دستہ کو کب تراش سکتی ہے؟
بر سر ہر ریش جمع آمد گس
ہر زخم پر لگیاں جمع ہو گئی ہیں
واں گس اندیش ہا و امال تو
وہ لگیاں تیرے خیالات اور امیدیں ہیں
ور نہد مرہم بر آں ریش تویر
اگر تیرے اس زخم پر پیر مرہم لگا دے
ناتہ پنداری کی صحت یافت
ہرگز نہ سمجھ لینا کہ صحت حاصل ہو گئی ہے
ہیں زمرہم مسکش کاشت ریش
اے زخمی کروالے! خبردار مرہم سے منہ نہ موڑ
ایں سخن پایاں نہارد لے جوان
اے جوان! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

گرچہ جو صافی نماید مژ ترا
اگرچہ تجھے نہر صاف نظر آ رہی ہے
باغہائے نفس و تن راجعے کن
جسم اور نفس کے باغوں کی نہر کو صاف کر سکتا ہے
نافع از علم خدا شد علم مرد
پیر کا علم خداوندی علم کی وجہ سے مفید نکلیا ہے
جہل نفس را نزد بد علم مرد
انسان کا علم انکے نفس کے جہل کو مٹا نہیں کر سکتا ہے
رو بجر اے پیار ایں ریش را
جا، اس زخم کو جراح کے سپرد کر
تا نہ بیند قبیح ریش خویش کس
تاکہ کوئی شخص اپنے زخم کی پینکے دیکھ سکے
ریش تو آں ظلمت احوال تو
تیرے احوال کی تاریکی تیرا زخم ہے
آں زماں ساکن شود در دوفیر
اُس وقت تیرے درد اور آہوں کی سکون ہو جاگا
پر تو مرہم در انجا تافت مت
(ابھی، مرہم کا سایہ اس پر پڑا ہے
واں پر تو داں مال ز اہل خویش
اُس کلام کو دعاؤں) آخر سمجھ اصل صحت، زبان
بشنوا کنوں قصہ در ضمن آں
اُس کے ضمن میں ایک قصہ سن لے

لے لگت کنویں کی گہرائی۔
ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے
کہ انسان اپنے معاصی کا علاج
خود نہیں کر سکتا ہے کسی شیخ
کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔
فتی جوان فطن، غار اور
طائر کا فتی، دانائی جو کہ کن
نہر کھودنے والا۔
۱۵۔ نتا ند متوا نہر تو قد۔
پاک نہیں کرتا، روضہ کا
قدیل مضارع منفی ہے۔
اندیش تہائے خیالات، آگاہ
اُن کی جمع، امید، درہند
شیخ کامل کے معالجہ سے
ہی مرض دور ہو سکے گا۔
۱۶۔ ناتہ پنداری۔ شیخ کی
صحبت سے اگر کچھ سکون
لے لے اپنی صحت کی غلط
فہمی کی بنا پر اُس کی صحبت
کو ترک نہ کرے۔ جس دعاؤں
سکون کو مرہم کا اثر سمجھو،
زخم باقی ہے۔ کاتہ وحی۔
یہ عبداللہ ابن مسعود بن ابی
سرح کا قصہ ہے۔ اس قصہ
سے یہ سمجھا یا ہے کہ دین کا
کمال کے دعوے سے کیا
نقصان ہوتا ہے۔

مژند شدن کاتبِ وحی بسبب آنکہ بر تو وحی برے زد
وحی کے کاتب کا مژند ہو جانا اس لئے کہ وحی کا بر تو اس پر بڑا
آں آہ را پیش پیغمبر خواند و گفت من محلِ وحیم
اُس نے آیت پیغمبر (مکی) (اشد علیہ وسلم) سے پہلے پڑھی اور بولا مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے

۱۔ جندوع۔ جذع کی جمع ہے۔ تہہ درخت۔ درودگر۔ درودگر، برہمئی، اہلس۔ جڑا۔ بڑی چیز، فرخ۔ شاخ، جھوٹی جوڑنے والا۔ راجمخور۔ بیمار۔ نذر۔ لاغر، کمزور، خواری۔ فلت۔ ناچیز، مینا۔ دوتی۔ ادنیٰ درجہ کا مینا۔

کمال حاصل کرنے کا سبب
بن جاتے ہیں یعنی کسی اور
خفا سے بچائے دوام حاصل
ہو جائے۔ پسند مشہور فرقہ
ہے (الشیخاء تعرف
یا ضدا اذہا یعنی کسی چیز
کا مخالفت اُس کی مذکر کے
ذریعہ ہوتی ہے۔ اشکال پر اور
گناہ دو اس پر بہت تیسرے
ذوالجمال۔ اللہ تعالیٰ جلالت
ہماری۔

سلسلے پندار غرور، گھمنڈ۔
 ضلال گمراہ میوہی، غرور، تکبر،
 خود پسندی۔ انا خیر ہیں بہتر
 ہوں، یہ دعویٰ شیطان نے
 حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں کیا
 تھا۔ شکستہ متواضع مرگ گئی۔
 گوہر تجو، مہر شورا نمیدن۔
 باانا، حرکت دینا۔

انتراشیدہ ہی باید جُذوع
درختوں کے تنے بغیر کٹے ہوئے ہونے چاہئیں
خواجه اشکستہ بند آنجا رود
ہڈی جوڑنے کا ماہر اُس جگہ جائے گا
کے شود چوں نیست رنجور نزار
جب کوئی مریض اور بیمار نہ ہو، کب ہو سکتا ہے
خواری و درونی مس ہا بر ملا
تانبے کی دولت اور کم درجہ ہونا کھلا ہوا

نقصہ آیتہ وصف کمال
ہر قسم کا نقص، وصف کمال کا آیتہ ہے
زانکہ خدا راضی و کفایت
خدا، خدا کو خوب واضح کرتی ہے

ہر کہ جس کو پس را دید نہ ناحت
جس نے اپنے نقص کو دیکھ یا اور پہچان یا
زاں نمی پُرد بسبُوئے ذُو الجلال
اسی وجہ سے وہ شخص ذوالجلال کی طرف پرواز نہیں کرتا
علتِ رتہ : یہ سبب ہے کہ

از دل از دیدہ ات بس خوں رُو
عِلّت ابلیس انا ختمِ دُست

شیطان کی بیماری میں بہتر ہوں" تھی
 اگرچہ خود را بس شکستہ بیند او
 اگرچہ وہ اپنے آپ کو بہت متواضع خیال کرتا ہے
 چوں بشورانی و را در امتحان

تا در وگراصل سازد یا فروغ
تا کہ برھمی چھوٹی بڑی چیزیں بناسکے
کہ در آنجا پائے اشکتہ بود
جس جگہ کوئی ٹوٹے ہوئے پیر والا ہوگا
آں جمال و صنعت طب ثمار
طب کی کار گیری اور حش کا اظہار؟
گر نباتد کے نماید کیمیا
اگر نہ ہو تو کیمیا کیا دکھائے گی؟

وال خفارت آئینہ عز و جلال
اور ذلت، عزت اور جلال کا آئینہ ہے
زانکہ ہر کسے پریدہ ست آئینیں
ہر کسے کے مقابل میں شہد بہت واضح ہو جاتا ہے

اندر اسماں خود را سپید ناخت
وہ اپنی تمکیم میں تیز دڑا ہے
گو گمانے می برد خود را کمال
جو اپنے کمال کا گمان رکھتا ہے

یست ندرجات اسقرضال
تیری روح میں اور کوئی نہیں ہے، اے اگر مغرور
تاز تو اس معجزی بیروں رُود
تا کہ یہ تکبیر تجھ سے نکلے
وہ مرض و نفس ہر مخلت و ہست

یہ مرض ہر مخلوق کے نفس میں موجود ہے
آب صافی داں و سرگیں زیرِ جو
صاف پانی سمجھ اور نہر کی تہ میں گوبر ہے
آب سرگیں رنگ گرد و درزاں

کر دہ حق ناموس را صد من غدر
اللہ تعالیٰ نے آبرو کے خیال کو سنوں کو بانٹا

بکر و کفر آساں بہست آں راہ را
اس طرح بکر اور کفر نے اس راستہ کو بند کر دیا ہے

گفت اغلا لا فہم مہ مقحون
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگلا لا فہم مہ مقحون کو

خافہم سدا فاعشیتاھم
انکے پیچھے ایک دیوار ہے پھر تم نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے

رنگ صحرا دار و آں سدیکہ خا
وہ دیوار جو پیرا ہوئی ہے صحرا ایسی ہے

شاہد تو سدر روئے شاہدست
تیرا مشوق و معشوق کے چہرے کی دیوار ہے

لے بسا کفار اسود لے دس
لے (مخاطب) بہت کافریں جن کو دین کی گنج ہے

بند نہ پہاں لیک از آہن بتر
(بند پوشیدہ ہے نیک لوہے سے بھی بدتر ہے

بند آہن را تو اں کردن جدا
لوہے کے بند کو جدا کیا جاسکتا ہے

مرد را زنبور گر نیش زند
بچہ اگر ان کے بھڑونک مارتی ہے

زخم نیش آما جواز ہستی تست
لیکن اگر تیرے تکبر نے دیک کا زخم ہے

شرح ایں از سیدہ بیرون می جہد
اس کی تفصیل سینہ سے باہر آ رہی ہے

نہ مشو نو مید خود را شاد کن
نہیں نا امید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ

لے بسا بستہ بہ بند نا پدید
لے (مخاطب) بہت انسان اس جی ہوئی بیری میں

کو نیار ذکر و ظاہر آہ را
کر دہ افسوس (بھی) ظاہر نہیں کر سکتا ہے

نیست آں اغلال مارا از بر و
ہمارے وہ طرق بے روشی نہیں ہیں

می نہ بند بند را پیش پس او
وہ اس دیوار کو نہیں دیکھتا ہے جو اس کے اوجھے ہے

او نمیداند کہ آں سد قضاست
وہ نہیں جانتا کہ وہ قضاء (الہی) کی دیوار ہے

مُرشد تو سد گفت مُرشد دست
تیرا مُرشد، مُرشد کی گفتگو کے لئے دیوار ہے

بند شال ناموس کبر و آن ایں
ان کی بیری شرم اور تکبر اور یہ اور ہے

بند آہن را کُند پارہ تبر
لوہے کے بند کو کُند پارہ توڑ دیتی ہے

بند غیبی را نداند کس دوا
غیبی بند کی کوئی دوا نہیں جانتا ہے

طبع او اں لحظہ برد فعی تند
اس کی طبیعت ایسی دقت اسکو دفع کرنے پر آمادہ ہو

غم قوی باشد نگر و در دست
دقی غم زیادہ ہوگا، درد کم نہ ہوگا

لیک می ترسم کہ نو میدی دہد
لیکن میں ڈرتا ہوں کہ مایوسی پیدا نہ کرے

پیش آں فریاد رس فریاد کن
اُس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر

لہ کر دہ حق۔ انسان بسا
اوقات اپنے گناہ کے مہر
اور توبہ سے اسے نکلتا ہے
کر دہ اسکی بے آبروی کا
سبب بنتی ہے۔ اور یہ ایک
ایسی بیری اور بند ہے جو اُن
کو نظر بھی نہیں آتا ہے
آں راہ یعنی توبہ کا راستہ۔

آغلا لا سورہ لیسین میں ہے۔
اِنَّا بَخَّشْنَا فَاِیْ اَعْمٰقِہٖ اَغْلًا
لَّہُمْ مَّقْحُوْنَ وَیَعْلَمُوْنَ
بَیِّنِ اٰیٰتِہٖ سَدًّا وَّزِیْنٌ
خَلَقَہُمْ سَدًّا فَاَعْبٰیہَا
فَلَہُمْ اَیْدِیْہُمْ زِیْنٌ
ہم نے کر کے ہیں انکی گردنوں
میں طرق تو وہ ٹھٹھاٹھے
ہوئے ہیں اور گردی ہے ہم
نے انکے سامنے دیوار اور انکے
پیچھے دیوار پھر ہم نے انکو اوپر
سے ڈھانپ دیا ہے پس وہ
نہیں دیکھتے ہیں۔

لے رنگ یعنی جس طرح صحرا
میں کوئی بھاری نہیں ہوتا اور نہ
وہاں کوئی اُٹھ ہوتی ہے وہ
دیوار جی ایسی ہی ہے شاہد
دنیا کی محبوب چیزیں انسان
کو محبوب حقیقی کے دیدار سے
مانع آتی ہیں پھر تیرے یعنی تو
نے جس باطل چیز کو رہنا کھ
لیا ہے بند پہاں یعنی دیوار
سے یہ یعنی دیوار اور ہے جو
کی دیوار سے بھی زیادہ سخت
مرد را یعنی نظر آنی والی ہفت چیز
کی فرما طبیعت و راحت کرتی ہے
سے زخم۔ بیرونی دشمن کا مقابلہ
آسان ہوتا ہے۔ اندرونی دشمن
زیادہ خطرناک ہوتا ہے شرح ایں۔

یعنی کہ تفصیل کر کے اور اس میں بھی بند کی تہمت نہ لگائے الہی ہے اسکی تقصیر یا کوئی بند بیکاری۔

لے نتاخ۔ کھنکھنے والا۔ جود
کوشش۔ گمراہ سورہ مومن
کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا
الْإِنسَانَ اِطْعَاكَ نَزَلَ هُوَا
اِسْ كَعِ آخِرِمْ فَنَقَرْنَا رَاۤءَ
اَللّٰهُ اَخْتَنُ الْخَالِقِينَ ہے
اَخْتَصَرْتُ عَلَى اللّٰهِ عَلِيٍّ مِّنْ اِسْ
آيَةٍ كَوْنُكَ اَرَبٌ تَتَنَزَّلُ
فِي زَبَانٍ بِرَاقِعٍ اَمْرٌ لَّكَ
بِالسَّحَابِ مِمَّا يَنْزُلُ فَاَنزَلْنَا
مِّنْهُ سُلٰمًا وَّ اٰتٰنَاكَ اَللّٰهُ
اَخْتَنُ الْخَالِقِينَ جاری
ہو گیا۔ اَخْتَصَرْتُ نے فرمایا ایک
ہے۔ یہ لکھ لو اس سے اس کو
یہ خیال پیدا ہو گیا کہ مجھ پر وحی
نازل ہوتی ہے۔ اَمَّا اَنْزَلْنَا
کے پر تو کا اثر تھا۔
لے مختصر۔ روشن ضمیر۔ دل۔
بِوَالْفَضْلِ۔ بیکار اور لغو
انسان پر تو۔ اَخْتَصَرْتُ کو جب
ایک حالت تکشف ہوئی تو خدا
کا قہر اُس پر نازل ہو گیا۔ پر تو اس
یعنی قہر الہی کا عکس کرتے ہیں۔
یعنی وحی کے آنا اس کے دل سے
فنا ہو گئے۔ نساخی کما بت۔
کہیں۔ کہیں۔
لے غور و جھگڑا اور پیچیدہ۔
چشمہ۔ نیارت۔ متوالست۔
دہان پرست۔ خاموش ہو جانا،
اس شعر کی وجہ سے بعض شائقین
کا خیال ہے کہ یہ کتابت جی جو
متر ہو گیا تھا وہ سلیمہ کذا ہے
اسلئے کہ عبد اللہ ابن سعد ابن ابی
سرح قح مکہ میں مسلمان ہو گیا اور
اوسط علیہ حالت کفر میں حضرت
ابو بکر کے زمانہ میں مارا گیا اور
لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا
کہ سلیمہ کسی زمانہ میں جی ہو گیا۔

پیش از عثمان کے نشاخ بود
حضرت عثمان سے پہلے ایک کاتب وحی تھا
چوں نبی از وحی فرمودے سبق
جب نبی دلتی اللہ علیہ وسلم وحی کا سبق پڑھتا
پر تو اس وحی بروے تافتنے
وحی کا پر تو اس پر پڑا
عین اس حکمت بفرمود رسول
بعد اس زمانہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھے
کا نیچے می گوید رسول مستنیر
کہ روشن ضمیر، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ فرقہ بین
پر تو اندیشہ اش زبرد رسول
اس کے خیال کا عکس رسول پر پڑا
پر تو اونا گہش در دل بتافت
اس کا عکس اس کے دل پر نمودار ہوا
ہم ز نساخی برآمد ہم ز دیں
کتابت سے بھی بر طرف ہوا اور دین سے بھی
مُصْطَفٰی فرمود کاے گبر عنود
مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سرکش گمراہ!
گر تو یثبور الہی بؤدہ
اگر تو اللہ (کے نور) کا چشمہ ہوتا
اندروں می سونخش ہم زین ب
اس وجہ سے اس کا دل جلتا تھا
تا کہ ناموش بہ پیش این آں
تا کہ اس کے اور اس کے سامنے اس کی آبرو
آہ می کرد و بنودش آہ سود
آہ کرتا تھا اور آہ کرنا اس کو مفید نہ تھا

کو بہ نسخ وحی جدے می نمود
جود می کے لکھنے میں سرگرم رہتا تھا
اوہماں را وَا نونشتے در ورق
وہ اس کو ورق پر لکھ لیتا
او درون خویش حکمت یافتے
(اور) اس نے اپنے اندر دانائی محسوس کی
زین قدر گمراہ شد آں بوالفضول
(لیکن) وہ نالائق اس کا باوجود گمراہ ہو گیا
مُر مراہست آں حقیقت ز ضمیر
وہ حقیقت تو میرے دل میں ہے
قہر حق آور د بر جاش نرول
اللہ (قہر) کا قہر اس کی جان پر نازل ہوا
در درون خویش تن حرفے نیافت
اس نے اپنے دل میں (حکمت کا) ایک حرف بھی پایا
شد عرق مصطفیٰ و دیں بیکس
کیزدوری سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین بیکس
چوں گیشتی اگر نور اذ تو بود
تو کیسے سیاہ (دل) ہو گیا اگر تو میرے (دل کا) تھا
ایں چنیں آب سیہ نکشودہ
تو ایسا سیاہ پانی تجھ سے نہ بہتا
اونیار و توبہ کردن آعجب
(لیکن) تعجب ہے وہ توبہ نہ کر سکتا تھا
نشد بر بست این اوزا دہاں
خواب نہ ہو اس نے اس کا منہ بند کر دیا
چوں درآمد تیغ سہرا در بود
جب (قتل کا) تلوار آئی اس نے سر قلم کر دیا

فصل تابستان بگوید کا اُم
دنو، موسم بہار کہے گا اے مخلوق!

تن بھی ناز و خوبی و جمال

حسن اور جمال پر جسم ناز کرتا ہے

گویش کاے مزبلہ تو کیستی

وہ (روح) جس (بدن) کو کچن ہے لے کوری تکیا ہے؟

غنج و نازت می نچند درجہاں

عالم میں تیرا کرشمہ اور ناز نہیں سنا ہے

گرم دارانت ترا گورے کنند

تیرے دوست تیرے لئے قبر کو دیں گے

تا کہ چوں در گوریا رانت کنند

جب تیرے دوست تجھے قبر میں دفن کر دیں گے

بینی از کند تو گیر دآں کسے

تیری بدبو سے (وہ بھی) ناک بند کرے گا

پر تو روح ست نطق و شیم و گوش

گویائی اور آنکھ، کان، روح کا اثر ہے

آں چنانکہ پر تو جاں بر تن بست

جس طرح روح کا پر تو جسم پر ہے

جان جاں چوں اکشد پاراز جاں

جان جاں جب جان سے اپنا قدم پیچھے ہٹا لے

سرازاں رومی نہم من برزین

میں اسی وجہ سے زمین پر چہرہ رکھتا ہوں

یوم دیں کہ شزلزلت زلزلہا

قیامت کے دن جبکہ زمین کو زلزلہ جائیگا

کو متحدت جہتتا اجناساھا

کیونکہ وہ علی الاطلاق اپنی خبریں سنائے گی

خویش را بینید چوں من بگذرم

اپنے آپ کو اس وقت دیکھنا جب میں گزراؤں

روح پنہاں کردہ فرو پر وبال

روح نے اپنی شان و شوکت اور مال پر چھپا رکھے ہیں

یک دور و زار پر تو من زبستی

بچھو دن تو میرے عکس سے ہی سیا ہے

باش تا کہ من شوم از تو چہاں

نہر جا، یہاں تک کہ میں تجھ سے زشت ہو جاؤں

کش کشانت در تنگ گور افکنند

کٹاں کٹاں تجھے قبر کے گڑھے میں پھینکیں گے

طعمہ موران و مارانت کنند

تجھے چیر نیٹوں اور سانپوں کی خوراک بنا دیں گے

کہ ربیش تو ہی مردے بے

جو اکثر تجھ پر جان تشریف کرتا تھا

پر تو آتش بود در آب جوش

پانی میں جوش آنا آگ کا آخر ہوتا ہے

پر تو ابدال بر جان من ست

ابدال کا پر تو میری روح پر ہے

جاں چنان گرد و کینجاں تن بدلا

تو سمجھنے کے جان بے جان جسم کی طرح ہوتا ہوں

تا گواہ من بود در بوم دیں

تا کہ وہ قیامت کے دن میری گواہ ہو

ایں زماں باشد گواہ حالہا

اس وقت وہ حالتوں کی گواہ ہوگی

در سخن آید زمین و خاں

زمین اور اس کا خاں و خوس بولنے لگے گا

۱۵ حق پر ایمان نہیں مثال ہے

بدن کی تمام خبریاں روح کی

دیکھیں۔ تیرا خوبتر چہرہ خراؤ

فتر شان و شوکت۔

پرتو بال۔ ساز و سامان۔

نیز کہ کوڑی۔ غنچ۔ ناز و دار۔

چہاں۔ عالم۔ چہاں۔ کوڑے

والا۔ جہت سے اہم فاعل

ہے۔ گرم داراں۔ محبت کی

گوم چوٹی دکھانے والے۔ تڑا۔

برائے تو۔

۱۶ کتہ۔ کھو دیئے۔ کندن

کافعل مضارع کشتن۔ کٹاں۔

کھینچنے۔ کھینچنے۔ نکات۔ تہ

گہرائی۔ طعمہ۔ خوراک۔ موران۔

مٹو کی جمع ہے۔ چیر نیٹا۔

مار کی جمع ہے۔ سانپ۔

بینی۔ گریختن۔ ناک بند کرنا۔

گند۔ بدبو۔ نہر کے حوض میں کھی

پر تو جان ہوندا۔ جان جاں۔

یعنی مرشد کاں۔

۱۷ پاکیزہ۔ پیچھے۔

۱۸ شنا۔ بدل۔ تو جان۔ دشتن

سے امر کا صیغہ ہے۔ یوم۔

یوم قیامت۔ گرد و کینجاں۔ جب

آزادوں میں کہا گیا ہے۔ جب

زمین بڑے زور سے ہلائی

جائے گی اور زمین اپنے خزانے

کمال کر پھینک دے گی اور

انسان کہے گا کہ اے کیا ہو گیا

ہے اس دن تمام خبریں

بتا دے گی۔

لے محبت، دوست، رنج۔
مرض، عکس، حکمت، یعنی روشد
کے کمالات کا پرتو جو مرید
پر پڑے نفعی، کوئی خاص
نقص مراد نہیں ہے، جاریہ
رواں، آبدال، اودیا را اللہ
کی ایک خاص جماعت ہے۔
غزہ، مغرب، یعنی کندن۔
انکار کرنا، گوش داشتن۔
توجہ سے منہا۔

لے عاریتہ، عارضی علم، کمال۔
مُعْجَبان، مُعْجَب کی جمع ہے
مکبر، اُمت، یعنی اُمت
مقیمہ، یعنی میں اُس شخص
کا معتقد ہوں جو کسی مقام
کو بھی مقام کمال نہ سمجھے۔
رہا، سرائے، منزل، مقام۔
دسترخان، بس، سا لکھ بہت
سی منزلیں طے کر کے مقام
قرب تک پہنچتا ہے، جو چہ
مقصود ہے کہ بہت سی
چیزوں کے اوصاف اپنے
نہیں ہوتے ہیں بلکہ دوسرے
کو عکس اور برعکس ہوتا ہے
اسکی ایک مثال گرچہ درخشاں نور
سے دی قہری دوسری مثال یہ
کہ لوہے کی سرنخی انچی نہیں ہے
بلکہ آگ کا پرتو ہے۔

لے گرچہ، دیکھتے ہیں مثال ہے
کہ گھر میں نور اپنا نہیں پہنچتا
بلکہ سورج کا پرتو پہنچتا ہے۔
سبز باغ، یعنی مثال ہے کہ
سبزہ کی تری و تازگی انچی نہیں
ہے بلکہ موسم بہار کی عطا کردہ

۴

کے محبت عفو ازما عفو کُن
لے معافی کو پسند کرینوالے! ہمیں معاف فرماؤ
عکس حکمت آں شقی را یا وہ کرد

حکمت کے عکس نے اُس بد بخت کو گمراہ کر دیا
لے برادر بر تو حکمت جاریہ است
اے بھائی! تیرے (دل) پر جو حکمت جاری ہے

گرچہ در خود خانہ نور سے یافت
گھر اپنے اندر اگرچہ روشنی محسوس کر رہا ہے
مشکر کُن غزہ مشو بینی مکن
شکر کر، گھٹن نہ کر، انکار نہ کر

صد درین و در دو کا میں عایتے
افسوس، صد افسوس کہ اس عارضی چیز نے
من غلام آنکد او در ہر رباط
میں اس شخص کا غلام ہوں جو ہر منزل میں

بس رباطے کہ بساید ترک کرد
بہت سی منزلوں سے گزرنا ہوگا
گرچہ آہن سرخ شد او سرخ نیست
اگرچہ لوہا سرخ ہو گیا (لیکن) وہ سرخ نہیں ہے
گر شود پُر نور روزن یا سمر
اگر روشن دان یا گھر نور سے بھر جائے

ور در دیوار گوید روشنم
اگر در دیوار کہے کہ میں روشن ہوں
پس بگوید آفتاب نارشید
تو سورج کہے گا کہ اے گمراہ!

سبز با گویند ما سبز از خودیم
(اگر) سبزے کہیں ہم خود بخود سبز ہیں

اے طیب رنج ناسور کہن
اے پُرانے ناسور کی تکلیف کے طیب

خود میں تا بر نیار د از تو گرد
خود پسند نہ بن، تاکہ تو بر باد نہ ہو
آں ز ابدال ست بر تو عاریت است
وہ آبدال کی ہے اور تیرے پاس عارضی ہے

آں ز ہمسایہ منور تافت ست
(لیکن) وہ روشن پڑوسی کی وجہ سے چمک آپ
گوش دار و بیج خود بینی مکن
سُن، اور کبھی تکبر نہ کر

مُعْجَبان را دور کرد از اُمت
متکبرانوں کو اُمت سے دُور کر دیا
خوش را واصل نداند بر سہا ط
اپنے آپ کو دسترخوان پر پہنچ جائیگا نہ سمجھے

تا بمسکن در رسید یک روز مرد
پھر کسی دن انسان مسکن تک پہنچے گا
پرتو عاریت آتش نے رست
(وہ) آتش زن کا مانگا ہوا عکس ہے

تو دلاں روشن مگر خورشید را
تو صرف سورج کو روشن سمجھ
پر تو غیرے ندارم این منم
مجھ پر غیر کا کوئی عکس نہیں میں خود (روشن) ہوں

چونکہ من غائب شوم آید پدید
جب میں غائب ہو جاؤں گا تو پدید آئے گا
شاد و خندانیم و بس زیر با خدیم
شاد اور خنداراں ہیں اور بہت خوبصورت ہیں

بر بلیس و دیوزاں خندیدہ
ابلیس اور شیطان پر تو اس لئے ہنستا ہے
چوں کند جاں باز گونہ پوشتیں
جب چھپے ہوئے احوال ظاہر ہوں گے
بر و کاں ہر زرمنا خنداں شد
دکان پر ہر سونا دکھانے والا ہنس رہا ہے
پرودہ اے ستار از ما بر مگیر
اے پرودہ پوش! ہمارا پرودہ نہ اٹھا
قلب پہلومی زند با ز زنب
رات میں تھنا (کھرے) سونے کی بلبری کرتا ہے
باز بان حال ز ز گوید کہ باش
زبان مال سے (کھرا) سونا کہتا ہے، ٹھہر
صد ہزاراں سال بلیس لعین
ابلیس لعین لاکھوں سال
پنج زو با آدم از نازیکہ داشت
مکبر کی وجہ سے حضرت آدم کے مقابلہ میں آگیا
پنجہ با مرواں مزن اے بوا کہوس
اے بوا کہوس! مرواں خدا کا مقابلہ نہ کر

کہ تو خود را نیک مردم دیدہ
کہ تونے اپنے آپ کو نیک انسان سمجھا ہے
چند واویلا بر آید ز اہل دیں
دیندار لوگ کس قدر داویلا کریں گے
زانکہ سنگ امتحاں بہیاں شد
اس لئے کہ کسوٹی غائب ہو گئی ہے
باش اندر امتحاں مارا مجیر
امتحان میں ہیں پناہ دینے والا بن جا
انتظار روز می وارو دہب
(کھرا) سونا دن کا انتظار کرتا ہے
اے مروت تا بر آید روز فاش
اے دھوکہ باز! جب تک کہ دن چڑھے
بود ز ابدال و امیر المومنین
ابدال میں سے، اور مومنین (فرشتوں) کا سرشار با
گشت سوا بمچوں سر کن قشت چا
اس طرح سوا ہوا جیسے دن چڑھے گوہر
بر تر از سلطان چمی رانی فرس
بارشاہ سے آگے گھوڑا نہیں دوڑتا ہے؟

دعا کردن بلعم با عور کہ موسیٰ علیہ السلام را و قومش را
بلعم با عور کا دعا کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اس شہر
ازیں شہر کہ حصار وادہ اندے مراد باز گرداں و مستجاب
سے جس کا انھوں نے محاصرہ کر رکھا ہے ناکام واپس کر دے اور اس کی
شدن دعایش
دعا کا مقبول ہونا

بلعم با عور را خلق جہاں
بلعم با عور پر دنیا کی مخلوق
فریفتہ ہو گئی جس طرح عیسیٰ (علیہ السلام) پر ان
کے زانیہیں

لہ بر بلیس شیطان کا مذاق
وہ اڑتا ہے چلنے پر آپ کو ڈرا
یار ما سمجھتا ہے چون کہ
لیکن انسان کے جب مخفی
احوال کھلتے ہیں تو اس کے حقد
داویلا کرنے لگتا ہے۔ یہ جنتین
باز گونہ کردن پرستین کو اٹ
دینا یعنی مخفی احوال کا ظاہر ہو
جانا اور ظاہری حالت کا مخفی
ہونا۔ ناہر کو اس جب تک
کسوٹی پر نہیں کسا جاتا کھرا
کھوایا کس معلوم ہوتا ہے۔
لہ پرودہ جیکہ ثبات ہو گیا
کہ ہر انسان میں مخفی عیب ہیں
تو اب مولانا دعا کرتے ہیں۔

باکسے پہلوزدن مقابلہ کرنا
مسند تباراں شیطان مردود
ہونے سے قبل بلادی الشد زخوش
کھسار تھا۔ پتہ تھن مقابلہ
کرنا، مخالف ہونا تا میر ز بادشا
کی سواری سے اپنی سواری آگے
بڑھنا۔ نادر سے تجاوز کرنا ہے۔

تہ بلعم با عور حضرت موسیٰ کے
زبان کا ایک شہر وادہ دکھانا تھا۔
کنعان یا شہر تبارین کا رہنے
والا تھا۔ حضرت موسیٰ نے جب
کنعان پر چڑھائی کی تو اہل شہر
نے اس سے اصرار کیا کہ وہ موسیٰ
کی پسائی کی دعا کرے، اصرار کے
بعد وہ راضی ہو گیا۔ اس پر اس کا دین
و اماں میں گیا اور حضرت موسیٰ
کا کھڑکھڑاوت اسے سواوش
کر کے موسیٰ کی قوم میں زنا کی رسم
جاری کر دی۔ شمعون نامی سردار
زنا کر بیٹھا جس سے طاعون کی
و پھیلتی اور ہزاروں آدمی ہلاک
ہو گئے۔ افسار بالا میں زنگوں سے
مقابلہ نہ کر سکی نصیحت تھی بلعم

بلعم با عور کا دعا کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اس شہر

فلسفی گوید ز معقولات دُل

فلسفی بستر درجہ کی معقولات کی باتیں کرتا ہے

فلسفی مُنکبر شود در فکر وطن

فکر اور وطن میں (دکر) فلسفی مُنکبر ہوتا ہے

نطق آب نطق خاک و نطق گل

پانی کا بولنا اور مٹی کا بولنا اور گلارے کا بولنا

فلسفی کو مُنک کر خُنا ہے

فلسفی جو (مسطوانہ) خُنا (کے رُسنے کا مُنک) ہے

گوید او کہ پر تو سودائے خلق

وہ (فلسفی) کہتا ہے کہ انسانوں کی سودا وینٹ کا اثر

بلکہ عکس آں فساد و کفر او

یہ اُس کے فساد اور کفر کا پُر تو ہے

فلسفی مُزدیو را مُنکبر شود

فلسفی ہشتیطان کا مُنکبر بنتا ہے

گر ندیدی دیو را خود را بسین

اگر تھے شیطان کو نہیں دیکھا ہے اپنے آب کو دیکھ لے

ہرگز آرد دل شک و یحیانی ست

جس کے دل میں شک اور یحی ہے

یہ نایا اعتقاد او گاہ گاہ

وہ کبھی کبھی اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے

اَلْخُذْرَاءُ مُمَنَاں کو دُرُشست

دوڑو! اے مومنو! کہ وہ تمہارے اندر ہے

جملہ ہفتاد و دو دولت و زُشست

سب بہ شہر فرقتے تجھ میں ہیں

ہر کہ او را برگِ ایں ایماں بُوَد

جس شخص کے پاس اس ایمان کا سا زماں ہوگا

عقل از دلیب زمی ماند بریں

(اُس کی) عقل چوکھٹ سے باہر رہتی ہے

گو بر و سر را بدلاں دیوار زن

کہدے کہ جا، اس دیوار سے سر بھوڑ

ہست محسوس حواس اہل دل

اہل دل کے حواس کا محسوس ہے

از حواسِ اندیاں بیگانہ است

وہ نبیوں کے حواس سے بے خبر ہے

بس خیالات آوَر در راک خلق

لوگوں کی رائے میں بہت خیالات (فائدہ نہیں لگتا)

آں خیال مُنکبرے را زو برو

جس نے یہ بُرا خیال اُس پر مسلط کر دیا ہے

در مہاندُم سخرہ دیوے بُوَد

(اور) اُسی وقت شیطان کا محکم ہو جاتا ہے

بے جنوں بنوَد کبودی بر جنیں

جنوں کے بغیر پیشانی پر نیلاہٹ نہیں ہوتی

در جہاں او فلسفی پہنانی ست

وہ دنیا میں چُھپا فلسفی ہے

آں رگِ فلسف کُند روش تباہ

فلسفہ کی وہ رگ اُس کا رویا کرتی ہے

در شما بس عالم بے منتہاست

تم میں (فاسد خیالات) کا بے انتہا گہاں ہے

وہ کہ اُس روزے بر آرد از تو دست

اُس کی کسی دن وہ ہاتھ پیس نکالیں

ہمچو برگ از بیم او لرزاں بُوَد

وہ پتے کی طرح اُس کے ڈر سے لرزاں ہوگا

لہ فلسفی غلامِ مہارات کے

کلام کے مُنک رہیں ہندو انسان

کی تردید کر رہے ہیں بطلق

جمادات اور نباتات کا کلام

اہل دل سنتے ہیں بخدا

والا، وہ متون کہلاتے ہیں

کے سہارے آنسو و مٹی اخذ

علی و سلم من رہنے سے پہلے طے

دیا کرتے تھے منہ بجاتے پر

جب آپ نے اُس کا سہارا

لینا چھوڑا تو وہ پھوٹ پھوٹ

کر رونے لگا بیگانہ نا آشنا

لہ گوید فلسفی جمادات اور

نباتات کے کلام کے اعتقاد

کو مجنونان خیال سے تعبیر تا

ہے۔ دیو را فلسفی شیطان

کا اُٹکا کرتا ہے مالک اُسی

شیطان کی اطاعت میں خفا

فلسفی نے اگر شیطان کو نہیں

دیکھا ہے تو خود اپنے آپ کو

دیکھ لے اُسی شیطان کے

اثرات موجود ہیں جنوں کو بھی

اُس کے اثرات سے بچنا نا جاتا

لہ ہرگز فلسفی کسی گروہ کے

ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر

کچ فہم فلسفی ہی ہوتا ہے۔

ایسے مومن ایک شخص جو مومن

کے ڈر سے ہیں داخل ہے وہ

بھی فلسفی موسک ہے۔ ایک

مومن کے دل میں فاسد خیالات

آسکتے ہیں ہندو بری اعتقاد کی

ضرورت ہے تجلہ بہتر گراہ

فروق کے اعتقادات انسان

کے دل میں چھپے ہوئے ہیں،

مومن کا کام یہ ہے کہ اُنکا نشو

نہوئے نہ کہ آواز بلند کرے کہ وہ بخیرالات کے فرق سے بہتر از ان ہے

ہش چہ باشد عقل کل ہوشمند
اے عقلمند! ہوش کیا ہے؟ عقل کل!

جملہ حیوانات وحشی ز آدمی
آدمی سے وحشت کرنے والے سب حیوان

خون آنہا خلق را باشد سبیل
اُن کا خون لوگوں کے لئے حلال ہے

خون ایشان خلق را باشد روا
ان کا خون لوگوں کے لئے روا ہے

عزت وحشی بدل ساقط شدت
وحشی (جانور) کی عزت اسی وجہ سے جاتی رہی

پس چہ عزت باشد اکنا درو
اے احمق! تیسری عزت کیا رہے گی؟

خر نشاید کشت از بہر صلاح
مصلحت کی وجہ سے گدھے کو ذبح نہیں کیا جاتا

گرچہ خزر دانش زاجر نبود
اگرچہ گدھے میں رونے والی عقل نہیں ہے

پس چو وحشی شد ازاں دم آدمی
پھر جب انسان اُس (انبیاء کی) گفتگو سے وحشی ہو گیا

لاجرم کفار را شد خون مباح
لامحالہ کفار کا خون مباح ہو گیا

جھٹے فرزند ان شاں جملہ سبیل
اُن کی بیویاں اور اولاد سب مباح ہو گئے

باز عقلے کورمدا از عقل عقل
پھر وہ عقل بڑا انبیاء کی عقل کل سے وحشت کرتی ہو

بشنو اکنون در بیان اس سخن
اب اس سلسلہ میں ایک فقہ سن

عقل جزوی ہش بود اما نزنند
جزوی عقل رکھنے والا بھی (صاحب) ہوش ہوتا ہے

باشد از حیوان انسی درمی
جانوروں سے کم درجہ میں ہوتے ہیں

زانکہ وحشی انداز عقل جلیل
کیونکہ وہ بُری عقل (انسان) سے وحشی ہیں

زانکہ انساں را نیند ایشان سزا
کیونکہ انسان سے اُن کو مناسبت نہیں ہے

کہ مگر انساں را مخالف آمدت
کہ وہ انسان کا مخالف ہے

چوں شدی تو حشر مستغفرہ
جب تو کھڑے کئے والے گدھوں (میں سے) نکلیا

چوں شود وحشی شود خوش مباح
جب وحشی (گوشت) ہو جائے تو اس کا خون حلال

یہیچ معذورش نمیدارد و ذود
یہیچ معذورش نمیدارد و ذود

پھر بھی خدا اُس کو معذور نہیں رکھتا ہے
کے بُود معذور اے یار سمنی

اے عالی قدر دوست! وہ کب معذور ہو گا؟
یہیچ وحشی پیش نشاب و راح

وحشی (جانور) کی طرح تیروں اور نیروں کے ساتھ
زانکہ بے عقل اندومرود و ذلیل

اس لئے کہ وہ (دین سے) بے عقل ہیں اور مرد اور
گرد از عقلی و حیوانات عقل

عقلندی سے حیوانات کی طرف منتقل ہو جاتی ہو
قصہ از جان و نیکو گوش کن

دل و جان سے اور اچھی طرح سن

اے عقل کل بے عقل یعنی
انبیاء عقل جزوی ناقص

عقل والا، غلام۔ نژند۔
ضعیف، کمزور حیوانات وحشی

جنگلی جانور۔ حیوان انسی۔
انسان اور سبیل حلال یعنی شکاری

اُن کا ذبح کر لینے میں عقل
جلیل۔ بُری عقل یعنی انسان۔

ترانہ مناسبت، لائق
نہ نازہ۔ احمق۔ مستغفرہ

قرآن پاک میں فرمایا ہے۔
”وہ کفار حق سے اس طرح

بھاگتے ہیں جس طرح گدھے شر
سے“۔ صلاح گدھے سے

باید رواری کا فائدہ ہے مباح۔
جانور ذرا چرمنے کرنے والا۔

دود۔ دوست رکھنے والا اللہ
تعالیٰ کا نام ہے۔ دم ماس،

انبیاء کا کلام
سمنی۔ سمنی، بلند، عالی قدر۔

نشاب۔ نشاب کی جمع ہے،
تیر۔ راح، شے کی جمع ہے

نیز۔ محقق۔ بروی، جوڑا۔
سبیل مباح عقل یعنی

انبیاء عقل عقلندی عقل۔
منتقل۔

سجدہ ناورزدند کس را دیون او
 وہ اس کے علاوہ کسی کے سامنے تسلیمِ غم نہ کرتے
 پنجہ زد با موسیٰ از کبر و کمال
 کمال اور غرور کی وجہ سے اس نے حضرت موسیٰ کا
 صد ہزار ابلیس و بلعم در جہاں
 لاکھوں شیطان اور بلعم، دنیائیں
 ایں دورا مشہور گردانید الہ
 ان دو کو خدا نے مشہور کر دیا
 رہنماں را در بیاباں چوں کشد
 ڈاکوؤں کو جب جنگل میں قتل کر دیتے ہیں
 تابینند اہل وہ گیرند پسند
 تاکہ گاؤں والے دیکھیں، نصیحت پکڑیں
 ایں دورا دوزخ آویخت بر دار بلند
 ان دو چوروں کو (اللہ تعالیٰ نے) اونچی سولی پر لٹکایا
 ایں دورا پرچم بسوئے شہر بُرد
 ان دونوں کو پرچمِ شہر کی طرف لایا ہے
 نازنینی تو ولے در حدّ خویش
 تو نازنین ہے لیکن اپنی حد میں (وہ)
 گرزنی بر نازنین تراز خودت
 اگر تو اپنے سے زیادہ نازنین پر مملہ کرے گا
 قصّہ عاد و ثمود از بہر حیثیت
 عاد اور ثمود کا قصّہ (قرآن میں) کس لئے ہے؟
 ایں نشانِ خُصّ و قذف و عاقبت
 یہ دھنسنے اور سنگباری اور لوگ کی علامت
 جملہ حیوان را بے انساں بخش
 تمام حیوانات کو انسان کے لئے اے جاسکتے ہیں

لے صحت۔ بلعم باور کے دم
 کرنے سے ہمارے پتے جاتے
 تھے۔ حال۔ بلعم کی زبان کتنے
 کی طرح باہر نکلتی رہتی تھی۔
 ایں دورا یعنی شیطان اور
 بلعم باور۔ گواہ۔ تاکہ لوگ
 ان کے حالات کو دیکھ کر اور
 سکرمت حاصل کریں۔
 لے۔ پھر بند۔ گاؤں والے
 ڈاکوؤں کی نصیحت دیکھ کر کرم
 سے باز رہتے ہیں۔ پرچم۔ ہار
 کا پتہ جو چھند کے سر پر
 باندھا جاتا تھا۔ گرزنی۔ اپنے
 سے بڑے سے مقابلہ کات
 کا باعث ہے۔ نازکیت۔
 یعنی انبیاء کو خدا پرنا ہوتا
 ہے۔
 لے۔ خف۔ زمین میں دھنسا۔
 قارون زمین میں دھنسا لایا۔
 قذف۔ سنگباری، قوم لوط کو
 سنگسار کیا۔ عاقبت۔ عاقبت۔
 بجلی کی کوک، قوم ثمود پر بجلی
 گری تھی۔ نفس۔ ناپقہ۔ یعنی
 انبیاء کلام۔ جملہ حیوان جس
 طرح حیوانات کو انسانوں کے
 لئے ذبح کیا جاسکتا ہے وہی
 طرح انبیاء کی خاطر نافرمانوں
 کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

صحت رنجور بود افسون او
 اس کا دم کرنا بیسار کی صحت تھی
 انجمن شد کہ شنیدستی تو حال
 اس کا وہ حال ہوا جو تو نے سنا
 ہمچنین بود دست پیدا و نہال
 ایسے ہی ہوئے ہیں جو شہر اور غیر شہروں میں
 تاکہ باشند ایں دوسر باقی گواہ
 تاکہ یہ دونوں باقی کے لئے گواہ بنیں
 یکدو تن را سوئے وہ ز ایشاں کشد
 انہیں سے ایک دو (کی قتل) کر گاؤں میں کھینچ لیتے ہیں
 زویت ایشاں بودشاں ہمچو بند
 ان کا دیکھنا ان کے لئے بندش بتا ہے
 ورنہ اندر دہر بس دژواں بُد
 ورنہ دنیا میں بہت سے چور تھے
 کشتگان قہر را نتواں شمار
 (ورنہ) قہر (خدا) کے لئے جوئے شمار نہیں کئے جاسکتے
 اللہ اللہ پامنہ از حد تو بیش
 خدا کے لئے حد سے آگے قدم نہ رکھ
 دژنگ ہفتم زمیں زیر آرت
 وہ تجھے ساتویں زمین کے نیچے گرائی میں اتار دے گا
 تابانی انبیاء را نازکیست
 (اس لئے ہے) تاکہ تو جان لے انبیاء کا کس پرنا ہو
 شد بیان عز نفس ناطق
 نفس ناطق کی عزت کے اظہار کے لئے ہے
 جملہ انساں را بخش از بہریش
 ہر مومن (انسان کامل) کیلئے سب انسان اسے
 جاسکتے ہیں

گردشِ اِس قالبِ ہنجوں سپر
دھال بیسے اِس جسم کی گردش
گردشِ اِس باد از معنی اُوت
اِس ہوا کی گردش اُس (اللہ تعالیٰ) کے اثر سے ہے
جزر و مد و دخل و خرج اِن نفس
اِس سانس کا اُتار اور چڑھاؤ اُنڈ جاننا اور بانیہ نکلتا
گاہِ جیش می کند گہ حاوِ دال
وہ (روح) اِس (سانس) کو کبھی جیمہ بناتی ہے کبھی حادوث
کہ مینش می برد گاہے بسیار
کبھی اُس کو دہشتی طرف لپیٹتی ہے کبھی بانیہ نظر
ہچمنال اِس آبِ یزدانِ پاک
اِسی طرح اللہ پاک نے پانی کو
ہچمنس اِس بادِ ایزدانِ ما
اِسی طرح ہمارے اللہ نے اِس ہوا کو
باز ہم اِس بادِ ابرِ مومنال
پھر اِسی ہوا کو مومنوں پر
گفت اَلْمَعْنٰی هُوَ اللّٰهُ شَيْخ دِيْن
دین کے شیخ نے فرمایا ہے مَعْنٰی وہ اللہ ہی ہے
جملہ اَطْباقِ زَمِيْن وَاَسْمَا
زمین اور آسمان کے سارے طبقے
حملہا و رقصِ خاشاکِ ندراب
پانی کے اندر تھکے کے حملے اور رقص
چونکہ ساکنِ خواہشِ کردارِ مرا
چونکہ کشش سے اُسکو سکون دینا چاہتا ہے
چوں کشد از ساحلش در موجِ گاہ
پھر جب اُس کو ساحل سے موجوں کی جگہ لایہ گاہ

ہست از روحِ مُشرّے سپر
اِسے صاحبِ ازلے! چھی ہوئی روح کی وجہ سے ہے
ہنجوں چرخے کو اِسی آبِ جُست
اِس پن پکی کی طرح جو نہر کے پانی کی پابند ہے
از کہ باشتِ مجزِ جانِ پُرسوس
سولے پُرسوس روح کے کس کی وجہ سے ہے؟
گاہِ صلحش می کند گاہے جدال
کبھی اُسکو (باطن) صلح بنا دیتی ہے کبھی لڑائی کا سبب
کہ گلستانِ می کند گاہِ ہیشِ خار
کبھی اِس کو جین بنا دیتی ہے کبھی کانٹا
کرد برِ فرعونِ خونِ سہناک
فرعون پر خونخوار خون بست دیا
کردہ بد برِ عادِ ہنجوں اژدہا
قومِ عاد پر اژدے کی طرح بنا دیا تھا
کردہ بد صلح و مراعاتِ اماں
صلح اور رعایت اور امن بنا دیا تھا
بِحَرِّ مَعْنٰیہا ست رَبُّ الْعَالَمِیْنَ
معانی کا سمندر ربِّ العالمین ہے
ہنجو خاشاکے دریاں بجز رواں
اِس جاری سمندر میں تھکے کی طرح ہیں
ہم ز آبِ آمدِ بوقتِ مضطراب
پانی کے موجزن ہونے کی بوقت پانی کی موج جوتے ہیں
سوئے ساحلِ افگندِ خاشاکِ ا
(اگلے) تھکے کو ساحل پر بھیٹک دیتا ہے
اُس کنداں موجِ کاتش باگیاہ
وہ موج اُس کیساتھ وہ کرچی جواگ لگاس سے
(کرتی ہے)

۱۔ قالب جسم مُشرّے مستور
چرخ یعنی پن پکی پر جوس
ہوشناک گاہ۔ روح انسان
کے سانس کو مختلف حرفوں
کی آواز میں منہ سے خارج
کرتی ہے۔ جگہ صلحش کبھی
ایسے اچھے الفاظ کا ملتی ہے
جو باہمی دوستی اور صلح کا سبب
بننے ہیں اور کبھی ایسے الفاظ
نکالتی ہیں جن سے دشمنی پیدا
ہوتی ہے۔
۲۔ گلستان یعنی وہ کام جو
باغ کی طرح باعثِ تفریح ہو۔
خار یعنی ایسا کام جو کانٹے
کی طرح چبھے۔ فرعون۔ اللہ تعالیٰ
نے فرعون کیلئے پانی کو پاک
کا سبب بنا دیا۔ عاد۔ قومِ عاد
پر ہوا مسلط کر دی جس نے
اژدھوں کی طرح اُن کو تباہ
کر دیا۔ بد برِ مومنان غزوہ اُحزاب
میں ہوا اِس مسلمانوں کی توحید
کا سبب بنی تھی شیخ دین۔
شیخ اکبر محمد بن عربی رحمۃ
اللہ علیہ۔ المعنی ہوا اللہ یعنی
مَعْنٰی حقیقی صرف اللہ تعالیٰ جو
اور تمام اسباب کا وہی مرجع ہے
۳۔ جملہ۔ اِس بحرِ رواں یعنی
اللہ تعالیٰ کے سامنے آسمانوں
اور زمینوں کی حقیقت تھکے سے
زیادہ نہیں ہے اِس طرح ایک
سمندر تھکے پر اُترا اندازِ حواس
طرح حضرت حق نے زمین اور
آسمانوں پر اُفرا انداز ہے الحاق۔
طبقات۔ اُن کند یعنی جب
قیامت میں کائنات کو دوبارہ
وجود میں لائیگا اللہ تعالیٰ جلد میں
تاخیر کر چکا جیسا کہ آگ پہلوس میں
تاخیر کرتی ہے۔

اعتماد کردنِ ہاروت و ماروت بر عصمت خویش و
ہاروت اور ماروت کا اپنی پاکدامنی پر گھمنڈ کرنا اور دنیا کی
امیری دنیا خواستن و در رفتن افتادن
سرکاری چاہنا اور فتنہ میں پھنس جانا

از بطن خوردن زہر آلود تیر
مجبوری کے وجہ سے زہر آلود تیر کھا یا ہے
چیت بر شیر اعتماد کا و میش
شیر (فصلۃ الہی) پر بھینس (انسان) کو کیا اطمینان ہو
شاخ شانش شیر نہ راہ کند
نر شیر اُس کے جوڑے جوڑے کے ٹکڑے کر دے گا
شیر خواہد گاؤرانا چار کشت
لامحالہ شیر گائے کو مار ڈالے گا
با گیاہ پست احساں می کند
(لیکن) چھوٹی گھاس پر احسان کرتی ہے
رحم کر دے دل توا ز قوت بلند
رحم کیا اسے! تو قوت کے باکیں نہڑا
کے ہر اس آید بمر و نخت نخت
کب ڈرتا ہے، اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے
جز کہ برینشے نکو بندیش را
سوائے سخت کے اپنی دھار نہیں چلا آتا ہے
کے رمد قصاب زانہو ہی غم
بکریوں کے ربوڑے سے قصاب کب بھاگتا ہے؟
چرخ را معیش می دار و نگوں
آسمان کو اُس کا مٹی (موٹا) اونہار کھٹ ہے
گردوش از چیت از عقل منیر
اُگی گردش کسی کی وجہ سے ہے؟ روشن عقل کی وجہ

بہجہ ہاروت و ماروت شہیر
مشہور ہاروت اور ماروت جیسوں نے
اعتمادے بودشاں بر قدس خویش
اُن کو اپنے تقدس پر گھمنڈ تھا
گرچہ او با شیر صد چارہ کند
اگرچہ وہ شیر کے مقابلہ میں تنہا میریں کرے
گر شود بر شاخ بہجہ خار نشیت
خواہ وہ سینگوں سے مہا کی طرح بھری ہو
گرچہ صرصر بس درختاں می کند
اگرچہ اندھی بہت درختوں کو کھا ڈرتی ہے
بر ضعیفی گیاہ آں باد تند
گھاس کی کمزوری پر تیز ہوانے
نیشہ را زانہو ہی شاخ دخت
دخت کی شاخ کے گھنے پن سے کھپا ڈا
لیک بر برگے نکو بندیش را
لیکن پتے پر اپنے آپ کو نہیں اڑاتا ہے
شعلہ را زانہو ہی ہیزم چ غم
سوختے کے گھنے پن سے آگ کو کیا ڈر ہے
پیش معنی چیت تصور بس بول
معنی (دو تیر) کے سامنے صورت (متاثر) کی کیا فتنہ ہے؟
توقیاس از چرخ دولابی بگیر
تو (کنوین کی) گھڑی پر تیقاس کر لے

۱۔ ہاروت و ماروت: شہر
ہے کہ یہ دو فرشتے تھے جن
کو اپنی عبادت پر بڑا گھمنڈ
پیدا ہو گیا تھا جسکی وجہ سے وہ
قہری آدمی میں مبتلا ہو گئے
تھے۔ یہ فتنہ نفس ایک فساد ہے
جسکو مولانا نے غربت کے لئے
نقل کر دیا ہے جسکا خلاصہ خود
اعتمادی اور گھمنڈ کے اجمال ہے
کو واضح کرتا ہے
۲۔ شہیر: مشہور، بظاہر بیکار
غور اعتماد جو درہم تقدس
پاکبازی کا تقدس بھینس۔
شاخ: شاخ ایک ایک صفو۔
یارہ: ملکہ شاخ: بیباک۔
خار نشیت: بٹی کی بار بار ایک
جنگلی چارہ ہے جس کے تمام
بدن پر تیرے دل جیسے کانٹے
ہوتے ہیں جن کو وہ اپنی مدد
میں کھا کر لیتا ہے۔ گاد بھینی
بھینس: گرچہ بھینس سے صرف
زاری اور دعا کے ذریعہ بچا
جاسکتا ہے۔
۳۔ صرصر: آندھی، بھڑک، نہی کا
صفو ہے۔ اندرین بوزن
جنمیدن: غرانا، بکانا۔
تیکر کھاڑا: ہر اس خوف۔
نخت نخت: میزہ ریزہ۔
نیش: سخت، دھواؤں کا۔
اجوی: کثرت، ہیزم، ایجن
قصاب: قصابی، بکریاں۔
معنی: یعنی تو ترچہ کائنات میں
تقدیر کر رہا ہے۔ صورت یعنی
کائنات پر ترچہ دولابی بکری
جس پر تیرے ٹالاکر ڈول بھینسا
جاتا ہے عقل یہ یعنی انسانی
عقل۔

ایچنانکہ کا تب وحی رسول
جیسا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وحی کا تب بنے
خوش راہم لکن مرغان خدا
اپنے آپ کو طائرانِ قدس کا ہمسام نہ
لکن مرغان را اگر واقعہ نشوی
اگر تو پرندوں کی بولی بولے
گر بیاموزی صغیرے بلبلے
اگر تو مہبل کی چیچا ہٹ سیکھے
وہ بلبل از قیاس واز گماں
اگر تو قیاس اور گمان سے سمجھ بھی لے
باشد آں بے شک بے شبہ گماں
وہ یقیناً (مضی، گمان ہوگا

دید در خود حکمت و نور وصول
اپنے اندر حکمت اور وصول (الی اللہ) کی روشنی دیکھی
می شمر دآں بد صغیرے چون صدا
سمجھا، (حالانکہ) وہ صدا باز گشت کی طرح کی آواز تھی
بر ضمیر مرغ کے واقف شوی
پرندہ کے دل سے تو کہ واقف ہو سکتا ہے؟
تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے
تو کیا جانے کہ وہ بھول سے کیا کہتی ہے؟
باشد آں بر عکس آں آں تاوان
(تو) اے ناتواں! وہ اُس کے عکس ہوگا
چون ز لب جنباں گمانہا کراں
جیسا کہ ہرے کا گمان ہو نہ بلایوں کوں پار میں

بعبادت رفتن کمر بخانہ ہمسایہ بیمار ورنجبدن بیمار
ایک بہرے کا بیمار پڑوسی کے گھر مزاج پرسی کے لئے جانا اور بیمار کا رنجیدہ ہونا
آں کرے را گفت افروز تہ مایہ
ایک ذی حیثیت آدمی نے بہرے سے کہا
گفت با خود کز کہ با گوش گراں
بہرے نے اپنے دل میں کہا کہ بہرے کا گوش
خاصہ رنجور و ضعیف آواز شد
خصوصاً (جبکہ) بیمار اور کمزور آواز والا ہو گیا ہے
چون بنیم کاں لبش جنباں شو
جب میں دیکھوں ناک اُس کے ہنٹ ملے ہیں
چونکہ گویم چونی اے محنت کشم
جب میں کہوں گا اے میرے مصیبت زدہ دوست
من بگویم شکر چہ خوردی آبا
میں کہوں گا (اللہ کا) شکر ہے، یا با کیا کھایا ہے؟

۱۵ ایچنانکہ - یہ مولانا کا
مقولہ ہے یعنی پر زکوٰۃ اپنی
ذاتی صفت سمجھنا غلط ہے۔
کا تب - عبد اللہ بن سعد
بن ابی سرح - وصول -
یعنی خدا رسیدہ - لکن آواز
مرغان خدا - انبیاء جن کا
طائر روح قدس باری
کے قریب رہتا ہے - صغیر -
سیٹی، پرندہ کی آواز - صدا -
گوشت -

۱۶ واقف - صاحبِ وصف -
ضمیر - باطن، دل، ورنہ دانی -
اگر آئیں سے کچھ سمجھ گئے تو
وہ حقیقت کے خلاف ہوگا
کراں - مرنے کی جگہ، بہرہ
دوسروں کے ہنٹوں کی
حرکات سے کچھ سمجھنے کی
کوشش کرتے ہیں جو عموماً
صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اسی
مضمون کو اس فقرے سے
 واضح کیا ہے۔

۱۷ افروز تہ مایہ
متنزل - رنجور بیمار -
بہرہ گوش گراں - اونچا
سننے والا کان - خاصہ -
خصوصاً - نسبت بہد کوئی یا وہ
نہیں ہے۔ آبا ہم نے
آپ (یعنی باب پھر کر) پر کیا
ہے۔ شکر - شورا یا شمس -
اُرد کی وال کا شور یا۔

جانب ہاروت و ماروت آجواں
لے جوان! ہاروت و ماروت کے قصہ کی بنا

ایں حدیث آخر ندارد باز راں
ایں بات کا آخر نہیں ہے، پھر چل

بقیہ قصہ ہاروت و ماروت و نکال و عقوبت ایشان
ہاروت اور ماروت اور ان کی سزا اور عذاب کے قصہ کا بقیہ

می شندے روشن بایشان راں
ان پر واضح ہوتا، اس وقت
لیک عیب خود ندیدندے بچشم
لیکن آنکھوں سے اپنا عیب نہ دیکھتے
رو بگردانید ازان و خشم کرد
اُس سے منہ پھیر لیا اور اُس پر غصہ کیا
آتش دروے زدوزخ شد پدید
اُس میں دوزخ کی آگ نمودار ہو جاتی ہے
ننگرد در خویش نفس گہرا
اپنے اندر بے دین نفس کو نہیں دیکھتا ہے
کہ از ان آتش جہانے اخضرست
کہ اُس آگ سے تو دنیا سبز ہوتی ہے
در سیہ کاراں مغفل منکرید
سیاہ کاروں کو غفلت سے نہ دیکھو
رستہ اید از شہوت از مثل ان
کہ شہوت اور اُس جیسی چیز سے بچے ہوئے ہو
مژشمارا پیش نپذیرد سما
تمہیں آسمان نہ قبول کرے
آن ز عکس عصمت و حفظ منست
وہ میرے بچانے اور حفاظت کرنے کا اثر ہے
تا نخر بند بر شما دیو لیں
تا کہ خرم پر لیں شیطان غالب نہ آجائے

چول گناہ و فسق خلقان جہاں
جب دنیا کی مخلوق کی بدکاری اور گناہ
دست خائیدن گرفتندے زختم
وہ غصہ سے ہاتھ چبنا نہ شروع کر دیتے
خوش در آئینہ دیدان زشت مرد
بد صورت نے اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھا
خوش میں چول از کسے حرمے بدید
خود میں جب کسی کا کوئی گناہ دیکھتا ہے
جمیٹ دیں خواند او اں کبرا
اس تکبر کو وہ دین کی حفاظت بناتا ہے
جمیٹ دیں را نشانے دیگرست
دینی حیثیت کی علامت تو دوسری ہے
گفت حق شاں گر شمار و شکرید
اللہ تعالیٰ نے ان (ہاروت و ماروت) سے فرمایا

شکر گوید اے سپاہ و چاکراں
اے سپاہیو اور خادمو! شکر ادا کرو
گر از ان معنی ختم من بر شما
اگر وہ معنی (شہوت) میں تم میں رکھ دوں
عصمتے کہ مژشمارا در تن مست
وہ پاکدامنی جو تمہارے جسم میں ہے
آں زن بیند ز خود ہین وین
اُس عصمت کو میری جانب سمجھ نہ کرانی جائے

نخرد از خیر دار
نہ خوردار

لے نکال عذاب عقوبت۔
سزا۔ دست خائیدن ہاتھ
چبنا یعنی انہوں کو نہ ختم
غصہ۔ زختم مرد۔ بد صورت
آوی خوش ہیں۔ خود پسند
نکات
لے حجت۔ بوزن قدرت
حفاظت کرنا، پرہیز کرنا اور
اگر چار کا ختمیم کا گہرہ اور
یا نوشند پڑھا جائے تو
غیر فتنہ کی معنی میں ہوگا۔
گہرے دین، سرکش، ختم
سر سبز یعنی دین کی غیرت سے
جو غصہ آتا ہے وہ دنیا کی
سر سبزی کا باعث ہوتا ہے۔
لے روش نگر۔ نورانی۔
سیکار گہرہ کا متعلق باطل
سپاہ و چاکراں۔ فرشتے اللہ
کے سپاہی اور خدام دربار ہیں
مثل ان بعض نسخوں میں اس
کی بجائے چاک راں ہے،
راں کا شگاف یعنی عورت
کی شرم گاہ یعنی یہی شہوت
سما۔ آسمان عصمت پاک کو
چاک و زرقن۔ ازمن چرخ
چرخیدن غالب آجانا۔

خود گمانش از گرمی معکوس بود
بہرے پن کی وجہ سے اُس کا گمان اُٹا تھا
زود برہ می گفت با خود از عما
وہ راستہ پہل نہ دے پن سے اپنے دل میں سوچ رہا تھا
گفت رنجور ایں عذو جان ست
(لیکن) مریض نے کہا یہ تو ہماری جان کا دشمن ہے
خاطر رنجور جو یاں صد سقط
مریض کا دل بیتکڑوں بڑی باتیں سوچ رہا تھا
چوں کسے کو خوردہ باشد آتش بد
اُس شخص کی طرح جس نے خراب حریر پہنا ہو
کظم غیظ اینست آتشی کہ
غصہ کو کھونٹا ہے کہ اُس کو نہ لگ
چوں نبودش صبری پیچید او
چونکہ اس میں صبر (کا مادہ) نہ تھا وہ بن کھار رہا تھا
تا بریزم بروے آنچه گفته بود
تا کہ اس پر پلٹ دوں جو اس نے کہا ہے
چوں عبادت بہر دل آراستی
جبکہ بہار مری دل کو آرام پہنچانے کے لئے ہے
تا بہر بند دشمن خود را نزار
تا کہ اپنے دشمن کو بد حال دیکھے
بس کساں کایشاں عبادت گہاند
بہت انسان ہیں جو عبادت کرتے ہیں
خود حقیقت معصیت باشند غنی
(لیکن) وہ غنی ہوتی گنہگاری ہوتی ہے
ہمچو آں کہ کوئی پنداشت
اُس بہرے کی طرح جس نے یقین کیا ہے

کہ زیان محض را پنداشت سود
کہ خالص نقصان کو وہ نفع سمجھا
شکر کہ کردم عبادت جا را
افدا کا شکر ہے کہ میں نے بیروسی کی عبادت کر لی
مانداستم کوکان جفاست
ہم نہ سمجھے تھے کہ وہ تو ظلم کی کان ہے
تا کہ بیغماش کند از ہر منقط
تا کہ آتش کو ہر طرح کا پیغام بھیجے
می بشوراندش تا قے کند
اُس کا دل ستلار با ہوتا کرتے کرتے کڑا لے
تا بیابی در جزا شیریں سخن
تا کہ بدلے میں بیٹھی بات حاصل ہو
کایں سگ ملعون کز گفتار کو
کہ یہ ملعون کتنا، بلواس کرنے والا کہاں ہے؟
کاں زماں شیر ضمیر خفته بود
کیونکہ اُس وقت میرے اندر کا شیر سو رہا تھا
ایں عبادت نیست شوم کا می
یہ تو بیمار پرسی نہیں ہے، عبادت ہے
تا بیکر و خاطر زشتش قرار
تا کہ اُس کی بُری طبیعت کو سکون ہو
دل برضوائی ثواب آں نہند
اور (اللہ تعالیٰ کی) خوشنودی اور اُس کے ثواب کی امید
بس کدر کا نرا تو پنداری صفی
بہت کدر پائی ہوتے ہیں جنکو تو صاف پائی سمجھا ہے
کو کوئی کرد و آں خود بد بدست
کس نے بھلائی کی (حالات) وہ بُرائی تھی

لہ آکر ہی بہرے پن کی
وجہ سے اُس کے سبب
اُٹے ہوئے اور مضر پڑے۔
زود برہ۔ روئے خود راہ آدوہ
عما۔ اندھا پن کان معن
جفا۔ ظلم۔ سقط۔ بُری جھلی
باتیں۔ خط۔ طرز، طریقہ۔
تہ آتش۔ حریر۔ بد پہنوا
شورائین۔ بے مین ہونا۔
سقط۔ غصہ کو لی جانا غیظ۔
غصہ، غضب۔ کور کہاں۔
دشمن کام۔ دشمن کے مقصد
کے مطابق، یعنی تباہ و برباد۔
تہ زرار۔ بد حال۔ خاطر۔
بد باطنی۔ جس کساں یہاں
سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا
ہے جس سے یہ بتا نامقصود
ہے کہ انسان اپنے بہت سے
اعمال کو صحیح سمجھتا ہے حالانکہ
وہ غلط ہوتے ہیں۔ رفتوان۔
رضا مند۔ دل بہتر ہے
نہاد۔ کسی چیز کا امیدوار
ہونا۔ کور۔ گور۔ کراؤ۔

از طبیبان پیش تو گوید فلاں
طبیبوں میں سے تیرا مناج، وہ کہے گا فلاں
چونکہ او آید شود کارت نکو
چونکہ وہ آتا ہے، تیرا کام اچھا ہو جائے گا
ہر کجا شد می شود حاجت روا
جہاں پہنچتا ہے، حاجت روا بن جاتا ہے
پیش آں رنجور شد آں نیک مرد
(پھر، وہ نیک انسان، بیمار کے پاس گیا
اند کے رنجیدہ ہو دے پر ہنر
کچھ رنجیدہ تھا، اسے ہنر مند!
بر سر او خوشی ہی مالید دست
اُس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھرنے لگا
شد از رنجور پیر آزار و شکر
اُس سے بیمار تکلیف اور ناگواری سے بھر گیا
کر قیاسے کرد و آں کنش آمدت
بہرے نے اُگل لگائی اور وہ ٹیڑھی لگی
گفت نوشت باد افزوں گشت فہر
اُس نے کہا مبارک ہو اُس کا غصہ اور بڑھا
کہ بیاد او بچارہ پیش تو
جو تیرے پاس علاج کے لئے آتا ہے!
گفت پایش بس مبارک شد و شو
اُس نے کہا اُسکے قدم بہت مبارک ہیں خوش ہو
گفتم او را تا کہ گردد غمخوشت
میں نے اُس کو کہا ہے کہ تیری خبر گیری کرے
شکر کش کردم مراعات این زنا
(اللہ کا) شکر ہے، کہ میں اس وقت اُس کا حق ادا
کر دیا ہے

من بگویم صحح نوشت کیست آں
میں کہوں گا تیرا پینا مناسب ہوا، وہ کون ہے؟
من بگویم بس مبارک پاست او
میں کہوں گا وہ بہت مبارک قدم ہے
پائے او را از مود ستیم ما
ہم نے اُس کا قدم آزما دیا ہے
این جوابات قیاسی راست کرد
ان قیاسی جوابوں کو اُس نے ٹھیک کر دیا
گوئیا رنجور را خاطی ز کز
گو یا بیمار کا دل بہتر ہے سے
کز در آمد پیش رنجور نشست
بہر، بیمار کے پاس پہنچا اور بیٹھ گیا
گفت چونی؟ گفت مردم گفت کرد
اُسے کہا تو کیسا ہے؟ کہا میں تو مر گیا ہوں
کایں چشمک دست او عدو داشت
کیسے کیسا شکر ہے وہ ہمارا دشمن ہوا ہے
بعد از ان گفتش چہ خودی گفت ہر
اسکے بعد اُس سے کہا تو نے کہا کیا ہے اُسے کہا ہر
بعد از ان گفت از طبیبان کیست
اسکے بعد اُس نے کہا، طبیبوں میں سے کون ہے
گفت عزرائیل می آید برو
(بہار نے) کہا، ملک الموت آتا ہے، جا
این زماں از نزد او آیم برت
میں تیرے پاس ابھی اُس کے پاس سے آیا ہوں
کز سروں آمد از انجا شاد و ماں
بہر اُس جگہ سے خوش خوش لوٹا

لے صحح نوشت۔ تیرا پینا
درست ہوا۔ مبارک پا مبارک
قدم حاجت روا۔ ضرورت
کو پورا کرنے والا۔ راست کرد
میں نے کر دینا۔
لے خاطر دل، مزاج چونی۔
چسان ہستی شکر یعنی اللہ کا
شکر ہے۔ نکر۔ ناگواری۔
برست۔ بوردہ است۔ گرفتہ
کے، ٹیڑھا۔
لے نوشت باد۔ تجھ مبارک
ہو۔ تیرے یعنی بیمار کا غصہ۔
چارہ۔ علاج، تدبیر، قرآن۔
مروت۔ فرشتے کا نام ہے۔
برت۔ یعنی تیرے پاس۔
کش۔ کراش، مراعات، لطف،
مروت۔

گفت نارا از خاک بیشک بہتر

اس نے کہا کہ یقیناً آگ بجتی سے بہتر ہے

پس قیاس نزع بر صلاش کنیم

ہم نزع کو اصل پر قیاس کریں گے

گفت حق نے بلکہ لا انساب شد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ نسبت کچھ نہیں ملے

ایں نہ میراث جہان فانی ست

یہ فانی دنیا کی وراثت نہیں ہے

بلکہ ایں میراثہائے انبیاست

بلکہ یہ انبیاء کا ورثہ ہے

پور آں بوجہل شد مومن عیال

ابو جہل کا بیٹا علی الاطلاق مومن بنا

زادہ خاکی منور شد چو ماہ

خاک سے پیدا شدہ چاند کی طرح منور ہوا

ایں قیاسات و تخری روزابر

یہ اہل اور قیاس اہل کے دن

لیک باخورشید و کعبہ پیش رو

لیکن سورج اور کعبہ کے سامنے ہوتے چوکے

کعبہ نادیدہ مکن روز و متاب

کعبہ کو آن دیکھا نہ بنا اُس سے منہ نہ موڑ

چوں صیفیرے بشنوی ز مرغ حق

جب تو طائر قدس کی آواز سن لیتا ہے

وانگے از خود قیاساتے کنی

پھر اپنی جانب سے قیاسات کرتا ہے

اصطلاحاتے ست مز ابدال را

ابدال کی خاص اصطلاحیں ہیں

من ز نارا و از خاک اگر دست

میں آگ سے اور وہ آدم تارکب مٹی سے بنا ہے

اؤ ز ظلمت ماز نور روشنیم

وہ تاریکی سے، میں روشن نور سے (بنا)، ہوں

زہد و تقویٰ فضل را محراب شد

پرہیزگاری اور تقویٰ بزرگی کا مقام بن گیا ہے

کہ بر انسابش بیانی جانی ست

جسکو تو نسب کی بنیاد پر اصل کرے (بلکہ روحانی)

وارث ایں جانہائے انقیار

اس کی وارث ہستیوں کی جانب ہیں

پور آں نوح نبی از گمراہاں

نوح نبیؑ کا بیٹا گمراہوں میں سے (بنا)

زادہ آتش توئی اے روسیا

اے روسیاء! تو آگ سے پیدا شدہ ہے

یا لبشب مرقبلہ را کردست جبر

یارات میں قبلہ کا بدل ہیں

ایں قیاس و ایں تخری را مجو

یہ قیاس اور یہ اہل کام میں نہ لا

از قیاس اللہ اعلم بالصواب

قیاس کر کے، (اور) اللہ بہتر جانتا ہے

ظاہر ش را یادگیری چوں سبق

اُس کے ظاہر کو سبق کی طرح رکھ لیتا ہے

مزخیال محض را ذاتے کنی

محض خیال کو تو ذات بنا لیتا ہے

کہ نباشد زان خبر اقوال را

(صاحب) اقوال کو اُن کا علم نہیں ہوتا

۱۔ من ز نارا و از خاک کا مادہ

نارنج اور آدم علیہ السلام کا

خاکی ہے۔ اگر ز نارا وہ میلا

تارکب۔ نزع۔ شاخ۔ کینیم۔

قیاس میں کسی جزوی مسئلہ کو

کسی کلیہ سے مستنبط کیا جاتا ہے

تو نزع سے مراد وہ جزوی مسئلہ

ہے اور اصل سے کلیہ کہلاتا ہے

لا انساب۔ انسانی نسب کا

روحانی معاملوں میں اعتبار

نہیں ہے بھرت۔ صدر و قفا۔

پور۔ بیٹا۔ ابو جہل کا بیٹا حضرت

علی رضی اللہ عنہ آخر میں مسلمان

ہوئے اور بڑے کارنامے کئے

جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

۲۔ نوح علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام

کا بیٹا کائنات ایمان نہ لا اور

ظلمان و مومنین ہوا زادہ خاکی حضرت

آدم علیہ السلام۔ زادہ آتش۔

شیطان تخری۔ اصل لگا ناہر

کے دن یارات میں اگر دست

قبلہ معلوم نہ ہو تو جھٹک لی جائے

مزخیال زیادہ گمان ہونا پڑے لی

جاتی ہے اور وہ نماز درست ہوتی

ہے خواہ قیام کی مخالفت سمیت کو

پڑھی گئی ہو کعبہ نادیدہ۔ اگر کعبہ

سامنے ہو تو اُس کو آن دیکھ

بنا کر تخری کرنا غلط ہوگا۔

۳۔ مزخیال۔ انبیاء و ادیاء

حظیہ قدس کے طائر کہلاتے

ہیں چوں سبق یعنی صرف سبق

رکھ لینا خیال یعنی غیر موجود

چیز ذات یعنی حقیقت اقوال۔

یعنی وہ لوگ جو الفاظ رکھتے ہوئے

میں اور معانی سے بہت دور

ہیں بعض سخنوں میں غفلت ہے

جو عاقل کی جمع ہے۔

لہ ہوتا ہے پڑوسی کا تقوٰی۔
پس بچو النار۔ اگ۔ آلتی۔
جس کو۔ اذقن تم تم نے
بچر کا یا۔ اذقن۔ بچک تم۔
فی المعصیۃ۔ گناہ میں۔
اذقن تم تم بڑھ گئے۔
گفت پیغمبر حضرت البہرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک شخص مجھ میں آیا
اور اس نے رکوع بچر ٹھیک
کئے بغیر نماز پڑھی اور پھر
آنحضور کو سلام کیا۔ آنحضور
نے فرمایا جاؤ تم نے نماز نہیں
پڑھی دوبارہ پڑھو یعنی بار
ایسا ہی ہوا پھر آنحضور نے
اس کو صحیح نماز کا طریقہ بتایا۔
یہ روایت اس شخص کے بارے
میں ہے جس نے تعدیل رکوع
نہیں کی تھی اس کو ریاکار
فرمایا ثابت نہیں ہے۔
لہ اھن نا۔ اے اللہ
ہمیں سیدھا راستہ دکھا سورو
فاتحین ہر نماز میں پڑھا
جاتا ہے۔ غنائین۔ ضال کی
جمع ہے، گمراہ۔ اہل ریاکار
سے صحبت نہ مال بہرے اور
بہار پڑوسی کی دین لڑائیاں۔
ریش بہن ہر نماز میں ناموسور
حسن دود۔ گتہ درجہ کے جو
از حدتوں۔ وحی الہی کا تقویٰ
ادراک ظاہری حواس سے
نہیں ہو سکتا ہے۔ درخورد
لاق قیاسک۔ کافی تجربہ کے
لئے ہے چونکہ قیاس نفس کے
مقابلہ میں ہے۔

اوشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام
وہ خوش ہو بیٹھا کہ میں نے خدمت کی ہے
بہر خود او آتشے افروختیت
اس نے (تو) اپنے لئے آگ بچر کا دی ہے
فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي اُذِقْتُمْ
اُس آگ سے بچو جو تم نے بھڑکائی
گفت پیغمبر ربیک صاحبِ ریا
پیغمبر مکی اللہ علیہ السلام نے ایک ریاکار فرمایا
از برائے چارہ ایں خوفہا
ان ہی اندیشوں کے علاج کے لئے
کیں نمازم را میامیز اے خدا
کہ اے اللہ! میری اس نماز کو نہ بھلا
از قیاسے کہ کرد آں کر چنین
اُس انکس کی وجہ سے جو اُس بہرے نے کی
خواجہ پندار و کہ طاعت می کند
جناب سمجھ رہے ہیں کہ عبادت کرتے ہیں
رو قیاس خوشستن را ترک کن
جس، اپنا قیاس پھوڑ
خاصہ اے خواجہ قیاس حسن
اے صاحب! آنحضور اہ قیاس جزا قصہ جس ذریعہ
گوش حسن تو بحر افروز است
تیرے حسن کا کان اگر حرفوں کے لائق ہے بھی
در بیا نکہ اول کسیکہ در مقابل نص صریح قیاس امر دلیس نہ
اس بیان میں کہ جس نے سب سے پہلے صریح نص کے مقابلہ میں قیاس کیا وہ شیطان تھا
اول اکس کس کیں قیاس کیا نمود
سب پہلا شخص جس نے یہ بہودہ قیاس کئے
سے پہلا شخص جس نے یہ بہودہ قیاس کئے

حق ہستایہ بجا آوردہ ام
(اور) پڑوسی کا حق ادا کیا ہے
در دل رنجور و خود را سوسنت
بیار کے دل میں اور اپنے آپ کو چونکہ یہ ہے
اِنَّكُمْ فِي الْمَعْصِيَةِ اِزْدَدْتُمْ
تم نے تو گنہگار میں میں ترقی کی ہے
صَلِّ اِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ يَا قَتِي
اے نوح جان! نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی
آمد اندر ہر نمازے اھدنا
ہر نماز میں اے اللہ ہماری رہنمائی فرما
بانماز صالین و اہل ریا
گراہوں اور ریاکاروں کی نماز کے ساتھ
صحبت وہ سال باطل شد بدلی
دش سال کی دوستی ٹوٹ گئی
بیخبر کز معصیت جاں می کند
اس سے بیخبر ہیں کہ گناہ کیونچہ جان کو ہلاک کرے ہیں
کز قیاست تو شود ریش بہن
کیونکہ تیرے قیاس کی وجہ سے رنجور بن جائیں
اندر آں وحی کہ هست از حد فزول
اُس وحی میں جو اتیری، حد سے آگے ہے
واں کہ گوش غیب گیر تو گرت
تو بھولے، کہ تیرا غیب کھسنے والا کان بہرے
در بیا نکہ اول کسیکہ در مقابل نص صریح قیاس امر دلیس نہ
اس بیان میں کہ جس نے سب سے پہلے صریح نص کے مقابلہ میں قیاس کیا وہ شیطان تھا
اول اکس کس کیں قیاس کیا نمود
سب پہلا شخص جس نے یہ بہودہ قیاس کئے
سے پہلا شخص جس نے یہ بہودہ قیاس کئے
پیش انوار خدا ابلیس بود
خدائی انوار کے مقابلہ میں وہ شیطان تھا

ہر دوشاں گفتند مارا باک نیست
اُن دونوں نے کہا ہیں کوئی پروا نہیں ہے
عدل و زیم و عبادت آوریم
ہم انصاف کریں گے اور عبادت بجالائیں گے
تا شویم اعجب دور زماں
یہاں تک کہ ہم دور زمانہ کے آنکھیں بجائیں گے
اک قیاس حال گردون زیں
آسان گئے حال کو زمین پر قیاس کرنا

کہ سرشت ما ز آب خاک نیست
اس لئے کہ ہمارا خمیر پانی اور مٹی کا نہیں ہے
باز ہر شب سوئے گردوں پر پریم
پھر ہر رات کو آسان پر آجائیں گے
تا نہیم اندر زیں امن اماں
(کیونکہ) ہم زمین پر امن و امان قائم کریں گے
راست ناید فرق دارد درمیں
درست نہ ہوگا، گھبراہٹ فرق ہے

در بیان آنکہ حال خود مستی خود پہناں باید داشت
اس کا بیان کہ اپنی حالت اور اپنی مستی کو چھپانا چاہیے

بشنو الفاظ حکیم پرده
رازدان حکیم کے الفاظ سنگین
مستے از میخانہ چوں ضال شد
کوئی مست جب کسی میخانہ سے ہٹا گیا
می نقد او سوبسو بر ہر رہے
وہ ادھر ادھر ہر راستہ پر گرتا رہے
اوچنین و کو دکاں اندر پیش
وہ اس حال میں اور پیچھے اُس کے پیچھے
خلق اطفال اند جز مست خدا
مخلوق بچے ہیں، خدا کے مست کے علاوہ
گفت نیا لعب لہو مست شما
(اللہ نے) فرمایا ہے دنیا کیل کو ہے اور تم
از لعب بیرون رفتی کو دی
تو کیل کو سے باہر نہیں نکلا، تو بچہ ہے
چوں جماع طفلان الہی شہوتے
تو اس شہوت کو بچہ کے جماع کی طرح سمجھ

سہم آنجا نہ کہ بادہ خوردہ
جس سے کہ تو نے شراب پی ہے وہیں سرکھڑے
تسخرو بازیمہ اطفال شد
وہ بچوں کے لئے مسخرہ اور کھلونا بن گیا
در گل و می خند و شہر ایلہے
کیچڑ میں، اور اُس پر ہر حق ہنستا ہے
بے خبر از مستی و ذوق می کش
بے خبر اس کی شراب اور مستی کے ذوق سے
نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
بالغ کوئی نہیں ہے اس کے علاوہ جو نفسانی خواہش سے بچا ہوا
کو دیکھ و راست فرما ید خدا
بچے ہو اور خدا درست فرماتا ہے
بے زکات روح کے باشندگی
روح کی پاکیزگی کے بغیر تو کب ہو سکتا ہے؟
کہ ہم را نندرایں جاے فتنے
جسکو وہ یہاں پورا کر رہے ہیں، اسے فوجوان!

لہ آنجہ بہ تعجب کی چیز۔
در بیان۔ ان اشعار کا مقصد
یہ ہے کہ اہل باطن کو اسرار
کا اظہار نہ کرنا چاہیے تاکہ
عوام غلط قیاس آرائی کر کے
تباہ نہ ہوں حکیم اس
سے حکیم سنائی رحمت اللہ علیہ
مرا دیں۔ سر نہادوں پر نہا۔
ضال۔ راستہ بھول جانے والا
مسافر۔
لہ تسخر۔ مسخر۔ بازیمہ کھلونا۔
پیش پے اور مست خدا۔
عاشق خدا۔ رہیدہ آزاد۔
لہ گفت۔ قرآن پاک میں
ہے۔ وَمَا هِيَ إِلَّا خَلْقُ
الذِّنِّ نَبَا الْأَلْفُ وَوَلَعِب۔
"دنیا کی زندگی تو محض جی کا
بھلاؤ اور کھیل ہے، لہذا
دنیا دار بچے ہیں جو دنیا کے
کھلونے سے کھیلے ہیں۔
زکات۔ پاکیزگی۔ ترک پاکیزہ۔

لہ منطلق الطیر پر بندوں کی
بولی یہاں سے مولانا نے
اوپر کے مقابل میں قیاس
آسانی کی برائی ظاہر کی ہے۔
رجو رجس طرح ہر سے
وہ مریض دل شکستہ ہوا۔
بزرگوں کے دل تجھ سے
ختہ ہوں گے۔ آواز ترغ۔
یہی شخصور علی اللہ علیہ
وسلم کی آیات کی تلاوت۔
قرغ یعنی آخضر صلی اللہ
علیہ وسلم۔ کو یعنی عبد اللہ
بن سعد بن ابی سرح کو یہ
خیال ہو گیا کہ میں وحی میں
شریک ہوں، مجھ پر بھی وحی
آتی ہے۔

تھ ہیں یہاں سے اللہ
تعالیٰ کا مقولہ ہے اور خطا
باروت، باروت کو ہے۔
نخنم الصافاتون۔ ہم
صف بست میں یہ فشتون
کا مقولہ ہے یعنی۔ انابت
خودی، تنیدن، تننا، اکوانا۔
غیرت، یعنی خدا کی غیرت۔
کھیں گھات، تیر، گھرائی
فراں تراست تجھے حکم دینے
کا حق ہے۔

تھ دل شان میں طیبہ ان
کے دل بے چین تھے چونکہ
وہ سمجھتے تھے کہ ان سے ہدی
کا صدور ممکن نہیں ہے۔
نعم العبد، اچھے غلام
خارخار و سر سے جو دل میں
کانے کی طرح چھتے ہیں۔
ارکانیاں۔ وہ جو ارکانِ اربعہ
یعنی یاغفور سے
ہیں، یعنی، بڑا عفو و رحمت والا۔

۲ سالانہ، ہزاروں سالوں

منطق الطیری بصوت آموختی
تو نے پرندوں کی بولی آواز سے سیکھ لی

پیمچو آں رنجور دہا از تو خست
اُس بیمار کی طرح، تجھ سے بہت دل شکستہ ہو گئے

کاتب آں حی زال آواز مرغ
اُس وحی کا کاتب طاہر قدس کی آواز سے

مرغ پرے ز دمراور کور کرد
طاہر قدس نے ایک پر مارا اور اسکو اندھا کر دیا

ہیں بعکسے یا بظنہ ہم شما
خبردار! تم بھی پر تو یا گمان کی وجہ سے

گرچہ ہارونید و ماروت فزون
اگرچہ ہم ہاروت اور ماروت ہو اور بڑھ کر

برند یہاں بدلاں رحمت کیند
بروں کی بڑائی پر رحم کرو

ہیں مبادا غیرت آید از کین
خبردار! غیرت (خداوندی) گھاتے دکھائے

ہر دو گفتند لے خدا فرماں ترست
(ہاروت و ماروت) دونوں نے کہا لے خدا! حکم تیرا

ایں ہی گفتند دل شان می طیبید
یہ وہ کہہ رہے تھے (اور) اُن کا دل بے چین تھا

خارخار و فرشتہ ہم نہشت
اُن دونوں فرشتوں کے دوسروں نے نہ چھوڑا

بس ہی گفتند کا ارکانیاں
وہ کہتے تھے، اے عناصر سے بنے ہوو!

ماکہ برگردوں تنقہا می تنیم
ہم جو کہ ارکان پر عبادت کے نیچے تانتے ہیں

صد قیاس و صد ہوس افروختی
(اور) سینکڑوں قیاس اور سینکڑوں ہوس میں مشغول کر دی

کر بہ بندار اصابت گشت مست
بہرا درشتی کے گھنڈے سے مست ہو گیا

برودہ ظننے کو بود انباز مرغ
گمان کرنے لگا کہ وہ طاہر قدس کا شریک ہے

نک فرو بردش بقعر مرگ درد
اُس کو موت اور عذاب کے گڑھے میں اتار دیا

در میفتید از مقامات سما
آسمانی مراتب سے نہ گر چڑھا

از ہمہ بر بام نخنم الصافاتون
سب ہم صف بندی کر بولے ہیں کے کوان

بر منی و خویش بینی کم تنید
خودی اور خود پسندی پر نہ اکوڑو

سزنجوں افتید در قعر زہن
(اور) زمین کے گڑھے میں اندھے محرو

بے امان تو امانے خود کجاست
تیری امان کے بغیر امان کہاں ہے؟

بد کجا آید زمان نعم العبد
ہم بہترین غلاموں سے بڑی کیسے سرزد ہو سکتی ہے؟

تا کہ تخم خویش بینی رانگشت
جب تک اگر خود بینی کا بیج نہ بو دیا

بے خبر از پاکی روحانیاں
روحانی مخلوق کی پاکیزگی سے بے خبر

برز میں آسیم و شادرواں نیم
ہم زمین پر آسیم گے اور کاروانوں کے شاسانے

علمہائے اہل دل حمال شاں
اہل دل کے علوم اُن کی سواری ہیں
علم چوں بر دل زندیاریے شود
علم جب دل پراثر کرے، مددگار ہوگا
گفت اینزدیجمل سفاۃ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنی کتابیں لادبوہے
علم کاں نبوذرھو بے واسطہ
جو علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلا واسطہ نہ ہو
لیک چوں ایں بارانیکوشتی
لیکن جب تو اس بوجھ کو ابھی طرح سمجھنے کا
ہیں بخش بہر خدا ایں بارِ علم
خبردارِ علم کے اس بوجھ کو اللہ کے لئے اٹھا
ہیں بخش بہر ہوا ایں بارِ علم
خبردارِ علم کے اس بوجھ کو (خواہش نفسانی کیلئے اٹھا)
چونکہ بر سر ہوارِ علم آئی سوار
جب تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے گا
از ہوا ہا کے رہی بے جام ہو
محبت الہی کے جام کے بغیر خواہشات کب پچھو
از صفت وز نام چہ زاید خیال
(اللہ کی) صفت اور نام سے کیا پیدا ہوتا ہے؟
دیدہ دلال بے مدلول ہیچ
کبھی تو نے کوئی راہنما بغیر مقصود کے دیکھا ہے
ہیچ نام بے حقیقت دیدہ
تو نے کبھی کوئی نام بغیر معنی کے دیکھا ہے؟
اسم خواندی رو مستی را بکو
تو نے نام پڑھ دیا، جانام والے کو ڈھونڈ

علمہائے اہل تن اَحمال شاں
تن پروروں کے علم اُن کا بوجھ ہیں
علم چوں بر تن زندیاریے شود
علم جب بدن پراثر کرے، بوجھ ہوگا
بار باشد علم کاں نبوذرھو
وہ علم بوجھ ہوتا ہے جو اللہ کی جانب سے ہو
آں نیاید ہیچ رنگ ماشطہ
وہ پایندہ نہیں ہوتا ہے مشاطہ کے (لگا ہونے کے بغیر)
بار برگیرند و بخشندت خوشی
بوجھ اتار لیں گے اور تجھے خوشی بخشیں گے
تا بہ بینی دروروں انبارِ علم
یہاں تک کہ تو (اپنے) اندر علم کے انبار دیکھے
تا شوی را کب تو بر سر ہوارِ علم
تاکہ تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو جائے
بعد از اں افتد ترا ز دوش بار
اس کے بعد تیرے کندھے سے بوجھ ہٹا ہوگا
اے زھوقالغ شدہ بانام ہو
اے وہ کہ جو اللہ کی ذات کی بجائے نام پڑھنے پر لگا
وال خیالش ہست لالِصال
اور وہ اُس کا خیال، وصال کا راہنما ہے
تا نباشد جادہ نبوذرھو ل ہیچ
جب تک راستہ نہ ہو، کبھی چھلا و انہیں ہٹنا ہے
یا زگاف و لام گل گل چیدہ
یا لفظ گل کے گاف اور لام سے تو نے پھول بنائے ہیں
مہ بالاداں نہ اندر آب جو
چاند کو اوپر سمجھ، نہ کہ نہر کے پانی میں

لہ علمہائے یقینی علوم اہل
رساں ہیں غلطی علوم دہاں
جان ہیں بختاں بوجھ اٹھانے
والا۔ اَحمال بخت کی جن ہے،
بوجھ۔ بزدل۔ یعنی وہ علم جو بظہر
الہام اور وحی حاصل ہو۔
برتن یعنی وہ علم جو بدن کے
حواس کے ذریعہ حاصل ہو۔
بختل۔ قرآن پاک میں ہے جن
لوگوں پر قورات برغل کرنے
کا باز دالا گیا پھر وہ اُس پر
کار بند ہوئے انکی مثال ہیں
گرمے کی سی ہے جس پر کتابیں
لڈی ہوئی ہوں۔
لہ استعارہ برقر کی جمع ہے
کتاب۔ عتو یعنی اللہ تعالیٰ۔
بے واسطہ کسی علوم کے بعد
دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے
جو دہی ہے یہاں علم ہی ہے
کیفیت مراد ہے۔ ماشطہ۔
مشطہ، نانن جو دہن کو بناؤ
تھکرا کر آتی ہے۔ ایں بار۔
یعنی کسی علوم پر کیا نہیں ہیں
انکو اللہ کیلئے حاصل کیا جائے
تو نور عطا ہو جائے۔ بار بینی
کسی علوم کی کثافت اور بوجھ
ہٹا ہو جائیگا۔ زھوقالغ شدہ۔
مومن کو اللہ کی ذات طالب
بنایا جائے محض اللہ کے نالو
پر انکشاف کرنا چاہئے
لہ از صفت یعنی اللہ کے اسماء
اور صفات کا اور ذات تک
پہنچنے میں رہنمائی کرنا ہے۔
دیدہ۔ دلال کرنا ہے کہ جو
اُس چیز کے وجود کی علامت ہے
جو وہ دولت کہ تائے مدام کا
خیال ہے کہ راستوں پر چھو

کے لئے جاع طفل : بامانع بچے کے جاع کا کوئی نتیجہ نہیں ہے اسطرع اہل دنیا حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ فتنے فنی کا امارہ ہے نوجوان۔ خالق خلق کی جمع مخلوق۔ لاینبغی غیر مناسب چیزیں۔ تے۔ بانس بھونٹا بچے بانس پر سوار ہو کر لڑکھوڑا سمجھ کر کھیلے ہیں ایسے ہی اہل ظاہر غیر حقیقی دلائل پر سوار ہیں۔ بڑا حق۔ سواری جو انصاف و کو مزاج میں ملتی تھی۔

لے دل دل۔ انصاف و حق اللہ علیہ و آلہ کا وہ جو مال کو سکندر نے بطور اتحاد و اتفاق حاصل۔ اٹھایا، سواری، راکب۔ سوار محمول سوار محمولان حق۔ خدا کی سوارانہ طبق۔ نو آسمان۔ بیرون۔ بڑھ گیا بیرون چھو گیا۔ بچو بچے یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے دامن کو بچہ مانگوں کے درمیان کر کے ٹسک کو گھوڑا تصور کر لیتے ہیں یہی حال اہل ظاہر کا ہے جو غلط دلائل پر سوار ہیں اِنَّ الظُّلُمَۃَ اِنَّہُنَّ یَالسَّیِّئِیْنَ وہ لوگ صرف گمان کا اتباع کرتے ہیں اور گمان حق بات کے مقابل کچھ مفید نہیں ہے لہذا اخلاق باطن کا بعض ظن کی بنیاد پر انکار درست نہیں ہے۔

۳۵۱- ایک یمنی ظالم پر قوجب مل ہوتا ہے جب اس کے مقابل میں ہی ہو تو یمن کے باطن میں باطل باطل ہے، جب سچ سامنے ہو تو اس کے اکا

ایں جماع طفل چہ بود بازے
بچے کا جماع کیا ہوتا ہے؟ محض کمیس
جنگ خفاں ہجو جنگ کو دکاں
لوگوں کی لڑائی بچوں کی لڑائی جیسی ہے
جملہ باشمشیر جو ہیں جنگ شاں
ان کی لڑائی لکڑی کی تلواروں سے ہے
جملہ شاں گشتہ سوارہ برنے
سب لکڑی کے سوار بنے ہوئے ہیں
حایل اند و خود ز جہل افراشتہ
وہ لہ لہ ہوئے ہیں ورنہ انانی سے اپنے ٹیکو بلند کئے ہوئے
باش تارونے کہ محمولان حق
شہر، جب تک حق کے سوار کسی دن
یَعْرِجُ الرُّوحُ اِلَیْہِ وَالْمَلٰکُ
فرشتے اور روح اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف نہیں جیں
ہجو طفلان جملہ ناں دامن سوا
بچوں کی طرح تم سب دامن پر سوار ہو
از حق اِنَّ الظُّلُمَۃَ لَا یَغْنٰی رَسِیْدُہَا
اللہ تعالیٰ (کی جانب سے گمان فائدہ نہیں دیتا) جو
اَغْلَبَ الظُّلُمَۃِ فِی تَرْجِیْہِہَا
دو گناؤں میں سے زیادہ غالب کی ترجیح کیلئے ہے
آفتاب حق چو گرد و مستوی
حق کا سورج جب سر پر آجائے سکا
آنکھ ہے بیند مگر کہائے خویش
اس وقت اپنی سواریوں کو دیکھیں گے
وہم و حس و فکر و ادراک شما
تمہارا وہم اور حس اور فکر اور معلومات

باجماع رستم و غازی
رستم اور غازی کے جاع کے سامنے
جملہ بے معنی و بے مغز و مہاں
سب بے معنی اور بے مغز اور حقیر
جملہ در لاینبغی آہنگ شاں
ان کا قصد و ارادہ سب غیر مناسب میں داخل ہے
کایں براق ماست یا دل دل بچے
کیہ ہمارا براق ہے یا دل دل قدم ہے
راکب و محمول رہ پنداشتہ
راستہ کا سوار اور چڑھا ہوا سمجھتے ہیں
اسپ تازاں بگذرند از نہ مطبق
گھوڑے دوڑتے ہوئے تو آسمانوں سے گزرتے ہیں
مِنْ عُرُوجِ الرُّوحِ یَفْتَنُ الْفٰکَ
روح کے چڑھنے سے آسمان جھیسے گا
گوشہ دامن گرفتہ اسپ وار
گھوڑے کی طرح دامن کو کبڑے ہوئے ہو
مُرکب نطن بر فلکھا کے وید
گمان کا گھوڑا آسمانوں پر کب دوڑا ہے؟
لَا تَمَارُ الشَّمْسُ فِی تَوَضُّعِہَا
سورج کی وضاحت میں نہ جھکے
در قیامت بر رشید و بر غوی
قیامت میں راہ یاب اور گمراہ پر
مُرکبے سازیدہ انداز پائے خویش
کہ انھوں نے اپنے پیرو کو سواری بنایا ہے
ہجھونے داں مُرکب کو دک بلا
آگاہ! ان کو بچے کی بانس کی سواری کی طرح سمجھ

اہل چین و روم چوں حاضر شد

چینی اور رومی جب آئے
چینیاں گفتند غارتہا کینیم

چینیوں نے کہا ہم محنت کرینگے
چینیاں گفتند یک خانہ بما

چینیوں نے کہا ایک گھر
بود دو خانہ مقابل در بدر

آئیں سامنے کے دو گھر بالمقابل تھے
چینیاں صدر رنگانے شہ خوشمند

چینیوں نے بادشاہ سے تقسیم کے رنگ اگے
ہر صبا سے از خزمینہ رنگہا

ہر صبح کو خزانے سے رنجوں کے لئے
رومیاں گفتند نقش و رنگ

رومیوں نے کہا نہ نقش اور نہ رنگ
درفرو بستند صیقلمی زوند

اُن (رومیوں) نے دروازہ بند کیا اور اٹھنے لگے
از دو صد رنگی بہیرنگی رہے ست

رنگارنگی (عالم کثرت) سے (بے رنگی) عالم وحدت کی طرف
ہر چاند را برضو بینی و تاب

تو ابر میں جو کچھ روشنی اور چمک دکھتا ہے
چینیاں چوں از عمل فایغ شدند

جب چینی کام سے فبا رغ ہوئے
شہ درآمد دید آنجا نقشہا

بادشاہ آیا اُس نے اُس جگہ نقش دیکھے
بعد از ازل آمد بسوئے رومیاں

اُس کے بعد (بادشاہ) رومیوں کی طرف آیا
اُنھوں نے دریاں سے پرے کو اوپر کھینچ دیا

رومیاں در علم واقف تر بند

(تو) رومی باعث بار علم زیادہ ماہر تھے
رومیاں گفتند بر حکمت تنیم

رومیوں نے کہا ہم حکمت دانائی دکھائیں گے
خاص بسیارید و یک آن شما

خاص طور پر ہمارے سپرد اور ایک تہ لیلو
زاں یکے رومی ستد چینی دگر

اُن میں سے ایک رومیوں دوسرے چینیوں نے لیا
پس خزمینہ باز کرداں ارجمند

اُس اقبال مند (بادشاہ) نے خزانہ کھول دیا
چینیاں را راتبہ بود و عطا

چینیوں کو مقرر رقم بلکہ اور کچھ زیادہ مل جانا
در خور آید کار را جز دفع رنگ

کام میں آئے گا، سوائے رنگ مٹانے کے
ہمچوں گردوں سادہ صافی شد

(دروازوں) آسمان کی طرح سادہ اور صاف ہو گئے
رنگت چل برست نیزگی مہست

رنگ (ابر کی طرح) اور بے رنگی چاند کی طرح ہے
اَل زان خروان و ماہ و آفتاب

وہ ستاروں اور چاند اور سورج کی وجہ سے سمجھ
از پے شادی دہلہا می زوند

انھوں نے خوشی میں دھول بجائے
می ربوداں عقل را و فہم را

جو عقل اور سمجھ کو دنگ کر رہے تھے
پر وہ را بالا کشیدند از میاں

انھوں نے دریاں سے پرے کو اوپر کھینچ دیا

لہ خد تہا یعنی قوتِ علی سے
کام لیں گے تقسیم بشنوں پہ

اُن۔ ملکیت۔ دروید یعنی
دونوں کے دروازے آئے

سامنے تھے۔ راتبہ۔ دونوں کا
مقرر عطیہ عطا بخش جو

مقرر نہ ہو۔
لہ دفع رنگ یعنی ہمیں

رنگ دروغ مفید نہ ہوگا،
بلکہ درواریوں کو صاف کرنا

اور را بھنا مفید ہوگا۔ چور و
مکان کو آسمان کی طرح مٹا

سُھر کر دیا۔
لہ از دو صد یعنی عالم کثرت

عالم وحدت کا لاپتہ ہے یہاں
سے مولانا کا ذہن چینیوں کی

رنگارنگی اور رومیوں کی
بے رنگی سے کثرت کی رنگارنگی

اور وحدت کی بے رنگی کی
طرف منتقل ہو گیا ہے ترجمہ

اُپر میں چمک اور روشنی اُن
ستاروں یا چاند اور سورج کی

وجہ سے ہوتی ہے جو اُس کے
پیچھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح

عالم اسکاں میں ہر کمال و جہ
واحد سے آیا ہے۔ جو ہلہا بول

کی جمع ہے۔ دھول پر وہ را۔
یعنی رومیوں نے اپنے مکان

پر جو پر وہ قال رکھا تھا۔

لہ گز نام۔ اسرار الہی سے متا
الہی ہنگام۔ سویت پہنچے گے جب
خودی سے اپنے آپ کو پاک کر لو گے
بچھاؤں۔ آئینہ لوہے سے بنایا
جاتا تھا۔ ہسکوزنگ سے منہ
کر کے صیقل کر دیا تھا جس
میں عکس نظر آنے لگتا تھا، اگر
لوہے میں اسکا پائوٹنگ ہے
تو آپ جس خودار نہ ہوگا۔
خوش رکاردل کے رنگ کو دیکھ
کر دو گے تو اس میں انبیاء کے
علوم کا عکس نظر آسکتا ہے۔
سبق طہرہ والا، مکار کر انوال
لہ گفت پیغمبر اس مختصر مثنوی
الہ علیہ وسلم نے بشارت دی
ہے کہ امت میں ایسے لوگ
پیدا ہونگے جو میرے جوہر علم و
ہمت میں میرے شریک ہونگے
ایک روایت میں ہے میری
امت میں وہ لوگ ہونگے جنکو
اللہ کی طرف سے الہام ہوگا
صیغہ میں دو صیغہ کتاب میں لکھا
مخاری کی صیغہ اور افسوس کی صیغہ
بلکہ مشابہ کی صورت مشرب
عشق سے مل جاتی ہے جو
روح کے لئے ہے حیات۔
لہ صیغہ آمسیننا۔ جتنی احوال
گرد و قوم میں سے جو میرے
تا واقعہ تھے حضرت حق نے
انکو ایک شب میں علوم عربیہ
عطا فرمادیئے تھے کہ جب انھوں
نے وعظ فرمایا تو کہا شام کو میں
گردی تھا اور غری سے سنا واقف
تھا اللہ کا رحم ہے کہ اسنے رزق
میں عربی علوم عطا فرمادیئے
اور میں صبح کو عربی ہو گیا ہوں
صورت نگری مصوری علم باطن

گر ز نام و حرف خواہی بگذری
تو اگر نام اور حرفوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے
پہنچو آہن زاہنی بیرنگ شو
لوہے کی طرح لوہے پن سے بے تعلق ہو جا
خوش راضی کن از اوصاف خود
اپنے آپ کو اپنے اوصاف سے صاف کر لے
بینی اندر دل علوم انبیا
اگر تو دل میں انبیاء کے علوم دیکھے
گفت پیغمبر کہ ہست از اتم
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا امت میں ایک
مزمرا زان نور بیند جان شال
ان کی جان مجھے اس نور سے دیکھے گی
بے صیغین و احادیث و روایات
مجھے سیکھنے سے دیکھے گا۔ پیغمبر میں اور احادیث اور
سیر امسیننا لکھ دیتا بدال
مہم نے گردی ہو کر شام گزاری کے راز کو سمجھ
سیر امسیننا و اصبحنا تروا
تجھے امسیننا اور اصبحنا کا راز
ورمشالے خواہی از علم نہاں
اگر تو علم لدنی کی مثال چاہتا ہے

پاک کن خود را ز خود ہیں بکسری
تو خبردار! اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کر لے
در ریاضت آئینہ بے رنگ شو
ریاضت کر کے بغیر رنگ کا آئینہ بن جا
تاب بینی ذات پاک صاف خود
تاکہ تو اپنی پاک، صاف ذات کو اس ماتیوں دیکھے
بے کتاب و بے معید و اوستا
بغیر کتاب اور بغیر ڈھرانے والے کے اور بغیر استاد کے
کو بود ہم گوہر و ہم متم
جو میرے جوہر اور میری ہمت میں میرا شریک ہوگا
کہ من ایشاں را ہی بتیم بدال
جس سے میں ان کو دیکھتا ہوں
بلکہ اندر مشرب آب حیات
بلکہ مشرب (شربت) میں (جو آب حیات ہے) دیکھے گا
رازا صبحنا عرا بیتا جوان
مہم نے عربی ہو کر صبح کی "کے راز کو بڑھ
می رساند جانب را خدا
راہ خدا کی جانب پہنچا دے گا
قصہ گواز رومیان و چینیاں
تو رومیوں اور چینوں کا قصہ دہرا

قصہ مرے گردن رومیان و چینیاں در علم نقاشی و صورت نگری
نقاشی اور مصوری کے علم میں رومیوں اور چینوں کے مقابلہ کا قصہ

رومیاں گفتند ما را کرو فر
رومیوں نے کہا کہ ہم شان و شوکت والے ہیں
کو شما خود کیست در دعوی گویں
کہ دعوے میں تم میں سے کون بہتر ہے؟
چینیاں گفتند ما نقاش تر
چینیوں نے کہا کہ ہم بڑے نقاش ہیں
گفت سلطان امتحاں خواہم دیں
بادشاہ نے کہا میں اس معاملہ میں امتحان لڑھکا

ذوق و فکر و روشنائی یافتند
اُن کو ذوق اور فکر اور روشنی حاصل ہو گئی ہے
مرگ کز وہ جملہ اند و حشت اند
موت جس سے سب خوف زدہ ہیں
کس نیا بد بردل ایشان ظفر
یکونکہ اُن کے دل پر کوئی قابو نہیں پاسکتا ہے
گرچہ نحو و فقر را بگذاشتند
اگرچہ انھوں نے نحو اور فقر کو ترک کر دیا ہے
تا نقوش ہشت جنت یافت
جب سے انھوں ہشتون کے نقوش بھر دیں
برتر اند از عرش و کرسی و خلا
وہ عرش اور کرسی اور خلا سے بھی بہتر ہیں
صد نشان دارند و محو مطلق اند
وہ سینکڑوں نشان رکھتے ہیں اور مطلق فنا ہیں

بحر بہر آشنائی یافتند
انھوں نے تیرا کی کے لئے سمندر پالیا ہے
می کنند ایں قوم برے رشید
یہ قوم اس کی ہنسی اڑاتی ہے
بر صدف آید ضرر نے بر گھر
ضرر سیب کو پہنچتا ہے، نہ کہ موتی کو
لیک محو و فقر را برداشتند
لیکن وہ فنا اور فقر کے حامل ہو گئے ہیں
لوح دل شانرا پذیرا یافت
اُنکی لوح دل کو (عکس کی) قبول کرنیوالی پایا جو
ساکنان مقعد صدق خدا
(وہ) خدا کی پجائی کی نشست گاہ کے ساکن ہیں
چہ نشان بل عین دیدار حق اند
نشان کیا، بلکہ وہ اللہ کا بعینہ دیدار ہیں

پرسیدن پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم کہ امر من جونی و جویاں ما در کردی
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زید (رضی اللہ عنہ) سے دریافت فرمایا کہ آج تم کیسے ہوا درم نے
ویر خاستی جواب گفتن او کہ اصبحتم مؤمنینا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کس حالت میں صبح کی اور بستر سے کس حال میں اُٹھے ہوا درم کا جواب یہ نکالیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو
کس حالت میں صبح کی اور بستر سے کس حال میں اُٹھے ہوا درم کا جواب یہ نکالیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو

گفت پیغمبر صبح زید را
ایک صبح کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے زید سے فرمایا
گفت عبدًا مؤمنًا بازاوش گفت
انھوں نے کہا میں نے بندہ ہونے کی حالتیں بھرائے ہیں
گفت تشہ بودہ ام من روز ہا
انھوں نے کہا میں (روزہ کیوجہ) دفن پیاسا رہا ہوں
تا ز روز و شب گذر کردم چنا
یہاں تک کہ روز و شب میں اس طرح گزر گیا

گفت اصبحتم اے فریق با صفا
لے تخلص رفیق اتم نے صبح کس حالت میں کی جو؟
گو نشان زباغ ایماں اگر شکفت
اگر ایمان کا چین کھلا ہے تو اس کی علامت بتاؤ
شب خفتستم ز عشق و سوز ہا
عشق اور سوز کی وجہ سے راتوں نہیں سویا ہوں
کہ ز اسپر بگذر دلوک سناں
جس طرح نیزے کی نوک ڈھال سے گزر جاتی ہو

لہ روحنائی یعنی توحید
بحر یعنی علوم و دہیہ کا سمندر
آشنائی تیرا کی۔ رحمت۔
خوف۔ رشید یعنی امانا۔
ظفر فتح۔ شکست یعنی جسم۔
محر یعنی روح جو خوف۔
خلا۔ وہ فقیر اور عرش سے دور ہو۔
مقعد صدق قرآن کی
میں ہے پیغمبر کا رستہ
کی نشست گاہ میں ہیں۔
صد نشان جو بقا رہا اللہ کے
ہیں۔ جو مطلق یعنی فنا کی
کی وجہ سے۔ زید یعنی ابن
حارث رضی اللہ عنہ جن کو
زید الخیر بھی کہا جاتا ہے۔
امارت میں آنحضرت کا اس
طرح کا تمکا کہ عرف بن مالک
رضی اللہ عنہ سے تومنا ہے
حضرت زید رضی اللہ عنہ کے
بارے میں صرف اس قدر
منا ہے کہ حضور نے اُن سے
دریافت کیا تھا کہ تم نے صبح
کس حالت میں کی، اس فقرہ
کا مقصد یہ ہے کہ مجاہد سے
مشابہ پیدا ہوا ہے۔
لہ کیف کیسے۔
تو نے صبح کی۔ اہل حق مجلس۔
آتش۔ اور گفت۔ دن میں
روانے رکھنا تھا اور رات کو
یا خدا میں مصروف رہتا تھا۔
تا ز روز یعنی زانی اخبار سے
مجھے تعلق نہ رہا اور میری حق
جو غیر زانی ہے وہ حامل ہو گئی۔

لے کر داربا منتیں۔ جہ
بہتر دیدہ خانہ منگوں کے
علقے۔ رویاں آن صوفیاں
یعنی ہر طرح رویوں نے خود
نقش و نگار نہیں بنائے بلکہ
چینیوں کے نقش و نگار کو
منسکس کر لیا اس طرح صوفیا
انہی لوح دل پر علوم الہیہ کو
منسکس کر لیتے ہیں۔ دل۔ دل
ایسا آئینہ ہے کہ جب وہ صفا
ہو جائے تو لا انتہا صورتوں
کو اپنے اندر منسکس کر لیتا ہے۔
لے برتوئی یعنی صوفیوں کو
ظہر لکھی حاصل ہوا تھا جلا تہا
تھا ادب سے صورت تھا چہ کردہ
ظہر حصولی تھا جو خیا کی صورت
ذہن کے ذریعہ حاصل کیا جاتا
ہے۔ اگرچہ وہ ظہر لکھی زمین
آسمان اور دیا اور دیوانی برتوئی
میں نہیں سما سکتا چونکہ یہ سب
چیزیں محدود ہیں اور وہ غیر محدود
ہے لیکن آئینہ دل میں غیر محدود
کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔
تھہ اقبالیہ یعنی اس عالم میں
کہ قلب پر علم لکھی سما سکتے ہیں
تاکہ کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آتا
ہے کہ قلب اور صورت میں کیا فرق
ہے یا دونوں میں غنیت ہے۔
تاکہ قیامت تک جس قدر
نقش و نگار ہیں خواہ محدود ہوں یا
غیر محدود، دل کے سوا کسی
آئینہ میں منسکس نہیں ہو سکتے
ہیں بخوبی علوم محدودہ عقول
الہیہ یقیناً یقین کا آخری
درجہ ہے۔

عکس آن تصویر آں کردار با
(قو) اُن تصویروں اور دستکاریوں کا عکس

ہرچہ آنجا دید ایں جا بہ نمود
(بادشاہ نے) جو وہاں دیکھا یہاں اس کے اچھا دیکھا
رومیاں اُن صوفیوں کو اپنے پیر
اے اے رومی! وہ صوفی ہیں

لیک صنف کردہ اند آں سینہا
لیکن انھوں نے سینوں کو مانجھ لیا ہے
آں صنف آئینہ و صنف دل است
آئینہ کی صفائی اُن کے دل کی صفت ہے

صورت بے صورتے سید و عیب
صورت یعنی صورت کے جو عیب اور بے عیب تھی
گرچہ آں صورت نہ نگہ در فلک
اگرچہ وہ صورت آسمان میں نہیں ساتی ہے

زانکہ محدود است معد و دستاں
اس لئے کہ یہ چیزیں محدود اور شمار میں آتی ہیں
عقل ایجا ساکت آید یا فضل
عقل اس جگہ خاموش رہتی ہے یا گمراہ کرتی ہے

عکس ہر نقشے نتابد تا ابد
قیامت تک، ہر نقش کا عکس نہیں چمکتا ہے
تا ابد ہر نقش نو کا یہ برو
قیامت تک کا ہر نیا نقش جو اس دل پر پڑتا ہے

اہل صنف رشتہ انداز و رنگ
صنف کرنے والے تو اور رنگ سے نجات پا گئے ہیں
نقش و قشر علم را بگذاشتند
انھوں نے نقش اور علم کے چمکے کو چھوڑ دیا ہے

ز دریں صافی شدہ دیوار با
اُن صاف دیواروں پر پڑا

دیدہ را از دیدہ خانہ می ربود
(اور دینے پر) انگوں کو حلقہ چشم سے اچکے ہاتھ
بے زنگار و کتاب و بے ہنر
بغیر نگار اور کتاب اور ہنر (اسوئی) کے

پاک آں و حرص و کحل و کینہا
لاچ اور حرص اور کحل اور کینہ سے پاک (کر لیتا)
صورت بے منتہا را قابل است
(جو) لا انتہا صورتوں کو قبول کرنے والا ہے

ز آئینہ دل تافت بر موسیٰ حبيب
جو گریبان میں دل کے آئینہ سے حضرت موسیٰ پر چمکتی تھی
نے لعش و فرش و دریا و سمک
نہ عرش میں اور نہ زمین اور نہ دریا میں اور نہ مکمل میں

آئینہ دل را نباشد حد بدل
سمجھے دل کی آئینہ کی کوئی حد نہیں ہے
زانکہ دل با دست یا خود او دل
اسلئے کہ دل اس سے ملا ہوا ہے یا خود وہی دل ہے

جز ز دل ہم با عدد ہم بے عدد
دل علاوہ کسی اور چیز پر خواہ وہ شمار میں آئے ہو
می نماید بے حجابے اندر
کسی حجاب کے بغیر اس میں نظر آتا ہے

ہر دمے بیند خوبی بے درنگ
وہ اچائی کو بلا توقف ہر وقت دیکھ لیتے ہیں
ز آیت عین الیقین افرشتند
عین الیقین کا جھٹکا بلند کر دیا ہے

چوں بزا ئید در جہاں جان وجود

جب روح کا وجود دنیا میں پیدا ہو جاتا ہے

گر تو دزدی بزدش زنگیاں

اگر وہ کالا ہوتا ہے تو اس کو کالے لے جاتے ہیں

نا نزا د او مشکلات عالم ست

جس تک وہ پیدا نہیں ہوتا عالم کیلئے مشکلات کا یہی ہے

او گر یظن بنور اللہ بود

اگر وہ اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو

اصل آب نطفہ اسید رست

نطفہ کا پانی اصل میں سفید اور خوشا ہے

مید ہد رنگ احسن التقویٰ را

بہترین ساخت والے کو رنگ بخشتا ہے

یوم تبتیض و تسود وجوہ

جس روز چہرے سفید اور سیاہ ہونگے

فانش گردو کہ تو کا ہی یا کہ وہ

دافع ہو جائے گا کہ تو خنکا ہے یا پہاڑ

در رم پیدا نہ باشد ہند و ترک

در را د میں کالا گورا واضح نہیں ہوتا ہے

ایں سخن باباں نہ دارد باز راں

اس بات کا غائر نہیں ہے، واپس لوٹ

پس نمائند اختلاف برض و مورد

کالوں اور گوروں کا امتیاز نہیں رہتا ہے

روم را رومی بردم از میاں

گورے کو دریاں میں سے گورے لیجاتے ہیں

آنکہ او نازا دہ بشناس کم ست

جو نہ جسنے ہوئے کو پہچان میں کم ہیں

کاندرون پوست اور ارہ بود

کھچلے کے اندر اس کے لئے رات ہوتا ہے

لیک عکس جان رومی و جیش

لیکن گورے اور کالے کی روح کا اثر

تا باہل می برند لیں نیم را

یہاں تک آدھوں کو گہرائی میں لے جاتا ہے

ترک ہند و شہرہ گردوزاں گرو

اس گروہ میں سے گورے اور کالے شہرہ ہوتا ہے

ہندی یا ترک پیش ہر گروہ

تو کالا ہے یا گورا ہر گروہ

چونکہ زاید بندش خورد و بزرگ

جب پیراہن ہوتا ہے اسکو ہر چھوٹا بڑا دیکھ لیتا ہے

تا نامیم از قضا رکارواں

تا کہ قاضی کا قضا سے (بچے) نہ رہ جائیں

جوانید بن حاشی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ احوال خلق مملوین شوق بہا

مثنوی مولانا روم کے جواب دینا کہ لوگوں کے اقوال مجھ سے پیچھے ہوتے ہیں ہیں

فانش می بنیم عیاں از مردوزاں

کھلا ہوا دیکھتا ہوں خواہ مرد و یا عورت

لب گزیدش مصطفیٰ یعنی مکس

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے لئے بہت دیا

لہ چوں بزا ئید اور کاقتہ

تو عالم رزق کا ہے کہ وہاں

جہتی کو جہتی اور جہتی کو جہتی

بہ جہانیں کے لیکن جب دنیا

میں پیراہن ہوتا ہے وہاں

جہتی اور جہتی کا فرق محسوس

نہیں ہوتا ہے بلکہ جہتی

کی جمع ہے گورا و گورو

کی جمع ہے کالا و کالادور

یعنی جب تک عالم ہرزہ

میں پیراہن نہیں ہوتی

۱۵ اقل یعنی جہتی اور جہتی

جس نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں

اور جس سے جسم کی ساخت

ہوتی ہے اس میں کیا امتیاز

فرق جو پیدا ہوتا ہے وہ جہتی

کا عکس ہے اسحق التقریم

بہترین ساخت یعنی انسان

آفسن چلا صحت یعنی جہتم

کا چلا صحت یوم یعنی نہایت

کے روز جہتی اور جہتی گروہ

بالکل علیحدہ علیحدہ ہوجائے

۱۵ فاش واضح کہانی

تو تھکا ہے کوہ پہاڑ یعنی

عمل کے امتیاز سے ہماری

ہے یا ہلکا چند ترک یعنی

جہتی اور جہتی رستاقیر

قیامت تک گردن

ہوٹ دانتوں میں دانا

یہ کام سے روکنے کا اشارہ

ہوتا ہے

جملہ راجوں روز رستاخیز من

میں سب کو قیامت کے دن کی طرح

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس

ہاں میں بتاؤں یا سانس گھڑٹوں

لے کہ ذات حق وحدت تبار ہے
اور وہ غیر زمانی ہے حضرت یوحنا
مقام وحدت ذات کو نشانے
کثر حقیقتات میں پہنچ گئے تھے
آواز اب چونکہ زمانی ہے لہذا
غیر زمانی ذات کیلئے وہ کہاں
ہے کہ آواز سوغات آتھے
دور رات کو چونکہ وقت زبیر
نہ ایسے مقام کی باتیں شروع
کردیں جس جوہر کی قتلوں سے
بالا ترقیوں لہذا انھوں نے انکو
تنبیہ کی اور یہ انھوں کو دوزخ
اور جنت وغیرہ سے متعلق ہیں
بیان کرنا شروع کر دیں جنت
یعنی جنت اور دوزخ کے تمام
طبقے میرے لئے روشن ہو گئے۔
لے آواز اے بیولا نا کا قتلہ
ہے کوئی تو جیتی اور جیتی کو
قیامت میں پہچانیں گے لیکن
اولیاء اللہ انکو اسی دنیا میں
پہچان لیتے ہیں ہم جتنی کہ
میں ہے پورے تخیل کو جوہر و
تسود و توحید جس روح میں ہے
فرمان ہو گئے اور میں ہرے گئے۔
آواز میں نے ج طرح حضرت زبیر کو
مشاہدہ حال تھا اولیاء اللہ کو بھی
مشاہدہ ہوتا ہے یہیں آواز میں
قیامت پہلے طرح نظروں سے گزرتی
ہوتی تھی اور ایک یہ کہ میں نے نہیں
اچھے تھے ج طرح آواز کے پرٹ
میں بھیجا ہوتا ہے اور اس کے احوال
معلوم نہیں ہوتے۔
لے انفق بیعت یعنی چکا کدوئی
یا جی ہونا ان کے پرٹ میں تھے
جو کہ میں نے جوہر تاجی اللہ عالم
پیدا ہوئے لہذا کی جانی کر کا کہ
کسی فیصلہ پہنچے میں قرعہ جی

جو بہت بڑا بہت ہے جو کہ میں نے جانی کر کا کہ کسی فیصلہ پہنچے میں قرعہ جی

کہ ازاں سوجا ہدایت یکے است
کیونکہ وہاں تمام تئیں ایک ہیں
ہست ازل را وابد را اتحاد
(وہاں) ازل اور ابد میں وحدت ہے
گفت ازاں رہ کورہ آوری بیا
(آنھوں نے) فرمایا اس راستہ کا تھو کہاں ہے لا
گفت خلقاں چون بنید آسمان
(زیر نے) کہا جب لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں
ہشت جنت ہفت روزہ پیش
آسمان جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے
یک بیک فی امی شام خلق را
میں لوگوں کو ایک ایک کر کے جلا رہا پہچانتا ہوں
کہ ہستی کیست بیگانہ کے است
کہ ہستی کون ہے اور (جنت سے) بیگانہ کون ہے؟
ایں زمان پیدا شدہ بر ایں گروہ
اس گروہ پر اسی وقت روشن ہے
پیش ازین ہر خد جان مجو بود
(اس (دور قیامت) سے پہلے ہی یقیناً روح عیبوں کو پہنچتی
الشقی من شقی فی بطن ام
بدنیت وہ ہے جہاں کے پرٹ سے بدبخت بنا
تن چوں مادر طفل جاں حاہلہ
بدن، اُن کی طرح، روح سے حاملہ ہے
جملہ جانہائے گذشتہ منتظر
پہلی تمام رُومیں منتظر ہیں
زنگیاں گویند خود از راست او
کالے سبب سے ہیں وہ ہم میں سے ہے

صدرا اسالی یک ساعت یکے است
لاکھوں سال اور ایک گھنٹہ یکساں ہے
عقل را رہ نیست زان سوز افتاد
گم ہو جانے کی وجہ وہاں عقل کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے
در خور فہم و عقول اس دیار
جو ان ملکوں (دنیا کے بنے والوں) کی فہم اور عقول کے
من بینم عرش را باغ شیان
میں عرش کو بین عرش کے باشندوں کے دیکھتا ہوں
ہست پیدا ہوجو بہت پیش
اس طرح نمایاں ہیں اس طرح مجاری کے سامنے جنت
ہم جو گندم من ز جو در آسیا
جطرح میں جلی میں جو اور گندم (کو) پہچانتا ہوں
پیش من پیدا جو مار واہی است
میرے سامنے اس طرح نمایاں جے جطرح سا پانچ جلی
یومہ تبیض و تسود و جودہ
وہ دن جبکہ چہرے منتور اور کالے ہو جائینگے
در رحم بود و ز خفاں غیب د
رحم مادر میں (بچہ کی طرح) توح اور خفاں کی غلوں میں ہے
من سمات الجسم یعرف حاتم
جسم کی علامتوں سے اُن کا مال جانا جاتا ہے
مرگ در دزدان ست و زلزله
موت، جتنے کا درد اور ہلچل ہے
تا چگونہ زاید آں طفل بطر
کہ یہ خوب سند پہ کس حالت میں پیدا ہوتا ہے؟
رومیاں گویند بس زیبا ست او
گورے کہتے ہیں کہ وہ بہت شرف و ہے

دست بیکر زیارت می کنند
ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے ہوئے ملاقات کرتے ہیں
گر شد ایں گوشم ز بانگ آہ آہ
آہ آہ کی آواز سے میرے یہ کان ہرے ہرے ہو گئے
ایں اشارتہاست گویم از لغول
یہ تو اشارے ہیں، گہری بات (ہی)، کہتا ہوں
ہمچنین می گفت سرمست خراب
وہ (زہیں سستی اور مدہوشی میں یہ کہہ رہے تھے)
گفت دم در کش کلا سبت گرم شد
آنحضرت نے فرمایا غلامش وہ کہ تیرا گھوڑا تیرے ہو گیا و
سہ آئینہ تو جست بیرون از غلاف
تیرا آئینہ غلاف سے باہر آ گیا ہے
آئینہ و میزیاں کجا بند نفس
آئینہ اور ترازو کب چپ ہوئے ہیں
آئینہ و میزیاں محکمہائے سنی
آئینہ اور ترازو روشن کسٹیاں ہیں
کوزبرائے من پہوشاں راستی
کوسیری وجہ سے سچائی کو چھپا لے
اوت گوید ریش و سبلیت بر خند
وہ مجھ سے کہے گا کہ اپنا مذاق نہ اڑا
چوں خدا مارا برائے اس فرخت
جبکہ خدا نے ہمیں اس لئے بلند کیا ہے
ایں نہ باشد ماچہ از بیم احوال
اے جوان! اگر یہ نہ ہوتا تو ہم کس لائق ہیں
لیک در کش در غل آئینہ را
لیکن آئینہ کو غل میں ڈال دے

وزلباں ہم بوسہ غارت می کنند
اور ہونٹوں سے بوسے (کے مزے) لوٹ رہے ہیں
از خسان و لغوہ و احسرتاہ
بد بختوں کی وجہ سے اور احسرتا کے لغووں سے
لیک می ترسم ز آزار رسول
لیکن رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ملاک ڈرنا ہی
وادیغیر گریبانش تباب
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کا گریبان اُٹھا
عکس حق لایستی ز دشمن شد
تجھ پر اللہ نہیں شرمائے گا عکس پر کیا ہو بھی جاتی ہے
آئینہ و میزیاں کجا گوید خلاف
آئینہ اور ترازو خلاف (واقعہ) کب بتاتے ہیں
بہر آزار و جیائے ہیج کس
کسی کی شرم اور تکلیف کی وجہ سے
گرد و صد سالت تو خند نہا کنی
اگر تو دو تلو سال خسارت کرے
بل فنول بنا و منما کاستی
بلکہ زیادہ دکھا دے، کمی نہ دکھا
آئینہ و میزیاں وانگہ ریو و بند
آئینہ اور ترازو، اور پھر فریب اور حیلہ
کہ بائثواں حقیقت اشناخت
کہ ہمارے ذریعہ سے حقیقت پہچانی جائے
کے شویم آئین روئے نیکوال
ہم نیکوں کے چہرے کا آئینہ کب ہو سکتے ہیں
کز بخی کرو سینا سببہ را
اس لئے کہ اُس نے سینہ کو بخی سے (کوہ سینا)
بنا دیا ہے

لہ ز بانگ آہ آہ جہتی ہائے
انہوں کے نعرے گانے تھکے
ایں یعنی قیامت کے آقا
کے بارے میں کچھ اشارے
کر رہا ہوں تفصیل بیان
کرنے سے ڈرتا ہوں، لغول۔
گہری بات۔ آزار۔ مال۔
تاہین، تافتن۔ ایشٹا،
بل دینا۔ آپست یعنی تیرے
کلام کا گھڑا۔ لایستی۔
قرآن پاک میں ہے۔ ارب
اللہ لا یستجی من الحق
"خدا تجھی بات کہنے سے دریغ
نہیں کرتا ہے"
سہ آئینہ۔ یعنی صاف گوئی
کا آئینہ۔ غلات یعنی اعتدال۔
آئینہ و میزیاں۔ یہ دونوں
حقیقت واضح کر دیتے ہیں۔
خواہ کسی کو لڑے ہو یا خوشی۔
محکمہ کسوٹی سنی۔ روشن۔
فروں۔ زیادہ۔ جہتی کمی۔
ریش و سبلیت بر خند۔ ہر
ریش و سبلیت خود خند اپنی
واضحی اور مونچھ کا مذاق نہ
بنا دے۔ ریو۔ فریب۔ تہد جلد۔
سہ فراخت۔ افراخت بلند
کیا، پیدا کیا۔ از بیم۔ از بلیا
قیمت یا نا اطمینان روئے
نیکوں شویم۔ جملے لوگوں
کے چہرے کے لائق ہوں یعنی
انکے دربرو ہونے کی برأت
کر سکیں۔ بخی۔ جلوہ گر ہونا۔
سینا۔ وہ پہاڑ ہے جس پر
حضرت موسیٰ کو کواثر قانی
کی تجلی حاصل ہوئی تھی۔

لے حشر و نشر قیامت۔
ہاں۔ بیلین سے امر کا صفہ
ہے، تو بیٹو کو ہم سمجھا
کمال۔ عقل کبھی یعنی وہ لوگ
جواپنے اعمال کے خیرات
پائیں گے۔ جیسے شہرِ نبوت
ہے جس پر کوئی صلح نہیں
آتا ہے یعنی وہ لوگ جو
نیک اعمال کے پھلوں سے
محروم ہوں گے۔

لے قلب۔ کھڑا۔ اچھا پ
شمال۔ بائیں جانب والے
دورخ۔ کھڑے۔ سیاہی۔ آل۔
شرعی۔ ہفت۔ اس سے
وہ سات کبر و گناہ اور
جن کو احادیث میں التبع
الموبقات، سات ہلاکت
میں ڈالنے والی چیزیں کہا
گیا ہے۔ مختف۔ چاند کو
محقق۔ چاند کا گھاؤ۔ بلاس۔
ٹاٹ کا لباس، دولت کا
لباس۔

لے طبل و کوس۔ نقارہ۔
برترخ۔ جنت اور دورخ
کا درمیانی مقام۔ آب یعنی
اُس کا پانی اُن کے جہروں
پر پڑے اور اُس کے پانی
کے جاری ہونے کی آواز
اُن کے کانوں میں آئے۔
کہ تشہ۔ کافروں کو حوض کوثر
سے سیراب نہ کیا جائیگا۔
اہل جنت جتنی بامدعا تھے
کو رہیں گے اور فضل و کبیر
ہوں گے۔

یا رسول اللہ جو کیم ہر حشر
یا رسول اللہ میں قیامت کا راز کبہ والوں

ہل مرا تا پیرہ ہا را بر درم
مجھے اجازت دیجئے کہ پرے چاک کر دوں
تا کسوف آید زن خورشید را
تا کہ میری وجہ سے سورج گرہن میں آجائے

وانما یم روز رستا خیز را
قیامت کے دن کو کھول کر دکھا دوں
دست ہا بریدہ اصحاب شمال
ہاتھ کٹے ہوئے، بائیں جانب والوں کو

واکشایم ہفت سورخ نفاق
نفاق کے سات سوراخ واضح کر دوں
وانما یم من یلاس اشقیاء
میں بد بختوں کا ٹاٹ کا لباس کھول کر دکھا دوں

دورخ و جنات بر رخ در میان
دورخ اور جنتیں اور دیہان میں برترخ
وانما یم حوض کوثر را بجوش
حوض کوثر کو ٹھٹھائیں مارتا ہوا دکھا دوں

وانکہ تشہ بگرد کوثر می دوند
وہ لوگ جو کوثر کے گرد پیلا سے بھاگے پھر رہے ہیں
وال کساں کہ تشہ برگردش دوا
وہ لوگ جو اُس کے چاروں طرف پیلا سے بھاگے
می بساید دوش شاں دوش من
اُن کا کندھا میرے کندھے سے چل رہا ہے
اہل جنت پیش چشم ز اختیار
میری آنکھوں کے سامنے جتنی نوشی سے

در جہاں پیرا کتم امروز شر
دنیا میں آج ہی قیامت برپا کر دوں

تا چو خورشیدے بنا بد گوہر م
تا کہ میرا جو ہر آفتاب کی طرح چمکے
تا نہاکیم خل را و بید را
تا کہ میں کھجور اور بید کو (جدا کر کے) دکھا دوں

نقد را و نقد قلب میز را
کھرے اور کھوٹے کو (دکھا دوں)
وانما یم رنگ کفر و رنگ آل
تا یہی اور سرخ رنگ کو واضح کر دوں

در ضیائے ماہ بے خف و محاق
اُس چاند کی روشنی میں جس کیلئے گزین اور گناہ نہیں ہے
بشنو انم طبل و کوس را دنیا
اُن بیل و کوس کا نقارہ سنا دوں

پیش چشم کافر الہم عیاں
کافروں کی نظروں میں لے آؤں
کان بے روشاں زند با گش بگوش
کہہ اُنچے جہروں پر پانی چھڑکے کانوں میں اور اونچے

یک بیک را وانما یم تا کیند
ایک ایک کو دکھا دوں کہ وہ کون کون ہیں؟
گشتہ اندا یم نہاکیم من عیاں
پھر رہے ہیں، اُن کو بھی کھٹکھٹا دکھا دوں

نعر ہاشاں می رسد در گوش من
اُن کے نعرے میرے کان میں پہنچ رہے ہیں
در کشیدہ یک دگر را در کنار
ایک دوسرے سے لگے بل رہے ہیں

ہمچنین ہر پنج خوش چوں نابزہ
اسی طرح پانچوں حواس ٹوٹی کی طرح
ہر طرف کہ دل شارت کر دشاں
جس طرف دل نے اُن کو اشارہ کیا
دست پا در آمد دل اندر بلا
ہاتھ اور پانچوں دل کے غم میں جھٹکتے ہیں
دل نخواہد پا در آید زو برقص
دل چاہے تو پانچوں اس کی وجہ سے نفس میں جائیں
دل نخواہد دست آید در حساب
دل اگر چاہے، ہاتھ کام میں لگ جائیں
دست در دست نہانی مانند آ
ہاتھ پوشیدہ ہاتھ (دل) کے قبضہ میں ہے
گر نخواہد بر عدو مارے شود
اگر وہ چاہے، (ہاتھ) دشمن کیلئے ناپ بٹائے
گر نخواہد کفجہ در خوردنی
اگر وہ چاہے، کھانے میں چمچہ بن جائے
دل چہ می گوید بدیشاں کعجب
تعب ہے، دل اُن سے کیا کہد تباہ ہے
دل مگر مہر سلیمان یافتہ است
دل کو شاید مہر سلیمانی مل گئی ہے
پنج تھے از دروں میسور او
باہر کے پانچوں حواس اُس کے تابع ہیں
وہ جس سٹ ہفت اندام دگر
دش حواس ہیں اور سات دوسرے اعضا ہیں
چوں سلیمانی دلاور مہتری
جیکہ تو سلیمان (جیسا) ہے (اور) بہادر سردار ہے

بر مراد آمد دل شد جابزہ
دل کی مراد کے مطابق چلنے والے بن گئے ہیں
میر و ہر پنج حس و امن کشاں
پانچوں حواس ناز و انداز سے روانہ ہو جاتے ہیں
ہمچو اندر دست سئی آل عصا
جس طرح لاشی (حضرت) موئی کے ہاتھ میں
یا گریز دسوے افزونی ز نقص
یا نقصان سے نفع کی طرف بھاگیں
با اصابع تا نویسید او کتاب
پنج انگلیوں کے تاکہ وہ کتاب لکھتے
او دروں تن را رول بنشانند آ
وہ (دل) اندر ہے جسم کو باہر بٹھا رکھا ہے
وز نخواہد بر ولی یاے شود
اگر وہ چاہے، دوست کا یار بن جائے
وز نخواہد ہمچو گریز وہ منی
اگر وہ چاہے، دس من کا گریز بن جائے
طرف وصلت طرفہ نہانی سبب
عجیب تعلق ہے، عجیب تعلق سبب ہے
کو مہار پنج حس بر تافتہ است
جس نے پانچوں حواس کی مہار موڑ رکھی ہے
پنج تھے از دروں مامور او
اندر کے پانچوں حواس اُس کے محکوم ہیں
آپچہ اندر گفت ناید می شمر
جو ذکر میں نہیں آئے تو اُن کو گن لے
بر پری و دیوزن استختری
پری اور دیو پر حکومت کر

لہ پنج حس حواس غریبی
دل کے محکوم ہیں۔ نابزہ۔
ٹوٹی، من، جابزہ۔ گذرنے
والی۔ دامن کشیدن۔ ناز
سے ملنا۔ عصا۔ حضرت موئی
کی لاشی۔ انکی حکومتی افزونی
زیادتی۔ حساب۔ کام۔
اصابع۔ اُصبع کی جمع ہے،
انگلی۔

لہ دست نہانی خفیہ ہاتھ،
دل یعنی ہاتھ ہی دل کا محکوم
ہے۔ دل چہ می گوید۔ یہاں
سے مولانا نے دل کی حاکمیت
پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔
مہر سلیمان۔ حضرت سلیمان
کی انگوٹھی جس کی تاثیر سے
وہ انسانوں اور جنوں پر
حکومت کرتے تھے۔

لہ پنج تھے از دروں۔
ظاہری پانچ حواس باہرہ۔
دیکھنے کی طاقت۔ سنانہ۔
سننے کی طاقت۔ شنائتہ۔
سونگھنے کی طاقت۔ ذائقہ۔
چمکنے کی طاقت۔ لامشہ۔
چھونے کی طاقت۔

پنج تھے از دروں۔ باطنی
باطنی حواس جتنی تشریح۔
خیال۔ دہم۔ حافظہ۔
ہفت اندام۔ سات اعضاء۔
مہر سلیمان۔ شفقت۔ دروں۔
ہاتھ۔ دروں کا پانچ ظاہری ہفت
اندام ہیں، باطنی ہفت اندام
یہ ہیں۔ دماغ۔ سمجھنا۔ دل۔
سلیمانی جبکہ انسان کو قوت
سلیمانی حاصل ہے تو اسکا اپنے
قوتی پر حکمران بنایا جائے۔

لے نخل کھوٹ۔ قدوس
مضارع ہے درین بجا آید
اصبع اٹھی۔ دس کسی چیز
کے پوشیدہ ہونے کی دو صورتیں
ہیں۔ ایک تو یکہ اس چیز کو
چھپا دیا جائے دوسری یہ
کہ اپنی آنکھ بند کر لی جائے
اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ ہونا
دوسری قسم کا ہے نقطہ
یعنی تلخی میں سفید نقطہ قہر
سورج منخف۔ محبوب
منقطہ میں کہ قہر کیساتھ
بادل کا کھلا۔

لے محکوم۔ انسان نے دیا
کو مسخر کر دیا ہے جس طرح
چاہتا ہے آپس جبارائی کرتا
ہے، تو جب دیا مسخر ہے
تو خیالات کے دیا کو بھی
قاپوس رکھنا چاہئے۔ اے
بند یعنی دل پر قابو حاصل
کراور اُسے مکشوفات کو ظاہر
نہ کر اور غور کر کہ جب اللہ
نے سمندر کو انسان کا محکوم
بنایا ہے تو دل بھی محکوم
بن سکتا ہے۔ تجھ کی سبیل
جنت کی دو نہروں کے نام
ہیں یعنی یہی انسان کی محکوم
ہیں۔

لے چارہ چارہ نہیں جو کافائی
دو درخت ہندوستان کی ہیں۔
ہر کجاہ نہیں ہر طرف کو
جاری ہوگی جہاں جہاں چاہے
یہی انسان کی محکوم ہیں۔
دو چشمہ دونوں محکوم دل کی
محکوم ہیں۔ نہ بار مسانہ کا
زہر مہی گناہ محسوسات۔ وہ
چیزیں جو جو جس کے ذریعہ

گفت آخر ہی گنجد در بغل

(حضرت زین نے کہا بغل میں کبھی سمایا ہے

ہم و غل را ہم بغل را بر و رد

وہ کھوٹ اور بغل کو بھی پھاڑا کرتا ہے

گفت یک اصبع جو بر چشمے نہی

آنکھوں نے فرمایا اگر تو آنکھوں پر ایک انگلی رکھ

یک سر انگشت پر درہ ماہ شد

ایک سر انگشت چاند کا پر درہ بن گیا

تا پویشانند جہاں را نقطہ

ایک نقطہ (آنکھ کا پھولا) دنیا کو چھپا دیتا ہے

لب بہ بند و غور در بانی نگر

خاموش رہ، اور دریا کی گہرائی پر نظر کر

ہیچو چشمہ زنجبیل و سبیل

جیسا کہ زنجبیل و سبیل

چار چوئے جنت اندر حکم ماست

جنت کی چار نہریں ہمارے حکم میں ہیں

ہر کجا خواہیم دارمیش رواں

ہم جس طرف چاہتے ہیں آنکو جاری کر دیتے ہیں

ہیچو ایں دو چشمہ چشم رواں

جس طرح آنکھ کے دو رواں چشمے

گر نخواہد رفت سوئے زہر مار

اگر وہ چاہے سانپ کے زہر کی طرف (بھارت) چلا جائے

گر نخواہد سوئے محسوسات

اگر وہ چاہے تو نظر محسوسات کی طرف چلی جائے

گر نخواہد سوئے کلیات راند

اگر وہ چاہے (بصیرت) کلیات کی جانب چلی جائے

آفتاب حق و غور شید ازل

حق کا سورج اور ازل کا آفتاب؟

لے جنوں ماند بہ پیش نے خرد

اُسکے سامنے نہ جنوں رکھتا ہے نہ عقل (کہتی ہے)

بینی از غور شید عالم را تہی

دنیا کو سورج سے خالی پائے گا

وین نشان ساتری شاہ شد

یہ شاہ (اللہ) کی پردہ پوشی کی مثال ہوئی

مہر گرد منخف از سقط

بادل کے ایک ٹکڑے سے سورج چھپ جائے گا

بحر را حق کمر دم محکوم بشر

سمندر کو اللہ (تعالیٰ) نے انسان کا محکوم بنایا ہے

ہست در حکم بہشتی جلیل

بزرگ بہشتی اُسکے حکم میں ہیں

ایں نہ زور ما بفرمان خلاست

یہ ہماری طاقت نہیں خدا کے حکم کی وجہ سے

ہیچو سر اندر مراد سائران

جیسا کہ جادو، جادوگر کے قاپوس ہیں ہر

ہست در حکم دل و فرمان جاں

جان کے فرمان اور دل کے حکم کے تابع ہیں

وَر نخواہد رفت سوئے اعتبار

اگر وہ چاہے، عبرت پکڑنے کی طرف چلی جائے

وَر نخواہد سوئے بلوسات

اگر وہ چاہے چھپی ہوئی چیزوں کی طرف چلی جائے

وَر نخواہد جس جزویات ماند

اگر وہ چاہے جزویات میں گہری رہے

خواجہ را گفتند لقمان خور آں

آنہوں نے آقا سے کہا وہ لقمان نے کھائے ہیں
چوں نفیص کرد از لقمان سبب

جب اس نے (حضرت) لقمان سے وجہ دیا کی

گفت لقمان سید پیش خدا

(حضرت) لقمان نے کہا اے آقا! خدا کے سامنے

امتحان را کار فرماے کیا

اے سردار! امتحان لے لیجئے

امتحان کن جملہ ماراے کریم

اے داتا! ہم سب کا امتحان لے لیجئے

بعد از اں مارا بصحرائے براں

اُس کے بعد ہمیں جنگل میں نکال دیجئے

آنگہاں بنگرے تو بدر کردار را

تب تو بدر کردار کو دیکھ لیسا

گشت ساقی خواجہ از آبِ حمیم

آتا محرم پانی کا ساقی بن گیا

بعد از اں میراند شاں در شہتا

اُس کے بعد اُن کو جنگلوں میں نکال دیا

تھے در افتادند ایشان ز عنایا

مشقت کی وجہ سے وہ تھے میں ہتلا ہو گئے

چونکہ لقمان را در آمد تھے زنا

جب (حضرت) لقمان کی ناف تھے سے آئی

حکمت لقمان چوتانداں نمود

جب (حضرت) لقمان کی دانائی بیکرشمہ دکھائی ہو

یوم تبتلی السراثر کلہا

جس دن سب رازوں کی آزمائش کی جائیگی

خواجہ بر لقمان ترش گشت گراں

آقا (حضرت) لقمان پر بگڑا اور ناراض ہوا

در عتاب خواجہ آں بکشا دل

اپنے آقا کی ناراضی کے سلسلہ میں انھوں نے کشائی کی

بندہ خائن نباش مرنضی

خیانت کر نہیو لا غلام پسندیدہ نہیں ہوسکتا

شر بت را نش بدہ بہر نما

(اصلیت) دکھانے کیلئے تمہیں کا شر بت پلا دیجئے

سیرماں در وہ تو از آبِ حمیم

ہمیں گرم پانی پیٹ بھر کر پلا دیجئے

تو سوار و ما پیا وہ می و اں

آپ سوار اور رسم پیدل دوڑیں

صنعا مئے کا شفق الاسرار را

رازوں کو کھولنے والے کی حکمتوں کو بوجہ

مزن غلاماں را و خورند آں ز نیم

غلاموں کیلئے اور انھوں نے خوف کی وجہ پی یا

می دویدند آں نفر سخت و علایا

وہ لوگ اونچی اونچی جگہ دوڑے

آب می آور دزیشاں میوہا

پانی نے اُن (کے پیٹ) سے میوے نکال ڈالے

می برآمد از در و لش آب صفا

اُن (کے پیٹ) میں سے صاف پانی نکلا تھا

پس چہ باشد حکمت رب الوجود

تو رب الوجود کی حکمت کیا ہوگی؟

بأن صمکم کمائن لا یشتہا

تم میں سے وہ ہیں ظاہر ہوگی جو ناپسندیدہ ہیں

لہ آں آں را مرنش۔

ناراض گراں خفا نفیص۔

جستجو کرنا۔ لب کشا دن برنا۔

ستارا۔ اے آقا خائن نباش

کرنے والا جمر نفی پسندیدہ۔

کار فرما عمل میں لا۔ کیا مردار

را رخص۔ راندن سے بننے،

مٹھل۔ کریم بزرگ سخی۔

آب حمیم گرم پانی صنعا۔

عکسیت

لے کا شفق الاسرار۔ رازوں

کو کھولنے والا۔ کر پیلے ہر

میں علامت مفعول ہے۔

دوسرے مصرع میں سبب

کے لئے ہے ساقی پانی پلانے

والا۔ نیم۔ ڈور، خوف۔ سخت۔

جنگل۔ زعفر۔ گروہ، جماعت۔

لے سخت۔ نیچا غلام بنی

غنا۔ محنت۔ زیشان یعنی غلام۔

تاند۔ روانہ۔ رب الوجود۔ وجود

کھانے والا۔ اللہ تعالیٰ۔

برقم۔ دن۔ شلی۔ آزمائے

جائیں گے۔ اکثر اکثر سریرہ

کی جمع ہے، چھپی ہوئی چیز۔

بائن۔ ظاہر ہوا، کاشف۔

پوشیدہ۔ زینشتی۔

نا پسندیدہ۔

لے رہو۔ کرو فریب۔ سدیو۔
 اُس جن کا نام ہے جس نے
 حضرت سلمان کی انگوٹھی
 چُلائی تھی۔ یا خَیْرَتَا۔ اَوَّلِ
 پاک میں ہے۔ یا خَیْرَتَا۔
 عَلٰی الْعِبَادَةِ مَا يَأْتِيهِمْ
 مِنْ رَّسُولٍ اِلَّا كَانُوا بِهِ
 يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ ہندوں کے
 حال پر افسوس ہے کبھی ان
 کے پاس کوئی رسول نہیں
 آیا جس کی انھوں نے مٹی
 نہ الاوائی ہو۔ مخموم۔ غمزہ۔
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ قیامت کا دن۔
 دُیُوْخِ بَشَرٍ۔ یعنی نفسِ بَاجَا۔
 یعنی میدانِ حشر۔
 سَلِّ تَرَاوِدُ۔ یعنی میزانِ اعمال
 جس سے قیامت پر عمل
 تو لے جائیگے۔ آئینہ یعنی عینِ
 اعمال جو قیامت میں ہر شخص
 کو دیا جائیگا۔ لِقَاءِ۔ ایک
 بڑے دانشور اور صاحب
 حکمت شخص کا نام ہے انکو
 بعض لوگ نبی بھی مانتے ہیں
 مثنیہ۔ تہمت زدہ خوارق۔
 حقیقہ یعنی لقمان کی دوسرے
 غلاموں کے مقابلہ میں آقا
 کے کہاں کوئی عزت نہ تھی۔
 سَلِّ عَقْلٍ۔ ایک شخص کا نام
 ہے جو بلائے دعوتوں میں
 شرکت کرتا تھا اور ذیل پرنا
 تھا تیرے صورت۔ سیاہ فام۔
 نیل۔ رات جمع یعنی جمع
 شدہ خوش بہت۔ خوب۔
 نہایت۔ لورٹ۔

گر دریں ملکِ بری باشی ز پو
 اگر تو اپنی اس سلطنت میں فریب سے بچا رہے
 بعد ازاں عالمِ بگیردا ستم تو
 اُس کے بعد دنیا تیرا نام (یاد) کرے گی
 در ز دستت دیو خاتمِ راہِ برد
 اگر تیرے ہاتھ میں ہے انگوٹھی لے آؤ
 بعد ازاں یا خَیْرَتَا شَدِّ لِلْعِبَادِ
 اُس کے بعد ہندوں پر افسوس ہے، ہو گیا
 و ز تو دیوِ خویشِ رامنکری
 اگر تو اپنے شیطان (کے وجود) کا منکر ہے
 مگر خود را گرتو انکارِ آوری
 اگر تو اپنے فریب (کھانے کا) منکر ہے
 اس سخنِ پایاں ندرِ دجوں کُرم
 کیا کروں اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے

خاتمِ از دستِ تو نستاند سدیو
 تو سدیو تجھ سے انگوٹھی نہیں چھین سکتا ہے
 دُجہاں محکومِ تو جوں جسمِ تو
 تیرے جسم کی طرح دونوں جہاں تیرے محکوم ہونگے
 بادشاہی فوت شد سخت بمرود
 تو تیری بادشاہی ختم ہوئی اور تیرا فیصلہ مرد ہو گیا
 بر شما مختوم تا یومِ التَّشَادِ
 وہ تمہارے لئے قیامت تک نہیں ہو گیا
 چوں رَوی آنجا نورِ روشنِ بکری
 جب وہاں (حشر میں) پہنچے گا تو بڑھ دیکھ لیگا
 از تر آرد و آئینہ کے جاں بری
 تر آرد اور آئینہ سے کیسے جان بچائے گا؟
 بعد ازیں بر قصۂ لقمان تنم
 اِس کے بعد میں (حضرت) لقمان کے قصہ پر گفتگو کروں

مثنیہ کردن غلامان و خواجہ تاشاں مرقمات را کہ آں
 غلاموں اور ساتھیوں کا (حضرت) لقمان کو مثنیہ کرنا کہ ہم عہدہ اور
 میوہ ہائے پروریدہ و گزیدہ آوریم اُو خورده است
 اچھے میوے لائے اور وہ اُس نے کھائے ہیں

در میان بندگانش خوارق
 اُس کے غلاموں میں حقیقہ تھے
 تاکہ میوہ آیدش بہر فراغ
 تاکہ اُس کے لئے بفرات میوہ آئے
 پُر معانی تیرہ صورتِ پھول
 چمنوں سے پڑتے، رات کیلح کا لی صورت تھے
 خوش بخوردند از نہیب طمع را
 لالچی کی ٹوٹ مار سے خوب کھایا

بُوْد لِقْمَانُ بِشِ خَواجہ خَوشِ تَشْتِینِ
 (حضرت) لقمان اپنے آوت کے سامنے
 می فرستاد اُو غلاماں را بباغ
 وہ غلاموں کو میوہ لانے کیلئے باغ میں بھیجتا تھا
 بُوْد لِقْمَانُ در غلاماں چوں طفیل
 غلاموں میں (حضرت) لقمان طفیل کی طرح تھے
 آں غلاماں میوہ ہائے جمع را
 اُن غلاموں نے جمع شدہ میووں کو

غیب مطلوب حق آمد چنگاہ

ہر چند کہ اللہ (قللے) کو غیب مطلوب ہے

تنگ مراں در کش غماں مستور

تیز نہ دوڑا باگ کشیج (راز کا) چھپا ہوا ہونا بہتر ہے

حق ہی خواہد کہ نو مبدان او

اللہ (قللے) چاہتا ہے کہ اُس سے نا امید

ہم مشرف رعبادہ تہائے او

جو لوگ اُس کی عبادتوں سے مشرف ہیں

ہم با امیدے مشرف می شوند

وہ ابھی اُمید سے مشرف ہوں

خواہد آں رحمت بتابد بر ہم

رحمت چاہتی ہے کہ وہ سب پر نازل ہو

حق ہی خواہد کہ ہر میر و اسیر

اللہ (قللے) چاہتا ہے کہ ہر حاکم اور محکوم

اِس رجا و خوف در پردہ بود

یہ امید و بیم پردہ (پوشی کی صورت) نہیں ہو سکتی

چوں در بدی پردہ کو خوف رجا

جب تو نے پردہ چاک کر دیا امید و بیم کہاں رہی؟

حکایت

بر لب جو برد و ظن یک نشتی

ایک نو جوان نے دریا کے کنارے بیڑیاں کیا

گروست ایں از چہ فر و حشیت

یہ اگر وہی ہے تو یہ تنہائی اور چھپاؤ کیوں ہے؟

اندریں اندیشہ می بود او دود

اِس خیال میں وہ دودل ہو رہا تھا

دیورفت از ملک و تخت و گنجیت

دیو چلا گیا، اُن کے ملک و تخت سے بھاگ گیا

اِس دہل زن را بر لب بر بندہ

اِس دھول پیٹنے والے کو نکال دے راستہ بند کر دے

ہر کس از بندار خود مسرور

ہر انسان کا اپنے خیال کے مطابق خوش رہنا بہتر ہے

زس عبادت ہم نگر و اندر رو

بھی اِس عبادت سے مُنہ نہ موڑیں

مشتغل گشتہ بطاعتہائے او

اُس کی فرمانبرداریوں میں مشغول ہیں

چند روزے در رکابش می روند

(کیونکہ) چند روزہ بھی ہم رکاب رہے ہیں

بر بد و نیک از عموم مرجم

بُڑے اور بچلے پر رحمت کے عام ہونے کی وجہ سے

با رجا و خوف باشند و حذر

امید و بیم میں رہیں اور ڈرتے رہیں

تا پس اِس پردہ پر ورده شود

تا کہ پس پردہ وہ پرورش پاتے رہیں

غیب را شد کرد و فر اندر ملا

غیب کی شان و شوکت بر ملا ہو گئی

کہ سلیمان ست ماہی گیر ما

کہ ہمارا پھیرا سلیمان (علیہ السلام) ہے

ورنہ سیمائے سلیمانیش چسیت

ورنہ اُس کا سلیمان جیسا چہرہ مہرہ کیوں ہے؟

تا سلیمان گشت شاہ مستقل

یہاں تک کہ (حضرت) سلیمان مستقل بادشاہ بن گئے

نیغ نختش خون آں شیطان نخت

اُن کے نصیب کی تلوار نے اِس شیطان کا خون بہا دیا

لے غیب پر پردہ پوشی۔

دُہل زن دھول پیٹنے والا

اعلان کرنے والا ٹانگ۔ دور۔

مراں۔ راندن سے نہیں ہے،

نہ چلا۔ عثان۔ باگ۔ مستور۔

چھپا ہوا۔ بندار۔ بندہ۔ خیال۔

لے نو مبدان۔ وہ لوگ جو

غلط عقیدہ کی وجہ سے نفس الام

میں مایوس ہیں، یعنی انکار

اِس را میں یہ بھی ممکن ہے کہ

یہ لوگ بھی مایوس نہ ہوں۔

عبادہ تہائے یعنی ناقص عبادت۔

رکاب۔ سواری۔ جلو۔ پیش۔

سروار۔ آسیر یعنی محکوم۔

رجا۔ امید۔

لے۔ حذر۔ ڈرنے

والا۔ اِس رجا یعنی جب

تک انسان کے اعمال بڑے

میں ہیں امید و خوف ہے

ورنہ کسوم ہو جائیگا۔ اندر ملا۔

بڑلا۔ حکایت۔ اس کا مقصد

یہ ہے کہ انکشاف حقیقت

کے بعد خوف و رجا ختم

ہو جاتا ہے۔ گرویت۔

اگر پھیرا واقعی سلیمان ہیں

تو تنہا اور اس حالت میں

کیوں ہیں۔ سہما۔ علامت،

چہرہ مہرہ۔ دودل۔ متردّد۔

مستقل۔ خود بخود۔ دیو۔

وہ جن جس نے انگوٹھی پھان

تھی۔

لہ شغلا۔ پلائے گئے۔
 مائے حقیقت۔ کرم پانی۔
 قُطعت۔ پارہ پارہ کر دیئے
 گئے۔ اَلْاَسْتَاْسِ مَرِّی جَع
 ہے، بردہ۔ جہا۔ وہ چیزیں
 اَفْطَحَتْ جس نے صو کیا۔
 حجر۔ پتھر کو آتش گیر بات سے
 توڑا جاتا ہے۔ اِس دل۔
 کافروں کے دل کو ڈرانے
 پتھر سے تعبیر کیا ہے۔ رگ
 یافتہ حقیقت کو پہنچ جانا۔
 تہ مَرِّی مَرِّی مشہور ہے
 گوشت خوردانِ سگ۔
 زشت۔ برصورت جھفت
 شوہر، بیوی۔ بابت۔ لائق
 سزاوار، مناسب پس۔
 حدیث شریف ہے: اَلْمَرْءُ
 عَلٰی دَیْنِ خَلِیْلِ فَلَا یُطْرَقُ
 اَحَدٌ کُلُّ مَنِّ یُتَّقٰی اِلٰی
 انسان اپنے دوست کا مذہب
 اختیار کر لیتا ہے تو غور کر لے
 کس سے دوستی کر رہا ہے۔
 سہل سہی۔ قید خانہ۔ غریب۔
 ویرانہ۔ اَسْقٰی۔ تو سمجھ کر۔
 اَفْتَرَبْ غریب ہو جا۔ اِس
 سخن۔ یہ اَمْعُوْر کا مقولہ
 ہے۔ بَرَق۔ وہ سواری جو
 حضور کو معراج میں لی تھی۔
 ناطقہ۔ قوتِ گویائی یہاں
 سے مولانا نے اسرار کے افشاء
 کی حکمتیں بتائی ہیں۔ تباہ
 زور کر کے والا۔

چوں سَفْوَمَاءَ سَمِیْمًا قُطِعَتْ

جب اُن کو گرم پانی پلایا گیا پارہ پارہ کر دیئے گئے

نارِ زان آمد عذاب کا فراں

کافروں کی سزا، آگ اسی وجہ سے بنی ہے

اِس دل چوں سَنَک تاجِ چند

اِس پتھر پیسے دل کو کتنی ہی

ریش بد را داروئے بدیافت

خوابِ زخم کو خراب دوا ہی قابو میں لاتی ہے

لِخِیْثَاتِ الْخِیْثُوْنَ حِکْمَتِ سَت

خیثات کے لئے خیشوں کا ہر زہا ہی دانائی ہے

پس تو سرِ جھفتے کہ بخواہی بگیر

پس تو جو جڑا چسا ہے ہنالے

پس تو ہر راہے کہ بخواہی برو

پس تو جس راستہ پر چلنا چاہے، چل

نورِ خواہی مستعد نور شو

نور چاہتا ہے تو نور کے لئے مستعد بن

ورے ہے خواہی ازیں سچنِ خرب

اگر اس برباد، قید خانے سے رہائی چاہتا ہے

سرکشانرا ہیں سرِ سرِ در عذاب

سرکشوں کو سرِ سرِ عذاب میں سمجھو

اِس سخن یا یاں نادرِ دخیز زید

اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے اے زید! آٹھ

بقیہ قصہ زید در جواب حضرت سالت علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں (حضرت) زیدؓ کا بقیہ قصہ

ناطقہ چوں فاضح آمد عیب را

بیکر دونا، عیب کی پردہ دری کر نہ والا ہے

میدرانا سپرد ہائے غیب را

وہ غیب کے پردوں کو چاک کر رہا ہے

جُمْلَةُ الْأَسْتَاْسِ مَرِّی اَفْضَحَتْ

تمام پردے اُن کا زانوں سے جموں صو کیا

کہ حجر را نار باشد امتحان

کہ پتھر کی آوازش آگ سے ہوتی ہے

پند گفتیم و نمی پذیرفت پند

ہم نے نصیحت کی اُس نے نصیحت قبول کی

مَرِّی مَرِّی خَر را سَنَد و دند ان سگ

گدھے کے سر کیلئے کتے ہی کے دانت مناسب ہیں

زشت را ہم زشت جھفت بابت

بڑے کا بڑا ہی جوڑا اور لائق ہے

محو او باش و صفاتش را پذیر

امیں فنا ہو جا اور صفات کو قبول کر لے

محو و مشکل صفات و دست شو

دوست کی صفات میں فنا اور مشکل بن جا

دور خواہی خویش بین دور شو

دور ہو نا چاہتا ہے تو منکسر اور دور ہو جا

سرخش از دوست و سنجذ و اَقْبَر

دوست (اللہ تعالیٰ) سے سرکشی نہ کر اور بچ کر اور بچا

سرمینہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ

سر تسلیم، غم کرے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے

بر برق ناطقہ بر بند قید

گویائی کے برق کو باندھ دے

برق قیہ زید در جواب حضرت سالت علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں (حضرت) زیدؓ کا بقیہ قصہ

ناطقہ چوں فاضح آمد عیب را

بیکر دونا، عیب کی پردہ دری کر نہ والا ہے

میدرانا سپرد ہائے غیب را

وہ غیب کے پردوں کو چاک کر رہا ہے

بندگی در غیب آمد خوب گوش
غیب کی صورت میں عبادت خوب اور بہتر ہے
گو کہ مدح شاہ گوید پیش او
کہاں ہے وہ جو بادشاہ کے سامنے بادشاہ کی تعریف
قلعہ دارے کن کنار مملکت
وہ قلعہ دار جو مملکت کے کنارے پر
قلعہ نر و شد بہال بیکراں
الاعداد مال کے لئے قلعہ کو فروخت کرے
غائب از شہ در کنار ثغرها
دن کے کنارے پر بادشاہ سے غائب
پیش شہ او بہ بود از دیگران
بادشاہ کے نزدیک وہ دوسروں سے بہتر ہوگا
پس بغیبت تیم ذرہ حفظ کار
غیبت میں کام کی تھوڑی بھی نگہداشت
طاعت و ایمان کنوں محمود
فرمانبرداری اور ایمان اب قابلِ تعریف ہے
چونکہ غیب غائب رو پوش
چونکہ غیب اور غائب اور چھپا ہوا بہتر ہے
اے برادر دست و آواز سخن
اے بھائی! بات کہنے سے دستبردار ہو جا
بس بود خورشید را روشن گواہ
سورج کے لئے اُس کا چہرہ کافی گواہ ہے
نہ بجویم چوں قس شد دریا
نہیں تو شہادت دوں گا جیسا کہ بیان ہیں ساتھ ہیں
یَشْهَدُ اللَّهُ وَالْمَلَكُ وَاهْلُ الْعُلُو
اللہ گواہی دیتا ہے اور فرشتے اور علماء

حفظ غیب آمد در استبعاد خوش
عبادت کرانے میں غیب کی حفاظت اچھی ہے
باکہ در غیبت بود او شرم رو
اُس کے مفت بل میں جو غائبانہ شرمائے
دور از سلطان سایہ سلطنت
بادشاہ اور سلطنت کے سایہ سے دور
پاس دار قلعہ را از دشمنان
دشمنوں سے قلعہ کی حفاظت کرے
ہمچو حاضر او نگہدار و وفا
حاضر کی طرح وفا کی نگہداشت کرے
کہ بخدمت حاضر اند و جانفشان
جو دربار میں حاضر ہیں اور جانفشانی کر رہے ہیں
بہ کہ اندر حاضری زان صد ہزار
موجودگی کی لاکھ کارگذاری سے بہتر ہے
بعد مرگ اندر عیاں مرد و دُشند
مرنے کے بعد مشاہدہ کی صورت میں ناقبول ہے
پس دہاں بر بند و انجا موش
تو مٹھ کو بند کرنے غاموش رہنا بہتر ہے
خود خدا پیدا کند علم کن
وہ (اللہ تعالیٰ) علم دہی خود پیدا کر دینا
اُمی شئیء اعظم الشاہد الہ
سب سے بڑا گواہ کون ہے؟ خدا ہے
ہم خدا و ہم ملک ہم عالم الہ
اللہ بھی اور فرشتے بھی اور علماء بھی
اِنَّهٗ لَا رَبَّ الْاٰمَنَ يَدُوْم
کہ رب نہیں ہے مگر وہ جو ہمیشہ رہے

لہ بندگی یہاں سے بھی
انفار احوال کی حکمت یہاں
کہ تا شمع کی گوش خوب
حفظ محفوظ استعباد
عبادت کرنا حفظ غیب
غائبانہ اطاعت کا بڑا درجہ
ہے کہ کجا یعنی درون میں
بہت فرق ہے فقر سرحد
لئے طاعت و ایمان آیات
الہیہ کے مشاہدہ کے بعد
ایمان مستبر نہ ہوگا علم کن
خدا جس کو جاہل گاہ غلام دہی
عطا فرما دینا گاہ اور وہ غیب پر
مطلق ہو جائیگا، تو خاموش ہو جا
پس جب مشاہدہ ہو جائیگا
تو یہ کسی گواہ کی ضرورت
نہ رہے گی۔

سہ نے تجویم۔ اور کھنکھن
تھا کہ موت اللہ کی گواہی
ہی کافی ہے۔

آفتاب آمد بیل آفتاب
آب اس مضمون سے گزرتا ہے
کہاں اللہ کی گواہی کافی ہو
ہے لیکن چونکہ اللہ نے اپنی
گواہی میں فرشتوں اور عالم
علم کو شریک کیا ہے تو سبھی
گواہی دینا ہوں بے شک
یا کہ میں ہے "شہد اللہ
اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدِيمُ
وَالدَّالُّ الْعَلِيمُ" اللہ اس پر گواہی
دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی موجود
نہیں اور فرشتے اور عالم علم
گواہی دیتے ہیں۔

ہر کسے را گر بُد کے آں حشیم زور
اگر ہر شخص کے لئے وہ آنکھ اور طاقت ہوتی

کے تارہ حاجت سے اے ذلیل

لے ذلیل! متارے کی پھر کیا ضرورت تھی؟

بیچ ماہ و اخترے حاجت بُد

(آنکھ کسی چاند اور تارے کی ضرورت نہ تھی)

ماہ می گوید بابر و خاک و فے

چاند ابر اور خاک اور سایہ سے کہتا ہے

چوں شہ تار یک بودم در نہا

در اصل تمہاری طرح میں بھی پہلے نور تھا

ظلمتے دارم بہ نسبت تہموس

سورجوں کی بہ نسبت میں تار یک ہوں

زاں ضعیفم تا تو تالے آوری

میں اس لئے ضعیف ہوں کہ تو برداشت کر کے

ہیمو شہد و سرکہ در ہم باقم

میں شہد اور سرکہ کی طرح باہم مل گیا ہوں

چوں ز علت و ارمیدی آریں

اے گرفتار (مرض) جب بیماری سے نجات پانے

تخت دل معمور شد یا کہ ہوا

جب دل کا تخت خواہشات پاک ہو کر (نور سے) بھر گیا

حکم بردل بعد ازین بے واسطہ

اس کے بعد بلا واسطہ دل پر حکم

ایں سخن پایاں نذر دزدید کو

اس بات کا غایت نہیں ہے (فحش) دیکھ کہاں؟

نیست حکمت گفتن ایں سارا

ان رازوں کے کہنے میں دانا ئی نہیں ہے

گو گرفتے ز آفتاب چرخ نور
کہ جس سے آسمان کے سورج سے نور چل کر سکتا

کے مہرے بر نور خورشید دلیل

وہ سورج کی روشنی کا راہنما کب ہوتا؟

کو بُود بر آفتاب حق شہود

جو حق کے سورج کا گواہ ہوتا

من بشر من و مثلكم یوحی الی

میں تم جیسا انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے

وحی خورشیدم چنیں نورے بداد

وحی کے سورج نے مجھے یہ نور عطا کیا ہے

نور دارم بہر ظلمات نفوس

انسانوں کی تاریکیوں کیلئے میرے پاس نور ہے

کہ نہ مرد آفتاب انوری

کیونکہ تو زیادہ چمکدار سورج کا مرد (میلان) نہیں ہے

تا بہ بیماری جگر رہ یافتم

یہاں تک کہ جگر کی بیماری تک پہنچ گیا ہوں

سرکہ را بگذار می خور انجبین

سرکہ کو چھوڑ دے شہد چاٹ

بروے التوحمن علی العرش استنو

تو ان کے چمن علی العرش استنوی کا مصداق بن گیا

حق کن چوں یافت دل این رط

اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے جب دل کو یہ رط حاصل ہوگا

تا دم بندش کہ روانی مجو

تاکہ میں اُن کو روکوں کہ روانی نہ کر

چوں قیامت می رسد اظہارا

اظہار کے لئے قیامت آ رہی ہے

لہ چرخ آسمان و کسب نہا
شہود و غناہ گواہ تھے سایہ

۵۷ آہ یعنی نبی کریم یوحی
وحی بھی جاتی ہے۔ (اتی)

میری جانب۔ (آن میں ہے۔

قل انما انا بشر مثلكم یوحی

اتی۔ "اے نبی! تم لوگوں سے

کہر دو میں تم جیسا انسان ہوں

مجھ پر وحی آتی ہے۔ یوحی خواہ

آنحضرت کو خطاب کر کے اللہ

نے فرمایا ہے۔ "اسی طرح سے

ہم نے اپنے حکم سے دین کی

جان بھئی قرآن تمہاری طرف

وحی کے ذریعہ بھی ہے تم

نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا

چیز ہے اور نہ یہ جانتے تھے

کہ ایمان کو کہتے ہیں بشووس۔

یعنی شوق باری اور صفات

الہی کہ تدرہ و بردہ راست

منجانب اللہ (افاضہ عوام کے

لئے مناسب نہیں) اسلئے رسول

واسطہ بنے ہیں۔

۵۸ شہد۔ یعنی فیض حق۔

سرکہ یعنی تولی ظلمات جگر۔

یعنی مخلوقات۔ درہم بافتن۔

برجل جانا۔ رجہ بافتن۔ دہل

ہو جانا، سرایت کرنا۔ علت۔

یعنی روحانی امراض جسکو بگذر۔

اب قالی اور تولی ظلمات کی

ضرورت نہیں ہے اسرار الہی

کی معرفت بذریعہ علم لدنی حاصل

ہونے لگے گی۔ بخت دل یعنی

جب دل ہو اور ہوس سے پاک

ہو جائیگا اللہ کی تجلیات انجیر

ایسی ہی ہونگی جیسی کہ عرش پر

حکم جبرائیل سے رابطہ پیدا

ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دل پر

فہم نے اپنے حکم سے دین کی

جان بھئی قرآن تمہاری طرف

وحی کے ذریعہ بھی ہے تم

لے چوں گواہی۔ اب یہ سمجھا
ہے کہ خدا کی گواہی کے بعد فرشتوں
اور ملائکہ کی گواہی کی کیا ضرورت
تھی مشتعل شعلہ بہتر آباد
تاب نبارد۔

لے خفاش چمکا ڈر تفت۔
جہک لگوس پش ملائکہ۔
یعنی جسطرح سورج کے تپنے سے جوتے
چاند اور ستاروں کے جودیں
مصلحت کا فرما ہے اس طرح
اللہ کی گواہی کے بعد فرشتوں
کی گواہی میں مصلحت کا فرما
ہے۔ ملائکہ مختلف فرقہ کے
تھے چوں جس طرح مختلف
تاریخوں کے چاند کے نور میں
فرق ہے اس طرح فرشتوں
کے مراتب میں فرق ہے۔ انجھ
جناح کی جمع ہے بازو ثلاث۔
تین تین۔ کرباع۔ چار چار۔
عقل۔ انسانوں کی عقلوں
میں فرق ہے۔ آفتش چنوا
کمزور تھا والا نور خورشید۔
تھے اصفیٰ۔ حدیث فرشتہ
أَصْفَاءُ كَالْبَحْرِ بِلَافِيحَةٍ
أَفْضَلُ يَشْهَدُ أَفْضَلُ يَشْهَدُ
”میرے صحابہ ستاروں کی طرح
ہیں تم جی کی بھی پیروی کرو
گے راہ یاب ہو جاؤ گے“

ستاروں کے دُعا نامے ہیں
ایک راہنما کی دوسرے پر کہ
وہ شیطانوں کیلئے گزندہ ہیں
جوشیا طین آسمانی باتیں پلنے
کی کوشش کرتے ہیں اُن کو
ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس طرح
صحابہ جراح العلم ہیں وہ
مٹکوں کی ہلاکت کا سبب
ہیں۔

چوں گواہی داد حق کہ لود ملک
جب اللہ تعالیٰ نے گواہی دیدی تو فرشتے کیا کہیں

زانکہ شعلہ و حضور آفتاب
یہ اس لئے کہ کروں اور سورج کی موجودگی کی

چوں خفاشے کو تلف خورشید را
جبکہ چمکا ڈر جو سورج کی پیمائش کی

پس ملائکہ چو ماہاں بازواں
تو فرشتوں کو اُن چاندوں کی طرح سمجھ

کایں ضیا ما ز آفتابے یاقیم
(وہ کہتے ہیں) کہ یہ روشنی ہم نے سورج سے حاصل
کی ہے

چوں مہ نو یا سہ روزہ پاکہ بدر
نئے چاند یا تین روزہ چاند یا چودھویں کے چاند کی

زاجنح نور ثلاث او رباع
نور کے تین تین یا چار چار بازوؤں کی وجہ سے

ہچمو پر ہائے عقول انسیاں
جیسے انہوں کے عقلیں بازو

پس قرین ہر بشر در نیکی بد
ہر انسان کا شیک کی اور بدی کے اعتبار سے

چشمِ عیش نور خور را بر تافت
چندھے کی آنکھ میں سورج کی روشنی کی تابانی ہے

تا شود اندر گواہی مشترک
کہ وہ گواہی دینے میں شریک ہوں

بر تابد چشم و دہائے خراب
کہ نور آنکھیں اور ذلِ مطاعت نہیں کہتے ہیں

تا بہر بکسلد اُمید را
تاب نہیں لاتی ہے امید توڑ بیٹھتی ہے

جلوہ گم خورشید را بر آسماں
جو آسمان پر سورج کو جلوہ دیتے ہیں

چوں خلیفہ بر ضعیفان تا یم
خاتم مقام بن کر ہم کمزوروں پر چمکے ہیں

مرتبہ ہر یک بُود در نور و قدر
ہر ایک (فرشتہ) کا نور اور قدر میں ترتیب ہے

بر مراتب ہر ملک اَل شعلہ
مرتبہ کے اعتبار سے ہر فرشتہ کو وہ نور ملے ہے

کہ بسے فرق سنیان اند میاں
کہ اُن کے درمیان بہت بُرا فرق ہے

اَل ملک باشند کہ مانند ش بُود
وہ فرشتہ ہوگا جو اُس کے مناسب ہوگا

اختر اور شمع شد تارہ بیافت
ستارہ اُس کی شمع بجلیا بہا تار کے انکسار سے مل گیا

گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مرزید رضی اللہ عنہ را
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ

کہ ایں بر سر افاش تریں مگو و متابعت نگہدار
اِس را ز کوحا سے زیادہ کھل کر نہ کہہ اور فرمانبر داری کا لحاظ رکھو

رہرواں را شمع و شیطان را جوا
جو مسافروں کی شمع اور شیطان کیلئے گزندہ ہیں

گفت پیغمبر کہ صحابی نجوم
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ

ستارے ہیں

سُرخِ می پچی چسبنا دیدہ

ایسا بھولان کر تو کیوں انکار کرتا ہے؟

در عدم افشرده بودی پاک خویش

تو نے عدم میں اپنا پیر سکڑ رکھا تھا

می نہ بینی صنّیع ربانیت را

کیا تو خدا کی کارِ بگری کو نہیں دیکھتا ہے

تاکشیدت اندریں انواع حال

یہاں تک کہ تجھے ان احوال میں مبتلا کر دیا

آں عدم او را ہمارہ بندہ است

عدم ہمیشہ اُس کے فرمان کے تابع ہے

دیو می سازد جفان کا لہجواب

دیو، مالاہوں جیسے لگن بست رہا ہے

خویش را میں چوں ہی لرزی نیم

تو اپنے آپ کو دیکھ خوف سے کیسا کانپ رہا ہے

وَرَنودست اندر مناصب میزنی

اگر تو بڑے عہدوں پر دست درازی کر رہا ہے

ہر چہ جز عشق خدائے حسن است

خدا کے خوب تر کے عشق کے علاوہ جو کچھ ہے

چیت خاں گندن جو مرگدن

جان کنی کیا ہے؟ موت کی جانب چلنا ہے

خلق را دودیدہ در خاک ممتا

مخلوق کی مٹا ہیں موت کی ہتھی کیلوت ہیں

جہ کن تا صد گماں گرد و دود

کوشش کر کہ تیر گمان تو نے بن جائیں

در شب تاریک جمے آں روز را

اندھیری رات میں اس دن کی تلاش کر لے

در عدم اول نہ سرچسپیدہ

کیا پہلے عدم میں تو نے مٹھ نہ موڑا تھا؟

کہ مرا کہ برکنند از جائے خویش

کہ مجھے میری جگہ سے کون اکھاڑ سکتا ہے؟

کہ کشد او موئے پیشانیّت را

کہ اُس نے تیری پیشانی کے بال بیکڑ کھینچ لیا

کہ نبودت در گمان و در خیال

جو تیرے گمان اور خیال میں بھی نہ تھے

کار کن دیو! اسلیمان نہ است

اے دیو! کام میں لگ جا سلیمان زندہ ہے

زہرہ نے نادفع گوید یا جواب

طاقت نہیں ہے کہ انکار کرے یا جواب دے

مُر عدم را نیز لرزاں دال مقیم

عدم کو بھی ہمیشہ لرزاں سمجھ

ہم ز ترس ستانکے جانے مسکینی

یہ بھی درہری کی وجہ سے ہے کہ تو مشقت ٹھاتا ہے

گر شکر خانیست آں جاں گندرت

اگر شکر خوری بھی ہے وہ جاں کنی ہے

دست را آب جیاتے نازدن

آب حیات کو حاصل نہ کرنا ہے

صد گماں دارند در آب جیات

آب حیات میں سینکڑوں شک کرتے ہیں

شب پرو و ز تو نجسی شب و دود

رات کو سفر کر اگر سو گیا رات چلی جائے گی

پیش کن آں عقل ظلمت سوز را

تاریکی کو ختم کر دینے والی عقل کو رہنا بسا

لہ سرچ۔ روح نے حضرت

آدم کے جسم میں آنے سے

پہلے ہی انکار کیا تھا۔ در عدم

ازل میں روح جسم میں آنے

کو آمادہ دہتی تاکشیدت۔

مجبوراً روح کو جبرِ غصہ

اختیار کرنا پڑا اور احوال دنیا

میں مبتلا ہوا۔

لہ نہارہ۔ ہموارہ، ہمیشہ

دیو۔ اے دیو جفان۔

جفن کی جمع ہے، لگن۔

جواب۔ اس میں جوابی ہے

جوابیہ کی جمع ہے تراویض۔

زہرہ۔ پتہ، حوصلہ، بنا۔

منصب کی جمع ہے، بڑا عہدہ۔

بڑے عہدوں کی کاوش

انسان مال حاصل کرنے کے

لئے کرتا ہے جس کی وجہ سے

کا خوف ہوتا ہے جو بقدر اللہ

ہے تو گویا انسان کا عہدہ

حاصل کرنا اللہ سے لرزنا ہے۔

لہ جان کنان۔ مصیبت

برداشت کرنا۔ مرگ۔ یعنی

دنیا۔ آب حیات یعنی عشق

الہی، ویدرا الہی۔ خود نوشتے

شب رفتی۔ رات کو چلنا،

یعنی رات کو عبادت کرنا۔

آں روز۔ یعنی نور الہی۔

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ

(حضرت) زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف واپسی

زید را کنوں نیابی گوگر نیت

دلے مخاطب اب تو نیکو نہ پائیگا کیونکہ اب وہ چلے

تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت

تو کیلے، زید خود اپنے آپ کو نہیں پاسکتے ہیں

نے ازو نقشے بیابی نے نشا

تو نہ اس (نشانے) کا نقش پائے گا نہ نشان

شد حواس و نطق بے پایان ما

ہم سارے لامحدود حواس اور نطق گویائی

حسبا و عقلا ہاشاں در درون

ان (روحوں) کے حواس اور عقلیں اس عالم میں

چوں شب آمد باز وقت باز شد

جب رات آئی پھر کام کا وقت آگیا

خلق عالم جملگی ہمیش شوند

دنیا کی تمام مخلوق بے ہوش ہو جاتی ہے

صبح چوں دم زد علم افزاں خور

صبح نے جب سانس یا سوچ نے جیتا بلند کیا

بیہشاں را وادہ حق ہوشہا

اللہ بے ہوشوں کو ہوش دے دیتا ہے

پائے کوبان دست افشاں دشنا

ترکیف میں ناچتے ہوئے، رقص کرتے ہوئے

آں جلود و آل عظام ریختہ

ریزہ ریزہ کھالیں اور ہڈیاں

حملہ آند از عدم سوئے وجود

عدم سے وجود کی طرف تیزی سے چلیں گے

جست نصف نعل و نعل نیت

(مجلس کی) آخری صف سے روانہ ہوئے اور تیزی سے

پہچوا ختر کہ بر و خورشید تافت

اُس ستارے کی طرح جس پر سورج روشنی ڈال دے

نے کہے یابی براہ کہکشاں

نہ کہکشاں کے راستے میں تو چنکا پائے گا

محو نور دانش سلطان ما

ہمارے شہنشاہ کی دانش کے نوریں فنا ہو گئی

موج در موج لکینا مخضرون

”لکینا مخضرون“ کے مقام میں موجزن تھے

انجم نہماں شدہ بر کار شد

پہچھے ہوئے ستارے کام میں لگ گئے

پر دہا بر و روشند و بغنوند

بہرے ڈھانپ لیتے ہیں اور گھٹنے لگتے ہیں

ہر فتی از خوابکہ برداشت سر

ہر نوجوان نے خواب گاہ سے سر اٹھایا

حلقہ حلقہ حلقہا در گوشہا

جماعت در جماعت تابع فرمان ہو جاتے ہیں

ناز نازاں سر بٹا آخیتنا

ناز کرتے ہوئے کھڑے ہائے رب تھے نہ ہونے کو کرنا

فارساں گشتہ غبار انجیختہ

شہسوار بنے ہوئے، غبار اڑاتے ہوئے

در قیامت ہم شکور و ہم عنود

قیامت میں مشکوگنار بھی اور سرکش بھی

لے نعل رفتن تیر ہوا نا۔

تو کہ نہ برباد فنا کے اس مقام

پر پہنچ گئے ہیں خود کو گویا خبر

نہیں ہے کہکشاں۔ اس میں

کا دکشاں ہے یہ باریک تار

کالسا جو مہرے اور ایسا ہے

میں کہ گھاس کا گھڑ نہیں پر

ڈال کر کھینچا جانے توڑیں پڑتا

ہو جاتے ہیں یہ آسمان پر رت

کی تاریکی میں جو بادشاہ ایک

شرک کی صورت میں نظر آتا ہے

جب سوچ نکلتا ہے نہ سارے

نظر آتے ہیں نہ کہکشاں۔

تھنہ۔ عالم ارواح میں ہمارے

تمام حواس غلطی نور میں ہیں

طرح خوبصورت میں کہ حضرت زید

پر محبت طاری ہوئی۔ لکینا۔

سورہ یسین میں مذکور ہے۔

ان کا نعت الہیۃ و احدیۃ

فاذا خلق یسبح لکینا مخضرون

”قیامت میں ایک زندگی

آواز ہوگی تو یس لوگ ہمارے

حضور میں حاضر ہو جائیں گے“

چوں شب آمد حیل طارے

دن میں چھپ جاتے ہیں اور

رات آتے ہی مہر وصال ہو

جاتے ہیں اب طرح جیل انسان

پر شب یعنی موت طاری ہوتی

ہے اور روح عالم ارواح میں

پہنچ جاتی ہے تو ملکوت میں

تغصن شروع کر دیتے ہیں۔

سے گھنٹن عالم یعنی سکرات لوت

سے پہنچی طاری ہو جاتی ہے

اور عالم برزخ میں روحوں پر

غنون کی طاری ہو جاتی ہے۔

صیغہ صمیع ہوتی ہے تمام ان

نہیں سے پیدا ہو جاتے ہیں اسی

طرح قیامت کا تو میرے

پیشانی تیرا کہکشاں

نہیں ہے کہکشاں۔ اس میں

کا دکشاں ہے یہ باریک تار

کالسا جو مہرے اور ایسا ہے

میں کہ گھاس کا گھڑ نہیں پر

ڈال کر کھینچا جانے توڑیں پڑتا

ہو جاتے ہیں یہ آسمان پر رت

کی تاریکی میں جو بادشاہ ایک

شرک کی صورت میں نظر آتا ہے

جب سوچ نکلتا ہے نہ سارے

نظر آتے ہیں نہ کہکشاں۔

تھنہ۔ عالم ارواح میں ہمارے

تمام حواس غلطی نور میں ہیں

طرح خوبصورت میں کہ حضرت زید

پر محبت طاری ہوئی۔ لکینا۔

سورہ یسین میں مذکور ہے۔

ان کا نعت الہیۃ و احدیۃ

فاذا خلق یسبح لکینا مخضرون

”قیامت میں ایک زندگی

آواز ہوگی تو یس لوگ ہمارے

حضور میں حاضر ہو جائیں گے“

چوں شب آمد حیل طارے

دن میں چھپ جاتے ہیں اور

رات آتے ہی مہر وصال ہو

جاتے ہیں اب طرح جیل انسان

پر شب یعنی موت طاری ہوتی

ہے اور روح عالم ارواح میں

پہنچ جاتی ہے تو ملکوت میں

تغصن شروع کر دیتے ہیں۔

سے گھنٹن عالم یعنی سکرات لوت

سے پہنچی طاری ہو جاتی ہے

اور عالم برزخ میں روحوں پر

غنون کی طاری ہو جاتی ہے۔

صیغہ صمیع ہوتی ہے تمام ان

نہیں سے پیدا ہو جاتے ہیں اسی

تا کہ میزم می نہی بر آتش
تو آگ بر ایندھن کب تک رکھے گا؟
چونکہ میزم باز گیری نار مرد
جب تو ایندھن شالے گا آگ مُردہ ہو جائیگی
کے سیمہ گرد و ز آتش رُوئے خوب
خوبصورت چہرہ آگ سے کب بیاہ ہوتا ہے؟

نار یا کال را نذر خود زیاں
آگ، پک لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی جو
ہر کہ نریاک خدائے را بخورد
جس نے خدائی تریاق کھالیسا
گر طبیعت گوید اے رنجور زار
اگر تجھے طبیعت کہے کہ اسے کمزور رہیض!
گر حواش گوئی از جہل اے شمیم
اے بیمار! اگر تو نادانی سے اس کو جا دے

گو بیت در دل حکیم مہرباں
مہربان طبیب! دل میں دیکھے کہے گا
آتش چشم میں ریزش شد فزوں
چشمہ کے پانی کو دیکھ بھاؤ سے اور بڑھ گیا
خور کندر رنجور را رنجور تر
کھانا، بیمار کو زیادہ بیمار بنا دیتا ہے
در تو علت می فروزد و میخوار
(کھانا) تجھ میں آگ کی طرح بیماری بڑھادے گا
زیں دو آتش خانہ اتراں شود
ان دونوں آگوں سے تیرا گھر برباد ہو جائیگا
درین ازار نیست آن میخو نور
مجھ میں اگر آگ ہے تو وہ نور میں ہی ہے

کے بکیر و آتش از میزم کشتے
ایندھن ڈالنے والے سے آگ کب بجھ سکتی ہے؟
زانکہ تقویٰ آب سُوئے نار بُرد
اسلئے کہ پرہیزگاری نے آگ پر پانی ڈال دیا ہے
کو نہد گلگونہ از تقویٰ القلوب
اسلئے کہ راستے دلوں کی پرہیزگاری کا غارہ لگا دیا ہے

کے زخا شاکے شود دریا نہاں
کوڑے کرکٹ سے دریا کب چھپ سکتا ہے؟
گر خور زہرے مگویش کو بمرود
اگر وہ زہر بھی کھالے تو اس کو مُردہ نہ کہہ
از غسل پرہیز کن ہیں ہوش ار
شہد سے پرہیز کر، خبردار اسے ہوشیارا
کہ چرا تو میخوری بے زرس و نیم
کہ تو بلا خوف و خطر کیوں کھارہا ہے؟

کشتیہ سے کردہ چوں ابلہاں
تو نے بیوقوفوں کی طرح غلط قیاس کیا ہے
آب خم میں خود زخوین نشو گوں
ٹپکنے کے پانی کو دیکھ بیٹے سے (ٹپکا) اونٹن ہو گیا
وانکہ معمورست خود معمور تر
جو صحت مند ہے اس کو زیادہ صحت مند بنا دیتا ہے
ہیں مکُن بانار میزم را تو ببار
خبردار! ایندھن کو آگ کا بار نہ بنا
قالب نہ اندہ از بے جاں شود
زندہ مجسم اُسے مُردہ ہو جائے گا
نار صحت در تن افزاید سرور
صحت کی آگ جسم میں سرور بڑھاتی ہے

لے تاکہ شہوت اور اس کے
تقاضے کو پورا کرنے کی مثال
آگ اور ایندھن کی ہے۔
جس قدر شہوت کا تقاضہ
پورا کر دے شہوت میں فنا
ہوگا تقویٰ یعنی خواہشات
نفسانی سے بچنا گلگونہ غارہ۔
۱۵ تقویٰ القلوب۔ دلوں
کی پرہیزگاری۔ ناپاکاں را۔
حضرت ابراہیم کو آگ نہیں
جلا سکی اسی طرح آتش نفس
سے پاک لوگ محفوظ رہتے
ہیں۔ ہر کہ جو کمال ہو گئے
ہیں ان کو جائزہ نہیں مُرد
نہیں ہوتی ہیں۔ ابتدائی
مجاہدوں میں اُن کا ترک
مناسب ہے۔ گو طبیعت مریض
کو شہد مضر ہو سکتا ہے طبیب
کو ضرر نہیں ہے، اسی طرح
شیخ کمال لڑاؤ دنیوی کا
استعمال کر سکتا ہے مبتدی
کے لئے مناسب نہیں ہے۔
۱۶ آتش چشمہ۔ شیخ کا دل کی
مثال جاری چشمہ کی سی ہے
اور مبتدی شیخ جیسا ہے بخور
اگر بیمار غذا کھائے گا بیماری
میں اضافہ ہوگا صحت مند
کھائے گا تو قوت بڑھے گی۔
دو آتش یعنی آگ اور
بیماری کی آگ نارِ صحت۔
حرارت غریزی۔

در شب رنگ بس نیکی بُود

کالی رات میں بہت نیکیاں ہوتی ہیں

سر زخفتن کے توان برداشتن

سوں سے شربک اٹھا یا جاسکتا ہے؟

خواب مُردہ لقمہ مُردہ یار شد

مُردے کی سی بیدار، حرام لقمے، پیارے بن گئے

تو نمیدانی کہ خصمانت کیند

تو نہیں جانتا کہ تیرے دشمن کون ہیں؟

نارِ خصم آئے فرزندِ اوست

اُگ پانی اور اُس کی پیداوار کی دشمن ہے

آگِ نش را کشد زیرِ آگِ او

پانی اُگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ وہ (اُگ)

بعد از ازل میں نارِ نارِ شہوت

اُس اُگ کے علاوہ ایک شہوت کی اُگ ہے

نارِ بیرونی بآلے بفسرد

بیرونی اُگ پانی سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے

نارِ شہوت می نیار آمد بآب

شہوت کی اُگ پانی سے نہیں بجھتی ہے

نارِ شہوت را چہ چارہ نور دیں

شہوت کی اُگ کا کیا علاج ہے؟ دین کا نور (بجھاسکتا)

چہ کشد ایں نار را نور خدا

اس اُگ کو کیا چیز بجھا سکتی ہے؟ خدا کا نور (بجھاسکتا)

تا ز نارِ نفس چوں مُرد تو

تاکہ تیرے مُردہ جیسے نفس کی اُگ سے

شہوتِ نالے براندن کم نشد

شہوت وہ اُگ ہے جو پورا کرے کم نہیں ہوتی

آبِ حیاتِ جُفتِ تاریکی بُود

آبِ حیات اندھیرے میں ہوتا ہے

با چنیں صد تخمِ غفلت کا نشتن

غفلت کے ایسے اُتو بیج بو کر

خواجه جُفتِ دُردِ شبِ برکاز شد

جناب سو گئے، اور رات کا چرخ کام میں لگ گیا

ناریاںِ خصم وجودِ خاکیت

ناری، خاکیاں کے وجود کے دشمن ہیں

ہیچنانکہ آبِ خصم جانِ اوست

جس طرح پانی اُس کی جان کا دشمن ہے

خصمِ فرزندِ اوست و عدو

پانی کی پیداوار کی مخالف اور دشمن ہے

کاندروا اصل گناہ و زلت

جس کے اندر گناہ اور لغزش کی جڑ ہے

نارِ شہوت تا بدو رخ می برد

شہوت کی اُگ جہتِ ناک لے جاتی ہے

زانکہ دارد طبعِ دوزخ و عذاب

(اس لئے کہ شراب میں وہ دوزخ کا مزاج رکھتی ہے)

نورِ کفر اطفاء نارِ الکافِرین

(جو طرح، تمہارا نور ایمان، کافروں کی اُگ بجھاتا ہے)

نورِ ابراہیمِ راسِ سازِ اوستا

(حضرت ابراہیمؑ کے نور کو اُستاد بنا لے)

وَارِ ہدایِ جسمِ ہیچوں عود تو

تیرا لکڑی جیسا جسم نہات پا جائے

اوبانندن کم شود بے ہیچ برد

وہ روکنے سے کم ہو جاتی ہے بغیر کسی چیز کے

۱۔ آپ حیاتِ جُفتِ تاریکی بُود
کہ آبِ حیاتِ جُفتِ تاریکی بُود
بہت سی تاریکیوں سے گزرتا
پڑتا ہے، یعنی رات کے اندھیرے
میں آبِ حیاتِ جُفتِ تاریکی بُود
لقمہ مُردہ، حرام غذا، دُردِ شب
یعنی سلطانِ شکم، دشمن
مخالف۔

۲۔ ناریاںِ خصمِ یاطین۔
فرزندِ آبِ یعنی انسان
جو غلط سے پیدا ہوتا ہے۔
بعد از ازل یعنی تاری مخلوق
کے علاوہ شہوت کی اُگ
بھی آدمی کی دشمن ہے۔
نارِ بیرونی یعنی بیرونی اُگ
نارِ شہوت جس طرح دوزخ
کی اُگ پانی سے نہ بجھے گی
جیسی طرح شہوت کی اُگ
پانی سے نہیں بجھ سکتی ہے۔
بلکہ دین کے نور کے ذریعہ
بجھے گی۔

۳۔ چارہ۔ علاج۔ اطفاء۔
بجھا دینا۔ اوستا۔ اُستاد
مُرد۔ اُس بادشاہ کا نام ہے
جسے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھی
ہوئی اُگ میں جھینکوا دیا تھا
اور وہ اُگ اُن پر گزرا رہی
گئی تھی حضرت ابراہیمؑ کا
نور اُگ کے بجھ جانے کا سبب
بنا تھا۔ شہوت رانی خواہش
نفسانی کو پورا کرنا، بھانڈن
یعنی شہوت کو روک کر گئے تو
رکے گی۔

بہر فخر و بہر کوش و بہر ناز

فخر اور ناز و شکوت اور خود نانی کیلئے (دیا ہے)

مال تخم ست و بہر شورہ منہ

مال بیج ہے ہر شورہ زمین میں نہ ڈال

اہل دیں را باز دال ز اہل کیں

دینداروں اور دشمنوں میں ہستی کمر

ہر کسے بر قوم خود ایشا کر کرد

ہر شخص نے اپنی قوم پر ایشا کر کیا ہے

نہر برائے ترس و تقویٰ و نیاز

نہر خوب (خدا) اور پرہیزگاری اور نیاز مندی کی وجہ

تیغ را در دست ہر بہن

تلوار کو کسی ڈاکو کے ہاتھ میں نہ دے

ہمنشین حق بجو با و نشین

اللہ (تعالیٰ) کا مقرب تلاش کرو امکا ہمنشین بن

خواجہ بندار دک او خود کار کرد

خواب سمجھے ہیں کہ اپنے اہل کار کام کیا ہے

قصہ خمیو انداختن خصم دروئے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر ایک دشمن کے تھوک دینے

وانداختن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ شمشیر از دست

سہاقتہ اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ سے تلوار بے حیثیت نکال دینا

شیر حق را داں مطہر از دغل

اسد اللہ کو کھوٹ سے پاک سمجھ

زو و شمشیرے بر آورد و شتافت

جسد تلوار نکالی اور پسے

افتخار ہر نبی و ہر ولی

جو ہر نبی اور ولی کے لئے باعث فخر ہیں

سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ

اُس کے سامنے سجدہ گاہ میں سجدہ کرتا ہے

کرد نار غیظ بر خود منطقی

اپنے غصہ کی آگ کو بجھا دیا

کرد او اندر غزائش کاہلی

(اور) اُس سے لڑنے میں سستی برقی

وز نمودن عفو و رحمت بے محل

اور بے موقع عفو اور شفقت کرنے سے

(جیران ہو گیا)

از علی آموز اخلاص عمل

(حضرت) علیؑ سے عمل کا اخلاص سیکھ

در غزائے بر پہلوانے دست یافت

جہاد میں (حضرت علیؑ نے) ایک پہلوان پر قابو پایا

او خمیو انداخت بروئے علیؑ

اُس نے اُس چہرے پر تھوک دیا

او خمیو زو بر رخے کر وئے ماہ

اُس نے اُس چہرے پر تھوک دیا کہ چاند

افتخار ہر ولی و ہر صفی

ہر ولی اور ہر برگزیدہ کے لئے باعث فخر (علیؑ) نے

در زماں انداخت شمشیر علیؑ

(حضرت) علیؑ نے فوراً تلوار ڈال دی

گشت جیران مبارزین عمل

وہ جنگجو اِس عمل سے دبیدان ہو گیا

لہ بوش ہمارے تختہ اوشین مجھ

کے ساتھ کھڑے ہو کر تختہ ناز

۱۵ اہل کیں یعنی خدا کے

دشمن، ہمارے اختیار۔ اپنی

ضرورت پر دوسرے کو

ترجیح دے دینا۔ خیر بفتح

اول و ضم تثنائی و وا و معرب

تھوک۔ شیر حق۔ اسد اللہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

مطہر۔ پاک۔ دغل۔ کھوٹ

خدا۔

۱۵ غزا۔ جہاد۔ ہر جنگ۔

افتخار۔ اچھے، چھوٹے بڑوں

کے لئے باعث فخر ہوتے

ہیں۔ دوئے ماہ حضرت علیؑ

کا چہرہ باند کے لئے بھی

باعث تعظیم ہے لیکن اُس

نے ریگستاخی کی منطقی۔

بجھ جانے والا۔ کاہلی۔ سستی

مبارز میدان جنگ میں

مقابلہ کرنے والا۔ جنگجو۔

بے محل۔ لڑائی میں شفقت

بے محل ہے۔

نارِ صحت چوں فراید در وجود
صحت کی آگ جب جسم میں بڑھتی ہے

لے زبان تن شود صد گونہ سود
جسم کے نقصان کے بغیر تن گونہ مفید ہوتی ہے

آتش قتادان در شہر در زمان امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شہر میں آگ لگتا

آتش افتاد در عہد عمرؓ
(حضرت عمرؓ کے زمانے میں آگ لگ گئی)

درفت داند ر بناؤ خانہا
تعمیرات اور گھروں میں لگ گئی

نیم شہر از شعلہا آتش گرفت
آدھے شہر کو آگ کے شعلوں گرفت میں لے لیا

مشکہائے آبی سرکہ می زدند
پانی اور سرکہ کی مشکیں ڈال رہے تھے

آتش از استیزہ افزوئے لب
آگ، دشمنی سے، پینیں بڑھاتی تھی

آتش از استیزہ افزوں می شد
آگ جوش سے بڑھ رہی تھی

خلق آمد جانب عمر شتاب
لوگ جلدی سے حضرت عمرؓ کے پاس آئے

گفت آتش ز آیات خدا
انھوں نے فرمایا آگ خدا کے (نہی کی نشان دہی) ہے

آب بگذرید ناں قیمت کنید
پانی کو چھوڑو، اور روٹیاں تقسیم کرو

خلق گفتند بش کہ در کشتہ ایم
لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو دروازے کھول دیے ہیں

گفت ناں در رسم و عادت اید
انھوں نے فرمایا تم نے روٹی رواج اور عادت

دست از بہر خدا نشاد اید
خدا کے لئے ہاتھ نہیں کھولا ہے

لے عہد زمانہ حجر بہاول
کے پتھر کو کٹاری کی طرح
جلاری تھی۔ لائن گھونسل،
بھڑوں کا چھتہ۔ آب پانی
خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا
تھا کہ اس سے آگ کیوں
نہیں بجھ رہی ہے۔

سے آب و سرکہ عرب میں
گھروں میں پانی اور سرکہ
کے ٹکے ہوتے تھے۔ (استیزہ)
جھگڑا، خصومت، لہب۔
شعلہ بے حد سے۔ یعنی
قدرت الہی جو لامحدود ہے۔

سے عمرؓ نیم پختہ دیوار
شہر کی وجہ سے ہے۔

آیات آئے کی جمع ہے،
عذاب، علامت یعنی یہ
تمہارے بخل کے گناہ کی سزا
ہے۔ در کشتہ ایم غریبوں
اور مسافروں کے لئے ہائے
دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

فترت۔ جواز دی عادت،
عادت۔ یعنی تمہاری مہمان
نوازی بطور عادت ہے
بطور عادت نہیں ہے۔

زیر گذارونی و حرص آتشان

اُن کی اس گدگری اور حرص اور طمع کی وجہ سے

اُمّت احمد کہہ ہستند از کرام

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمّت جو تیرا میں ہے،

چوں اَیْنَتِ عَزْدَرَتِی فاش شد

جبکہ میں اپنے پروردگار کے پاس رات گزارتا ہوں،

بیچ بے تاویل ایں را در پندیر

اِس کو بغیر کسی تاویل کے مان لے

زانکہ تاویل ست وا داو عطا

اسلئے کہ تاویل کرنا خدا کی بخشش کو رد کرنا ہے

اَلْخَطَا وِیْدِن زُضْعَفْ عَقْلُ تُو

وہ غلط سمجھنا اُس کی عقل کی کمزوری کی وجہ سے ہے

خوش را تاویل کن نہ اتجارا

اپنی تاویل کر، حدیثوں کی تاویل نہ کر

اے علی کہ جملہ عقل و دیدہ

اے علی رضی، جو تم کو بحکم عقل و نظر پہنچا

تیمغِ حِلْمَتِ جان مارا چاک کرد

آپ کی بڑی دہائی کی تلوار نے ہمیں قتل کر ڈالا

باز گو داغم کہ ایں اسرارِ بہوت

بنائیے! میں سمجھا کہ یہ خدائی رازوں میں سے ہے

صانعِ بے اَلت و بے جارحہ

وہ بغیر اوزار اور ہاتھ کے، صانع ہے

صدہِ نراں روح بخششِ ہوش

ہوش و حواس کو لاکھوں روح میں عطا کر دیتا ہے

صدہِ نراں مے چشاندِ روح را

روح کو لاکھوں مشرب میں پلا دیتا ہے

منقطع شد من وسلوئی آسمان

آسمان سے من اور سلوئی بند ہو گیا

ہست باقی تا قیامت اَس طلع

(اس کے لئے) وہ کھانا قیامت تک باقی ہے

یُطْعَمُ وِیُسْتَقِی کُنایتِ آتش شد

وہ کھلاتا ہے اور پلاتا ہے بحریہ سے کنایہ ہے

تا در آید در گلو چوں شہد و شیر

تاکہ تیرے حلق میں شہد اور دودھ کی طرح آئے

چونکہ بیند اَس حقیقت را خطا

کیونکہ وہ حقیقت کو غلط سمجھ رہا ہے

عقل کل مغرست عقل جزو کت

عقل کل مغرست ہے اور عقل جزو چھلکا ہے

مغر را بد گوئی نے گلزار را

داماغ کو بُرا کہہ، نہ کہ باغ کو

رشمہ وا گوازاںچہ دیدہ

جو کچھ رسم نے دیکھا ہے اس میں سے کچھ یاد

آبِ علمت خاک را پاک کرد

آپ کے علم کے پانی نے ہماری مٹی کو پاک کر ڈالا

زانکہ بے شمشیر گشتن کا راست

اسلئے کہ بغیر تلوار کے قتل کرنا اُسی کا کام ہے

واہب ایں ہادیہ ہائے راحہ

وہ ان قیمتی تحفوں کا عطا کرنے والا ہے

کہ خبر نبود و چشم و گوش را

(اس طرح) کہ دونوں کھول درکاروں کی خبر بھی نہیں

کہ خبر نبود دہاں را لے فتی

(اس طور پر) کہ لے فوجان! مٹھو کو خبر بھی نہیں

ہوتی ہے

لہ گدروئی گدگری کر کم

کر کم کی جمع ہے، مخریف،

سہی۔ اَیْنَتِ آنحضرتِ

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اَیْنَتِ عَزْدَرَتِی یُطْعَمُ

وِیُسْتَقِی "میں اپنے رب

کے پاس رات گزارتا ہوں

وہ مجھے کھلاتا ہے اور مجھے

پلاتا ہے۔"

اللہ آس۔ ہر رفیقِ غذا چاہی

جائے۔ تاویل کسی کلام کے

ظاہری معنی چھوڑ کر کوئی دوسرے

معنی مراد لینا۔ واو اور وایس

بہنا عقل کل یعنی وہ عقل جو

آخرت کی باتیں سمجھ عقل جزو

دنیاوی معاملات کی عقل۔

لے علی۔ یہ اُسی پہلوان کا قول

ہے رشمہ۔ پارہ۔ حکم۔ بڑا باری

تغوا۔ اللہ تعالیٰ مصالحِ کام

کرنے والا، ہٹانے والا کا دیگر

آلت۔ اوزار۔ حاجت۔ ہاتھ۔

راخبر خوشبودار قیمتی۔

گفت بر من تیغ تیز افرشتی

آنے کہا، آپ نے مجھ پر تیز تلوار اٹھائی

آنچہ دیدی بہتر از پیکار من

آپ نے وہ کیا دیکھا جو مجھ سے لڑنے سے بہتر تھا؟

آنچہ دیدی کہ جنیں خشم نشست

آپ نے وہ کیا دیکھا کہ اس طرح آپ کے ختم فرموا گیا؟

آنچہ دیدی کہ مرا زان انگس دید

آپ نے وہ کیا دیکھا کہ انکے دیکھنے کے کس میرے؟

آنچہ دیدی بر تر از کون مکان

آپ نے وہ کیا دیکھا؟ جو کون مکان سے برتر تھا

در شجاعت شیر ربانیتی

بہادری میں آپ شیر خدا ہیں

در مروت ابر موسائی بہ تربیت

مروت میں آپ موسائی ابر ہیں (میلان) بہت ہیں

ابر ما گندم دہد کا نرا بھد

ابر گہجوں عطا کرتے ہیں جس کو محنت سے

ابر موسیٰ پیر رحمت بر کشاد

حضرت موسیٰ کے ابر نے رحمت کا پر کھولا

از برائے پختہ خوران کرم

کرم (خداوندی) اسے پختہ کھانا، کھانیاں کھانے

تا چہل سال ن وظیفہ واعطا

چالیس سال تک وہ وظیفہ اور وہ عطا

تا ہم ایشال زمبسی خاستند

پھر بھی وہ مکینہ بن سے، اٹھ کھڑے ہوئے

جملگی گفتند باموسی ز آرز

حرص کی وجہ سے رہے (حضرت) موسیٰ سے کہا

از چہ افگند دی مرا بگذاشتی

دیکھ کر کس وجہ سے آپ نے پھینک دی، مجھے چھوڑ دیا؟

تا شدی تو سست اشرکار من

یہاں تک کہ آپ میرا شکار کرنے میں سست ہو گئے

تا جنیں برقعے نمود و باز جست

یہاں تک کہ وہ بجلی بجلی اور واپس ہو گئے

در دل و جاں شعلہ آمد پدید

دل اور جان میں شعلہ نمودار ہو گیا

کو بہ از جاں بود و بخشید کم جاں

جو جان سے بھی پیارا تھا اور آپ نے میری جان بخشی کر دی

در مروت خود کہ داند کیستی

مروت میں کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ آپ کیسا ہیں؟

کا دازے خوان نان بے شبیہ

جس کی وجہ سے بے نظیر روٹی کا خوان آیا

پختہ و شیریں کند مردم جو شہد

لوگ پکاتے ہیں اور شہد کی طرح بیٹھا کرتے ہیں

پختہ و شیریں بے زحمت بد

پکاتے پکایا اور بیٹھا کھانا، بغیر محنت کے عطا کیا

رحمتش افرخت در عالم علم

اُس کی رحمت نے عالم میں علم پیدا کر دیا

کم نشد یک روزاں اہل جا

امیدواروں سے ایک روز بھی کم نہ ہوا

گندنا و ترہ و خس خواستند

گندنا اور کاہو اور ساگ کی خواہش کرنے لگے

بقل و قفا و عدس سیر و بیاز

سبزی اور کلادی اور سور اور لہسن اور پیاز (چاہتے)

لے جرتے یعنی غفہ کی بجائے۔ زان کس دیدہ اس چیز کے افر سے میرے دل میں بجلی کو نہ گئی ہے۔ خبر تائی۔ خدائی شیر، حضرت علی رضا لقب اسدا ہے۔

لے جرتے۔ وہ جنگل یا ماں تھا جس میں حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل پر آسمان سے ابر ہی آیا اور مٹی سلونی بھی اترا تھا۔ ابر یا یعنی مٹیوں ابر تو بارش پر اس کے مٹیوں پیا کر دیتا ہے جس سے صحت اور شفقت کر کے انسان نفع اندوز ہوتا ہے موسیٰ کے ابر کے ساتھ بغیر محنت کے مٹیوں سلونی اترتا تھا۔

لے پختہ خوران یعنی جو پکا ہوا کھانا کھانے کے ماکہ تھے۔ ان عطا یعنی مٹیوں سلونی رجا۔ امید جیتی سکتی ہیں۔ گندنا۔ ایک سبزی ہے جو پکا کر کھائی جاتی ہے جس میں لہسن کی سی بو ہوتی ہے۔ ترہ۔ ساگ خس۔ کاہو۔ آد۔ لایع۔ بقل۔ سبزی۔ قفا۔ کلادی۔ خس۔ سور۔ سیر۔ لہسن

ماہ بے گفتن چو باش در رہنا

جب چاند بغیر بولے رہنا ہوتا ہے

چوں تو بانی آل مدینہ علم را

جبکہ آپ علم کے شہسار کا دروازہ ہیں

باز باش اے بابہ جو گلاب

اے دروازے! دروازے کی تجھ کو نیا لے لئے کھلا دے

باز باش اے بابہ حمت ابد

اے رحمت کے دروازے! قیامت تک کھلا دے

ہر ہوا و زرّہ خود منظر ست

ہر ہوا اور ہر زرّہ ایک درجہ ہے

تا نہ بکشاید دے را دید باں

نگراں، جب تک دروازہ نہ کھل دے

چوں کشادہ شد دے حیراں شود

جب دروازہ کھلتا ہے، حیران ہو جاتا ہے

غافلے ناگہ بویراں گنج یافت

ایک ناواقف کو اچانک دیران میں خزانہ مل گیا

تا زور ویشے نیابی تو گھر

جب تک ایک درویش سے تجھ موتی نہ مل جائے

ساہا گر ظن دو دبا پائے خوش

(تیرا) خیال سالوں بھی اپنے پیر سے دوڑ چکا

تا بے بینی نایدت از غیب بو

جب تک تیری ناگہ میں غیب کی خوشبو نہ آئے

چوں بگوید شد ضیا اندر ضیا

اگر بولے تو نور علی نور بن جائے

چوں شعا عی آفتاب حلم را

جبکہ آپ بردباری کے سورج کی شعاع ہیں

تا رسد از تو قشور اندر لباب

تا کہ تیری وجہ سے چھلکے مغر کے ترے میں پہنچ جائیں

بارگاہ مآلہ کفو احد

اس ذات کی بارگاہ جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

ناکشودہ کے لود کا نجاد رست

جس جگہ دروازہ ہوتا ہے وہ بند کب رہتا ہے؟

در دروں ہر گز نہ گنجی اس کہاں

یہ غیب ال دل میں نہیں جھنتا ہے

مرغ امید و طمع پیراں شود

امید اور طمع کا پرندہ پرواز کرنے لگتا ہے

سوائے ہر ویرانہ زراں پس می شتا

اُس کے بعد وہ ہر ویرانے کی طرف دوڑتا ہے

کے گھر جوئی زور ویش گر

تو دوسرے درویش سے موتی کب دھونڈے گا؟

نگد زراں شگاف بندہا کئے خوش

تو اپنی ناک کے تھنوں سے آگے نہ بڑھے گا

غیر بینی ہیچ می بینی بگو

بنا، ناک کے علاوہ تجھے کچھ نظر آئے گا

سوال کردن از امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ چون تو در کہ بزوں

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا کہ یہ کیا ہوا کہ مجھ جیسے

بچہ کوئی منظر شدی و شمشیر از دست انداختی و مراشتی

کے قتل پر آپ قابو پا گئے اور آپ نے ہاتھ سے تلوار پھینک دی اور مجھے قتل نہ کیا

لہ ماہ چاند بغیر بولے رہنا

کہا ہے اگر بولے تو نور بنے گا تو مزید

رہنا کی کہنے لگے۔ باقی شخصہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

أَنَا مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ

میں مبنی علم کا شہسار ہوں اور

عملی اُس کا دروازہ ہیں۔ تشریح

تشریح کی جمع ہے، چھلکا، یعنی

بے علم، کتاب مغر یعنی علم

مکمل کفو، ہمسر، شریک، احمد

کوئی، ہر ہوا، یعنی شاہد حق

کیلئے دروازہ کا کھلنا ہی ضروری

نہیں ہے کائنات کے ہر ہر

ذرّہ میں اُس کا مشاہدہ ہو

سکتا ہے لیکن پھر بھی زبان

کی ضرورت ہے جیسا کہ اگلے

شعر میں فرمایا ہے۔ ذکر ست

یعنی جو دروازہ وہی نے بنایا

گیا ہے کہ تیرے اُس سے

داخل ہوں وہ بند نہیں کیا

جائے۔ دیکھاں، محافظ

یعنی شیخ کامل کے ذریعہ سے

اطمینان حاصل ہو گا کہ زرّہ

کے ذریعہ مشاہدہ ہو سکتا ہے۔

سہ چون کشادہ شد شفا بد

کو کیفیت حیرت لاحق ہوتی

ہے اور وہ مزید انکشاف

کیلئے کوشش کرتا ہے کسی

مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی کو

ایک خواندہ مل جائے تو وہ

شوق میں جھگڑوں میں مزید

خوانوں کی تلاش کرتا ہے۔

ساتھ۔ شیخ کامل کے بعد چمن

ذاتی حد درجہ سے کمال حاصل

نہیں ہوتا ہے۔ تاہم بینی غیب

سے مناسبت شیخ کامل کے

ذریعہ ہو سکتی ہے۔

لے خوش شکار۔ اچھا شکاری
 کڑکار سا نہ نکالی۔ ادراک۔
 پالینا، حاصل کر لینا۔ آجے۔
 چاند یعنی ذات حق سا نہ لے
 یہاں شاہدہ حق کے مقام۔
 مرتبوں کا ذکر کیا ہے۔ شاہ۔
 ایک شاہدہ حق جسکو میر جلی
 کہتے ہیں دوسرے شاہدہ غلط
 جسکو فرق کہتے ہیں میر جلی
 اور غلط کے مجموعہ کا شاہدہ
 جسکو غلط کہتے ہیں۔ بغیر۔
 یعنی مشاعرہ خیال میں نہ فرق۔
 لے در تو آویزاں یعنی شاہدہ
 حق کر نیوالا، صاحب پیشانی
 سے قریب اور صاحب فرق
 سے متفرق ہے۔ بر تو یعنی غلط
 کا شاہدہ صاحب فرق کے
 لئے مہلک اور صاحب پیشانی
 کیلئے عین ایمان ہے۔ عالم۔
 عین عوالم کی کثرت کا ہر شخص
 شاہدہ نہیں کر سکتا ہے۔
 مرتضیٰ پسندیدہ، یہ حضرت علی
 کا لقب ہے۔ سُوء القضا۔
 جو مستی ہو کر قضا کر لیا ارادہ۔
 سُلَّه شَمْسُ الْقَضَا۔ خوش
 قسمتی یعنی معاف کر لینا معاملہ
 اور ایمان کا سبب تافت بہت۔
 یعنی وہ فور جواب پر نہ نکشف
 ہوا ہے۔ اُسکا عکس بھی پر بھی
 بڑا ہے۔ بے زبان یعنی بغیر
 کلمے پر قومی زنی جو علم حقیقت
 ہو مشبہ رواں۔ رات کا
 مسافر جو چاند سے رشتہ جیل
 کرتا ہے۔ چھوٹا۔ چھوٹا وہ چھوٹا
 ہے کہ وہ رات سے بھٹکا دیتا
 ہے۔

باز گواے باز عرش خوش شکار
 لے عرش کے باز، بہترین شکار کر نیوالے؛ بتائیے
 چشم تو ادراک غیب کوختہ
 آپ کی نگاہ غیب کا ادراک دیکھتے ہوئے ہے
 آل یکے ماہے، ہی پند عیاں
 ایک وہ ہے جو چاند کو صاف دیکھ رہا ہے
 واں یکے سہ ماہ می پند ہم
 ایک وہ ہے جو تین چاند کی دیکھتا ہے
 چشم ہر سہ باز و گوش ہر سہ نیز
 تینوں کی اکھیں کھلی ہوئی ہیں اور تینوں کے کان تین
 سخن غیب اس عجب لطف حق
 یہ غیبی جادو ہے، عجیب مخفی معاملہ ہے
 عالم ارجمند ہزار ست فزون
 عالم اٹھارہ ہزار ہیں بلکہ اور زیادہ
 راز کشا اے علی مرتضیٰ
 اے علی مرتضیٰ! راز کھول دیجئے
 یا تو واکو انچہ غفلت یافت
 یا تو آپ بتائیے جو کچھ آپ کی غفلت نے سمجھا ہے
 از تو بر من تافت چون اری نہا
 آپ کی بات کو مجھ پر نہ نکشف ہو گیا ہے، جیسے کہ کوئی؟
 از تو بر من تافت نہا چمن گئی
 آپ جیسے کہ کوئی ہیں ہی تو مجھ پر واضح ہو گیا ہے
 بیک اگر در گفت آید قرص ماہ
 لیکن اگر چاند کی ٹلکیا بول پڑے
 از غلط امین شوند و از دہول
 غلطی اور دہول سے وہ محفوظ ہو جائیں

تا بچہ دیدی اس زماں زکر دگار
 آپ نے اس وقت خدا کی جانب سے کیا دیکھا
 چشمہائے حاضران برد وختہ
 حاضرین (مجلس) کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں
 واں یکے تاریک می پند جہاں
 ایک وہ ہے جو دنیا کو تاریک دیکھ رہا ہے
 اس شکستہ ششہ یک موضع غم
 یہ تینوں شخص ایک جگہ مستغرق ہوئے بیٹھے ہیں
 در تو آویزاں از من در گریز
 تجھ سے متعلق ہیں اور مجھ سے متفرق ہیں
 بر تو نقش گرگ بر من بنویست
 تیرے لئے بھولنے کا نقش ہو کر میرے لئے بھولی نقش ہے
 ہر نظر را نیست اس ہجہ زبول
 یہ اٹھارہ ہزار ہر نظر کے تابوں میں نہیں ہیں
 اے پس سُوء القضا حسن القضا
 لے وہ (ذات) جو بد قسمتی کے بعد خوش نصیبی لگتی ہے
 یا بگویم انچہ بر من تافت بہت
 یا میں بتاتا ہوں جو کچھ پر نہ نکشف ہوا ہے
 مینفشی تو چوں مے بے زباں
 آپ تو بغیر کلمے چاند کی طرح نورانی نہیں کرتے ہیں
 لے زباں چوں ماہ پر تومی زنی
 آپ تو چاند کی طرح بغیر کلمے کے روشنی پھیلاتے ہیں
 شبر واں راز و دشر آرد براہ
 تو مسافروں کو جلد راستہ پر لے آئے
 بانگ غالب شمع دبر بانگ غول
 چاند کی آواز چھلاوے کی آواز پر غالب جائے

باز گواے باز عتفا گیر شاہ
بتائیے، اسے عتفا کو شکار کرنے والے شاہی باز
اُمّتِ وحّٰدی یکے و صد ہزار
آپ تنہا ایک امت ہیں ایک ہیں اور لاکھوں ہیں
در محلّ قہر ایں رحمتِ حیثیت
قہر کی جگہ یہ مہر کس وجہ سے ہے؟

اے سپاہ شکن بخود نے با سپاہ
اے بغیر سپاہیوں کے تنہا لشکر کو شکست دے!
باز گواے بندہ باز تراشکار
بتائیے اسے وہ کہ خادم آپ کے باز کا شکار ہے!
اژدہارا راہ دادن راہ کیست
اژدھے کو چھوڑ دینا کس کا طریقہ ہے؟

جواب دادن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ سبب
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا کہ کس وقت تلوار رخصت
انگنِ شمشیر از دست چہ بود و رانِ حالت
ہاتھ سے پھینک دینے کا سبب کیا تھا

گفت من تیغِ ایتھے حق میرِ نعم
فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے لئے تلوار چلا رہا ہوں
شیرِ حقم، نیستم شیرِ ہوا
میں اسد اللہ ہوں، خواہش اُفسانی کا شیر نہیں ہوں
مَا رَمَيْتُ اِذْ رَمَيْتُ در حِراب
جنگ میں کنکراؤں تو نے نہیں پھینکیں جبکہ پھینکیں
زحمتِ خود را من ز رہ برداشتم
راستہ سے میں نے اپنا سامان ہٹا لیا
سایہ ام من کے حِدام ز آفتاب
میں سایہ ہوں، سورج سے کب جدا ہوں؟
من چو تیغِ بر گہر ہائے وصال
جبکہ میں وصال کے چہرے سے جڑی ہوئی تلوار ہوں
خونِ نیوشتِ گوہر تیغِ مرا
میرے تلوار کے جوہر کو، خون نہیں چھوٹا سکتا ہے
کہ تیغِ کو ہم ز صبر و حلم و داد
میں تیز کا نہیں ہوں، صبر اور حلم اور انصاف کا
پہاڑ ہوں

بندہ حقم نہ مامورِ تیغ
میں خدا کا بندہ ہوں، اپنے حقم کا غلام نہیں ہوں
فعلِ من بردین من باشد گوا
میرا فعل میرے دین پر گواہی دے گا
من چو تیغِ وال ز زندہ آفتاب
میں تلوار کی طرح ہوں اور جلانے والا سورج ہوں
غیر حق را من عدم انگاشتم
خدا کے غیر کو میں نے معدوم سمجھ لیا ہے
حاجم من یستم اور احجاب
میں (درازا) دریاں ہوں اُنکے لئے پردہ نہیں ہوں
زندہ گردانم نہ کشتہ در قتال
میں جنگ میں زندگی دیتا ہوں قتل نہیں کرتا ہوں
باد از جا کے برد میغِ مرا
میرے (بر) کو ہوا جگہ سے کب ہلاکتی ہے
کوہ را کے در را بید تنہا باد
تیز ہوا، پہاڑ کو کب ہلاکتی ہے؟

لہ اُمتِ وحّٰدی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے لئے قرآن
پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ابراہیم
تنہا ایک قوم تھے۔ آخر وہ امت
کو تو را ڈھانا چاہیے اس کو
بھاگنے کا راستہ دینا چاہیے
تو آپ کو چاہیے تھا کہ بھیجیے
دشمن کو قتل کر دیتے۔
لہ حق یعنی میرا جہادِ ف
اللہ تعالیٰ ہے عاقبت۔
اس شخص کو علی اللہ علیہ وسلم نے
غزوہ بدر میں کفار کی طرف لے
میں کنکراؤں پھینکیں جس سے
کفار سرسیم ہو گئے۔ قرآن میں
فرمایا گیا کہ تم ہمارے پیغمبر
ہو جاؤ گے۔ تمہاری جگہ پر
آفتاب یعنی اللہ تعالیٰ آج
بندہ کوئی کام اللہ کی میں غرض
کے مطابق کرتا ہے تو اس کام
کو اللہ کی طرف منسوب کرنا چاہتا
ہے۔ رفت۔ اللہ تعالیٰ کے
مسائل میں میری کوئی ذاتی مرضی
نہیں ہے۔
لہ سائیم۔ خدا کی مہنیا
میں بالکل خدا کے تابع ہوں
جس طرح سایہ سورج کے
تابع ہے۔ حاجب۔ دریاں
جس کا کام دریاں تک پہنچانا
ہے۔ وصال۔ بادشاہوں کی
تلواروں میں موتی جڑے ہوئے
ہوتے ہیں۔ میری تلوار کا زہر
خدا کا وصال ہے۔ زندہ گردانم۔
میرے جہاد کا مقصد اصل قتل
کرنا نہیں ہے بلکہ راہِ حق
دکھا کر عایدِ زندگی کرنا ہے۔
کہ تیغ میں گھاس کا تنکا نہیں ہوں۔

لہ تو سلم و شمس جو کان کے
گھر یا ابواب اور پھر مسلمان
بوابو مینین۔ وہ پتھر جہان کے
پیٹ میں ہے ہفت اختر
ماں کے پیٹ میں پتھر کی تہیز
اور نشوونما میں مختلف ستارے
کا دخل ہوتا رہتا ہے۔ روح
پیٹ کے وقت سورت دہتر
بننا ہے جس کی وجہ سے پتھر
میں روح جلائی آجاتی ہو
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
سورت قرار دے کر تین مانی
ہیں روح بیدار کرنے کی تقنا
کا اہل بار ہے۔

لہ فوجت۔ باری مقبول
مددگار شتاب۔ جلد پتھر
نقشے۔ سورج کے علاوہ دیگر
ستارے صرف جمائی نشوونما
کی تدبیر کرتے ہیں۔ آو۔
یعنی ماں کے پیٹ کا پتھر،
جنین۔

لہ۔ راہبا۔ سورج کا نکات
میں بہت سی راہوں سے اثر
انداز ہے، یہ نفعی راہ جس سے
وہ ماں کے پیٹ کے پتھر پر
اخراج انداز ہے ہم جواس کے
ذریعہ اس کا اور رگ نہیں کر
سکتے ہیں یہی وہ راہ ہے کہ
سورج کان میں سونے کی
پردر ش کرتا ہے اسی راہ سے
اُسکے ذریعہ پتھر باقوت بنجاتا
ہے لعل میں سرخی اسی راہ سے
آتی ہے گھڑے کے نعل میں
رگڑا کے وقت اسی راہ سے
سورج کی تاثیر ہوتی ہے جس
سے آگ بیدار ہوجاتی ہے نیکیا
میووں کی پختگی سورج کی تاثیر

پس بگفت آں نو مسلمان ولی

اُس نو سلم، ولی نے کہا
کہ بفرمایا امیر المومنین

کہ اے امیر المومنین! فرمائیے
ہفت اختر مَر جنین را مدتے

ماقوں ستارے ایک مدت تک پیٹ کے پتھر کی
چونکہ وقت آید کہ جاں گیر جنین

جب یہ وقت آتا ہے کہ پیٹ کے پتھر میں روح آجائے
چوں جنین را نوبت تدبیر کرو

جب پیٹ کے پتھر کی پیدائش کا وقت آجاتا ہے
ایں جنین درخش آید ز آفتاب

یہ پیٹ کا پتھر سورج کی وجہ سے حرکت میں آتا ہے
از دیگر انجم بحر نقشے نیافت

اُس پیٹ کے پتھر (نئے) دوسرے ستاروں سے متاثر
از کہ ایں رہ تعلق یافت او

کس راستہ سے اُس کو تعلق پیدا ہوا؟
از رہ پینہاں کہ دور از حس است

اُس نفعی راستے جو ہمارے اور اک سے دور ہے
اں رہے کہ زربیا بد قوت ازو

وہ راستہ ہے کہ سونا اُس سے غلا حاصل کرتا ہے
اں رہے کہ سرخ ساز د لعل ا

وہ راستہ ہے کہ لعل کو سرخ بناتا ہے
اں رہے کہ پختہ ساز د میوہ را

وہ راستہ ہے کہ میووں کو پکا تا ہے
باز گواے باز پر افروختہ

بتائیے، اے پتھر گھولے ہوئے باز!

از سر مستی ولدت با علی

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ولادت اور سرستی کی حالت میں

تا بجنبد جاں بہ تن، میجو جنین

تاکہ روح جسم میں وجہ کرے پیٹ کے پتھر کی طرح
میکند اے جاں نبوت خدا

باری باری خدمت کرتے ہیں، اے جان!
آفتابش آں زماں گرد و مین

اُس وقت سورج اُس کا مددگار بناتا ہے
از ستارہ سوئے خورشید آید او

تو وہ ستارے سے سورج کی جانب آجاتا ہے
کا فتابش جاں ہی بخشہ شتاب

چونکہ آفتاب جلد اُس کو روح بخشتا ہے
ایں جنین تا آفتابش بر تافت

اِس طرح جب تک کہ اُس پر سورج نہیں پڑا
در رحم با آفتاب خو برو

رحم میں رہتے ہوئے خوبصورت آفتاب سے
آفتاب چرخ را بس را بہ است

آسمان کے سورج کے بہت سے راستے ہیں
واں رہے کہ سنگ شید یا قوت ازو

وہ راستہ ہے کہ اُس سے پتھر باقوت بنجاتا ہے
واں رہے کہ برق بخشہ لعل ا

وہ راستہ ہے کہ جہنم کو برق عطا کرتا ہے
واں رہے کہ دل دہک کا لیوہ را

وہ راستہ ہے کہ حیران کو دل عطا کرتا ہے
باشہ و با ساعش آموختہ

جو بادشاہ اور اُس کی کلائی پر سدھایا ہوا ہے

لہذا انچہ می کُتم تقلید نیست
میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ کے لئے ہے تقلید نہیں ہے

زاجنہاد و از تحریرِ رستہ نام
میں غور و فکر اور اسکل سے آزاد ہوں

گر ہمی پیرم ہمی بینم مطار
اگر میں پرواز کرتا ہوں تو مجھے اٹنے کی جگہ نظر آتی ہے

وَر کشم بارے بدائم تاجا
اگر میں بوجھ اٹھاتا ہوں تو جانتا ہوں کہ تاج کا ٹکڑا مانا ہے

بیش آریں با خلق گفتن زیست
مخلوق سے اس سے زیادہ کہنا مناسب نہیں ہے

یست می گویم باندازہ عقول
عقلوں کے اندازہ سے گزر کر میں بات کہتا ہوں

از غرض حُرَم گواہی مَر شنو
میں غرض سے آزاد ہوں، آزاد کی گواہی سنو

در شریعت مَر گواہی بندرا
غلام کی گواہی کی شریعت میں

گر نہ راں بندہ باشندت گواہ
اگر نہ راں غلام تیسرے گواہ ہوں

بندہ شہوت بتر نزدیک حق
اللہ کے نزدیک نفسانی خواہش کا غلام زیادہ بُرا ہے

کایں بیک لفظی شود از خواجہ حُر
اس لئے کہ وہ (غلام) ایک لفظ سے آقا سے آزاد

بندہ شہوت ندارد خود خلاص
شہوت کے غلام کی خلاصی نہیں ہے

در چمے افتاد گورا غور نیست
وہ اچھے کُڑیوں میں گرا ہے جسکی تھما نہیں ہے

نیست تخیل و ماں جز ویدیت
خیال و گمان نہیں ہے آنکھوں دیکھی بات ہے

آستیں بردا من حق بستام
میں نے آستین اللہ کے دامن سے وابستہ کر دی

وَر ہمی گردم ہمی بینم مدار
اگر میں گردش کرتا ہوں تو مجھے گھومنے کی جگہ نظر آتی ہے

ماہم و نورشید پیشم پیشوا
میں چاند ہوں اور میرے آگے سورج رہتا ہے

بحر را گنجائے اندر جوئے نیست
نہر میں سمندر کی گنجائش نہیں ہے

عیب نبود ایں نبود کار رسول
عیب نہیں، یہی رسول کا (طریقہ) کار ہے

کہ گواہی بندگاں نر زرد بگو
اسلئے کہ غلاموں کی گواہی ایک جگہ بھی برا نہیں

نیست قدرے قُت عوی قضا
دعوی اور فیصلہ کے وقت کوئی قدر نہیں ہے

بر نسجد شرع ایشانرا بکاہ
شریعت اُنکو تنکے کا (بھی) ہموزن نہیں سمجھتی

از غلام و بندگان مسترق
رقيق ہنلائے ہوئے غلاموں سے

وال زید شیریں میر و سخت مُر
اور وہ (نفس کا غلام) لذت میں جی کر سختی سے مرے گا

جز بفضل ایزد و انعام خاص
بجز اللہ تعالیٰ کے فضل اور خاص انعام کے

واں گناہ اوست جبر و جور نیست
وہ اُس کی خطا ہے ظلم و زبردستی نہیں ہے

لہ تقلید نیست یعنی عمل کا
یہ اخلاص لوگوں کی دیکھا جی

نہیں ہے بلکہ یہ میرا عمل حقین
ہے کہ گواہی پیرم - قرب الہی

کے نوکر جو جسے میرا سر کام
علی وجہ البصیرت ہے - مائیم -

میں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے
نور کا کلب کرتا رہتا ہوں -

۱۵ جیش ازیں یعنی جس قدر
میں اپنے باپے میں کہہ چکا ہوں

اُس سے زیادہ کہنے کا موقع
نہیں ہے بخاری خریف میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول
منقول ہے - جاتی ثلثہ الناس

بنا یغیر فزون ایتھین اٹ
یَکَذِبُ اللہ و رُسُلہ لوگوں

سے وہی باتیں کہ جو جبر و جور
سکیں - کما تہم - پندرہ کر کے ہو

کہ اللہ اور اُنکے رسول کو حصار
دیا جائے - یعنی عوام کیلئے ناقابل

نہم باتیں کر دے تو وہ ان باتوں
کی تکذیب کر دیئے۔

۱۵ از غرض یعنی میں اپنی
ان باتوں پر دلائل تو قائم

نہیں کرتا ہوں کہ وہ کذیب و فونی
باتیں ہیں خود گواہی دیتا ہوں

اور جو کس میں آزاد ہوں آزاد
شخص کی گواہی شریعت میں

معتبر ہوتی ہے جو خود اپنی جگہ
دلیل ہوتی ہے مستشرق فریق

یعنی غلام بنا یا ہوا کایں یعنی
غلام اور رقيق کو اگر اُس کا آقا

دانت جو کہہ دے تو فوراً آزاد ہو
جاتا ہے لیکن شہوت کا غلام

موت تک غلام رہتا ہے - چہ
یعنی اگر جی کا کونوں -

آنکہ از بانی رود از جانست
جو ہوا سے جسک سے پر جانے وہ جنکا ہے
بادِ خشم و بادِ شہوت بادِ آرز
غصہ کی ہوا اور شہوت کی ہوا، حرص کی ہوا
بادِ حرص و بادِ کینہ بادِ آرز
حرص کی ہوا اور کینہ کی ہوا، ہوس کی ہوا
بادِ کبر و بادِ عجب و بادِ غلیم
عجب کی ہوا اور غرور کی ہوا اور بک کر کی ہوا
کوہِ تم و تہستی من بنیادِ دوست
میں پہاڑ ہوں اور میرا وجود اُس کی بنیاد ہے
جو بنیادِ او نجند میل من
اُس کی ہوا کے بغیر میرا جھکاؤ نہیں ہوتا ہے
خشم بر شاہاں شہ و راغلام
غصہ بادشاہوں پر غلیم ہے اور راغلام ہے
تینغ حلیم گردن خشم زد دست
بہری برداری کی تلوار نے میرے غصہ کی گردن کاٹ دی
غرق نورم گرچہ تنقہم شد خراب
میں نور میں غرق ہوں، اگرچہ میرا جسم تباہ ہے
چوں در آمد علیئے اندر غزا
جہاد میں جب ایک علت پیدا ہو گئی
تا احب اللہ آید نام من
تاکہ میرا نام احب اللہ میں ہو جائے
تا کہ اعطی اللہ آید جو د من
تاکہ میری بخشش اعطی اللہ ہو جائے
مخل من اللہ عطا اللہ لبس
میرا بخل کرنا اللہ کے لئے ہے اور میرا دینا اللہ
کے لئے ہے

زانکہ با دنا موافق خود بست
اِس لئے کہ ناموافق ہوائیں کو بہت ہیں
برد اورا کو نبود اہل نماز
اِس شخص کو بخشش دیتی ہے جو دیندار ہو
برد اورا کو نبود اہل نیاز
اِس کو اڑانے گئی جو نیاز مند تھا
برد اورا کہ نبود از اہل علم
اُسکو اڑانے گئی اسلئے کہ اہل علم میں سے تھا
و رشوم چوں کاہ بادم باد آفت
اگر میں تنکا بنوں تو میرے لئے بڑا اچھی جانب ہے
نیست جز عشق احد نخل من
عشق الہی کے علاوہ میرا کوئی پیشرو نہیں ہے
خشم را من بستہ ام زین و گام
میں نے غصہ پر زین اور گام کس دیا ہے
خشم حق بر من ہمہ رحمت شد
مجھ پر اللہ کا غصہ مجھ پر رحمت بن گیا ہے
روضہ خشمم گرچہ مستم بو تراب
میں باغ بن گیا ہوں اگرچہ میں بو تراب ہوں
تینغ را دیدم میاں گردن سزا
میں نے مناسب سمجھا کہ تلوار کو میان میں کر لوں
تا کہ ابغض اللہ آید کام من
تاکہ میرا مقصد ابغض اللہ ہو جائے
تا کہ امسک اللہ آید بود من
تاکہ میرا وجود امسک اللہ بن جائے
جملہ اللہ ام نیم من آن کس
میں مجھ اللہ کیلئے ہوں میں کسی کا غلام نہیں ہوں

لے زانکہ تنکا بر ناموافق ہوا
کے ساتھ اڑتا ہے ناموافق ہوا
یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ غلیم
جائے معیار بک کر کی ہوا
یعنی بڑا دوست یعنی میں
علم اور بڑی باری کا ہوا ہوں
اور میرا وجود اُس علم کی بڑ
اور بنیاد ہے۔ بادِ دوست
یعنی اللہ کی ہوا کیلئے میں بن کر
تینکے کے ہوں۔

لے خشم غصہ بادشاہوں
پر تنکا ہے۔ میں نے اُس کو
قاپوں کے برابر ہے شگفتہ۔
جست، اس جگہ بدن نماز
ہے۔ بو تراب یعنی والا،
ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے
رشتہ ہو کر سجدہ نبوی کے کچے
فرش پر بیٹھے پسند آیا تو
فرش کی بجلی آپ کے بدن
پر لگ گئی۔ یہ مخصوص صلی اللہ
علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمادہ
نے میں میں بیٹھا آپ کی کر
سے تھی صاف کرنی ضروری کی
اور محبت سے فرمایا تم آبا
شراب اُسے بھی میں سے ہوتے
کھڑا ہو جاؤ اُس روز سے حضرت
علی رضی اللہ عنہ کا لقب بو تراب
پڑ گیا۔

لے احب۔ حدیث شریف ہے
مَنْ احبَّ اللہ وَاَلْفَضَّ اللہ
وَاعْطٰی اللہ وَتَمَنَّی اللہ فَقَدْ
اَسْتَمْتَلَ الْاِیْمَانَ جَمِیْعًا
وَسَمِعَ اللہ کَلِمَہً
مَحْتِی کی اور اللہ کیلئے تمن کیا
اور کسی کو بخشش اللہ کیلئے دیا اور
مض اللہ کیلئے دیا اسنے اپنے

ایمان کو کوئی ایسا شخص کہ اس میں تمام ایمان جمع ہے

بس نجشہ معصیت کاں مکر کرد

وہ معصیت بہت مبارک تھی جو اس مرد نے کی

نے عمر را قصد آزار رسول

کیا عمر (رضی اللہ عنہ) کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شان

نے بسحر سا چراں فرعون شاں

کیا فرعون نے جادو گروں کو ان کے جادو کو بچے

گر نبو دے سحر شاں آں محمود

اگر ان کا جادو اور ان کی سرکشی نہ ہوتی

کے بدیدہ عَصَا و معجزات

وہ عصا اور معجزے کب دیکھ سکتے؟

نا اُمیدی را خدا گردن دست

نا اُمیدی کو خدا نے فٹ کر دیا ہے

چوں مُبدل می کند اویسیات

جب وہ گناہوں کو تبدیل کر دیتا ہے جتنا ہے

زبس شود مرحوم شیطان رحیم

اس سے شیطان رحیم مزید سگسار ہو جاتا ہے

اوبکو شد تا گناہ ہے آورد

وہ کو کشش کرتا ہے تاکہ کوئی گناہ نہ کرے

چوں بہ بنید کاں گنہ شد طا عتی

جب دیکھتا ہے کہ وہ گناہ طا عت بن گیا

اندر آمن در کشادہ دم مژترا

اندر آہا میں نے تیرے لئے دروازہ کھول دیا ہے

من جفا گر اینیں ہامی دم

(جب) میں ظالم کو اس طرح عطا کرتا ہوں

پس وفا گر اچھا بخشم بد اں

پس وفا دار کو کیا کچھ عطا کروں گا، سمجھ لو

نے زخاے بُردند اوراقِ وُر

کیا گلاب کی پھول پتیوں کاٹنے سے نہیں نکلتی ہیں؟

می کشیدش تا بدرگاہ قبول

قبولیت کے دربار کی طرف نہیں کھینچا

می کشید و گشت دولتِ عوَن شاں

میں بلایا، اور خوش نصیبی ان کی مددگار بنی

کے کشیدے شاں بفرعون عنود

عنادی فرعون انھیں کب بلاتا؟

معصیت طا شد اے قوم عَصَا

اے نافرمانو! معصیت، طاعت بگلی

چوں گناہ و معصیت طا شدت

جبکہ گناہ اور معصیت طاعت بن گئی ہے

عین طاعت می کند رُغم و شاں

تو (انکو) چٹا خوروں کے علی الرغم عین طاعت بنا دیتا ہے

وز حسد اوبطر قد گرد و دُونیم

اور حسد سے وہ شق ہو جاتا ہے، دو ٹکڑے بن جاتا ہے

زاں گنہ مارا بچا ہے آورد

اُس گناہ کی وجہ سے یہیں کمزوری میں گرا دے

گرد و اورا نا مبارک ساعتے

اُس کے لئے بڑا محسوس وقت ہوتا ہے

تُف زدی و تحفہ دادم مژترا

تو نے تھوکا، میں نے تجھے تحفہ دیا

پیش پائے حُجباں سر می نہم

(اندازہ کر) محبت کے قدموں پر سطر جھکوں گا

گنجہا و ملکہائے جاوداں

خسرنے اور لازوال ملک (دنگا)

لہ نجشہ۔ بابرکت۔ اور کوئی نہ

گلاب کے پھول کی پتیوں سے

وہ شاہیں میان کی محمی برین

میں گناہ نجات کا سبب بنا جو

عمر حضرت عمر رضی اللہ عنہ

بمحمود کرنا بظاہر پھلنے چلتے تھے

اور مسلمان ہو گئے، فرعون کے

جادوگر حضرت موسیٰ کے مقابلہ

کیلئے آئے اور مسلمان ہو گئے۔

لہ عوَن۔ مددگار۔ وجود۔ ہکا

کفر۔ عنود۔ سرکش۔ عَصَا حضرت

موسیٰ کا عصا۔

لہ عَصَا۔ عامی کی جمع

ہے۔ یعنی گنہگار۔ چوں گناہ۔

جب اللہ کے کرم سے میرا

بھی حسنت بن جاتا ہے

تو گنہگاروں کو یاویس نہ

ہونا چاہیے۔ سیتات۔ بیشہ

کی بہن ہے، گناہ۔ و شاں۔

داشی کی جمع ہے، چٹا خور یعنی

مخالف۔ رستم۔ خاک آلود ہونا

یعنی کسی کی منشا کے خلاف

کام کا ہونا۔ زبس شود شیطان

کا مقصد گناہ کرنا کہ تباہ کرنا

ہے جب گناہ طاعت بن

جاتا ہے تو اُس کو اتہائی

صدمہ ہوتا ہے۔ تُف تھوکر۔

پس۔ یعنی جب مخالفت کے

یہ بڑاؤ ہے تو دوستوں کے

ساتھ کیا کچھ نہیں کر دنگا۔

لے تھیں کنوں کی رسی۔
چوں گم میں کیا کروں خود
کردہ را علاج نیست قعر چہ
کنوں کی گہرائی میں سخن۔
یعنی گناہوں کی بنا پر توبہ
تلبی کا بیان۔ خاکہ پتھر کی
ایک سخت قسم ہے اس طرح
قرآن نے قیامت تلبی کا بیان کیا
اور کفار کے دل خون نہ رہے
اسکی وجہ ان کی قیامت تلبی
کی انتہائی۔

لے خون خود انہی اقلب
لوگوں کے جگر میں خون ہونگے
لیکن وہ قیامت میں ہونگے
جسکے نامت اور خون جگر بہانے
سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ عدل۔
گواہ کیلئے عدالت شرط ہے
جس کیلئے حریت ضروری ہے
تو فیضان کا غلام عدل نہ
کہلائے گا اور اس کی گواہی
معتبر نہ ہوگی۔ گفت۔ قرآن
پاک میں ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ
شَٰهِدًا۔ اے رسول! ہم نے
تمہیں گواہ بنا کر بھیجا ہے۔
خرجن خر۔ آزادانہ آواز کا پٹا۔
۳۵ ستر صفات حق یعنی باب
میں خدائی اخلاق اور صفات
کا حامل ہوں مبتدئ بسبقت
حدیث قدسی ہے اِنِّیْ اَوَّلُ
سَبَقْتُ عَصٰی۔ بیشک
میری رحمت میرے غضب سے
سبقت لے گئی ہے خطیبی
کفر اور فسق کے خطرات کیمیا۔
یعنی فضیل خداوندی۔ بستان۔
باغ یعنی بندگان خاص توہنی۔
یعنی اب تو ادویں ہم منکر الہ
ہم مذہب ہو گئے ہیں معصیت۔

حق کا ارادہ ہو کر بلا سبب کیا آسمان یعنی از خود حاصل ہو گیا۔

در چہ انداخت و خود را کہ من
اُسے اپنے آپکے لیے کنوں میں گر دیا ہے کہ مجھے
چوں گناہ اوست جاں چوں گم
جب اسکی خطا ہے اے پیارے میں کیا کروں
بس گم گر اس سخن افزوں شود
بس کرتا ہوں، اگر یہ بات بڑھی
اس جگر ہاں خود نشد از سختی ست
یہ جگر خون دینے اس کی وجہ سختی ہے

خون شود روزیکہ خوش شود
اُس دن خون ہے گا جسکے خون بننا مفید ہوگا
چوں گواہی بندگاں مقبول است
جبکہ غلاموں کی گواہی مقبول نہیں ہے
گفت اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا در مُدَّر
قرآن میں اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا فرمایا ہے
چونکہ حرم خشم کے بند مرا
جبکہ میں خر ہوں تو غصہ مجھے قیدی کرنا کرتا ہے

اندر آ کا زاد کردت فضل حق
اندر آجا! اللہ تعالیٰ کی گہرائی نے تجھے زاد کر دیا
اندر آ کنوں کہ رستی از خطر
اندر آجا، اب تو خطر سے نجات پا گیا ہے
رستہ از کفر و خارتان او
تو کفر اور افس کے خارتان سے نجات پا گیا ہے
تو منی و من تو ام لے مختتم
تو میں اور میں تو ہے اے معترف
معصیت کردی باز ہر طاعتی
تو نے وہ گناہ کیا جو ہر طاعت سے بہتر ہے

در خور قعرش نمی یابم رستن
اُس کی گہرائی کے بقدر رستی نہیں ملتی ہے
کہ دراز قعر چہ بیرون گم
کہ اُس کو کنوں کی گہرائی سے باہر نکالوں
خود جگر چہ بود کہ خار اں خود
تو جگر کیا ہوتا ہے سنگ خار اجماع بن جائے گا
غفلت و مشغولی و بد بختی ست
غفلت اور مصروفیت اور بد بختی ہے

خون شو اس وقتیکہ خون مزدور
اب اس وقت خون بن جبکہ خون بننا مقبول ہوگا
عدل آں باشد کہ بندہ غول است
عدل وہ ہوگا جو شیطان کا غلام نہیں ہے
زانکہ بود از کون او خر بن خرم
کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایشیا کا بن
نیست اینجا جز صفات حق در
یہاں تو اللہ تعالیٰ کی صفات کے علاوہ کچھ نہیں انداز

زانکہ رحمت داشت بر مش بق
کیونکہ اُس کی رحمت اسکے غصہ پر سبقت لے گئی ہے
سنگ بودی کیمیا کردت گہر
تو پتھر تھا، تجھے کیمیا نے موتی بنا دیا ہے
چوں گلے بشگفتہ در بستان او
اُس کے باغ میں تو پھول کی طرح چل گیا ہے
تو علی بودی علی را چوں کشم
تو علی تھا، علی نے تو میں کیسے قتل کر دیا
آسماں پیمودہ در ساعتی
تو نے ایک گھڑی میں آسمان ناپ ڈالا

آنچه اندر و ہم ناید بدمش
جس کا تصور بھی نہ ہو سکے اُس کو وہ دنگ
نوش لطف من نشد در قہر من
میری ہر بانی کا شہد، قہر کا دمک نہیں بنا

جاوداد بادشاہی بخشش
اُس کو لازوال بادشاہی بخشوں گا
من چنناں مردم کہ بر خونی خویش
میں ایسا مردم ہوں کہ اپنے قاتل پر بھی

گفتن حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بگوشت کا بدار
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خادم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کان میں کہنا کہ
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ کشتن علی رضی اللہ عنہ
علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تیرے ہاتھ سے ہوگی، میں نے
بر دست تو خواہد بود خبرت کردم
مجھے بہت دیا ہے۔

گو بُرد رونے ز گردنِ ایں سرم
کہ وہ ایک روز ایں گردن سے سرِ قلم کرے گا
کہ ہلاکم عاقبت برد راست دست
کہ میری ہلاکت انجام کا رانکے ہاتھ سے ہوگی
تا نیاید از من ایں منکر خطا
تا کہ ایسی بُری خطا مجھ سے نہ ہو
باقضا من چون تو انم جبک دست
قضاے (خداوندی) کے مقابل میں میں کیا نہ میرا کشتا؟
مزمرا کن از برائے حق و نیم
خدا کے لئے میرے ڈونگڑے کر دیجئے
تا نسوزد جان من بر جان خود
تا کہ میں اپنے اوپر نہ جھلون
زاں قلم بس سترنگوں گرو دِ علم
اُس قلم سے بہت سے جھنڈے سترنگوں ہو گئے ہیں
زانکہ ایں را من نمیدانم ز تو
اِس لئے کہ میں اِس بات کو تیری طرف سے نہیں سمجھتا ہوں

گفت پیغمبر بگوشت جا کردم
میرے خادم کے کان میں (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے
کر داکہ ایں رسول زوجی دست
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ذریعہ کہا کہ
او ہی گوید بگوشت پیش من مرا
وہ (مجھ سے) کہتا ہے کہ پہلے ہی مجھے مار ڈالیے
من ہی گویم جو مرگ من زنت
میں (اُس سے) کہتا ہوں جبکہ میری موت میرا ہاتھ ہے
او ہی اُفتد بہ پیش من کاے کریم
وہ میرے قدموں پر گرتا ہے کہ اے آقا!
تا نیاید بر من ایں انجام بد
تا کہ میرا یہ بُرا انجام نہ ہو
من ہی گویم برو جفّ اُفلم
میں کہتا ہوں، جافلم خشک ہو چکا ہے
بیچ بغض نیست در جانم ز تو
میرے دل میں تیری طرف سے کوئی بغض نہیں ہے

لے خونی قاتل، نوش شہد،
زیرا قی نہیں کیجی، بونک۔
لے پکا بدار، خادم، حضرت
علی رضی اللہ عنہ کی شہادت
ایں لہجہ خارجی کے ہاتھوں
ہوئی ہے جو کہ صلی اللہ عنہ
اِس صورت میں اس قصہ
کی تصدیق صحیح روایات سے
جہیں ہوئی ہے، چاکرِ خاوم،
دوست یعنی اللہ قضاے
اُفتد، یعنی میری خادم۔
منکر خطا، بُری خطا، یعنی
حضرت علی رضی اللہ عنہ
کا قتل، جیلد، تکریر۔
تہ جفّ اُفلم، جو جفّ شریف
میں ہے۔ جفّ اُفلم، جفا
اُفتد لاتی، جو تیرے ساتھ
ہونے والا ہے اُس کو لکھ کر
قلم در خشک ہو چکا ہے،
یعنی تقدیر کا لکھا اب نہیں
سٹ سکتا ہے۔ سترنگوں۔
یعنی اقبال مند، اِدبار میں مبتلا
ہو جاتے ہیں، جفّ جفّ۔

گردار و صبر زین ناں جان جس
اگر جس کی جان اس روئی سے صبر نہیں کرتی جو

جامہ شونی کرد خواہی آ فلاں

لے فلاں! اگر تو بڑے صاف کرنا چاہتا ہے

گرچہ ناں شکست مر و زہ ترا

اگرچہ روئی نے تیرا روزہ تولدیا ہے

چوں شکستہ بند آمد دست او

جب آسکا ہاتھ، ٹوٹے ہوئے کوڑیو لایا ہے

گرتو اس را بشکستی گوید بیا

اگر تو خود اس کو توڑنے لگے وہ کہے گا، آجا

پس شکستن حق او باشد کہ او

توڑنا اس کے لئے مناسب ہے جو

آنکہ داند وخت او داند درید

جو سینا جانتا ہے وہ کاٹنا بھی جانتا ہے

خانہ را کند و جو جنت ساخت او

گھر کو آجاڑا اور اس کو جنت بنا دیا

خانہ را ویراں گشت زیر زبر

گھر کو ویران اور زیر و زبر کرتا ہے

گر کیے را سر ببرد از بدن

اگر کسی کے جسم سے سر کاٹتا ہے

گر نفرمودے قصاصہ بر جنت

اگر وہ مجرموں پر قصاص کا حکم نہ فرماتا

خود کرا زہرہ بدے تا او ز خود

کس کی طاقت ہوگی کہ وہ از خود

زانکہ داند ہر کہ چشمش را کشود

اس لئے کہ ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے آنکھ کھولی

بیمیا را گیر و ز زگرداں تو مس

کیسا حاصل کر، اور تو تاجے کو سونا بنا دے

ز و مگرداں از محلہ گازراں

تو دھوپوں کے محلہ سے زوگرانی نہ کر

در شکستہ بند تیج و بر تر آ

ٹوٹے ہوئے کو جوڑیو لے سے بیٹ جاو اگر کے بیٹ

پس رفواید یقین ز اشکست او

تو اس کا توڑنا یقیناً، جوڑنا ہوگا

تو درتش کن نداری دست پا

تو اس کو درست کرنے کی طاقت نہیں لےتا ہر

مزشکتہ گشتہ را داند رفو

ٹوٹے ہوئے کو جوڑنا جانتا

ہرچہ او بفروخت نیکوتر خرید

جو بیچتا ہے وہ عمدہ طریقہ پر خریدتا ہے

پست کرد و بر فلک افزاخت او

اس کو ڈھایا اور آسمان تک بلند کر دیا

پس بیک ساعت کن معمور تر

پھر ایک گھڑی میں اور زیادہ آباد کر دیتا ہے

صد ہزاراں سر بردارد در زمین

فوراً لاکھوں سر پیدا کر دیتا ہے

خود نگفتے فی القصاص مدحیا

(اور) یہ نہ فرماتا کہ قصاص میں زندگی ہے

برا سیر حکم حق تیغے زند

اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند پنلوں چلائے

کاں کشندہ سخرہ تقدیر بود

کہ وہ قابل تقدیر کے تابع تھا

لے کیا یعنی اگر تو خود ترک
ذی نہیں کر سکتا تو کسی شیخ کا
ہاتھ پکڑ لے وہ تیرے تاجے کو
سونا بنا دے گا۔ جامہ شونی یعنی
گناہوں سے اپنا داس پاک
کر لے۔ گازراں گازری جمع
ہے، دھوپ یعنی وہ شیخ کامل
جو تجھے گناہوں سے پاک کر دے۔
نان۔ روئی یعنی زنداں تیرے۔
روزہ یعنی ہر روز گازی شکستہ
ٹوٹے ہوئے کو جوڑیو لایا یعنی
شیخ کامل مگر تو اگر تو خود تقویٰ
حاصل کر نہ کی کوشش کر نہ تو
کوئی نہ کوئی شیخ کامل تجھے اپنی
طرف کھینچ لے گا پس شکستن
اصلاح باطن کرنا شیخ کامل ہی
کا کام ہے۔

لے زو سینا یعنی جوڑنا۔ خانہ۔

ایک ماہ کا دیگر گھر کو ڈھانسا کر

تو پھر شکستہ نشان بنا دیتا

ہے۔ برآورد بر فلک یعنی ایک

بڑی عادت چھڑا کر لاکھوں بجلی

عادتیں پیدا کر دیتا ہے۔ در زمین

فوراً بچھتا۔ جانی کی جمع ہے

مجموع۔ خود گھٹنے نواں ہر لاشہ

تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ لَنَكْفُرَنَّ

فِي الْقصاصِ خَيْرًا مِّنْهُمَا

لے قصاص میں زندگانی ہے۔

اس شعر سے یہ حضرت علی رضی

اللہ عنہ کا مقلد شروع ہوئے۔

خود را حضرت علی رضی نے فرمایا

قابل جو تقدیر کا اسیر ہے اسکو

بذبح کر خداوندی کون اور اسکا

مٹا۔ زہرہ۔ ہمت، حوصلہ۔

چشم کشود غور کرنا کشود۔

قابل سخرہ۔ متحر۔ مجبور۔

صلح ایں آخِرِ زمانِ زلِ جنگ بُد

اِس اخیرِ زمانہ کی صلح، اسی جنگ کی وجہ سے تھی

تا امان یا بد سِرِ اہلِ جہاں

تاکہ دنیا والوں کے سروں کو امن حاصل ہو

تا بیا بد نخلِ قامتہا و بَر

تاکہ کجگرفتہ اور پھل حاصل کرے

تا نما نیدِ باغ و میوہ خرمیش

تاکہ باغ اور پھل اپنی تروتازگی نمایاں کرے

تا رہد از درد و بیماریِ حبیب

تاکہ دوست درد اور بیماری سے نجات پائے

مُرِ شہیدانِ راحیاتِ اندرِ فنا

شہیدوں کی زندگی فنا ہو جانے میں ہے

یُزِرُ زَقُونُ یُفَرِّحُونُ ایدِ گوار

تو بیزِ زَقُونِ یُفَرِّحُونُ خوش گوار ہو کر جانا ہو

حَلَقِ النَّاسِ سِتُّ اَفْرِ اِنْفِضْ

انسان کے حلق نے نشوونما پائی اور اُس کی نفیست بھٹی

تا چُر زایدِ کُن قیاسِ اَل رابِیں

وہ کیا اضافہ کرے گا، اُس کو اس پر قیاس کر لے

شَرِبَتْ حَقِّ بَاشِ دَانَوَارِ اَو

اللہ (قلے) کے شربت اور اُس کے انوار سے ہوگی

حَلَقِ اَزْ لَارِ سِتِّ مَرُوہِ دَر بَلِ

وہ حلق حوالے سے آزاد ہو گیا ہو اور اُس میں نمانا ہو

تا کِیْت بَاشِ حیاتِ جانِ نَمان

روٹی کے پیر تیری جان کی زندگی کب تک رہے گی؟

کا برو بُردی پئے نَمانِ سَید

کو تو نے سفید روٹی کے لئے اُپر ختم کر دی جو

جنگِ پیغمبرِ مدارِ صلح شد

پیغمبرِ مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی جنگ صلح کا دار و مدار ہوئی

صَد ہزاراں سُر بُرید اَل لسان

اُس محبوب نے لاکھوں سُرِ قلم کر دیئے

باغیاں زلِ می بُرِ دشاخِ خضر

باغیان، سبز شاخ اِس لئے کاٹ دیتا ہے

می کُند از باغِ اَل دانا حشیش

وہ سمجھانے باغ میں سے گھاس اکھاڑتا ہے

می کُند و دنانِ بُد رَا اَل طَییب

مریض دانت کو ڈاکٹر اکھاڑ دیتا ہے

پس یَا دہتا درونِ تقصہا ست

پس نقصانوں میں ترقیاں (مضر) ہیں

چوں بُریدہ گشتِ حَلَقِ رِزْقِ خَوَا

جب رِزْقِ کھانے والا حلق کٹ گیا

حَلَقِ حِیَوَا چوں بُریدہ شد بَدَل

جانور کا گلا جب اَنصاف سے کاٹا گیا

حَلَقِ اِنساں چوں بُریدہ شد بَیں

جب انسان کا گلا کٹا، غور کر

حَلَقِ ثَمَالِش زاید و تِیمارِ اَو

تیسرا عقلم پیدا کرے گا اور اُس کی تیمارداری

حَلَقِ بَہریدہ خور و شَرِبَتْ و لے

کٹا ہوا عقلم شربت پیتا ہے لیکن

بَس کُن اے دَلِ ہمتِ تَبان

اے کوتاہ ہمت اور کوتاہ دست! بس کر

زَلِ نَداری میوہ مانَدِ بید

بید کی طرح تو بے غمراہی دوجہ سے ہے

لے جنگِ پیغمبرِ مدافع کے

جس قدر غزوات میں اُن میں

بظاہر فتح ہے لیکن دِل

تغیر ہے۔ باغیان۔ نالی

شانیں تراشتا ہے۔ اور

گھاس اکھاڑتا ہے اِس

کی وجہ سے باغ میں پھل اور

پھول کی کثرت ہوتی ہے۔

می کُند طیب دانت اکھاڑتا

ہے لیکن مصالحت یہ ہوتی ہے

کہ بیمار کو آرام ملے۔ حبیب۔

یعنی محبوب بیمار میں بہت

سی چیزوں میں جو نقصان

نظر آتے ہیں وہی اضافوں

کا سبب ہیں، انسان شہید

ہو کر بقاءِ دہم حاصل کر لیتا جو

لے گوار شہیدوں کے ہائے

میں آیت یُزِرُ زَقُونُ فَرِّحُونُ

نازل ہوتی ہے یعنی شہیدوں

کو رِزْقِ دیا جاتا ہے اور وہ خوش

ہوتے ہیں حَلَقِ حِیَوَا۔ اللہ

تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح

ہوتا ہے اور انسان اُس کو

کھاتا ہے تو اسکو فیضیت

حاصل ہوجاتی ہے کہ وہ

اشرف المخلوقات کا جزو بن

جنا تا ہے۔ انسان کا حلق اگر

اللہ تعالیٰ کے نام پر کٹے

تو اس پر قیاس کر لو اُس کو کیا

فیضیتیں حاصل ہونگی۔ بے

پاں۔

لے حَلَقِ ثَمَالِش جانور اُفرتا ہے

ہیں لکھنا انسان کا عقلم اللہ کے

نام پر کٹے گا تو انسان کو ایک

ایسا عقلم عنایت ہو جائے گا

جو اللہ کے انوار اور شربت پئے گا

لا یعنی غیر اللہ کی نفی۔ جسے یعنی

اِس لے اللہ کی برکت کا پورا پورا لکھنا ہو جانے پر اللہ کی برکت پائی۔ بے غور نہ ہو۔

لَا تَزْعُمَنَّ قَلْبًا هَدَيْتَ بِالْكَرَمِ
کرم کیسے جس دل کو تو نے ہدایت دیدی ہے اُس کو کہ

بگذر از زجان ما سَوَاءُ الْفَقْصَا
بُڑی تقدیر کو ہماری جان سے ٹال دے

تلخ تر از فرقت تو بیچ نیست
تیری جدائی سے زیادہ کڑوی چیز کوئی نہیں

زحمت ما ہم زحمت مارا رہزن
ہمارا سامان بھی ہمارا راہزن ہے

درست ما چوں پائے مارا می خورد
جب ہمارا ہاتھ ہی ہمارے پانوں کو کھتا ہے

ور برود جاں زیرِ خطِ ہائے عظیم
اگر ان بڑے خطوں سے جان بھی بچائی

زانکہ جاں چوں وصل جانان خورد
اُسے کہ جان کا جب تک محبوب کے وصال نہ ہو

چوں توند ہی راہ جاں خود بردہ
جب تو راستہ نہ لے جان کا پھر فرضی بات ہے

مگر تو طعنت می زنی بر بندگان
اگر تو بندوں پر طعنت زنی کرے

ور تو ماہ و مہر را گونی نجفا
اگر تو چاند اور سورج کو مخفی کہے

ور تو چرخ و عرش را خونی حقیر
اگر تو آسمان اور عرش کو حقیر کہے

اَلْیَسْبِتُ بِالْکَمَالِ تَوْرُوتِ
یہ بات تیرے کمال کے پیشِ نظر درست ہے

کے تو یاکِ از خطِ در نیستی
کیونکہ تو عدم اور نیستی سے پاک ہے

وَاصْرِفِ الشَّوْءَ الَّذِي خَطَا لِقَامُ
اور اُس بُرائی کو پھر دے جو قلم نے کچھ ہی ہے

وَأَمِيرُ مَا رَا زَاخْوَانَ الصِّفَا
ہیں اہل اللہ سے مجھوا ذکر

بے پناہت غیرِ پیا پیچ نیست
تیری پناہ کے بغیر سوائے اُنھن کے کچھ نہیں ہے

جسمِ ما مَرَجَانِ مارا جامہ کن
ہمارا جسم ہی ہماری جان کیلئے نقصان ساز ہے

بے امان تو کسے چوں جاں برد
تیری امان کے بغیر کوئی کس طرح جان بچا سکتا ہے؟

برُردہ باشد مایہ ادبار و بیم
تو بد بختی اور خوف کا سرمایہ حاصل کیا

تا ابد با خویش کو رست و کبود
قیامت تک وہ خود اندھی اور بے نور ہے

جاں کہ بے تو زندہ باشد مُردہ گیر
وہ جان جو تیرے بغیر زندہ ہو اُس کو مُردہ سمجھا جائے

مَرْتَرِ آسِ می رسد اے کامراں
اے محنت را! یہ تیرا حق ہے

وَر تَوَقَّسْ رَا گونی دوتا
اگر تو سُر کے قد کو جھکا ہوا کہے

وَر تو کان و بحر را گونی فقیر
اگر تو کان اور سمندر کو فقیر کہے

مَلِکِ اِمَالِ و فَنَا ہا مَرْتَرِ
مکمل کرنے اور فنا کرنے کی حکایت تیری ہی ہے

نِیستِاں را مَوْجِد و مُفْنِیستِی
معدوم کو موجد کر نیوالا ہے اور فنا کر نیوالا ہے

لے نہ تَزْعُمَنَّ۔ کچ نہ کر سَوَاءُ۔

بُڑائی بَقَامُ یعنی قلم تقدیر

بگذراں۔ مال رکے۔ پناہ

جدرا ذکر اخوان القفار۔ صفا

دل لوگ۔ اہل اللہ۔ زحمت۔

سامان۔ یعنی دنیاوی لذتیں۔

جامرکن۔ کپڑے۔ آثارِ نبوالا۔

مے دست۔ یعنی ہماری

معروفیت۔ راہِ سلوک میں

نہیں چلنے والی۔ اقدارِ نعمت۔

تجیم۔ خوف۔ یعنی وہ جان جو

محبت الہی سے خالی ہے،

اگر بچا بھی لی تو کچھ فائدہ

نہیں ہے۔ ایسی جان تو ادباً

اور خوف کا سرمایہ ہے۔

کود و کبود۔ بے نور و تاریک

راہ۔ راہِ نجات، یعنی جب

اللہ تعالیٰ نجات کا راستہ نہ

دے تو جان کا پھر فرضی بات ہے

غیر واقعی ہے کیونکہ ایسی جان

تو خود مُردہ ہے۔

سہ ترا می رسد تجھے حق

حاصل ہے کامراں کا ایسا

خفا۔ مخفی۔ پوشیدہ۔ دوتا۔

دھرا، اگڑا۔ پاک۔ تو پاک

ہے۔ خط۔ احتمال عامِ نیستی۔

نیت۔ یا مخفی۔ فنا کر نیوالا۔

ہر کر آل محکم بر سر آمدے

جس کے لئے یہ حکم صادر ہوتا

رو بترس و طعنے کم زن بر باد

جا، ڈر تارہ اور بڑوں پر طعن زنی نہ کر

پیش حکم حق بنہ گردن نہاں

دل سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے گردن نہ جھکاؤ

تسخر و طعنے مزین بر دیگران

دوسروں پر مذاق اور طعن زنی نہ کر

تعب کردن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام از ضلالت ابلیس

ابلیس لعین کی گمراہی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تعجب کرنا

لعین و عجب آوردن او

اور اُن کا غصہ و رنج کرنا

از خفارت و زریافت بنگر لیت

حقارت اور کھوٹے پن کی نگاہ سے دیکھا

خندہ زد بر کار ابلیس لعین

ابلیس لعین کے کام کی ہنسی اُٹائی

تو نمب رانی ز اسرار حق

تمہیں چھپے ہوئے رازوں کا علم نہیں ہے

کوہ را از تیغ و از بن برکنم

اتو پہاڑ کو بڑ اور بنیاد سے اکھاڑ ڈالوں

صد ابلیس تو مستماں آدم

سیکڑوں شیطانوں کو تو مسلم کر دوں

ایں چنین گستاخ نندیشم دگر

پھر کبھی ایسی گستاخی کو نہ جال میں بھی نہ لاؤں گا

توبہ کردم می نگیرم زیں سخن

میں نے توبہ کی، میری اس بات پر گرت نہ کر

لا اِفتخار بالعلوم والافنا

علوم اور مالداری پر کوئی فخر نہیں ہے

روزے آدم بر لبے کوشی ست

ایک روز آدم (علیہ السلام) نے ابلیس کو جو بد بخت

خوش بینی کرد و آمد خود گریں

(انہوں نے) خود بینی کی اور خود پسند بنے

بانگ زد غیرت حق کا صفی

غیرت حق نے پکارا کہ اے پرگزیدہ!

پوشش را با از گونہ گر کنم

اگر میں پوشستین کو الٹ دوں

پردہ صد آدم اندم بردم

نورائیتوں آدموں کی پردہ دری کر دوں

گفت آدم توبہ کردم زیں نظر

(حضرت آدمؑ نے کہا میں نے اس نظر سے توبہ کی

یار ابلیس جرات ز بندہ عفون

لے خدا! بندہ کی اس جرات کو معاف کر دے

یا غیاث المستغیثین اھدنا

لے فریادوں کے فریادرس! ہم کو ہدایت دے

لے حکم یعنی تقدیر الہی کا
حکم یعنی اگر بیٹے کا تعلق باپ
کے ہاتھ سے تقدیر ہو چکا ہے
تو شفقت پوری مس کو نہیں
روک سکتی ہے۔ دارم حکم یعنی
تقدیر خداوندی کا جال یعنی
بڑوں کا مذاق اڑانا اور طعن
ہے تعجب کردن۔ اس فقرہ
کا مقصد یہی ہے کہ کسی
کے گناہ پر مذاق نہ اڑانا چاہیے
اور اپنے اوپر گنہگار نہ کرنا چاہیے
لے ابلیس۔ ابلیس شیطان
شقی بد بخت۔ زریافت کٹا
پن خوش بینی غرور تکبر۔
خود گریں خود پسند یعنی تعجب
صفی اللہ حضرت آدمؑ کا
قلب ہے یعنی پوشیدہ۔
بانگ زدہ۔ اٹا۔ پوشش یا از گونہ
کردن۔ حالات کو الٹ دینا
باطن کو ظاہر کر دینا۔ چن بڑ
ستہ نورستماں۔ وہ شخص جو
کافر کے گھر میں پیدا ہونے کے
بعد اسلام لایا ہو مگر بیسی
خود بینی، غیثت، فریادرس۔
مستغیثین مستغیث کی جمع
ہے، فریادی۔ افتخار فخر کرنا۔
فتنا مالداری۔

باز رو سوئے علیؑ و خویش
 (حضرت علیؑ اور ان کے قاتل کے (قتل کی طرف پھر چل
 گفت دشمن را ہی بنیم بچشم
 کہا میں دشمن کو آنکھ سے دیکھت ہوں
 زانکہ مرگم، بچو جاں خوش آمدست
 کیونکہ مجھے موت زندگی کی طرح اچھی لگتی ہے
 مرگ بے مرگی بُود مارا حلال
 بغیر موت کے موت ہمارے لئے حلال ہے
 برگ بے برگِ ترا چوں برگِ شاد
 بے فوانی کا سامان جب تیرے لئے سامان لگیا
 آنچہ خوفِ بیکراں را من تست
 جو دوسروں کیلئے خوف کا سبب ہے وہ تیرے لئے امن لگیا
 ظاہر شمرگ بے باطنِ زندگی
 اس کا ظاہر موت ہے اور باطن زندگی ہے
 از رحم زادن جنیں را رفتن است
 بچہ کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا (اسکا) سفر ہے
 چوں مرا سوئے اجل عشق و ہوا
 چونکہ موت سے مجھے عشق اور محبت ہے
 آنکہ مُردن پیشِ جانش تہلکہ است
 جس کی جان کے لئے مرنا ہلاکت ہے
 آنکہ مُردن پیشِ اُشد فتح باب
 جس کے لئے مرنا کامیابی بن گیا ہے
 زانکہ نہی از دانہ شیریں بُود
 اس لئے کہ ممانعت تو بیٹے دانہ سے ہوتی ہے
 دانہ کش تلخ با شد مغز و پوست
 جس دانہ کا گودا اور چھلکا کڑوا ہو

واں کرم باخونی و افزونیش
 اور قاتل پر ان کے کرم اور کرم میں اضافہ کی طرف اپیل
 روز و شب بروئے نام ہیچ خشم
 شب و روز، اُس پر کوئی فتنہ نہیں کرتا ہوں
 مرگ من در بعث چنگانے زوست
 میری موت نے زندگی کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے
 برگ بے برگِ بود مارا نوال
 بے فوانی کا سامان ہمارے لئے علیہ ہے
 جانِ باقی یافتی و مرگ شد
 تو تو نے حیاتِ جاودانی پائی اور موت ختم ہو گئی
 بط قوی در بحر و مرغِ خانہ مست
 دریا میں بط قوی ہوتی ہے اور باتو مرغِ خانہ مست ہے
 ظاہر شمرگ بے باطنِ پابندگی
 بظاہر وہ تباہی ہے، بساطن وہ بقا ہے
 در جہاں اُوراز نو شگفتن است
 اُس کا دنیا میں از سر نو کھلنا ہے
 نہی لا تُلَقُّوا اِیَّیْکُمْ مراست
 اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کی ممانعت میرے لئے ہے
 امر لا تُلَقُّوا لَکِیْمٌ را و بدست
 وہ لا تُلَقُّوا کے حکم پر عامل نہیں ہے
 سَاغُوْا اَمْرًا و را در خطاب
 اُس کے لئے جلدی کرو، کا خطاب آیا ہے
 تلخ را خود نہی حاجت کے شود
 کڑوے کے لئے ممانعت کی کیا ضرورت ہے؟
 تلخی و مکر و دیش خود نہی اوست
 اُس کی تلخی اور کڑواہٹ خود ممانعت ہے

لہ گفت یعنی حضرت علیؑ نے
 اپنے مقابل سے کہا بچشم یعنی
 اپنے ذاتی حال میں مرگ بے مرگی
 حدیث شریف میں ہے مَبْرُؤٌ
 قَبْلَ اَنْ یَّمُوتَ، مراد تو
 اُس کے کرم و بے مرگی کے لئے فوانی
 بے مراد سامانی، مراد انا کا مقولہ
 آنچہ موت کا فوانی کے لئے باعث
 خوف اور موت کیلئے باعث اُس
 میا کرد باطن کیلئے قوی کا باب
 باتو مرغ کیلئے کدوری کا سبب
 تلخ از رحم بچہ کا ماں کے پیٹ
 سے باطن انا کا انتقال ہے اور
 اسی سے اُس کا لغو ہوتا ہے۔
 نہی قرآن پاک میں ہے وَ لا تُلَقُّوْا
 بِاَیْدِیْکُمْ اِلٰی الصَّلٰوۃِ تم اپنے آپ کو
 ہلاکت میں نہ ڈالو مولانا نے ہلاکت
 کے معنی موت کے لئے ہیں جبکہ
 ایک حدیث صحیح میں اُس کے معنی
 ترکِ جہاد کے بتائے گئے ہیں۔
 بات سمجھ لینی چاہیے کہ نہی اُن
 چیزوں کیلئے ہوتی ہے جن کی طرف
 انسان کو رغبت ہونا پسندیدہ چیز
 سے روکنے کے کوئی معنی نہیں ہیں
 اب دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے
 کہ حضرت علیؑ نے فوانی کا موت چونکہ
 میرے لئے مرغوب و پسندیدہ ہے
 اسلئے لا تُلَقُّوا کا خطاب میرے
 اور مجھ سے کیلئے ہے چونکہ
 موت کو خود ہی پسند نہیں کرتے وہ
 درمل اس نہی کے مخاطب نہیں
 بن سکتے اور نہ اس نہی پر عمل
 سمجھ جائیگے۔
 تلخ آنکہ چوشتی الہی میں بتلا ہیں
 اور وصال کے جویاں ہیں اُن کے
 لئے موت ہی نور و رحمت ہے
 وہ سَاغُوْا کا اپنے آپ کو مخاطب
 سمجھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں

آنکہ رویا نیست در اند سوختن

جس نے اُگا یا ہے وہ جلانا جانتا ہے

می بسوزد ہر خزاں مریباغ را

ہر خزاں میں باغ کو جلا ڈالتا ہے

کامے بسوزیدہ بروں آتازہ شو

کامے جلے ہوئے باہر آ، تروتازہ ہو جا

چشم نرگس کو رشید بارش بہشت

نرگس کی آنکھ امدی ہوئی اس کو پھر بنادیا

ماچو مقنوعیم و صانع نیستیم

ہم چنگ نہ بنائے ہوئے ہیں اور بنائے نہیں ہیں

ماہمہ نفسی و نفسی می زیمیم

ہم سب نفس نفسی پکارتے ہیں

زال ز آہرمن رہیدر ستیم ما

ہم نے شیطان سے رہائی اسلئے پائی ہے

تو عصا کش ہر کر کہ زندگیت

جس کی زندگی ہے تو اس کیلئے لاطھی پکڑ لیا ہے

غیر تو ہر چہ خوش سٹے ناخوش سٹے

تیرے سوا جو کچھ بھی ہے خواہ اچھا ہے یا بُرا ہے

ہر کر آتش پناہ و پشت شد

جس کسی کے لئے آگ پشت و پناہ بن گئی

کُلُّ شَیْءٍ مَّا خَلَا اللّٰہَ بَا طِلٌّ

اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے

وانکہ بدیدست داند وختن

جس نے پھاڑا ہے وہ سینا جانتا ہے

باز رویا ند گل صباغ را

پھر رنگ آمیز پھول اُگا دیتا ہے

بار دیگر خوب و خوش آوازہ شو

دوبارہ خوبصورت بن اور شہر ہو جا

خلق نے برید بارش خود کوخت

بالسری کا خلق پھاڑ دیا پھر اس کو بجا دیا

جز زبون و جز کافان نیستیم

سوائے ناپیز اور سوائے ادنی درجہ کا قانع ہو سکتے ہیں

گر نخواہی ماہمہ آہریمیم

اگر تو نہ چاہے، ہم سب شیطان ہیں

کہ فریدی جان مارا از عی

کہ تو نے ہماری جان کو اندھے بن سے بچا لیا ہے

لے عصا و بے عصا کش کو حسیت

لاٹھی اور لاطھی پکڑنے والے کے بغیر اندھا کیا ہوتا ہے!

آدمی سوزست وین آتش ست

آدمی کو جلانے والا ہے اور مجسم گم ہے

ہم مجوسی گشت ہم ز رشت شد

وہ آتش پرست اور آتش پرستوں کا پیشوا بن گیا

اِنَّ فَضْلَ اللّٰہِ غَیْمٌ هَاطِلٌ

بیشک اللہ کا فضل بارش برسانے والا اُبر ہے

باز گشتن بحکایت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قصہ کی طرف واپسی

و مسامحت کردن اوبان خونی و رکابدار خویش

اور ان کا اپنے قاتل اور اپنے خادم سے چشم پوشی برتنا

لہ رویا ندین - اُگانا -

صباغ - رنگ برنگ صباغ -

وہ پھول جو اپنی خوش رنگی کی

وجہ سے باغ کی زینت ہو -

آوازہ شہرت - آہش - اس

کی جگہ دوسرا پھول کھلا دیا -

معصوم - بنا یا ہوا، مخلوق -

صانع - بنانے والا، خالق -

زبوں - کمزور، ناچیز -

نفسی نفسی زدن - حاجت

کا اٹھا کرنا - آہرمن - اہرمن

شیطان -

سٹہ عقی - اندھا بن عکس -

اندھے کی لاطھی پکڑ کر چلنے والا -

کو حسیت - اندھا بالکل پرکار

ہے چل پر نہیں سکتا ہے -

ما خلا - علاوہ غیم - ابر - آہل -

برسنے والا مسامحت - چشم

پوشی - رکابدار خادم

ایک بے غم شوقِ شفیق تو منم
لیکن بے فکر ہو جا میں تیرا سفارشی ہوں
پیش من اس تن نادر قیمتے
میرے نزدیک اس جسم کی کوئی قیمت نہیں ہے
خنجر و شمشیر شریکانِ من
خنجر اور تلوار میرے خوشیوار ہوں بن گئے ہیں
آنکہ اوتن را بدینیاں پے کند
جو جسم کو اس طرح مغلوب کر دے
زاں بظاہر کوشد اندر جاہ و کم
بظاہر وہ جو حکومت اور مرتبہ کیلئے گرفتار ہے
تا بیا را بدینہر تن جامہ
تاکہ ہر حکومت کے جسم کیلئے جامہ تیار کر دیں
تا امیری را دہد جانِ گد
تاکہ امارت میں نئی روح ڈال دیں
میری اوبینی اندر آں جہاں
اُس عالمِ آخرت میں تو انکی سرداری دیکھے گا
ہیں گمان بد میرے دُوبلاست
اے عقلمند! خبردار بڑا گمان نہ کر

خواجہ رُحس نہ مملوکِ تنم
میں رُوح کا مالک ہوں جسم کا غلام نہیں ہوں
بے تن خویشم فتنے ابنِ الفتے
بغیر جسم کے واسطے کے میں جو انرا جو اندر کا بیٹا ہوں
مرگ تن شد بزم و ترکستانِ من
جسم کی موت میری بزم (نشائے) اور باغِ بچہ ہے
حرصِ میری خلافت کے کند
وہ امیری اور خلافت کی حرص کب کر سکتا ہے؟
تا امیراں را نماید راہِ محکم
(تو اپنے ہوا) تاکہ ماکوں کیلئے حکومت کر کے کیانی
تا نوب را دہد ہر کس نامہ
تاکہ ہر شخص (حاکم) کیلئے قانون نامہ تحریر کریں
تا دہد نخلِ خلافت را اثر
تاکہ نخلِ خلافت کو پھل عطا کر دیں
فکرتِ بہانیت گرد و عیاں
تیرے چھپے ہوئے خیالات ظاہر ہو جائیگی
با خود آ وَاللہ اعلم بالصواب
ہوش میں آ، اور اللہ بہتر جانتا ہے

۱۔ شفیق۔ سفارشی خواجہ
روح۔ صاحبِ دل مملوک
تن۔ جسم کا غلام۔ قیمت۔
قدر۔ قیمتی جو اندر۔ ابن۔
بیٹا۔ رجحان۔ ہر خوشبودار
گمان۔ ترکستان۔ باغ۔
پے۔ کردن۔ کاٹ ڈالنا میری۔
امیری۔ سرداری۔ جاہ۔ مرتبہ۔
حکم۔ حکومت۔ راہ۔ حکم حکومت
کا قاعدہ۔
۲۔ تن۔ جسم یعنی حکومت۔
جامہ۔ کپڑا یعنی طرزِ عمل۔
نامہ۔ یعنی قانون نامہ۔ امیری۔
حکومت۔ باج۔ داؤن۔ تازہ
کردیا، مضبوط کر دینا نخل۔
کھجور کا درخت۔ تمر۔ پھل۔
۳۔ تباب۔ بُب۔ عقل۔
با خود آ۔ ہوش میں آجا۔ جہد۔
طاقت۔ پوشش۔ شہت۔
محبت۔ محکم۔ تہمت زدہ۔

بیان آنکہ فتحِ طلبیدن پیغمبرِ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ وغیرہ
اس کا بیان کہ پیغمبرِ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ وغیرہ کی فتح طلب کرنا
مکہ را جہتِ دوستی ملکِ دنیا بنود چونکہ فرمود اللہ دنیا
ملکِ دنیا کی محبت کی وجہ ہے نہ کہ دنیا بنود چونکہ فرمایا ہے دنیا مردار ہے
حیف و طالہا کلاب بلکہ بامرِ بول
اور اُس کے طلبکار کہتے ہیں بلکہ خدا کے حکم سے تھا

جہدِ پیغمبرِ بفتح مکہ ہم
آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فتح مکہ کی کوشش
دینا کی محبت سے مستہم کب ہوسکتی ہے؟

لے دانترون۔ چھت ملے
کا مقدر ہے۔ تلی شہار کے
بالے میں تان میں کہا گیا ہے
"الْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ
سُبُلَ اللَّهِ مَوَاطِنَ لِلَّذِينَ
أَخْبَأُوا"۔ ایمان کرو کہ ان
لوگوں کو جہاد کے راستہ میں
کے گئے ہیں۔ بلکہ زمرہ
ہیں۔ "تَقَاتُ" غصہ کی جتن ہے
مفتعل علیہ۔ لاکھ مامست کر لیا۔
وہ تانوں کی۔ یہ شہر حضرت بنو
حارث کے شہر سے ماخوذ ہے۔

انہوں نے زبانا قصہ
اُتھوئی یا تھائی
میرے متدو محفل کرد

اِن فی تثنای حیاتِ
بِخاست میں میری زندگی ہے

موطن۔ وطن۔
تلا آت کون بینی
دنیاوی زندگی و جدت۔ دوست
کے ساتھ اتحاد و وحدت تو فریق
جدا کرنا۔ دہر زمانہ تہذیب و تمدن
مسل اند علیہ وسلم گفت شہ
ندامت سے جھک گیا۔

سہ و جمیع لمو علیہ۔ ہر آن
تشریف۔ کھانا، ناگوار، حالات۔
حلال برائے تو خون و جنتیں۔
مارا تانا۔ حقیر قیامت ہوگا
واقہ قلم قلم تقدیر

داند مردن مرا شیریں شد دست

موت کا داند میرے لئے میٹھا ہو گیا ہے

اَفْتُلُوْنِیْ یَا تَقَاتِیْ لَا یَمُوتُ

اے میرے متدو کو! مجھے مامست کرتے ہو تو قتل کرو

اِن فی مَوْتِیْ حِیَاتِیْ یَا فُتِی

اے نوجوان! میری موت میں میری زندگی ہے

فُرْقَتِیْ لَوْلَمْ یَكُنْ فِیْ ذَا الشَّوْنِ

اگر اس سکونت میں میری جبرائی نہ ہوتی

رَاجِعْ اَلْ بَاشِدْ کَبَازِ اَیْدِ بَشِہَر

لوٹنے والا وہی ہوتا ہے جو اپنے شہر میں اپنا

اِیْسَخْنِ بَایَاں نَدَارِ دِجَا کَرَم

اس بات کا غامز نہیں ہے، میرے خادم نے

بَلْ هُمْ اَحْيَاءُ پے مَن آمدست

"بلکہ زندہ ہیں" میرے لئے وارد ہوا ہے

اِنَّ فِیْ تَثَلُّیْ حِیَاتِیْ دَارِئاً

بیشک میرے مرنے میں میری ابدی زندگی ہے

کَمَ اَفَا رَقِیْ مَوَاطِنِیْ حَتِّیْ مَتِی

میں اپنے وطن سے کب تک اور کتنا جدا رہوں!

لَمْ یَقُلْ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اسی کو لوٹنے والے ہیں

سَوَّیْ وَحْدَتِ اَیْدِ اَزْ تَفْرِیقِ ہُر

زمانہ کے فراق سے دھما کی طرف آئے

چوں شَیْنِ اِیْسِ ہَرِ تَرِیْدِ کَشْتِ حَم

آنحضرت سے جب یہ رازِ شاد شرم سے جھک گیا

اَفْتَادِنْ رَکَا بَدَارِ ہَر بَارِ دِیَا ئے امیر المومنین علیؑ کہ اے

ہر دفعہ خادم کا

امیر المومنین مرا بخشش وازیں قضا باز رہاں

امیر المومنین مجھے مار ڈالیے اور اس قضا نے خداوندی سے جھڑا دیئے

دَمْدَمِ دِیَا ئے مَن سَرِ مِیْ نَہَاد

اُس نے بار بار میرے پیروں پر سر رکھا

تَا نَہِ بِنِہْمِ اَلْ دَمِ وَوَقْتُ تَرْشِ

تا کہ وہ برا وقت نہ دیکھوں

تَا نَہِ بِنِہْمِ حِیْمِ مَن اَلْ رِشْخِیْزِ

تا کہ میری آنکھ وہ قیامت میں نہ دیکھے

خِجَرِ اَنْدَرِ کَفِ بَقْصِدِ تَوْبُوْدِ

تیرے لئے اُس کے ہاتھ میں خجھر ہو

چوں قَلَمِ بَرِ تَوْجِہَاں خَطِ کَشِیْدِ

جبکہ قلم (تقدیر) نے تیرے لئے لکھ دیا ہے

آند و در خاک پیشم اوقتاد

وہ (خادم) آیا اور میرے آگے زمین پر گر پڑا

باز آمد کاے علیؑ زودم بخشش

پھر آیا کہ اے علیؑ! مجھے جلد قتل کر دیجئے

مَن حِلَالَتِ مِیْ کُتْمِ خَوْنِ ہَرِ بَرِ

میں صاف کرتا ہوں، میرا خون بہا دیجئے

گفت اہرِ زَرَّہِ خونی شَوْد

(حضرت علیؑ نے) فرمایا اگر ہر ذرہ قاتل بن جائے

یَکِ سَرْمُوَا تُو تَوْتُوَا نَدِیْدِ

تیرا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکتا ہے

گردید ایلمیں گفت ایں فرعی طیں
 خطائے آدم کی گرد بھی اور بلا یعنی کا بنا ہوا
 تا تو مینی عزیزاں را بشر
 جب تک تو معترین (بارگاہ الہی) کو بشر کہتا ہے
 گرنہ فرزند بلیسی اے غنبد
 اے کرکشی! اگر تو شیطان کی اولاد نہیں ہے
 من نیم سگ شیر حقم حق سیرت
 میں کتا نہیں ہوں حق پرست اسدا اللہ ہوں
 شیر دنیا جوید اشکائے برگ
 دنیا کا شیر شکار اور سامان تلاش کرتا ہے
 چونکہ اندر مرگ بند صد وجود
 چونکہ وہ موت میں بند ہوں وجود بھٹتا ہے
 شد ہوائے مرگ طوق صادق
 موت کی تمنا، سچوں کے گلے کا طوق ہے
 در بنے فرمود کاے قوم یہود
 (اللہ تعالیٰ نے) قرآن میں فرمایا کہ لے یہودیو!
 ہچنانکہ آرزوئے سود ہست
 جس طرح کہ نفع کی تمنا ہوتی ہے
 اے جہوداں بہر ناموس کساں
 لے یہودیو! لوگوں میں آبرو کی خاطر
 یک جہودے ایں قدر زہر زنداں
 ایک یہودی میں بھی اس قدر تمہت نہونی
 گفت اگر گو بنیادیں را بزباں
 (آنحضرت نے) فرمایا اگر یہودی زبان سے کہیں
 پس یہوداں مال بردنہ خراج
 یہودی مال اور خراج آنحضرت کے پاس لگئے

چوں فراید برمن آتش جبین
 ہوا آتشیش پیشانی والے سے کیسے بڑھ جائے گا؟
 داں کہ میراث بلیست آں نظر
 سمجھ لے یہ نگاہ، شیطان کی میراث ہے
 پس بتو میراث آں سگ حق سیرت
 تو تجھے اُس گنے کی میراث کیسے ملی ہے!
 شیر حق آنست کہ صورت سیرت
 اللہ کا شیر وہ ہے جو صورت پرستی سے چھوٹا
 شیر مولیٰ جوید آزادی و مرگ
 اللہ کا شیر آزادی اور موت کی جستجو کرتا ہے
 ہچو پر واندہ بسوزاند وجود
 پروانہ کی طرح (اپنے) وجود کو جلا دیتا ہے
 کہ جہوداں را بدال بد امتحان
 اس لئے کہ یہود کا اسی سے امتحان ہوا تھا
 صادقاں را مرگ باشد فتح وود
 سچوں کے لئے موت کا یابی اور نفع ہے
 آرزوئے مرگ بردن زباں سیرت
 موت کی آرزو کرنا اس سے (بھی) بہتر ہے
 بلکہ را بنیادیں تمہتا بر زباں
 اس تمہتا کو زبان پر لے آؤ
 چوں محمد ایں علم را بر فراشت
 جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جہنم بلند کیا
 یک جہودے خود نمائد در جہاں
 تو ایک یہودی بھی دنیا میں نہ بچے
 کہ مکن رسوا تو مارا لے سراج
 کہ لے چراغ (ہدایت) ہمیں رسوا نہ کرے

لہ محمد یعنی شیخ فرح شاہ
 طیں یعنی فرح طیں یعنی سے
 بنے ہوئے آدم علیہ السلام
 آتش شیطان آگ سے بنا
 ہے عزت را اہل اللہ
 بشر یعنی صرف مہتاب شیری
 سے مختلف جیسا کہ قرآن میں
 کفار کا مقلد منقول ہے اِن
 اَنَّهُمْ اَوَّلَ الْاَشْقٰی عَمَلًا یعنی تم
 صرف ہم جیسے انسان ہوا نظر
 یعنی بعض ظالم کو دیکھا اور بانی
 فضائل پر نظر نہ کرنا فریبلیسی
 یعنی تو فرزند ابلیس سنی غنبد
 کرکشی! آشکارا شکار بزرگ
 ساز و سامان شیر مولی اسدا
 لہ ہوائے مرگ موت شوق
 صادق سچی محبت والا جہوداں
 یہود امتحان آں آتش تہمت
 قرآن پاک ستر نفع
 سہ لئے جہوداں قرآن پر
 "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا اذْ
 زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ اَوْلٰیٰ بِاللّٰهِ مِنْ
 دُوْنِ الْاَنَامِ فَقَدْ كَذَّبُوْا
 اِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ" اے
 یہودیو! اگر تم خیال کرتے ہو کہ
 تم اللہ کے دوست ہو اور لوگوں
 کے علاوہ قوموں کی تمنا کرو اگر
 تم سچے ہو کساں لوگ بہتر ہو
 رہے، طاقت، مال یعنی جزئیہ
 جو غیر مسلموں کو فوجی خدمات
 کے عوض بصورت مال ادا کرنا
 پڑتا تھا خراج غیر مسلم مال کا
 زمین سے جو ٹیکس وصول کیا
 جاتا ہے ہر تاج چراغ یعنی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لہ روز آستان مہراج کے
وقت آفاق آفاق کی جمع
ہے آسمان کا کناہ جو بیاں
عالم نفس کے فوٹے درجہ
افتادہ بشتاق ہونا
دوست اشرافیہ اجماع
جلال بزرگی آل حق اہل
انبیا
لے لایسٹ گمانش نہیں پنا
ہے بنی مژدن رسول پیغمبر
روح حضرت جبریل فاغلو
سمجھو لایسٹ مثنوی حریف
ہے بنی وقت لایسٹ غنی فنیہ
غیر بنی میرے لئے ایک ایسا
وقت آتا ہے میں میرے
اندر سولے میرے رب کے
کسی کی گمانش نہیں ہے
مازائیم ہاراش ہم مازاش
کے مصداق ہیں سورہ نجم میں
"ما نزلنا من قبلنا من سلطان
یعنی دیوار الہی کے وقت غفلت
کی نظر اور دھڑکی ہوئی ناچی
نازع بکرا یعنی دنیا کا دلدار
فتاح رنگے والا، اللہ تعالیٰ
نے قرآن پر فرمایا ہے "بیّنۃ
اللہ وھدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ" اللہ
بیّنۃ خدا کا رنگ اور ہدایت
بہتر رنگے والا کون ہے مخزن
خزانہ جائے اجتماع
تہ عقول عقل کی جمع آخرت
بزرگ جنگ زائگیت اگر کوئی
زرد چہرہ لگے تو ہر چہ زرد
نظر آئے گی یہی حال ایچوں
کیسا تھکدگانی کر چکا ہے
فاریں گھوڑا سوار مرد حق
اہل اللہ

آنکہ اواز مخزن ہفت آسمان
جس دات نے سات آسمانوں کے خوان سے
انہی نے نظارہ او حور و جان
جس کے دیدار کے لئے خوریں اور روئیں
قدریاں افتادہ بر خاک ہش
مقدس فرشتے انکے رات کی خاک پر گرے پڑتے تھے
خویشتر آراستہ از بہر او
اُن کے لئے سب سے اپنے آپ کو سنا دیتا تھا
ایچناں پرگشتہ از اجل حق
افد کے جلال سے آپ اسقدر مجھے ہوتے تھے
لایسٹ فینا نبی مرسَل
ہمارے اندر گناہ حق نہیں پاتا کوئی مرض نبی
گفت مازائیم و مجوں نازغ نے
فرمایا ہم مازاش ہیں کوئے کی طرح نہیں ہیں
چونکہ مخزنہائے افلاک عقول
جبکہ آسمانوں اور عقول کے خزانے
پس چہ باشد مکہ و شام عراق
تو مکہ اور شام اور عراق کیا ہوتا ہے
آل گمان وطن منافق را بود
یہ گمان اور خیال تو منافق کا ہو سکتا ہے
ابکینہ زرد چوں سازی نقاب
تو جب زرد آئینہ کا نقاب بنائے گا
بشکن آں شیشہ کہو زرد را
اُس اندھے اور زرد شیشہ کو توڑ ڈال
گرد فارس گرد سر افراشتہ
شہسوار کے چاروں طرف غبار اُڑ رہا ہے

چشم دل بر بست وز امتحان
دل کی آنکھ بند کر لی آزمائش کے دن
پُر شدہ آفاق ہر ہفت آسمان
ساتوں آسمانوں کے اطراف میں جمع تھیں
صد چو یوسف افتادہ درخش
یوسف علیہ السلام مجھے بکڑوں کے خشت تھے
خود ورا پرولے غیر دوست کو
خود اُن کو دوست کے علاوہ کسی کی پروا کبھی؟
کاندرو ہم رہ نیاد ال حق
کڑس میں انبیا کو بھی دھس نہ تھا
والمَلِکُ وَالرَّوْحُ الْأَضَا فَاغْلُو
اور فرشتے اور روح بھی پست سمجھ لو
مست صبتیم و مست باغ نے
ہم صباغ کے متوالے ہیں باغ کے خیالی نہیں ہیں
چوں خستے آمد بر چشم رسول
رسول کی نگاہیں ایک تنکے کے برابر ثابت ہوئے
کہ نماید او نیز دو اشتیاق
اور وہ کوشش اور اشتیاق ظاہر کرے
کو قیاس از جہل و حرص خود کند
کیونکہ وہ اپنے جہل اور حرص پر قیاس کرتا ہے
زرد بینی جملہ نور آفتاب
سورج کی تمام روشنی کو زرد دیکھے گا
تا شناسی گرد را و مرد را
تاکہ تو گرد اور مرد کی شناخت کر سکے
گرد را تو مرد حق پیدا شدہ
تو نے غبار کو مرد حق سمجھ لیا ہے

گہر ایں بشنید و لوٹے شکر پدید
اُس کا فریہ بات سنی اور ایک نور ظاہر ہوا
گفت من تخم جفامی کا شتم
اُس نے کہا میں نے ظلم کا بیج بویا تھا
تو تراروئے اُحد خو بُودہ
آپ تو عدلیٰ اخلاق والی تراروئے تھے
تو تبار و اصل خوشیم بُودہ
آپ تو میری اصل اور خاندان تھے
من غلام آل چراغ شمع خو
میں اس شمع خوش چراغ کا غلام ہوں
من غلام موج اک دریا نور
میں اس دریا کے نور کی موج کا غلام ہوں
عرض کن بر من شہادت اکہ من
مجھ پر (کلئے) شہادت پیش کیجئے کیونکہ میں
قریب پنج کس ز خویش و قوم او
اُس کے رشتہ داروں اور قوم میں سے تقریباً پانچوں میں سے
اوبہ تیغ حلم چندیں خلق را
اُن (علیؑ) نے بڑبڑائی کی تلوار کے ذریعہ اتنے لوگوں
تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر
بڑبڑائی کی تلوار سے زیادہ تیز ہے

در دل اوتا کہ زُتار شس برید
اُس کے دل میں یہاں تک کہ اُس نے اپنا زُتار کاٹ بیٹھا
من ترالوئے دگر بند شتم
میں نے آپ کو کچھ اور سی خیال کیا تھا
بل زبانہ ہر ترارو بُودہ
بلکہ آپ تو ہر ترارو کا سمناٹ تھے
تو فروغ شمع کی شمع بُودہ
آپ میرے مذہب کی شمع کا نور تھے
کہ چراغت روشنی پذیرفت ازو
کہ جس سے آپ کے چراغ نے نور حاصل کیا ہے
گو چنین گوہر برآرد در ظہور
جو ایسے موقی نکالتی ہے
مژ ترا دیدم سرفراز من
آپ کو خصوصاً زمانہ میں برتر سمجھتا ہوں
عاشقانہ سوئے دیں کردند رو
والہانہ (طور پر) دین کا سرخ کیا
واخرید از تیغ چندیں خلق را
تلوار سے بچا دیا، اس قدر خلق کو
بل ز صد شکر ظفر انجیز تر
بلکہ سینکڑوں شکر دلوں سے زیادہ کر نیالی ہے

خاتمہ

اے دریا لقمہ دو خوردہ شد
ہائے افسوس! دو چار لقمے کھائے گئے
گندے خوردہ شد آدم را کسوف
گہبوں کا ایک دانہ آدم کے سورج کیلئے گرہ بنا

جوشش فکر تا ازاں فسرہ شد
نکر کا جوشش اُس سے ٹھنڈا پڑ گیا
چوں ذنب شمشاع بدر انخوف
جیسا کہ نقطہ ذنب ہیں آنا چاند کے نور کا گہر ہے

لہ قور یعنی نور یا مان کر تبار
بریدن مسلمان ہو یا مانا کرے
توبہ کرنا۔ آخر خدا تعالیٰ خلق
والا زبانتہ ترارو کا کاٹنا اور نور
یعنی آپ کو ترارو کی گامیسا اور
انصاف کا حامل بننے کو توبہ
یعنی میں اب اپنے خاندان اور
مذہب کے نکل کر آپ کی غلامی اور
مذہب اختیار کرتا ہوں اور انچراغ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس سے
حضرت علیؑ نے نور حاصل کیا۔
لہ شمع شمع کی روشنی ملو
طرف یکساں ہوتی ہے آنحضرت کا
فیض ہی عام ہے جس میں گہر یعنی
حضرت علیؑ سے گہر زباب۔
نور کون روشن کرنا مقصود کرنا۔
شہادت کل شہادت بزرگوار
منظر دیکھ کر
لہ قور یعنی نور یا مان کر تبار
پچاس واخیرہ آواز دینا علامت
مولانا نے فقر الی ختم کر کے بعد
کافی دن بعد و فقر دوم شروع کیا
تھا۔ فقر اول کو ختم کرنے کے بعد
وہ جس بیان فرمائی ہیں ایک تو
سامعین کا قصص اور حکایات
میں لگنا اور ان کے بیان سے جو
اصلی مقصد عبرت اور نصیحت ہے
انہی طرف توجہ کا کر دینا ہے،
دوسرے کلام کی طوالت جبران
میں طالع پیدا کر دیتی ہے اور کلام
زیادہ مفید نہیں رہتا ہے لہ قور
یعنی حکایتوں اور قصوں کو روک کر
نے جہاں تو رک رک کر بنایا جوش
سامعین کی غفلت پھر کا جوش
ختم کر دیتی ہے گندے ختم
آدم نے گہبوں کا کیا اور توجہ ہے
نکھلا شمشاع ذنب۔ مارا شمس اور
مارا قمر کے باہمی تعامل سے دو

توبہ کرنا اور نور یا مان کر تبار
پچاس واخیرہ آواز دینا علامت
مولانا نے فقر الی ختم کر کے بعد
کافی دن بعد و فقر دوم شروع کیا
تھا۔ فقر اول کو ختم کرنے کے بعد
وہ جس بیان فرمائی ہیں ایک تو
سامعین کا قصص اور حکایات
میں لگنا اور ان کے بیان سے جو
اصلی مقصد عبرت اور نصیحت ہے
انہی طرف توجہ کا کر دینا ہے،
دوسرے کلام کی طوالت جبران
میں طالع پیدا کر دیتی ہے اور کلام
زیادہ مفید نہیں رہتا ہے لہ قور
یعنی حکایتوں اور قصوں کو روک کر
نے جہاں تو رک رک کر بنایا جوش
سامعین کی غفلت پھر کا جوش
ختم کر دیتی ہے گندے ختم
آدم نے گہبوں کا کیا اور توجہ ہے
نکھلا شمشاع ذنب۔ مارا شمس اور
مارا قمر کے باہمی تعامل سے دو

ہزیمہ پذیر رفتند می بودند شاد

انھوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور خوش تھے

ایں سخن را نیست پایا نے پدید

اس بات کا تو فائدہ نظر نہیں آتا

اندر آ در گستاں از منزلبہ

کوڑی سے باغ کے اندر آ جا

بے توقف زود تر در نہ قدم

بلا تاخیر، بہت جلد قدم رکھ

ہم خبر دوش گفت از ہر خدا

ان کے (حضرت علی) مقابل نے کہا، خدا کے لئے

ہیچناں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَادِ

یہی حالت میں اور خدا اُن کی ہدایت کا مالک زیادہ بخیر

دست بامن و چو شمشیر و دست

(اپنا) ہاتھ مجھے پکڑا جبکہ تیری آنکھوں پر دست ڈھکا رہا

چونکہ در ظلمت بدیدی مشعل

جبکہ تونے تاریکی میں نور دیکھ لیا ہے

زین چہ بے بن سوائے باغ ارم

اس آفتاب کنویں سے، بہشت میں

شرح کن ایں را و پندیرم ہلا

ایک تفصیل بتا دیجئے اور مجھے ضرور (نکاحی میں) بتول کیجئے

گفتن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ باقرین خود کہ چوں

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے مقابل سے فرمایا کہ جب

تو خبیو انداختی بروئے من خشم من بجنید و اخلاص عمل

تو نے میرے منہ پر قہقرا، میرا غصہ، میرا کار اور عمل کا اخلاص

نماند مانع کشتن تو اں بود و مسلمان شدن او

نہ رہا، تیرے قتل کا مانع یہ تھا اور اس کا مسلمان ہو جانا

گفت امیر المومنین باآل جواہر

امیر المومنین نے اس جوان سے فرمایا کہ

چوں تو خبیو انداختی بروئے من

جب تو نے میرے منہ پر قہقرا

نیم بہر حق شد و نیم ہوا

آدھا (جہاد) اللہ کیلئے اور آدھا غواش فحاشی کیلئے ہوا

تو نگاریدہ کف مویستی

تو موی کے ہاتھ کا بسایا ہوا ہے

نقش حق را ہم با حق شکن

اللہ کے نقش کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ

کہ بہنگام خبر دے پہلوان

کہ اسے پہلوان! مقابلہ کے وقت

نفس جنید و توبہ شد نحوئے من

نفس میں اشتعال پیدا ہوا اور میری عادت بگئی

شرکت اندر کار حق بنو دروا

اللہ کے کام میں شرکت درست نہیں ہے

آن حق کردہ من نیستی

تو اللہ کا ملوک ہے میرا مخلوق نہیں ہے

بر زجاہ دوست سنگ دوست

دوست کے شیشہ پر دوست کا پتھر مار

لے پاآن آخر، مانتہ۔

دست بامن وہ یعنی سلمان

ہونے کے لئے جنگستان۔

یعنی باغ اسلام، بڑی کھڑی

یعنی کوئی نجاست چہ۔

چاہ کا محقق ہے تیرے بن۔

بے فائدہ۔ باغ ارم بہشت۔

ہم خبر دوشربک جنگ۔

سے غیغو۔ غار کو فتح یا پشور

واو معروف، لعاب دہن،

قہقرا۔

سہ آل جواہر یعنی متاع۔

جنگام وقت، بڑی جنگ۔

نفس جنید نفس کا جوش میں

آنا ختم۔ عادت، نیم آدھا۔

تو نگاریدہ نگاریدہ، نقش

کیا ہوا، آفریدہ، کف موی۔

دست قدرت، آن۔ ملوک۔

کردہ۔ مخلوق، نقش حق یعنی

مخلوق خدا، شکستن یعنی شکستن

تو جابہ کا کج کی بجی ہوئی چیز

ہوتی۔

فهرست عناوانات

قطعه تاریخ سنه

مقدمه از ص ۱ تا ص ۹

۹۹	بشنوا زنی الخ	۳۱	در تخریص متابعت دلی مرشد	۷۳	بشارت کردن امرد ولی عهدی
۱۰۲	حکایت پادشاه و عاشق شراب	۳۵	بیان حسد وزیر	۷۵	تعلیم مدح مصطفی صلی الله علیه و آله
۱۰۳	طاهر شدین بکمال زمانه بکبر	۳۷	فهم کردن جادوگان نصاری که وزیر	۷۵	حکایت پادشاه و جود دیگر
۱۰۵	در خیانت فتنه افزاوند	۳۹	پیغام شاه چهبانی	۷۷	آتش فوجین پادشاه و جود
۱۰۷	ملاقات پادشاه با ولی	۴۱	بیان دوازده امیر سبط از نصاری	۷۷	آوردن پادشاه و جود را باطل
۱۰۹	برون پادشاه آس طلیه بر سبک	۴۲	تخلیه وزیر و احکام آئین	۷۸	انداختن مژگان خوش را در آتش
۱۱۰	خلوت طلبیدن آس ولی از پادشاه	۴۶	بیان آنکه اختلاف دستور در شت	۸۱	کشتادن دهن
۱۱۱	در یافتن آس دلی رنج کینزک	۵۰	در بیان خسارت وزیر	۸۳	عقاب کردن آس پادشاه و جود
۱۱۲	فرستادن پادشاه و روانه سمقند	۵۰	مکر کردن وزیر	۸۵	جواب دادن آتش
۱۱۳	در بیان آنکه کشتن زهر دادن گرا	۵۳	دفع کردن وزیر مریدان خود را	۸۷	تقصیر با دودر عهد جود
۱۱۵	حکایت نقال طوطی	۵۶	مکر کردن مریدان با وزیر	۸۸	طنز و اسکار کردن پادشاه و جود
۱۱۵	فرق میان محقق و مدعی	۶۲	جواب گفتن وزیر که خلوت کنم	۸۹	بخشیدن آتش بچهل گز
۱۱۷	داستان آس پادشاه و جود	۶۳	لا بکردن مریدان مزدیر را	۹۰	بیان توکل و ترک جهد
۱۱۸	حکایت وزیر پادشاه و مکر او	۶۴	نوامید کردن وزیر مریدان را	۹۴	جواب خیر و نخریدن را
۱۱۸	تلبیس انبیین وزیر نصاری	۶۶	ولی عهد ساقین وزیر بهر یکسیر	۹۴	ترجیح نخریدن توکل را
۱۱۹	قبول کردن نصاری مکر وزیر را	۶۷	نشتن وزیر خویش را	۹۵	ترجیح نهادن خیر جهد را
۱۱۹	جمع آمدن نصاری	۶۸	طلب کردن آیت عیسی که مدعی کرامت	۹۶	ترجیح نهادن توکل را
۱۲۰	در تبیین عارف و دجال او	۷۰	در بیان آنکه جمله غیال حق اند	۹۷	دیگر بار بیان کردن خیر جهد را
۱۲۱	سوال کردن خلیفه بغداد از ولی	۷۲	در بیان آنکه آنکه آتش قدس و حق	۹۸	باز ترجیح نهادن توکل را

اینست لطف دل کز کمبخت گل

دل کی لطافت عجیب ہے کہ ایک مثنوی خاک سے

ناں چو معنی بود خورش سود بود

روٹی جب تک مثنوی تھی اس کا کھانا مفید تھا

بچو خار سبز کا مشتری خورش

سبز کاٹوں کی طرح جو کہ اونٹ کھاتا ہے

چونکہ آں سبزیش رفت خشکاشت

جب آں کی سبزی مرقا ہے اور خشک مایاں

می در اند کام و نوش اے درین

اس کا تالوار ہونٹ پھاڑ دینے والے انیس

ناں چو معنی بود بوداں خار سبز

روٹی جب تک مثنوی تھی وہ سبز کاٹ مثنوی

تو بدان عاقل اور پیش ازین

تو ایسی عادت سے کہ اس سے پہلے اس کو

برہماں بومی خوری اس خشک

اسی بویہ تو اس خشک کو کھاتا ہے

گشت خاک آمیز و خشک گوشت

جو مٹی میں مل گئی اور خشک ہو گئی اور گوشت کو کاٹنے

سخت خاک آلودہ می آید سخن

بات بہت خاک آلودہ مطلق ہے

تا خدائیش باز صاف خوش کند

جب تک خدا اس کو پیرا جتا اور صاف کرے

صبر آرد آرزو زور نے شتاب

صبر آرزو پوری کرتا ہے، نہ کہ جلد بازی

ماہ اوچوں می شود پرویں گیل

اس کا چاند شریا کی طرح پیرا مجھ رہا تھا

چونکہ صورت گشت انگیز و محمود

چونکہ صورت بگنی (اسلے) انکار کا باعث بگنی

زاں خورش صد نفع و لذت می

اس خوراک سے سینکڑوں نفع اور لذتیں حاصل کرتا ہے

چول ہماں ز می خورش و اختر شدت

پچھرا اونٹ اُن کو جگل میں چرے

کا پنچناں ورد مرقا گشت تیغ

کہ ایسا گلگشت تلوار بن گیا

چونکہ صورت کنون خشک و گنر

جب صورت بن گئی خشک اور سخت ہے

خورده بودی اے وجود زارین

تو نے کھایا، اے نازنین وجود والے!

بعد از اں کا میخت معنی باشری

اس کے بعد جبکہ مثنوی تھی میں مل گئے ہیں

زاں گیہا کنوں پیر ہیز اے شتر

لے اونٹ! اب اس گھاس سے پرہیز کر

آب تیرہ شد مرقا چر بند کن

پانی گدلا ہو گیا، کنویں کا مٹھ بند کر دے

او کہ تیرہ کہ دم صافش کند

جس نے اس کو گدلا کیا ہے اس کو صاف ہی کر دے گا

صبر کن واللہ اعلم بالصواب

صبر کر، اور خدا بہتر جانتا ہے

لے ایست جزو کرہ بانی

مردوف نرس ماکن فخر

تختین و قلعہ کسب کسب

یکشت گل یعنی سامین کی

لے تو بھی پروین، ستاروں

کا مجموعہ ہے جو جلاؤں میں

شروع رات سے نمودار ہو

جالتا ہے، اتان یعنی جیتک

تغصن اور چکاتوں سے آزار

اور کتیں اخذ کی جائیں تو خیفہ

ہو گئے لیکن جب وہ محض قشر

گنی ہجائے تو قابل سموت

نہیں ہیں، بچو خار کاٹنے

جیتک سبز ہیں اونٹ کے

مغیہ میں چٹک ہو جانے کے

مداہتہاں مگر ہیں کاہم تالو

لے آج ہونٹ، لام کے قشر

کے ساتھ ہونٹ، لام کے قشر

کے ساتھ خرام ناز و دروہا

گلقدن، گزشت، قوی

تو بدان عادت یعنی پہلے ماکا

کو بچو خیر بنا کر سن رہا تھا

جبکہ بے خبر ہو گئی ہیں تو

پیدائی عادت کے مطابق اُن کو

سنے جا رہا ہے اب جبکہ بے

مثنوی ہو گئی ہیں تو اُن سے پرہیز

مردی ہے۔

لے گوشت تبر گوشت کو

کاٹنے والا سخت خاک آلود

یہاں سے ملانے اپنے آپ کو

مخاطب بنا ہے، بچو گدلا

سیرجہ کنویں کا مٹھ صبر کرد

یعنی تمنا میں صبر سے پوری ہو گئی

ہیں جلد بازی بے جا نہ ہے۔

۳۴۶	بقیہ قصہ ہاروت و ماروت	۲۹۷	سیرت عرب ہدیرا	۲۴۵	مغزو شدن میدان
۳۴۷	بیادیت رقتن کر	۲۹۹	حکایت اجرائے نحوی	۲۴۷	نادر افتد کر مکریدے
۳۵۰	اول کسیک و مقابل نص قیاس کر	۳۰۰	قبول کردن خلیفہ ہدیرا	۲۴۷	صبر فرمودن اعرابی زن خود
۳۵۳	دیمان آنکد مال خود و تنی خود	۳۰۷	در شرف و صفت پیر	۲۵۰	نصیحت کردن زن شوہر را
۳۵۶	مرے کردن دیساں و جینیاں	۳۱۰	وصیت کردن رسول خدا	۲۵۲	نصیحت کردن مرد زن را
۳۵۹	پرسیدن پیغمبر زید را	۳۱۲	قصہ کبودی زدن فروزی	۲۵۳	در بیان آنکہ جنیدن ہر کس
۳۶۱	جواب زید را	۳۱۵	رقن گرگ و روباه	۲۵۷	مراعات کردن زن شوہر را
۳۶۶	مستہم کردن غلاماں	۳۱۸	امتحان کردن شیر گرگ را	۲۶۱	در بیان اس خبر آنکہ یحییٰ
۳۶۸	بقیہ قصہ زید را	۳۱۹	قصہ آنکہ در بارے کوفت	۲۶۱	تسلیم کردن مرد خود را
۳۶۹	حکایت			۲۶۲	در بیان آنکہ موسیٰ فرعون ہر روز
۳۷۲	گفتن پیغمبر زید را	۳۱۹	پشیمان شدن آن گوئندہ	۲۶۵	سبب حرمان اشتیاق
۳۷۴	رجوع بحکایت زید	۳۲۱	خواندن آن یار بار خود را	۲۶۸	حقیر و خستیدن یدہ حق
۳۷۸	آتش افتادن در شہر	۳۲۲	زود رکشیدن	۲۷۳	در معنی آیت مخرج البحرین
۳۷۹	قصہ نیوا انداختن	۳۲۴	ادب کردن شیر گرگ را	۲۷۷	در بیان آنکہ آنچہ دلی کند
۳۸۲	سوال کردن از امیر المومنین	۳۲۵	حکایت و فضیلت یاسر زبانی	۲۷۸	مخلص اجرائے عرب
۳۸۵	جواب دادن امیر المومنین	۳۲۵	تہدید کردن نوح	۲۸۱	دلغہ ہادن مرد عرب
۳۹۰	گفتن حضرت رسالت بگوشت کاہدا	۳۲۸	نشان دادن بادشاہاں صغیاں را	۲۸۴	تعیین کردن طریق طلبہ
۳۹۴	تعجب کردن آدم	۳۲۹	آشنائے کار سفر بدیدن کواہ	۲۸۶	ہدیر بزدن عرب سے آب
۳۹۶	بارگشتن بحکایت امیر المومنین	۳۳۰	طلب کردن یوسف از غان	۲۸۷	در مدد دختن عرب سے آب
۳۹۸	افتادن کاہدا در کپا امیر المومنین	۳۳۲	گفتن بہمان یوسف علیہ السلام را	۲۸۹	در بیان آنکہ گدا عاشق کرم
۳۹۹	فتح طلبیدن پیغمبر	۳۳۵	مژد شدن کاتب وحی	۲۹۰	فرقیان آنکہ در پیش مستی
۴۰۲	گفتن امیر المومنین باقرین خود	۳۴۱	دعا کردن معلم باعور	۲۹۳	پیش آمدن نقیباں
۴۰۳	خاتمہ	۳۴۴	اعتماد کردن ہاروت و ماروت	۲۹۵	در بیان آنکہ عاشق دنیا

۲۰۲	رجوع بحکایت خواجہ تاج	۱۵۵	پرسیدن شیر از سبک واپس کشیدن	۱۲۲	نکستیدن عروا سبک
۲۰۳	افکندن خواجہ طوطی مرده را	۱۵۶	نظر کردن شیر در چاه	۱۲۳	باز ترجیح نهادن شیر جہد را
۲۰۴	وداع کردن خواجہ را	۱۵۹	شرذہ بردن خرگوش	۱۲۶	مقرر شدن ترجیح جہد
۲۰۵	مضرت تقطیع خلق	۱۶۱	جمع شدن نجیران	۱۲۷	انکار کردن نجیران بخرگوش
۲۰۷	تفییہ ناشازانہ کمان	۱۶۲	پند دادن خرگوش بنجیران را	۱۲۸	جواب گفتن خرگوش بنجیران را
۲۱۰	تفسیر قول سنائی	۱۶۳	تفسیر رجعتا من الجہاد الاضعف	۱۲۸	استراض نجیران
۲۱۱	داستان پیر جنگی	۱۶۵	آمدن رسول قیصر روم	۱۲۸	باز جواب دادن خرگوش
۲۱۳	بیان حدیث من کان باللہ	۱۶۷	یافتن رسول امیر المومنین عمر را	۱۳۰	ذکر دانش خرگوش
۲۱۵	در بیان حدیث ان لولیتکم	۱۶۸ ۱۶۸	بیدار شدن امیر المومنین سختی گفتن عمر	۱۳۱	باز جستن نجیران از خرگوش
۲۲۰	سوال فرمودن عائشہ از حضرت	۱۶۹	سوال کردن از امیر المومنین	۱۳۲	پوشیدہ داشتن خرگوش
۲۲۳	تفسیر بیت سنائی	۱۷۲	انکار کردن آدم آں زارت بخویش	۱۳۲	تقدیر خرگوش بشیر
۲۲۴	در منی حدیث اعظم ابو الزبیر	۱۷۴	تمثیل	۱۳۵	زیافت ادب مگس
۲۲۶	پرسیدن صدیق از مصطفی	۱۷۵	تفسیر هو معکم	۱۳۶	تقصیر اندیش کردن حقیقت یا
۲۲۷	بقیہ تقدیر مرد پیر جنگی	۱۷۶	سوال کردن رسول دم از عمر	۱۳۶	رنجیدن شیر از مردمان خرگوش
۲۲۹	در جواب گفتن ہاتف بعمر	۱۷۷	بیان من اراد ان یخلص مع اللہ	۱۳۸	ہم در بیان کبر خرگوش
۲۳۰	نایدن استوانہ حنائہ	۱۷۹	تقدیر باز رگاہ	۱۴۱	رسیدن خرگوش بشیر
۲۳۳	الہامیہ محمد مصطفی	۱۸۱	تقدیر آسمانی طیور	۱۴۲	عذر گفتن خرگوش
۲۳۵	بقیہ تقدیر مطرب جنگی	۱۸۲	دیدن خواجہ طوطیان ہندستان	۱۴۴	جواب گفتن شیر خرگوش را
۲۳۸	گردانیدن عمر نظر او را از مقام گریہ	۱۸۴	تفسیر قول شیخ فرید الدین	۱۴۶	تقدیر ہر پسریمان
۲۴۱	تفسیر دعا آں دو فرشتہ	۱۸۵	تغظیم ساحراں مژوسی را	۱۴۸	طعن زدن زارغ
۲۴۲	قرآن کردن سرداران عرب	۱۸۸	باز گفتن باز رگاہ باطوطی	۱۴۸	جواب گفتن ہمدہ
۲۴۳	تقدیر خلیفہ در کرم انعام گریہ	۱۹۱	شنیدن آں طوطی حرکت طوطیان	۱۴۹	تقدیر آدم علیات لاس
۲۴۴	تقدیر عربی در دریش	۱۹۷	تفسیر قول حکیم سنائی	۱۵۲	پادایس کشیدن خرگوش



HAVING translated into Urdu the two well-known works of Sa'di, the *Diwan* of Hafiz and several other Persian prose-works, and having received encouragement from my readers, I have embarked on a task more difficult to accomplish: translating the *opus* of Maulana Jalal al-Din Rumi. My long and sustained efforts are beginning to yield result with this volume which gives the text of the First Book of the *Mathnawi* along with Urdu translation.

Translating the *Mathnawi* is difficult not only because of its volume—there being about 26,000 couplets—but also because of the subtlety of thought involved. No doubt Urdu translations of the *Mathnawi*, both in prose and verse, exist, but they hardly fulfil the aim I have in view: to present the thoughts of Rumi in a simple, direct, lucid style in the modern idiom, without resort to long explanations and annotations. If I have succeeded in my aim in the present volume, I shall try to publish the remaining volumes in due course.

A work that has inspired generation after generation and cast deep and wide influence for seven hundred years, the *Mathnawi* stands today as one of the most outstanding products of Muslim mystical thought. Dictated by Maulana Jalal al-Din Rumi, who was born in Balkh in 604/1207, during the last decade of his life to his pupil Husam al-Din Hasan, the *Mathnawi* is an encyclopaedia of metaphysics, besides being a great mystical and didactic poem. Metaphysical questions have been beautifully answered, often at great length, in the form of stories and parables. Coming at the end of Rumi's life (d. 672/1273), it enshrines the wisdom gained by him during more than half a century of study and esoteric experience.

Rumi's fether, Baha al-Din Walad, being a man of learning and a *sufi* himself, Rumi's first acquaintance with *sufism* must have come from his father. The flight of the family from Balkh, because of the threat of the Mongolian invasion, to Qonya in Turkey by way of important Islamic centres provided Rumi the opportunity of studying other streams of mystical thought. After the death of his father in 628/1230, he became a disciple of Burhan al-Din Muhaqqiq Tirmidhi who paved the way for Rumi's transformation which took place on his meeting the great mystic Shams al-Din Tabrizi in 642/1244. It was Shams al-Din Tabrizi who disclosed to his newest and most promising disciple the mysteries of divine love which is the stepping-stone and a recurring theme of the *Mathnawi*.

The *Mathnawi* sings not only of love which is the essence of creation but deals with a great many questions that we have often asked in our loneliness—questions about our identity, our free will, our place in the world, and the nature of the world itself. People in the aeons to come, as in the aeons past, will continue to ask these questions, and as long as these questions are asked a book like the *Mathnawi* will continue to be a vade-mecum. The *Mathnawi* has been it for so many decades in Muslim countries where Persian is understood, and promises to continue to enlighten many more people who, inspite of the so-called knowledge explosion, are still far from any clearer understanding of the metaphysical problems. I say 'so-called knowledge explosion', because real knowledge according to Islam consists in understanding the eternal truths. And since these eternal truths are sought by men everywhere, the *Mathnawi* has a universal appeal, to which its numerous translations in English and other languages testify.

I hope the present volume will serve to kindle interest in Rumi's teachings in a wider circle and help a better understanding of the problems man has perennially faced. If it does that, my efforts will not have been wasted.

SAJJAD HUSAIN



MATHNAWI RUMI

TRANSLATED BY
QAZI SAJJAD HUSAIN

PRINCIPAL
**MADRESA-E-ALIA
FATEHPURI, DELHI**

Published by:
**SABRANG
KITAB GHAR**
Delhi-6

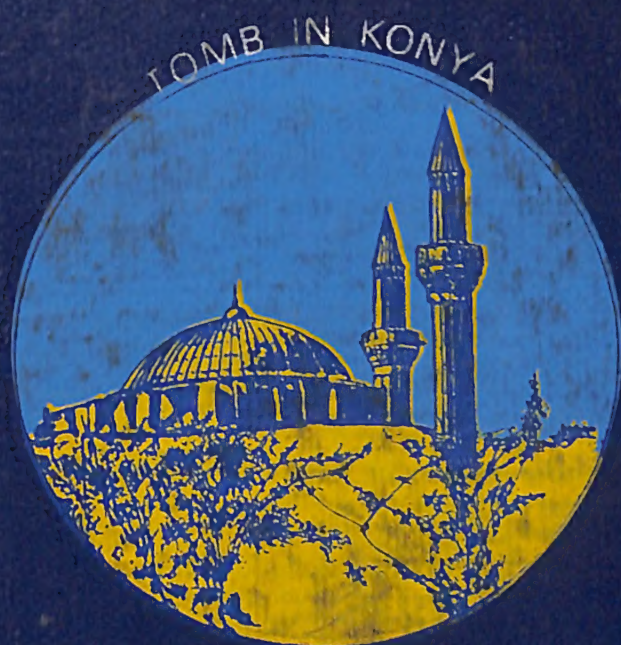
✓ Captain Correlliam -

Back to future - II - Spielberg

✓ Bridget Jones diary

* ✓ Dragon heart

Hard Target



MATHNAWI RUMI

TRANSLATED BY
QAZI SAJJAD HUSAIN

Published by
SABRANG KITAB GHAR

Delhi-6